مرآۃ المناجیح

شرح

مشکوٰۃ المصابیح

مصنف

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی

مکتبہ اسلامیہ ۴۰ اردو بازار لاہور

مرآۃ المناجیح

شرح

مشکوٰۃ المصابیح

مصنف

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمیؒ

مکتبہ اسلامیہ ۴۰ اردو بازار لاہور

marfat.com

نام کتاب ------------ مراۃ المناجیح، شرح مشکوۃ المصابیح

مصنف -------------- حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

صفحات --------------

پروف ریڈنگ ---------- حافظ قاری محمد فیض الرسول سدیدی

کمپوزنگ ------------- دوست ورڈز کمپوزرز

پرنٹر --------------- پیر بھائی پرنٹرز

ناشر --------------- مکتبہ اسلامیہ -40 اردو بازار لاہور

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکمل لاہور ریٹ پر
مکتبہ سعیدیہ رضویہ
نیو الٰہی مارکیٹ فوارہ چوک گجرات

marfat.com

الصلوٰۃ والسلام علیک

یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم

خوشنویس: اعجاز احمد ساقی، مکتبہ اسلامیہ لاہور

marfat.com

فہرست مضامین
مراۃ المناجیح ـــــ جلد ہشتم

مضمون	صفحہ
باب فضائل سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ	21
حضور انور کعبہ، عرش، قرآن مجید سب سے افضل ہیں حضور کا چہرہ اثر کو صحابی بنا دیتا ہے جب حضور نے مکہ معظمہ سے ہجرت کی تو مکہ میں رہنا مسلمانوں کو حرام ہو گیا	21
قرآنی آیات کا مکی مدنی ہونا حضور انور کے مکی مدنی ہونے پر ہوا	21
حضور کے بعد حضرت ابراہیم کا درجہ ہے پھر موسیٰ علیہ السلام کا پھر خاموشی بہتر ہے	21
حضور کا سرا نسب از آدم تا عبداللہ کفر و زنا سے پاک ہے	22
حضرت ابراہیم کے والد تارخ ہیں والدہ متلی بنت نمر ہیں والد اور آپ میں فرق	22
حضور نور ہیں آپ کی نسل بھی نوری ہے ناری نہیں قرآن مجید سے ثبوت قریش کے عجیب معانی	22
حضور کا نسب عدنان تک حضرت اسمٰعیل جناب اسحاق سے افضل ہیں	23
حضور عالم کی پناہ اور دافع البلاء ہیں	24
حضور کے بعد سب سے پہلے حضرت صدیق کی پھر جناب فاروق کی قبر ہی کھلے گی	24
حمد کا جھنڈا حضور کے ہاتھ ہوگا	24
آدم اور اولاد آدم حضور کے جھنڈے تلے ہوں گے	24
(۹۰ فیصد) اولیاء حنفی ہیں یہ مذہب اولیاء ہے دروازہ جنت کھلوانے کا نظارہ	24
نوح علیہ السلام پر صرف اسی آدمی ایمان لائے، عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت شان نبوت سے نہ آئیں گے جیسے موسیٰ علیہ السلام جناب خضر کے پاس	25
حضور کی محبوبیت ذکر کثیر قرآن زندہ جاوید معجزات ہیں	27
قرآن فصاحت و بلاغت میں علماء کے لئے اور سوز و گداز و غریبہ کے لحاظ سے عوام کے لئے معجزہ	27
سارے نبی حضور کے امتی ہیں	28
حضور ساری مخلوق کے نبی ہیں اس کا مطلب	28
حضور کے سامنے ساری زمین ہے اور حضور اس میں تصرف فرما رہے ہیں	31
توریت میں حضور کی شاندار نعتیں، شاہد کے نفیس معانی بشیر و نذیر	33
عبد اور عبدہ میں فرق	34
مذہب حق کی پہچان سارے مسلمان کبھی گمراہ نہ ہوں گے	36
حضور ذاتاً" نسباً" صفاتاً" ہر طرح اعلیٰ و اشرف ہیں، شعب قبیلہ فخذ بطن میں فرق	37
حضور پیدائش آدم سے پہلے بھی ہیں اور جسمانی نبوت اور روحانی نبوت میں فرق انسانیت کی ابتداء	38
میلاد نبی بہ زبان نبی	39
میں بشارت مسیح دعا خلیل ہوں	39
بوقت ولادت جناب آمنہ سے اور ظاہر ہوا جس سے شام کے محل ظاہر ہو گئے بوقت ولادت فرشتہ جناب آمنہ کے پاس آیا	39
حضور کے معجزات چھ قسم کے ہیں	40
سید کے معنی مشکل کشا حاجب دافع بلا ہیں	40
لواء الحمد کے معانی قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہے چار گھنٹے ہیں حساب باقی وقت میں حضور کی حمد ہو گی	41
کلیم اللہ اور حبیب اللہ کے کلام میں فرق، روح اللہ اور کلمۃ اللہ کے عجیب معانی	42
حبیب، خلیل، کلیم، روح اللہ اور صفی اللہ میں انیس طرح فرق	43
فقیر الی الخلق اور فقیر الی الخالق میں	

marfat.com

مضمون	صفحہ
نفیس فرق	44
حضور اول بھی ہیں آخر بھی	
نفیس تحقیق	45
قیامت میں بیوؤں کو عزت متقیوں کو	
بشارت مجرموں کو معافی حضور کے	
ذریعہ ملے گی	46
میدان محشر میں سب ننگے جائیں گے	
حضور انور اور خاص خدام لباس	
پہنے ہوئے	47
اخلاق محمدی کی کچھ جھلکیاں	49
حضور کی نعتیں جو توریت میں تھیں	
عفو اور غفر میں فرق	50
حضور عفو بھی ہیں غفور بھی، حضور	
پیدا ہوئے مرہ میں مگر آئے سارے	
جہان میں جیسے سورج	50
چوتھے آسمان پر ہے مگر طلوع	
ہوتا ہے سارے جہان پر	51
حضور کی خلافت مدینہ اور عراق میں	
اور ملک شام میں امیر معاویہ کی	
سلطنت کی خبر توریت میں	51
روضہ اطہر میں چار قبریں یہ ہوں گی	
ان کی ترتیب	51
حضور کی نبوت اور دوسرے نبیوں کی	
نبوت میں فرق وہ چراغ تھے حضور	
سورج ہیں حضور ساری زبانیں	
جانتے ہیں حتی کہ جانوروں	
پتھروں کی بھی	52
روحانیت میں بھاری پلہ اونچا ہوتا ہے	55
حضور پر قربانی فرض ہے زکوۃ فرض	
ہیں انس کی وجہ حضور کے لئے	

مضمون	صفحہ
ارکان اسلام چار ہیں نماز میں	
چھ فرض ہیں	56
حضور کے ام اور حبہ شریف	56
حضور کے نام ایک ہزار ہیں سب نام	
مشتق ہیں پہلے حضور ہی کا نام محمد ہوا	
رب نے اپنے تیس نام حضور	
کو دیئے	56
حضور کے تین نام حمد سے بنے ہیں	57
حضور حامد، محمود، طالب مطلوب	
مرید مراد سب کچھ ہیں	57
اللہ محمد دونوں ناموں میں مناسبت	58
داڑھی مبارک کی حد	59
مہر نبوت کی تحقیق	59
حضور انور کا حلیہ شریف	62
جناب عبداللہ مدینہ منورہ میں پیدا	
ہوئے ام سلیم اور ام حرام کی بہن	
نے آپ کو دودھ پلایا وہاں ہی	
پرورش پائی	67
جسے حیاء بہت ہوتی ہے اسے پسینہ	
بہت آتا ہے	67
حضور کا پسینہ خوشبودار اور	
دافع البلاء تھا	67
ملاحت اور سباحت میں نفیس فرق	
یہ دونوں حسن کے ام ہیں	69
عورت اجنبی مردوں کی نعت یا	
تلاوت نہ سنائے	71
چہرہ انور دیکھنا قرآن دیکھنے سے افضل	
ہے، قبر میں چہرہ دکھایا جاتا ہے نہ کہ	
قرآن یا کعبہ	72
چاند اور چہرۂ انور کے حسن میں نفیس	

مضمون	صفحہ
فرق حسن یوسف سے ہاتھ کٹے نہ کہ	
چاند کے حسن سے	
بچے کے ام صبی، غلام رضیع، خلیم	72
وغیرہ	
حضور کے اخلاق و خصلتوں کا بیان	75
حضور کے ہاتھوں کا دھرون شفاء ہے	77
حضور کے اخلاق	
شارح کا عجیب خواب خلوت صوفیہ	82
اور خلوت شرعیہ میں عجیب فرق	
حضور انور نے بعض کفارہ پر بددعا	83
کیوں کی اور لیس لک کے معنی	
حضور انور ہر چیز رب سے سیکھ کر	84
آئے	90
کیا حضور کے کپڑوں بدن میں	
جوں پڑتی تھی	90
حضرت ابراہیم کی دایہ اور ان کے	
خاوند کا نام اور مقام	94
اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے یہ	
حدیث موضوع ہے مخلوط مال والے	
سے قرض ہدیہ لینا جائزہ ہے	94
قرض اور دین میں فرق ان کے	
احکام سلطان خلیفہ اور خلیفہ راشدین	
میں فرق	95
امیر معاویہ سچے سلطان اسلام میں ان	
کا ذکر توریت میں ہے (ملکہ بالشام)	97
وحی کی ابتدا کس طرح ہوئی اور	
حضور کی بعثت، وحی اور بعثت	
کے معنی وحی کے اقسام	104
کلمہ اور خلفاء کے نام میں	
بارہ صرف ہیں	101

marfat.com

مضمون	صفحہ
خیر القرون قرنی ہیں قرنی کا نکتہ	101
خلفاء راشدین کی تاریخ وفات	101
بزرگوں کے چلے مشتین ترک حیوانات کا ثبوت، حضور نزول قرآن سے پہلے عارف باللہ عابد تھے	104
مانابقاء کے نفیس معنی پہلی نزول پر حضرت جبریل کو مشقت پہنچی کہ حضور کو بلغ کے معنی	105
بسم اللہ سورۃ کا جز نہیں، نزول اقراء پر حضور کو کس چیز کا خوف ہوا	105
کیا ورقہ صحابی ہیں، حضور پہلے ان کے پاس کیوں گئے	106
وحی کے وقت فرشتے کی پہچان نبی کے لئے ضروری ہے کبھی فرشتے عورتوں کی شکل میں نہ آئے لڑکوں کی شکل میں ایک بار آئے حضور پر شدت صرف تبلیغی وحی میں ہوتی تھی، پہلی تبلیغ کعبہ میں ہیں بلکہ صفا پہاڑ پر ہوئی	109
انس کی بہت نفیس وجہیں حضور برزخ کبریٰ خالق و مخلوق کے درمیان	111
حضور کی پہچان سارے ارکان ایمان سے پہلے ہے پہلی تبلیغ کے مسائل	111
ابی ابن خلف کو حضور نے اپنے ہاتھ شریف سے قتل کیا بدر کی وجہ تسمیہ امیہ ابن خلف کی لاش ریزہ ریزہ ہوگئی	114
حضور کا دانت عتبہ نے شہید کیا اس کا ہر دانت ٹوٹا ہوا رہا	117
نبوت کی پہلی آیت اقراء ہے رسالت کی پہلی آیت یاایہاالمدثر	119
غار حراء میں حضور نے دوبار اعتکاف کیا، پہلی بار چھ ماہ کا دوسری بار ایک ماہ کا	119
نماز تہجد کب آئی باب علامات نبوت حضور کبھی نہ کھیلے اور لعب مع البیان کا شق صدر اور شرح صدر کہاں ہوا	120
پتھر حضور کو سلام کرتا تھا وہ پتھر کون سا ہے	121
شق القمر کا عجیب واقعہ اور یوں واقعہ ہو چکا قرآن سے ثبوت	122
قیامت کے سارے کاروبار عربی میں ہیں، حضرت صالح و جرجیس علیہما السلام حضرموت میں ہوئے یہ جگہ اولیاء کا شہر ہے	126
ام حرام کی حدیث اور امیر معاویہ کی عظمت	128
غزوہ روم امیر معاویہ کی سلطنت میں ہوا یزید ابن معاویہ جرنیل تھا	129
ہرقل اور ابو سفیان کی حدیث	133
حضور سے پہلے کسی نے جھوٹا دعویٰ نبوت نہیں کیا بعد میں جھوٹے دعوے کئے	135
معراج کا بیان	137
معراج کے معانی اور معراج کتنی بار ہوئی جسمانی معراج کب ہوئی	137
معراج رات میں کیوں ہوئی	142
ہر نبی کا حوض علیحدہ ہے حضور کا حوض کوثر ہے ہر نبی کا براق علیحدہ ہے حضور کا براق الگ، براق جنت میں کیوں پہنچا	142
نبی کی رفتار براق سے تیز ہے	142
دروازہ معراج بیت المقدس کے مقابل ہے	143
معراج کا دروازہ صرف حضور کے لئے تھا اس دروازے پر پہرے دار نے سوال کیوں کئے	143
خود رب حضور کے ساتھ تھا اس نے حضور کا استقبال کیا	143
حضرت عیسیٰ و یحییٰ کا رشتہ	143
انبیاء کو موت فنا نہیں کرتی ان کی وفات جلوہ کی تبدیلی ہے	143
معراج میں انبیاء مختلف آسمانوں پر کیوں رہے، صالح کے نفیس معانی	144
رب کے دیدار کی موسیٰ علیہ السلام کا رونا کیوں تھا	144
ہر آسمان پر حضرت جبرئیل نبی کا نام کیوں بتاتے تھے حضور پر استغراق کا عالم طاری تھا سدرۃ المنتہیٰ کی وجہ تسمیہ	144
حضور نے بیت المعمور میں فرشتوں کو نماز پڑھائی	146
قوم موسیٰ علیہ السلام پر دو نمازیں فرض تھیں موسیٰ علیہ السلام نے پچاس نمازیں پانچ کرائیں اس کی حکمتیں	146
معراج میں سواریوں کی تفصیل کہ براق، رفرف کہاں تک لے گئے	149
سارے نبی حسین اور خوش آواز تھے	150

marfat.com

مضمون	صفحہ
حضور کے چہرے میں درد نظر آتے تھے کسی کو حضور کا حسن کما حقہ نہیں دکھایا گیا' بخلاف حسن یوسف	150
کلیم سے کلام خلوت حبیب کو بتا دیا مگر حبیب سے کلام خلوت کسی کو نہیں بتایا	150
آب زمزم دوسرے پانیوں سے افضل ہے	154
سدرہ کے ہر پتہ پر فرشتوں کی فوجیں بزرگ انسانوں کی روحیں ہیں	57
سورۂ بقر کی آخری آیات معراج میں دیئے جانے کا مطلب	157
معراج کے سویرے کفار کا بیت المقدس کی علامات پوچھنا حضور کا دیکھ کر بتانا اس کی وجہ	159
معجزات کا بیان	160
معجزہ' کرامت' ارہاص معونت اور استدارج میں فرق	160
صادق اور صدیق میں فرق	160
غار ثور میں حضرت صدیق کو اپنا خوف نہ تھا حضور کا خوف تھا	160
غار ثور کے واقعہ سے حضرت صدیق کے فضائل ثلث ثلثہ اور ثالثہم میں کیا فرق ہے	161
حضرت صدیق تاقیامت حضور کا پہرہ دے رہے ہیں	163
ان معی ابی اور انا اللہ معنا میں بہت نفیس فرق	163
حضرت سراقہ کا عجیب واقعہ اور حضور کا نہیں کسریٰ کے کنگن دینا	163
علماء حقانی کا کسی چیز کو مان لینا اس کی حقانیت کی دلیل ہے ابن سلام کا قبول ایمان	165
حضور کا بدر میں ہر کافر کے قتل گاہ کا نشان اور جگہ بتانا	168
حضور کے لعاب کے دس معجزے	171
حضور کے عادۃ نہ کھانے اور عبادۃ نہ کھانے میں فرق	172
حضور جابر کے گھر حضور کی دعوت اور سرکار بغیر اجازت بہت لوگوں کو کیوں لے گئے نفیس بحث	173
عصاء موسوی سے بارہ چشمے پانی کے پھوٹے مگر حضور کے لعاب سے روٹیوں بوٹیوں شوربے کے چشمے پھوٹے	174
حضرت عمار کو باغی جماعت قتل کرے گی	174
حضور کی انگلیوں کا پانی زمزم سے افضل ہے	176
بوڑھی عورت کا پانی لیا صحابہ کو پلانا	178
صحابہ نے خود اس کا پانی کیوں نہ لیا حضور نے کیوں لیا	178
درختوں کا حضور کے پیچھے آنا' درخت حضور کی زبان کو سمجھتے ہیں	179
غزوہ موتہ میں شہداء کی خبر موت مدینہ میں دینا	181
غزوہ حنین میں حضور کی شجاعت	182
نبی کے خیال پر جادو کا اثر ہو سکتا ہے وہ بھی دنیاوی کاموں میں	188
حضور پر جادو کا اثر چالیس دن رہا	188
مسحور اور مطلوب میں فرق	188
وہابیوں خارجیوں کی اصل حضور کا بے ادب تمیمی	190
خوارج قرآن بہت پڑھیں گے	191
شرک کے فتوے خوارج سے نکلے	192
ترجمہ قرآن ابو جہل بھی جانتا تھا مگر کافر تھا	192
جناب ابوہریرہ کو قوت حافظہ کی عطا	194
حضرت جریر کو قوت قلبی ہدایت کی عطا	195
1965 کی بھارتی حملہ میں حضور انور اور صحابہ کرام و اولیاء اللہ کی مدد پاکستانیوں پر کرم	198
حضور سے بارش نہ آنے اپنے فقر و فاقہ کی شکایت کرنا	199
حضرت سلیمان کے قبضہ میں ہوا دی گئی حضور کے قبضہ میں ساری خدائی کردی گئی بارش کا واقعہ	200
ستون حنانہ کیوں رویا تھا	201
ذکر کی محرومی سے یا حضور کے فرق میں	201
حضور کے عاشق دونوں جہاں حضور کے بے دیکھے عاشق کروڑوں حسن یوسف پہ مصری عورتوں کی اونگلیاں کٹیں جس محمد پر سرکٹ رہے ہیں	201
موت کو وفات کیوں کہتے ہیں اور کافر مومن محبوب کی وفات میں نفیس فرق	203

marfat.com

مضمون	صفحہ
کھجوروں کے ڈھیر کے گرد طواف قبر کا طواف	203
بزرگوں کے قدم میں برکت ہے	204
اپنے بچوں کو بزرگوں کا غلام بنانا اس کی برکت	205
کھانا سامنے رکھ کا فاتحہ پڑھنا	207
کھانے پر دس دس کو کیوں بٹھایا سب کو کیوں نہیں	207
تین پانی بہت افضل ہیں آب زمزم اور گنگا جل میں فرق کی وجہ	208
شعب تعرس میں حضور کی آنکھ کیوں نہ کھلی فجر کیوں قضاء ہو گئی،	210
کلمہ گو کون ہے	210
حضور کی طرف سے عبادات حضو کو سلام کہلوانا	213
کھانا سامنے رکھ کر قرآن پڑھنا دعا کرنا	214
کیا بیع بالشرط درست ہے	215
مصر سے حضور کے دو رشتہ ہیں	217
بارہ منافقوں کا حضور پر حملہ	218
بحیرہ راہب کا عجیب واقعہ	220
حضور تمام نبیوں ان کی امتوں کے بھی رسول ہیں	220
اولیاء اللہ حقانیت دین کی دلیل ہیں	220
معراج میں براق حضور کی عزت افزائی کے لئے تھا	222
حضور ساری مخلوق کی بولیاں سمجھتے ہیں فریاد رس مشکل کشا دافع بلا ہیں جانوروں کے فیصلے حضور کے ہاں ہوتے ہیں	223
حضور سوتے میں بھی سلام لیتے تھے	224
رب درختوں کو آپ کی سلامی کے لئے بھیجتا تھا	224
کسی صحابی کو تابعی کے ذریعہ ایمان ملا اور کسی صحابیہ کو بھیڑیئے کے ذریعہ حضور نے خیبر میں زہر آلودہ گوشت کیوں کھالیا عجیب حکمتیں	230
حضور کا وہ گوشت کھانا ایسا ہے جیسے حضرت ابراہیم کا ذبح فرزند	230
حضور کا نماز میں اپنے خادم کو اور صحابہ کا حضور کو دیکھنا	233
تم کو کوئی عمل نہ کرنا مضر نہیں اس کا مطلب برکت اور کثرت میں عجیب فرق	233
ہجرت کی رات صدیق کی جان نثاری	235
حرم کے کبوتری کی نسل سے ہیں	236
حضور یہود خیبر کی اصل نسل سے خبردار ہیں پھر آپ پر گوشت کا زہر کیسے چھپتا	237
کل کون کافر کہاں مارا جائے گا کفار کی لاشوں سے خطاب	240
وضع حدیث اور روایت بالمعنی میں فرق	241
میت کے گھر کھانا کھانے کا حکم، فاتحہ وغیرہ کس مال سے کی جائے	243
حضور نے کبھی مشتبہ چیز نہ کھائی اور مخلوط والے کی کمائی سے دعوت جائز ہے	244
ہجرت میں چار صاحب تھے حضور صدیق، عامر ابن فہیرہ اور ام معبد کی بکری کا دودھ کس کی ملکیت تھا نفیس تحقیق	245
حضور کے معجزات تین قسم کے ہیں بعض تاقیامت موجود ہیں دیکھے جا رہے ہیں	246
کرامات کا بیان	246
حضور کے معجزات غوث پاک کی کرامات عالمگیر اور بہت ہی زیادہ ہیں	246
اصحاب صفہ کی تعداد اور ان کے بعض مشہور صحابہ	249
مہمان کی وجہ سے روزہ نفل اور قسم توڑ دینا	250
بعد وفات کرامات کا قبر سے ظہور	251
حضور انور کا غسل کیسے ہوا حضرت خضر صحابی رسول اور اپنے وقت کے نبی ہیں	251
مصیبت میں حضور کا نام کام آتا ہے مولیٰ رسول اللہ جو لوگ مصیبت میں پیر کو یاد کرتے ہیں ان کی دلیل اپنے اپنے کو اللہ کا بندہ کیوں نہ کہا بعض اولیاء عام جانور ایمان و اعمال کی خوشبو دور سے محسوس کر لیتے ہیں	252
حضور کی قبر دافع بلا ہے آسمان کے نیچے ننگے سر دعا کرنے کا ثبوت	253
مروان ابن حکم کے حالات	256
حضرت عمر نے مدینہ سے ساریہ کو پکار کر ان کی مدد کی مدینہ سے دل کی قوتیں	257
فرشتوں کا حج روضہ اظہر پر روزانہ دوبار ہوتا ہے	258

marfat.com

مضمون	صفحہ
(مرض وفات، دفن کے دن اور غسل وغیرہ کے عجیب حالات)	260
حضور نے پہلے مدینہ منورہ میں کتنے صحابہ مدینہ پہنچ گئے تھے	259
سورۂ اعلیٰ مکیہ ہے یا مدینہ نفیس بحث	259
شہداء احد پر نماز جنازہ	261
مومن مرکر حضور کے پاس بھرے گھر میں پہنچتا ہے	261
تمام عالم کے ایمان کی نبض پر حضور کا ہاتھ ہے حضور ہر ایک کے درجہ ایمان سے خبردار ہیں	262
حضور مدینہ سے حوض کوثر کو دیکھتے ہیں ملک وملکوت کی چابیاں حضور کو عطا ہوئیں، جو جسے ملے گا حضور سے ملے گا	262
حضور کی نظر سے نظر قدم شریف سے سر لعاب سے لعاب ملنا اللہ کی بڑی نعمتیں ہے	263
حضور کی وفات پر حضور فاطمہؓ کی بے قراری نوحہ نہ تھی عبادت تھی	265
دنیا میں پانچ شخص بہت روئے ہیں	265
حضور کی آمد کی خوشی میں بچوں کا گانا حبشیوں کا کودنا	266
دفن کے وقت صحابہ میں تبدیلی کیسی پیدا ہوئی	267
اپنے گھر میں دفن ہونا حضور کی خصوصیت ہے، مسجد میں دفن ممنوع ہے	267
ترمذی کا ضعف حدیث	
حضرت صدیق کو مفر نہیں	267
حضور کی تجہیز وتکفین دفن وغیرہ حضرت صدیق کے حکم سے ہوئی	267
حضرت صدیق کی وفات حضور کی وفات کی طرح ہوئی فنافی الرسول	268
وفات کے قریب کاغذ منگانا اور حضور کیا لکھوانا چاہتے ہیں	270
کاغذ طلب کرنے پر صحابہ کے اختلافات کی نوعیت کیا تھی	271
اھجرا استفصوہ کی نفیس توجہات	271
جناب ام ایمن کے حالات	272
حضرت فاطمہؓ کو اپنی اور ان کی وفات کی خبر دینا	275
وفات پر خوشی عرس کا ثبوت	275
فتح مکہ کے دن ایمان لانے والے یہ حکم قرآن سچے پکے مومن ہیں تعداد انبیاء اور تعداد صحابہ یکساں ہے	275
درد حضور کے سر میں ہوا اثر عائشہ صدیقہ پر پڑا جس امتی کو حضور یاد کریں وہ تڑپنے لگتا ہے	276
حضرت صدیق کی کفالت من جانب اللہ ہے حضور نے انہیں اپنا جانشین عملی طور پر کردیا تھا	276
صرف جمہوریت لعنت ہے	277
نبی کو نیند وضو اور ان کی موت نکاح نہیں توڑتی اس لئے وہ اپنی مرحومہ بیوی کو غسل وکفن دے سکتے ہیں اور اس کے برعکس حضرت علیؓ کی خصوصیت	277
مرض وفات میں رب کی مزاج پرسی حضور کی خصوصیت ہے	279
تین دن رب کی مزاج پرسی کا حکم	280
حضور کے گھر میں فرشتے بغیر اجازت نہیں آسکتے	280
وفات کے وقت صرف حضرت عائشہ موجود تھیں نہ جناب فاطمہؓ تھیں نہ کوئی اور لہٰذا فاطمہؓ سے ملک الموت کی گفتگو کی روایت غلط ہے اللہ آپ کا مشتاق ہے اس کا مطلب حضور کی تعزیت پہلے فرشتوں نے کی پھر حضرت خضر نے	281
حضور کا متروکہ مال نہ قابل میراث ہے نا قابل وصیت	282
چار زمینیں حضور کی ملک تھیں	283
تاقیامت حضور کے نوکروں کو حضور کے ہاں سے تنخواہیں ملتی رہیں گی	283
کیا حضرت سلیمان جناب داؤد کے مال کے وارث ہوئے مال نسب سے وراثۃ کمال نسبت سے ہے	283
جلالی نبیوں کی آنکھ کی ٹھنڈک قوم کی ہلاکت تھی حضور کی آنکھ کی ٹھنڈک قوم کی ہدایت ہے	284
قریش کے فضائل	285
قریش کے معنی اور نضر ابن کنانہ کی اولاد قریش ہے	285
خلافت سلطنت اور خلافت راشدہ غیر راشدہ میں فرق	286
کیا خلافت قریش میں ہے بارہ خلفاء کون ہیں جن کے زمانہ میں دین	

marfat.com

مضمون	صفحہ
غالب رہے گا اس سے کے بارہ امام مراد نہیں ہوسکتے	287
گیارہویں شریف کا تبرک سیدوں کو کھلانا بہتر ہے	289
بنی امیہ کو ناپسند فرمانے کے معنی	291
مختار ابن عبیدہ مرتبد ہو کر مرا	292
حجاج نے ایک لاکھ بیس ہزار کو باندھ کر قتل کرایا، اور پچاس ہزار مقابلہ میں شہید ہوئے	292
جنت معلی کی قبریں کشف سے بنائی گئی ہیں حتی کہ بی بی خدیجہ کی قبر	297
طفیل دوسی کی پیشانی چمکادی	300
حضور کا متروکہ مال نہ قابل میراث ہے نا قابل وصیت	282
چار زمینیں حضور کی ملک تھیں	283
تاقیامت حضور کے نوکروں کو حضور کے ہاں سے تنخواہیں ملتی رہیں گی	283
کیا حضرت سلیمان جناب داؤد کے مال کے وارث ہوئے مال نسب سے وراثت کمال نسبت سے ہے	283
جلالی نبیوں کی آنکھ کی ٹھنڈک قوم کی ہلاکت تھی حضور کی آنکھ کی ٹھنڈک قوم کی ہدایت ہے	284
قریش کے فضائل	285
قریش کے معنی اور نضر ابن کنانہ کی اولاد قریش ہے	285
خلافت سلطنت اور خلافت راشدہ غیر راشدہ میں فرق	286
کیا خلافت قریش میں ہے بارہ خلفاء کون ہیں جن کے زمانہ میں دین	

مضمون	صفحہ
غالب رہے گا اس سے کے بارہ امام مراد نہیں ہوسکتے	287
گیارہویں شریف کا تبرک سیدوں کو کھلانا بہتر ہے	289
بنی امیہ کو ناپسند فرمانے کے معنی	291
مختار ابن عبیدہ مرتبد ہو کر مرا	292
حجاج نے ایک لاکھ بیس ہزار کو باندھ کر قتل کرایا، اور پچاس ہزار مقابلہ میں شہید ہوئے	292
جنت معلی کی قبریں کشف سے بنائی گئی ہیں حتی کہ بی بی خدیجہ کی قبر	297
طفیل دوسی کی پیشانی چمکادی	300
مرتے ہی سب کی زبان عربی ہو جاتی ہے	300
مناقب صحابہ	301
صحابہ کی افضلیت کی ترتیب کوئی صحابیہ فاسق نہیں	301
صحابہ کے طفیل جہاد میں فتح	303
تابعی ہونے کے لئے صحابیہ کی دراز صحبت ضروری ہے سارے تابعی ثقہ نہیں وفات یافتہ بزرگوں سے توسل	338
صحابہ، تابعی، تبع تابعین کے زمانوں کی حدود	304
جماعت کے ساتھ رہو	306
پاک پتن شریف کے بہشتی دروازہ کی اصل حدیث و قرآن سے جو مجھے بغیر دیکھے ایمان لائے مبارک ہے	306
مدینہ کے گلی کوچوں وہاں کے کتوں سے محبت، حضرت امیر ملت کا واقعہ	307
صحابہ کے بدگو قتل کا مستحق ہے	307

مضمون	صفحہ
رفض کی ابتدا ماہ حیدری میں ہوئی روافض کا نام لے کر پیش گوئی	309
ابوبکر صدیق کے فضائل آپ کا حلیہ نسب وغیرہ	310
حضرت عائشہ کا حضور سے نکاح	
اولاد کی قربانی	311
حضرت صدیق کے دو گھر تھے	311
کھڑکیف مسجد میں حضرت علیؓ کی رہی یا ابوبکر صدیق کی	311
خلت ابراہیمی اور خلت محمدی میں فرق	312
حضرت علی چار یار اور پنجتن میں شامل ہیں اور آپ کی خصوصیات	315
خریداری بلال کا واقعہ	315
کس محبت میں کون زیادہ پیارا ہے	316
امامت صدیق کی حکمتیں	317
عابدوں عاشقوں عارفوں کی عبادات میں فرق	318
بعض شیخ صدیقی حضرات کو سانپ نہیں کاٹتا اور ان کے پاؤں کے انگوٹھوں میں تل ہوتا ہے	322
اب ہر ظاہری باطنی مالوں کی زکوٰۃ خود مالک دے	322
ابو قحافہ کے ساتھ صدیق کا بت خانہ جانا اسے مارا آپ کے ماں کا ولادت کے وقت غیبی آواز سننا کہ یہ صدیق عتیق رسول اللہ کا رفیق ہے	323
مناقب حضرت عمر	323
لفظ عمر کے معنی اکیس آیات آپ کی رائے کے مطابق آئیں وفات عمر شریف	323

marfat.com

مضمون	صفحہ
بار گاہ عالی میں اونچی آواز کرنے کی ناجائز صورت کیا ہے	325
قمیص کی تعبیر دین سے کیوں دی جاتی ہے	327
عالم مثال خواب کی حقیقت دودھ کی تعبیر علم سے کیوں ہے	327
کون صحابیہ کس علم کا سرچشمہ ہے علم کے دس حصے ہیں نو حصے حضرت عمر کو ایک سارے جہان کو	32[illegible]
سب طالب اسلام ہیں حضرت عمر مطلوب اسلام حضرت عمر کے اسلام لانے کا واقعہ	330
حضور نے معراج سے پہلے ہی مسلمانوں کو نمازیں پڑھائیں حضرت عمر کو فاروق کا خطاب کب ملا	331
حضور کے سامنے دف بجانے کی ذر اس دف اور آکل کے گانے بجانے میں فرق	332
حضرت عمر کی تشریف آوری سے دف بند کیوں ہوگئی حضرت عائشہ وسودہ کا ایک دوسرے کے منہ سے حلوہ مل دیا	333
عید میلاد عید معراج کا ثبوت	333
عام عورتوں اور ازواج پاک کے پردہ میں فرق	335
بدر کے قیدیوں سے فدیہ لینے کی نفیس توجیہ، حضرت عمر کے اسلام پر احسان	336
دنیا میں چار انتخابات بہت شاندار ہوئے	337
کرامات فاروق اعظم	340
قابل دید عجیب کرامات	340
(قریب قیامت شیر بکری ایک جگہ پانی پئیں گے)	342
ابوبکر و عمر جنتی جوانوں، ادھیڑوں کے سردار ہیں اے علی ان سے نہ کہنا، عقلی علوم بتائے جاتے ہیں، کشفی علوم اکثر چھپائے جاتے ہیں، حضور کو سب کے وقت وفات جاء وفات کی خبر ہے	344
ابوبکر و عمر کان اور آنکھیں ہیں اس کی چار عجیب شرحیں ہیں	346
حضور آسمان و زمین کے بادشاہ ہیں اس لئے آپ کے دو وزیر آسمان میں ہیں دو زمین میں	346
میثاق عرش پر لکھا ہے وزیر ابوبکرؓ و عمرؓ	347
اس عالم میں وزنی پلہ اونچا ہوتا ہے، ہلکا نیچا	347
خلافت راشدہ اور ملوکیت میں فرق امیر معاویہ کی سلطنت کا	348
ذکر پچھلی آسمانی کتب میں تھا وملکہ بالشام	348
حضور آسمان کے ہر تارے زمین کے ہر شخص کے ہر عمل سے خبردار ہیں	348
حضرت صدیق کی غار ثور کی ایک نیکی تمام جہان کی تمام نیکیوں سے بڑھ کر ہے	349
حضرت عثمان کے مناقب آپ کے حالات شریفہ	349
قیامت میں حضرت عثمان کا حساب نہ ہوگا، ان کی شرم کی وجہ سے کس غزوہ میں کتنے غازی صحابہ شریک ہوئے تبوک کے حالات	350
حضرت عثمان نے تبوک میں کل چندہ دیا انہیں کوئی کام مضر نہیں اس کا مطلب	352
کفار مکہ نے حضرت عثمان کو عمرہ کرنے کے لئے کہا آپ نے نہ کیا	353
بیر رومہ پینتیس ہزار درہم میں خریدا	355
مسجد حرام اور مسجد نبوی دونوں میں حضرت عثمان کی زمین شامل ہے	356
حضور کے قدم پڑھنے سے احد پہاڑ کو وجد آگیا قرآن میں سوز وگداز مکی مدنی ہوتا، حضور پر نازل ہونے سے ہوا، صوفیا کا وجد اور حال	356
جیسے جلوسوں ہڑبونگ کی وجہ سے سلطان سلطنت نہ چھوڑے	357
کبھی ذکر اللہ کفر بھی ہوتا ہے	360
دنیا میں کسی کے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں نہ آئیں سوائے حضرت عثمان کے	360
اپنی شہادت کے وقت اپنے غلاموں کو بھی جنگ کی اجازت نہ دی	361
جس قرآن پر خون عثمانؓ کے دھبے ہیں وہ آج موجود ہے	362
خلفاء ثلثہ کے فضائل	362
وجد والے صوفیاء سے ضبط والے صوفی افضل ہیں	363
بوقت امتحان دفعیہ کی دعاء کرو	364
صالح کے معانی اور صلاحیتوں	

marfat.com

مضمون	صفحہ
میں عجیب فرق	365
مناقب حضرت علیؓ	365
آپ کا نام اور القاب	365
تبوک میں بابت علی خلافت بلافصل کی دلیل نہیں بن سکتی	366
فتح خیبر کے لئے حضرت علیؓ کے انتخاب کی حکمتیں آپ کی آنکھیں پھر کبھی نہیں دکھیں	368
خیبر میں اولاً حضرت صدیق نے جنگ کی پھر حضرت عمر نے پھر حضرت علی نے آپ پر فتح ہوئی	368
خیبر کا دروازہ اکھیڑنا اسے ڈھال کی طرح استعمال فرمانا	368
حضرت علیؓ سردی کے کپڑے گرمی میں گرمی کے سردی میں پہنتے تھے لعاب کے بعد	369
من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے معنی	369
لا یودی عنی الا انا او علی کی نفیس تحقیق	370
محبوبیت کے اقسام اور حضرت علی کس محبت میں سب سے بڑھ کر ہیں علی دروازہ علم ہیں اور کون صحابی کس علم کے دروازہ ہیں	372
علیؓ علم کا دروازہ ہیں ابوبکرؓ بنیاد عمرؓ دیوار عثمان چھت	372
بحالت جناب مسجد نبوی میں گزرنا تمام کے نزدیک حرام ہے	373
وفات کے قریب حضرت علیؓ کا دروازہ مسجد کی طرف بند کر دیا گیا صرف صدیق کا باقی رہا، حضرت علیؓ مثل عیسیٰ علیہ السلام کے ہیں	373
نصیری لوگ حضرت علیؓ کو خدا کہتے ہیں	375
غدیر خم کا واقعہ، مولیٰ کے معنی مولیٰ بمعنی خلیفہ یا سلطان کبھی نہیں	
آ تا اللہ مولا بوقت نکاح حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کی عمریں	376
حضرت علیؓ کی وہ خصوصیت جو کسی مخلوق کو حاصل نہیں اور سلام اجازت کا جواب دینا ضروری	
نہیں سلام کے اقسام	377
عشرہ مبشرہ کے فضائل	379
خلافت کی صورتیں	379
حضرت عثمانؓ خلیفہ کیسے بنے	380
حضرت طلحہ نے حضورؐ کی حفاظت کرتے ہوئے 80 زخم کھائے	380
حضرت زبیرؓ کے عجیب حالات	381
پہلا تیر کفار کب چلا اور کس نے چلایا	382
ابوعبیدہ ابن جراح کے عجیب حالات	383
تین شخصوں کے متعلق قرآن نے کہا وہ جاہلیت میں بھی بت پرستی سے بچے رہے	385
حضرت سعد ساتویں مومن ہیں پھر تہائی اسلام کیسے ہوئے	391
حضرت عبدالرحمان ابن عوف کے صدقات کی فہرست	391
ازواج پاک کی خدمت حضورؐ کی رضا کا ذریعہ ہے	392
بحران تین ہیں	392
حضرت صدیق نے ہجرت کے موقعہ پر آٹھ سو میں اونٹ حضورؐ کے ہاتھ فروخت کیا مگر وصول نہیں کئے	394
حضرت بلال کی خریداری اور آزادی دردناک واقعہ	394
فضائل اہل بیت	396
اہل بیت رسولؐ کون کون ہیں اور ازواج اہل بیت رسولؐ میں بہ حکم قرآن	396
کیا مباہلہ میں حضرت صدیق و فاروق بھی بلائے گئے تھے	396
لفظ پنجتن پاک کہاں سے لیا گیا	397
فاطمہ، بتول اور زہرہ کے معنی آپ سے جنت کی خوشبو آتی تھی	399
ہر رمضان میں حضورؐ کا جبرئیل کے ساتھ پورے قرآن کا دور	399
حضرت خدیجہؓ عائشہؓ فاطمہؓ ان میں افضل کون ہے	400
حضرت فاطمہؓ کی عمر نکاح آپ کے چھ بچے ہیں	400
قیامت میں اعلان ہوگا کہ سب نگاہ نیچی کرلیں فاطمہؓ گزر رہی ہے آپ ستر ہزار حوروں کے جھرمٹ میں بجلی کی طرح گزریں گی	401
ثقلین کے عجیب معانی	402
اہل بیت دو ہیں جسمانی گھر والے روحانی گھر والے یعنی علماء اولیاء اللہ کی رسی قرآن ہے یا حضور بہت لذیذ تحقیق	402
امام حسنؓ کے عجیب حالات	403

marfat.com

مضمون	صفحہ
کیا امیر معاویہ باغی ہیں	405
حسنؓ کو چالیس کروڑ روپیہ نذر کئے سامنے دست بستہ کھڑے ہوئے تھے	405
عظیم الشان صحابہ کی موجودگی میں اسامہ ابن زید کو امیر بنایا	408
زید ابن حارثہ کیسے غلام پھر حضورؐ کے بیٹے بنے	409
کیا سارے سید اہل بیت ہیں	410
قرآن اہل بیت سے بڑا ہے کہ اہل بیت قرآن سے بڑے	411
کیا حضرت علیؓ سے جنگ کفر ہے رب مینی خارجہ کی نفیس تحقیق	411
فضیلت اہل بیت کی روایت اگر رافضی کرے تو موضع ہے	412
حضور کی نظر حضور کا ہاتھ کہاں تک پہنچتا ہے	416
حضرت فاطمہؓ کو غسل اسماء بنت عیس زوجہ صدیق نے دیا سلمٰی نے مدد کی	417
امہ سلمہ کی وفات 59ھ میں ہے اور واقعہ کربلا 61ھ میں پھر خواب میں خبر دینے کے کیا معنی حضور کہیں سیر کریں رہتے ہیں مدینہ میں جیسے نور نظر رہتا ہے آنکھ میں اگرچہ آسمان کی سیر کرے	418
حسن میرے ہیں حسین علی کے حسین اسباط میں سے سبط ہیں	419
خلفاء ثلثہ اہل بیت کیلئے امان تھے	422
کوئی بالکل حضورؐ کا ہم شکل نہیں ہو سکتا غرابی روافض کہتے ہیں کہ حضرت جبرئیل غلطی سے بجائے	

مضمون	صفحہ
علیؓ کے حضورؐ کو نبوت دے گئے	426
ابن زیاد کے سر و ناک میں سانپ کا گھسا	427
قتل حسینؓ کفر ہے یا فسق، قتل علیؓ قتل عثمانؓ کی تحقیق	428
حمد و نعت و منقبت میں فرق	431
ازواج پاک کے اقسام، حضور کی کل بیویاں کتنی اور کس طرح کی ہیں تربیت نکاح میت کا کھانا اس کے پیاروں کو کھلاؤ	433
حضرت عائشہؓ رب کا تحفہ ہیں محبوب کو آپ کے حالات	434
رب تعالیٰ بھی تحفہ وحی حضورؐ پر حضرت عائشہؓ کے بستر میں بھیجتا ہے	434
حضرت عائشہؓ جب خدیجہ سے بھی افضل ہیں یا بر عکس حضرت عائشہؓ کے بے مثال فضائل	434
نبی کی تعبیر وحی ہوتی ہے	434
حضرت عمار کو آگ میں ڈالا گیا حضورؐ کے فرمان سے آگ ٹھنڈی ہو گئی	443
سات شخصوں نے پہلے اسلام ظاہر کیا	444
کتنے صحابہ حافظ قرآن ہوئے	445
سعد ابن معاذ کی وفات پر عرش اعظم کیوں ہلا	446
حضور کی آواز سے اونچی آواز نہ کرنے کا مطلب	451
ہجرت سے پہلے صحابہ نے جمعہ کی نماز جو پڑھی وہ نفل تھی	452
امام اعظم اور ان کے ساتھیوں کے متعلق حضور کی بشارت	252

مضمون	صفحہ
انصار کا نام پہلے اباء قیلہ	454
حضور نے انصار رکھا یہ بے مثال میزبان ہیں غزوہ حنین کی غنیمت کی تفصیل	454
انصار کیوں گھٹیں گے دوسرے لوگ کیوں بڑھیں گے	461
کافرہ فاسقہ عورت کا کوئی احترام نہیں اسے ننگا کر کے تلاشی لینا درست ہے	463
حضورؐ کی تصدیق کے بعد حاطب کے قتل کی حضرت عمرؓ نے اجازت کیوں مانگی	464
اہل بدر جو چاہیں کریں وہ جنتی ہیں اس کا مطلب	465
زمزمہ تھے کل چار نبی زندہ ہیں حدیبیہ میں کوئی منافق شریک نہیں ہو سکتا	467
صدیق و فاروق کی خلافت بواسطہ حذیفہ حضور کی طے فرمودہ ہے	468
طیب اور طاہر میں فرق جائز مگر آسان بہتر مگر مشکل ان میں سے کون سا عمل اختیار کرے	471
نیکی کا وزن اور جاتا ہے اور بدی کا وزن نیچے اگر حضرت علیؓ حضورؐ کے نامزد خلیفہ ہوتے تو آپ کے مخالفوں پر دنیا میں عذاب آجاتا رب کے انتخاب اور حضورؐ کے انتخاب میں فرق	473
امیر معاویہ کے فضائل اور حالات علم اور عمرو ابن عاص کے حالات	475
دیدار الٰہی کی نوعیتیں کیسے کب اور کیسے ہوگا	476

marfat.com

مضمون	صفحہ
حضور لامکان کے کام و کلام سنتے دیکھتے ہیں تم رب سے پوچھ کر کام کرو وہ تم سے پوچھ کر انعام	476
نبی کے صحابیہ چیونٹی پر بھی ظلم نہیں کرتے	479
ابو طلحہؓ کا خود بھوکے رہ کر مہمان کو کھلانا	485
بدر والے صحابہ کے نام	488
حضرت حمزہؓ اور حنظلہؓ کو فرشتوں نے غسل میت دیا	489
حبیب کا آخری سلام حضورؐ تک حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پہنچایا	489
یمن شام اویس قرنی کا ذکر یمن کے معنی	492
شام کے تین نفیس معنی قرنی کے نفیس تحقیق حضرت اویسؓ کے حالات	492
افضل مفضول سے دعا کرائے	
اویس کے فضائل کی احادیث	493
نجد میں شیطانی گردو نکلے گا وہاں زلزلے فتنے ہوں گے اس کیلئے دعا کیسے کروں	496
نجدیوں کو شیطان کا سینگ کیوں فرمایا عجبی بحث	496
شام کے فضائل	496
لعنت کے مسائل اہل شام مبارک ہیں	501
اولیاء اللہ کی قسمیں ان کے تعداد ہر چالیس صلاح مومنوں میں ایک دو ولی ضرور ہوتے ہیں، حضور کے زمانہ میں قطب کون تھا	501
خلافت مدینہ میں سلطنت اسلامیہ شام میں ہوگی امیر معاویہ کی سلطنت	502
باب ثواب ھذا الامہ	503
وقت عصر وقت ظہر سے کم ہے	504
آخر امت کی خدمات کا ذکر	505
زیادہ پیارے ایمان والے وہ ہیں جو مجھے بغیر دیکھے ایمان لائیں گے	507
خطا اور نسیان میں فرق ان کے احکام مجبور کون ہے اور اس کے احکام کیا ہیں	510
مجبور کون ہے اور اس کے احکام کیا ہیں	510
اٹھتیں کل ستر ہیں	511

marfat.com

بَابُ فَضَائِلِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَوٰتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ

رسولوں کے سردار کے فضائل کا بیان ان پر اللہ کی رحمتیں اور سلام

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ پہلی فصل

فضائل جمع ہے نضیلت کی نفیلت وہ خصوصی بزرگی ہے جو حضور انور کو عطا ہوئی آپ کے سوا کسی نبی ولی جن فرشتے کو عطا نہ ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعد خدا تعالیٰ ساری مخلوق سے افضل ہیں آپ کا مثل رب تعالیٰ نے پیدا ہی نہ فرمایا شعر:۔

☆ دہر میں سب سے تو بڑا تجھ سے بڑی خدا کی ذات ☆ قائم ہے تیری ذات سے سارا نظام کائنات ☆

حضور کے خصوصی فضائل حد سے وراء شمار سے زیادہ ہیں۔ ان کا شمار ساری مخلوق نہیں کر سکتی جو کوئی کچھ بیان کرتا ہے وہ صرف برکت کے لئے سمندر کا قطرہ ریگستان کا ذرہ ہی بیان کرتا ہے۔ وہ ایسے ہیں جیسا انہیں رب تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ شعر:۔

☆ **لا یمکن الثناء کما کان حقه** ☆ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ☆

اسی طرح صاحب مشکوۃ نے صرف ایمان تازہ کرنے اپنا نام حضور کے نعت خوانوں میں لکھوانے کے لئے یہ باب باندھا اور یہ فقیر گنہگار احمد یار اپنے نصیب پر ناز کرتا ہے کہ مجھے رب تعالیٰ نے اس باب کی شرح لکھنے کی توفیق بخشی مجھے تو ان کا گنہگار امتی ہونے پر فخر ہے۔ شعر:۔

☆ بریں نازم کہ ہسم امت تو ☆ گنہگارم ولیکن خوش نصیبم ☆

خیال رہے کہ حضور انور ساری خلقت سے افضل ہیں لہذا آپ نبیوں سے رسولوں سے عرش اعظم سے کعبہ معظمہ سے کتاب اللہ لفظی قرآن مجید سب سے افضل ہیں کہ یہ سب چیزیں اللہ کی مخلوق ہیں چنانچہ کعبہ دیکھنے والا حاجی ہے کوئی غازی کوئی قاری یا قاضی ہے مگر حضور کو ایمان کے ساتھ دیکھنے والا صحابی ہے جو تمام سے افضل ہے اسی لئے جب حضور انور نے مکہ معظمہ کو چھوڑا وہاں سے ہجرت کی تو مسلمانوں کو بلاعذر وہاں رہنا حرام ہوگیا۔ حالانکہ کعبہ شریف وغیرہ وہاں موجود تھے جب فتح مکہ فرمائی تب تاقیامت وہاں رہنا جائز بلکہ ثواب ہوگیا۔ جب حضور مکی تھے تو آیات قرآنیہ مکی ہوئیں جب حضور مدنی ہوگئے تو آیات قرآنیہ مدنی ہوگئیں رب نے مکہ کی قسم فرمائی اس لئے نہیں کہ وہاں کعبہ ہے بلکہ اس لئے کہ وہاں حضور ہیں **لا اقسم بهذا البلد وانت حل بهذا البلد** حضور کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا درجہ ہے پھر موسیٰ علیہ السلام کا اس کے بعد خاموشی بہتر ہے۔ دیکھو اشعۃ اللمعات

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (۵۴۸۵) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا

marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم بُعِثْتُ مِنْ خَیْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰی کُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ کُنْتُ مِنْهُ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں اولاد آدم میں بہترین گروہ میں بھیجا گیا‘ یکے بعد دیگرے گروہ ا۔ حتی کہ میں اس گروہ سے ظاہر ہوا جس میں سے میں پہلے سے تھا ۲۔ (بخاری)

(۵۴۸۵) ا۔ یعنی آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک میرا نور جس قبیلہ و خاندان میں رہا وہ ہمیشہ دنیا بھر میں تمام خاندانوں سے بہتر تھا۔ اس میں اچھی خصلتیں شرافت‘ نجابت تھی اور جن کے پیٹھوں یا پیٹوں میں یہ نور رہا وہ زنا اور کفر و شرک سے محفوظ رہے از آدم علیہ السلام تا حضرت عبداللہ حضور انور کا کوئی دادا دادی کافر نہ ہوئے سب موحد مومن رہے حتی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین مومن تھے۔ خود جناب خلیل نے فرمایا **رب اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب** یہاں **والوالدی** سے آپ کے باپ تارخ اور والدہ تسلی بنت نمر مراد ہیں اور **واغفر لا بی انه کان من الضالین** میں اب سے مراد چچا آزر ہے والد اور اب کا فرق خیال میں رہے۔ ۲۔ قرن کے لفظی معنی ہیں ملنا اصطلاح میں جماعت کو قرن کہتے ہیں۔ پھر زمانہ‘ ہم زمانہ‘ لوگ‘ گروہ سب کو قرن کہتے ہیں یہاں مراد ہے جماعت یا گروہ اور جماعت سے مراد ہیں حضور کے باپ دادوں‘ ماں اور ناناؤں کی جماعت یا اس سے مراد ہے صحابہ کرام اہل بیت اطہار کی جماعت یا مراد ہے تاقیامت حضور کی امت یا حضور کا سارا قبیلہ و خاندان اگر آخری معنی مراد ہیں تو خیریت سے مراد ہے اعلیٰ و اشرف قوم جس کی دنیا میں بڑی عزت کی جاتی ہو۔ حضور کے خاندان میں اگرچہ بعض لوگ کافر تھے جیسے ابولہب وغیرہ مگر تھے اونچے خاندان والے قریشی ہاشمی کہ ان کی دنیا میں بڑی عزت تھی اور دوسرے احتمالات کی بنا پر خیر کے معنی ہیں مومن متقی پرہیزگار کہ حضور انور کے والدین دادا نانا سب کے سب مومن موحد پرہیزگار تھے کفر‘ زنا بری حرکتوں سے محفوظ تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی **ومن ذریتنا امة مسلمة لک** اور پھر فرمایا **ربنا وابعث فیهم رسولا منهم** خدایا میری اولاد میں ایک جماعت مومن رہے۔ میرے مولیٰ اس مومن جماعت میں آخری رسول بھیج۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور تو نور ہوں حضور کی نسل پاک آباؤ اجداد نار والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کا نور نورانی لوگوں میں رکھا۔ (اشعۃ اللمعات)

وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی کِنَانَةَ مِنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِیْلَ وَاصْطَفٰی قُرَیْشًا مِّنْ کِنَانَةَ وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ۔ فِیْ رِوَایَةٍ لِّلتِّرْمِذِیِّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی مِنْ وُّلْدِ اِبْرَاهِیْمَ اِسْمٰعِیْلَ وَاصْطَفٰی مِنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِیْلَ بَنِیْ کِنَانَةَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۵۴۸۶) روایت ہے حضرت واثلہ ابن اسقع سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل میں سے کنانہ کو چنا ا۔ اور کنانہ میں سے قریش کو منتخب فرمایا ۲۔ اور قریش میں سے بنی ہاشم کو چنا اور مجھ کو بنی ہاشم میں سے چنا ۳۔ (مسلم) اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم سے جناب اسماعیل کو چن لیا ۴۔ اور اولاد اسماعیل میں سے بنی کنانہ کو چن لیا ۵۔

(۵۴۸۶) ا۔ لغت میں قریش سمندر کی وہ بڑی اور طاقتور مچھلی ہے جو دوسری مچھلیوں کو کھائے اور اسے کوئی نہ کھا سکے پھر اس کے معنی ہو گئے غالب جو کسی سے مغلوب نہ ہو پھر قریش نام ہو گیا **نضر** ابن کنانہ کی اولاد کا کہ یہ جماعت ہمیشہ سب پر غالب

marfat.com

رہی اور تاقیامت سب سے اشرف رہے گی کیوں نہ رہے کہ حضور انور قریشی ہیں۔ ۲؎ کنانہ کے چند بیٹے تھے ان میں سے ایک نضر ابن کنانہ تھے نضر کی اولاد قریش ہے کنانہ کے دوسرے بیٹوں کی اولاد کنانی تو ہے مگر قریش نہیں۔ قریشی سب سے افضل ہیں۔ ۳؎ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف یہ ہے محمد رسول اللہ ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف ابن قصی ابن کلاب ابن مرہ ابن کعب ابن لوی ابن غالب ابن فہر ابن مالک ابن نضر ابن کنانہ ابن خزیمہ ابن مدرکہ ابن یاس ابن نضر ابن نزار ابن معد ابن عدنان آگے اختلاف ہے ہاشم حضور کے چوتھے دادا ہیں انکی اولاد کو بنی ہاشم کہتے ہیں یہ حضرات سارے قریش میں افضل ہیں بنی ہاشم ہی میں وہ آفتاب نبوت ماہتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم چمکے خیال رہے کہ حضرت اسحاق ابن ابراہیم کی نسل شریف میں ہزاروں نبی ہوئے اولاد اسماعیل میں کوئی نبی نہیں ہوا بجز ہمارے حضور کے کیونکہ جس آسمان پر سورج ہے اس میں کوئی اور تارا نہیں اسی طرح عرب میں حضرت اسماعیل سے لے کر حضور انور تک کوئی نبی تشریف نہیں لائے ۴؎ حضرت اسحاق علیہ السلام ہزاروں نبیوں کے والد ہیں مگر چونکہ حضرت اسماعیل حضور انور کے والد ہیں اس لئے وہ اسحاق علیہ السلام سے بھی افضل ہیں اور کیوں نہ ہوں کہ **شعر:۔**

☆ انسانیت کو فخر ہوا تیری ذات سے ☆ بے نور تھا خرد کا ستارہ ترے بغیر ☆

۵؎ فرق یہ ہوا کہ پچھلی روایت میں بنی کنانہ تھا اور یہاں صرف کنانہ ہے بنی نہیں مگر مطلب ایک ہی ہے کنانہ ابن خزیمہ حضور انور کے پندرہویں دادا ہیں جن کی اولاد کو قریش کہا جاتا ہے۔ حضور کی ذات سے تمام باپ یا دادوں کے نام روشن ہو گئے ہم کو تو اپنے تیسرے دادا کا نام نہیں معلوم مگر حضور انور کے داداؤں کا نام دنیا میں مشہور ہے آج کوئی نہیں بتا سکتا ہے کہ شاہجہان یا اکبر بادشاہوں کی ماں یا دائی کا نام کیا تھا۔ وہ کیسی تھیں حضور کی دائی حلیمہ سعدیہ والدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی شان کے قصیدے دنیا میں پڑھے جا رہے ہیں شاعر کہتا ہے۔ **شعر:۔**

☆ **کم من اب قد علا بابنی شرف ☆ قد علا برسول اللہ عن نان** ☆

حضور نے وہ جگہ جس میں مشرکین کی قبریں اور گھورا تھا مسجد نبوی بنادی تو آج تک وہاں لاکھوں سجدے ہو رہے ہیں اگر وہ کریم ہمارے گندے دلوں پر نظر فرمادیں تو یہ دل عرش معلی بن جاوے **شعر:۔**

☆ گر سر میں رہے سودا ان کا سر گنبد خضرا ہو جاوے ☆ گر دل میں **کھچے** نقشہ ان کا دل عرش معلی ہو جاوے ☆

☆ گلشن میں میں نے دیکھا ہے پھولوں میں خار بھی رہتے ہیں ☆ اے شاہ عرب مجھ بد کا بھی طیبہ میں گزرا ہو جاوے ☆

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَاَوَّلُ مَنْ یَّنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۴۸۷) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں ۱؎ اور میں پہلا وہ ہوں جن کی قبر کھلے گی ۲؎ اور میں پہلا شفاعت فرمانے والا ہوں اور پہلا شفاعت قبول کیا ہوا ۳؎ (مسلم)

(۵۴۸۷) ۱؎ قوم کا سید (سردار) وہ ہے جس کی طرف قوم مصیبتوں میں پناہ لے اور وہ ان کی مصیبتیں دفع کرے حضور تمام

marfat.com

مخلوق کی پناہ دافع البلاء ہیں دیکھو مرقات۔چونکہ اس سرداری کا ظہور قیامت میں ہوگا کہ کوئی اس کا انکار نہ کر سکے گا دنیا دیکھ لے گی وہ انہی کا دن ہے سب ان کی پناہ لیں گے اس لئے قیامت کی قید لگائی گئی (لمعات' مرقات اشعہ) جو لوگ آج ان سے فریاد کرنے کو شرک کہتے ہیں کل وہ بھی شفاعت کی بھیک انہیں سے مانگیں گے۔ شعر:۔

☆ ہم بھی محشر میں سیر دیکھیں گے ☆ بجدی آج ان سے التجا نہ کرے ☆

ورنہ حقیقت یہ ہے کہ آج بھی حضور تمام جہان کے لئے پناہ ہیں انہیں کی پناہ ہے کہ ہم جیسے گنہگار عذاب الٰہی سے بچے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور تمام نبیوں کے سردار سب سے افضل ہیں کیونکہ سارے نبی اولاد آدم ہیں اور جب سب نبیوں سے افضل ہوئے تو ساری مخلوق سے افضل ہوئے فرشتے ہوں یا جنات یا کوئی اور مخلوق (اشعہ' مرقات' لمعات) ۲۔ یعنی قیامت میں دوسرے نفخہ پر سب سے پہلے ہماری قبر کھلے گی پہلے ہم اٹھیں گے ترمذی اور حاکم کی روایت میں ہے کہ پہلے ہماری قبر کھلے گی پھر ابو بکر صدیق کی پھر عمر فاروق کی پھر ہم بقیع والوں کا انتظار کریں گے۔پھر مکہ معظمہ کے مدفونین کا ان سب کا حشر ہمارے ساتھ ہوگا۔ ۳۔ یہ واقعہ بہت تفصیل سے شفاعت کے بیان میں گزر چکا کہ پہلے شفاعت حضور کریں گے اسی شفاعت کا نام شفاعت کبریٰ ہے پھر دوسرے شفیع شفاعت کریں گے حتیٰ کہ چھوٹے بچے' ماہ رمضان' قرآن مجید' کعبہ معظمہ وغیرہم شفاعت کریں گے وہ شفاعتیں صغریٰ ہیں اس لئے حضور انور کو شفیع المذنبین کہتے ہیں گنہگاروں کو اس وقت پوچھنے والے جب کوئی نہ پوچھے ہم نے عرض کیا شعر :۔

☆ ہیں جیتے جی کے یہ سارے جھگڑے مچی جو آنکھیں تمام چھوٹے ☆ کریم جلوہ وہاں دکھانا جہانکہ سب منہ پھرا رہے ہیں ☆

ترمذی کی روایت میں ہے کہ سب سے پہلے ہم کو جوڑا پہنایا جاوے گا عرش کی داہنی طرف خاص جگہ پر ہم جلوہ گر ہوں گے۔ وہاں ہمارے سواء کوئی کھڑا نہ ہوگا (مرقات) احمد' ترمذی' ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ اس دن حمد کا جھنڈا ہمارے ہاتھ ہوگا۔ حضرت آدم اور ان کے سواء سارے نبی ہمارے جھنڈے تلے ہوں گے۔ ہم یہ فخریہ نہیں فرماتے (مرقات)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۴۸۸) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن تمام نبیوں سے زیادہ تابعین والا (امت والا) ہوں گا ۱۔ اور میں پہلا وہ ہوں جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا ۲۔ (مسلم)

(۵۴۸۸) ۱۔ یعنی قیامت میں سب نبیوں سے زیادہ میری امت ہوگی۔ چنانچہ جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسی صفیں حضور کی امت کی ہوں گی باقی چالیس صفوں میں سارے نبیوں کی امتیں۔ معلوم ہوا کہ زیادہ غلاموں والا ہونا آقا کی عظمت کی دلیل ہے چنانچہ قاریوں میں عاصم' اماموں میں حضرت امام ابو حنیفہ امام اعظم افضل ہیں کہ ان کے متبع زیادہ ہیں مذہب حنفی مذہب اولیاء ہے اسی فی صدی ولی حنفی ہیں دیکھو ہماری کتاب جاء الحق حصہ دوم اور دیکھو مرقات یہ ہی مقام ۲۔ یعنی دروازہ جنت ہم ہی کھلوائیں گے حضور انور سے پہلے دروازہ جنت پر نبیوں اور امیوں کا میلہ لگ چکا ہوگا۔ حضور انور بھی محشر میں ہوں گے گرتوں کو سنبھالنے گنہگاروں کو بخشوانے فریادیوں کی فریاد رسی میں مشغول ہو گے ادھر دروازہ جنت بند ہوگا۔ حضور کی آمد کا انتظار

marfat.com

ہو گا آپ کے آنے پر دھوم مچ جاوے گی آپ کے کھلوانے پر دروازہ جنت کھلے گا پہلے حضور تشریف لے جائیں گے پھر دوسرے نبی پھر حضور کی امت پھر دوسری امتیں اللہ تعالٰی جنت کھلنے کا یہ نظارہ ہم کو بھی نصیب کرے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰتِىْ بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۴۸۹) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن جنت کے دروازے میں آؤں گا دروازہ کھلواؤں گا تو خازن جنت کہے گا آپ کون ہیں میں کہوں محمد ہوں ا۔ وہ عرض کرے گا کہ مجھے آپ کے متعلق حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں ۲۔ (مسلم)

(۵۴۸۹) ا۔ اس کھلوانے میں اور پہلے سے کھلے ہوئے نہ ہونے میں یہ ہی دکھانا ہے کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اتفاقاً حضور انور نے کھلوادیا اور نبی بھی اگر کھلواتے تو کھل جاتا ۲۔ یہ ہے **انا فتحنا لک فتحا مبینا** کا ظہور ہر دروازہ حضور کے ہاتھ سے ہی کھلے گا۔ پہلا دروازہ شفاعت سے کھلے گا دروازہ رحمت دروازہ مغفرت دروازہ جنت حضور کے ہاتھ سے کھلیں گے۔ اعلٰی حضرت نے فرمایا شعر:۔

☆ تم سے جہاں کا وجود تم سے کھلا باب جود ☆ تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود۔ ☆

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ شَفِيْعٍ فِى الْجَنَّةِ لَمْ يُصَدَّقْ نَبِىٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ مَا صُدِّقْتُ وَاِنَّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ نَبِيًّا مَا صَدَّقَهُ مِنْ اُمَّتِهٖ اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۴۹۰) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت کے بارے میں ہم پہلے شفاعت کرنے والے ہیں ا۔ کسی نبی کی تصدیق اتنی نہ کی گئی جتنی میری تصدیق کی گئی ۲۔ نبیوں میں بعض نبی وہ ہیں جن کی کسی نے بھی ان کی امت سے تصدیق نہ کی سوا ایک کے ۳۔ (مسلم)

(۵۴۹۰) ا۔ یعنی جو لوگ اعمال سے جنت کے قابل نہ ہوں گے ان کی شفاعت کر کے انہیں جنت میں داخل کروں گا فی الجنۃ سے پہلے دخول لم پوشیدہ ہے یعنی جنت کے داخلہ کے بارے میں ورنہ جنت میں پہنچنے کے بعد شفاعت کیسی (از مرقات) یا یہ مطلب ہے کہ جنت کے قابل جو لوگ ہوں گے اور ان کی شفاعت فرماؤں گا ترقی درجات کے متعلق کہ نیچے والوں کو اونچا کر دیا جاوے تب درجات پوشیدہ ہے فی درجات الجنۃ ۲۔ اس فرمان عالی کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ جتنے زیادہ لوگوں نے مجھ پر ایمان قبول کیا اتنے لوگ کسی اور نبی پر ایمان نہیں لائے یہ بالکل ظاہر ہے کیونکہ دوسرے نبی کسی خاص قوم کے نبی ہوتے تھے حضور انور سارے جہان کے نبی ہیں نیز اور نبیوں کا زمانہ نبوت محدود تھا حضور کی نبوت تاقیامت ہے دوسرے یہ کہ جس قسم کی تصدیق میری کی گئی اس درجہ کی تصدیق کسی نبی کی نہیں کی گئی میری امت مجھ پر دل و جان سے فدا ہے اور ہو گی۔ یہ عشق، سوز و گداز کسی اور امت کو نہیں ملا۔ (اشعۃ اللمعات) ۳۔ یہ عبارت جملہ اول کے پہلے معنی کی تائید کرتی ہے۔ یعنی میری امت دوسرے نبیوں کی امت سے زیادہ ہے نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ فرمائی مگر صرف اسی آدمی ایمان لائے آٹھ آدمی اپنے گھر کے بہتر آدمی دوسرے حضور نے تیئس سال تبلیغ فرمائی۔ دیکھ لو آج تک کیا حال ہے۔ نوح علیہ السلام کے بارے میں رب فرماتا ہے۔ **وما امن معه الا**

marfat.com

قلیل

وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِي وَمَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْيَانُهُ تُرِكَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبِنَةٍ فَطَافَ بِهِ النُّظَّارُ يَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْيَانِهِ اِلَّا مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبِنَةِ فَكُنْتُ اَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِيَ الْبُنْيَانُ وَخُتِمَ بِيَ الرُّسُلُ وَفِي رِوَايَةٍ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۴۹۱) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری اور دوسرے نبیوں کی مثال اس محل کی سی ہے جس کی تعمیر بہت ہی اچھی کی گئی اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی دیکھنے والے اس کے گرد چکر لگاتے تھے' اور اچھی تعمیر سے تعجب کرتے تھے سواء اس اینٹ کے ا۔ تو میں نے اس اینٹ کی جگہ پر کردی مجھ پر انبیاء ختم کردیئے گئے اور مجھ پر رسول ختم کردیئے گئے ۲۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ آخری اینٹ میں ہی ہوں اور نبیوں میں آخری نبی ہوں ۳۔ (مسلم و بخاری)

(۵۴۹۱) ا۔ سبحان اللہ کیسی پیاری مثال ہے نبوت گویا نورانی محل ہے۔ حضرات انبیاء کرام گویا اس کی نورانی اینٹیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم گویا اس محل کی آخری اینٹ ہیں جس پر اس عمارت کی تکمیل ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ حضور آخری نبی ہیں آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں **شعر:۔**

☆ کوئی اور پھول کہاں کھلے نہ جگہ ہے جوشش حسن سے ☆ نہ بہار آور پہ رخ کرے کہ جھپک پلک کی تو خار ہے ☆

۲۔ یعنی جیسے اس آخری اینٹ سے وہ محل مکمل ہو جاوے گا اور اس کے بعد اس میں کسی اینٹ کی جگہ نہ رہے گی یوں ہی مجھ سے نبوت کا محل مکمل ہو گیا اب کس نبی کی گنجائش نہ رہی خیال رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت زمین پر تشریف لائیں گے مگر وہ پہلے کے نبی ہیں بعد کے نبی نہیں یہ اینٹ پہلے کی لگی ہوئی ہے نیز وہ اب نبوت کی شان سے نہ آئیں گے بلکہ حضور کے امتی ہو کر دیکھو موسیٰ علیہ السلام جب خضر علیہ السلام کے پاس تشریف لے گئے تو نبوت کی شان سے نہ گئے۔ ورنہ خضر علیہ السلام آپ کی اطاعت کرتے بلکہ اطاعت کی شان سے گئے تھے حالانکہ اس وقت نبوت موسوی منسوخ نہیں ہوئی تھی' تو اگر عیسیٰ علیہ السلام جن کی نبوت منسوخ ہو چکی ہے حضور کی امت بن کر آویں تو کیوں انکار ہے ۳۔ اب کسی نبی کی نبوت ممکن نہیں خیال رہے کہ آخری بیٹا وہ ہے جس کے بعد کوئی بیٹا پیدا نہ ہو یہ ضروری نہیں کہ پچھلے سارے بیٹے مرچکے ہوں حضور کے آخری نبی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے زمانہ میں اور آپ کے زمانہ کے بعد کوئی پیدا نہ ہو گا اگر پہلے کے کوئی نبی زندہ ہوں تو مضائقہ نہیں۔ چار نبی اب تک زندہ ہیں دو زمین پر حضرت خضر اور حضرت الیاس اور دو آسمان پر حضرت ادریس اور حضرت عیسیٰ علیہم الصلوۃ والسلام ان کی زندگی حضور انور کے خاتم النبین ہونے کے خلاف نہیں اسی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور کے زمانہ میں بھی کوئی نبی نہ پیدا ہوا نہ یہ شان نبوت رہا سب سے اول سب سے آخر ایک ہی ہو سکتا ہے۔ حضور اول مخلوق ہیں اور آخری نبی ہیں۔ **ھو الاول والاخر** الخ۔ دیکھو ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ

(۵۴۹۲) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ

marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا قَدْ اُعْطِيَ مِنَ الْاٰيَاتِ مَا مِثْلُهٗ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ اُوْتِيْتُ وَحْيًا اَوْحَى اللّٰهُ اِلَيَّ فَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نبیوں کی جماعت میں کوئی نبی نہ تھے مگر انہیں اتنے معجزات دیئے گئے جتنے لوگ ان جیسے معجزوں پر ایمان لائے ا۔ اور جو خصوصی معجزہ مجھے عطا ہوا ہے وہ وحی ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجی تو میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن زیادہ متبعین میں ہوں گا ۲۔ (مسلم بخاری)

(۵۴۹۲) ا۔ یعنی ہر نبی کو وقت کے مناسب معجزے دیئے گئے۔ جنہیں دیکھ کر اس زمانہ کے لوگ ایمان لانے پر مجبور ہوں۔ چنانچہ دور عیسوی طب یونانی کا زور تھا تو آپ کو مردے زندہ کرنے اندھے کوڑے اچھا کرنے کا معجزہ عطا ہوا دور موسوی میں جادو کا زور تھا تو آپ کو عصا کو سانپ بنا دینے اور ہاتھ چمکا دینے کا معجزہ عطا ہوا تاکہ ان چیزوں کو ان فنون کے استاد دیکھیں اور ایمان لائیں ان کی پیروی میں دوسرے لوگ ایمان لائیں جب وہ دور گزر گیا وہ معجزے ختم کر دیئے گئے۔ اگر مرزا قادیانی نبی ہوتا تو وہ زمانہ سائنس کا تھا اسے کوئی ایسا معجزہ ملتا جس سے سائنس والے عاجز رہتے۔ دیکھو حضور انور کے زمانہ میں فصاحت و بلاغت زباندانی کا زور تھا تو حضور کو بلیغ کلام یعنی قرآن کا معجزہ عطا ہوا یہ قانون قدرت ہے۔ ۲۔ یعنی گزشتہ نبیوں کے معجزات انکے ساتھ ہی چلے گئے اب نہ عصاء موسوی ہے نہ تخت سلیمانی مگر میرا معجزہ قرآن ہے جو تاقیامت باقی رہے گا کیونکہ میری نبوت تاقیامت ہے اس سے ہر زمانہ میں لوگ قرآن کے ذریعہ مجھ پر ایمان لائیں گے خیال رہے کہ قرآن فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے آج علماء کے لئے معجزہ ہے مگر اس میں یہ خوبیاں ہیں کہ بار بار پڑھنے سے پرانا نہیں ہوتا۔ بغیر سمجھے لذت دیتا ہے حفظ ہو جاتا ہے عوام کو تڑپا دیتا ہے اس کے ایک نقطہ میں تبدیلی نہ ہو سکی ان وجوہ سے عوام کے لئے معجزہ ہے دوسری کتب آسمانی میں یہ خوبیاں نہ تھیں لہذا وہ معجزہ نہ تھیں۔ خیال رہے کہ حضور کا ذکر کثیر، حضور کی بغیر دیکھے محبوبیت بھی زندہ جاوید معجزے ہیں تمام حسینوں کے دیکھنے والے لاکھوں مگر ان کے عاشق ایک ایک آج حضور کا دیکھنے والا کوئی نہیں مگر حضور کے عاشق ان کے نام پر جان دیدینے والے لاکھوں ہیں یہ زندہ معجزے ہیں رب نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا **والقیت علیک محبۃ منی** نیز آج آسمان پر پتھروں پر گائے بکریوں مرغی کے انڈوں پر حضور کا نام قدرتی طور پر لکھا دیکھا گیا ہے اور دیکھا جا رہا ہے یہ سب حضور کے معجزے ہیں

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَاَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً

(۵۴۹۳) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے پانچ نعمتیں وہ دی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ دی گئیں ا۔ میں ایک ماہ کے راستہ سے رعب کے ذریعہ مدد کیا گیا ۲۔ اور میرے لئے ساری زمین مسجد اور ذریعہ طہارت بنا دی گئی ۳۔ کہ میری امت کے آدمی کو جس جگہ نماز آ جاوے وہ وہاں ہی پڑھ لے اور میرے لئے غنیمتیں حلال کر دی گئیں مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کی گئیں ۴۔ اور مجھے بڑی شفاعت دی گئی ۵۔ اور نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے

marfat.com

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

تھے ٦۔ میں سارے انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہوں ٧۔ (بخاری و مسلم)

(٥٤٩٣) ا۔ یہاں پانچ فرمانا حصر کے لئے نہیں بلکہ اس کے معنی ہیں کہ یہ پانچ خصوصی فضیلتیں وہ ہیں جو میرے سواء کسی نبی کو نہ دی گئیں تو آئندہ کسی ولی کو ملنے کا احتمال ہی نہیں ہزارہا خصوصیات ہیں جو حضور انور ہی کو ملیں کسی اور کو نہ ملیں۔ لہٰذا یہ حدیث دوسری ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں اور خصوصیات کا بھی ذکر ہے ٢۔ یعنی جو دشمن مجھ سے جنگ کرنے آئیں ابھی وہ ایک ماہ کے راستہ پر مجھ سے دور ہوتے ہیں کہ ان کے دل میں میری ہیبت چھا جاتی ہے اگرچہ وہ جنگ کریں مگر مرعوب ہو کر یہ معجزہ کسی نبی کو نہیں دیا گیا اب بھی حضور کے روضہ اطہر پر پہلی حاضری کے وقت زائر کے دل میں حضور کی ہیبت بہت ہی ہوتی ہے بعد میں حضور سے انس و محبت پیدا ہو جاتی ہے ٣۔ یعنی دوسرے نبیوں کے دینوں میں نماز صرف ان کے عبادتخانوں میں ہوتی تھی گرجوں وغیروں میں میری امت تمام روئے زمین پر جہاں چاہے نماز پڑھ سکتی ہے ہاں بعض جگہ نماز جائز نہیں وہ کسی عارضہ سے ہے جیسے قبرستان حمام مذبح وغیرہ نیز کسی دین میں تیمم نہ تھا یہ صرف میرے دین میں ہے غسل اور بے وضوئی دونوں کا تیمم زمین پر ہو سکتا ہے یہ ہماری خصوصیات میں سے ہے ٤۔ چنانچہ پچھلے دینوں میں جہاد تھے اور ان جہادوں میں مال غنیمت بھی حاصل کیا جاتا تھا مگر یہ مال غنیمت کسی پہاڑ پر رکھ دیا جاتا تھا اگر اس میں کچھ غبن نہ ہوتا تو غیبی آگ آتی اسے کھا جاتی اگر ذرہ بھر بھی غبن ہوتا تو آگ نہ آتی ہمارے دین میں غنیمت کا مال مجاہدین میں تقسیم ہوتا ہے یوں ہی قربانی کا گوشت دوسرے دینوں میں کھایا نہیں جاتا تھا بلکہ پہاڑ پر رکھ دیا جاتا تھا جسے آگ کھا جاتی تھی اسلام میں قربانی کرنے والا بھی اور دوسرے بھی کھا سکتے ہیں ٥۔ یعنی شفاعت کبریٰ جسے شفاعت عامہ کہتے ہیں وہ صرف حضور ہی کریں گے شفاعت صغریٰ دوسرے نبی اولیاء اللہ اور رمضان قرآن وغیرہ بھی کریں گے یہاں شفاعت کبریٰ مراد ہے ٦۔ اپنی قوم سے مراد وہ خاص قوم ہے جو ان کی امت دعوت ہوتی تھی جس پر واجب ہوتا تھا کہ ان نبی پر ایمان لائے خواہ اپنے خاندان کے لوگ ہوں یا اپنے شہر کے یا دوسرے لوگ لہٰذا اس فرمان عالی پر یہ اعتراض نہیں کہ ابراہیم و لوط علیہم السلام ملک شام و فلسطین کے نبی تھے یہ لوگ نہ ان حضرات کے خاندان کے تھے نہ وطن کے ٧۔ علماء کرام کے نزدیک اس فرمان عالی کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی نبوت کے ظہور سے لے کر قیامت تک لوگ آپ کے امتی ہیں خواہ کسی قوم کے ہوں کسی جگہ کے ہوں کسی وقت میں ہوں، صوفیاء کرام کے نزدیک از آدم علیہ السلام تا روز قیامت سب حضور کے امتی ہیں حتی کہ گزشتہ انبیاء کرام بھی ہاں وہ قومیں بالواسطہ امتی تھیں ہم لوگ بلاواسطہ اس لئے سارے نبیوں سے حضور پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا۔ **واذاخذ اللہ میثاق النبیین** اور نبیوں نے حضور کے پیچھے معراج میں محمدی نماز پڑھی یہاں تو ہے کہ ہم سارے انسانوں کی طرف بھیجے گئے آگے آرہا ہے کہ ساری مخلوق کی طرف بھیجے گئے جس کا رب اللہ ہے اس کے نبی حضور ہیں اللہ تعالیٰ رب العلمین ہے حضور رحمۃ للعالمین۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَی الْاَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ

(٥٤٩٤) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو تمام پیغمبروں پر چھ چیزوں سے بزرگی دی گئی ا۔ مجھے جامع الفاظ دیئے گئے ٢۔ ہیبت سے میری مدد کی گئی ٣۔

marfat.com

بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَآئِمُ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَھُوْرًا وَّاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّۃً وَّخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ۔

میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئیں اور میرے لئے ساری زمین مسجد اور پاکی کا ذریعہ بنائی گئی اور میں ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ۴؎ اور مجھ سے نبی ختم کردیئے گئے ۵؎۔ (مسلم)

(۵۴۹۴) ۱؎ ہم ابھی کچھ پہلے عرض کرچکے ہیں کہ پانچ چھ کا ذکر فرمانا حد بندی کے لئے نہیں حضور کو بیشمار خوبیوں میں بزرگی دی گئی ہے۔ لہذا پانچ والی روایت بھی درست ہے اور چھ والی اور زیادہ والی بھی۔ ۲؎ قرآن مجید کے الفاظ بھی جامع ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے الفاظ بھی نہایت جامع ہیں کہ لفظ تھوڑے معنی مطلب بہت زیادہ دیکھو حضور فرماتے ہیں اعمال کا اعتبار نیتوں سے ہے۔ دین کی حقیت خیر خواہی ہے۔ مومن کامل وہ ہے جو بیکار اور غیر مفید باتیں چھوڑ دے چھوٹے چھوٹے جملے ہیں مگر ساری شریعت و طریقت ان میں بھری ہے بعض محدثین نے ایسی حدیثیں کتابی **شکلوں** میں جمع فرمادی ہیں۔ ۳؎ اس کی شرح ابھی گزر گئی کہ دشمنوں کے دل میں قدرتی طور پر حضور کا رعب تھا ایسا دیکھا گیا ہے کہ حضور انور اکیلے سو رہے ہیں کافر تلوار لے کر آ کھڑا ہوا مگر قتل نہ کرسکا۔ تھر تھرا کر گر گیا **شعر:**۔

☆ ہیبت حق است ایں از خلق نیست ☆ ہیبت ایں مرد صاحب دلق نیست ☆

۴؎ خلق سے مراد ساری مخلوق ہے جاندار ہو یا بے جان عاقل ہو یا غیر عاقل سب پر حضور کی نبوت حضور کے احکام نافذ ہیں۔ ہاں حضور کے احکام ہر قسم کی مخلوق کے لئے علیحدہ ہیں چاند سورج حضور کے مطیع ہیں کنکروں پتھروں لکڑیوں نے حضور کا کلمہ پڑھا ساری کائنات حضور کو نبی مانتی ہے سواء کفار جن وانس باقی سب حضور کو مانتے ہیں لہذا اس فرمان عالی پر یہ اعتراض نہیں کہ ساری کائنات مطیع ہے تو سب پر نماز روزہ وغیرہ فرض ہونی چاہیے۔ کیونکہ ہر مخلوق کے احکام جداگانہ حضرت سلیمان سارے جن وانس کے بادشاہ تھے ان سب کے نبی نہ تھے اسی طرح آدم علیہ السلام نہ ساری خلقت کے نبی تھے نہ سارے انسانوں کے بلکہ آپ کے زمانہ میں انسان تھے ہی تھوڑے جن کے آپ نبی تھے اسی طرح نوح علیہ السلام کفار کے ڈوب جانے کے بعد سارے کشتی والوں کے نبی تھے اس وقت کل انسان اتنے ہی رہ گئے تھے حضور انور کی خصوصیت یہ ہے کہ لاتعداد انسان ہوں اور آپ سب کے نبی ہوں تو سارے انسانوں کا اسی طرح نبی ہونا بھی حضور کی خصوصیت ہے۔ اور ساری مخلوق کا نبی ہونا بھی حضور کی خصوصیت ۵؎۔ یعنی میں آخری نبی ہوں جس پر دور نبوت ختم ہوگیا میرے زمانہ میں یا میرے بعد کوئی نبی نہیں جو نبی زندہ ہیں ان کی نبوت بھی منسوخ ہوگئی اب وہ میری امت کے ولی ہیں حضرت ابن عباس کی روایت میں جو ہے کہ زمین کے سات طبقے ہیں ہر طبقہ میں ابراہیم و موسیٰ اور محمد ہیں وہاں مراد ہادی برحق ہیں نہ کہ نبی۔

وَعَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَیْنَا اَنَا نَآئِمٌ رَاَیْتُنِیْ اُتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدَیَّ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

(۵۴۹۵) روایت ہے انہیں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جامع باتوں کے ساتھ بھیجا گیا۔ اور ہیبت سے میری مدد کی گئی جبکہ میں سو رہا تھا تو میں نے اپنے کو دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں تو میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں ۲؎۔ (مسلم بخاری)

marfat.com

(۵۴۹۵) ا۔ یعنی میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے زمین کے سارے خزانوں کی چابیاں عطا فرمائیں۔ خیال رہے کہ تمام زمینی اور دریائی پیداواریں زمینی خزانے ہیں انکی چابیاں آپ کو دیئے جانے کے معنی یہ ہیں کہ آپ کو ان سب کا مالک بنا دیا اور مالک بھی اختیار والا کہ آپ لوگوں کو اپنے اختیار سے تقسیم فرمادیں۔ شعر:۔

☆ کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے ☆ ہر کار بنایا تمہیں مختار بنایا ☆

☆ بے یار و مددگار جسے کوئی نہ پوچھے ☆ ایسوں کا تمہیں یار و مددگار بنایا ☆

اس حدیث کی تائید قرآن مجید کی اس آیت سے ہے۔ **انا فتحنالک فتحا مبینا** حضور بہ عطاء الٰہی اللہ کے سارے خزانوں کے مالک ہیں حضرت ربیعہ ابن کعب نے حضور سے جنت مانگی جو منظور فرمالیا گیا۔

وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْاَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَإِنَّ أُمَّتِيْ سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِيْ مِنْهَا وَاُعْطِيْتُ الْكَنْزَيْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْيَضَ وَإِنِّيْ سَأَلْتُ رَبِّيْ لِاُمَّتِيْ اَنْ لَّا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَّاَنْ لَّا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ سِوٰى اَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيْحَ بَيْضَتَهُمْ وَإِنَّ رَبِّيْ قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنِّيْ إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَإِنَّهٗ لَا يُرَدُّ وَإِنِّيْ اَعْطَيْتُكَ لِاُمَّتِكَ اَنْ لَّا اُهْلِكَهُمْ بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَّاَنْ لَّا اُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ سِوٰى اَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيْحَ بَيْضَتَهُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَّنْ بِاَقْطَارِهَا حَتّٰى يَكُوْنَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا وَيَسْبِيْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۴۹۶) روایت ہے حضرت ثوبان سے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی تو میں نے اس کے مشرق و مغرب دیکھے ا۔ اور میری امت کا ملک وہاں تک ہی پہنچے گا جہاں تک کہ میرے لئے سمیٹ دیا گیا ۲۔ اور مجھے دو خزانے دیئے گئے سرخ و سفید ۳۔ اور میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے لئے سوال کیا کہ انہیں عام قحط سے ہلاک نہ کرے ۴۔ اور ان پر ان کی جماعت کے سوا کوئی دشمن مسلط نہ کرے جو ان کی اصل اکھیڑ دے ۵۔ میرے رب نے فرمایا اے محمد ہم جب کوئی فیصلہ فرمادیتے ہیں تو وہ رد نہیں ہو سکتا ۶۔ میں نے آپ کو آپ کی امت کے متعلق یہ وعدہ دے دیا کہ انہیں عام قحط سال سے ہلاک نہ کروں گا' اور ان پر انکی جماعت کے علاوہ کوئی دشمن مسلط نہ کروں گا ۷۔ جو ان کی اصل اکھیڑ دے اگرچہ وہ دنیا کے ہر طرف سے جمع ہو جاویں حتی کہ وہ امتی خود ان کے بعض بعض کو ہلاک کر دیں گے اور بعضے بعض کو قیدی کریں گے ۸۔ (مسلم)

(۵۴۹۶) ا۔ یعنی ساری زمین مجھے مختصر کر کے دکھادی گئی میرے سامنے رکھ دی گئی یہاں مرقاۃ میں ہے کہ ساری زمین حضور انور کے سامنے کر دی گئی جیسے آئینہ دار کے ہاتھ میں آئینہ (مرقاۃ) حضور انور کو مشرق و مغرب کی سلطنت عطا کی گئی (دیکھو اشعۃ اللمعات) اس سے معلوم ہوا کہ زمین و آسمان مشرق و مغرب حضور انور کی نظر میں بھی ہیں اور حضور انور کے تصرف میں بھی سمیٹ دینے اور دکھادینے سے یہ دونوں باتیں ثابت ہوتی ہیں حاظر ناظر کے یہ ہی معنی ہیں مشرق و مغرب دیکھنے کے معنی یہ ہیں کہ میں نے ساری زمین دیکھ لی اس کا کوئی ذرہ چھپا نہیں رہا۔ یہاں سمیٹ دینے دکھادینے کا ذکر تو ہوا مگر بعد میں میں چھپا لینے کا ذکر نہیں

marfat.com

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کائنات حضور انور کے سامنے ہے۔ ۲؎ یعنی ساری روئے زمین پر میری امت کی سلطنت ہوگی زمین کے اکثر حصہ پر مسلمانوں کی بادشاہت رہ چکی ہے قریب قیامت حضرت امام مہدی و عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تمام روئے زمین پر مسلمانوں کی بادشاہت ہوگی ۳؎ سرخ خزانہ سے مراد ہے کسریٰ شاہ فارس کے خزانے جن میں سونا زیادہ تھا اور سفید خزانہ سے مراد ہے روم کے خزانہ جن میں چاندی زیادہ تھی یہ دونوں ملک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتح ہوئے اور حضور انور کی پیش گوئی پوری ہوئی ۴؎ یعنی میری امت قحط و بھوک سے ہلاک نہ ہو جائے لہذا اس پر اعتراض نہیں کہ بعض جگہ مسلمانوں پر قحط آ جاتا ہے بعض مسلمان بھوک سے مرجاتے ہیں یہاں عام امت کی ہلاکت مراد ہے ۵؎ بیضہ کے معنی ہیں انڈا بھی اور خود بھی پھر اسے بمعنی اصل استعمال کیا جاتا ہے یہاں اس سے مراد مسلمانوں کا وہ دار السلطنت ہے جس کی تباہی سے مسلم قوم بالکل تباہ ہو جائے خواہ مدینہ منورہ مراد ہو یا کوئی اور جگہ حضور کی اس دعا کا ہی اثر ہے کہ اگرچہ مسلمانوں پر کبھی کفار غالب آ جاتے ہیں مگر الحمد للہ انہیں فنا نہیں کر سکتے اور نہ فنا کر سکیں گے۔ مسلمان اگرچہ گنہگار ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے سایہ میں ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری دعا اور بھی مانگی تھی جس کا ذکر دوسری احادیث میں ہے کہ مسلمانوں میں آپس میں جنگ اور خونریزی نہ ہو یہ متفق رہیں۔ اس کے متعلق آگے ارشاد ہے خیال رہے کہ اس حدیث میں کفار کی سلطنت کی نفی نہیں بلکہ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی نفی ہے کفار مسلمانوں پر بادشاہ تو ہو جائیں گے مگر انہیں بالکل مٹا نہ سکیں گے کہ زمین پر ایک مسلمان نہ رہے۔ ۶؎ یعنی اے محبوب نبی کو چاہیے کہ ایسی دعا نہ فرمائیں جو ہمارے فیصلے کے خلاف ہو کیونکہ ہمارے فیصلہ کے خلاف ہو نہیں سکتا اور ہم یہ پسند نہیں کرتے کہ نبی کی دعا خالی جاوے لہذا نبی ایسی دعا کریں ہی نہیں آپ کی یہ دونوں دعائیں تو قبول ہیں مگر تیسری دعا کرنے کی آپ کو اجازت نہیں۔ ۷؎ یعنی مسلمان خود آپس میں لڑتے بھڑتے رہیں گے اس لئے کبھی کمزور بھی ہو جائیں گے اور تکلیف بھی پائیں گے اس کا ظہور آج تک ہو رہا ہے اس گئے گزرے زمانہ میں بھی مسلمانوں کی اتنی بادشاہتیں موجود ہیں کہ اگر یہ سب متفق ہو جائیں تو کوئی طاقت انہیں دبا نہ سکے مگر یہ ایسے نیک ہیں کہ دو ایک نہیں ہوتے مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ مصرع۔ دل میں دو حرف ہیں اور وہ بھی جدا ایک سے ایک! ۸؎ اس فرمان عالی میں اس جانب اشارہ ہے کہ مسلمان آپس میں لڑتے بھڑتے رہیں گے مگر فنا بھی نہ ہوں گے۔

وَعَنْ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَسْجِدِ بَنِيْ مُعَاوِيَةَ دَخَلَ فَرَكَعَ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْنَا مَعَهٗ وَدَعَا رَبَّهٗ طَوِيْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ سَاَلْتُ رَبِّيْ ثَلٰثًا فَاَعْطَانِيْ ثِنْتَيْنِ وَمَنَعَنِيْ وَاحِدَةً سَاَلْتُ رَبِّيْ اَنْ لَّا يُهْلِكَ اُمَّتِيْ بِالسَّنَةِ فَاَعْطَانِيْهَا وَسَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا يُهْلِكَ اُمَّتِيْ بِالْغَرَقِ فَاَعْطَانِيْهَا

(۵۴۹۷) روایت ہے حضرت سعد سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی معاویہ کی مسجد پر گزرے ۱؎ اس میں تشریف لے گئے وہاں دو رکعتیں پڑھیں ۲؎ اور ہم نے حضور کے ساتھ نماز پڑھی ۳؎ حضور نے اپنے رب سے دراز دعا مانگی پھر فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے تین چیزیں مانگیں ۴؎ اس نے مجھے دو عطا فرمادیں اور ایک سے منع فرمادیا ۵؎ میں نے اپنے رب سے یہ سوال کیا کہ میری امت کو قحط سے ہلاک نہ کرے اس نے مجھے یہ عطا فرمادیا میں نے سوال کیا کہ میری امت کو ڈبو کر ہلاک نہ کرے

marfat.com

وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يَجْعَلَ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ فَمَنَعَنِيهَا
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اس نے مجھے یہ بھی عطا فرمادیا ہے میں نے اس سے سوال کیا کہ ان کی آپس میں جنگ نہ ہو مجھے اس سے سوال سے منع فرمادیا۶۔ (مسلم)

(۵۴۹۷) ا۔ بنی معاویہ انصار کا ایک قبیلہ ہے انہوں نے اپنے محلہ میں مسجد بنائی تھی۔ جسے مسجد بنی معاویہ کہا جاتا تھا۔ شیخ نے فرمایا کہ وہ مسجد اب بھی عوالی مدینہ میں ہے اس کے کچھ آثار موجود ہیں اس کے صحن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے قدم کا نشان ہے مگر اب اس کے نشان دیکھے نہیں جاتے ۲۔ ظاہر یہ ہے کہ دو رکعت نماز۔ تحیۃ المسجد تھی اگر کسی مسجد میں اتفاقاً" جاوے تو بھی وہاں دو رکعتیں پڑھ لے اسے تحیۃ المسجد کہا جاتا ہے ۳۔ ظاہر یہ ہے کہ ساتھ سے مراد جماعت نہیں بلکہ ان سب حضرات نے الگ الگ تحیۃ المسجد کے نفل پڑھے مگر حضور کے ساتھ پڑھے اور اگر جماعت مراد ہے تو یہ جماعت اتفاقیہ طور پر تھی اہتمام سے نہ تھی نفل کی جماعت بغیر اہتمام اتفاقاً" کرلینا جائز ہے ۴۔ اس حدیث میں تفصیل ہے پچھلی حدیث میں اجمال تھا وہاں دو دعاؤں کا ذکر تھا یہاں تین دعاؤں کا ذکر ہے یہ واقعہ صرف یہاں ایک بار ہوا مگر اس کا ذکر مختلف طریقہ سے مختلف احادیث میں ہے ۵۔ یعنی اس تیسری چیز کے مانگنے سے منع فرمادیا کہ آپ یہ دعا نہ کریں ۶۔ خیال رہے کہ اس قسم کی دعاؤں سے حضور انور کو منع فرما دینے میں حضور کی انتہائی عظمت کا اظہار ہے اس ممانعت کا مقصود یہ ہے کہ حضور انور کی زبان خالی نہ جائے سوال نہ کرنے دینے اور سوال رد کردینے میں بڑا فرق ہے۔

وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ لَقِيتُ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ قَالَ أَجَلْ وَاللهِ إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللهُ حَتَّى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَيَفْتَحَ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا وَآذَانًا صُمًّا وَقُلُوبًا غُلْفًا. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) وَكَذَا الدَّارِمِيُّ عَنْ عَطَاءٍ

(۵۴۹۸) روایت ہے حضرت عطاء ابن یسار سے ا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص سے ملاقات کی میں نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ صفات سناؤ جو توریت میں مذکور ہیں ۲۔ انہوں نے کہا ہاں اللہ کی قسم حضور توریت میں بعض ان صفات سے موصوف ہیں جو قرآن میں موجود ہیں ۳۔ وہاں ارشاد ہے اے نبی ۴۔ ہم نے تم کو گواہ ۵۔ بشارت دینے والا ڈرانے والا ۶۔ بے پڑھوں کا حفاظت کرنیوالا پناہ بنا کر بھیجا ۷۔ تم میرے بندے اور رسول ہو میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ۸۔ نہ سخت زبان نہ بازاروں میں شور کرنے والے ۹۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ معافی و بخشش کردیتے ہیں ۱۰۔ اللہ انہیں وفات نہ دے گا حتیٰ کہ ان کے ذریعہ ٹیڑھے دین کو سیدھا کردے گا ۱۱۔ اس طرح کہ لوگ کہیں گے لاالہ الا اللہ ۱۲۔ اور اس سے اللہ اندھی آنکھیں بھرے کان اور ڈھکے دل کھول دے گا ۱۳۔ (بخاری) یوں ہی اسے دارمی نے بروایت عطاء عن عبداللہ ابن سلام بھی اسی

marfat.com

عَنِ ابْنِ سَلَامٍ نَحْوَهُ وَذُكِرَ حَدِيْثُ أَبِي هُرَيْرَةَ نَحْنُ الْآخِرُوْنَ فِي بَابِ الْجُمُعَةِ۔

طرح روایت کیا اور حضرت ابوہریرہ کی حدیث کہ ہم آخر ہیں باب الجمعہ میں ذکر کردی گئی۔

(۵۴۹۸) ا۔ عطاء ابن یسار مشہور تابعی بھی ہیں اور آپ حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص نے توریت علماء یہود سے سیکھی تھی ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف پڑھنی اور دوسرے سے پڑھوا کر سننی دونوں سنت صحابہ ہیں اور گزشتہ آسمانی کتابوں کے نعت والے مضامین یاد کرنا لوگوں کو سنانا بھی سنت ہے پچھلی کتابوں میں حضور کی نعت تلاش کرنی بھی سنت ہے بعض حضرات نے ہندو شاعروں کے نعتیہ کلام کتابی شکل میں شائع کئے ہیں یہ سب اس عمل سے ماخوذ ہیں ۳۔ یعنی توریت شریف میں بزبان عبرانی حضور انور کے بعض صفات ایسے مذکور ہیں جو قرآن کریم میں مذکور صفات کے بالکل مطابق ہیں ۴۔ جیسے قرآن مجید میں گزشتہ نبیوں کو پکارا گیا ہے ایسے ہی توریت شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پکارا گیا تھا۔ جس آیت توریت کا یہ ترجمہ ہے اس میں حضور انور کو پکار کر حضور کے اوصاف بیان کئے گئے اور مخلوق کو سنائے گئے ہیں کہیں توریت میں اہل کتاب کو پکار کر حضور کے اوصاف سنائے گئے یہ آیت کریمہ جزوی طور پر قرآن مجید میں موجود ہے اسکی تفسیر ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں دیکھو شاہد یا بنا ہے شہود سے تو اس کے معنی ہیں حاضر یا مشاہدہ سے تو معنی ہیں ناظر و شہادت سے تو معنی ہیں گواہ حضور دنیا میں اللہ کی ذات و صفات سارے عالم غیب کے گواہ ہیں پچھلے نبی سن کر گواہ تھے حضور انور عینی گواہ کہ سب کچھ دیکھ کر آئے اور گواہی دی اسی لئے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں کہ عینی گواہ پر گواہی ختم ہو جاتی ہے سمعی گواہ پر عینی گواہ کا انتظار رہتا ہے آخرت میں حضور، رب کے سامنے اپنی امت کے عقائد اعمال، اقوال کے عینی گواہ سارے نبیوں انکی امتوں کے ہر حال کے عینی گواہ ہیں نیز دنیا میں لوگوں کے انجام کے گواہ ہیں کہ کون مومن مرے گا کون کافر مومنوں میں کون صدیق ہے کون فاروق کون کس عہدے پر ہے غرض کہ حضور کی گواہی بہت اعلیٰ اور جامع ہے شاہد بمعنی محبوب یعنی عشاق کے دل میں رہنے والے بھی ہیں ۵۔ یہ آیت کریمہ جزوی طور پر قرآن مجید میں موجود ہے اس کی تفسیر ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں دیکھو شاہد یا بنا ہے شہود سے تو اس کے معنی ہیں حاضر یا مشاہدہ سے تو معنی ہیں ناظر یا شہادت سے تو معنی ہیں گواہ حضور دنیا میں اللہ کی ذات و صفات سارے عالم غیب کے گواہ ہیں پچھلے سن کر گواہ تھے حضور انور عینی گواہ کہ سب کچھ دیکھ کر آئے اور گواہی دی اسی لئے آپ کے بعد کوئی نہیں کہ عینی گوہا پر گواہی ختم ہو جاتی ہے سمعی گوہا پر عینی گواہ کا انتظار رہتا ہے آخرت میں حضور رب کے سامنے اپنی امت کے عقائد اعمال، اقوال کے عینی گواہ سارے نبیوں انکی امتوں کے ہر حال کے عینی گواہ ہیں نیز دنیا میں لوگوں کے انجام گواہ ہیں کہ کون مومن مرے گا کون کافر مومنوں میں کون صدیق ہے کون فاروق کون کس عہدے پر ہے غرض کہ حضور کی گواہی بہت اعلیٰ اور جامع ہے شاہد بمعنی محبوب یعنی عشاق کے دل میں رہنے والے بھی ہیں ۶۔ سارے نبیوں نے سن کر بشارت دی اور ڈرایا حضور انور نے جنت و دوزخ کی سیر فرما کر ہر شخص کا ٹھکانہ معلوم جگہ دیکھ کر بشارت دی اور ڈرایا یہ فرق ہے حضور کی بشارت و نذارت اور دوسرے نبیوں کی بشارت و نذاریت میں ۷۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لئے ایک مضبوط قلعہ ہیں کہ آپ کے دامن میں امت پناہ لئے ہوئے ہے **امیین** کے معنی یا تو ہیں ام القری والے یعنی مکہ کے لوگ یا بے پڑھے لوگ کیونکہ اہل عرب عموماً بے پڑھے تھے اس زمانہ میں یا اس کے معنی ہیں نبی امی والے یعنی ساری امت کے رسول اللہ یہ تیسرے معنی بہت موزوں ہیں کہ اس میں ساری امت داخل ہے (مرقات) حضور کا پناہ ہونا توریت میں مذکور تھا شعر:۔

marfat.com

☆ یا رسول اللہ بدرگاہت پناہ آوردہ ام ☆ ہمچو کاہے آمدم کوہے گناہ آوردہ ام ☆

۸۔ حضور انور بھی اللہ کے عبد ہیں اور ہم بھی اللہ کے عبد و بندے ہیں مگر دونوں کی عبدیت میں فرق یہ ہے کہ ہم کو ناز ہے کہ ہم اللہ کے بندے ہیں اور دست قدرت کو ناز ہے کہ حضور انور میرے بندے ہیں **هو الذی ارسل رسوله** الخ ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں **شعر:۔**

☆ عبد دیگر عبدہ چیزے دگر ☆ ایں سراپا انتظار او منتظر ☆

سارے بندے اللہ کی رحمت کا انتظار کرتے ہیں اور اللہ کی رحمت حضور انور کا انتظار کرتی ہے توریت میں حضور کا نام متوکل تھا کیونکہ حضور نے اتنا بڑا تبلیغ کا کام کیا بغیر ظاہری سہارے کے بھائی کوئی نہیں ماں باپ بچپن شریف میں رحصت ہوئے جو اقربا تھے وہ دشمن تھے ایسے ناساز گار حالات میں دنیا کی کایا پلٹ دینا غیبی طاقت نہیں تو اور کیا ہے ۹۔ حضور جیسا نرم دل حضور جیسا شیریں گفتار حضور جیسا نیک کردار آسمان نے نہ دیکھا آسمان تو کیا خالق دوجہاں نے نہ دیکھا کیونکہ اس نے ایسا کوئی بندہ پیدا ہی نہیں کیا پھر دیکھنے کے کیا معنی حضور وہ ہیں جنہوں نے ابو سفیان ہندہ، عکرمہ، وحشی کو معاف فرمایا لوگوں کی گالیاں سن کر دعائیں دینے والے رسول ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم **شعر:۔**

☆ سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں ☆ سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں ☆

حضور بازار میں تشریف لے جاتے تھے مگر وہاں شور کے لئے نہیں بلکہ تبلیغ احکام کے لئے اسی لئے یہاں سخاب کی نفی فرمائی نہ کہ ذہاب یعنی جانے کی ۱۰۔ یہاں ذاتی برائی کرنے والوں کا ذکر ہے۔ حضور انور نے اپنے ذاتی دشمن سے بدلہ نہ لیا معافی دی مگر دینی قومی ملکی دشمن کو معاف نہ کیا ضرور سزا دی وحشی، عکرمہ وغیرہم کو معافی دیدی کہ وہ دشمن ذاتی تھے مگر فاطمہ مخزومیہ نے چوری کرلی تو اسے ہرگز معاف نہ کیا فرمایا ہاتھ کٹوا دیا کہ وہ دینی قانون کی مجرمہ تھی یہ فرق ضرور خیال میں رہے آج ہمارا عمل برعکس ہے معافی اور بخشش میں بڑا فرق ہے رب فرماتا ہے **ادفع بالتی هی احسن** حضور کی زندگی شریف اس آیت کی تفسیر ہے مرقات نے فرمایا کسی کا عیب چھپا لینا مغفرت ہے اور سزا نہ دینا معافی ہے حضور اللہ تعالٰی کی صفات کے مظہر ہیں اللہ تعالٰی عفو بھی ہے اور غفور بھی ہے حضور کو یہ صفات رب نے پوری پوری عطا فرمائی ہیں ۱۱۔ ٹیڑھے دین سے مراد ملت ابراہیمی ہے جس میں کفار مکہ نے زیادتی کمی کرکے اسے ٹیڑھا کردیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام برائیوں کو دور کرکے جیسی وہ ملت تھی اسے ویسا کردیا یہ ہے اس ملت کا سیدھا کرنا (مرات) یہ شرح بہت اعلٰی ہے۔ ۱۲۔ لا الہ کہنے سے مراد ہے سارے اسلامی عقیدے مان لینا جیسے کہا جاتا ہے کہ نماز میں الحمد پڑھنا واجب ہے یعنی ساری سورہ فاتحہ ۱۳۔ یعنی حضور کے ذریعہ سے لوگوں کو کلمہ طیبہ نصیب ہوگا اور کلمہ طیبہ کے ذریعہ لوگوں کی آندھی آنکھیں روشن بہرے کان سننے والے غافل دل جاگ جائیں گے بعض روایات میں **بها** کی بجائے **به** یعنی حضور انور کے ذریعہ یہ تین نعمتیں ان کو ملیں گی۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ خَبَّابِ ابْنِ الْاَرَتِّ قَالَ صَلّٰی بِنَا

(۵۴۹۹) روایت ہے حضرت جناب ابن ارت سے ۱؎ فرماتے

marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةً فَاَطَالَهَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّيْتَ صَلٰوةً لَمْ تَكُنْ تُصَلِّيْهَا قَالَ اَجَلْ اِنَّهَا صَلٰوةُ رَغْبَةٍ وَّرَهْبَةٍ وَّاِنِّيْ سَاَلْتُ اللّٰهَ فِيْهَا ثَلٰثًا فَاَعْطَانِي اثْنَتَيْنِ وَمَنَعَنِيْ وَاحِدَةً سَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا يُهْلِكَ اُمَّتِيْ بِسَنَةٍ فَاَعْطَانِيْهَا وَسَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ غَيْرِهِمْ فَاَعْطَانِيْهَا وَسَاَلْتُهٗ اَنْ لَّا يُذِيْقَ بَعْضَهُمْ بَاْسَ بَعْضٍ فَمَنَعَنِيْهَا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ)

ہیں ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو اسے بہت دراز فرمایا ۲؎ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ایسی نماز پڑھی جو کبھی نہ پڑھتے تھے ۳؎ فرمایا ہاں یہ نماز رغبت اور ڈر کی ہے ۴؎ میں نے اس میں اللہ سے تین چیزیں مانگیں تو اس نے مجھے دو عطا فرمادیں اور ایک سے منع فرمادیا ۵؎ میں نے اس سے مانگا کہ میری امت کو قحط سے ہلاک نہ فرمائے اس نے مجھے عطا فرمادیا اور میں نے اس سے مانگا کہ ان پر ان کا غیر دشمن مسلط نہ فرمائے ۶؎ مجھے عطا فرمادیا اور میں نے اس سے مانگا کہ ان کے بعض کو بعض کی سختی نہ چکھائے اس سے مجھے منع فرمادیا ۷؎ (ترمذی، نسائی)

(۵۴۹۹) ۱؎ آپ مشہور صحابی ہیں پرانے مومن ہیں حضور کے دار ارقم میں تشریف لے جانے سے پہلے اسلام سے مشرف ہوئے کفار کی ایذا پر بہت صبر کیا بدر میں شریک ہوئے کوفہ میں سب سے پہلے وہ مسلمان ہیں جن کی وفات ہوئی حضرت علی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی کوفہ میں ہی آپ کا مزار شریف ہے (اشعہ) ۲؎ یا تو اس طرح دراز فرمائی کہ اس نماز کے سارے ارکان دراز کئے یا اس طرح کہ اس میں دعا دراز مانگی دیکھو مرقات یا سجدہ دراز کیا اور سجدے میں دعا طویل مانگی نوافل کے سجدہ میں دعا مانگنا جائز ہے یہ نماز نفل ہی تھی جو اس کے لئے ادا کی گئی تھی ۳؎ یعنی اس وقت آپ نماز کبھی نہ پڑھتے تھے یا ایسی دراز اور لمبی نماز آپ کبھی نہ پڑھتے تھے اس صورت میں دن کی نماز مراد ہوگی کیونکہ حضور انور تہجد کی نماز تو بہت ہی دراز پڑھتے تھے۔ ۴؎ یعنی دوسری نمازوں میں یا امید غالب ہوتی ہے یا خوف الٰہی غالب مگر اس نماز میں امید و خوف دونوں کامل طور پر جمع تھے۔ جب نماز ایسی میسر ہو تو اسے خوب دراز پڑھنا چاہیے تاکہ خوف و امید کا کمال دیر تک رہے خیال رہے کہ یہاں امید و خوف سے مراد ہے اپنی امت کے متعلق امید و خوف ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی محبوبیت مقبولیت کا یقین ہے وہاں نہ محض امید کی گنجائش ہے نہ خوف کی یا مطلب یہ ہے کہ اس نماز میں جو دعا مانگی اس کی قبولیت کی امید تھی اور انکار کا خطرہ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دو دعائیں قبول ہوئیں اور تیسری دعا سے روک دیا گیا۔ ۵؎ منع فرمانے کے وہ ہی معنی ہیں کہ مجھے یہ دعا مانگنے سے منع فرمادیا اس میں دعا کا رد نہیں ہے رد دعا اور چیز ہے منع عن الدعاء کچھ اور چیز منع میں محبوبیت کی شان ظاہر ہوتی ہے ۶؎ غیر سے مراد کفار ہیں اور مسلط کرنے سے مراد ہے مسلمانوں پر اس طرح چھا جانا کہ مسلمانوں کو وہ بالکل ہلاک کردیں کہ کوئی مسلمان نہ بچے جیسا کہ پہلے گزرا آج تک نہ تو ایسا ہوا ہے اور نہ انشاء اللہ ایسا ہوگا۔ ۷؎ اس کی شرح پہلے ہو چکی کہ مسلمانوں میں آپس کی جنگیں تو رہیں گی۔ چنانچہ خلافت عثمانی کے آخر دور میں مسلمانوں میں جنگ ہوئی سب سے پہلے حضرت عثمان غنی شہید کئے گئے اس دن کی میان سے نکلی ہوئی تلوار آج تک میان میں نہ گئی ہر دور میں مسلمان آپس میں لڑتے بھڑتے ہی رہے خلافت حیدری میں مسلمانوں کا آپس میں جو کشت و خون ہوا وہ سب کو معلوم ہے تمام جنگوں میں فریقین کے قریبًا اسی ہزار مسلمان قتل ہوئے معالم التنزیل میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی **قل هو القادر على ان يبعث عليكم عذابا من فوقكم** تو حضور انور نے عرض کیا **اعوذ بوجهك**

marfat.com

پھر فرمایا گیا **اومن تحت ارجلکم** عرض کیا **اعوذ بوجھک** پھر فرمایا **اویلبسکم شیعا ویذیق بعضکم باس بعض** حضور انور نے عرض کیا **الٰھی ھذا اھون ھذا الیسر** الٰہی آسمانی عذاب اور زمینی عذابوں سے یہ آپس کی جنگوں کا عذاب آسان ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَجَارَكُمْ مِنْ ثَلٰثِ خِلَالٍ اَنْ لَّا یَدْعُوْا عَلَیْكُمْ نَبِیُّكُمْ فَتَهْلِكُوْا جَمِیْعًا وَاَنْ لَّا یَظْهَرَ اَهْلُ الْبَاطِلِ عَلٰی اَهْلِ الْحَقِّ وَاَنْ لَّا تَجْتَمِعُوْا عَلٰی ضَلٰلَةٍ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

(۵۵۰۰) روایت ہے حضرت ابو مالک اشعری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالٰی نے تم کو تین آفتوں سے امان دے دی، تم پر تمہارے نبی بددعا نہ کریں گے کہ تم سارے ہلاک نہ ہو جاؤ ۱۔ اور جھوٹے لوگ حق والوں پر غالب نہیں آئیں گے ۲۔ اس سے کہ تم گمراہی پر جمع نہ ہوؤ گے ۳۔ (ابوداؤد)

(۵۵۰۰) ۱۔ یعنی جیسے گزشتہ نبیوں نے اپنی سرکش قوموں کے لئے بددعائیں کیں اور ان پر عام عذاب آئے حتی کہ زمانہ نوحی میں روئے زمین پر کوئی کافر نہ رہا۔ الحمدللہ میں تمہارے لئے بددعا نہ کروں گا۔ اولاً تو اس لئے کہ میں رحمۃ للعالمین ہوں کسی پر بددعا نہیں کرتا۔ دوسرے اس لئے کہ میری قوم گزشتہ قوموں کی طرح سرکش نہیں میری قوم میں اکثر لوگ مومن ہو جائیں گے بعض کافر مریں گے مگران کی وجہ سے عام بددعا نہ کروں گا۔ (مرقات و اشعۃ) ۲۔ یعنی میری امت میں بڑے بڑے بیدین پیدا ہوں گے مگر وہ کبھی اہل حق پر غالب نہیں آسکیں گے اگرچہ بظاہر بیدین بڑے ساز و سامان سے لیس ہوں گے اور اہل حق بظاہر بے سامان ہوں گے مگر ہمیشہ غلبہ اہل حق کو ہی رہے گا آج تک اسی کا ظہور ہو رہا ہے اہل سنت کے پاس ترقی کے اسباب بہت کم ہیں اور اہل باطل کے پاس ہر طرح کے اسباب ہیں مگر غلبہ اہل سنت ہی کا ہے ۳۔ یعنی جیسے گزشتہ امتیں جب گمراہ ہوتی تھیں تو ساری کی ساری گمراہ ہو جاتی تھیں انکے پاس کتاب الٰہی اور انبیاء کرام کی تعلیم باقی نہیں رہتی تھی میری امت میں ایسا نہ ہو گا ان میں گمراہ فرقے بہت پیدا ہوں گے مگر ایک فرقہ حق پر بھی رہے گا اس فرقہ کی پہچانیں دو بیان کی گئیں ہیں ایک یہ کہ **ما علیه انا واصحابی** میری اور میرے صحابہ کی سنت کے متبع ہوں گے دوسرے یہ کہ جماعت انہیں کی زیادہ ہو گی **وکونوا مع الصادقین** اور فرماتے ہیں **صراط الذین انعمت علیهم** یہ تینوں چیزیں اسی فرقہ اہل سنت والجماعت میں ہیں یہ جماعت برحق ہے۔ اولیاء اللہ وہ ہیں جو مومن ہوں اور متقی ہوں اور لوگ انہیں خواہ مخواہ ولی مانیں ولی کہیں رب تعالٰی فرماتا ہے۔ **الذین امنوا وکانوا یتقون لهم البشری** الخ تمام زندہ ولی اور اولیاء اللہ کے آستانہ سب اہل سنت میں ہیں۔

وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَنْ یَّجْمَعَ اللّٰهُ عَلٰی هٰذِهِ الْاُمَّةِ سَیْفَیْنِ سَیْفًا مِّنْهَا وَسَیْفًا مِّنْ عَدُوِّهَا۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ)

(۵۵۰۱) روایت ہے حضرت عوف ابن مالک سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالٰی اس امت پر دو تلواریں کبھی جمع نہیں فرمائے گا ایک تلوار اس کی اپنی اور دوسری تلوار اس کے دشمن کی ۱۔ (ابوداؤد)

(۵۵۰۱) ۱۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ اولاً تو مسلمان لڑتے بھڑتے رہتے ہیں مگر جب کفار کا حملہ ہو جاتا ہے تو سب یکدم متفق ہو

marfat.com

جاتے ہیں ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء میں بھارت نے بڑی قوت سے اچانک پاکستان پر ڈھائی بجے رات حملہ کر دیا اللہ تعالٰی نے اس جنگ میں مسلمانوں کو ایسا متفق کر دیا کہ یہ لڑنا بھڑنا بھول گئے اور جب اللہ کے فضل سے ہم نے جوابی کارروائی کی تو بھارت کے دانت کھٹے کر دیئے ان کے چھ سو ٹینک۔ بیس ہزار فوج تباہ کر دی آخر وہ صلح پر مجبور ہو گئے سترہ دن جنگ ہوئی اگر کچھ دن جنگ اور رہتی تو انشاء اللہ بہت فتح مسلمان پاتے۔ بڑی طاقتوں نے بیچ میں پڑ کر صلح کرا دی یہ ہے اس فرمان عالی کا ظہور کفار جب کبھی مسلمانوں پر غالب آ جاتے ہیں اس کی وجہ ہماری غلطیاں ہماری غفلت ہماری اسلام سے دوری ہوتی ہے اللہ رسول سچے ہیں مگر ہم جھوٹے ہو جاتے ہیں۔

وَعَنِ الْعَبَّاسِ اَنَّهٗ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَاَنَّهٗ سَمِعَ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَآئِلَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا فَاَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَّخَيْرُهُمْ بَيْتًا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۵۰۲) روایت ہے حضرت عباس سے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے شاید انہوں نے کچھ سنا تھا۱، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے فرمایا میں کون ہوں ۲۔ لوگوں نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں فرمایا میں محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ہوں، اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے ان میں سے اچھوں میں سے بنایا ۳۔ پھر ان اچھوں کی دو جماعتیں کیں تو مجھے ان کے اچھے فرقہ میں سے بنایا ۴۔ پھر ان اچھوں کے کئی قبیلے کئے تو مجھے اچھے قبیلہ میں بنایا ۵۔ پھر ان اچھوں کے گھر بنائے تو مجھے اچھے گھر والوں میں بنایا ۶۔ تو میں ان سب میں اچھی ذات والا ۷۔ اور اچھے گھر والا ہوں ۸۔ (ترمذی)

(۵۵۰۲) ۱۔ بعض بدباطن منافقوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب و حسب شریف پر کچھ طعنہ کیا تھا جیسے آج عیسائی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جناب ہاجرہ کی نسل سے ہیں اور حضرت ہاجرہ بی بی سارہ یا حضرت ابراہیم کی لونڈی تھیں اس کی تحقیق ہم پہلے کر چکے ہیں حضرت عباس کو یہ طعن سن کر بہت صدمہ ہوا اور حضور انور سے اسکی شکایت کی۔ ۲۔ حضور انور نے اس کا جواب صرف حضرت عباس کو نہ بتایا بلکہ مجمع میں کھڑے ہو کر سب کو سنایا تاکہ مسلمان آئندہ ایسے اعتراضات کے جوابات دے سکیں اپنے متعلق لوگوں سے سوال فرمایا تاکہ لوگ جواب دیں اور ان کے دل میں یہ بات اتر جائے ۳۔ جناب عبدالمطلب سارے عرب میں عظمت و عزت و شرافت میں مشہور و معروف تھے غالباً معترضین نے کہا تھا کہ نبوت ہم کو ملنی چاہیے تھی تب حضور نے یہ فرمایا عرب تمام جہان سے افضل ہیں حضور انور کو عرب میں پیدا فرمایا یا یہ مطلب ہے کہ ساری مخلوق میں انسان افضل مجھے انسانوں میں سے بنایا انسانیت کو حضور سے فخر ہوا ۴۔ یعنی انسان دو قسم کے ہیں عرب و عجم ان میں عرب افضل ہیں مجھے عرب میں پیدا فرمایا ۵۔ یعنی عرب کے بہت سے قبیلے بنائے سب سے بہتر قریش ہیں مجھے قریش میں پیدا فرمایا ۶۔ یعنی قریش میں بہت سے خاندان و بطن بنائے سب خاندانوں میں بنی ہاشم افضل ہیں مجھے بنی ہاشم سے پیدا فرمایا ۷۔ یعنی اللہ تعالٰی نے مجھے ذاتی شرافت بھی بخشی اور خارجی و بیرونی شرافتیں بھی۔ بنی ہاشم افضل ہیں مجھے بنی ہاشم سے پیدا فرمایا ہے **لقد جاءکم رسول من انفسکم** بعض قرات میں

marfat.com

انفسکم میں ف کا فتحہ بمعنی نفیس ترین بہترین یعنی تم میں وہ رسول تشریف لائے جو تم سب میں سب سے زیادہ نفیس اور شریف ہیں ۸۔ خیال رہے کہ عرب میں چھ طبقات ہوتے ہیں شعب 'قبیلہ' عمارہ 'بطن' فخذ' فصیلہ حضور ان چھ طبقات میں سے بہترین میں تشریف لائے۔ خیال رہے کہ ہمیشہ انبیاء کرام اعلیٰ نسب اونچے خاندان میں تشریف لاتے رہے جیسا کہ ہرقل والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے بہترین شکل بہترین آواز بہترین اخلاق سے موصوف ہوتے ہیں۔ کشش والی ہر چیز اللہ انہیں بخشتا ہے یہ بھی خیال رہے کہ نبوت محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملتی ہے اس میں کسب کو یا کسی اور شرف کو دخل نہیں ہاں جسے رب نے نبوت دی اسے ہر طرح اشرف بنایا رب فرماتا ہے **اللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ** اور فرماتا ہے **واللہ یختص برحمتہ من یشاء** حضور انور تو نبیوں کے سردار ہیں۔ بعد خدا تمام مخلوق سے بہتر آپ ہی ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللهِ مَتٰی وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ وَاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ رواہ الترمذی

(۵۵۰۳) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے لئے نبوت کب ثابت ہوئی فرمایا جبکہ آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے ا۔(ترمذی)

(۵۵۰۳) ا۔ یعنی جب کہ حضرت آدم کے جسم میں روح پھونکی نہ گئی تھی اس وقت ہم نبی تھے اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ ہم علم الٰہی میں نبی تھے کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ ہم نبی ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو تمام انبیاء کرام کی نبوت کو جانتا تھا پھر اس میں حضور کی خصوصیت کیا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور کی نبوت کا اعلان اس وقت ہو چکا تھا۔ فرشتے حضور پر کروڑوں سال سے درود پڑھ رہے تھے تمام روحوں کے سامنے سارے نبیوں سے حضور پر ایمان لانے آپ کی نصرت و مدد کرنے کا عہد و پیمان لیا گیا تھا۔ **واذ اخذ اللہ میثاق النبیین** الخ عرش اعظم۔ آسمانوں 'جنت کے محلوں' دریچوں میں وہاں کے درختوں کے پتوں پر حوروں کی پتلیوں میں فرشتوں کی آنکھوں میں 'غلمان کے سینوں پر طوبیٰ کے غنچہ و گل میں حضور انور کا نام لکھ دیا گیا تھا انشاء اللہ ہم لوگ بھی وہاں جاکر یہ ساری بہار اپنی آنکھوں دیکھیں گے صوفیاء فرماتے ہیں کہ عالم ارواح میں حضور سارے نبیوں کے نبی تھے آپ ان کی روحوں کو تعلیم و تربیت دیتے تھے سارے نبی حضور کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کر کے دنیا میں تشریف لائے اور حضور سے سیکھے ہوئے علوم مخلوق کو سکھائے (اشعۃ اللمعات) **اللهم صل علی سیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم**۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ یہ حدیث مختلف الفاظ سے مروی ہے۔ چنانچہ ابن سعد نے اور ابو نعیم نے حلیہ میں طبرانی نے کبیر میں حضرت ابن عباس سے یوں روایت کی **کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد** امام احمد نے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور حاکم نے اور ابو نعیم نے دلائل میں حضرت ابو ہریرہ سے مرفوعاً" روایت کی **کنت اول النبی فی الخلق واخرهم فی البعث** ہم پیدائش میں تمام نبیوں سے پہلے ہیں بعثت میں سب کے بعد' دانہ درخت سے پہلے زمین میں جاتا ہے اور آخر میں وہ ہی دانہ نمودار ہوتا ہے ہم نے عرض کیا ہے۔ **شعر:**

☆ باغ رسالت کی ہیں جڑ اور ہیں بہار آخری ☆ مبدا جو اس گلشن کے تھے وہ منتہی یہ ہی تو ہیں ☆

خیال رہے کہ جسمانی نبوت کے لئے شرط ہے کہ نبی انسان ہوں اور انسانی سلسلہ حضرت آدم سے شروع ہوتا ہے روحانی نبوت کے لئے یہ شرط نہیں لہذا اس فرمان عالی پر یہ اعتراض نہیں کہ نبی انسان ہونے چاہئیں اس وقت حضور صفت انسانیت سے موصوف نہ تھے یا یوں کہو کہ انسانیت کے لئے اولاد آدم ہونا ضروری حضرت بی بی حوا انسان ہیں مگر اولاد آدم نہیں یوں ہی جو مخلوق جنت بھرنے

marfat.com

کے لئے پیدا کی جاوے گی وہ انسان ہو گی مگر اولاد آدم نہ ہو گی لہذا اس وقت بھی حضور انسانیت کی صفت سے موصوف تھے۔

وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنِّي عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَإِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ وَسَأُخْبِرُكُمْ بِأَوَّلِ أَمْرِيْ دَعْوَةُ إِبْرَاهِيْمَ وَبِشَارَةُ عِيْسٰى وَرُؤْيَا أُمِّيَ الَّتِيْ رَأَتْ حِيْنَ وَضَعَتْنِيْ وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُوْرٌ أَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ. رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ مِنْ

(۵۵۰۴) روایت ہے حضرت عرباض ابن ساریہ سے ۱؎ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ حضور نے فرمایا میں اللہ کے نزدیک آخر نبی لکھا ہوا تھا' جب کہ آدم اپنی خمیر میں لوٹ رہے تھے ۲؎ میں تم کو اپنی پہلی حالت بتاتا ہوں' میں دعاء ابراہیم ہوں اور بشارت عیسیٰ ہوں ۳؎ میں اپنی ماں کا نظارہ ہوں جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا کہ ان کے سامنے ایک نور ظاہر ہوا جس سے ان کے لئے شام کے محل چمک گئے ۴؎ (شرح سنہ) اور احمد بروایت ابوامامہ حضور کے فرمان ساخبرکم سے

(۵۵۰۴) ۱؎ آپ مشہور صحابی ہیں آپ کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں صفہ والے صحابہ میں سے ہیں آپ بہت گریہ زاری کرنے والوں سے تھے آپ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے متعلق آیت کریمہ **ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملهم** الخ۔ نازل ہوئی ۲؎ یہاں لکھنے سے مراد لوح محفوظ میں لکھنا مراد نہیں بلکہ کوئی خاص تحریر مراد ہے جو عالم ارواح میں مشہور کرنے کے لئے لکھی گئی تھی وہاں حضور انور کو سب جانتے پہچانتے تھے اس تحریر وغیرہ کی وجہ سے خمیر میں لوٹنے کے معنی یہ ہیں کہ ابھی اس میں روح نہیں پھونکی گئی خمیر میں سکھایا جارہا تھا ۳؎ یعنی قرآن مجید میں ابراہیم علیہ السلام کی جو دعا مذکور ہے **ربنا وابعث فيهم رسولا منهم** اور اسی قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت مذکور ہے میں وہ ہوں ورنہ بہت نبیوں نے آپ کی دعائیں مانگیں ہیں اور قریباً سارے نبیوں نے آپ کی بشارتیں دی ہیں صرف ان دو نبیوں نے ہی دعا یا بشارت نہیں دی۔ **شعر:۔**

☆ ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا ☆ دعاء خلیل اور نوید مسیحا ☆
☆ معلم خدائی کے وہ بن کر آئے ☆ جھکے ان کے آگے سب اپنے پرائے ☆

۴؎ یہاں رؤیاء سے مراد خواب نہیں بلکہ نظارہ ہے کیونکہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے خواب تو ولادت سے پہلے دیکھا تھا ولادت شریف کے وقت یہ نور اور نور سے ملک شام کے محلات و قصور بیداری میں آنکھوں سے دیکھے تھے ابن جوزی نے کتاب الوفاء شریف میں روایت کی کہ جناب آمنہ نے ولادت کے وقت دیکھا کہ ایک فرشتہ آپ کے پاس آیا بولا کہ آمنہ یہ دعا مانگو **اعیذه بالواحد من شر کل حاسد** بلکہ حاملہ ہوتے ہی خواب دیکھا تھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ اے آمنہ کیا تم کو خبر ہے کہ تم اس امت کے سید اس امت کے نبی سے حاملہ ہو۔ (مرقات) **شعر:۔**

☆ سب بیبیوں میں آمنہ تم کاملہ ہوئیں ☆ اس فخر انبیاء کی جو تم حاملہ ہوئیں ☆
☆ آئی ندا کہ آمنہ جاگے تیرے نصیب ☆ آئیں گے تیری گود میں اللہ کے حبیب ☆
☆ گودی میں تو کھلائے گی آج اپنے لال کو ☆ اللہ نے کیا ماہ کامل ہلال کو !! ☆

اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا میلاد شریف پڑھنا جیسے سنت **الٰہیہ** اور سنت **ملائکہ** ہے ویسے ہی سنت رسول اللہ بھی ہے دیکھو

marfat.com

حضور انور منبر پر کھڑے ہو کر اپنا میلاد شریف خود ارشاد فرمارہے ہیں۔ قرآن کریم نے تو حضور کا میلاد بہت جگہ بیان فرمایا ہے۔ حضور انور کے معجزات چھ قسم کے ہیں۔ بعض وہ جو حضور انور سے پہلے گزشتہ نبیوں اور امتوں نے دیکھے بعض وہ ہیں جو ولادت پاک سے پہلے والدہ ماجدہ اور عرب بلکہ دنیا نے دیکھے۔ بعض وہ ہیں جو ولادت پاک۔ وقت دیکھے گئے بعض وہ ہیں جو بچپن شریف میں دیکھے گئے۔ بعض وہ ہیں جو ظہور نبوت کے بعد سے وفات پاک تک دیکھے گئے۔ بعض وہ ہیں جو بعد وفات سے قیامت تک دیکھے جائیں گے ان کی تفصیل ہماری کتابوں میں دیکھو۔ بعد نبوت سے وفات تک چھ ہزار معجزات منقول ہیں۔

وَعَنْ اَبِی سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ لِوَآءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَّبِیٍّ یَوْمَئِذٍ اٰدَمُ فَمَنْ سِوَاہُ اِلَّا تَحْتَ لِوَآئِیْ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۵۰۵) روایت ہے حضرت ابوسعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں ۱؎ فخریہ نہیں کہتا ۲؎ اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہو گا ۳؎ فخریہ نہیں کہتا اس دن کوئی نبی آدم علیہ السلام اور ان کے سوا ایسا نہ ہو گا جو میرے جھنڈے تلے نہ ہو ۴؎ میں ان میں پہلا ہوں جن سے زمین کھلے گی ۵؎ فخریہ نہیں فرماتا (ترمذی)

(۵۵۰۵) ۱؎ لغت میں سید ۰ بمعنی سردار پیشوا آتا ہے اس لئے قرآن مجید نے زلیخا کے خاوند یعنی عزیز مصر کو جو کافر تھا زلیخا کا سید فرمایا **ووجد سیدھا لدی الباب** مگر شریعت کی اصطلاح میں سید ۰ بمعنی دستگیر حاجت روا مشکل کشا آتا ہے۔ حضور قیامت کے دن سارے انسان بلکہ ساری مخلوق کے فریاد رس بھی ہوں گے اور مشکل کشا بھی حاجت روا بھی جس کو ہم بحوالہ مرقات اسی باب کی تیسری حدیث کی شرح میں عرض کر چکے۔ اس وقت سب حضور کو دافع البلاء مشکل کشا حاجت روا مان لیں گے اگرچہ آج بھی حضور سرکار اسی معنی سے سید ہیں۔ مگر آج بعض لوگ یہ بات نہیں مانتے قیامت میں سب مان لیں گے۔ اس لئے یوم القیامت فرمایا جیسے رب فرماتا ہے۔ **لہ الحمد فی الاخرۃ** ۲؎ اپنی شیخی و ناموری کے لئے اپنی بڑائی بیان کرنا فخر ہے اللہ تعالٰی کی نعمت کے اظہار کے لئے بیان کرنا شکر ہے فخر منع ہے۔ رب فرماتا ہے **لا تفرح ان اللّٰہ لا یحب الفرحین** اور اللہ کے شکر کے لئے اپنے فضائل بیان کرنا عبادت ہے رب فرماتا ہے **واما بنعمۃ ربک فحدث** یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا **انی حفیظ علیم** سرکار فرمارہے ہیں کہ میں اپنے فضائل فخریہ نہیں بلکہ شکریہ کے طور پر بیان فرمارہا ہوں خیال رہے کہ اللہ تعالٰی اور حضور کے صفات جاننے ماننے کا نام ایمان ہے اگر حضور اپنے فضائل بیان فرماتے تو ہم حضور کو کیسے پہچانتے اس لئے اللہ تعالٰی نے اپنے صفات قرآن مجید میں بیان کئے اور حضور نے اپنے فضائل بیان نہ فرمائے تاکہ ہم کو ایمان ملے تو یہ فرمان ہم کو ایمان دینے کے لئے ہیں لہٰذا یہ بھی تبلیغ ایمان ہے صوفیاء فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں ان صفات پر فخر نہیں کرتا بلکہ صفات دینے والے رب پر فخر کرتا ہوں یا میں ان صفات پر فخر نہیں فرماتا بلکہ مجھے اپنی عبدیت عبودیت‘ عبادت اور نیازمندی پر فخر ہے (مرقات) خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کی ان کے سامنے تعریفیں فرمائیں تاکہ انہیں اور زیادہ عبادات کا شوق ہو‘ اور یہ بھی حکم دیا کہ کسی تعریف اس کے سامنے نہ کرو تاکہ اس میں فخر پیدا نہ ہو جائے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں **المدح ھو الذبح** غرض کہ لوگ مختلف ہیں۔ (مرقات) ۳؎ اس فرمان عالی کے بہت معنی کئے گئے ہیں ایک یہ کہ واقعی ایک جھنڈے کا نام لواء الحمد

marfat.com

ہے یہ جھنڈا اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ نعمت ہے جو صرف حضور کو عطا ہوگی کیونکہ اللہ کی حمد سب سے افضل ہے دوسرے یہ کہ قیامت میں سب سے پہلے سجدہ میں گر کر اللہ تعالیٰ کی بے مثال حمد حضور ہی کریں گے ایسی حمد جو اس سے پہلے کسی نے نہ کی ہو اور علانیہ حمد بھی حضور ہی کریں گے حمد کے جھنڈے سے یہ ہی مراد ہے یعنی اعلان حمد تیسرے یہ کہ حمد سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کا حضور کی حمد فرمانا اور آپ کی حمد کا اعلان فرمانا کہ تمام دنیا اور خود خدا تعالیٰ حضور کی حمد فرمائے آپ کی حمد کا اعلان کرے قیامت کا حساب صرف ۴ گھنٹہ میں ہوگا باقی یہ پچاس ہزار برس کا دن حضور کی مدح خوانی میں صرف ہوگا رب فرماتا ہے **عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا** ان ہی وجوہ سے حضور انور کا نام احمد، محمد اور محمود ہے بلکہ حضور کی امت کا نام ہے حمادون کیونکہ یہ حضور محمد کی امت ہے۔ شعر:۔

☆ فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا ☆ کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے ☆

۴۔ اگر پہلے جھنڈے سے مراد یہ ظاہری جھنڈا ہے تو یہاں اسکے معنی یہ ہیں کہ سارے نبی میرے اس جھنڈے تلے جمع ہو کر حمد الٰہی کریں گے ہم انکے امام ہوں گے اور اگر وہاں جھنڈے سے مراد تھی حمد الٰہی تو مطلب یہ ہے کہ سب ہمارے بتانے سکھانے سے حمد الٰہی کریں گے اور اگر وہاں مراد تھی حضور کی حمد تو مطلب یہ ہے کہ رب تعالیٰ بھی ہماری حمد کرے گا اور ساری مخلوق حتیٰ کہ انبیاء کرام بھی ہماری حمد کریں گے۔ ۵۔ اسکی شرح پہلے ہو چکی کہ دوسرا نفخ صور ہونے سے پہلے حضور انور بیدار ہوں گے بعد میں ترتیب وار اور لوگ۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِنْ
اَصْحٰبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ
حَتّٰى إِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُوْنَ قَالَ بَعْضُهُمْ
اِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا وَقَالَ اٰخَرُ مُوْسٰى
كَلَّمَهٗ تَكْلِيْمًا وَقَالَ اٰخَرُ فَعِيْسٰى كَلِمَةُ اللّٰهِ وَرُوْحُهٗ
وَقَالَ اٰخَرُ اٰدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ
كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَهُوَ
كَذٰلِكَ وَمُوْسٰى نَجِيُّ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَعِيْسٰى
رُوْحُهٗ وَكَلِمَتُهٗ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَاٰدَمُ اصْطَفَاهُ
اللّٰهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ اَلَا وَاَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ
وَاَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَحْتَهٗ
اٰدَمُ فَمَنْ دُوْنَهٗ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ
مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يُّحَرِّكُ
حَلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللّٰهُ لِيْ فَيُدْخِلُنِيْهَا وَمَعِيَ فُقَرَاءُ

(۵۵۰۶) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کچھ لوگ بیٹھے ۱۔ پھر حضور انور تشریف لائے حتیٰ کہ ان حضرات سے قریب ہو گئے ۲۔ تو انہیں کچھ تذکرہ کرتے سنا ۳۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ اللہ نے حضرت ابراہیم کو اپنا دوست بنایا دوسرے صاحب بولے کہ اللہ نے حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا ۴۔ ایک اور صاحب بولے کہ حضرت عیسیٰ اللہ کا کلمہ اسکی روح ہیں ۵۔ ایک دوسرے نے کہا آدم کو اللہ نے برگزیدہ کر لیا ۶۔ تب ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ۶۔ اور فرمایا کہ ہم نے تمہاری گفتگو اور تمہارا تعجب کرنا سنا ۷۔ یقیناً ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور موسیٰ علیہ السلام راز کی بات کرنے والے ہیں ۸۔ واقعی وہ ایسے ہی ہیں اور عیسیٰ اللہ کی روح اور کلمہ وہ ایسے ہی ہیں آدم کو اللہ نے چن لیا واقعی وہ ایسے ہی ہیں ۹۔ مگر خیال رکھو کہ میں اللہ کا محبوب ہوں ۱۰۔ فخریہ نہیں کہتا قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میں ہی

marfat.com

الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَكْرَمُ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ عَلَى اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ)

اٹھائے ہوں گا جس کے نیچے آدم اور ان کے سواء ہوں گے فخریہ نہیں کہتا میں پہلا شفاعت کرنے والا اور پہلا مقبول الشفاعت قیامت کے دن میں ہوں فخریہ نہیں کہتا میں پہلا وہ شخص ہوں جو جنت کی زنجیر ہلائے گا۱۱۔ تب اللہ کھولے گا پھر اس میں مجھے داخل کرے گا۱۲۔ میرے ساتھ فقراء مسلمان ہوں گے ۱۳۔ فخریہ نہیں کہتا میں سارے اگلے پچھلوں میں اللہ پر زیادہ عزت والا ہوں ۱۴۔ فخریہ نہیں کہتا (ترمذی، دارمی)

(۵۵۰۶) ا۔ مسجد نبوی شریف میں بیٹھے یا کسی اور جگہ یوں ہی آپس میں بات چیت کرنے کے لئے دیکھو حضرات صحابہ کے دن رات کی آپس کی گفتگو کیسی ہوتی تھی اور انکی مجلسیں کیسی پیاری ہوا کرتی تھیں ہماری مجلسیں غیبت، بہتان کسی کے خلاف اسکیم سازی کی ہوتی ہیں مگر وہ مجلسیں دینی ہوتی تھیں ۲۔ اس وقت حضور انور ان حضرات سے قریب تو ہوئے مگر ان پر ظاہر نہ ہوئے ورنہ وہ حضرات اپنی گفتگو بند کر دیتے معلوم ہوا کہ آقا اپنے غلاموں کی بات چیت چھپ کر سن سکتا ہے اور اس کی اصلاح بھی کر سکتا ہے یہ تجسس نہیں بلکہ اصلاح اور تبلیغ ہے تجسس کہتے ہیں کسی کی عیب جوئی کرنا یہ ممنوع ہے رب فرماتا ہے **ولا تجسسوا** ۳۔ ان حضرات کی گفتگو اس بارے میں تھی کہ کون نبی افضل ہیں۔ بعض نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں کیونکہ انہیں اللہ نے خلیل بنایا رب فرماتا ہے **واتخذ اللّٰه ابرهیم خلیلا** خلیل کے معنی اور خلیل و حبیب میں فرق انشاء اللہ ابھی ہم عرض کرتے ہیں۔ ۴۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے ان کی زندگی شریف میں کوہ طور پر بغیر واسطہ فرشتہ کلام کیا اور کئی بار کیا اسی لئے ان کا لقب ہے **تکلیم اللّٰه** لہذا وہ ہی تمام نبیوں سے افضل ہونے چاہئیں خیال رہے کہ تکلیم کے معنی ہیں بار بار کلام فرمانا اللہ تعالیٰ نے آپ سے پہلے تو عطا نبوت کے وقت کلام کیا۔ **وما تلک بیمینک یموسی** پھر بار ہا انہیں کوہ طور پر بلا کر کلام فرمایا یہ کلام بیداری میں تھا باقی نبیوں سے ایسے بے واسطہ کلام نہ ہوا مگر خیال رہے کہ یہ کلام تھا حجابانہ ہمارے حضور نے معراج میں بے حجابانہ کلام کیا وہاں دیدار کے ساتھ گفتار تھی **فکان قاب قوسین او ادنیٰ** شعر:-

☆ طور اور معراج کے قصے سے ہوتا ہے عیاں ☆ ان سے پردہ تھا خدا کا آپ سے پردہ نہ تھا ☆

۵۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو رب نے ذاتی خوبی یہ بخشی کہ آپ کی پیدائش مرد یا عورت کے نطفہ سے نہیں ہوئی بغیر واسطہ نطفہ رب نے حضرت مریم کے پیٹ شریف میں بذریعہ جبریل علیہ السلام کے دم کے آپ کا جسم بنایا۔ چونکہ آپ روح الامین کے دم سے پیدا ہوئے اس لئے آپ کا لقب روح اللہ ہے اور چونکہ حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک کلمہ کہہ کر دم کیا تھا۔ اس لئے آپ کا لقب کلمتہ اللہ ہے۔ اسی لئے آپ کلمہ 'کن' فرما کر مردے میں روح ڈال دیتے تھے بیمار اچھے کر دیتے تھے۔ کیونکہ آپ روح الامین کے ایک کلمہ کے ذریعہ پیدا ہوئے اس لئے چاہیے کہ آپ تمام نبیوں سے افضل ہوں۔ ۶۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے چند خصوصیتوں میں آدم علیہ السلام کو ممتاز فرمایا آپ کو ابوالبشر بنایا آپ کو ساری چیزوں کے نام بتائے آپ کو فرشتوں سے سجدہ کرایا۔ آپ کو اپنا خلیفہ بنایا۔ آپ کو سارے نبیوں کا والد بنایا۔ اس لئے آپ ہی افضل ہونے چاہیے تھے ان بزرگوں میں کسی نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ

marfat.com

وسلم کے فضائل کا ذکر نہ کیا۔ مگر شعر:۔

☆ ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو ☆ نمکین حسن والا ہمارا نبی ! ☆

۶۔ یعنی اب حضور انور ان حضرات کے سامنے تشریف لائے اگر پہلے ہی ظاہر ہو جاتے تو وہ حضرات اس آزادی سے گفتگو نہ کر سکتے الحمد للہ کہ ان حضرات کے دلائل بھی ہمارے سامنے آگئے اور حضور انور کا فیصلہ بھی سامنے آگیا۔ اب تاقیامت یہ فرمان عالی مسلمانوں کے لئے مشعل راہ رہے گا۔ عجب سے مراد ہے ان حضرات کا ان انبیاء کرام کے درجات عالیہ پر تعجب و حیرت کرنا اور انہیں افضل سمجھنا وجہ فضیلت میں گفتگو کرنا۸۔ نجی 'بنا ہے نجوی سے ' بمعنی تنہائی میں خفیہ بات کرنا یعنی سرگوشی چونکہ موسیٰ علیہ السلام رب تعالیٰ سے طور پر بالکل تنہائی میں کلام کرتے تھے اس لئے آپ کو نجی اللہ فرمایا آپ کالقب کلیم اللہ بھی ہے اور نجی اللہ بھی۔ ۹۔ سبحان اللہ یہ ہے حضور انور کا انصاف والا کلام کسی کی شان کا انکار نہیں فرماتے بلکہ ان حضرات کی یہ شانیں حضور انور نے ہی دنیا کو بتائیں اور ان کے اوصاف عالم میں مشہور کئے۔ جس پیغمبر کی جتنی شانیں حضور نے مشہور فرمادیں انکی صرف اتنی ہی شانیں مشہور ہوئیں۔ جس نبی کا نام نہ بتایا ان کے نام دنیا سے گم ہو گئے جن کے اوصاف کا ذکر نہ کیا ان کے اوصاف گم ہو کر رہ گئے۔ مصرع

☆ شان یوسف جو بڑھی وہ بھی اسی در سے بڑھی ☆ ۱۰۔ یعنی میں ان تمام مذکورہ صفات کا جامع ہوں کیونکہ اللہ کا حبیب ہوں خلیل بھی ہوں کلیم بھی۔ مشرف بھی ہوں اس کے ساتھ حبیب میں بھی ہوں (مرقات) خیال رہے کہ خلیل و حبیب چند طرح فرق ہے۔ نمبر۱ خلیل بنا ہے **خلت** سے ' بمعنی حاجت حبیب بنا ہے حب سے 'یعنی محبت' ' بمعنی اسم فاعل بھی ہے اور اسم مفعول بھی یعنی محب و محبوب ' خلیل وہ جو رب سے محبت کرے حاجت سے ' حبیب وہ جو رب سے محبت کرے بغیر کسی حاجت کے یعنی طالب ذات ہو۔ نمبر۲ خلیل وہ جو مرید ہو طالب ہو حبیب وہ جو مراد ہو مطلوب ہو مجذوب ہو نمبر۳ خلیل وہ جو رب کی رضا چاہے حبیب وہ کہ رب تعالیٰ اس کی رضا چاہے **ولسوف یعطیک ربک فترضی** اور **فلنو لینک قبلۃ ترضھا** نمبر۴ خلیل وہ جو رب کی مغفرت و رحمت کا امیدوار ہو حضرت ابراہیم نے کہا تھا **اطمع ان یغفرلی** حبیب وہ کہ رب تعالیٰ اسے اپنی رحمت کا یقین دلائے **لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک** نمبر۵ خلیل وہ جو اپنا ذکر خیر باقی رکھنے کی درخواست کرے **واجعل لی لسان صدق فی الاخرین** حبیب وہ جس کا ذکر رب تعالیٰ بلند کرے **ورفعنا لک ذکرک** بلکہ اپنے نام کے ساتھ ان کے نام ملائے نمبر۶ خلیل وہ جو رب سے جنت مانگے **واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم** حبیب وہ جسے رب جنت دوزخ بلکہ عالم کثرت کا مالک بنادے **انا اعطینک الکوثر** (مرقات) نمبر۷ کلیم وہ جو رب سے کلام کرنے طور پر جائے حبیب وہ جسے رب کلام کرنے کے لئے عرش پر بلائے نمبر۸ خلیل وہ جو باہر کا دوست ہو حبیب وہ جو درون سرا ہو۔ چنانچہ قیامت میں حضرت خلیل فرمائیں گے **کنت خلیلا من وراء** شعر:۔

☆ تم تو ہو مغز اور پوست ہیں باہر کے دوست ☆ تم ہو درون سرا تم پہ کروڑوں درود ☆

نمبر۹ کلیم وہ جو تجلی صفات کی جھلک کی تاب نہ لائے۔ نخر موسیٰ **صعقا** حبیب وہ جو عین ذات کبریا دیکھے اور مسکرائے شعر:۔

☆ موسیٰ ز ہوش رفت بہ یک پر تو صفات ☆ تو عین ذات می نگری و در تبسمی ☆

نمبر۱۰ کلیم وہ جو جس کی رازدارانہ گفتگو محبوب کو سنادی جاوے حبیب وہ جس سے ہمکلامی کی باتیں کسی کو نہ بتائی جاویں۔ نمبر۱۱ کلیم وہ جس کا عصا غضب کا اژدھا ہو۔ حبیب وہ جس کا عصا گرتوں کا سہارا ہو شعر:۔

marfat.com

☆ عصاء کلیم اژدہائے غضب تھا ☆ گرتوں کا سہارا عصاء محمد ☆

نمبر۱۲ کلیم اللہ وہ جو رب سے عرض کرے ارنی اور رب فرمائے لن ترانی حبیب اللہ جسے رب تقاضوں سے بلائے اپنا دیدار دکھائے ان کو یا محمد فرمائے **شعر:۔**

☆ تو بدیں جمال و خوبی سرعرش گر خرامی ☆ ارنی بگوید آں کس کہ بگفت لن ترانی ☆

نمبر۱۳ روح اللہ وہ کہ جب اس کی پاک ماں کو تہمت لگے تو اس کے بچپن شریف کی میٹھی پیاری باتوں کے ذریعہ اس طیبہ طاہرہ کی عصمت بیان کی جائے یعنی اس کا گواہ بچہ ہو۔ حبیب وہ کہ جب اس کی زوجہ طیبہ طاہرہ کو تہمت لگے تو خود خالق گواہی دے۔ نمبر۱۴ روح اللہ وہ جس کا دم بے جان جسموں کو چند روز عارضی زندگی بخشے مگر حبیب اللہ وہ جس کا نام بے جان مردہ دلوں کو دائمی زندگی بخشے اور اس کا یہ فیض تاقیامت جاری رہے۔ نمبر۱۵ روح اللہ وہ جو مرے ہوئے انسانوں حیوانوں کو زندہ کرے حبیب اللہ وہ جو خشک لکڑیوں کنکروں کو زندگی اور گویائی بخش کر ان سے اپنا کلمہ پڑھوائے۔ نمبر۱۶ صفی اللہ وہ جنہیں ایک بار فرشتے سجدہ کریں۔ حبیب اللہ وہ جن پر ہمیشہ اللہ تعالٰی اور فرشتے درود بھیجیں نمبر۱۷ صفی اللہ وہ جو اجسام کے والد ہیں حبیب اللہ ارواح کے والد ہیں۔ نمبر۱۸ صفی اللہ وہ جو سارے انسانوں کے والد ہیں حبیب اللہ وہ جو سارے عالم کی اصل ہیں جن کے نور سے عرش و فرش لوح قلم وغیرہ بنے نمبر۱۹ صفی اللہ وہ جنہیں اللہ نے چیزوں کا نام سکھایا **وعلم آدم الاسماء کلھا** حبیب اللہ وہ جسے رحمٰن نے قرآن سکھایا۔ **الرحمٰن علم القران** ۱۱؎ خلق جمع ہے حلقہ کی اور حلقہ کہتے ہیں چھلے یا زنجیر کی کڑی کو یہ کڑیاں اور چھلے مل کر زنجیر بنتی ہے زنجیر ہلانے سے مراد ہے دروازہ کھلوانا اپنی آمد کی اطلاع دے کر۔ ۱۲؎ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ سارے نبی اور ان کی امتیں جنت کے دروازہ پر حضور انور سے پہلے پہنچ جائیں گے حضور انور اپنے گنہگاروں کو بخشوانے نیکیوں کے ہلکے پلے بھاری کرانے صراط پر گرتوں کو سنبھالنے میں مصروف ہوں گے مگر دروازہ جنت بند ہو گا داروغہ جنت دروازے کے اندر ہو گا کسی کو زنجیر ہلانے بجانے جرائت نہ ہو گی ہمت و جرائت والے نبی کا انتظار ہو گا۔ حضور پہنچ کر دروازہ کھلوائیں گے۔ ۱۳؎ اس فرمان عالی کی شرح وہ حدیث ہے کہ فقراء بمقابلہ اغنیاء کے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے خیال رہے کہ یہاں فقیر سے مراد محتاج الی الخلق نہیں یہ فقیری تو نفس کی ہے۔ جس سے حضور انور نے پناہ مانگی ہے بلکہ اس سے مراد محتاج الی اللہ جسے حضور انور نے اپنے لئے فخر فرمایا **الفقر فخری** صوفیاء کہتے ہیں کہ فقیر وہ ہے جو عدم کے وقت صابر ہے وجود کے وقت باذل و سخی ہو (مرقات) لہذا اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ حضرت عثمان غنی جنت میں آخر میں پہنچیں کیونکہ وہ مال کے غنی تھے دل کے فقر والے ۱۴؎ یہ فرمان عالی گزشتہ سارے مضمون کا تتمہ یا اس کی وجہ ہے اللہ تعالٰی نے حضور جیسا عزت والا کوئی پیدا ہی نہیں کیا حضور جس پر نگاہ کرم کردیں وہ عزت والا ہو جاوے خدا تعالٰی کے بعد حضور ہی عزت والے ہیں۔

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ وَ نَحْنُ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاِنِّيْ قَائِلٌ قَوْلًا غَيْرَ فَخْرٍ اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَمُوْسٰى صَفِيُّ اللّٰهِ وَاَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَمَعِيَ لِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَ

(۵۵۰۷) روایت ہے حضرت عمرو ابن قیس ۱؎ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم آخری ہیں' اور ہم قیامت کے دن اول ہوں گے ۲؎۔ اور میں ایک بات کہتا ہوں مگر فخر نہیں کہ ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں' موسیٰ اللہ کے برگزیدہ ہیں ۳؎۔ اور میں اللہ کا محبوب ہوں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے پاس ہو گا ۴؎۔

marfat.com

الْقِيٰمَةِ وَاِنَّ اللّٰهَ وَعَدَنِيْ فِيْ اُمَّتِيْ وَاَجَارَهُمْ مِنْ ثَلٰثٍ لَا يَعُمُّهُمْ بِسَنَةٍ وَّلَا يَسْتَاْصِلُهُمْ عَدُوٌّ وَّلَا يَجْمَعُهُمْ عَلٰى ضَلَالَةٍ۔ (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

اللہ نے مجھے میری امت کے بارے میں وعدہ فرمالیا ہے اور انہیں تین آفتوں سے امان دی ہے ان پر عام قحط نہ بھیجے گا انہیں کوئی دشمن جڑ سے نہ اکھیڑے گا انہیں گمراہی پر جمع نہ کرے گا ۵۔ (دارمی)

(۵۵۰۷) ا۔ آپ کا نام عبداللہ ابن ام مکتوم ہے آپ کے والد کا نام قیس ماں کا نام عاتکہ ہے، جو حضرت خدیجہ الکبریٰ کی خالہ ہیں آپ مشہور صحابی ہیں نابینا تھے حضور انور نے بہت موقعوں پر مدینہ منورہ کا خلیفہ وقتی آپ کو بنایا قوی یہ ہے کہ عہد فاروقی میں قادسیہ میں شہید ہوئے ۲۔ یعنی دنیا میں سب نبیوں سے آخر ہمارا ظہور ہوا کتاب آخری یعنی قرآن ہم کو ملی آخری کلمہ ہمارا جاری ہو آخری ملت آخری امت ہماری ہے قیامت میں ہر جگہ اولیت کا سہرا ہمارے سر ہو گا اول شفیع ہم جنت میں پہلے داخلہ ہمارا پھر دوسرے نبیوں کا ساری امتوں میں پہلے ہماری امت جنت میں جاوے گی پھر دوسری امتیں غرضیکہ **ھو الاول والاخر** مخلوق میں ہم ہیں اس کی تحقیق ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں ملاحظہ کرو۔ ۳۔ یہاں صفی لغوی معنی میں ہے یعنی چنے ہوئے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کے لئے چن لیا۔ ورنہ صفی اللہ حضرت آدم علیہ السلام کا لقب ہے آپ کا لقب کلیم اللہ ہے۔ ۴۔ ان تمام فرمانوں کی شرح ابھی کچھ پہلے ہم عرض کر چکے ہیں حمد سے مراد یا تو حامدیت ہے کہ سب سے زیادہ حمد الٰہی حضور کریں گے اس لئے آپ کا نام پاک احمد ہے یا مراد محمودیت ہے کہ اس دن سب سے زیادہ حمد حضور ہی کی ہو گی۔ اسی لئے آپ کا نام پاک محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم محمودیت کا ظہور دنیا میں بھی ہو رہا ہے جتنی حمد و ثنا حضور کی ہوئی اور ہو رہی ہے اتنی کسی کی نہ ہوئی ہر زبان میں آپ کے نعتیہ قصیدے بھی ہیں اور نعتیہ کلام بھی ۵۔ یعنی میری امت میں اختلافات ہوں گے مگر سارے گمراہ نہ ہوں گے ایک جماعت ضرور حق پر رہے گی وہ ہی سب پر غالب ہو گی سواد اعظم یعنی بڑا گروہ وہ ہی ہو گا۔

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّمُشَفَّعٍ وَلَا فَخْرَ۔ (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

(۵۵۰۸) روایت ہے حضرت جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں رسولوں کا پیش رو ہوں ا۔ فخریہ نہیں کہتا میں نبیوں میں آخری ہوں، فخریہ نہیں کہتا میں پہلا شفاعت والا اور مقبول الشفاعت ہوں فخریہ نہیں (دارمی)

(۵۵۰۸) ا۔ قائد بنا ہے قود سے ۔ معنی کھینچنا کہ چلانے والا آگے ہو چلنے والا کے معنی ہیں ہانکنا چلانیوالا پیچھے ہو چلنے والا آگے حضور جنت میں سب نبیوں سے پہلے جائیں گے اور سارے نبی حضور کے پیچھے پیچھے ہوں گے اس لحاظ سے حضور قائد المرسلین ہیں۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا قَائِدُهُمْ اِذَا وَفَدُوْا وَاَنَا خَطِيْبُهُمْ اِذَا اَنْصَتُوْا وَاَنَا مُسْتَشْفِعُهُمْ اِذَا حُبِسُوْا وَاَنَا مُبَشِّرُهُمْ اِذَا اَيِسُوْا اَلْكَرَامَةُ وَالْمَفَاتِيْحُ

(۵۵۰۹) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب لوگ اٹھائے جاویں گے ان سب میں پہلے ہم قبر انور سے باہر آئیں گے ا۔ اور جب لوگ وفد بنیں گے تو ہم پیش رو ہوں گے ۲۔ اور لوگ جب خاموش ہوں گے تو ہم

marfat.com

يَوْمَئِذٍ بِيَدِي وَلِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي وَ أَنَا أَكْرَمُ وُلْدِ آدَمَ عَلَى رَبِّي يَطُوفُ عَلَيَّ أَلْفُ خَادِمٍ كَأَنَّهُمْ بَيْضٌ مَكْنُونٌ أَوْ لُؤْلُؤٌ مَنْثُورٌ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ)

انکے خطیب ہوں گے ۳۔ اور جب لوگ روکے ہوئے ہوں گے ۴۔ تو انکے شفیع ہوں گے لوگ جب مایوس ہوں گے تو انہیں بشارت دینے والے ہم ہوں گے ۵۔ اس دن عزت اور کنجیاں ہمارے ہاتھ ہوں گی ۶۔ حمد کا جھنڈا اس دن ہمارے ہاتھ ہو گا میں ساری اولاد آدم میں اپنے رب کے نزدیک زیادہ عزت والا ہوں ۷۔ ہمارے پاس ایک ہزار خدام گھومیں گے گویا وہ محفوظ انڈے ہیں ۸۔ یا بکھرے ہوئے موتی ۹۔ (ترمذی' داری) اور ترمذی نے فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۵۰۹) ا۔ اس کی شرح گزر چکی کہ جب قیامت میں دوسرے نفخہ پر قبریں کھلیں گی۔ مردے نکلیں گے زندہ ہو کر اس کی ترتیب یہ ہو گی کہ سب سے پہلے حضور انور کی قبر کھلے گی اور نبیوں کی بعد میں پھر سب سے پہلے حضرت صدیق و فاروق کی قبریں کھلیں گی۔ دوسرے لوگوں کی بعد میں اس کا یہاں ذکر ہے۔ ۲۔ قرآن کریم فرماتا ہے **یوم نحشر المتقین الی الرحمٰن وفدا ونسوق المجرمین الی جھنم وردا** جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن متقی مومن رب کی بارگاہ میں وفد اور نمائندوں کی صورت میں اس سے ملنے کے لئے حاضر ہوں گے اس وقت حضور انور ان سب کے پیشوا اور پیشرو ہوں گے حضور ہی کے ذریعے لوگ رب سے ملیں گے حضور ہی رب تعالیٰ کا جواب ان لوگوں کو سنائیں گے یہ واقعہ قیامت میں ہو گا۔ ۳۔ یہ واقعہ شفاعت کبریٰ کا ہے۔ جب کہ مخلوق سخت پریشان ہو کر انبیاء کرام کی خدمت میں حاضر ہو گی اور کوئی رسول شفاعت کی جرائت نہ کریں گے رب کی بارگاہ میں سب ہی خاموش ہوں گے اس وقت حضور ہی سجدہ کر کے حمد الٰہی کر کے شفاعت کریں گے۔ خطیب بمعنی پیغام پہنچانے والا خطاب کرنے والا بندوں کی طرف سے رب کی بارگاہ میں عرض و معروض اور رب کی طرف سے بندوں کو فرمان سنانا اس وقت حضور ہی کا کام ہو گا اس کا ذکر ہے۔ ۴۔ یعنی جب لوگ میدان محشر میں جمع تو کر دیئے جائیں گے مگر کوئی ان کا پرسان حال نہ ہو گا سخت گرمی سے کلیجے منہ کو آگئے ہوں گے سب خاموش **لا تسمع لھم الا ھمسا** تب حضور انور رب سے عرض کر کے حساب و کتاب شروع کرائیں گے حضور کی شفاعت قیامت کے تمام کاموں کی کنجی ہو گی ۵۔ یہاں یاس سے مراد خوف کے باعث گویا بخشش سے مایوسی چھا جانا اول قیامت میں مومنوں کا یہ حال ہو گا۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو رب کی طرف سے بخشش رحمت مغفرت کی خوشخبری دیں گے کہ مت گھبراؤ تم بخشے جاؤ گے رب تم پر رحم فرمائے گا اس بشارت پر دھڑکتے دل ٹھہر جائیں گے۔ روتی آنکھیں خشک ہو جائیں گی۔ لبوں پر مسکراہٹ آجاوے گی مگر یہ بشارات مومنوں کے لئے ہوں گی ۶۔ یعنی نبیوں ولیوں کو عزت گنہگاروں کو بخشش سیہ کاروں کو معافی میرے ذریعہ سے ملے اللہ تعالیٰ کے لاکھوں خزانے ہیں ہر خزانہ میں کروڑوں رحمتیں ان سب خزانوں کی چابیاں حضور انور کے ہاتھ ہوں گی۔ شعر:۔

☆ لاو رب الیت جو جس کو ملا ان سے ملا ☆ بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی! ☆

۷۔ اولاد آدم سے مراد انسان ہیں جن میں حضرت آدم و حوا بھی داخل ہیں۔ حضور ان سے بھی افضل ہیں اور جب سارے انسانوں

marfat.com

سے حضور افضل ہیں تو باقی مخلوق فرشتے، جن وغیرہ سے بھی افضل ہیں کہ انسان ان سب سے افضل ہے۔ لہذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلق ہیں رب نے مکہ معظمہ کی قسم اس لئے فرمائی کہ وہاں حضور جلوہ گر ہیں **لا اقسم بهذا البلد وانت حل بهذا البلد** انشاء اللہ یہ تمام صفات قیامت میں سب آنکھوں سے دیکھیں گے جو یہاں بیان ہے وہاں عیاں ہوگا۔ ۸۔ بیض جمع ہے بیضہ کی بمعنی انڈا اس سے شترمرغ کے انڈے مراد ہیں مکنون کے معنی ہیں جسے گرد و غبار نہ پہنچا اپنی اصلی صفائی پر ہوں عرب میں شترمرغ کے انڈے کے رنگ کو بہت حسین سمجھتے تھے۔ لہذا انہیں سمجھانے کے لئے یہ فرمایا یعنی سفیدی مائل بہ زردی اس لئے قرآن کریم نے حوروں کا حسن اسی طرح بیان فرمایا **کانهن بیض مکنون**' باقی دنیا میں جیسے حلب شام وغیرہ میں سفیدی مائل بہ سرخی کو پسند کیا جاتا ہے حضور انور کا حسن ایسا ہی تھا جیسا کہ حلیہ شریف کے بیان میں آوے گا (مرقات) ۹۔ یہاں او' فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تشبیہ صرف عرب کو سمجھانے کے لئے ہے کہ یوں سمجھو جیسے شترمرغ کے محفوظ انڈے یا یوں سمجھو جیسے درنا سفتہ خیال رہے کہ موتی جس میں سوراخ نہ کیا جائے اور اسے دھاگہ میں نہ پرویا جائے وہ زیادہ حسین معلوم ہوتا ہے سوراخ کئے ہوئے موتی کے مقابلہ میں کہ وہ اپنی سیپ والی حالت پر ہوتا ہے اس لئے ہر جگہ درمنثور سے تشبیہ دی جاتی ہے یعنی بغیر پروے ہوئے موتی ہیں بکھرے ہوئے نیز وہ خادم حضور کے ہر طرف پھیلے ہوں گے۔ لہذا انہیں بکھرے موتیوں سے تشبیہ دینا بہت ہی موزوں ہے یہ خدام یا تو قیامت ہی میں حضور کے گرد و پیش ہوں گے یا جنت میں اگر جنت میں ہیں تو علاوہ ان غلمانوں کے ہوں گے جو دوسرے جنتیوں کو عطا ہوں گے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأُكْسٰى حُلَّةً مِّنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ أَقُوْمُ عَنْ يَّمِيْنِ الْعَرْشِ لَيْسَ أَحَدٌ مِّنَ الْخَلَائِقِ يَقُوْمُ ذٰلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِيْ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ جَامِعِ الْأُصُوْلِ عَنْهُ أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ فَأُكْسٰى)

(۵۵۱۰) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا پھر مجھے جنتی جوڑا پہنایا جاوے گا پھر میں عرش کی داہنی طرف کھڑا ہوں گا ۲۔ مخلوق میں میرے سوا کوئی نہیں جو اس جگہ کھڑا ہو ۳۔ (ترمذی) اور جامع الاصول کی روایت میں' اور انہیں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ میں پہلا وہ شخص ہوں جس کی قبر کھلے گی پھر مجھے جوڑا پہنایا جاوے گا۔

(۵۵۱۰) ا۔ یہ حدیث ایک بڑی حدیث کا تتمہ ہے ثم فرما کر اس مضمون کو پہلے مضمون پر معطوف کیا گیا ہے یعنی سب سے پہلے قیامت کے دن قبر انور سے میں اٹھایا جاؤں گا وہاں ہی مجھے حلہ پہنایا جاوے گا وہ جو گزرا کہ پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حلہ پہنایا جاوے گا۔ پھر مجھے یہ دوسرا جوڑا ہوگا حلہ کرامت یہ جوڑا میدان محشر میں پہنچ کو پہنایا جاوے گا اور یہاں جس جوڑے کا ذکر ہے وہ جوڑا ستر کے لئے ہے جو قبر انور پر اٹھتے ہی پہنا دیا جاوے گا۔ سب ننگے جائیں گے حضور انور اور بعض خاص پیارے کپڑے پہنے ہوئے ۲۔ یعنی میرا یہ خاص مقام جہاں میں تشریف فرما ہوں گا۔ عرش اعظم کی داہنی جانب ہوگا اس مقام پر میرے سواء کوئی نہ ہوگا یہ مطلب نہیں کہ عرش کی داہنی طرف سواء میرے کوئی نہ ہوگا اس دن جب کافر و مومن میں چھانٹ ہوگی اور ارشاد ہوگا **وامتازوا الیوم ایها المجرمون** تو مومن عرش اعظم کی داہنی طرف کھڑے ہو جائیں گے کفار بائیں طرف۔ رب فرماتا ہے۔ **فاصحاب الیمین ما اصحاب الیمین** اس آیت کے ایک معنی یہ بھی کئے گئے ہیں یعنی عرش اعظم کی داہنی جانب والے۔

marfat.com

۳۔ کھڑے ہونے سے مراد ہے تشریف فرما ہونا یہ مقام وسیلہ ہے یا مقام محمود وسیلہ مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کی شفاعت کریں گے اور مقام محمود پر سب حضور کی تعریفیں کریں گے حتی کہ رب تعالیٰ بھی۔

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَا الْوَسِيْلَةُ قَالَ اَعْلٰى دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ لَا يَنَالُهَا اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ وَّ اَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۵۱۱) روایت ہے انہیں سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں فرمایا اللہ سے میرے لئے وسیلہ مانگو ا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسیلہ کیا چیز ہے فرمایا بہشت میں سب سے اونچا درجہ جسے صرف ایک شخص پائے گا ۲۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں گا ۳۔ (ترمذی)

(۵۵۱۱) ا۔ خیال رہے کہ مقام وسیلہ حضور انور کے لئے ہی نہیں بنایا گیا ہے حضور کے نامزد ہو چکا ہے پھر ہم سے دعا کرانا اس لئے ہے تاکہ اس دعا کے ذریعہ ہم کو بھی کچھ مل جاوے کریموں کو دعائیں دینا بھیک مانگنے کا ایک طریقہ ہوتا ہے **شعر:**

☆ قلب کی صورت غنچہ بستہ اس کو کرم سے کردو شگفتہ ☆ دے گا دعائیں حافظ خستہ صلی اللہ علیہ وسلم ☆

درود شریف پڑھنے کا بھی یہ ہی مقصد ہے اذان کے بعد جو دعائے وسیلہ پڑھی جاتی ہے اس کا ماخذ یہ ہی حدیث ہے۔ ۲۔ اس کی بحث اذان کے بیان میں گزر گئی اس فرمان عالی سے معلوم ہوتا ہے کہ وسیلہ جنت میں سب سے بلند و بالا مقام ہے جو صرف حضور انور کے لئے ہے باقی سب کے لئے اس کے نیچے کے مقامات ہیں حتی کہ فردوس والے جنتی بھی اس کے نیچے ہوں گے۔ محشر میں مقام محمود ہی ہے۔ اور اگر وہاں بھی وسیلہ ہے تو وہ دوسرا مقام ہے ۳۔ یہاں ارجو فرمانا بے علمی یا بے یقینی کی وجہ سے نہیں بلکہ تواضعاً ہے یا یوں کہو کہ کریم کی امید بھی یقینی ہوتی ہے۔

وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ كُنْتُ اِمَامَ النَّبِيِّيْنَ وَخَطِيْبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۵۱۲) روایت ہے حضرت ابی ابن کعب سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا ا۔ تو میں نبیوں کا امام اور ان کا خطیب ہوں گا اور ان حضرات کا شفاعت والا ۲۔ فخریہ نہیں فرماتا ہوں (ترمذی)

(۵۵۱۲) ا۔ یہاں امام سے مراد نماز کا امام نہیں بلکہ سب سے آگے چلنے والا سب کی طرف سے رب کی بارگاہ میں کلام کرنے والا ہر کام میں سب پر پہل کرنے والا مراد ہے حتی کہ جنت میں آگے آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور پیچھے سارے نبی داخل ہوں گے ۲۔ یعنی تمام نبیوں کی شفاعت ہم کریں گے بلندی درجات کی۔ یا ان سب کی شفاعت کی ابتداء ہم سے ہوگی کہ پہلے ہم دروازہ شفاعت کھول دیں گے پھر ہمارے بعد دوسرے نبی شفاعت کریں گے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ وُلَاةً مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ وَلِيِّيَ اَبِيْ وَخَلِيْلُ رَبِّيْ ثُمَّ قَرَاَ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَ هٰذَا

(۵۵۱۳) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کے بعض نبی قریب تر ہوتے ہیں ا۔ اور میرے قریبی میرے باپ میرے رب کے خلیل ہیں ۲۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی کہ لوگوں میں

marfat.com

النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ابراہیم سے قریب ترین وہ ہیں جنھوں نے ان کی پیروی کی اور یہ نبی اور وہ لوگ جو ایمان لائے ۳؎ اور اللہ والی ہے مومنوں کا ۴؎ (ترمذی)

(۵۵۱۳) ۱؎ یعنی حضرات انبیاء کرام میں ہر نبی کو کسی دوسرے نبی سے خاص قرب خاص مناسبت ہوتی ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کو نوح علیہ السلام سے مناسبت ہے جلالت میں اور کفار کو ہلاک کرانے میں یا عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام سے تارک الدنیا ہونے میں۔ ۲؎ یعنی میں صورۃ سیرۃ اخلاقاً حضرت ابراہیم سے بہت ہی مناسبت رکھتا ہوں حتی کہ حضور کا دین اسلام بھی ملت ابراہیم کہلاتا ہے رب فرماتا ہے **قل بل ملة ابرهيم حنيفا** حتی کہ حضور انور نے فرمایا کہ بالکل جناب ابراہیم کی ہم شکل ہوں۔ جو انہیں دیکھنا چاہے وہ مجھے دیکھ لے۔ ۳؎ حضور انور نے اپنے فرمان عالی کی تائید میں یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ جس میں حضور کو حضرت ابراہیم سے قریب تر فرمایا گیا ہے معلوم ہوا کہ اچھوں سے قرب بھی اچھا ہے حضور حبیب اللہ ہیں اور خلیل سے قرب خاص رکھتے ہیں نور علی نور ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۴؎ اس آیت کی تفسیر ہماری تفسیر میں ملاحظہ کرو خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم توکل، صبر، رضا بالقضاء راہ خدا میں قربانی دینے سے، بڑی سے بڑی طاغوتی طاقت کا مقابلہ کرکے اسے فنا کرنے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمونہ ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات زندگی کا مطالعہ کرو پھر آقائے دوجہاں کی سیرت پاک بغور پڑھو۔ یکسانیت نظر آئے گی۔ جو مومن حضور انور کے نقش قدم پر چلے اسے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام سے انشاءاللہ قرب حاصل ہوگا۔

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِيْ لِتَمَامِ مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَكَمَالِ مَحَاسِنِ الْاَفْعَالِ۔ (رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ)

(۵۵۱۴) روایت ہے حضرت جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے اخلاق کے درجات مکمل کرنے ۱؎ اور اچھے اعمال کے کمالات پورے کرنے کے لئے مجھ کو بھیجا (شرح سنہ)

(۵۵۱۴) ۱؎ مکارم جمع ہے مکرمتہ کی بمعنی پسندیدہ اور اللہ تعالٰی کے نزدیک قابل قدر اخلاق جمع ہے خلق کی بمعنی عادت و خصلت یعنی دل کی وہ حالت جس سے اچھے اعمال کرنا آسان ہوں۔ بعض نے فرمایا کہ دلی و باطنی صفات یعنی پچھلے انبیاء کرام بھی لوگوں کو اچھی عادات سکھانے تشریف لاتے تھے مگر ہم اعلیٰ درجہ کے اخلاق سکھانے تشریف لائے ہیں۔

وَعَنْ كَعْبٍ يَحْكِيْ عَنِ التَّوْرٰىةِ قَالَ نَجِدُ مَكْتُوْبًا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَبْدِيَ الْمُخْتَارُ لَا فَظٌّ وَّلَا غَلِيْظٌ وَّلَا سَخَّابٌ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَيَغْفِرُ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَهِجْرَتُهٗ بِطِيْبَةَ وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ وَاُمَّتُهُ الْحَمَّادُوْنَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِيْ كُلِّ مَنْزِلَةٍ وَيُكَبِّرُوْنَهٗ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ رُعَاةٌ لِّلشَّمْسِ

(۵۵۱۵) روایت ہے حضرت کعب سے ۱؎ وہ توریت سے حکایت کرتے ہیں فرمایا ہم وہاں لکھا پاتے ہیں ۲؎ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں میرے پسندیدہ بندے ہیں ۳؎ نہ سخت دل ہیں اور نہ سخت زبان اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے ۴؎ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے لیکن معاف فرما دیتے ہیں بخش دیتے ہیں ۵؎ ان کی ولادت مکہ میں ہوگی ۶؎ اور ان کی ہجرت مدینہ میں ۷؎ اور ان کا ملک شام میں ۸؎ ان کے امتی بہت حمد کرنے والے ہیں آرام و

marfat.com

يُصَلُّوْنَ الصَّلٰوةَ اِذَا جَآءَ وَقْتُهَا يَتَّزِرُوْنَ عَلٰى اَنْصَافِهِمْ وَيَتَوَضَّؤُوْنَ عَلٰى اَطْرَافِهِمْ مُنَادِيْهِمْ يُنَادِيْ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ صَفُّهُمْ فِي الْقِتَالِ وَصَفُّهُمْ فِي الصَّلٰوةِ سَوَآءٌ لَهُمْ بِاللَّيْلِ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ مَعَ تَغْيِيْرٍ يَسِيْرٍ ۔

تکلیف میں اللہ کی حمد کریں گے' اور ہر درجہ میں اللہ کی حمد کریں گے ۹۔ اور ہر بلندی پر اللہ کی تکبیر کہیں گے ۱۰۔ سورج کا خیال رکھیں گے ۱۱۔ جب نماز کا وقت آوے گا تو نماز پڑھا کریں گے ۱۲۔ اپنی کمر پر تہبند باندھیں گے ۱۳۔ اور اپنے اعضاء پر وضو کیا کریں گے ۱۴۔ ان کا موذن آسمان کی فضا میں اذان دیا کرے گا ۱۵۔ ان کی صف جہاد میں اور ان کی صف نماز میں برابر ہو گی ۱۶۔ رات میں ان کی گنگناہٹ شہد کی مکھی کی بھنکار کی طرح ہو گی ۱۷۔ یہ مصابیح کے لفظ ہیں' دارمی نے معمولی فرق سے روایت کی'

(۵۵۱۵) ۱۔ محاسن جمع ہے حسن کی خلاف قیاس اس کے معنی ہیں خوبی عمدگی یا خوب عمدہ اعلیٰ' افعال جمع ہے فعل کی ۔ بمعنی ظاہری اعضاء کے ظاہری کام یعنی ہماری تشریف آوری اس لئے ہے کہ ہم تمام لوگوں کی دل کی عادتیں بھی اعلیٰ درجہ کی کردیں اور ظاہری اعمال بھی۔ یا ان کے عقیدے بھی ٹھیک کردیں اور اعمال بھی یا انہیں طریقت بھی سکھادیں شریعت بھی بعض شارحین نے فرمایا کہ ذاتی خوبی کو کرم کہا جاتا ہے۔ بیرونی خوبی کو کمال رب فرماتا ہے۔ **من کل زوج کریم** یا مقام کریم یا قرآن کریم حضور نے دنیا کی نیت ارادے عقیدے دلی حالات بھی درست فرمائے اور ان کی عبادات' معاملات بھی ٹھیک کئے انسانوں کو فرشتوں سے آگے بڑھادیا عرب کون تھے انہیں کیا کردیا۔ شعر:۔

☆ سب چمک والے اجلوں میں چمکا کئے ☆ اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی ☆

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ اللہ جس کی بھلائی چاہتا ہے اسے صدق مقال' اکل حلال' سائلین کی حاجت روائی۔ امانت کی حفاظت حیا اور شرم پڑوسیوں سے اچھا سلوک' مہمان کی تواضع' بڑوں کا احترام چھوٹوں کا لحاظ ماں باپ کی خدمت نصیب فرماتا ہے یہ اخلاق محمدیہ کا ایک کرشمہ ہیں (از مرقات) ۲۔ آپ مشہور تابعی ہیں آپ کو کعب احبار کہتے ہیں یہود کے بڑے عالم توریت کے ماہر تھے حضور انور کا زمانہ شریف پایا مگر اس زمانہ میں نہ ایمان لائے نہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے عہد فاروقی میں ایمان لائے آپ کی کنیت ابو اسحاق ہے خلافت عثمانیہ میں ۳۲ھ میں مقام حمص میں وفات پائی وہاں ہی دفن ہوئے (اکمال) ۳۔ مختار کے معنی پسندیدہ بھی ہیں اور اختیار والا بھی حضور دونوں معنی سے مختار ہیں حضور کو اللہ نے اپنے خزانوں کا مالک کیا مختار کیا۔ مختار توریت میں بھی آپ کو کہا گیا ہے۔ شعر:۔

☆ کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے ☆ سرکار کیا مالک و مختار بنایا ☆

مختار مقابل ہے مجبور کا حضور مجبور نہیں مختار ہیں۔ ۴۔ حضور انور دل کے نرم' زبان کے نرم طبیعت کے نرم تھے بازار میں تشریف لے جاتے تھے۔ مگر تبلیغ احکام کے لئے نہ کہ محض سیر و تماشہ کے لئے یہاں بازار میں جانے کی نفی نہیں بلکہ وہاں گھومنے پھرنے وہاں چیخ و پکار کرنے کی نفی ہے۔ ۵۔ ہم عفو اور غفر کے فرق پہلے بیان کرچکے ہیں۔ چھوٹے گناہ معاف کرنا عفو ہے غفر حق العباد معاف کرنا عفو ہے۔ حق اللہ معاف کرنا غفر' جرم معاف کردینا عفو ہے اور جرم چھپالینا کہ اس کا کبھی ذکر نہ کیا جاوے تاکہ اسے شرمندگی نہ

marfat.com

ہو غفر ہے مدارج النبوۃ میں ہے کہ جب عکرمہ ابن ابی جہل ایمان لائے تو حضور انور نے صحابہ کرام کو تاکید فرمادی کہ عکرمہ کے سامنے کوئی ابوجہل کو برا نہ کہے کہ اس سے فطری طور پر عکرمہ کو تکلیف ہوگی خیال رہے کہ ہمارے ہر گناہ میں حق اللہ بھی مارا جاتا ہے اور حق الرسول بھی لہٰذا ہر گناہ کی معافی حضور سے مانگنا جائز ہے کیونکہ ہمارے گناہ سے حضور کو تکلیف ہوتی ہے۔ **عزیز علیہ ما عنتم** ۶۔ خیال رہے کہ حضور کی پیدائش تو مکہ میں ہوئی مگر حضور کی آمد سارے جہاں میں جیسے سورج رہتا ہے چوتھے آسمان پر مگر چمکتا ہے سارے جہان پر اسی لئے رب نے تمام جہان سے خطاب فرمایا **لقد جاءکم رسول** پھر جیسے سورج روشنی ساری زمین پر دیتا ہے مگر پھل پھول کی پختگی باغوں کھیتوں میں کرتا ہے لعل بناتا ہے بدخشاں کے پہاڑوں میں حضور نے ایمان سب کو دیا مگر ولایت و صحابیت کسی کسی کو۔ ۷۔ مدینہ منورہ کے بہت نام ہیں جن میں سے ایک نام طیبہ ہے۔ یعنی نکھاری ہوئی صاف کی ہوئی زمین کہ رب نے یہاں کی وبا منتقل کرکے ہجر میں بھیج دیں اور اسے شفا کا گھر بنادیا۔ اب مدینہ کی خاک کا نام خاک شفا ہے۔ ۸۔ یعنی ان کے بعد ان کی خلافت مدینہ یا عراق میں رہے گی۔ مگران کی سلطنت شام میں ہوگی چنانچہ اسلام کے پہلے سلطان حضرت امیر معاویہ کا دارالخلافہ دمشق بنا یعنی ملک شام کا ایک شہر یہاں ملک سے مراد ملک نبوت نہیں حضور کا ملک نبوت تو سارا جہان ہے **لیکون للعلمین نذیرا** (مرقات) اور اگر ملک نبوت مراد ہو تو چونکہ شام میں ہمیشہ جہادوں کا زور رہا ہے اس لئے اسے خصوصیت سے بیان کیا۔ ۹۔ سبحان اللہ نبی محمد ہیں اور امت حمادون یعنی ہر حال میں حمد الٰہی کرنے والی۔ ایسی پاکیزہ امت کسی نبی کو نہیں ملی۔ ۱۰۔ یعنی اونچے قلعوں میں رہ کر بھی اللہ کی عبادت کریں گے اور نیچے جھونپڑوں میں بھی ۱۱۔ یعنی نماز اور روزوں کی وجہ سے ہمیشہ سورج کے طلوع غروب استوا کا حساب رکھیں گے اور اس کی جنتریاں چھپایا کریں گے اسلامی نمازیں افطار سحری تو سورج سے ہیں مگر خود روزے عیدیں حج وغیرہ چاند سے اس لئے مسلمان دونوں کا حساب رکھتے ہیں اور کوئی قوم یہ دونوں کام نہیں کرتی ۱۲۔ نماز پنج گانہ سواء اسلام کے کسی اور دین میں نہیں ہوئیں اس لئے اس امت کی صفات یہ بیان ہوئیں ۱۳۔ انصاف جمع ہے نصف کی۔ بمعنی آدھا یہاں مراد ہے جسم کا آدھا یعنی کہ مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ کمر پر تہبند یا پائجامہ باندھے رہیں گے نہ تو ننگے پھریں گے نہ ننگے رہیں گے نہ ننگے نہائیں گے اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ وہ لوگ باپردہ بہت رہیں گے ستر ڈھکے رہا کریں گے یا انصاف سے مراد ہے آدھی پنڈلی تب علیٰ۔ بمعنی الی ہے یعنی ان کے تہبند پائجامے ٹخنوں کے نیچے نہ ہوا کریں گے تاکہ گندے نہ رہیں بلکہ ٹخنوں سے اونچے ہوا کریں گے کہ پاک رہیں اس صورت میں یہ مسلمانوں کی پاکیزگی اور صفائی کا ذکر ہے (لمعات، مرقات، اشعہ) ہماری اس شرح سے یہ اعتراض اٹھ گیا کہ حضور انور نے ٹخنوں سے اوپر تک تہبند لٹکانے کی اجازت دی ہے اور یہاں نصف پنڈلی فرمایا گیا ۱۴۔ یعنی نماز کے پابند ہوں گے اس پابندی کی وجہ سے وہ ہمیشہ نہایت مبالغہ سے وضو کیا کریں گے خیال رہے کہ پچھلی بعض امتوں پر بھی نمازیں فرض تھیں اور وہ لوگ وضو بھی کرتے تھے مگر مسلمانوں کی طرح پابند نہ تھے ۱۵۔ گزشتہ امتوں میں نماز کا اعلان اذان سے نہیں ہوتا تھا کسی دین میں گھنٹے بجائے جاتے تھے کسی میں آگ روشن کرکے نماز کی اطلاع دی جاتی تھی اذان اسلام کی خصوصیات سے ہے آسمانی فضا بتا کر فرمایا گیا کہ موذن اونچے میناروں پر اذانیں دیا کریں گے اب لاؤڈ سپیکروں پر اذان بہت ہی لطف دیتی ہے ساری فضا ساری بستی گونج جاتی ہے سبحان اللہ کبھی فجر کے وقت کی اذانیں سنو اور یہ حدیث پڑھو ۱۶۔ یعنی مسلمانوں میں تاقیامت نمازیں باجماعت ہوتی رہیں گی اور جہاد قائم رہیں گے وہ لوگ نمازوں جہادوں میں بڑے اہتمام سے صفیں بنایا کریں گے نماز میں مسلمان نفس اور شیطان سے جہاد کرتا ہے جہاد میں کفار سے۔ اس لئے یہاں نماز اور جہاد کی صفوف کا ایک جگہ ذکر فرمایا گیا ۱۷۔

marfat.com

ظاہر یہ ہے کہ یہاں اس سے مراد آخری رات کی نماز ہے یعنی تہجد۔ یعنی وہ لوگ تہجد کی نماز میں قرات قرآنیہ آہستہ کیا کریں گے مگر پھر بھی ان کے سینوں سے رونے کی گڑگراہٹ ایسی محسوس ہوگی۔ جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ یا اس سے مراد ہے آہستہ آہستہ درد والی آواز سے تلاوت قران اور تسبیح و تہلیل ہے اللہ تعالیٰ یہ علامت ہم گنہگاروں کو بھی نصیب فرمائے آمین۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ مَكْتُوْبٌ فِى التَّوْرٰىةِ صِفَةُ مُحَمَّدٍ وَعِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ يُدْفَنُ مَعَهٗ قَالَ اَبُوْ مَوْدُوْدٍ وَقَدْ بَقِىَ فِى الْبَيْتِ مَوْضِعُ قَبْرٍ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۵۵۱۶) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن اسلام سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ توریت میں حضور محمد کی صفت مذکور ہے ۲؎ اور عیسیٰ ابن مریم حضور انور کے ساتھ دفن کئے جائیں گے ۳؎ ابو مودود کہتے ہیں ۴؎ کہ حجرہ انور میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے ۵؎ (ترمذی)

(۵۵۱۶) ۱؎ آپ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے یہود کے بڑے عالم تھے انہیں حضور انور نے جنت کی خوشخبری دی آپ کی وفات ۴۳ھ تینتالیس میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ قرآن مجید میں جہاں اہل کتاب کی تعریف آتی ہے وہاں اکثر آپ ہی مراد ہوتے ہیں۔ بڑے فضائل و خوبیوں کے مالک ہیں۔ ۲؎ یہاں صفت جنس ہے یعنی حضور کی ہر قسم کی نعت شریف توریت میں بالتفصیل مذکور ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ توریت میں حضور انور کی صرف ایک صفت مذکور تھی ۳؎ یعنی توریت میں یہ بھی مذکور ہے کہ قریب قیامت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر تشریف لائیں گے یہاں رہیں گے وفات پائیں گے اور حضور انور کے ساتھ روضہ اطہر میں دفن ہوں گے مرزا قادیانی کہتا تھا کہ عیسیٰ ابن مریم میں ہوں مگر وہ مرا ہے لاہور میں دفن ہوا ہے زمین قادیان میں۔ اس حدیث میں سچے عیسیٰ ابن مریم کا ذکر ہے۔ ۴؎ ابو مودود کا نام عبدالعزیز ابن سلیمانی مدنی ہے تابعی ہیں۔ حضرت ابو سعید خدری اور سائب ابن یزید۔ عثمان ابن ضحاک وغیرہم صحابہ کرام سے ملاقات ہے (مرقات) مہدی کے زمانہ میں وفات پائی۔ ۵؎ فی الحال حجرہ شریف میں تین قبریں اس ترتیب سے ہیں کہ آگے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہے اس سے متصل حضرت ابوبکر صدیق کی قبر اس طرح کہ جناب صدیق اکبر کا سر شریف حضور انور کے سینہ شریف کے مقابل ہے اس قبر شریف کے متصل حضرت عمر کی قبر انور ہے۔ کہ آپ کا سر جناب صدیق کے سینہ کے مقابل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت عمر کی قبر شریف کے متصل دفن ہوں گے اس طرح کہ آپ کا سر حضرت عمر کے سینہ کے مقابل ہو گا یوں سمجھو کہ حضرت صدیق اور فاروق دو نبیوں کے بیچ میں رہیں گے۔ ادھر حبیب اللہ ادھر روح اللہ بیچ میں یہ دونوں حضرات علیہم السلام عیسیٰ علیہ السلام حج کریں گے۔ مدینہ منورہ آتے ہوئے راستہ میں وفات پائیں گے۔ مسلمان میت شریف مدینہ منورہ لاکر یہاں دفن کریں گے (مرقات)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فَضَّلَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ وَعَلٰى اَهْلِ السَّمَاءِ فَقَالُوْا يَا اَبَا عَبَّاسٍ بِمَ فَضَّلَهُ اللّٰهُ عَلٰى اَهْلِ السَّمَاءِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ

(۵۵۱۷) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے نبیوں پر اور سارے آسمان والوں پر بزرگی دی ۱؎ لوگوں نے کہا اے ابن عباس آسمان والوں پر کسی طرح بزرگی دی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں سے

marfat.com

اِلٰہ اَھْلِ السَّمَآءِ وَمَنْ یَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِیْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالُوْا وَمَا فَضْلُهٗ عَلَی الْاَنْبِیَآءِ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِیُبَیِّنَ لَهُمْ فَیُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ یَّشَآءُ الْاٰیَةَ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ فَاَرْسَلَهٗ اِلَی الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۔

فرمایا کہ تم میں سے جو کہے گا کہ میں اللہ کے سواء معبود ہوں ۲۔ تو یہ وہی ہو گا جسے ہم دوزخ کی سزا دیں گے ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں ۳۔ اور اللہ تعالٰی نے حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرمایا کہ ہم نے آپ کے لئے روشن فتح دی ۴۔ کہ آپ کے صدقہ سے آپ کی امت کے اگلے پچھلے گناہ اللہ بخشے ۵۔ لوگوں نے کہا کہ نبیوں پر کیسے بزرگی دی فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے کہ ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر ان کی قوم کی زبان میں ۶۔ تاکہ وہ ان کے لئے بیان کریں تو اللہ جسے چاہے گمراہ کرے آخر آیت تک اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سارے لوگوں کے لئے کافی ۷۔ تو حضور کو جن وانسان کی طرف بھیجا ۸۔

(۵۵۱۷) ۱۔ یعنی فرشی عرشی ساری مخلوق سے حضور انور کو اللہ نے افضل کیا۔ حضور خیر الخلق کلھم ہیں۔ ۲۔ یعنی جو فرشتہ دعویٰ خدائی کرے گا ہم اسے دوزخ میں ڈالیں گے یہ فرمان فرضی صورت پر ہے جیسے قرآن فرماتا ہے کہ اگر خدا کے بیٹا ہوتا تو اسے پہلے میں پوجتا۔ فرشتے گناہ بھی نہیں کر سکتے چہ جائیکہ دعویٰ خدائی کریں۔ یہ خوب خیال رہے۔ ۳۔ یعنی فرشتوں کے متعلق یہ فرمان عالی قہر و غضب پر مبنی ہے جس سے انہیں خوف و ہراس ہو۔ ۴۔ فتح سے مراد یا فتح مکہ ہے یا رحمت کے تمام دروازے حضور کے لئے کھولنا مراد ہے یا یہ مطلب ہے کہ رب نے آپ کے ذریعہ سب دروازے کھول دیئے۔ اس کی نفیس تحقیق ہمارے حاشیۃ القرآن میں دیکھو۔ ۵۔ یعنی حضور انور سے رب تعالٰی نے رحمت و کرم بندہ نوازی والا کلام فرمایا اللہ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گناہ تو کیا گناہ کے ارادے سے بھی محفوظ ہیں۔ لہذا ذنبک سے مراد وہ گناہ ہیں جن کا بخشوانا حضور کے ذمہ کرم پر ہے۔ یعنی امت کے گناہ اس کی نفیس تحقیق ہماری تفسیر میں ملاحظہ کرو ذنبک کی تفسیریں بہت کی گئی ہیں۔ تقدم اور تاخر سے مراد امت کے اگلے پچھلے گناہ ہیں۔ ۶۔ یعنی پچھلے نبیوں کی امتیں خاص ہوتی تھیں۔ یوں ہی ان کے علاقے ان کے زمانے سے مخصوص ہوتے تھے کہ اس کے باہر ان کی نبوت کا ظہور نہ ہوتا تھا۔ دیکھو موسیٰ علیہ السلام جب خضر علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان پر اپنے دین اپنی کتاب کے احکام جاری نہ کر سکے جب ان کی نبوتیں خاص تھیں تو ان حضرات کی زبانیں بھی خاص تھیں۔ وہ خاص اسی زبان میں تبلیغ فرماتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جانوروں کی بولیوں کا علم عطا فرمانا ان کا معجزہ تھا تبلیغ کے لئے نہ تھا۔ ۷۔ **کافۃ** یا تو ناس کا حال ہے تب تو ت تانیث کی ہے اور یا ارسلناک کے کاف خطاب سے حال ہے تو ت مبالغہ کی ہے جیسے علامتہ یا فہامتہ کی ت' کافۃ بنا ہے کف سے بمعنی روکنا یا پورا ہونا ناس سے مراد حضور انور کے زمانہ سے لیکر تاقیامت سارے انسان ہیں حضور سب کے نبی ہیں اور سب پر حضور کی اطاعت واجب و لازم ہے رات میں ہر گھر کا چراغ علیحدہ ہوتا ہے مگر دن میں سارے جہاں کا سورج ایک اور ہو سکتا ہے ناس سے مراد ہوں سارے انسان از آدم علیہ السلام تا روز قیامت کہ سب کو

marfat.com

حضور ہی کا فیض پہنچا کسی کو بالواسطہ اور کسی کو بلاواسطہ رات میں چاند تارے سورج ہی کا نور دنیا کو دیتے ہیں۔ ۸۔ اگرچہ مذکورہ آیت میں صرف انسانوں کا ذکر ہے مگر چونکہ جنات انسانوں کے تابع ہیں لہٰذا وہ بھی ان میں داخل ہیں بلکہ حضور انور ساری مخلوق کے نبی ہیں فرشتے وغیرہ سب آپ کی امت ہیں۔ رب فرماتا ہے **لیکون للعلمین نذیرا** رب تعالیٰ رب العالمین ہے حضور رحمۃ للعالمین بھی ہیں اور نذیر للعالمین بھی۔ خیال رہے کہ ہر نبی اپنی قوم کی زبان سے واقف بھیجے گئے ساری مخلوق حضور کی امت ہے لہٰذا حضور سب کی زبان جانتے ہیں حضور سے اونٹوں' چڑیوں نے فریادیں کی ہیں پتھر سلام کرتے تھے لکڑی کا ستون حنانہ حضور کے فراق میں رویا۔ آپ سے دل کا دکھ درد کہا اور حضور نے سب کچھ سمجھ لیا۔ آج حضور کے دروازے پر ہر شخص اپنی بولی میں حضور سے فریادیں کرتا ہے کوئی ترجمہ کرنے والا درمیان میں نہیں ہوتا سب کی سنتے سمجھتے ہیں سب کی داد رسی فریاد رسی کرتے ہیں۔ یہ ہے حضور کا سب زبانیں جاننے کا ثبوت الھم صل وسلم وبارک علیہ۔ **شعر:۔**

☆ قدرت کی تحریریں جانے ☆ امی اور تقریریں جانے ☆
☆ بخشش کی تدبیریں جانے ☆ وہ ہے رحمت والا جن کا نام ہے محمد ☆
ان سے دو جگ ہے اجیالا

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اِلْغِفَارِیِّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کَیْفَ عَلِمْتَ اَنَّکَ نَبِیٌّ حَتّٰی اسْتَیْقَنْتَ فَقَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ اَتَانِیْ مَلَکَانِ وَاَنَا بِبَعْضِ بَطْحَآءِ مَکَّةَ فَوَقَعَ اَحَدُهُمَا اِلَی الْاَرْضِ وَکَانَ الْاٰخَرُ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ اَهُوَ هُوَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَزِنْهُ بِرَجُلٍ فَوُزِنْتُ بِهٖ فَوَزَنْتُهٗ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِعَشَرَةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِمِائَةٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْهُ بِاَلْفٍ فَوُزِنْتُ بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَنْتَثِرُوْنَ عَلَیَّ مِنْ خِفَّةِ الْمِیْزَانِ قَالَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ لَوْ وَزَنْتَهٗ بِاُمَّتِهٖ لَرَجَحَهَا۔

(رَوَاهُمَا الدَّارِمِیُّ)

(۵۵۱۸) روایت ہے حضرت ابوذر غفاری سے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے کیسے جانا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں حتیٰ کہ آپ نے یقین کرلیا ا۔ تو فرمایا اے ابوذر میرے پاس دو فرشتے آئے جبکہ میں مکہ کے بعض پتھریلے علاقہ میں تھا ۲۔ تو ان میں سے ایک تو زمین کی طرف آگیا اور دوسرا آسمان و زمین کے درمیان رہا ۳۔ تو ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کیا یہ وہ ہی ہیں ۴۔ اس نے کہا ہاں اس نے کہا کہ انہیں ایک شخص سے تولو ۵۔ میں اس سے تولا گیا تو میں وزنی ہوا ۶۔ پھر وہ بولا انہیں ہزار سے تولو میں ان سے تولا گیا تو میں ان پر بھاری ہو گیا گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ پلہ ہلکا ہونے کی وجہ سے مجھ پر گرے پڑتے ہیں ۷۔ تو ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اگر تم انہیں ان کی پوری امت سے تولو تو بھی یہ سب پر بھاری ہوں گے ۸۔ (دارمی)

(۵۵۱۸) ا۔ یعنی حضور آپ نے دنیا میں آکر اپنی نبوت یہاں کے کس سبب سے جانی پہچانی لہٰذا یہ سوال ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں ہے کہ ہم اس وقت نبی تھے جب آدم علیہ السلام آب و گل میں تھے یا بچپن شریف میں ہم کو شجر و حجر سلام کرتے تھے آپ کی نبوت کا اعلان آپ کی ولادت پاک سے پہلے ہو چکا تھا دنیا بھر نے آپ کو نبی جان لیا تھا پڑھو وہ معجزات جو حمل شریف اور ولادت پاک کے وقت تمام دنیا میں ظاہر ہوئے رب فرماتا ہے **یعرفونہ کما یعرفون ابناء ھم** انسان اپنے بیٹے کو اس کی

marfat.com

ولادت سے پہلے ہی جانتا ہے۔ ۲۔ غالبًا یہ واقعہ بہت ہی بچپن شریف کا ہے جب حضور حلیمہ دائی کے یہاں تھے یا اس کے کچھ بعد جب بکریاں چراتے تھے بطحاء کہتے ہیں پتھریلے علاقہ کو مکہ معظمہ کے آس پاس تمام علاقہ پتھریلا ہے ۳۔ یعنی ہوا میں یا فضا میں معلق رہا۔ میں نے اسے اسی طرح دیکھا مگر حضور یہ عجیب نظارہ دیکھ کر دوڑے نہیں معلوم ہوا کہ حضور نے انہیں پہچان لیا کہ یہ فرشتے ہیں اس لئے فرمایا **اتانی ملکان** ۴۔ یعنی کیا یہ وہ ہی نبی ہیں جن کا اعلان فرشتوں میں کیا جاچکا ہے جن پر ایمان لانے کا عہد و پیمان نبیوں سے ہمارے سامنے لیا جاچکا ہے جن کی دعائیں جناب خلیل نے مانگی ہیں جن کی بشارتیں جناب مسیح نے دی ہیں جن کے مدرستہ فیض میں سارے نبی تعلیم پاکر دنیا میں آتے رہے جو آگے چل کے سارے جہان کا سہارے مومنوں کی آنکھوں کا تارا ہوں گے وغیرہ وغیرہ۔ ۵۔ اگر امت سے مراد امت مرحومہ ہے تو شاید حضور انور کو جناب صدیق و فاروق کے ساتھ تولا گیا ہوگا اور اگر مطلقًا امت ہے تو حضور کو جناب خلیل و کلیم کے ساتھ تولایا گیا ہوگا یہ ترازو بھی کوئی اور ہی تھا اور تولنے والے ہاتھ بھی دست قدرت ہی ہوں گے ۶۔ یہ وزنی ہونا نبوت کے وزن سے ہوا نبوت بڑی وزنی نعمت ہے۔ حضور کو ترتیب وار تولنا کہ پہلے ایک شخص سے پھر دس سے پھر سو سے یہ بھی حضور کی شان دکھانے کے لئے ہے ورنہ اگر پہلے ہی ہزار سے تول دیا جاتا تو یہ بات ظاہر نہ ہوتی۔ ۷۔ یعنی جب ترازو کے ایک پلہ میں دو ہزار رکھے گئے اور دوسرے پلہ میں ہم تشریف فرما ہوئے تو ان سب کا پلہ ہلکا ہونے کی وجہ سے اتنا اونچا ہوگیا کہ وہ آسمان سے باتیں کرنے لگا۔ خیال رہے کہ یہاں جسمانیت کا وزن تھا جس میں ہلکا اونچا ہوتا ہے بھاری نیچا روحانیت کے وزن میں ہلکا نیچا ہوتا ہے بھاری اونچا کہ جسم کا رجحان نیچے کی طرف ہے کہ وہ مادی چیز ہے اور نورانیت کا رجحان اوپر کی طرف ہے کہ وہ مجرد ہے جیسا کہ روایات میں ہے۔ لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ یہاں ہلکا پلہ اونچا کیوں ہوگا۔ رب تو فرماتا ہے۔ **الیہ یصعد الکلم الطیب** ۸۔ خیال رہے کہ یہ تو حضور انور کا ظاہری وزن تھا حقیقی وزن کا یہ حال ہے کہ کارخانہ قدرت میں ایسی ترازو نہیں بنی جو حضور کا ایک سجدہ بھی تول سکے جیسے کسی انسانی کارخانہ نے ایسی ترازو نہ بنائی جو سمندر کا پانی یا ہوا تول سکے۔ ایسا میٹر نہ بنا جو سورج کی روشنی ناپ لے تو کارخانہ قدرت نے ایسی ترازو نہ بنائی جو حضور کے اعمال تول لے۔ اس لئے قیامت میں حضور کے اعمال کا وزن نہ ہوگا کہ وزن کس ترازو سے کیا جاوے وہ ترازو کہاں سے آئے کارخانہ قدرت میں تو بنی نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک گنہگار کے تاحد نظر گناہوں کے دفتر ایک ڈیڑھ ماشہ پرچے کے ساتھ تولے جائیں گے جس پر لکھا ہوگا۔ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** تو پرچہ بھاری ہوگا۔ وہ لاکھوں من کے دفتر ہلکے کیوں نہ ہوں کہ وہ تھے اس کے کام یہ ہے اللہ رسول کا نام ہمارے کاموں سے ان کا نام بھاری ہے۔ **شعر:۔**

☆ دل عبث خوف سے پتہ سا اڑا جاتا ہے ☆ پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسہ تیرا !! ☆

اگر قیامت کے دن حضور ساری امت کے ہلکے پلے میں اپنا قدم رکھ دیں تو قسم خدا کی سب کا پلہ بھاری ہو جائے اور سب کے بیڑے پار لگ جاویں۔ **اللھم صل وسلم وبارک علیہ**

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُتِبَ عَلَيَّ النَّحْرُ وَلَمْ يُكْتَبْ عَلَيْكُمْ وَاُمِرْتُ بِصَلٰوةِ الضُّحٰى وَلَمْ تُؤْمَرُوْا بِهَا۔ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ

(۵۵۱۹) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ پر قربانی فرض کی گئی تم پر فرض نہیں کی گئی ا۔ اور میں چاشت کی نماز کا حکم دیا گیا ہوں تم کو اس کا حکم نہیں دیا گیا ۲۔ (دار قطنی)

marfat.com

(۵۵۱۹) ا۔ یعنی ہم میں تم میں شرعی احکام میں بھی فرق ہے کہ تم میں سے جو شخص امیر ہو اس پر قربانی فرض نہیں بلکہ واجب ہے غریب پر واجب بھی نہیں مگر ہم پر بہر حال فرض ہے۔ خیال رہے کہ حضور پر زکوۃ فرض نہیں (شامی) یا اس لئے کہ آپ کا مال وقف ہے اور وقف میں زکوۃ نہیں (شامی) یا اس لئے کہ ساری امت حضور کی لونڈی غلام ہے اور اپنے غلام لونڈی کو زکوۃ نہیں دی جاسکتی۔ آپ کے لئے مصرف موجود نہیں (شیخی و مرشدی مولانا نعیم الدین صاحب) فقیر کے نزدیک یہ وجہ قوی ہے ورنہ آپ پر قربانی فرض نہ ہوتی مال وقف سے قربانی نہیں دی جاتی حضور کا یہ فرمان اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ **فصل لربک وانحر** ۸۔ حضور پر چھ نمازیں فرض تھیں پانچ تو یہ نمازیں چھٹی نماز تہجد رب فرماتا ہے **ومن الیل فتھجد بہ نافلۃ لک** آیت کریمہ میں نافلہ بمعنی زائدہ ہے یعنی مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض ہیں آپ پر نماز تہجد زائد فرض ہے چنانچہ ہمارے لئے ارکان ایمان پانچ ہیں حضور کے چار یعنی زکوۃ فرض نہیں ہم پر نمازیں پانچ حضور پر چھ یعنی تہجد بھی فرض ہے۔ خیال رہے کہ پنج گانہ نمازیں اطاعت کی ہیں جو ہمارے لئے آئیں اور نماز تہجد نماز عشق ہے جو حضور انور کے لئے آئی۔ ہم حضور کی طفیل یہ نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اور نماز چاشت حضور پر ایک بار پڑھنا فرض تھی اس کی زیادتی مستحب تھی لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ حضور انور نے کبھی کبھی ہی نماز چاشت پڑھی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام شریف اور حلیہ شریف کا بیان

بَابُ اَسْمَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَاتِهٖ ؎

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ — پہلی فصل

حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام بھی ایک ہزار ہیں اور حضور انور کے نام بھی ایک ہزار اللہ تعالیٰ کے دو نام ذاتی ہیں۔ عربی میں اللہ عبرانی میں ایل حضور انور کے بھی دو نام ذاتی ہیں۔ محمد، احمد باقی نام صفاتی۔ چونکہ اللہ رسول کی صفات بہت ہیں نیز ان کے آستانوں پر مختلف حاجت مند اپنی حاجتیں لے کر حاضر ہوتے رہیں گے اس لئے ان دونوں ذاتوں کے نام بہت ہوئے کہ جیسا حاجت مند آوے وہی نام سے پکارے حضور انور سے پہلے کسی کا نام محمد نہ ہوا ہاں یہ ثابت ہے کہ نجومیوں نے پیش گوئی کی تھی کہ نبی آخر الزمان پیدا ہونے والے ہیں جن کا نام محمد ہوگا تو عرب میں چار شخصوں نے اپنے بیٹوں کے نام محمد رکھے مگر چونکہ یہ سن کر انہوں نے یہ نام رکھے اس لئے پہلے حضور ہی کا نام محمد ہوا چونکہ ساری مخلوق بلکہ خود خالق ہمیشہ حضور کی ہر ادا کی تعریف فرماتے رہیں گے اس لئے نام پاک محمد ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اپنے تیئیں نام عطا فرمائے۔ امام سیوطی نے حضور کے نام پر رسالہ مستقل لکھا ہے۔ عبدالمطلب نے بھی ایک خواب دیکھ کر حضور کا نام محمد رکھا (مرقات، اشعۃ لمعات) خیال رہے کہ حضور کے ناموں میں کوئی نام جامد نہیں۔ سب نام شریف مشتقات ہیں۔ (مرقات)

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ — (۵۵۲۰) روایت ہے حضرت **جبیر** ابن مطعم سے فرماتے

marfat.com

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ لِیْ اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَ اَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِی الَّذِیْ یَمْحُوا اللّٰہُ بِیَ الْکُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمَیَّ وَاَنَا الْعَاقِبُ وَ الْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میرے بہت نام ہیں میں محمد ہوں ا۔ میں احمد ہوں ۲۔ محو کرنے والا ہوں کہ اللہ میرے ذریعہ کفر کو محو فرمائے گا ۳۔ اور میں جامع ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر جمع کئے جائیں گے ۴۔ اور میں عاقب ہوں عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو ۵۔ (مسلم، بخاری)

(۵۵۲۰) ا۔ حضور کے تین نام حمد سے مشتق ہیں محمد، احمد، محمود، محمد کے معنی ہیں ہر طرح ہر وقت ہر جگہ ہر ایک کا حمد کیا ہوا یا ان کی ہر ادا کی ہر وصف کی ذات کی حمد کی ہوئی، مخلوق بھی ان کی حمد کرے خالق بھی ان کی حمد فرمائے جتنی نعتیں جتنی سوانح عمریاں ہر زبان میں ہر وقت حضور کی ہو رہی ہیں اتنی کسی کی نہیں ہوئیں کیوں نہ ہو کہ قیامت کا دن اس نعت خوانی ہی میں تو صرف ہونا ہے۔ حساب کتاب تو چار گھنٹہ میں ختم ہو جاوے گا اور دن ہے پچاس ہزار سال کا وہ نعت خوانی میں خرچ ہو گا شعر:۔

☆ فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا ☆ کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے ☆

۲۔ احمد اسم تفضیل ہے حمد کا یا تو حمد معروف کا تو معنی ہوں گے بہت ہی حمد فرمانے والے اپنے رب کی یا حمد مجہول کا تو معنی ہوں گے بہت ہی حمد کئے ہوئے پہلے معنی قوی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جامع ہیں حامدیت اور محمودیت میں جیسے آپ مرید بھی اللہ کے اور مراد بھی یوں ہی آپ طالب بھی ہیں مطلوب بھی یوں ہی آپ احمد بھی محمود بھی حبیب بھی ہیں محبوب بھی (مرقات) ۳۔ حضور سورج ہیں دوسرے انبیاء چاند تارے شمع تھے۔ اور کفر تاریکی ہے اگرچہ تاریکی کو چراغ چاند ستارے بھی دور کرتے ہیں مگر وہ رات کو دن نہیں بناتے سورج رات کو دن بنا دیتا ہے نیز چراغ وغیرہ ایک محدود جگہ میں روشنی کرتے ہیں سورج ساری زمین کو منور کر دیتا ہے اس لئے صرف حضور کا نام ماحی ہوا نیز حضور سے پہلے دنیا میں اندھیرا ہی تھا جو حضور نے دور کیا۔ نیز حضور ہم گنہگاروں کے گناہوں کو محبوبوں کے حجاب کو دور کرتے ہیں۔ ۴۔ سب سے پہلے قبر انور سے حضور اٹھیں گے پھر دوسرے لوگ سب سے پہلے حضور میدان محشر میں پہنچیں گے پھر حضور کے پیچھے ساری مخلوق نیز سارے لوگ آخر کار شفاعت کی بھیک مانگنے حضور ہی کے پاس پہنچیں گے، حضور ہی کے ارد گرد جمع ہو جائیں گے حضور ہی کو گھیر لیں گے حضور کے پاس آ کر پھر بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گے اس لئے حضور حاشر ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ۵۔ عاقب بنا ہے عقب سے بمعنی پیچھے حضور سارے نبیوں سے پیچھے دنیا میں آئے نیز حضور اپنے پیچھے بہت خیر چھوڑ گئے لہٰذا حضور عاقب ہیں سب کی عاقبت حضور کے دم سے ہی ہے خیال رہے کہ حضور عاقب یعنی پچھلے نبی ہیں لہٰذا نہ تو آپ کے زمانہ میں کوئی نبی تھا اور نہ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی ہو سکتا ہے۔ جو انبیاء کرام زندہ تھے یا زندہ ہیں وہ اب بہ شان نبوت زندہ نہیں۔ اب وہ حضور کے امتی ہیں جیسے حضرت عیسیٰ و ادریس آسمان میں اور خضر و الیاس زمین میں علیہم الصلوۃ والسلام۔

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُسَمِّیْ لَنَا نَفْسَہٗ اَسْمَاءً فَقَالَ اَنَا مُحَمَّدٌ وَ اَحْمَدُ وَالْمُقَفِّیْ وَالْحَاشِرُ وَنَبِیُّ التَّوْبَۃِ

(۵۵۲۱) روایت ہے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو اپنے نام پاک بتاتے تھے فرماتے تھے کہ میں محمد ہوں میں احمد ہوں ا۔ مقفی ہوں ۲۔ میں حاشر ہوں میں توبہ

marfat.com

وَنَبِیُّ الرَّحْمَۃِ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

کا نبی ہوں ۳؎ میں رحمت کا نبی ہوں ۴؎ (مسلم)

(۵۵۲۱) ۱؎ لفظ اللہ اور لفظ محمد میں چند طرح مناسبت ہے اللہ میں حرف چار تو محمد میں حرف چار اللہ کے چاروں حرف بے نقطہ محمد کے چاروں حرف بے نقطہ اللہ میں ایک شد محمد میں ایک شد اللہ کے تین حرف حرکت والے محمد کے تین حرف حرکت والے ہاں اللہ کے شد پر الف ہے محمد کے شد پر الف نہیں اللہ سلطان حضور اس سلطنت کے وزیر اعظم اللہ بولنے سے دونوں ہونٹ جدا ہوتے ہیں محمد بولنے سے دونوں ہونٹ مل جاتے ہیں کہ وہ بچھوں کو اوپر والوں سے ملانے ہی تو آئے ہیں۔ ۲؎ مقفی اسم فاعل سب نبیوں سے پیچھے دنیا میں آنے والا مقفی اسم مفعول سب نبیوں تمام انسانوں ساری مخلوق سے آگے رہنے والا کہ میرے نقش قدم پر سب چلنے والے یا مقفی اسم سب کی مہمانی کرنے والا کہ دنیا اس کی مہمان ہو وہ سب کا میزبان قفاوہ کہتے ہیں لطف و کرم مہمانی کے کھانے کو (مرقات) ۳؎ اس طرح کہ میرے ہاتھ پر ساری خلقت نے توبہ کی اور کرے گی یا میرے دین میں توبہ آسان کردی گئی یا میری برکت میرے صدقہ سے حضرت آدم و دیگر نبیوں کی توبہ قبول ہوئی ان کی مشکلیں حل ہوئیں۔ شعر:

☆ اگر نام محمد را نیا وردے شفیع آدم ☆ نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نہ بجینا ☆

یا جو میرے دروازہ پر آجاوے رب کو تواب و رحیم پائے **لوجدوا اللہ توابا رحیما** ۴؎ حضور کی رحمت عامہ تمام جہان پر ہے کہ حضور کی برکت سے دنیا میں عذاب آنا بند ہو گئے رحمت خاصہ مومنوں پر رحمت خاص الخاصہ ولیوں صدیقوں بلکہ گزشتہ نبیوں پر بھی ہے اللہ رب العالمین ہے حضور رحمۃ للعالمین حضور مومنوں پر رؤف و رحیم۔ شعر:

☆ رب اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود ☆ حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام ☆

حضور کی رحمت کا پورا بیان ناممکن ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا تَعْجَبُوْنَ کَیْفَ یَصْرِفُ اللّٰہُ عَنِّیْ شَتْمَ قُرَیْشٍ وَلَعْنَھُمْ یَشْتِمُوْنَ مُذَمَّمًا وَّیَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا وَاَنَا مُحَمَّدٌ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ

(۵۵۲۲) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تم تعجب نہیں کرتے کہ اللہ نے کس طرح مجھ سے قریش کی گالیوں، ان کے لعن کو پھیر دیا وہ تو مذمم کو گالیاں دیتے ہیں اور مذمم پر لعن طعن کرتے ہیں ہم تو محمد ہیں ۱؎ (بخاری)

(۵۵۲۲) ۱؎ پہلے کفار مکہ حضور انور کا نام شریف لے کر آپ کی شان اقدس میں گستاخی کرتے تھے ابولہب کی بیوی عورا بنت حرب نے کہا کہ تم لوگ محمد کہنا بھی چھوڑ دو کہ اس نام میں ان کی تعظیم ہے انہیں مذمم کہا کرو یعنی بہت ہی برے اب وہ لوگ مذمم کہہ کر گالیاں دینے لگے اس پر حضور انور نے یہ فرمایا کہ وہ مذمم کو برا کہتے ہیں ہو گا کوئی مذمم ہم تو محمد ہیں۔ اللہ نے آپ کے نام کو بھی گستاخی سے بچالیا جو حضور کو محمد کہہ کر گستاخی کرے وہ اپنے منہ سے خود جھوٹا ہے۔ محمد وہ جو بے عیب ہو اور تو اسے عیب لگا رہا ہے یہ مردودہ فخریہ کہا کرتی تھی۔ **مذمما قلینا وبینہ اوینا وامرہ عصینا**

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ شَمِطَ مُقَدَّمُ رَاْسِہٖ وَلِحْیَتِہٖ

(۵۵۲۳) روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پاک اور ڈاڑھی شریف کا اگلا

marfat.com

وَكَانَ اِذَا ادَّهَنَ لَمْ يَتَبَيَّنْ وَاِذَا شَعِثَ رَأْسُهٗ تَبَيَّنَ وَكَانَ كَثِيْرَ شَعْرِ اللِّحْيَةِ فَقَالَ رَجُلٌ وَجْهُهٗ مِثْلُ السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَكَانَ مُسْتَدِيْرًا وَرَاَيْتُ الْخَاتَمَ عِنْدَ كَتِفِهٖ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ يُشْبِهُ جَسَدَهٗ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حصہ کھچڑی تھا۔ اور جب آپ تیل لگاتے تو ظاہر نہ ہوتا تھا اور بال بکھرے ہوتے تو ظاہر ہوتا ۲؎۔ ڈاڑھی شریف میں بہت بال تھے ۳؎۔ تو ایک آدمی بولا کہ حضور کا چہرہ انور تلوار کی طرح تھا ۴؎۔ فرمایا نہیں بلکہ سورج اور چاند جیسا تھا ۵؎۔ اور قدرے گول ۶؎۔ اور میں نے مہر نبوت کو آپ کے کندھے شریف کے پاس دیکھا کبوتری کے انڈے کی طرح تھی جسم اطہر کے ہم رنگ تھی ۷؎۔ (مسلم)

(۵۵۲۳) ۱؎ شمط کے لفظی معنی ہیں کچھ بال سفید ہو جانا کچھ بال سیاہ رہنا اسے اردو میں کھچڑی بال کہتے ہیں۔ سر شریف میں چودہ بال سفید تھے داڑھی شریف میں پانچ بال اور ریش بچی میں ایک بال سفید کل بیس بال شریف سفید ہوئے تھے اس کے متعلق اور بھی روایات ہیں۔ ۲؎ یعنی آپ کے بالوں کا کھچڑی ہونا جب ظاہر ہوتا تھا جبکہ بال شریف بکھرے ہوئے ہوتے ورنہ ظاہر نہ ہوتا تھا جس سے معلوم ہوا کہ بہت تھوڑے بال سفید تھے ۳؎۔ حضور کی ڈاڑھی شریف پورا خط گھنے بال تھے حق یہ ہے کہ ایک مشت رہتی تھی ایک مشت سے داڑھی کم کرنا ممنوع ہے۔ مشت سے زیادہ میں بہت اختلاف ہے۔ حضرت علی کی داڑھی سینہ تک رہتی تھی۔ حضور غوث پاک کی داڑھی لمبی تھی۔ حضرت ابن عمر ایک مشت رکھتے تھے (اشعۃ اللمعات) ۴؎۔ یعنی جیسے تلوار سفید اور چمک دار ہوتی ہے۔ ایسے ہی حضور کا چہرہ انور چمکدار تھا مگر چونکہ اس تشبیہ میں دھوکہ ہوتا تھا کہ تلوار کی طرح لمبا ہو اس لئے اس کی تردید کردی گئی۔ ۵؎۔ یعنی حضور کے چہرہ کو تلوار سے تشبیہ نہ دو چاند سورج سے تشبیہ دو۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ **شعر:۔**

☆ میں وہ شاعر نہیں جو چاند کہہ دوں ان کے چہرے کو ☆ میں ان کے کفش پا پر چاند کو قربان کرتا ہوں!! ☆

۶؎۔ یعنی چہرہ انور مائل بہ گولائی تھا نہ بالکل گول نہ لمبا۔ لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ **لیس بہ کلثم** ۷؎۔ یعنی مہر نبوت جسم شریف کے ہم رنگ تھی برص کی طرح بہت چٹی نہ تھی۔ یہ بہت ہی حسین معلوم ہوتی تھی۔ حضور کا حسن اسی شعر میں مذکور ہے **شعر:۔**

☆ خوبی و شکل و شمائل حرکات و سکنات ☆ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری ☆
☆ کس نیست درجہاں کہ زحسنت عجب نہ ماند ☆ ای درکمال حسن عجب ترزہر عجب ☆

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَكَلْتُ مَعَهٗ خُبْزًا وَّلَحْمًا اَوْ قَالَ ثَرِيْدًا ثُمَّ دُرْتُ خَلْفَهٗ فَنَظَرْتُ اِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ عِنْدَ نَاغِضِ كَتِفِهِ الْيُسْرٰى جُمْعًا عَلَيْهِ خِيْلَانٌ كَاَمْثَالِ الثَّآلِيْلِ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۵۲۴) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن سرجس سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ کے ساتھ گوشت روٹی کھائی یا فرمایا ثرید کھایا ۱؎۔ پھر میں آپ کے پیچھے مڑ گیا تو میں نے حضور کی مہر نبوت دیکھی جو آپ کے دو کندھوں کے بیچ بائیں کندے کی گھنڈی کے پاس تھی ۲؎۔ اکٹھی تھی جس پر کھرنڈ کی طرح تل تھے ۳؎۔ (مسلم)

(۵۵۲۴) ۱؎ راوی کو شک ہے کہ ان صحابی نے گوشت روٹی فرمایا یا ثرید کہا ثرید گوشت کے شوربے میں گلائی ہوئی روٹی کہ روٹی

marfat.com

بوٹی اور شوربا ایک جان کردی جاوے حضور انور کو یہ بہت پسند تھا ۲۔ ناغض وہ نرم ہڈی جو کندھے کے درمیان دونوں کندھوں کے کناروں کے ملنے کی جگہ واقع ہے جمعا بمعنی مٹھی آتا ہے جس میں انگلیاں جمع ہوں یعنی یہ پارہ گوشت یا یہ تل الگ الگ نہ تھے۔ بلکہ یکجا ملے ہوئے تھے۔ ۲۔ ثالیل جمع ہے ثؤلول کی چنے کے دانہ کی برابر جو کھرنڈ سا جسم پر نکل آتا ہے اسے عربی میں ثؤلول فارسی میں زخ کہتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ دو کندھوں کے بیچ میں کچھ ابھرا ہوا گوشت تھا جس پر تل تھے اگر بغور دیکھا جاتا تو محمد پڑھنے میں آتا تھا جیسا کہ بعض روایات میں ہے یہ حضور کی نبوت کی علامت تھی اسے مہر نبوت کہتے تھے بحیرہ راہب یہ ہی مہر نبوت دیکھ کر ایمان لایا تھا

وَعَنْ اُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَتْ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثِيَابٍ فِيهَا خَمِيصَةٌ سَوْدَاءُ صَغِيرَةٌ فَقَالَ ائْتُونِي بِاُمِّ خَالِدٍ فَاُتِيَ بِهَا تُحْمَلُ فَاَخَذَ الْخَمِيصَةَ بِيَدِهٖ فَاَلْبَسَهَا قَالَ اَبْلِي وَاَخْلِقِي ثُمَّ اَبْلِي وَاَخْلِقِي وَكَانَ فِيهَا عَلَمٌ اَخْضَرُ اَوْ اَصْفَرُ فَقَالَ يَا اُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَاهُ وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ اَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِي اَبِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهَا۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۵۲۵) روایت ہے جناب ام خالد بنت خالد ابن سعید سے ا۔ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ کپڑے لائے گئے جن میں کالی چھوٹی سی کملی بھی تھی ۲۔ تو فرمایا ام خالد کو لاؤ چنانچہ انہیں لایا گیا گود میں اٹھا کر ۳۔ تو حضور نے وہ کملی اپنے ہاتھ میں لی انہیں پہنائی فرمایا پرانی کرو اور پھاڑو پھر پرانی کرو اور پھاڑو ۴۔ اس میں ہرے یا پیلے بیل بوٹے تھے تو فرمایا اے ام خالد یہ بہت اچھے ہیں سناہ حبشی زبان میں اچھے کو کہتے ہیں ۵۔ فرماتی ہیں میں حضور کی مہر نبوت سے کھیلنے لگی ۶۔ تو مجھے میرے والد نے ڈانٹا ۷۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو ۸۔ (بخاری)

(۵۵۲۵) ا۔ ام خالد بھی صحابیہ ہیں اور ان کے والد ابن سعید بھی صحابی ہیں خالد ابن سعید ابن عاص اموی بڑے پرانے مومن ہیں۔ آپ چوتھے مسلمان ہیں آپ حضرت علی سے مناظرہ کرتے تھے کہ ہم دونوں میں پہلے اسلام کون لایا۔ ام خالد اپنی کنیت میں مشہور ہیں آپ حبشہ میں پیدا ہوئیں بچپن ہی میں مدینہ منورہ لائی گئیں ان سے حضرت زبیر ابن عوام نے نکاح کیا (مرقات' اشعۃ' اکمال) ۲۔ خمیصہ مربع کمبل کو کہتے ہیں جس کے کنارے منقش ہوں شاید یہ کپڑے مال غنیمت میں آئے تھے یا کسی جگہ سے ہدیہ حضور انور نے صحابہ کرام میں تقسیم فرمائے اس چھوٹی سی کملی کے لئے نظر انتخاب ان چھوٹی سی صحابیہ پر پڑی ۳۔ ام خالد کے والد انہیں گود میں اٹھا کر لائے کیونکہ اس وقت آپ بہت کمسن بچی تھیں ۴۔ یعنی اے ام خالد جیتی جاگتی رہو تمہاری عمر دراز ہو تم اس کملی کو پرانی کر کے پھاڑو اس کے بعد اور کپڑے پرانے کرتی پھاڑتی رہو بعض روایات میں ہے کہ یہ دعا تین بار دی ۵۔ چونکہ ان کے والد خالد بن سعید اولاً ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے وہاں ام خالد پیدا ہوئیں وہاں کی زبان سیکھ گئیں۔ اس لئے حضور انور نے ان سے حبشی زبان کا کلمہ ارشاد فرمایا سناہ مدینہ منورہ کی زبان حسنہ نہ فرمایا ۶۔ بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ ہرنئی اور عجیب چیز کو چھوتے چھیڑتے چٹکی سے دباتے ہیں میں بھی مہر نبوت شریف سے یہ ہی حرکات کرنے لگی ۷۔ اور کہا کہ بٹی ایسی بے ادبی نہ کرو ادب سے بیٹھو خیال رہے کہ حضور انور کی قمیص کا گریبان سینہ پر نہ تھا بلکہ گردن کے دونوں طرف چاک تھے جن میں ایک ایک بٹن لگا تھا وہ بٹن اکثر کھلے رہتے تھے۔ ام خالد نے اپنا ننھا سا ہاتھ ان چاکوں کے اندر ڈال دیا' اور مہر نبوت شریف کو مس کرنے لگیں۔

marfat.com

کاش وہ پورے وہ انگلیاں ہم کو ان کی زیارت میسر ہوتی تو ہم چوم کر آنکھوں سے لگاتے۔ شعر:۔

☆ ہوتے صدقے کبھی ناقہ کے کبھی محمل کے ☆ ساربان کے کبھی ہاتھوں کی بلائیں لیتے ☆

☆ دشت طیبہ میں ترے ناقہ کے پیچھے پیچھے ☆ دھجیاں جیب و گریبان کی اڑاتے جاتے ☆

اس گنہگار فقیر احمد یار نے اپنی داڑھی سے حضور کی پائنتی شریف کی چوکھٹ جھاڑی ہے۔ خدا کرے یہ داڑھی جو اس آستانہ کی جھاڑو بنی ہے میری بخشش کا ذریعہ بن جائے ۶۔ یعنی اس بچی کو اپنا کام کرنے دو اسے اس کام سے برکت حاصل ہو رہی ہے کبھی یہ اپنے پوروں اپنی ان انگلیوں پر ناز کیا کرے گی اسے آج دوہری برکتیں نصیب ہیں۔ ہماری چادر کا عطیہ اور مہر نبوت سے مس حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی نے اس حدیث سے بزرگوں کے خرقے ان کا پہننا' ان سے برکت لینا ثابت فرمایا کہ مومنوں کے ان اعمال کی اصل یہ حدیث ہے۔ (مرقات)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَيْسَ بِالْاَبْيَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاْسِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً وَلَيْسَ فِيْ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَصِفُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ اَزْهَرَ اللَّوْنِ وَقَالَ كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَنْصَافِ اُذُنَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ بَيْنَ اُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهٖ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ قَالَ كَانَ ضَخْمَ الرَّاْسِ وَالْقَدَمَيْنِ لَمْ اَرَ بَعْدَهٗ وَلَا قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَكَانَ بَسْطَ الْكَفَّيْنِ وَفِيْ اُخْرٰى لَهٗ قَالَ كَانَ شَثْنَ الْقَدَمَيْنِ وَالْكَفَّيْنِ۔

(۵۵۲۶) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بہت دراز قد تھے ۱۔ اور نہ بالکل پست قد ۲۔ اور نہ خالص سفید رنگ تھے ۳۔ اور نہ گندمی رنگ نہ تو چھلے دار بالوں والے تھے اور نہ بالکل سیدھے بال والے ۴۔ اللہ نے انہیں نبی بھیجا سرے پر چالیس سال کی عمر شریف کے ۵۔ مکہ میں دس سال رہے اور مدینہ میں دس سال ۶۔ اللہ نے آپ کو وفات دی ساٹھ سال کے کنارے پر ۷۔ اس وقت آپ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ تھے ۸۔ اور ایک روایت میں انس حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ قوم میں درمیانہ قد تھے نہ بہت دراز اور نہ پست قد ۹۔ چمکدار رنگت ۱۰۔ اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف آپ کے آدھے کانوں تک تھے' اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کے کانوں اور کندھوں کے درمیان تھے ۱۱۔ (مسلم بخاری) اور بخاری کی روایت میں ہے کہ انس نے کہا کہ حضور بھاری سر ۱۲۔ اور بھاری قدم والے تھے ۱۳۔ میں نے آپ جیسا حسین نہ آپ کے بعد دیکھا نہ آپ سے پہلے ۱۴۔ آپ کشادہ ہتھیلی تھے ۱۵۔ بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ حضور بھاری قدم بھاری ہاتھوں والے تھے ۱۶۔

(۵۵۲۶) ۱۔ بائن بنا ہے بون سے ۔ بمعنی دوری اسی سے ہے طلاق بائنہ یہاں بائن سے مراد ہے بہت زیادتی جو حد اعتدال سے

marfat.com

دور ہو یعنی حضور انور اتنے دراز قد نہ تھے کہ حد اعتدال سے دور ہوں ۲۔ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور مائل بہ درازی تھے کیونکہ طویل کے ساتھ بائن کی قید بیان ہوئی اور قصیر مطلق بغیر قید کے فرمایا ۳۔ بلکہ آپ کا رنگ شریف سفید مائل بہ سرخی تھا پیلا ہوا سفید جو کہ بہت ہی حسین ہوتا ہے۔ ۴۔ یعنی حضور کے بال شریف نہ تو **حبشے** والوں کی طرح بالکل چھلے دار مٹھے ہوئے تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ بال سیدھے کناروں پر خم دار تھے۔ ایسے بال بہت حسین معلوم ہوتے ہیں ۵۔ سرے سے مراد آخری کنارہ ہے حضور انور کی نبوت کا ظہور چالیس سال کی عمر شریف میں ہوا جب آپ کا سنہ شریف پورے چالیس سال کا ہو چکا تھا۔ ۶۔ تمام کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور انور کی نبوت کا ظہور چالیس سال کی عمر شریف میں ہوا اس پر بھی سب متفق ہیں کہ بعد ہجرت مدینہ منورہ میں قیام دس سال رہا مگر اس میں اختلاف ہے کہ ظہور نبوت کے بعد ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں کتنا قیام رہا دس سال تیرہ سال پندرہ سال قوی یہ ہے کہ تیرہ سال قیام رہا لہذا عمر شریف کل ترسٹھ سال ہوئی ساٹھ یا پینسٹھ سال نہیں یہاں دس سال والی روایت ہے۔ ۷۔ مرقات نے یہاں فرمایا کہ ساٹھ والی روایت میں دہائی لی گئی ہے تین جو کسر تھی وہ چھوڑ دی گئی اور پینسٹھ سال والی روایت میں ولادت اور وفات کے سال شامل کر لئے گئے ہیں ورنہ عمر شریف ترسٹھ سال ہے اور یہ دونوں روایات اس کے خلاف نہیں ۸۔ بعض روایات میں ہے کہ سر مبارک داڑھی شریف اور ریش بچی سب میں ملا کر بیس بال سفید تھے بعض میں ہے کہ کل چودہ بال سفید تھے۔ یہ روایت چودہ بالوں والی ہے شمار میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ اس روایت میں ہے کہ سر مبارک میں چودہ بال سفید تھے داڑھی شریف میں پانچ بال اور ریش بچی میں ایک بال سفید۔ ۹۔ پہلے گزر چکا کہ حضور انور درمیانہ قد تھے مائل بہ درازی یہ قد بہت حسین ہوتا ہے ۱۰۔ رنگت سفید جس میں سرخی پلائی ہوئی اور وہ جگمگاتی ہوتی تھی یہ حسن کی انتہا ہے

☆ جس سے تاریک دل جگمگانے لگے ☆ اس چمک دار رنگ پہ لاکھوں سلام ☆

۱۱۔ بالوں کی درازی میں چار روایتیں ہیں نصف کان تک۔ کانوں کی گدیوں تک۔ کانوں اور کندھوں کے درمیانی تک کندھوں تک ان میں تعارض نہیں کبھی تاگوش کبھی تابدوش مختلف اوقات میں مختلف حالات تھے۔ حضور انور بال کٹواتے تھے اور سواء حج و عمرہ کے کبھی منڈواتے نہیں تھے ۱۲۔ چھوٹا سر کم عقلی کی علامت ہوتی ہے اور بہت بڑا سر حسین نہیں ہوتا۔ درمیان سر قدرے بڑا بہت حسین ہے وہ ہی یہاں مراد ہے۔ **شعر:۔**

☆ ہر چہ اسباب جمال است رخ خوب ترا ☆ ہمہ بروجہ کمال است کملا مخفی ☆

(اشعہ) ۱۳۔ بھاری قدم بہادری۔ ثابت قدمی اور عبادت میں طاقت کی دلیل ہیں پتلے دبلے قدم کمزوروں کی علامت ہے۔ یوں ہی تلوے اندر کو دھنسے ہونا حسن کے خلاف ہے کہ زمین پر صرف کنارہ قدم لگے باقی الگ رہیں۔ پورا قدم زمین کو لگے بھرے قدم ہوں یہ حسن ہے حضور کے قدم شریف ایسے ہی تھے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔ **شعر:۔**

☆ دل کرو ٹھنڈا مرا وہ کف پا چاند سا ☆ سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود ☆

۱۴۔ یعنی آپ کا حسن کماحقہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ بس اتنا سمجھ لو کہ میری آنکھوں نے نہ آپ سے پہلے حسین دیکھا نہ آپ کے بعد حضرت انس کی آنکھ تو کیا دیکھتی جناب جبرئیل امین کی آنکھوں نے ایسا نہ دیکھا۔ **شعر:۔**

☆ معراج میں جبرئیل سے کہنے لگے شاہ امم ☆ تم نے تو دیکھے ہیں بہت بتلاؤ تو کیسے ہیں ہم ☆

marfat.com

☆ روح الامین کہنے لگے اے مہ جبیں تیری قسم ☆ آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام ☆
بسیار خوباں دیدم ام لیکن تو چیزے دیگری!!

۱۵۔ کشادہ ہتھیلی علامت ہے جود و سخا کی حضور جیسا سخی پیدا نہ ہوا نہ ہو گا۔ عرب کہتے ہیں عبدا لکف بخیل وسبط الکف جواد۔ تنگ ہتھیلی والا کنجوس ہوتا ہے وسیع ہتھیلی والا سخی داتا۔۱۶۔ خیال رہے کہ حضور انور کے دست مبارک قدم شریف تھے تو بھاری مگر کھال مبارک نہایت نرم تھی جیسا کہ روایت میں ہے کہ حضور کے اعضاء ریشم سے بھی زیادہ نرم تھے۔ نرمی اور چیز ہے بھاری ہونا کچھ اور یہ بھی خیال رہے کہ ہاتھ پاؤں بھاری ہونا مردوں میں ہنر ہے عورتوں میں عیب ہے کیونکہ مردوں کے مضبوط اعضاء بہادری کی علامت ہیں۔ عورتوں کے اعضاء نازک چاہئیں (مرقات)

وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوْعًا بَعِيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَهُ شَعْرٌ بَلَغَ شَحْمَةَ اُذُنَيْهِ رَاَيْتُهُ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ لَمْ اَرَ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)
وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ مَا رَاَيْتُ مِنْ ذِيْ لِمَّةٍ اَحْسَنَ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْرُهُ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ بَعِيْدُ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ۔

(۵۵۲۷) روایت ہے حضرت براء سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانہ قد تھے ا۔ دو کندھوں کے درمیان فاصلے والے ۲۔ آپ کے بال آپ کے کانوں کی گدیوں تک تھے ۳۔ میں نے آپ کو سرخ جوڑے میں دیکھا آپ سے اچھا میں نے کبھی کوئی نہ دیکھا ۴۔ (مسلم بخاری) اور مسلم کی روایت میں ہے کہ فرمایا میں نے زلفوں ۵۔ والا سرخ جوڑا پہنے کوئی ایسا حسین نہ دیکھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے زیادہ حسین ہو، آپ کے بال آپ کے کندھوں کو چھوتے تھے ۶۔ دو کندھوں کے درمیان فاصلہ والے نہ تو دراز قد تھے نہ پستہ قد ۷۔

(۵۵۲۷) ا۔ یہ فرمان ترکیبی ہے۔ یعنی قریباً درمیانہ تھے کیونکہ حضور انور قدرے طویل قد تھے جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا (مرقات) ۲۔ دو کندھوں میں فاصلہ جب ہی زیادہ ہو گا جب کہ سینہ چوڑا ہو، حضور کا سینہ مبارک بہت کشادہ تھا چوڑا سینہ شجاعت و سخاوت دل کی وسعت کی علامت ہے۔ اس سے دل کی وسعت کا پتہ لگتا ہے۔ جس کا دل وسیع ہو وہ کینہ غصہ بغض وحسد سے پاک ہوتا ہے۔ حضور نے کبھی اپنی ذات کا بدلہ کسی سے نہ لیا۔ بلکہ ہمیشہ درگزر کی، معافی دی یہ ہے حضور کی وسعت قلب۔ ۳۔ یعنی کبھی آپ کے بال شریف تا بگوش ہوتے تھے۔ لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں ہے کہ حضور کے بال شریف کندھوں تک تھے۔ ۴۔ یہاں سرخ سے مراد خالص سرخ نہیں کہ مردوں کے لئے خالص سرخ لباس ممنوع ہے بلکہ مخطط بالاحمر مراد ہے یعنی اس کپڑے میں سرخ خطوط بھی تھے اور ہرے بھی اور کپڑا ریشمی نہ تھا سوتی تھا۔ حلہ سوتی کپڑے کا بھی ہوتا ہے یہ حلہ یمنی تھا۔ حضور کو یمنی لباس محبوب تھا۔ ۵۔ جو بال کانوں کی گدیوں تک ہوں انہیں وفرہ کہتے ہیں۔ جو کانوں اور کندھوں کے درمیان ہوں انہیں جمہ کہا جاتا ہے۔ اور جو کندھوں تک پہنچیں انہیں لمہ کہتے ہیں۔ حضور انور کے بال کبھی لمہ بھی ہوتے تھے۔ اسی کا یہاں ذکر ہے۔ ۶۔ خیال رہے کہ عورتوں کی طرح بہت لمبے بال رکھنا مردوں کو ممنوع ہیں۔ کندھوں تک مردوں کے بالوں کی انتہا ہے۔ ۷۔ یعنی حضور کے جسم شریف میں وہ درازی یا پستی نہ تھی جو بری معلوم ہو (مرقات)

marfat.com

وَعَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَلِيْعَ الْفَمِ اَشْكَلَ الْعَيْنِ مَنْهُوْشَ الْعَقِبَيْنِ قِيْلَ لِسِمَاكٍ مَا ضَلِيْعُ الْفَمِ قَالَ عَظِيْمُ الْفَمِ قِيْلَ مَا اَشْكَلُ الْعَيْنِ قَالَ طَوِيْلُ شَقِّ الْعَيْنِ قِيْلَ مَا مَنْهُوْشُ الْعَقِبَيْنِ قَالَ قَلِيْلُ لَحْمِ الْعَقِبِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۵۲۸) روایت ہے حضرت سماک ابن حرب سے ۱؎ وہ حضرت جابر ابن سمرہ سے راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ منہ والے ۲؎ سرخ وسفید آنکھ والے پتلی ایڑیوں والے تھے ۳؎ سماک سے پوچھا گیا کہ ضلیع الفم کیا چیز ہے فرمایا کشادہ منہ ۴؎ کہا گیا کہ اشکل العین کیا ہے فرمایا آنکھ کی لمبائی دراز ۵؎ کہا گیا کہ **منہوش العقبین** کیا ہیں' فرمایا ایڑی شریف پر گوشت تھوڑا ۶؎ (مسلم)

(۵۵۲۸) ۱؎ آپ مشہور تابعی ہیں کوفی ہیں تیس صحابہ سے آپ کی ملاقات ہے بہت مقبول الدعاء تھے خود کہتے ہیں کہ میری بینائی جاتی رہی تھی۔ اللہ تعالٰی سے دعا کی اس نے مجھے بینائی واپس فرمادی (اشعہ) ۲؎ منہ کی کشادگی حسن ہے اور منہ کی تنگی بدزیب مگر کشادگی زیادہ مراد نہیں کہ وہ بدزیب ہوتی ہے۔ بعض نے فرمایا کہ یہاں کشادگی منہ سے مراد ہے فصاحت و بلاغت مگر یہ قوی نہیں کہ یہاں حلیہ شریف کا ذکر ہے فصاحت کو حلیہ شریف سے تعلق نہیں۔ ۳؎ اشکل بنا ہے **شکلہ** سے شکلہ کے معنی ہوتے ہیں مخلوط رنگ جس میں سفیدی میں سرخ ڈورے ہوں یا آنکھ کی سفیدی مائل سرخی ہو اسی سے بنا ہے اشکل۔ ۴؎ عربی میں وجہ کہتے ہیں چہرہ کو اور فم کہتے ہیں دہان یعنی منہ کو کشادہ منہ سے مراد ہے ہونٹ قدرے دراز ہوں یہ بھی حسن و خوبی ہے۔ ۵؎ محدثین فرماتے ہیں کہ سماک نے جو اشکل العین کی تفسیر کی ہے وہ درست نہیں تمام محدثین کا اسی پر اتفاق ہے کہ اشکل کے معنی یہ نہیں اس کے معنی وہ ہی ہیں جو ابھی مذکور ہوئے یعنی آنکھ کی تیز سفیدی میں سرخ باریک ڈورے یہ بھی حسن ہے۔ ۶؎ پتلی ایڑی بہت حسین ہوتی ہے موٹی و چوڑی ایڑی بھدی ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں حسن کے تمام اوصاف جمع تھے۔

وَعَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَبْيَضَ مَلِيْحًا مُقَصَّدًا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۵۲۹) روایت ہے ابو طفیل سے ۱؎ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے حضور گورے نمکین حسن والے میانہ قد تھے ۲؎ (مسلم)

(۵۵۲۹) ۱؎ آپ کا نام عامر ابن واثلہ ہے لیثی ہیں کنانی ہیں کنیت ابو طفیل اسی کنیت میں مشہور ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات شریف کے آٹھ سال پائے روئے زمین میں سب سے آخری صحابی آپ ہیں۔ جن کی وفات سب صحابہ سے آخر میں ہوئی آپ کی وفات کے بعد کوئی صحابی دنیا میں نہ رہے دور صحابہ آپ کی وفات پر ختم ہوا' ۱۰۲ھ ایک سو دو میں وفات پائی۔ مکہ معظمہ میں وفات ہوئی وہاں ہی دفن ہوئے (مرقات' اکمال وغیرہ) ۲؎ حسن دو قسم کا ہوتا ہے ملیح اور صبیح ملیح جس کا ترجمہ ہے نمکین حسن اگرچہ صباحت بھی حسن ہے مگر ملاحت حسن کا اعلیٰ کا درجہ ہے اس میں فرق بیان سے معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ اس کی چھانٹ عاشق کی نگاہ کرتی ہے اس کے بیان سے زبان قاصر ہے (اشعہ) اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا۔ **شعر:**

☆ ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو ☆ نمکین حسن والا ہمارا نبی ☆

یوں سمجھو کہ سفید رنگ صبیح ہے اور سفیدی میں سرخی کی جھلک ہو اور اس میں کشش ہو کہ دل لوٹ کر کھچے اور دیدہ اس کے

marfat.com

دیدار سے سیر نہ ہو وہ ملیح ہے یعنی نمکین حسن حضور ایسے ہی حسین تھے۔

وَعَنْ ثَابِتٍ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ عَنْ خِضَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهٗ لَمْ يَبْلُغْ مَا يَخْضِبُ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتِهٖ فِيْ لِحْيَتِهٖ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتٍ كُنَّ فِيْ رَاْسِهٖ فَعَلْتُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ اِنَّمَا كَانَ الْبَيَاضُ فِيْ عَنْفَقَتِهٖ وَفِي الصُّدْغَيْنِ وَفِي الرَّاْسِ نَبْذٌ۔

(۵۵۳۰) روایت ہے حضرت ثابت سے ا؎ فرماتے ہیں کہ حضرت انس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کے متعلق پوچھا گیا۲؎ تو فرمایا کہ اس حد کو نہ پہنچے کہ خضاب لگاتے ۳؎ میں اگر چاہتا تو آپ کے سفید بال جو داڑھی شریف میں تھے گن لیتا ۴؎ اور ایک روایت میں ہے کہ اگر میں ان سفید بالوں کو گننا چاہتا جو آپ کے سر شریف میں تھے تو ایسا کر لیتا ۵؎ (مسلم) اور مسلم کی روایت میں ہے فرمایا کہ کچھ سفیدی آپ کی ریش بچی اور کنپٹیوں میں تھی اور سر شریف میں کچھ معمولی سا حصہ ۶؎۔

(۵۵۳۰) ا؎ آپ کا نام ثابت ابن اسلم ہے بنانی ہیں کنیت ابو محمد ہے۔ تابعی ہیں بصری ہیں۔ حضرت انس کے ساتھ چالیس برس رہے بصرہ میں وفات پائی (مرقات) ۲؎ سوال یہ تھا کہ حضور انور نے سر شریف یا ڈاڑھی مبارک میں خضاب لگایا یا نہیں اگر لگایا تو کس رنگ کا اور کس چیز سے۔ خضاب بنا ہے خضب سے ۔ بمعنی رنگنا۔ سیاہ خضاب ممنوع ہے سرخ خضاب بہتر ہے ۳؎ یعنی حضور انور کے سر یا داڑھی شریف کے بال اتنے سفید نہ ہوئے جن میں خضاب لگایا جا سکتا صرف چند بال سفید ہوئے تھے۔ یہاں شیخ نے فرمایا کہ سفید بال تو بہت تھوڑے تھے کچھ بال سرخ ہو گئے تھے یعنی سفید ہونے والے تھے کہ وفات شریف واقع ہو گئی اس پر حدیث پیش کی۔ **وکان مثیبه احمر** وہ سرخی بھی قابل خضاب نہ ہوتی۔ ۴؎ شمطات جمع ہے شمط کی شمط شین کی فتح میم کے سکون سے سفید اور میم کے بھی فتح سے ہو تو سیاہی سفیدی سے مخلوط یہاں پہلے معنی ہیں یعنی سفید بال ڈاڑھی شریف میں پانچ بال سفید تھے ۵؎ یعنی سر شریف میں بھی گنتی چنتی کے بال شریف سفید تھے اور داڑھی شریف میں بھی سر شریف میں چودہ بال سفید تھے ظاہر ہے کہ اتنے بال ضرور گنے جا سکتے ہیں۔ ۶؎ نبذ کے معنی ہیں تھوڑے سے بال وہ بھی الگ الگ۔ کل بیس بال شریف سفید ہوئے تھے چودہ تو سر شریف میں پانچ داڑھی مبارک میں ایک ریش بچی میں یہ ہے صحابہ کا عشق رسول کہ حلیہ شریف ہو بہو بیان کر دیا۔ خدا کرے یہ حلیہ شریف قبر میں یاد رہے کہ اس پر وہاں کی کامیابی موصوف ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَزْهَرَ اللَّوْنِ كَاَنَّ عَرَقَهُ اللُّؤْلُؤُ اِذَا مَشٰى تَكَفَّأَ وَمَا مَسِسْتُ دِيْبَاجَةً وَّلَا حَرِيْرًا اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ مِسْكًا وَّلَا عَنْبَرَةً اَطْيَبَ مِنْ رَائِحَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۵۳۱) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چمکدار رنگت والے تھے آپ کا پسینہ گویا موتی تھا ا؎ جب چلتے تھے تو طاقت سے چلتے تھے ۲؎ اور میں نے موٹا باریک ریشم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ شریف سے زیادہ نرم نہ چھوا ۳؎ اور نہ مشک و عنبر سونگھا جو حضور انور کی مہک سے زیادہ خوشبودار ہو ۴؎۔ (بخاری مسلم)

(۵۵۳۱) ا؎ یعنی چمک دار اور نہایت ہی آبدار صاف شفاف خوشبودار یہاں صرف صفائی و آب تاب مراد ہے۔ خوشبو دوسری

marfat.com

احادیث سے مروی ہے ۲؎ جب طاقتور آدمی چلتے ہیں تو رفتار کے دوران یکدم پاؤں زمین سے اٹھاتے ہیں۔ گویا پاؤں کو ہیٹر رہے ہیں۔ حضور انور کی چال پہلی قسم کی تھی' **تکفا** کے یہ معنی ہیں جیسے انسان اوپر سے اترتے ہوئے قدم اٹھاتا ہے۔ حضور کی رفتار ایسی تھی۔ ۳؎ حضور انور کے ہاتھ موٹے موٹے یعنی بھرے ہوئے نہایت طاقتور تھے مگر ساتھ ہی نہایت نرم بھی تھے اس گنہگار نے ایک بار خواب میں اس دست قدس کو بوسہ دیا ہے بالکل ایسے ہی دیکھے نہایت ٹھنڈے کہ مصافحہ ہوا تو کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا رب تعالیٰ پھر نصیب کرے۔ **شعر:۔**

☆ خدا نے انکو اپنے حسن کے سانچے میں ڈھالا ہے ☆ وہ آئے اس جہاں میں سب حسینوں سے حسین ہو کر ☆

۴؎ یہ خوشبو حضور کے جسم اطہر سے ہر وقت مہکتی تھی بہت تیز تھی۔ اور دور دور پہنچتی تھی حتی کہ گلی سے گزرے تو گھروں والے اندرون خانہ محسوس کر لیتے تھے پھر یہ خوشبو بہت دیر تک پھیلی رہتی تھی کہ جس گلی سے گزر جاتے بعد میں بہت دیر تک وہ گلی مہکی رہتی تھی کہ بعد میں آنے والے پہچان لیتے کہ یہاں سے حضور گزر گئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔ **شعر:۔**

☆ بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ ☆ کیسی خوشبو میں بسائے ہیں تمہارے گیسو ☆

بلکہ اب بھی روضہ اطہر پر خصوصا مواجہ شریف جہاں کھڑے ہو کر سلام پڑھا جاتا ہے کبھی کبھی نہایت نفیس خوشبو محسوس ہوتی بزرگان دین فرماتے ہیں کہ کبھی کسی کو اپنے گھر میں خصوصا تہجد کے وقت غیبی خوشبو محسوس ہوتی ہے اس وقت درود شریف پڑھنا چاہیے یہ خیال کرے کہ یہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم گزرے ہیں بعض لوگوں کی وفات کے بعد ایسی خوشبو محسوس ہوتی ہے سمجھو حضور تشریف لائے ہوئے ہیں اس میت کو لینے آئے ہیں۔

وَعَنْ اُمِّ سُلَيْمٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِيْهَا فَيَقِيْلُ عِنْدَهَا فَتَبْسُطُ نِطْعًا فَيَقِيْلُ عَلَيْهِ وَكَانَ كَثِيْرَ الْعَرَقِ فَكَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَهٗ فَتَجْعَلُهٗ فِي الطِّيْبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا هٰذَا قَالَتْ عَرَقُكَ نَجْعَلُهٗ فِي طِيْبِنَا وَهُوَ مِنْ اَطْيَبِ الطِّيْبِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَرْجُوْ بَرَكَتَهٗ لِصِبْيَانِنَا قَالَ اَصَبْتِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۵۳۲) روایت ہے حضرت ام سلیم سے ۱؎ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لاتے تھے تو ان کے پاس قیلولہ کرتے تھے ۲؎ وہ حضور کے لئے چمڑے کا بستر بچھا دیتی تھیں ۳؎ حضور اس پر آرام کرتے تھے حضور کو پسینہ بہت آتا تھا ۴؎ تو وہ حضور کا پسینہ جمع کر لیتی تھیں اسے خوشبو میں ڈال لیتی تھیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم یہ کیا ہے بولیں حضور آپ کا پسینہ ہے جسے ہم اپنی خوشبو میں ڈال لیتے ہیں یہ بہترین خوشبو ہے ۶؎ اور ایک روایت میں ہے کہ بولیں یا رسول اللہ ہم اس کی برکت کی اپنے بچوں کے لئے امید کرتے ہیں ۷؎ (فرمایا تم ٹھیک کرتی ہو ۸؎ (مسلم بخاری)

(۵۵۳۲) ۱؎ آپ کے نام میں بہت اختلاف ہے کنیت ام سلیم بنت ملحان ہے آپ پہلے مالک ابن نضر کے نکاح میں تھیں۔ ان سے حضرت انس ابن مالک پیدا ہوئے مالک ابن **نضر** مشرک مارے گئے تو ابو طلحہ نے آپ کو اپنے نکاح کا پیغام دیا آپ نے فرمایا کہ میرا مہر یہ ہو گا کہ تم مسلمان ہو جاؤ اس کے سواء میں اور مہر نہیں چاہتی۔ چنانچہ ابو طلحہ مسلمان ہوئے اور آپ سے نکاح کیا بے شمار

marfat.com

فضائل و شمائل والی بی بی ہیں ۲؎ خیال رہے کہ ام سلیم اور آپ کی بہن ام حرام دونوں ملحان کی صاجزادیاں ہیں۔ بعض مورخین نے فرمایا کہ یہ دونوں بیبیاں حضور انور کی رضاعی خالہ تھیں اس لئے آپ سے پردہ نہ کرتی تھیں اور آپ ان کے ہاں آرام فرماتے تھے مگر یہ درست نہیں کیونکہ یہ دونوں بیبیاں مدینہ کے انصار بنی نجار سے ہیں۔ حضور انور کبھی شیر خوارگی میں مدینہ نہ گئے لہذا حق یہ ہے کہ یہ دونوں بیبیاں حضور کے والد حضرت عبداللہ کی رضاعی خالہ تھیں۔ کیونکہ عبدالمطلب نے مدینہ منورہ میں بنی نجار میں ایک بی بی سے نکاح کیا تھا وہاں یعنی مدینہ پاک میں ہی حضرت عبداللہ پیدا ہوئے وہاں ہی ان کی شیر خوارگی کا زمانہ گزرا اور بنی نجار میں ہی پلے بڑھے ام حرام اور ام سلیم کی بہن نے انہیں دودھ پلایا اس لئے یہ کہنا درست ہے کہ یہ دونوں بیبیاں حضور کی دادیاں' پھوپیاں ہیں لہذا آپ کا ان کے پاس جانا سونا بالکل درست ہے۔ (مرقات) ۳؎ **نطعے** نون کے کسرہ اور ط کے فتحہ سے چمڑا کا بستر ۴؎ کیونکہ حضور انور بہت حیا والے تھے جس کو حیاء شرم بہت ہوتی ہے اسے پسینہ بہت آتا ہے (مرقات) ۵؎ ظاہر یہ ہے کہ ام سلیم جسم شریف سے پسینہ پونچھ پونچھ کر اپنے عطر میں ملالیتی تھیں۔ انہیں جسم اطہر چھونا جائز تھا اسی رشتہ کی وجہ سے جو ہم نے عرض کیا اور ہو سکتا ہے' کہ اس بستر سے یا حضورؐ کے کسی کپڑے سے نچوڑ لیتی ہوں ۶؎ پسینہ شریف کا خوشبودار ہونا غیر اختیاری معجزہ تھا جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن یا داؤد علیہ السلام کی خوش آوازی۔ حضرات انبیاء کرام کے معجزات تین قسم کے ہوتے ہیں لازمی معجزات جیسے یہ مذکور معجزے' عارضی اختیاری معجزات جیسے حضرت موسیٰ کا عصاء یا ید بیضا کہ جب پھینکا وہ سانپ بن گیا عارضی غیر اختیاری معجزات جیسے آیات قرآنیہ کا نزول یہ خوشبودار پسینہ پہلی قسم کا معجزہ ہے۔ ۷؎ یعنی بطور تبرک آپ کا پسینہ اپنے بچوں پر ملتے ہیں جس سے خوشبو بھی حاصل ہو برکت بھی کہ اس کی برکت سے ہمارے بچے آفات اور بلاؤں سے محفوظ رہیں (اشعۃ) معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات واقع بلا ہوتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام کی قمیض نے حضرت یعقوب کی بینائی کی بلا دور کر دی۔ ۸؎ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے پسینہ ان کے لباس بال سارے آثار سے برکت اور قرب الٰہی حاصل کرنا مستحب ہے (مرقات) جب حضرت انس کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے وصیت کی کہ میری میت پر جو خوشبو ملی جاوے اس میں یہ پسینہ شریف شامل کیا جاوے (مرقات) حضور انور نے اپنا تہبند شریف اپنی صاجزادی زینب کے کفن میں رکھوایا برکت کے لئے۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْاُوْلٰى ثُمَّ خَرَجَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَخَرَجْتُ مَعَهٗ فَاسْتَقْبَلَهٗ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَّيْ اَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَّاحِدًا وَّاَمَّا اَنَا فَمَسَحَ خَدِّيْ فَوَجَدْتُ لِيَدِهٖ بَرْدًا اَوْرِيْحًا كَاَنَّمَا اَخْرَجَهَا مِنْ جُؤْنَةِ عَطَّارٍ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

وَذُكِرَ حَدِيْثُ جَابِرٍ سَمُّوْا بِاِسْمِيْ فِيْ بَابِ الْاَسَامِيْ وَحَدِيْثُ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ نَظَرْتُ اِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ فِيْ بَابِ اَحْكَامِ الْمِيَاهِ۔

روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے ۱؎ فرماتے ہیں (۵۵۳۳) کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہلی نماز پڑھی ۲؎ پھر اپنے گھر کی طرف چلے میں حضور کے ساتھ چلا آپ کے سامنے بچے آئے تو آپ ان میں سے ہر ایک کے رخساروں پر ہاتھ پھیرنے لگے ایک ایک کے ۳؎ رہا میں تو حضور نے میرے رخساروں پر ہاتھ پھیرا تو میں نے آپ کے ہاتھ کی ٹھنڈک پائی اور خوشبو ۴؎ گویا عطار کے ڈبہ سے نکالا ہے ۵؎ (مسلم) اور حضرت جابر کی حدیث سموا باسمی ناموں کے باب میں ذکر کی گئی اور سائب ابن یزید کی حدیث کہ میں نے مہر نبوت دیکھی' پانیوں کے احکام کے باب

marfat.com

میں بیان کی گئی ۶؎۔

(۵۵۳۳) ۱؎۔ آپ اور آپ کے والد سمرہ دونوں صحابی ہیں۔ حضرت سعد ابن ابی وقاص کے بھانجے ہیں (اشعۃ) ۲؎۔ اس سے مراد نماز فجر ہے کہ ان کی پہلی نماز یہ ہی ہے اس وقت دروازہ مسجد پر بچے جمع ہو جاتے تھے دم کرانے یا دست اقدس اپنے سروں پر پھروانے کے لئے۔ ۳؎۔ بہت چھوٹے بچے اپنے والد کی گود میں تھے کچھ سمجھدار بچے خود کھڑے تھے حضور انور محبت سے ان کے رخساروں پر اس طرح چھوتے ہوئے نکلتے چلے گئے کہ انگوٹھا شریف ایک رخسار پر انگلیاں دوسرے رخسار پر ان بچوں کی ٹھوڑی حضور کی ہتھیلی شریف میں جیسے عموماً بزرگ حضرات بچوں کے رخساروں پر ہاتھ پھیرتے ہیں ۴؎۔ یعنی ہاتھ شریف ٹھنڈے اور خوشبودار تھے مگر ٹھنڈک تکلیف دہ نہیں بلکہ نہایت ہی خوشگوار تھی جیسا کہ ظاہر ہے۔ ۵؎۔ خیال رہے کہ حضور انور کا جسم اطہر خود بھی خوشبودار معطر تھا اور حضور عطر ملتے بھی تھے تاکہ اصل و عارضی دونوں خوشبوئیں مل کر بہت لطف دیں۔ کیونکہ حضور کی ملاقات فرشتوں سے ہوتی رہتی تھی (مرقات) یہاں اس ذاتی خوشبو کا ذکر ہے اس لئے یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ اور صفات شریف میں ذکر کی گئی۔ ۶؎۔ یعنی یہ دونوں حدیثیں مصابیح میں اس جگہ مذکور تھیں مگر ہم نے مناسبت کے لحاظ سے ان بابوں میں بیان فرمادیں وہاں ہی مطالعہ کرو۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ ضَخْمَ الرَّأْسِ وَاللِّحْیَۃِ شَثْنَ الْکَفَّیْنِ وَالْقَدَمَیْنِ مُشْرَبًا حُمْرَۃً ضَخْمَ الْکَرَادِیْسِ طَوِیْلَ الْمَسْرُبَۃِ اِذَا مَشٰی تَکَفَّأَ تَکَفُّؤًا کَاَنَّمَا یَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

(۵۵۳۴) روایت ہے حضرت علی ابن ابی طالب سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بہت دراز قد تھے ۱؎ اور نہ پستہ قد بڑے سر اور داڑھی والے ۲؎۔ موٹی ہتھیلیاں اور موٹے قدم ۲؎۔ سرخی پلائے ہوئے ۳؎۔ موٹے جوڑوں والے ۴؎۔ دراز بالوں کی ڈوری ۵؎۔ جب چلتے تو قوت سے چلتے گویا آپ بلندی سے اتر رہے ہیں ۶؎۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نہ تو آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد ۷؎۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی۔

(۵۵۳۴) ۱؎۔ اس کی شرح پہلے گزر گئی کہ حضور انور کا قد شریف مائل بہ درازی تھا مگر دراز قد نہ تھے ۲؎۔ یعنی حضور انور کی داڑھی شریف نہ تو کچی تھی جو صرف ٹھوڑی پر ہوتی ہے بلکہ بھرا خط تھا اور نہ آپ کٹواتے تھے بلکہ پوری ایک مشت یعنی چار انگل رکھتے تھے۔ لہذا یہ حدیث اس حدیث شریف کے خلاف نہیں جس میں ہے کہ حضور انور داڑھی کو اطراف سے لیتے تھے۔ اس کی تفسیر حضرت عبداللہ ابن عمر کا وہ عمل ہے کہ آپ اپنی داڑھی شریف مٹھی سے پکڑتے جو حصہ مٹھی سے باہر ہوتا اسے کٹوا دیتے تھے۔ تمام انبیاء کرام گھنی داڑھی والے تھے۔ حضور انور کی داڑھی شریف بھی گھنی اور بڑی تھی ایک مشت۔ ۳؎۔ یعنی ہتھیلیاں اور تلوے بھرے ہوئے یہ بڑا حسن ہے۔ ۴؎۔ مشرب باب افعال کا مفعول ہے جس کے معنی ہیں سفیدی میں کچھ تھوڑی سرخی پلائی

marfat.com

ہوئی۔ بالکل سرخ رنگ بھی اچھا نہیں اور سرخی میں سفیدی کی جھلک بھی حسن نہیں بلکہ سفیدی میں سرخی کی جھلک اعلیٰ حسن ہے۔ اس حسن کا نام ملاحت ہے یعنی نمکین حسن پچھلے دو حسوں کو صباحت کہا جاتا ہے۔ ۵۔ کرادیس جمع ہے کردوس کی اس کے معنی ہیں جوڑ جہاں دو ہڈیاں جڑتی ہیں جیسے کندھے گھٹنے۔ کلائی کہنی وغیرہ ہڈیوں کے کناروں کو بھی کردوس کہتے ہیں۔ یہ اگر موٹے ہوں تو اعضاء میں طاقت و قوت پوری ہوتی ہے۔ ۶۔ مسْرُبہ بالوں کی وہ پتلی دوڑی جو سینہ کے کنارہ سے ناف تک ہوتی ہے یہ کسی کے ہوتی ہے کسی کے نہیں۔ یہ ڈوری علامت ہے وفاداری کی اگر سینہ بالوں سے ننگا ہو تو آدمی اکثر بے وفا مطلبی ہوتا ہے۔ یعنی حضور انور کی چال میں ضعف بھی نہ تھا اور تکبر بھی نہیں قوت والی تواضع والی چال تھی۔ سر جھکا ہوا قدم پوری طاقت سے اٹھتا پوری طاقت سے زمین پر پڑتا تھا۔ یہ لفظ بنا ہے کفو سے بمعنی قدم پر اعتماد۔ ۷۔ یہاں قبلہ سے مراد ہے حضور کی وفات سے پہلے اور بعدہ سے مراد حضور کی وفات کے بعد کیونکہ حضرت علی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف سے پہلے کا زمانہ دیکھا ہی نہیں۔ آپ حضور انور سے قریبًا تیس سال چھوٹے ہیں۔

وَعَنْهُ كَانَ إِذَا وَصَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَكُنْ بِالطَّوِيْلِ الْمُمَغَّطِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَكَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ كَانَ جَعْدًا رَجِلًا وَلَمْ يَكُنْ بِالْمُطَهَّمِ وَلَا بِالْمُكَلْثَمِ وَكَانَ فِي الْوَجْهِ تَدْوِيْرٌ اَبْيَضُ مُشْرَبٌ اَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ اَهْدَبُ الْاَشْفَارِ جَلِيْلُ الْمُشَاشِ وَالْكَتَدِ اَجْرَدُ ذُوْ مَسْرُبَةٍ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ إِذَا مَشٰى يَتَقَلَّعُ كَاَنَّمَا يَمْشِيْ فِيْ صَبَبٍ وَإِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ اَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا وَاَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً وَاَلْيَنُهُمْ عَرِيْكَةً وَاَكْرَمُهُمْ عَشِيْرَةً مَنْ رَاٰهُ بَدِيْهَةً هَابَهٗ وَمَنْ خَالَطَهٗ مَعْرِفَةً اَحَبَّهٗ يَقُوْلُ نَاعِتُهٗ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۵۳۵) روایت ہے انہیں سے کہ آپ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف بیان کرتے تو فرماتے تھے ۱۔ کہ نہ تو آپ بہت ہی دراز قد تھے اور نہ بہت ہی پستہ قد ۲۔ قوم میں درمیانہ قد تھے اور نہ آپ چھلے والے گھونگھر بال تھے اور نہ بالکل سیدھے بال والے آپ کے بال خم دار تھے ۳۔ اور نہ آپ بہت موٹے تھے ۴۔ نہ بالکل گول چہرے والے آپ کے چہرے میں قدرے گولائی تھی سفید رنگ تھے سرخی پلائی ہوئی خوب کالی آنکھیں دراز پلک ۵۔ موٹی ہڈیوں والے موٹے کندھوں والے ۵۔ جسم شریف صاف ۶۔ بالوں کی باریک ڈوری موٹی ہتھیلیاں موٹے موٹے قدم جب چلتے تو پوری طاقت سے چلتے گویا آپ گہرائی میں اتر رہے ہیں ۸۔ اور جب ادھر ادھر توجہ کرتے تو پوری توجہ کرتے ۹۔ آپ کے کندھوں کے بیچ مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبین ہیں ۱۰۔ لوگوں میں سخی دل لوگوں میں بہت سچی بات والے ان میں نہایت نرم طبیعت والے اور ان میں بہت اچھے برتاؤ والے تھے ۱۱۔ جو آپ کو اچانک دیکھتا تو آپ سے ہیبت کرتا اور جو آپ سے خلط ملط ملا کر تا جان کر تو آپ سے محبت کرتا ۱۲۔ آپ کا نعت گو کہتا تھا کہ میں نے آپ کی مثل نہ آپ کے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳۔

(ترمذی)

marfat.com

(۵۵۳۵) ا۔ یہاں وصف سے مراد ہے صورت پاک کی صفات بیان کرنا یعنی حلیہ شریف حضور انور کی نعت شریف چند قسم پر ہے حضور کے نور کا بیان صورت کا بیان۔ سیرت و اخلاق کا بیان گھر والوں سے برتاؤ کا بیان۔ مخلوق سے تعلق کا بیان۔ رب کی عبادات کا بیان۔ بندوں سے معاملات کا بیان۔ حضور کی جود و سخاو کرم نوازیوں کا بیان۔ غرضیکہ حضور کے ہر حال ہر کمال لازوال کی تعریفیں دریا ناپید اکنار ہیں۔

☆ زفرق تابہ قدم ہر کجا کہ مے نگرم ☆ کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا است ☆

۲۔ ممغط بمعنی ممدود ہے باب انفعال کا اسم مفعول ہے۔ یعنی انتہائی دراز لمبے اور متردد بمعنی انتہائی ہے یعنی بہت ہی پستہ قد (مرقات) ۳۔ حضور انور کے بال شریف سیدھے اور کناروں پر خم دار تھے اسے اردو میں کنڈل والے بال کہتے ہیں یہ بہت ہی حسین ہوتے ہیں۔ حضور کے بال، کھال خد و خال رخسار، گفتار کردار سب ہی حسین تھے حضور حسن کے مرکز ہیں جہاں سے حسن تقسیم ہوتا ہے۔ ۴۔ مطہم بہت موٹے کو بھی کہتے ہیں اور بہت دبلے کو بھی یہ لفظ دو ضدوں کے لئے وضع کیا گیا ہے یعنی جیسے حضور انور میانہ قد تھے۔ نہ بہت دراز نہ بہت پستہ قدیوں ہی حضور میانہ جسم تھے نہ بہت بھاری نہ بہت پتلے جسم والے (مرقاۃ) ۵۔ ادعج وہ آنکھ ہے جس کی سفیدی بھی تیز ہو اور پتلی کی سیاہی بھی خوب تیز ہو یہ آنکھ کا بہت حسن ہے۔ گدلی سفیدی یا بھوری پتلی حسن کے خلاف ہیں لمبے پلک حسن ہے پلکوں کا چھوٹا ہونا یا بالکل نہ ہونا حسن کے خلاف ہے۔ ۶۔ جلیل بمعنی موٹے یا بھاری مشاش ہڈیوں کا کنارہ کندھوں کا کنارہ یا کندھے۔ ۷۔ یعنی کلائیوں پنڈلیوں وغیرہ پر بہت بال نہ تھے خیال رہے کہ یہ اعضاء شریفہ بالوں سے بالکل خالی نہ تھے جیسا کہ دوسری روایت میں ہے۔ (مرقات) ۸۔ صبب بلندی کو بھی کہتے ہیں اور نشیبی زمین کو بھی پہلے صبب بمعنی بلندی گزر چکا یہاں بمعنی گہرائی ہے۔ انسان چڑھتے اترتے دونوں حالتوں میں خوب طاقت سے چلتا ہے۔ لہذا دونوں فرمان بالکل درست ہیں کہ سرکار کی رفتار بہت طاقت سے ہوتی تھی جیسے چڑھتے یا اترتے وقت چلا جاتا ہے۔ ۹۔ یعنی اپنے داہنے بائیں کنکھیوں سے نہ دیکھتے تھے بلکہ ادھر دیکھنا ہوتا تو ادھر گھوم کر دیکھتے تھے پوری توجہ سے۔ ۱۰۔ مہر نبوت کی تفصیل پہلے گزر گئی یہ مہر خاتم النبیین ہونے کی علامت تھی اسی لئے کسی نبی کو یہ معجزہ عطا نہیں ہوا کیونکہ ان میں کوئی صاحب خاتم النبیین نہ تھے ۱۱۔ یعنی حضور کا برتاؤ اپنے پرایوں سے بہت ہی اچھا تھا۔ حضور سے کبھی کسی کو تکلیف نہ پہنچی۔ جب کسی پر سختی کی تو اللہ کے لئے جیسے جہاد پر کفار مجرمین کو سزائیں ۱۲۔ معلوم ہوا کہ چہرہ انور میں وقار، رعب، دبدبہ اور ہیبت تھی کہ جو اچانک دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا۔ مگر اخلاق کریمانہ ایسے تھے کہ چند روز حضور کے پاس حاضر رہتا تو آپ سے مانوس ہو جاتا۔ اب روضہ انور پر ہیبت ہے پہلی بار حاضری پر دل تھرا جاتا ہے۔ پھر وہاں سے ہٹنے کو دل نہیں چاہتا حتی کہ وداع کے وقت آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں۔ شعر:

☆ بدن سے جان نکلتی ہے آہ سینے سے ☆ ترے فدائی نکلتے ہیں جب مدینہ سے ☆

☆ روضہ اچھا زائر اچھے اچھی اچھے دن ☆ سب کچھ اچھا ایک رخصت کی گھڑی اچھی نہیں ☆

۱۳۔ حضرات صحابہ کرام تو حضور کی مثل کیا دیکھتے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور کا مثل نہ دیکھا۔ دیکھتے کیسے خدا نے حضور کا مثل بنایا ہی نہیں۔ حضور انور کی بے مثالی کا مسئلہ ہم نے تفسیر نعیمی پارہ اول میں **ان اللہ علی کل شئی قدیر** کی تفسیر میں کچھ تفصیل سے عرض کیا ہے جسے کہتے ہیں مسئلہ امتناع **النظیر**۔ حضور کا مثل ناممکن ہے۔ خیال رہے کہ آیت کریمہ **انما انا بشر مثلکم** سے مراد یہ ہے کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں اس چیز میں مثل کہ خالص بندہ ہوں مجھ میں الوہیت کا شائبہ نہیں نہ خدا

marfat.com

ہوں، نہ خدا کا جز نہ خدا کا بیٹا بھائی وغیرہ بلکہ خالص بندہ ہوں۔ حضور خود فرماتے ہیں ایکم مثلی تم میں مجھ جیسا کون ہے یعنی کوئی نہیں۔

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَسْلُكْ طَرِیْقًا فَیَتْبَعُهٗ اَحَدٌ اِلَّا عَرَفَ اَنَّهٗ قَدْ سَلَكَهٗ مِنْ طِیْبِ عَرْفِهٖ اَوْ قَالَ مِنْ رِیْحِ عَرَقِهٖ۔ (رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ)

(۵۵۳۵) روایت ہے حضرت جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چلتے تھے کوئی راستہ پھر پیچھے آتا کوئی ا۔ مگر وہ پہچان جاتا تھا کہ یہاں سے حضور گزرے ہیں آپ کی اعلیٰ مہک کی وجہ سے یا کہا آپ کے پسینہ کی خوشبو سے ۲۔ (دارمی)

(۵۵۳۵) ا۔ پیچھے سے مراد یہ نہیں کہ فوراً آپ کے بعد کوئی آتا بلکہ دیر تک گلی کوچہ میں خوشبو رہتی تھی۔ کہ اگر کچھ دیر کے بعد بھی کوئی ادھر سے گزرتا تو پہچان لیتا کہ پہلے یہاں سے حضور گزرے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۲۔ یہ راوی کو شک ہے کہ حضرت جابر نے عرفہ فرمایا ف سے یا عرقہ کہا قاف سے عرف جسم کی ذاتی مہک یا خوشبو کو کہتے ہیں۔ عرق قاف سے بمعنی پسینہ یعنی خوشبو ملے ہوئے عطر کی وجہ سے نہ ہوتی تھی بلکہ خود جسم پاک میں خوشبو تھی یا پسینہ معطر میں۔ مگر عرف زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے کیونکہ حضور کی یہ مہک تو دائمی تھی اور پسینہ صرف گرمی کے موسم میں آتا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ قَالَ قُلْتُ لِلرُّبَیِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ صِفِیْ لَنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ یَا بُنَیَّ لَوْ رَاَیْتَهٗ رَاَیْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً۔ (رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ)

(۵۵۳۶) روایت ہے حضرت عبیدہ ابن محمد ابن عمار ابن یاسر سے ا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب ربیع بنت معوذ ابن عفراء سے کہا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف سنایئے ۲۔ وہ بولیں اے میرے بچے اگر تم حضور کو دیکھتے تو چمکتا ہوا سورج دیکھتے ۳۔ (دارمی)

(۵۵۳۶) ا۔ عمار ابن یاسر تو صحابی ہیں مگر ان کے بیٹے محمد اور پوتے عبیدہ دونوں تابعی ہیں عبیدہ بہت مشہور تابعی ہیں بڑے عالم بڑے عامل متقی تھے بہت صحابہؓ سے ان کی ملاقات ہے ان سے عبدالرحمٰن ابن اسحاق جیسے جلیل القدر تابعی نے احادیث روایت کیں۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل علم کے پاس جانا ان سے حضور کے احوال طیبہ طاہرہ سننا بلکہ فرمائش کرکے ان سے حضور انور کی نعت شریف سننا بزرگان دین کی سنت ہے دیکھو یہ تابعی ایک صحابیہ بی بی کے پاس جاتے ہیں۔ حضور کے حالات آپ کا حلیہ شریف آپ کی نعت سننے کے لئے مگر یہ سننا سنانا پردہ میں سے ہوتا تھا۔ اجنبی عورت مردوں کو خوش الحانی سے نعت نہ سنائے بلکہ جو عورت قاریہ ہو وہ بھی اپنی قرات عورتوں کو سنائے مردوں کو نہ سنائے کہ عورت کی آواز کا بھی پردہ ہے اسی لئے عورت مردوں کی امامت نہیں کرسکتی کہ امام کو قرات بلند آواز سے کرنی پڑتی ہے۔ ۳۔ یعنی تم کو حضور انور کے چہرہ اطہر میں سورج کی سی تجلی معلوم ہوتی چہرہ حضور کا ایسا چمکتا دمکتا تھا۔ حضور انور کے چہرہ کو بعض صحابہ چاند جیسا کہتے ہیں بعض سورج جیسا یا تو یہ دونوں کلام صرف سمجھانے کے لئے ہیں یا جب حضور انور خوشی میں ہوتے تو انوار اور زیادہ ہو جاتے تھے اس وقت کی چمک کو سورج سے تعبیر کیا گیا ہے عام حالت میں چاند جیسا چہرہ ہوتا تھا صلی اللہ علیہ وسلم۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی

(۵۵۳۷) روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے ا۔ فرماتے ہیں

marfat.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ لَیْلَۃٍ اِضْحِیَانٍ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِلَی الْقَمَرِ وَعَلَیْہِ حُلَّۃٌ حَمْرَاءُ فَاِذَا ھُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ)

کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا ۲؎ تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور چاند کو دیکھنے لگا ۳؎ آپ پر سرخ جوڑا تھا ۴؎ میری نظر میں حضور چاند سے زیادہ حسین تھے ۵؎۔ (ترمذی' دارمی)

(۵۵۳۷) ۱؎ آپ کا نام جابر ابن سمرہ ہے کنیت ابو عبداللہ ہے قبیلہ بنی عامر ہے۔ حضرت سعد ابن ابی وقاص کے بھانجے ہیں کوفہ میں رہے وہاں ہی وفات پائی ۷۴ھ چوہتر میں وفات پائی۔ (اکمال) ۲؎ اضحیان الف اور ح کے کسرہ سے وہ رات جس میں چاند رات بھر رہے یعنی چودھویں شب اور بادل بھی نہ ہو آسمان صاف ہو جب یہ دو شرطیں ہوں تو اسے اضحیانی کہتے ہیں۔ ۳؎ اس طرح کہ کبھی تو آسمان کے چاند کو دیکھتا تھا اور کبھی اپنے مدینہ کے چاند شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ کو صلی اللہ علیہ وسلم۔ خیال رہے کہ حضور انور کا چہرہ دیکھنا بھی اعلیٰ عبادت ہے جیسے قرآن مجید کا دیکھنا بھی عبادت ہے بلکہ قرآن مجید کو دیکھنے سے چہرہ انور دیکھنا اعلیٰ و افضل ہے کہ قرآن کو دیکھ کر مسلمان صحابی نہیں بنتا حضور کا چہرہ دیکھ کر صحابی بن جاتا ہے۔ ان کا نام مسلمان بنائے ان کا چہرہ صحابی بنائے اور ان کا تصور عارف بناتا ہے۔ شعر:۔

☆ تجھی کو دیکھنا تیری ہی سننا تجھ میں گم ہونا ☆ حقیقت معرفت اہل طریقت اس کو کہتے ہیں ☆
☆ ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا ☆ تصور میں تیرے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں ☆

فرشتے قبر میں وہ چہرہ ہی دکھاتے ہیں پہچان کراتے ہیں قرآن مجید یا کعبہ معظمہ نہیں دکھاتے انہیں کے چہرہ کی شناخت پر قبر میں بیڑا پار ہوتا ہے ہر مومن کی قبر مدینہ ہے بلکہ ہر مومن کا سینہ مدینہ ہے ہم نے عرض کیا ہے۔

☆ بنا دو میرے سینہ کو مدینہ ☆ نکالو بحر غم سے یہ سفینہ ☆

۴؎ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ حضور انور نے خالص سرخ کپڑے کبھی نہ پہنے بلکہ اس سے مردوں کو منع فرمایا۔ ان جیسی احادیث میں سرخ دھاریوں والا جوڑہ مراد ہوتا ہے وہ ہی یہاں مراد ہے ۵؎ ان حضرات کی نگاہ حقیقت بین تھی۔ حقیقت میں چہرہ مصطفوی چاند سے کہیں زیادہ حسین ہے کہ چاند صرف رات میں چمکے یہ چہرہ دن رات چمکے چاند صرف تین رات چمکے یہ چہرہ ہمیشہ ہر دن رات چمکے چاند جسموں پر چمکے یہ چہرہ دلوں پر بھی چمکے چاند نور ابدان دے یہ چہرہ نور ایمان دے چاند گھٹے بڑھے یہ چہرہ گھٹنے سے محفوظ رہے چاند کو گرہن لگے یہ کبھی نہ گہے چاند سے عالم اجسام کا نظام قائم ہے۔ حضور سے عالم ایمان کا حضور انور کا چاند سے زیادہ حسین ہونا صرف ان کی عقیدت میں نہ تھا۔ بلکہ واقعہ یوں ہی ہے چاند دیکھ کر کسی نے اپنے ہاتھ نہ کاٹے حسن یوسف دیکھ کر زنان مصر نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور حسن یوسفی سے حسن محمد کہیں افضل ہے لہذا حضرت جابر کا یہ فرمان بالکل درست ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْھِہٖ وَمَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَسْرَعَ فِیْ مِشْیَتِہٖ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاَنَّمَا الْاَرْضُ

(۵۵۳۸) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی چیز ۱؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہ دیکھی گویا سورج آپ کے چہرے میں گردش کر رہا ہے ۲؎ اور میں نے کوئی شخص نہ دیکھا جو اپنی رفتار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ

marfat.com

تَطْوٰی لَهٗ اِنَّا لَنُجْهِدُ اَنْفُسَنَا وَ اِنَّهٗ لَغَيْرُ مُكْتَرِثٍ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

وسلم سے زیادہ تیز ہو ۳۔ گویا آپ کے لئے زمین لپٹی جاتی تھی ۴۔ ہم تو اپنی جانوں کو مشقت میں ڈال دیتے تھے اور آپ پرواہ نہ فرماتے تھے ۵۔ (ترمذی)

(۵۵۳۸) ا۔ کوئی چیز میں چاند، سورج تارے اور تمام حسین انسان سب ہی داخل ہیں حضور ان سب سے بہتر ہیں ۲۔ یعنی نور اور نورانی کرنیں حضور کے چہرے انور میں ایسی چکر کاٹتی معلوم ہوتی تھیں۔ جیسے سورج اپنے فلک میں گردش کرتا ہے (مرقات) اور اگر تجری کے معنی کرلئے جائیں جگمگا رہا ہے تو مطلب بالکل ظاہر ہے۔ ۳۔ حضور کی رفتار کی تیزی راستہ طے ہونے کے لحاظ سے تھی نہ کہ سرکار کے چلنے کے لحاظ سے حضور انور نہایت وقار سے آہستہ چلتے تھے رب فرماتا ہے **واقصد فی مشیک** مگر آپ کے آہستہ چلنے کے باوجود راستہ جلد اور بہت زیادہ طے ہوتا تھا جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے ۴۔ یہ بھی حضور انور کا معجزہ تھا کہ آہستہ چلنے پر زمین زیادہ طے ہوتی تھی بعض صوفیاء کو بھی یہ کرامت عطا ہوتی ہے اسے طے الارض کہتے ہیں معراج میں جو حضور انور نے طی الارض ہی نہیں کی بلکہ زمین و آسمان عرش و کرسی لوح و قلم سب ہی طے فرمالئے۔ آصف ابن برخیا کی طی الارض تو قرآن مجید سے ثابت ہے۔ رب فرماتا ہے۔ **اتیک به قبل ان یرتد الیک طرفک** میں ملکہ بلقیس کا تخت یمن سے آپ کے پاس پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا۔ ۵۔ رب کا منشا یہ تھا کہ کوئی شخص میرے محبوب سے آگے نہ چل سکے **لا تقدموا بین یدی اللہ ورسوله** پر عمل خود رب تعالیٰ نے ان سے کرالیا تھا۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ فِيْ سَاقَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمُوْشَةٌ وَّكَانَ لَا يَضْحَكُ اِلَّا تَبَسُّمًا وَّكُنْتُ اِذَا نَظَرْتُ اِلَيْهِ قُلْتُ اَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ وَ لَيْسَ بِاَكْحَلَ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۵۳۹) روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیوں میں کچھ باریکی تھی ا۔ اور نہ ہنستے تھے مگر مسکراہٹ سے ۲۔ اور میں جب حضور کو دیکھتا تو کہتا تھا کہ آپ آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے ہیں حالانکہ آپ سرمہ لگائے نہ ہوتے تھے ۳۔ (ترمذی)

(۵۵۳۹) ا۔ یعنی حضور کی پنڈلیاں بہت موٹی نہ تھیں جو بدنما ہوتی ہیں بلکہ قدرے پتلی تھیں جن سے کمزوری کا نہیں بلکہ لطافت کا ظہور ہوتا ہے۔ بہت پتلی بھی نہ تھیں جو دوسرے اعضاء کے مناسب نہ ہوں اور اچھی نہ معلوم ہوں (مرقات) ۲۔ حضور سے ٹھٹھا مار کر ہنسنا کبھی ثابت نہیں۔ بہت ہنسنا دل کو غافل کردیتا ہے مسکرانے سے اپنا دل بھی خوش ہوتا ہے سامنے والے کا دل بھی موہ لیتا ہے ۳۔ یعنی حضور پیدائشی طور پر سرگیں آنکھیں والے تھے پھر بھی سوتے وقت ہر آنکھ میں تین سلائی سرمہ لگاتے تھے اگر کبھی سرمہ نہ بھی لگاتے تو وہ قدرتی سرمہ جو رب نے لگا کر دنیا میں بھیجا تھا وہ نمودار ہوتا تھا۔ حضور انور قدرتی طور پر ناف بریدہ ختنہ شدہ سرمہ و شانہ کئے ہوئے پیدا ہوئے ولادت پاک اس طرح ہوئی تھی۔ شعر:۔

☆ بالوں میں شانہ آنکھوں میں سرمہ دیا ہوا ☆ لپٹے ہوئے حریر میں ختنہ کیا ہوا ☆

marfat.com

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَجَ الثَّنِيَّتَيْنِ اِذَا تَكَلَّمَ رُءِيَ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ۔ (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

(۵۵۴۰) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثنیہ دانتوں میں کھڑکی والے تھے۱، جب کلام فرماتے تو آپ کے ثنیہ دانتوں کے درمیان سے نور سا نکلتا تھا۲۔(دارمی)

(۵۵۴۰) آگے والے اوپر نیچے کے چار دانتوں کو رباعیہ کہتے ہیں۔ ان سے متصل ایک ایک دانت ثنائی کہلاتے ہیں کیلوں کو انیاب کہتے ہیں داڑھوں کو اضراس حضور کی ثنائیہ دانت رباعیہ سے بالکل ملے ہوئے نہ تھے بلکہ ان کے درمیان باریک کھڑکیاں تھیں۔ یہ بھی حسن کا بہترین مرقع ہے یہ کھڑکی اوپر نیچے والے دونوں ثنایا میں تھیں (اشعتہ) ۲۔ یہ نور دن میں بھی دیکھا جاتا تھا مگر رات میں تو دانتوں کے اس نور سے سوئی تلاش کرتی جاتی تھی اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔ شعر:۔

☆ سوزن گم شدہ ملتی ہے تبسم سے تیرے ☆ رات کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا ☆

وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتّٰى كَاَنَّ وَجْهَهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۵۴۱) روایت ہے حضرت کعب بن مالک سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ انور دمک جاتا تھا گویا آپ کا چہرہ چاند کا ٹکڑا ہے، ہم یہ جان لیتے تھے۱۔ (مسلم بخاری)

(۵۵۴۱) ۱۔ یعنی حضور کے دل کی خوشی چہرہ انور پر ظاہر ہو جاتی تھی۔ چہرہ پاک چمک دمک جاتا تھا یوں تو حضور کا چہرہ قدرتی طور پر ہر وقت ہی منور اور چمکیلا تھا مگر خوشی میں ایک خاص چمک اور بھی نمودار ہوتی تھی جس سے وہ نور علیٰ نور ہو جاتا تھا اور یہ نور ایسا ظاہر ہوتا تھا کہ کسی پر مخفی نہیں رہتا تھا۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ غُلَامًا يَهُوْدِيًّا كَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهُ فَوَجَدَ اَبَاهُ عِنْدَ رَاْسِهٖ يَقْرَءُ التَّوْرٰةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا يَهُوْدِيُّ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ الَّذِيْ اَنْزَلَ التَّوْرٰةَ عَلٰى مُوْسٰى هَلْ تَجِدُ فِي التَّوْرٰةِ نَعْتِيْ وَصِفَتِيْ وَمَخْرَجِيْ قَالَ لَا قَالَ الْفَتٰى بَلٰى وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَجِدُ لَكَ فِي

(۵۵۴۲) روایت ہے حضرت انس سے کہ ایک یہودی لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۱، وہ بیمار ہو گیا تو اس کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پرسی کو تشریف لائے ۲۔ اور اس کے باپ کو اس کے سرہانے توریت پڑھتے پایا۳۔ تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے یہودی میں تجھے اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت اتاری ۴۔ کیا تو میرے اوصاف، میری نعت، میری ہجرت توریت میں پاتا ہے ۵۔ کہا نہیں تو جوان بولا ہاں ۶۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم ہم آپ

marfat.com

التَّوْرَاةِ نَعْتَكَ وَصِفَتَكَ وَمَخْرَجَكَ وَإِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ أَقِيمُوا هٰذَا مِنْ عِنْدِ رَأْسِهِ وَلُوا أَخَاكُمْ۔

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

کی نعت، آپ کی صفات، آپ کی ہجرت توریت میں پاتے ہیں ۷۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں ۸۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ اس یہودی کو اس جوان کے پاس سے اٹھادو اور تم اپنے بھائی کا انتظام کرو ۹۔ (بیہقی دلائل النبوۃ)

(۵۵۴۲) ا۔ عربی میں غلام نابالغ مگر سمجھدار بچے کو کہتے ہیں بہت چھوٹے بچے کو صبی کہا جاتا ہے شیر خوار کو رضیع اور جس کا دودھ چھوڑا دیا جاوے اسے فطیم کہا جاتا ہے یہ بچہ یہودی کا تھا حضور انور کی خدمت میں رہتا تھا۔ آپ کی ہر طرح کی خدمت کرتا تھا۔ معلوم ہوا کہ کافر بچوں سے خدمت لینا جائز ہے کبھی یہ خدمت و صحبت ہی ان کی ہدایت کا ذریعہ بن جاتی ہے جیسا کہ یہاں ہوا اس بچہ اور اس کے باپ کا نام معلوم نہ ہو سکا ۲۔ ہوا یہ کہ وہ بچہ حضور عالم کی خدمت میں حاضر نہ ہوا لوگوں سے وجہ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ ایسا بیمار ہے کہ چل پھر نہیں سکتا تب مع صحابہ کرام خود حضور انور اس کی بیمار پرسی کے لئے اس کے گھر تشریف لے گئے معلوم ہوا کہ کفار کی بیمار پرسی جائز ہے۔ خصوصاً جبکہ وہ کافر تندرستی میں ہمارے پاس آتا جاتا ہو۔ ۳۔ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ہم لوگ اپنے مرنے والے کے پاس سورہ یٰسین پڑھتے ہیں ایسے ہی یہود اپنے مرنے والوں کے پاس توریت پڑھا کرتے تھے وہ بچہ غالباً قریب الموت تھا ۴۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جیسے خود قسم کھانا جائز ہے ایسے ہی دوسرے کو قسم دینا بھی جائز ہے دوسرے یہ کہ جب کسی کو قسم دی جائے یا اس سے قسم لی جاوے تو قسم میں ایسے الفاظ استعمال کئے جائیں جس سے اس کے دل پر رعب چھا جاوے یہود کے نزدیک توریت شریف اور موسیٰ علیہ السلام بڑی عزت و عظمت والے ہیں اور توریت کا نزول ان کے ہاں اللہ کی بڑی نعمت ہے ان وجوہ سے حضور انور نے ان الفاظ سے اسے قسم دی۔ ۵۔ حضور کا یہ سوال اس سے اقرار کرانے کے لئے ہے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور توریت بلکہ ساری کتب الٰہیہ سے واقف ہیں توریت و انجیل میں حضور کے نام حضور کے کام حضور کے حالات طیبہ حتیٰ کہ حضور کی ہجرت سب کچھ موجود ہے ۶۔ اس یہودی نے دیدہ دانستہ جھوٹ بولا اس نے توریت میں یہ تمام کچھ پڑھا تھا وہ حضور کا نام حضور کے اوصاف حضور کی ہجرت سب کچھ توریت میں پڑھ چکا تھا۔ ۷۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکا اگرچہ تھا تو کم عمر مگر توریت شریف سے واقف تھا۔ اور اس کے دل میں حضور انور کی محبت تھی۔ اسے یہ نعمت حضور انور کی صحبت پاک سے نصیب ہوئی تھی۔ ۸۔ حضور انور کے سامنے مسلمان ہو گیا کوئی اسلام و ایمان میں آتا ہے مگر اس شخص کے پاس ایمان و اسلام آیا کیونکہ جس ذات کریمہ پر ایمان لایا جاتا ہے، جن کے نام سے انسان مسلمان بنتا ہے وہ خود اس کے گھر تشریف لے گئے یہ اثر صحبت پاک کا تھا۔ ۹۔ فرمایا یعنی اس کی تیمار داری کرو جب یہ مرجاوے تو اس کے کفن و دفن نماز جنازہ کا انتظام کرو۔ اب اسے یہ یہودی باپ ہاتھ نہ لگائے اس فرمان عالی سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ نابالغ سمجھدار بچے کا ایمان معتبر ہے۔ دوسرے یہ کہ مرتے وقت کا ایمان قبول ہے جبکہ غرغرہ کی حالت سے پہلے ہو۔ تیسرے یہ کہ اسلامی رشتہ جانی رشتوں سے قوی تر ہے کہ مومن کا کفن دفن اجنبی مسلمان تو کریں گے مگر اس کا باپ دادا کافر نہ کرے گا۔ چوتھے یہ کہ اسلام میں نئے پرانے مسلمان برابر ہیں۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۵۵۴۳) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ

marfat.com

اَنَّهٗ قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَحْمَةٌ مُّهْدَاةٌ۔
رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

وسلم سے راوی کہ حضور انور نے فرمایا کہ میں رحمت ہوں رب کا ہدیہ ہوں ا۔(دارمی، بیہقی، شعب الایمان)

(۵۵۴۳) ا۔ یعنی رب نے مجھے تمہارے لئے رحمت بھی بنا کر بھیجا ہے اور اپنا ہدیہ و تحفہ بھی اس فرمان عالی میں اس امت کی بہت ہی عزت افزائی ہے۔ کیونکہ ہدیہ تحفہ اپنے پیاروں کو ہی دیا جاتا ہے معلوم ہوا کہ یہ امت رب کو پیاری ہے۔ اس لئے اسے یہ تحفہ دیا گیا فرماتا ہے۔ **وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین** اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔ شعر:۔

☆ رب اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود ☆ حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام ☆
☆ ہم غریبوں کے آقا پہ دائم درود ☆ ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام ☆

marfat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وعادات کا بیان

بَابٌ فِی اَخْلَاقِهٖ وَشَمَائِلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

اب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری صورت کا بیان تھا۔ اب حضور کی باطنی سیرت کا ذکر شریف ہے اخلاق جمع خلق کی ہے۔ بمعنی عادت، اور شمائل جمع ہے شمل کی میم کے فتح سے۔ بمعنی طبیعت و جبلت اخلاق عام ہے اور شمائل خاص انسان کی جو عادت دنیا میں آکر پڑے وہ بھی خلق ہے مگر شمال پیدائشی عادت کو ہی کہا جاتا ہے۔ حضور کے اخلاق کو رب تعالیٰ نے عظیم فرمایا کہ ارشاد ہوا **انک لعلی خلق عظیم** کوئی شخص بھی کماحقہ حضور کے اخلاق کا بیان نہیں کر سکتا۔ جب ہم دنیا کی نعمتیں نہیں گن سکتے جو کہ بہت تھوڑی ہیں **قل متاع الدنیا قلیل** تو جسے رب عظیم کہے اسے کیسے گن سکتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ **شعر:۔**

☆ تری خلق کو رب نے جمیل کیا تیرے خلق کو رب عظیم کہا☆ کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا تیرے خالق حسن ادا کی قسم ☆

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِیْنَ فَمَا قَالَ لِیْ اُفٍّ وَّلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا اَلَّا صَنَعْتَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۵۴۴) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی[1] کبھی مجھ سے تف نہ فرمایا اور نہ یہ کہ تم نے یہ کیوں کیا اور نہ یہ کہ کیوں نہ کیا[2]۔ (مسلم بخاری)

(۵۵۴۴) ۱؎ حضور انور کے مدینہ طیبہ میں تشریف لانے پر حضرت انس کی عمر آٹھ سال تھی ان کے والدین اس وقت حضور انور کی خدمت میں انہیں لائے اور بولے کہ ہم نے انہیں آپ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا۔ وفات شریف ۱۰ ہجری میں ہوئی وفات شریف تک حضور انور کی خدمت میں رہے بعد وفات مدینہ سے باہر گئے مقام موصل میں آپ کا مزار ہے۔ ۲؎ یعنی میں کم عمر بھی تھا اور کم سمجھ بھی مجھ سے قصور بھی ہوتے تھے اور کبھی کچھ نقصان بھی ہو جاتا تھا جیسے کوئی چیز ٹوٹ جانا وغیرہ مگر اس سراپا رحم و کرم نے مجھے کبھی جھڑکا نہیں۔ اور ملامت کے طریقہ پر یہ نہ فرمایا کہ تم نے یہ کیوں کر دیا یہ کیوں چھوڑ دیا۔ اف کا ترجمہ اردو میں ہے اوہ یہ سرزنش اور علامت کے وقت بولا جاتا ہے یہاں دنیاوی کاموں میں اف نہ فرمانا مراد ہے شرعی غلطی پر پکڑ کرنا تو اصلاح ہے (مرقات واشعہ)

وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ

(۵۵۴۵) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی

marfat.com

اَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا فَاَرْسَلَنِیْ یَوْمًا لِحَاجَةٍ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اَذْهَبُ وَفِیْ نَفْسِیْ اَنْ اَذْهَبَ لِمَا اَمَرَنِیْ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجْتُ حَتّٰی اَمُرَّ عَلٰی صِبْیَانٍ وَهُمْ یَلْعَبُوْنَ فِی السُّوْقِ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَبَضَ بِقَفَایَ مِنْ وَّرَائِیْ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَیْهِ وَهُوَ یَضْحَكُ فَقَالَ یَا اُنَیْسُ ذَهَبْتَ حَیْثُ اَمَرْتُكَ قُلْتُ نَعَمْ اَنَا اَذْهَبُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے اچھے اخلاق والے تھے ا۔ حضور نے مجھے ایک دن کسی کام کے لئے بھیجا ۲۔ میں نے کہا اللہ کی قسم میں نہ جاؤں گا ۳۔ اور میرے دل میں یہ تھا کہ اس کام کے لئے جاؤں جس کا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ۴۔ چنانچہ میں روانہ ہوگیا حتی کہ میں کچھ بچوں پر گزرا جو بازار میں کھیل رہے تھے ۵۔ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پیچھے سے میری گردن پکڑی ۶۔ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کی طرف دیکھا آپ ہنس رہے تھے ۷۔ فرمایا اے انیس کیا تم وہاں جارہے ہو ۸۔ جہاں جانے کا میں نے تم کو حکم دیا تھا میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ میں جارہا ہوں ۹۔ (مسلم)

(۵۵۴۵) ا۔ ناس سے مراد انسان ہیں۔ خلق سے مراد برتاوا ہے (مرقات) ۲۔ یعنی مجھے وہاں جانے کا حکم دیا لہٰذا اگلا مضمون بالکل درست ہے۔ ۳۔ یہ جواب نافرمانی یا مخالفت حکم نہیں بلکہ ناز بردار بے نیاز کریم پر نیاز مندانہ ناز ہے **شعر:**

☆ کشادہ دست کرم جب وہ بے نیاز کرے ☆ نیاز مند نہ کیوں عاجزی پہ ناز کرے (اقبال) ☆

جیسے بچے ماں باپ پر ضد کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم تو نہیں کرتے نیز یہ واللہ قسم کے لئے نہیں تاکہ اس پر قسم کے احکام جاری ہوں بلکہ بلاقصد یہ لفظ بولا گیا ہے امام شافعی کے ہاں یہ قسم لغو ہے امام اعظم کے ہاں یہ قسم ہی نہیں۔ ۴۔ یعنی میرا یہ انکار صرف زبانی تھا دل سے نہ تھا چونکہ یہ کام لڑکپن میں تھا اس لئے حضور انور نے بار بار جانے کا حکم نہ دیا بلکہ نہایت ہی نرمی فرماتے ہوئے خاموش ہوگئے صلی اللہ علیہ وسلم (لمعات) ۵۔ جب میں ان کھیلنے والے بچوں پر گزرا تو میں بھی ان کا کھیل دیکھنے کے لئے کھڑا ہوگیا یہ ہی مطلب ہے اس عبارت کا جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے ۶۔ گردن پکڑنا انتہائی پیار و محبت سے تھا قفا کہتے ہیں گردن کے پچھلے حصہ کو یا پچھلا حصہ قفا یعنی گردن ہے اگلا حصہ حلقوم یعنی گلا ہے۔ ۷۔ یعنی مسکرا رہے تھے۔ حضور کے لئے جہاں کہیں لفظ ضحک آتا ہے وہاں تبسم مراد ہوتا ہے۔ کیونکہ حضور انور نے کبھی ٹھٹھانہ لگایا۔ ۸۔ لفظ انس کو انیس فرمانا تصغیر کرکے یہ بھی محبت کرم سے تھا یہ نام کا بگاڑنا نہیں جیسے ہمارے ہاں ساجدہ کو سجو غلام کو گاماں کہہ دیتے ہیں ۹۔ یہ ہے اپنے ارادہ کا اظہار یعنی میں نے صرف زبان سے انکار کیا تھا۔ جانے کا ارادہ اس وقت ہی تھا۔ چنانچہ میں مطابق حکم کے جارہا ہوں۔

وَعَنْهُ قَالَ كُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِیٌّ غَلِیْظُ الْحَاشِیَةِ فَاَدْرَكَهٗ اَعْرَابِیٌّ فَجَبَذَهٗ بِرِدَائِهٖ جَبْذَةً شَدِیْدَةً وَرَجَعَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ نَحْرِ الْاَعْرَابِیِّ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلٰی صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ

(۵۵۴۶) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا حضور پر نجرانی موٹے کنارے والی چادر تھی ا۔ حضور کو ایک بدوی نے پکڑ لیا اور حضور کو آپ کی چادر سے کھینچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس بدوی کے سینہ میں پہنچ گئے ۲۔ حتی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن کے کنارہ

marfat.com

اَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهٖ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِيْ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَ لَهٗ بِعَطَآءٍ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

میں دیکھا اس کی سخت کھینچنے کی وجہ سے چادر کے کنارہ نے اثر کیا تھا ۳۔ پھر بولا اے محمد اللہ کا جو مال آپ کے پاس ہے اس میں سے میرے لئے بھی حکم دیجئے ۴۔ تو اس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا پھر ہنسے پھر اس کے لئے عطاء کا حکم دیا ۵۔ (مسلم بخاری)

(۵۵۴۶) ۱۔ نجران یمن کی مشہور بستی ہے جہاں کے عیسائی حضور انور سے مناظرہ کرنے آئے تھے۔ حضور انور نے انہیں مباہلہ کے لئے کہا انہوں نے نہیں کیا بعض کے نزدیک حجاز اور یمن کے درمیان ہے۔ وہاں موٹے اون کی چادریں بہت بنتی تھیں۔ جن کے کنارے بہت زیادہ موٹے ہوتے تھے۔ ۲۔ اس بدوی نے اس طرح حضور انور سے بھیک مانگی وہ آداب تو کیا طریقہ گفتگو سے بھی بے خبر تھا۔ حضور انور نے اس کی اس بے ادبی پر ناراضی نہ فرمائی خیال فرمایا کہ یہ آداب گفتگو سے واقف نہیں ہے۔ **شعر:۔**

☆ سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں ☆ آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں (اعلیٰ حضرت) ☆

۳۔ قرآن کریم نے سچ فرمایا **الا عراب اشد کفر اونفاقا واجدر الا یعلموا حدود ما انزل اللّٰہ علی رسولہ** (مرقات) ۴۔ غالبًا یہ بدوی نو مسلم تھا جو ابھی دین کے مسائل سے پورا واقف بھی نہ تھا اور بات کرنے کا طریقہ بھی نہ جانتا تھا اور تھا بھی مولفۃ القلوب سے جن کو دین پر پختہ کیا جاتا ہے۔ اس لئے حضور انور کو صرف نام شریف سے پکارا اور اس پر کوئی گرفت نہیں فرمائی گئی (مرقات) وہ یہ کہہ رہا ہے کہ آپ کے پاس فقراء میں تقسیم کرنے کے لئے زکوٰۃ و صدقات کے مال ہیں میں بھی فقیر ہوں۔ مجھے بھی اس میں سے دیجئے۔ ۵۔ یعنی حضور انور اس کی یہ حرکت دیکھ کر اس کی یہ بات سن کر مسکرائے اور صحابہ کو حکم دیا کہ اسے مال زکوٰۃ سے کچھ دے دیں اس عطاء سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص کافر یا منافق نہ تھا کہ کفار و منافقین کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔ یہاں اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ اس سے معلوم ہوا کہ حکام بادشاہوں اور بڑے لوگوں کو چاہیے کہ رعایا کی سختی پر صبر و تحمل سے کام لیا کریں۔ اس صبر کے پھل بہت شیریں ہوتے ہیں۔ **شعر:۔**

☆ سرکار ہم گنواروں میں طرز ادب کہاں ☆ ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے ☆

وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا وَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ لِاَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ وَفِيْ عُنُقِهٖ سَيْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُهٗ بَحْرًا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۵۴۷) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں بہت حسین اور سب سے زیادہ سخی سب سے زیادہ بہادر تھے ۱۔ ایک رات مدینہ والے گھبرا گئے تو لوگ آواز کی طرف دوڑے ۲۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے روانہ ہوئے ۳۔ آپ لوگوں سے پہلے آواز کی طرف دوڑے اور کہتے جاتے تھے مت گھبراؤ ۴۔ اور آپ ابو طلحہ کے ننگے گھوڑے پر تھے جس پر زین نہ تھی ۵۔ اور آپ کے گلے میں تلوار تھی پھر فرمایا کہ ہم نے اسے دریا پایا ۶۔ (مسلم بخاری)

marfat.com

(۵۵۴۷) اے بدصورتی، بد خلقی، بخیلی بزدلی، انسانی عیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے اپنے نبیوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ حضور انور چونکہ تمام نبیوں کے سردار سید ہیں۔ اس لئے حضور ان عیوب سے بہت دور تھے۔ حضور حسین تھے تو ایسے کہ اللہ کے محبوب ہوئے سخی ایسے کہ حضور کی سخاوت سے آج بھی بلکہ قیامت تک لوگ پرورش پاتے رہیں گے۔ علماء صوفیاء نعت خواں، مشائخ اس باڑے سے پل رہے ہیں۔ ان کا جود و کرم و سخاوت کوئی مجھ جیسے کمینے سے پوچھے۔ حضور کی کرم نوازی مجھ پر اتنی کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ شعر:۔

☆ ہم نے خطامیں نہ کی تم نے عطامیں نہ کی ☆ کوئی کمی سرورا تم پہ کروڑوں درود ☆

مرزا قادیانی ایسا بزدل تھا کہ ڈر کے مارے حج کو نہ گیا۔ والی افغانستان کو اپنی نبوت کی دعوت دی۔ انہوں نے جواب دیا۔ ایں جاببیا۔ یہاں آکر تبلیغ کرو مرزا نہ گیا۔ سچے نبی کبھی بزدل نہیں ہوتے۔ اسی شجاعت کی بناء پر رب نے فرمایا **وفقاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک وحرض المؤمنین علی القتال** اے محبوب تم اکیلے ہی کفار سے جہاد کرو۔ آپ ہی کو جہاد کا حکم دیا جاتا ہے۔ مومنوں کو بھی رغبت جہاد دو۔ اس لئے حضور اکثر خچر پر سوار ہوتے تھے کہ خچر جنگ پر پیچھے نہیں لوٹتا (مرقات) ۲۔ یعنی مدینہ طیبہ کے کسی محلّہ میں رات کو اچانک شور مچ گیا کہ دوڑو ہماری مدد کو دشمن یا چور ہم پر آن پڑے کبھی ایسا ہو جاتا ہے سارے محلّہ والے چیخ رہے تھے ۳۔ اس جملہ کے دو معنی کئے گئے ہیں ایک یہ **ہم** کا مرجع وہ ہی چیخنے شور مچانے والے لوگ ہیں تو مطلب یہ ہے کہ دوسرے لوگ تو جماعت اور ٹولیاں بن کر شور کی طرف دوڑے کہ ایسے موقع پر امداد کرنے والے اکیلے نہیں جایا کرتے دشمن یا چوروں کا خطرہ ہوتا ہے۔ مگر حضور ان سب لوگوں سے پہلے اکیلے ہی بیدھڑک روانہ ہوئے اور ان سب سے پہلے پہنچے یہ ہے حضور کی بہادری و جرات دوسرے یہ کہ **ہم** کا مرجع یہ مدد کے لئے جانے والے لوگ ہیں اور استقبل کے معنی ہیں حضور انور واپس آتے ہوئے ان جانے والوں کو ملے آپ وہاں ہو کر سب تحقیقات کر کے ان ڈرنے والوں کو تسلی و تشفی دے کر واپس آرہے تھے۔ ہم جا رہے تھے حضور آرہے تھے یہ ہے حضورؐ کی بہادری (مرقات) ۴۔ اس عبارت کے معنی بھی دو ہیں ایک یہ کہ آپ جاتے ہوئے ان ڈرنے والوں کو تسلی دیتے ہوئے آواز دیتے جا رہے تھے کہ مت گھبراؤ میں آگیا ہوں، مت ڈرو میں تمہاری مدد کو آگیا ہوں۔ اس صورت میں **لم** بمعنی لا ہے اور یہ عبارت نہی کا صیغہ ہے دوسرے یہ کہ لم تراعو میں خطاب ہے ان مددگاروں سے جو ادھر جا رہے تھے اور مطلب یہ ہے کہ تم لوگ بھی ڈرو نہیں ہم وہاں ہو آئے ہیں وہاں کوئی خطرناک چیز نہیں ہے۔ یوں ہی ان لوگوں کو دھوکا ہو گیا تھا۔ **لم تراعو** بنا ہے روع سے بمعنی گھبراہٹ اور ڈر یا یہ مضارع مجہول صیغہ جمع مذکر حاضر ہے یعنی تم لوگ ڈرائے نہ گئے ہو بلکہ یوں ہی وہم میں مبتلا ہو گئے ہو۔ بعض روایات میں لن تراعو ہے ۵۔ ابو طلحہ کے اس گھوڑے کو دریا سے تشبیہ دیتے ہیں وہ یہی محاورہ یہاں استعمال ہوا ہے یعنی جیسے دریا کا سوار نہایت آرام سے بغیر جھٹکے سفر کرتا ہے ایسے ہی اس گھوڑے کا نام مندوب تھا بمعنی مطلوب آپ نے جلدی میں اس پر کاٹھی لگام وغیرہ کچھ نہ لگائی یوں ہی بغیر کاٹھی بغیر لگام سوار ہو کر روانہ ہو گئے (مرقات) ۶۔ اہل عرب تیز رو اور سبک رفتار گھوڑے کا حال ہے کہ مجھے نہایت تیز اور آرام سے لے گیا۔ یہ گھوڑا بہت سی ست رفتار اور سخت اڑیل تھا جناب ابو طلحہ اس گھوڑے سے تنگ تھے حضور کی اس سواری کے بعد یہ دونوں عیب جاتے رہے یہ حضور انور کا ایک معجزہ نہیں بلکہ چند معجزے ہوئے گھوڑے کی پشت پر سوار ہو گئے تو حقیقت بدل دی جس انسان پر ہاتھ رکھ دیں نظر کرم کر دیں اس کی بھی قسمت کھل جاوے۔ شعر:۔

marfat.com

☆ السلام اے دو جہاں کے بادشاہ ☆ مجھ غریب و خستہ پر بھی اک نگاہ ☆
(غلام امام شہید)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۵۴۸) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز نہ مانگی گئی کہ حضور نے فرمایا ہو نہیں ا۔ (مسلم بخاری)

(۵۵۴۸) ا۔ یعنی حضور انور نے کسی سائل بھکاری کو یہ کبھی نہیں فرمایا کہ ہم تم کو نہیں دیں گے اگر وہ چیز ہو تو عطا فرمادی ورنہ یا خاموشی اختیار کی یا آئندہ کے لئے وعدہ فرمالیا یا معذرت کر دی لہذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں **قلت لا اجدما احملکم علیه** کہ آیت کریمہ میں معذرت کا 'لا' ہے۔ اور یہاں انکار کا 'لا' مراد ہے فرزق شاعر نے حضور کی نعت میں عرض کیا۔ **شعر:۔**

☆ **ما قال لا قط الافی تشهده** ☆ **لولا التشهد کانت لاءه نعم** ☆

کسی نے اس کا ترجمہ یوں کیا۔ **شعر:۔**

☆ نرفت کلمہ لا برزبان اوہرگز ☆ مگر بہ اشہدان لا الہ الا اللہ ☆

یعنی حضور انور نے بجز کلمہ طیبہ کے 'لا' انکار کے لئے کبھی ارشاد نہ فرمایا آج بھی حضور سے مانگ کر دیکھ لو محروم نہ پھرو گے یہ تو کوئی مجھ سے پوچھے میں نے بہت تجربہ کیا ہے ہم نے عرض کیا ہے۔ **شعر:۔**

☆ زمانہ نے زمانہ میں سخی ایسا کہیں دیکھا ☆ زبان پر جس کے سائل نے نہیں آتے نہیں دیکھا ☆

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ فَاَتٰى قَوْمَهٗ فَقَالَ اَيْ قَوْمِ اَسْلِمُوْا فَوَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَيُعْطِي عَطَاءً مَا يَخَافُ الْفَقْرَ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۵۴۹) روایت ہے حضرت انس سے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دو پہاڑوں کے درمیان بھری ہوئی بکریاں مانگیں ا۔ حضور نے وہ سب اسے دیدیں ۲۔ وہ اپنی قوم کے پاس گیا بولا اے میری قوم مسلمان ہو جاؤ اللہ کی قسم محمد ایسی عطاء دیتے ہیں کہ فقیری کا خوف نہیں فرماتے ۳۔ (مسلم)

(۵۵۴۹) ا۔ یعنی اتنی زیادہ بکریاں مانگیں جن سے دو پہاڑوں کے درمیان کا سارا جنگل بھرا ہوا تھا یہ سب بکریاں حضور انور کی اپنی تھیں کہ غزوہ حنین میں مال غنیمت کے خمس میں اتنی بکریاں آپ کو ملی تھیں ۲۔ یعنی بغیر دغدغہ بے تامل یہ جب اسے عطا فرمادیں بعض روایات میں ہے کہ سائل نے حضور کی یہ بکریاں دیکھ کر عرض کیا تھا یا رسول اللہ حضور تو بڑے مالدار ہو گئے فرمایا کیسے اس نے عرض کیا کہ اتنی زیادہ بکریاں آپ کی اکیلے کی ملک ہیں فرمایا جا سب تجھے عطا فرمادیں لے جا وہ حیرت سے حضور کا منہ تکتا رہ گیا ۳۔ خیال رہے کہ داتا سخی ہے مگر اس کی دین کے دروازے مختلف ہیں کسی کو جمال دکھا کر ایمان بخش دیا کسی کو جود و نوال یعنی سخاوت دکھا کر اپنا متوالا بنالیا۔ کسی کو میدان جہاد میں جلال الٰہی دکھا کر مومن بنا دیا ہم جیسے دور افتادہ غلاموں کو اپنا نام سنا کر ایمان دے دیا۔ ان کا نام' ان کے کام ان کی صورت ان کی سیرت سب ہی ایمان بخشنے کا ذریعہ ہیں اس بدوی نے اسی عطا کو حضور کی نبوت کی دلیل بنایا۔ مع

marfat.com

اپنی قوم کے مسلمان ہوگیا وہ بکریاں کیا ملیں کہ انہیں ایمان مل گیا۔ خیال رہے کہ کسی سے مانگنا عیب ہے اس سے منع فرمایا گیا ہے مگر اللہ رسول سے مانگنا ہم سب کے لئے باعث فخر ہے۔

وَعَنْ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَهٗ مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلِقَتِ الْاَعْرَابُ يَسْاَلُوْنَهٗ حَتّٰى اضْطَرُّوْهُ اِلٰى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَاءَهٗ فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْطُوْنِيْ رِدَائِيْ لَوْ كَانَ لِيْ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمٌ لَقَسَمْتُهٗ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَّلَا كَذُوْبًا وَّلَا جَبَانًا۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۵۵۰) روایت ہے حضرت **جبیر** ابن مطعم سے ۱؎ کہ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے حنین کی واپسی کے موقعہ پر ۲؎ تو بدوی لوگ حضور سے لپٹ گئے آپ سے مانگتے تھے حتی کہ آپ کو ایک خاردار درخت کی طرف لے گئے آپ کی چادر الجھ گئی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے فرمایا مجھے میری چادر تو دے دو ۳؎ اگر میرے پاس ان درختوں کی برابر جانور ہوتے تو میں تم میں تقسیم کردیتا ۴؎ پھر تم مجھے نہ تو کنجوس پاتے نہ جھوٹ بولنے والا نہ بزدل ۵؎۔ (بخاری)

(۵۵۵۰) ۱؎ آپ **جبیر** ابن مطعم ابن عدی ابن نوفل ابن عبد مناف ہیں قریشی ہیں بڑے عالم ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق کے شاگرد اور حضور کے صحابی ہیں (اشعہ) ۲؎ حنین ایک جنگل ہے جو مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان ہے۔ فقیر نے اس کی زیارت کی ہے۔ غزوہ حنین فتح مکہ کے بعد واقع ہوا اسی علاقہ بلکہ اسی قوم کی حضرت حلیمہ دائی تھیں یعنی قبیلہ بنی ہوازن کی اس لئے حضور انور نے تمام قیدیوں کو آزاد فرمادیا جو اس غزوہ میں گرفتار ہوئے تھے۔ ۳؎ اس غزوہ میں مال غنیمت بہت زیادہ مسلمانوں کو ملا تھا۔ حضور نے اس مال میں سے زیادہ فتح مکہ میں مسلمان ہونے والے مؤلفۃ القلوب کو بہت مال عطا فرمایا تھا گزشتہ حدیث کا بکریوں والا واقعہ بھی اس موقعہ پر ہوا تھا (اشعۃ اللمعات) یہ لوگ حضور سے ایسے لپٹ گئے تھے جیسے فقراء و مساکین ایک کریم غنی کو گھیرلیں حضور کسی منگتے کو ہٹایا نہیں کرتے۔ ۴؎ عضاہ جمع ہے عضاعۃ کی بمعنی درخت خار دار ببول ہو یا کوئی اور درخت ۵؎ یہاں شجاعت، صدق کا ذکر اپنے فضائل کی تکمیل کے لئے بیان فرمایا یعنی مجھے اللہ تعالٰی نے ان تین عیبوں سے بری کیا ہے۔ بخل، بزدلی، جھوٹ، حضور انور بخی نہیں بلکہ جواد ہیں۔ خود نہ کھائیں۔ زمانہ بھر کو کھلائیں۔ **شعر:۔**

☆ وہ آقا جو کہ خود کھائے کھجوریں اور غلاموں کو ☆ کھلائے نعمتیں دنیا کی کب ایسا کہیں دیکھا ☆

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَآءَ خَدَمُ الْمَدِيْنَةِ بِاٰنِيَتِهِمْ فِيْهَا الْمَاءُ فَمَا يَاْتُوْنَ بِاِنَاءٍ اِلَّا غَمَسَ يَدَهٗ فِيْهَا فَرُبَّمَا جَآءُوْهُ بِالْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهٗ فِيْهَا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۵۵۱) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھتے تھے تو ان کے پاس مدینہ کے لونڈی غلام اپنے برتن لے آتے تھے جن میں پانی ہوتا تھا ۱؎ تو وہ کوئی برتن نہ لاتے مگر حضور اس میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے تو بہت دفعہ وہ لوگ آپ کے پاس بہت ٹھنڈی صبح کو پانی لاتے آپ ان میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے ۲؎۔ (مسلم)

(۵۵۵۱) ۱؎ یعنی اہل مدینہ اپنے لونڈی غلاموں کو پانی کے برتن لے کر بھیج دیتے تھے وہ دروازہ مسجد پر کھڑے ہو جاتے تھے۔

marfat.com

حضور فجر کی نماز پڑھ کر نکلتے اور ان برتنوں میں اپنی انگلیاں ڈالتے جاتے تھے ۲؎ یہ پانی اہل مدینہ اپنے بیماروں کو شفا کے لئے پلاتے تھے اس میں بیان ہوا حضور کے اخلاق حمیدہ کا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات سے شفا حاصل کرنا جائز بلکہ سنت صحابہ ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس چیز میں بزرگوں کا ہاتھ لگ جاوے وہ متبرک ہو جاتا ہے۔ **وجعلنی مبارکا اینما کنت**

وَعَنْهُ قَالَ كَانَتْ اَمَةٌ مِنْ اِمَاءِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ تَأْخُذُ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنْطَلِقُ بِهٖ حَيْثُ شَاءَتْ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۵۵۲) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ مدینہ والوں کی لونڈیوں میں سے کوئی لونڈی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیتی تھی ۱؎ تو جہاں چاہتی حضور کو لے جاتی تھی ۲؎ (بخاری)

(۵۵۵۲) ۱؎ ہاتھ پکڑنے سے مراد ہے اپنی حاجت براری کے لئے عرض کرنا یا کہیں لے جانا۔ اور اگر ظاہری معنی مراد ہوں تب بھی مضائقہ نہیں کہ پیاری امت حضور کی اولاد ہے۔ حضور انور امت کے باپ ہیں مہربان باپ کا ہاتھ اولاد پکڑ سکتی ہے۔ یعنی اگر معمولی سے معمولی آدمی حتی کہ مدینہ کی لونڈی بھی کچھ التجا کے لئے حضور کا ہاتھ پکڑ لیتی تو حضور اس سے ہاتھ چھڑاتے نہ تھے بلکہ اس کی حاجت روائی کر دیتے تھے ۲؎ خواہ اپنے گھر لے جاتی یا کسی اور جگہ حضور انور منع نہ فرماتے تھے۔

وَعَنْهُ اَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ فِيْ عَقْلِهَا شَيْءٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ اِلَيْكَ حَاجَةً فَقَالَ يَا اُمَّ فُلَانٍ اُنْظُرِيْ اَيَّ السِّكَكِ شِئْتِ حَتّٰى اَقْضِيَ لَكِ حَاجَتَكِ فَخَلَا مَعَهَا فِيْ بَعْضِ الطُّرُقِ حَتّٰى فَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِهَا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۵۵۳) روایت ہے انہیں سے کہ ایک عورت کی عقل میں کچھ فتور تھا ۱؎ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے آپ سے کچھ کام ہے ۲؎ تو فرمایا اے فلاں کی ماں تو سوچ لے کہ کون سی گلی پسند کرتی ہے کہ میں وہاں تیرا کام کروں ۳؎ تو کسی راستہ میں حضور اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے حتی کہ وہ اپنے کام (عرض و معروض) سے فارغ ہو گئی ۴؎ (مسلم)

(۵۵۵۳) ۱؎ یعنی وہ بی بی دیوانی تھی یا مجذوبہ اس کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ ۲؎ ظاہر یہ ہے کہ حضور انور راستے سے جا رہے تھے کہ یہ مجذوبہ بی بی صاحبہ حاضر ہو کر عرض کرنے لگیں وہ خود حضور انور کے دولت خانہ میں نہ آئی تھی (اشعۃ اللمعات) ۳؎ یعنی اگر تو نے مجھ سے کوئی بات تنہائی میں عرض کرنی ہے تو کوئی گلی تجویز کر کے مجھے بتا۔ جہاں میں اکیلے کھڑے ہو کر صحابہ کرام سے جدا ہو کر تیری بات سنوں اور تیرا کام کروں۔ ۴؎ اس سے معلوم ہوا کہ گلی کوچہ یا گزرگاہ عام میں کسی عورت کے ساتھ تنہائی خلوت نہیں نہ اس پر خلوت کے احکام جاری ہوں (مرقات) اتنی عبارت لکھ کر میں دوپہری میں آرام کے لئے سو گیا۔ خواب میں اس گنہگار کو اس کی مکمل شرح بتائی گئی وہ یہ ہے کہ خلوت دو قسم کی ہے خلوت لغویہ خلوت شرعیہ خلوت لغویہ یہ ہے کلام سننے سنانے میں تنہائی ہو کہ کوئی ان کی بات نہ سن سکے اگرچہ دیکھنے دکھانے میں جلوت ہو کہ لوگ دونوں کو دیکھ رہے ہو کہ خلوت شرعیہ یہ ہے کہ سننے دیکھنے دونوں کے لحاظ سے خلوت تنہائی ہو کہ نہ کوئی دیکھے نہ کوئی کلام سنے خلوت شرعیہ نامحرم کے ساتھ حرام ہے مگر خلوت لغویہ بوقت ضرورت حلال ہے۔ یہاں خلوت لغویہ تھی خلوت شرعیہ نہ تھی کہ یہاں گلی میں وہ دیوانی حضور کو الگ لئے کھڑی ہے۔ راہ گیر یہ ماجرا دیکھ رہے ہیں مگر اسکی عرض و معروض حضور انور کا جواب نہیں سن رہے ہیں مسجد کے گوشہ میں گلی کوچہ میں دن کے وقت یہی خلوت ہو سکتی ہے۔ لہٰذا یہ حدیث اس فرمان عالی کے خلاف نہیں۔ کہ کوئی شخص اجنبی عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے

marfat.com

نہ اس کے خلاف ہے کہ حضور نے فرمایا تھا کہ دیکھ لو یہ میری زوجہ ہیں (الحدیث) کہ وہاں خلوت شرعیہ کا ذکر اور یہاں خلوت لغویہ واقعہ ہوئی۔ الحمد للہ فقیر کو یہ خواب میں آج بارہ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ مطابق بارہ مارچ ۱۹۶۸ء سہ شنبہ کو بوقت دوپہر یہ رہبری فرمائی گئی وہ ہی اس گنہگار نے سپرد قلم کردی یہ میرے آقا کی کرم نوازی ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

وَعَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا لَعَّانًا وَّلَا سَبَّابًا كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتِبَةِ مَالَهٗ تَرِبَ جَبِيْنُهٗ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۵۵۴) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھے فحش گو اور نہ لعنت کرنے والے نہ گالی دینے والے ا۔ غصہ عتاب میں فرماتے تھے' اسے کیا ہوا اس کی پیشانی میں مٹی لگ جاوے ۲۔ (بخاری)

(۵۵۵۴) ا۔ یعنی حضور کی عادت کریمہ فحش باتیں کرنے کی کسی پر لعنت پھٹکار کرنے کی نہ تھی۔ ساری عمر شریف میں ایک بار بھی کسی کو گالی نہ دی کسی خادم بیوی کو لعنت کے لفظ سے یاد نہ فرمایا۔ خیال رہے کہ سباب اور لعان مبالغے کے صیغے ہیں مگر یہاں اصل لعنت اور گالی کی نفی ہے۔ جیسے رب تعالیٰ فرماتا ہے **وما ربک بظلام للعبید** ۲ کیسا پیارا کلمہ ہے۔ اس کلمے کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ وہ شخص خواہ ناک رگڑ دے مگر کامیاب نہ ہو' دوسرے یہ کہ اللہ اسے سجدے سجود کی توفیق دے جس سے اس کی پیشانی سجدہ میں لگا کرے سجدے سے دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ع

غصہ میں بھی کہتے ہیں کہ تیرا برا نہ ہو۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ اِنِّيْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۵۵۵) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں عرض کیا یارسول اللہ مشرکین پر بددعا کیجئے فرمایا میں بددعا کرنے والا نہ بھیجا گیا میں تو رحمت ہی بھیجا گیا ہوں ا۔ (مسلم)

(۵۵۵۵) ا۔ حضور کی رحمت خاصہ تو مسلمانوں پر ہی ہے اور رحمت عامہ کفار پر بھی ہے حضور کی برکت سے دنیا میں کفار پر عذاب آنا بند ہوا حضور انور نے ہمیشہ کفار کو دعوت اسلام دی یعنی رحمت ایزدی سے قریب کرنے کی کوشش فرمائی۔ لعنت کے معنی ہیں رحمت سے دوری کی دعا کرنا جو رحمت سے قریب کرنے کے لئے بھیجا گیا ہو وہ رحمت سے دور کیسے کر سکتا ہے۔ فرمایا گیا **وما ارسلنک الا رحمته للعالمین** اس لئے جب حضور انور نے قبیلہ رعل اور ذکوان کے لئے فجر کی نماز میں قنوت نازلہ پڑھی تو آیت کریمہ نازل ہوئی **لیس لک من الامر شئی** اے محبوب یہ بات آپ کے لئے مناسب نہیں یہ تو جلال والے پیغمبروں حضرت نوح اور موسیٰ علیہم السلام کے ہی لائق تھی جن مشرکین پر حضور نے بددعا کی وہ بحکم الٰہی کی جیسے فرمایا **اللھم علیک بالقریش** پھر وہ سب بدر میں مارے گئے (اشعۃ)

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَيَاءً مِّنَ الْعَذْرَاءِ فِيْ خِدْرِهَا فَاِذَا رَاٰى شَيْئًا يَكْرَهُهٗ عَرَفْنَاهُ فِيْ وَجْهِهٖ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۵۵۶) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی زیادہ شرمیلے تھے جیسی کنواری لڑکی اپنے پردے میں شرمیلی ہوتی ہے ا۔ اور جب کوئی ناپسند چیز دیکھتے تو ہم چہرہ انور میں اسے پہچان لیتے تھے ۲۔ (مسلم

marfat.com

(بخاری)

(۵۵۵۶) ا۔ کنواری لڑکی کی جب شادی ہونے والی ہوتی ہے تو اسے گھر کے ایک گوشہ میں بٹھادیا جاتا ہے اسے اردو میں مایوں بٹھانا کہا جاتا ہے اس جگہ یعنی گھر کے گوشہ کو مائیں کہتے ہیں۔ عربی میں حذر اور اس زمانہ میں لڑکی بہت ہی شرمیلی ہوتی ہے۔ گھر والوں سے بھی شرم کرتی ہے کسی سے کھل کر بات نہیں کرتی۔ حضور کی شرم اس سے بھی زیادہ تھی۔ حیا انسان کا خاص جوہر ہے جتنا ایمان قوی اتنی حیا زیادہ ۲۔ یعنی دنیاوی باتوں میں سے کوئی بات یا کوئی چیز حضور انور کو ناپسند ہوتی تو زبان مبارک سے نہ فرماتے مگر چہرہ انور پر ناپسندیدگی کے آثار نمودار ہو جاتے تھے خدام بارگاہ پہچان لیتے تھے۔ ایک دعوت ولیمہ پر دو تین آدمی حضور کے گھر شریف میں کھانے کے بعد بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ حضور کو ان کے بیٹھنے سے تکلیف ہوئی مگر ان سے نہ فرمایا کہ چلے جاؤ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **ان ذلکم کان یؤذی النبی فیستحی منکم واللہ لا یستحی من الحق** تمہارا یہ عمل ہمارے نبی کی تکلیف کا باعث ہے مگر وہ تم سے حیا فرماتے ہیں رب تعالیٰ نہیں شرماتا یہ ہے حضور کی حیا۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَارَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ وَاِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۵۵۷) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی پورا کھل کر ہنستا نہ دیکھا حتی کہ میں آپ کے کوے دیکھ لیتی ا۔ آپ تبسم ہی فرمایا کرتے تھے ۲۔ (بخاری)

(۵۵۵۷) ا۔ لہوات جمع ہے لہاۃ کی عربی میں لہاۃ حلق کے کنارہ پر گوشت اور لٹکے ہوئے کوے کو کہتے ہیں۔ جب انسان ٹھٹھہ مار کر ہنستا ہے تو پورا منہ کھل جاتا ہے۔ اور وہ جگہ نظر آجاتی ہے۔ حضور انور اس طرح نہیں ہنستے تھے ۲۔ یہاں مرقات میں ہے کہ حضور انور سے بہت کم ہنسنا بھی ثابت ہے مگر قہقہ لگانا ٹھٹھہ مارنا کبھی ثابت نہیں۔ تبسم فرمانے کی عادت بہت ہی تھی۔ (مرقات، اشعہ)

وَعَنْهَا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيْثَ كَسَرْدِكُمْ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَوْعَدَّهُ الْعَادُّ لَاَحْصَاهُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۵۵۸) روایت ہے انہیں سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری جلدی کی طرح بات جلدی جلدی نہ کرتے تھے آپ باتیں یوں کرتے تھے کہ اگر کوئی گننے والا گننا چاہتا تو انہیں گن لیتا ا۔ (مسلم بخاری)

(۵۵۵۸) ا۔ حضور انور کا کلام شریف نہ تو لگاتار ہوتا تھا نہ جلد جلد۔ بلکہ ایک جملہ پر رک جاتے تھے۔ تاکہ سننے والا غور کر کے سمجھ لے اور ہر جملے کے کلمات بھی بہت آہستگی سے ادا ہوتے تھے کہ ہر کلمہ دل میں بیٹھ جاتا تھا۔ کیونکہ حضور انور کا ہر کلمہ تبلیغ کے لئے ہوتا تھا۔ اگر حضور جلد یا مسلسل یا بہت زیادہ کلام فرماتے تو لوگ بھول جاتے آپ کا کلام نہایت جامع مگر مختصر ہوتا تھا کہ حضرات صحابہ قرآن کی طرح اسے یاد کر لیتے تھے وہ ہی حدیث کی شکل میں جمع ہو گیا اسی کلام مبارک سے آج دین قائم ہے۔ اسی کلام مبارک سے قرآن سمجھ میں آرہا ہے۔ ایک صاحب نے حضور انور کے وعظ جمع کئے وہ ایسے ہیں کہ آج واعظ حضور کے بڑے وعظ کو دس منٹ میں کہہ سکتا ہے۔ مگر ان وعظوں نے دنیا پلٹ دی ہوا کا رخ بدل دیا۔ **اللھم صل وسلم وبارک علیہ۔**

marfat.com

وَعَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي بَيْتِهِ قَالَتْ كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ اَهْلِهِ تَعْنِي خِدْمَةَ اَهْلِهِ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ۔
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۵۵۹) روایت ہے اسود سے ا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب عائشہ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کرتے تھے ۲۔ آپ نے کہا کہ اپنے گھر کے کام کاج میں مشغول رہتے تھے یعنی گھروالوں کا کام کرتے تھے ۳۔ پھر جب نماز آجاتی تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے تھے ۴۔ (بخاری)

(۵۵۵۹) ا۔ آپ اسود بن حلال محاربی ہیں عظیم الشان تابعی ہیں آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بھی پایا خلفاء اربعہ کو بھی دیکھا بڑے بڑے صحابہ سے ملاقات کی اسی حج و عمرے کئے آخری زمانہ میں صائم الدھر قائم اللیل تھے۔ ہر شب ایک قرآن مجید ختم کرتے تھے بڑے فقیہ تھے ۲۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرات حضور انور کی بیرونی اور اندرونی زندگی کے حافظ ہونا چاہتے تھے اور امت تک پہنچانا چاہتے تھے اس لئے بیرونی زندگی شریف صحابہ کرام سے پوچھتے تھے اور اندرونی زندگی ازواج پاک سے خصوصاام المومنین عائشہ صدیقہ سے ۳۔ **مھنة** بروزن کلمہ بمعنی کام کاج خدمت یعنی حضور انور اپنے گھر کے کسی کام میں **تکلف** نہیں کرتے تھے۔ بکری دوہ لیتے اپنے کپڑے دھولیتے تھے پھٹے کپڑے پھٹی علین شریف میں پیوند لگالیتے تھے۔ معلوم ہوا کہ گھر میں کام کرلینا صالحین کا طریقہ ہے۔ کسی جائز کام میں **تکلف** نہیں چاہیے۔ ۴۔ یعنی جب نماز جماعت کا وقت آتا تو سارے کام چھوڑ دیتے گھربار سے منہ موڑ لیتے جیسے کسی کو جانتے ہی نہیں اور مسجد تشریف لے جاتے یہ ہی سنت ہے اللہ ایسی زندگی نصیب فرمائے (مرقات) **شعر:۔**

☆ اپنے کپڑے خود دھولینا خاک کے بستر پر سولینا ☆ سادہ سادہ نیک طبیعت صلی اللہ علیہ وسلم ☆

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَمْرَيْنِ قَطُّ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۵۶۰) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ نہیں اختیار دیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں میں کبھی بھی مگر حضور نے ان میں سے آسان کو اختیار کیا ا۔ جب تک کہ گناہ نہ ہوتا لیکن اگر گناہ ہوتا تو سب لوگوں سے زیادہ دور ہوتے ۲۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کسی چیز میں بدلہ نہ لیا مگر یہ کہ اللہ تعالٰی کے دین کی حرمت توڑی جاتی تو اللہ کے لئے اس کا بدلہ ضرور لیتے ۳۔ (مسلم بخاری)

(۵۵۶۰) ا۔ ظاہر یہ ہے کہ اختیار دینے والا اللہ تعالٰی ہے یعنی اگر اللہ تعالٰی حضور انور کو دو کاموں کا اختیار دیتا تو آپ آسان کام اختیار فرماتے تاکہ امت کو تکلیف نہ ہو بعض نے کہا کہ اختیار دینے والے یا کفار ہوتے یا مسلمان کہ اگر یہ لوگ دو باتیں حضور پر پیش کرتے تو آپ آسان اختیار فرماتے جیسے بدر کے قیدیوں کے متعلق قتل کا مشورہ دیا گیا اور فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا بھی تو حضور انور نے حضرت ابوبکر صدیق کا مشورہ فدیہ قبول فرمایا یہ ہے آسان کو اختیار فرمانا پھر رب تعالٰی نے اس فدیہ لے کر چھوڑنے کو قانون بنادیا کہ فرمایا **فاما منا بعد واما فداء** اس کی مفصل بحث ہماری تفسیر میں دیکھو۔ ۲۔ اگر اختیار دینے والا رب تعالٰی ہے تو گناہ

marfat.com

سے مراد ہے کسی جائز کام کا گناہ کا ذریعہ بننا ایسے کام سے حضور دور رہتے جیسے رب نے حضور کو اختیار دیا کہ یا آپ شاہانہ زندگی اختیار فرمائیں خزانے آپ کے ساتھ رہیں۔ یا آپ سادہ زندگی قبول فرماویں چونکہ شاہانہ زندگی دنیا میں مشغولیت نیکیوں میں کمی کا ذریعہ بن سکتی تھی۔ اس لئے حضور انور نے سادہ زندگی اختیار فرمائی۔ **شعر:۔**

☆ عجز اللہ رے تمہارا کہ شہہ کل ہو کر ☆ زندگی تم نے غریبوں میں گزاری ساری ☆

۳۔ یعنی حضور انور نے اپنی ذات کے لئے کسی موذی سے بدلہ نہ لیا۔ جس سے بدلہ لیا دین کی حرمت کے لئے حضور نے اپنے جن دشمنوں کو قتل کرایا ہے یا قتل کیا ہے وہ بھی درحقیقت دین ہی کے دشمن تھے۔ جیسے عقبہ بن ابی معیط۔ عبداللہ ابن خطل کو جو حضور کے دشمن تھے انہیں حضور نے قتل کرایا کہ وہ درحقیقت دین کے دشمن تھے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں مالی جرم کا عوض مراد ہے آبرو کے دشمنوں سے بدلہ لیا ہے۔ (مرقات' اشعہ) مگر پہلی بات قوی ہے۔ حضور نے ہندہ' وحشی عکرمہ کو معافی دے دی کہ وہ اپنے دشمن تھے۔ مگر فاطمہ مخزومیہ کا ہاتھ کٹوا دیا کہ اس نے چوری کی تھی قانون اسلامی کا جرم کیا تھا تو اس موقعہ پر کسی نے سفارش قبول نہ فرمائی بلکہ سفارش پر ناراضی فرمائی۔

وَعَنْهَا قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهٖ وَلَا امْرَأَةً وَّلَا خَادِمًا اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمُ مِنْ صَاحِبِهٖ اِلَّا اَنْ يُّنْتَهَكَ شَيْءٌ مِّنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۵۶۱) روایت ہے انہیں سے کہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہ مارا ۱۔ نہ کسی بیوی کو نہ کسی خادم کو ۲۔ مگر یہ کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ۳۔ اور ایسا کبھی نہ ہوا کہ آپ سے کوئی چیز پائی جاوے ۴۔ پھر آپ اس کرنے والے سے بدلہ لیتے مگر اس صورت میں کہ اللہ کی محرمات میں سے کوئی حرمت توڑ دی جاتی تو اللہ کے لئے اس کا بدلہ لیتے تھے ۵۔

(۵۵۶۱) ۱۔ یہاں شیئا سے مراد آدمی ہے۔ یعنی حضور نے کسی آدمی کو کبھی نہ مارا اونٹ گھوڑے کو بارہا مارا ہے ایک بار بچھو بھی مارا ہے۔ سانپ کے مارنے کا حکم دیا ہے۔ ۲۔ چونکہ انسان کو اپنی بیویوں خادموں سے تعلق بہت رہتا ہے اکثر انہیں مارنا پڑتا ہے۔ اس لئے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا ورنہ شیئا میں یہ بھی داخل تھے کہ یہ بھی آدمی ہی ہیں۔ ۳۔ حضور انور نے غزوہ احد میں ابی ابن خلف کو اپنے ہاتھ شریف سے قتل کیا (مرقات) صرف یہ ہی ایک کافر حضور کے ہاتھ سے قتل ہوا ہے۔ یہاں شرعی سزائیں تعزیرات مراد نہیں وہ تو حضور نے مجرموں پر جاری فرمائی ہیں یہ تمام قتل وغیرہ اپنی ذات کے لئے نہ تھے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تھے۔ ۴۔ یعنی اگر کوئی شخص قانون اسلامی کی مخالفت کرتا چوری زنا کرتا تو اس کو سزا ضرور دیتے تھے۔ ۵۔ یعنی اگر کوئی شخص آپ کا کوئی حق مار لیتا تو آپ اسے معاف فرما دیتے تھے اس سے بدلہ نہ لیتے تھے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ — دوسری فصل

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا ابْنُ ثَمَانِ سِنِيْنَ خَدَمْتُهٗ عَشَرَ

(۵۵۶۲) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت خدمت کی جبکہ میں آٹھ

marfat.com

سِنِیْنَ فَمَا لَامَنِیْ عَلٰی شَیْءٍ قَطُّ اُتِیَ فِیْهِ عَلٰی یَدَیَّ فَاِنْ لَامَنِیْ لَائِمٌ مِّنْ اَهْلِهٖ قَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّهٗ لَوْ قُضِیَ شَیْءٌ کَانَ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِیْحِ۔
(وَرَوَی الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ مَعَ تَغْیِیْرٍ یَسِیْرٍ)

سال کا تھا۱۔ میں نے حضور کی دس سال خدمت کی تو مجھے کبھی کسی چیز پر ملامت نہ کی جسے میرے ہاتھ پر خرابی پہنچتی ۲۔ اگر آپ کے گھر والوں میں سے کوئی مجھے ملامت کرتا تو فرماتے جانے دو ۳۔ اگر کچھ اور مقدر میں ہوتا تو وہ ہوتا ۴۔ یہ مصابیح کے لفظ ہیں اور بیہقی نے شعب الایمان میں کچھ معمولی فرق سے روایت کی۔

(۵۵۶۲) ۱۔ حضرت انس جب حضور انور کی خدمت میں خدمت گار یا خاص خادم کی حیثیت سے حاضر ہوئے تو اس وقت آپ کی عمر شریف آٹھ سال تھی اور آپ نے کل دس سال حضور کی بے مثال خدمت کی۔ حضور انور کی وفات کے بعد آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال تھی اس کا یہاں ذکر ہے۔ ۲۔ یعنی چھوٹا بچہ تھا مجھ سے کبھی کوئی چیز ٹوٹ بھی جاتی تھی۔ کبھی مجھ سے کام بگڑ جاتے تھے۔ مگر حضور انور مجھے کبھی برا نہ کہتے تھے اور نہ جھڑکتے تھے'اتی ماضی مجہول ہے یہ اس کا نائب فاعل ہے۔ ۳۔ یعنی حضور انور نہ تو خود ملامت کرتے نہ کسی کو ملامت کرنے دیتے تھے۔ چیز کا درد گھر کی عورتوں کو بہت زیادہ ہوتا ہے اس وجہ سے ازواج پاک ناراض ہوتی تھیں حضور انہیں منع فرماتے تھے ۴۔ یعنی اس برتن کی عمر اتنی ہی تھی اور یہ کام رب کی طرف سے یوں ہی ہونے والا تھا انس تو اس کا مظہر ہیں انہیں کچھ نہ کہو۔ اگر ہم لوگ اس طریقہ نبوی پر عمل کریں تو ثواب بھی پاویں اور ہمارے گھر جنت بن جاویں کبھی لڑائی جھگڑے نہ ہوں گھروں میں فساد لڑائیاں اس چیز کے بھول جانے کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَّلَا سَخَّابًا فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا یَجْزِیْ بِالسَّیِّئَةِ السَّیِّئَةَ وَلٰکِنْ یَّعْفُوْا وَیَصْفَحُ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۵۶۳) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو عادۃً" بری باتیں کرتے تھے اور نہ **تکلفاً**"۱۔ نہ بازاروں میں شور کرنے والے تھے ۲۔ اور برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے لیکن معافی دیتے تھے اور درگزر کرتے تھے' ۳۔ (ترمذی)

(۵۵۶۳) ۱۔ فحش کے معنی ہیں حد سے بڑھی ہوئی بات اکثر گالی کو فحش کہتے ہیں۔ بعض لوگوں کے منہ سے عادۃً" گالیاں نکلتی رہتی ہیں انہیں خیال بھی نہیں ہوتا کہ میرے منہ سے گالی نکل رہی ہے۔ بعض لوگ گالی گفتاری کے ایسے عادی تو نہیں ہوتے مگر وہ غصہ میں گالیاں بک دیتے ہیں۔ پہلی قسم کے لوگ فاحش کہلاتے ہیں۔ دوسری قسم کے لوگ متفحش اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ستھرے پاکیزہ طیب و طاہر نبی کو ان دونوں عیبوں سے محفوظ رکھا تھا ۲۔ حضور انور کبھی بازار تشریف لے جاتے تھے مگر تاجروں گاہکوں کو احکام شرعیہ کی تبلیغ کرنے کے لئے کبھی خرید و فروخت بھی فرماتے تھے۔ یہاں اس کی نفی ہے کہ جیسے بعض لوگوں کو بازار میں پھرنے گھومنے بلاوجہ چیزوں کا بھاؤ پوچھنے کی عادت ہوتی ہے۔ اس سے حضور محفوظ تھے ۳۔ عفو کے معنی ہیں معافی دینا' سزا نہ دینا' صفح کے معنی ہیں دیکھی کو ان دیکھی بنا دینا مجرم کی طرف سے منہ پھیر لینا جیسے دیکھا ہی نہیں اس سے سامنے والے پر بڑا ہی رعب پڑتا ہے ہر بات کی گرفت کرنے سے رعب جاتا رہتا ہے۔ بڑے بننے کے لئے صفح درگزر ضروری ہے فرماتا ہے **فاعف عنهم واصفح ان الله یحب المحسنین** حضور انور اس آیت کے نزول سے پہلے ہی اس پر عامل تھے جیسے حضور انور بچپن

marfat.com

شریف میں نماز پڑھتے تھے۔ اور قریباً سارے احکام شرعیہ پر عامل تھے فطری طور پر۔

وَعَنْ اَنَسٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَيَتْبَعُ الْجَنَازَةَ وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوْكِ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ لَقَدْ رَاَيْتُهٗ يَوْمَ خَيْبَرَ عَلٰى حِمَارٍ خِطَامُهٗ لِيْفٌ۔
(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

(۵۵۶۴) روایت ہے حضرت انس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ بیماروں کی مزاج پرسی کرتے تھے اور جنازوں کے ساتھ جاتے تھے ۱۔ غلام کی دعوت قبول کرلیتے تھے ۲۔ اور دراز گوش پر سوار ہوتے تھے میں نے خیبر کے دن دیکھا آپ ایک گدھے پر سوار تھے جس کی مہار پوست کھجور کی تھی ۳۔ (ابن ماجہ، بیہقی شعب الایمان)

(۵۵۶۴) ۱۔ حضور انور نے بیمار پرسی بعض کفار کی بھی کی ہے مگر جنازہ میں شرکت صرف مسلمانوں کے ہی کی ہے حتیٰ کہ ابو طالب کا انتقال ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا **واد اباک فی التراب** اپنے باپ کو مٹی میں داب دو اگرچہ حضور کو ان کے انتقال کا صدمہ بہت ہی ہوا تھا۔ ۲۔ یہاں مملوک سے مراد یا تو آزاد کردہ غلام ہے یا عبد ماذون جسے تجارت وغیرہ کی اجازت مولیٰ سے مل گئی ہو یا مطلب یہ ہے کہ غلام کا مولیٰ اپنے غلام کے ذریعہ حضور انور کی دعوت کرتا تو بھی قبول فرمالیتے تھے (مرقات) پہلے دو معنی زیادہ قوی ہیں۔ غرضیکہ طبیعت میں بڑائی شیخی تکبر بالکل نہ تھا مگر خیال رہے کہ حضور انور نے کفار کے ہدیے قبول فرمادیئے ہیں۔ انہیں تحفے دیئے بھی ہیں لیکن کفار کے گھر دعوت قبول کرنے کا ثبوت نہیں ملتا خصوصاً جبکہ ان کی محبت کی بنا پر ہو۔ ۳۔ گدھے کی سواری خصوصاً جبکہ اس کی لگام کھجور کے پوست کی ہو بہت معمولی سمجھی جاتی تھی۔ حضور انور فاتح خیبر ہیں مگر ایسی معمولی سواری پر سوار ہیں جس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی شان و شوکت سلطنت حضور کے قلب پاک کو نہ بدل سکی۔ سب کو دنیا بدلتی ہے مگر حضور نے دنیا کو بدل دیا خود دنیا سے نہ بدلے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْصِفُ نَعْلَهٗ وَيَخِيْطُ ثَوْبَهٗ وَيَعْمَلُ فِیْ بَيْتِهٖ كَمَا يَعْمَلُ اَحَدُكُمْ فِیْ بَيْتِهٖ وَقَالَتْ كَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ يَفْلِیْ ثَوْبَهٗ وَيَحْلُبُ شَاتَهٗ وَيَخْدُمُ نَفْسَهٗ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۵۶۵) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جوتا شریف درست کرلیتے تھے اپنے کپڑے سی لیتے تھے ۱۔ اور اپنے گھر میں ایسے ہی کام کرتے تھے جیسے تم میں سے کوئی اپنے گھر میں کام کرتا ہے فرماتی ہیں آپ بشروں میں سے ۲۔ ایک کی سی زندگی رکھتے تھے اپنے کپڑوں کی جوئیں دیکھتے تھے ۳۔ اپنی بکری دودھ لیتے تھے اپنے کام خود کرتے تھے ۴۔ (ترمذی)

(۵۵۶۵) ۱۔ اس عمل شریف سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پیوند والا کپڑا اور پیوند لگا ہوا جوتا پہننے میں عار نہ کرے یہ سنت رسول اللہ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوسرے یہ کہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرنے میں بھی شرم نہ کرے دوسرے کا حاجت مند نہ رہے مگر یہ دونوں عمل بخل کی بناء پر نہ ہوں بلکہ تواضع انکسار کے لئے ہوں۔ لہذا یہ حدیث اس فرمان عالی کے خلاف نہیں کہ جب نیا کپڑا پایا نیا جوتا پاؤ تو پرانا خیرات کردو۔ کہ وہاں سخاوت کی تعلیم ہے اور یہاں تواضع کی اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فطری طور پر ہر کام جانتے ہیں۔ حضور سلطنت کرنا مقدمہ میں فیصلہ کرنا بھی جانتے ہیں اور کپڑے سینا، جوتا میں

marfat.com

پیوند لگانے سے بھی واقف ہیں یہ سب کچھ کسی سے سیکھا نہیں رب کے ہاں سے سیکھے سکھائے تشریف لائے۔ حضور انور نے کوئی کمال کسی مخلوق سے نہیں سیکھا۔ ۲؎ یعنی حضور کی زندگی پاک شاہانہ پر تکلف نہ تھی۔ عام بشر کی طرح سادہ تھی اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضور انور میں سواء بشریت کے اور کوئی کمال نہ تھا اس سے یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ حضرات صحابہ کرام حضور کو بشر کہہ کر پکارتے ہوں۔ بشر کہنا تو بڑی بات ہے۔ حضرت عباس حضور کو بھتیجا نہیں کہتے حضرت علی بھائی نہیں کہتے، حضرت عائشہ خاوند کہہ کر نہیں پکارتیں سب یہی کہتے ہیں **قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** لہذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں کہ **لا تجعلوا دعا الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا**۔ ۳؎ خیال رہے کہ حضور انور کے سر یا کپڑوں میں جوئیں پڑتی نہ تھیں ہاں دوسرے کی چڑھ جاتی تھیں وہ آپ اپنے کپڑوں سے صاف کرتے تھے اور ام حرام آپ کے سر شریف سے نکالتی تھیں۔ ہاں مکھی جسم پاک پر نہیں بیٹھتی تھی، مچھر حضور کو ایذا نہ دیتے تھے۔ (اشعہ) بعض شارحین نے فرمایا کہ کبھی ایک دو جوں پڑ جاتی جوں پڑنا صفائی خون کی علامت ہے اس لئے جذامی کے سر یا کپڑوں میں جوں نہیں پڑتی مگر فقیر کے نزدیک پہلی بات قوی ہے۔ ۴؎ یعنی اپنے کام خود آپ بھی کر لیتے تھے لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ حضرت انس اور دوسرے صحابہ حضور انور کی خدمات کرتے تھے۔

وَعَنْ خَارِجَةَ ابْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ دَخَلَ نَفَرٌ عَلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَقَالُوْا لَهٗ حَدِّثْنَا اَحَادِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ جَارَهٗ فَكَانَ اِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ بَعَثَ اِلَيَّ فَكَتَبْتُهٗ لَهٗ فَكَانَ اِذَا ذَكَرْنَا الدُّنْيَا ذَكَرَهَا مَعَنَا وَاِذَا ذَكَرْنَا الْاٰخِرَةَ ذَكَرَهَا مَعَنَا وَاِذَا ذَكَرْنَا الطَّعَامَ ذَكَرَهٗ مَعَنَا فَكُلُّ هٰذَا اُحَدِّثُكُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۵۶۶) روایت ہے حضرت خارجہ ابن زید ابن ثابت ۱؎ سے فرماتے ہیں کہ ایک جماعت زید ابن ثابت کے پاس آئی وہ بولے ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سنایئے فرمایا کہ میں حضور کا پڑوسی تھا ۲؎ تو جب آپ پر وحی نازل ہوتی تو مجھے بلاتے میں اسے لکھتا تو جب ہم دنیا کا ذکر کرتے تو آپ بھی وہ ہی ذکر کرتے تھے، ۳؎ ہمارے ساتھ میں اور جب ہم آخرت کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ وہ ہی ذکر کرتے اور جب ہم کھانے کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ وہ ہی ذکر کرتے ۴؎ یہ تمام باتیں میں تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خبر دے رہا ہوں ۵؎۔

(ترمذی)

(۵۵۶۶) ۱؎ حضرت زید ابن ثابت تو مشہور صحابی ہیں کاتب وحی ہیں مگر آپ کے فرزند خارجہ تابعی ہیں خلافت عثمانیہ کا زمانہ پایا ہے مدینہ منورہ کے سات قاریوں میں سے ایک ہیں۔ ۲؎ یعنی مجھے حضور انور کے پڑوسی ہونے کا شرف حاصل ہے اور میں حضور انور کے حالات سے اچھی طرح باخبر ہوں کہ پڑوسی اپنے پڑوسی کے حالات سے باخبر ہوتا ہے مجھ سے پوچھو وہ کیسے تھے۔ ۳؎ مطلب یہ ہے کہ حضور کی مجلس پاک میں صرف آخرت ہی کا ذکر نہ ہوتا تھا کہ لوگ اکتا جائیں بلکہ دنیا کی برائی یا بھلائی کا ذکر بھی ہوتا تھا۔ دنیا نفس کے لئے بری ہے اور آخرت کی کھیتی ہو تو اچھی ہے۔ جب ہم دنیا کی کوئی بات کرتے تو حضور انور بھی اس میں شریک ہو جاتے تھے تاکہ معلوم ہو کہ یہ باتیں بھی جائز ہیں۔ ۴؎ مگر ان ذکروں میں بہت سے مسائل شرعیہ بھی حل ہو جاتے ہیں کیا کھانا چاہیے

marfat.com

کیسے کھانا چاہیے کونسا کھانا ہم کو مرغوب ہے اس کھانے میں کیا فوائد ہیں۔ حضور کی مجلس علم کی مجلس تھی ہر بات میں تبلیغ و تعلیم تھی۔ ۵۔ بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ جو شیخ جلوت میں ہر وقت اللہ اللہ ہی کرتا ہو اور کوئی بات ہی نہ کرتا وہ مکار ہے مجلس میں ہر طرح کا ذکر چاہیے ہاں جائز ذکر چاہیے ناجائز نہ چاہیے۔ رب تعالٰی کو اپنے محبوب حضور محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی ادائیں پسند ہیں جو ان اداؤں کی نقل کرے گا وہ خدا کو محبوب ہو گا۔ مجلس کی یہ ادا کہ وہاں ہر طرح کا دین کا دنیا کا ذکر ہو محبوب کی ایک ادا ہے تم بھی اس ادا کی نقل کرو۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَافَحَ الرَّجُلَ لَمْ يَنْزِعْ يَدَهٗ مِنْ يَدِهٖ حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَ الَّذِيْ يَنْزِعُ يَدَهٗ وَلَا يَصْرِفُ وَجْهَهٗ عَنْ وَجْهِهٖ حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَ الَّذِيْ يَصْرِفُ وَجْهَهٗ عَنْ وَجْهِهٖ وَلَمْ يُرَ مُقَدِّمًا رُكْبَتَيْهِ بَيْنَ يَدَيْ جَلِيْسٍ لَّهٗ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۵۶۷) روایت ہے حضرت انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص سے مصافحہ کرتے تھے تو اپنا ہاتھ نہ کھینچتے حتی کہ وہ ہی اپنا ہاتھ کھینچتا تھا ۱۔ اور آپ اپنا منہ اس کے منہ سے نہیں پھیرتے تھے حتی کہ وہ ہی اپنا منہ حضور کے چہرے سے پھیرتا، اور حضور کو کبھی نہ دیکھا گیا کہ حضور اپنے ہم نشین کے سامنے گھٹنے پھیلا کر بیٹھے ہوں ۲۔ (ترمذی)

(۵۵۶۷) ۱۔ الرجل اس لئے فرمایا گیا کہ حضور انور نے کبھی کسی عورت سے مصافحہ نہیں کیا۔ مردوں سے اکثر مصافحہ فرمایا کبھی کسی سے معانقہ یعنی گلے ملنا بھی فرمایا ہے جیسے حضرت جعفریا حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہم یہ حضور کے اخلاق کریمانہ ہیں کہ کسی سے جب مصافحہ فرماتے تو اپنا ہاتھ نہ کھینچتے وہ جتنی دیر تک آپ کا ہاتھ تھامے رہتا آپ بھی ویسے ہی اس کا ہاتھ پکڑے رہتے وہ دستگیر عالم جو ہوئے۔ ۲۔ یعنی حضور انور کبھی کسی مجلس میں کسی کی طرف پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے نہ اولاد کی طرف نہ ازواج پاک کی طرف نہ غلاموں خادموں کی طرف کہ اس عمل سے شاید اس کو تکلیف ہو کہ اس میں سامنے والے کی تحقیر ہوتی ہے۔ نیز یہ طریقہ متکبرین اور غرور والوں کا ہے۔ دوسروں کی طرف پاؤں پھیلا کر بیٹھنا اپنی عزت اس کی حقارت ظاہر کرنا اللہ تعالٰی ہم سب کو اخلاق محمدی نصیب کرے آمین۔

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَّخِرُ شَيْئًا لِغَدٍ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۵۶۸) روایت ہے انہیں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل کے لئے کوئی چیز ذخیرہ نہ کرتے تھے ۱۔ (ترمذی)

(۵۵۶۸) ۱۔ یعنی اپنی ذات کریم کے لئے کوئی چیز کل کے لئے نہ رکھتے روزانہ حالت یہ ہوتی تھی کہ نیا روز نئی روزی یہ انتہائی توکل ہے رہا مہمانوں اور گھر والوں کا معاملہ اس کے متعلق طریقہ یہ تھا کہ فتح خیبر سے پہلے تو گھر شریف میں بھی کچھ نہ ہوتا تھا۔ دو دو ماہ صرف کھجوروں اور پانی پر گزارہ کبھی بالکل فاقہ۔ شعر:-

☆ اور کبھی تھوڑے چھوارے کھانا پانی پی کر پھر رہ جانا ☆ دو دو مہینے یوں ہی گزارا صلی اللہ علیہ وسلم ☆

☆ جس کی تمنا روز نہ کھانا اک دن فاقہ اک دن کھانا ☆ جس دن کھانا شکر کا کرنا صلی اللہ علیہ وسلم ☆

مگر فتح خیبر کے بعد ہر بی بی صاحبہ کو ایک سال کے لئے جو اور کھجوریں عطا فرما دیتے تھے وہ ذخیرہ بال بچوں اور مہمانوں کے لئے ہوتا تھا (مرقات و اشعۃ) لہذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں کیونکہ سب کو تو حضور کا سا توکل میسر نہیں۔ شعر:-

marfat.com

☆ ہوسیا آداب دانا دیگر اند ☆ سوختہ جان در داناں دیگر اند ☆

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَوِيْلَ الصَّمْتِ. (رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ)

(۵۵۶۹) روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دراز خاموشی والے تھے ا۔ (شرح سنہ)

(۵۵۶۹) ا۔ خاموشی سے مراد ہے دنیاوی کلام سے خاموشی ورنہ حضور اقدس کی زبان شریف اللہ کے ذکر میں تر رہتی تھی لوگوں سے بلا ضرورت کلام نہیں فرماتے تھے یہ ذکر ہے جائز کلام کا ناجائز کلام تو عمر بھر زبان شریف پر آیا ہی نہیں۔ جھوٹ، غیبت، چغلی وغیرہ ساری عمر شریف میں ایک بار بھی زبان مبارک پر نہ آئے۔ حضور سراپا حق ہیں پھر آپ تک باطل کی رسائی کیسے ہو۔ آم کے درخت میں جامن نہیں لگتے۔ باردار درخت خاردار نہیں ہوتے خود فرماتا ہے کہ جو بھی کلام کرے تو خیر کلام کرے ورنہ خاموش رہے حضرت ابوبکر صدیق فرماتے ہیں۔ کاش میں گونگا ہوتا مگر حق بات سے (مرقات)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ فِيْ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْتِيْلٌ وَتَرْسِيْلٌ. (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ)

(۵۵۷۰) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام شریف میں آہستگی اور ٹھہراؤ تھا ا۔ (ابوداؤد)

(۵۵۷۰) ا۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ ترتیل اور ترسیل ہم معنی ہیں کلام میں آہستگی رب فرماتا ہے **ورتل القران ترتیلا** بعض شارحین نے فرمایا کہ ترتیل کے معنی ہیں آہستگی سے کلام کرنا ترسیل کے معنی ہیں واضح اور ظاہر کلام فرمانا کہ ایک ایک حرف ظاہر ہو زبان کسی حرف کے ادا کرنے میں لپٹے نہیں (مرقات) دوسرے معنی زیادہ موزوں ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور انور رب تعالٰی کی طرف سے مبلغ اعظم ہیں کلام میں جلدی یا کلام واضح نہ ہونا تبلیغ کے لئے مضر ہے۔ اس لئے رب نے آپ کو فصاحت و بلاغت کے ساتھ خوش ادائیگی بھی عطا فرمائی تھی۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْرُدُ سَرْدَكُمْ هٰذَا وَلٰكِنَّهٗ كَانَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ بَيِّنَةٍ فَصْلٌ يَحْفَظُهٗ مَنْ جَلَسَ اِلَيْهِ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۵۷۱) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری اس جلدی کی طرح کلام میں جلدی نہیں کرتے تھے ا۔ لیکن ایسے کلام کرتے تھے جس کے درمیان فاصلہ ہوتا تھا جو آپ کی خدمت میں بیٹھتا وہ حفظ کرلیتا تھا ۲۔ (ترمذی)

(۵۵۷۱) ا۔ یعنی حضور کے کلام اور کلمات مسلسل نہیں ہوتے تھے جیسے عام لوگ لگاتار کلام کرتے ہیں بلکہ ایک بات بتائی پھر کچھ خاموشی پھر دوسری بات اور ان دو باتوں کے درمیان اللہ کا ذکر۔ ۲۔ صحابہ کرام کو احادیث قرآن مجید کی طرح حفظ تھیں اسی وجہ سے تو احادیث جمع ہوئیں۔ اس جمع ہونے کی بڑی وجہ حضور انور کا یہ وقار سے کلام فرمانا تھا۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا اَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۵۷۲) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن حارث ابن جزء سے ا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے زیادہ مسکرانے والا کوئی نہ دیکھا ۲۔ (ترمذی)

marfat.com

(۵۵۷۲) ۱؎ آپ کی کنیت ابو الحارث ہے سہمی ہیں، بدر میں حاضر ہوئے مصر میں قیام رہا وہاں ہی وفات پائی۔ آپ مصر کے آخری صحابی ہیں آپ کی وفات سے مصر صحابہ سے خالی ہوگیا (اشعۃ و مرقات) ۲؎ تبسم یعنی مسکرانے سے اپنا دل تازہ اور مخاطب کا دل خوش ہوتا ہے۔ زیادہ ہنسی اور ٹھٹھا لگانا دل کو مردہ کردیتا ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ يَتَحَدَّثُ يُكْثِرُ اَنْ يَّرْفَعَ طَرْفَهٗ اِلَى السَّمَآءِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ

(۵۵۷۳) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن سلام سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب باتیں کرنے بیٹھتے تو اپنی نگاہ شریف آسمان کی طرف زیادہ اٹھاتے تھے ۲؎ (ابوداؤد)

(۵۵۷۳) ۱؎ آپ کی کنیت ابو یوسف ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد سے ہیں توریت کے بڑے عالم تھے۔ آپ کے فرزند ہیں یوسف اور محمد وغیرہم ۴۳ تنتالیس ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی وہاں ہی دفن ہوئے (اکمال) ۲؎ یہ نظر کا اٹھانا انتظار وحی میں ہوتا تھا۔ (مرقات، اشعہ) اور نہ معلوم قدرت کے کیا کیا نظارے کرتے ہوں گے۔ رب فرماتا ہے **قد نری تقلب وجهک فی السماء**۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا كَانَ اَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِبْرَاهِيْمُ ابْنُهٗ مُسْتَرْضِعًا فِيْ عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ فَكَانَ يَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَهٗ فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ وَاِنَّهٗ لَيُدَّخَنُ وَكَانَ ظِئْرُهٗ قَيْنًا فَيَاْخُذُهٗ فَيُقَبِّلُهٗ ثُمَّ يَرْجِعُ قَالَ عَمْرٌو فَلَمَّا تُوُفِّيَ اِبْرَاهِيْمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِيْ وَاِنَّهٗ مَاتَ فِي الثَّدْيِ وَاِنَّ لَهٗ لَظِئْرَيْنِ تُكَمِّلَانِ رَضَاعَهٗ فِي الْجَنَّةِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۵۵۷۴) روایت ہے حضرت عمرو ابن سعید سے وہ حضرت انس سے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو نہ دیکھا جو بال بچوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مہربان ہو ۱؎ آپ کے فرزند ابراہیم ۲؎ بیرون مدینہ میں شیر خوارگی کرتے تھے ۳؎ تو آپ تشریف لے جاتے تھے ہم آپ کے ساتھ ہوتے تھے آپ گھر میں تشریف لے جاتے حالانکہ وہاں دھواں ہوتا تھا ان کا رضائی والد لوہار تھا ۴؎ آپ بچے کو لیتے اسے چومتے پھر لوٹ آتے ۵؎ حضرت عمرو نے فرمایا پھر جب ابراہیم وفات پا گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا بچہ ابراہیم شیر خوارگی میں وفات پا گیا ۶؎ اس کے لئے دو دائیاں مقرر ہیں جو اس کی شیر خوارگی جنت میں پوری کریں ۷؎ (مسلم)

(۵۵۷۴) ۱؎ عیال بنا ہے عول سے بمعنی پرورش ہر پرورده پالنے والے کا عیال ہے رب فرماتا ہے۔ **ووجدک عائلا فاغنی** ہم نے آپ کو بڑا عیال والا پایا تو غنی کردیا۔ یہاں عیال سے مراد یا تو بیویاں بچے ہیں یا ساری حضور کی امت ہے کہ سب لوگ حضور کے پروردہ ہیں مرقات نے یہاں فرمایا کہ بعض نسخوں میں بالعباد ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بال بچوں پر بہت ہی مہربان تھے یا اپنی امت پر بہت ہی مہربان ہیں پہلے معنی کی تائید تو اگلا واقعہ کر رہا ہے۔ دوسرے معنی کی تائید وہ آیت ہے

marfat.com

وبالمؤمنین رءوف رحیم ۲؎ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار بیٹے تھے اور چار بیٹیاں، بیٹے تو طیب، طاہر، قاسم، ابراہیم ہیں۔ صاحبزادیاں زینب، رقیہ، کلثوم، فاطمہ ہیں رضی اللہ عنہم ساری اولاد حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن شریف سے تھی سوائے حضرت ابراہیم کے کہ وہ جناب ماریہ قبطیہ کے بطن شریف سے تھے۔ حضور کی زندگی شریف میں ساری اولاد وفات پاگئی تھی سوا جناب فاطمہ زہرا کے جو حضور کی وفات کے صرف پانچ ماہ کچھ دن بعد وفات پاگئیں۔ ۳؎ عوالی جمع ہے عالیہ کی بمعنی بلند جگہ عوالی مدینہ بستی مدینہ کے آس پاس کے وہ مقام جو مدینہ منورہ سے ملحق ہیں چونکہ وہ زمین مدینہ سے قدرے بلند ہے اس لئے انہیں عوالی کہتے ہیں مسجد قبا، بنی قریظہ اس عوالی میں واقع ہیں اس فقیر نے عوالی مدینہ کی بارہا زیارت کی ہے۔ ۴؎ حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ کی دایہ دودھ کی ماں کا نام ام یوسف تھا اور اس کے شوہر کا نام براہ ابن اوس انصاری تھا کنیت ابو سیمن تھی لقب قین تھا یعنی لوہار کیونکہ وہ لوہاری پیشہ کرتے تھے اس لئے ان کے گھر میں دھواں بھی ہوتا تھا اس گنہگار نے اس گھر کی زیارت کی ہے جنت بقیع سے قریبًا نصف میل ہے خیال رہے کہ ظئر دایہ کو بھی کہتے ہیں اور دایہ کے خاوند کو بھی یہاں ظئر دوسرے معنی میں ہے۔ ۵؎ یعنی حضور انور ہفتہ عشرہ میں ابو سیمن کے گھر اپنا بچہ ابراہیم دیکھنے جاتے وہاں باوجود دھوئیں کے کچھ دیر تشریف رکھتے فرزند کو چومتے پیار کرتے پھر واپس تشریف لے آتے تھے۔ ۶؎ خیال رہے کہ حضرت ماریہ قبطیہ حضور انور کی لونڈی تھیں۔ جنہیں مصر و اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس قبطی نے حضور انور کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کیا تھا ذی الحجہ ۸ آٹھ میں انہیں کے بطن شریف سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تھے۔ یہ سب مانتے ہیں کہ جناب ابراہیم شیر خوارگی میں فوت ہوئے اس میں اختلاف ہے کہ اس وقت آپ کی عمر کیا تھی۔ غالبًا سولہ یا سترہ ماہ تھی جیسا کہ مرقات وغیرہ میں ہے۔ ۷؎ یعنی حضرت ابراہیم وفات پاتے ہی جنت میں پہنچادیئے گئے اور دو صاحبہ وہاں انہیں دودھ پلانے کے لئے مقرر کردی گئیں جو انہیں بقیہ ماہ دودھ پلائیں گی اپنا دودھ یا جنت کی نہر کا دودھ یہ جناب ابراہیم کی خصوصیت ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے اس حدیث کو اکثر محدثین نے محض باطل و موضوع کہا ہے اگر صحیح بھی ہو تو یہ حضرت ابراہیم کی خصوصیت ہے ورنہ گزشتہ نبیوں کے سارے بیٹے نبی نہیں ہوئے ہیں۔ نیز اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ حضور خاتم النبین نہ ہوں کیونکہ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جناب ابراہیم زندہ نہیں رہ سکتے تھے کیونکہ اگر وہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے اور میرے بعد کوئی نبی ہے نہیں۔ لہٰذا وہ زندہ نہیں رہ سکتے تھے (مرقات) غرضیکہ یہ حدیث امام نووی ابن عبدالبر وغیرہم محدثین کے نزدیک موضوع ہے۔ بعض محدثین نے اسے مرفوعًا صحیح مانا اور مطلب وہ بتایا جو ابھی ہم نے عرض کیا (مرقات)

وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ يَهُوْدِيًّا كَانَ يُقَالُ لَهٗ فُلَانٌ حَبْرٌ كَانَ لَهٗ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَنَانِيْرُ فَتَقَاضَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ يَا يَهُوْدِيُّ مَا عِنْدِيْ مَا اُعْطِيْكَ قَالَ فَاِنِّيْ لَا اُفَارِقُكَ يَا مُحَمَّدُ حَتّٰى تُعْطِيَنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذًا اَجْلِسُ مَعَكَ فَجَلَسَ مَعَهٗ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

(۵۵۷۵) روایت ہے حضرت علی سے کہ ایک یہودی جس کا نام فلاں پادری تھا ۱؎ اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ دینار قرض تھے ۲؎ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تقاضا کیا ۳؎ حضور نے اس سے فرمایا کہ اے یہودی میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ جو تجھے دوں ۴؎ وہ بولا کہ میں آپ کو چھوڑوں گا نہیں حتی کہ آپ مجھے قرضہ ادا کریں ۵؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ الْآخِرَةَ وَالْغَدَاةَ وَكَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَدَّدُوْنَهٗ وَيَتَوَعَّدُوْنَهٗ فَفَطِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الَّذِيْ يَصْنَعُوْنَ بِهٖ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَهُوْدِيٌّ يَحْبِسُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَعَنِيْ رَبِّيْ اَنْ اَظْلِمَ مُعَاهِدًا اَوْ غَيْرَهٗ فَلَمَّا تَرَجَّلَ النَّهَارُ قَالَ الْيَهُوْدِيُّ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَشَطْرُ مَالِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمَا وَاللّٰهِ مَا فَعَلْتُ بِكَ الَّذِيْ فَعَلْتُ بِكَ اِلَّا لِاَنْظُرَ اِلٰى نَعْتِكَ فِي التَّوْرٰىةِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَمُهَاجِرُهٗ بِطَيْبَةَ وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا مُتَزَيٍّ بِالْفُحْشِ وَلَا قَوْلِ الْخَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَهٰذَا مَالِيْ فَاحْكُمْ فِيْهِ بِمَا اَرَاكَ اللّٰهُ وَكَانَ الْيَهُوْدِيُّ كَثِيْرَ الْمَالِ۔

(رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

تب تو میں تیرے ساتھ ہی بیٹھوں گا آپ اس کے ساتھ بیٹھ گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء آخری اور فجر کی نمازیں پڑھیں ۶؎ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اسے ڈراتے دھمکاتے تھے ۷؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھ لیا ۸؎ جو وہ اس کے ساتھ کرتے تھے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک یہودی آپ کو روکے ہوئے ہے ۹؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے میرے رب نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کسی عہد والے کافر وغیرہ پر ظلم کروں ۱۰؎ پھر جب دن چڑھ گیا تو یہودی بولا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں ۱۱؎ اور میرا آدھا مال اللہ کی راہ میں ہے ۱۲؎ حضور جو کچھ میں نے آپ کے ساتھ برتاؤ کیا یہ صرف اس لئے کہ میں آپ میں صفات دیکھ لوں جو توریت میں ہیں ۱۳؎ کہ محمد عبداللہ کے بیٹے ہیں ان کی جائے ولادت مکہ اور جائے ہجرت طیبہ ہے اور ان کی سلطنت شام میں ہے ۱۴؎ نہ تو سخت دل ہیں نہ سخت زبان اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے نہ تو بری باتوں سے متصف ہیں اور نہ سخت کلام برے کلام سے ۱۵؎ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں اور یہ ہے میرا مال آپ اس میں وہ فیصلہ فرمائیں جو اللہ آپ کو دکھائے ۱۶؎ یہودی بہت بڑا مال دار تھا ۱۶؎۔ (بیہقی دلائل نبوت)

(۵۵۷۵) ۱؎ یعنی حضرت علی نے اس یہودی کا نام بتایا تھا مگر راوی کو یاد نہ رہا تھا۔ وہ اپنے مذہب کا بڑا عالم تھا۔ **حبر** عالم یہود کو کہتے ہیں جمع ہے احبار محدثین نے بھی اس یہودی کا نام نہ بتایا۔ ۲؎ یعنی حضور انور نے اس یہودی پادری سے ضرورۃً چند اشرفیاں قرض لی تھیں اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے مالی معاملات حتی کہ قرض کا لین دین بھی جائز ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کا مال مخلوط ہو کہ اس کی کمائی حرام بھی ہو حلال بھی اس سے قرض ہدیہ لینا درست ہے۔ دیکھو یہود کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے۔ **اکلون للسحت** یہ بڑے حرام خور ہیں۔ رشوتیں، سود جوئے بھی ان کی کمائیاں تھیں۔ مگر حضور انور نے ان سے قرض لیا۔ اس سے بہت دینی مسئلے حاصل ہوں گے ۳؎ اس یہودی کا یہ تقاضا مقررہ مدت سے پہلے تھا۔ خیال رہے کہ قرض یعنی دست گرداں میں مدت مقرر لازم نہیں ہوتی قرض خواہ طے شدہ وقت سے پہلے بھی تقاضا کر سکتا ہے مگر کاروباری قرض جسے دین کہتے ہیں جیسے کوئی چیز خریدی اس کی قیمت قرض کر لی اس میں طے شدہ مدت سے پہلے قرض خواہ کو تقاضا کرنے کا حق نہیں ہوتا۔ ۴؎ اس فرمان عالی میں

حضور انور کی طرف سے وعدہ خلافی نہیں بلکہ وعدہ خلافی اس قرض خواہ یہودی کی طرف سے تھی کہ وہ طے شدہ مدت سے پہلے ہی قرضہ وصول کرنے آگیا تھا۔۵۔ فقہ میں اسے ملازمت کہتے ہیں یعنی قرض خواہ مقروض کے ساتھ رہے۔ کہے کہ میں تجھے بغیر قرضہ وصول کئے چھوڑوں گا نہیں۔ ۶۔ غالبًا یہ واقعہ مسجد نبوی شریف میں ہوا کہ وہ یہودی مسجد میں ہی حضور انور کے ساتھ بیٹھ گیا۔ حضور مسجد شریف میں ہی باجماعت نماز پڑھتے رہے اور اس یہودی کے ساتھ بیٹھے رہے' یہودی کافر تھا۔ کفار مسجد میں آسکتے ہیں۔ قرآن مجید میں جو ہے **انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام** وہاں نجاست سے مراد عقیدوں کی گندگی اور وہاں مشرکین کو حج بیت اللہ سے روکنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ۷۔ **تهدد** اور **توعد** دونوں کے معنی ہیں دھمکانا ڈرانا یہاں **تهدد** سے مراد ہے مار پیٹ سے ڈرانا اور توعد سے مراد ہے نکال دینے سے ڈرانا وہ حضرات چپکے چپکے اسے ڈراتے دھمکاتے تھے۔ جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ ۸۔ یعنی قرآئن و علامات سے حضور انور نے سمجھ لیا کہ ہمارے صحابہ اس یہودی کو ڈرا رہے ہیں۔ فطن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور نے علامات سے معلوم کیا یہ ہے اسلام کا عدل و انصاف اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ ہیں، مسلمان حاکم قوم ہیں۔ وہ یہودی مسلمانوں کی رعیت کا ایک شخص ہے سلطان اسلام پر وہ ایسی سختی کر رہا ہے اور اس کو اینٹ کا جواب پتھر سے نہیں دیا جاتا۔ ایسا عدل و انصاف کسی قوم نے نہیں کیا ہوگا۔ ۹۔ صحابہ کی یہ عرض و معروض بطور تعجب ہے کہ ایک ذلیل حقیر یہودی جو آپ کی رعایا ہمارا ماتحت ہے اس نے پہلی زیادتی تو یہ کی کہ وقت سے پہلے قرضہ کا مطالبہ کیا۔ پھر اس کا یہ ظلم کہ آپ کے ساتھ رہ پڑا ہم کو اجازت دیں کہ ہم اسے ان حرکتوں کا مزہ چکھادیں۔ ان حضرات کا مقصد یہ ہے کہ ہم اس کو ڈراتے دھمکاتے ہیں۔ اس کی زیادتی کی وجہ سے ہم کو اس کی اجازت دینی چاہیے۔ خیال رہے کہ یا تو ان حضرات کے پاس روپیہ تھا نہیں کہ حضور انور کا قرض ادا کر دیتے یا حضور انور کو یہ منظور نہ تھا یا ان حضرات کو اس یہودی کا وقت سے پہلے مطالبہ کرنا پسند نہ تھا ان وجوہ سے ان حضرات نے حضور کا قرض ادا نہ کیا بلکہ اور طرح دھمکایا۔ لہٰذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ صحابہ نے قرض ہی ادا کیوں نہ کر دیا۔ (از مرقات) حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ کرام سے قرض نہیں لیتے تھے۔ بلکہ غیر مسلموں سے یعنی اپنی رعایا یہود وغیرہ سے قرض لیتے تھے۔ (مرقات) ۱۰۔ معاہد سے مراد ذمی کافر ہے اور غیر معاہد سے مراد مستامن کافر ہے یا معاہد سے مراد ہے ذمی و مستامن دونوں قسم کے کفار اور غیر معاہد سے مراد ہیں حربی کفار کہ ظلم حربی کافر پر بھی جائز نہیں۔ یا معاہد سے مراد ہیں ذمی مستامن کفار اور غیر معاہد سے مراد ہیں سارے انسان' خیال رہے کہ ذمی پر ظلم کرنا بمقابلہ مسلمان پر ظلم کرنے کے زیادہ برا ہے کیونکہ مسلمان کے قرض کا نتیجہ قیامت میں یہ ہوگا کہ یا تو مقروض کی نیکیاں قرض خواہ کو دے دی جائیں یا قرض خواہ کے گناہ مقروض پر ڈال دیئے جائیں۔ اگر کافر قرض خواہ یا مظلوم ہے اور مسلمان ظالم ہے تو یہ دونوں صورتیں وہاں ناممکن ہیں اسی لئے کافر پر ظلم بدتر ہے مسلمان پر ظلم کرنے سے۔ جیسے جانوروں پر ظلم کرنا بدتر ہے انسان پر ظلم کرنے سے کہ جانور کسی سے شکایت نہیں کرسکتا۔ دیکھو مرقات یہ ہی مقام نیز جانور کے ظلم کا مسئلہ شامی میں بھی ہے خیال رہے کہ حضور انور یہاں قرض مارنے کا ظلم نہیں فرمایا ہے۔ حضور کی نیت یہ تو تھی ہی نہیں۔ بلکہ قرض خواہ کے پاس نہ بیٹھنے کو اسے ڈرانے دھمکانے کو ظلم قرار دیا ہے اس لئے فرمایا کہ مجھے اس کے پاس بیٹھنا چاہیے۔ حربی کفار کا مال جنگ میں غنیمت میں لینا جائز ہے۔ امانت' قرض' عاریت کافر کی بھی ادا کرنی پڑے گی۔ ۱۱۔ یعنی میں دیکھ کر اللہ کی توحید اور آپ کی نبوت کی گواہی دیتا ہوں اس کی تفصیل ابھی آگے آرہی ہے۔ ۱۲۔ یعنی میں مسلمان ہوتا ہوں اور اسلام کی توفیق ملنے کی خوشی میں اپنا آدھا مال اللہ کی راہ میں خیرات کرتا ہوں یہ اس کا شکریہ ہے کہ رب نے مجھے اسلام کے

marfat.com

ساتھ صحابیت کا شرف بھی بخشا۔ ۱۳۔ یعنی میں نے آپ کی صورت آپ کا حلیہ توریت کے بیان کے مطابق پایا۔ مگر وہ سیرت پاک اور دیکھنی تھی جو توریت شریف میں آپ کی بیان کی گئی ہے میری یہ سخت روی اس کی تحقیق کے لئے تھی ورنہ قصور تو میرا ہے کہ میں نے وقت سے پہلے قرض کا مطالبہ کیا۔ ۱۴۔ اس کی شرح ابھی کچھ پہلے گزر گئی کہ اسلام میں پہلے سلطان جناب امیر معاویہ ہیں ان کا دار الخلافہ دمشق تھا جو شام کا پایہ تخت ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ کی سلطنت بالکل حق ہے۔ جیسے خلفاء راشدین کی خلافت بالکل درست و حق ہے نیز یہ کہ امیر معاویہ کی سلطنت حضور انور کی سلطنت ہے۔ اور خلافت نیز سلطنت اور خلافت راشدہ میں بڑا فرق ہے۔ سلطان اسلام مسلمانوں کے صرف اجسام کا حاکم ہوتا ہے اور خلیفۃ المسلمین مسلمانوں کے جسم و قلب و روح سب کا حاکم ہوتا ہے۔ رسول اللہ کا جانشین اس کی بیعت سلطنت کی بیعت بھی ہے طریقت کی بیعت بھی کہ وہ مسلمانوں کا بادشاہ بھی ہوتا ہے اور پیر طریقت بھی اس لئے حضرات خلفاء راشدین کے زمانہ میں لوگ مشائخ کی بیعت نہ کرتے تھے امیر معاویہ کے زمانہ سے یہ طریقت کی بیعت علیحدہ ہوئی لوگوں نے شیخ اختیار کئے ۱۵۔ متزی بنا ہے زی سے بمعنی لباس و ہیئت متزی باب تفعل کا اسم فاعل برے برتاوے بری باتوں سے ملوث فحش کے معنی ہیں حد سے بڑھی ہوئی چیز۔ خنا بمعنی بیہودہ ۱۶۔ یعنی میں نے یہ مال اللہ کی راہ میں خیرات تو کردیا مگر اسے تقسیم حضور انور کریں۔ حضور میرے اور میرے مال کے مالک و مختار ہیں جہاں چاہیں جسے چاہیں عطا فرمادیں ۱۷۔ اب مال کے ساتھ اس کا حال اس کا مآل (انجام) بھی اچھا ہو گیا یہ ہے خوش نصیبی۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ الذِّكْرَ وَيُقِلُّ اللَّغْوَ وَيُطِيْلُ الصَّلٰوةَ وَيُقَصِّرُ الْخُطْبَةَ وَلَا يَاْنَفُ اَنْ يَّمْشِيَ مَعَ الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ فَيَقْضِيَ لَهُ الْحَاجَةَ۔ (رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ)

(۵۵۷۶) روایت ہے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر زیادہ کرتے تھے اور دنیاوی کلام بہت کم کرتے تھے ۱۔ اور نماز دراز کرتے تھے اور خطبہ چھوٹا پڑھتے تھے ۲۔ اور بیوگان، مساکین کے ساتھ چلنے سے عار نہیں سمجھتے تھے کہ ان کی حاجت پوری فرمادیں ۳۔ (نسائی، داری)

(۵۵۷۶) ۱۔ خیال رہے کہ لغو کے معنی ہیں بیکار کام یا بیکار کلام یہاں کلام دنیا کو لغو فرمایا ذکر اللہ کے مقابلہ میں وہ بھی حضور انور کی نسبت ہے ورنہ حضور انور کی دنیا عین دین ہے۔ حضور کے دنیاوی کام ہماری ہزارہا عبادات سے افضل ہیں حتی کہ حضور انور کا مزاح (خوش طبعی کی باتیں) بھی دین تھیں کہ ان میں بھی تبلیغ تھی ہم کو مزاح دکھانا مقصود تھا۔ ۲۔ یعنی جمعہ اور عیدین کے خطبے چھوٹے پڑھتے تھے۔ نمازیں دراز کیونکہ نماز میں رب تعالیٰ سے ہم کلامی ہوتی ہے وہ معراج مومن ہے اور خطبہ میں لوگوں سے خطاب کم ہی اچھا ہے۔ رب سے ہم کلامی دراز ہی بہتر ہے (از مرقات) اب بھی سنت یہ ہی ہے ۳۔ یعنی حضور انور کو غریبوں، یتیموں، مسافروں بیوگان کے ساتھ رہنے سہنے چلنے پھرنے ان کا کام کرنے میں کوئی عار نہ تھی فرشتوں کے بھی ہم نشین تھے۔ عابدوں زاہدوں کے بھی اور گنہگاروں مساکین کے بھی۔ شعر:

☆ شاہ باز لامکانی آن او ☆ رحمت للعالمین درشان او ☆

وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ اَبَا جَهْلٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا لَا نُكَذِّبُكَ وَلٰكِنْ نُكَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ

(۵۵۷۷) روایت ہے حضرت علی سے کہ ابوجہل نے ۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ ہم آپ کو نہیں جھٹلاتے ۲۔

marfat.com

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْهِمْ فَاِنَّهُمْ لَا یُکَذِّبُوْنَكَ وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

لیکن ہم تو اسے جھٹلاتے ہیں جو آپ لائے ہیں ۳؎، تب اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں آیت اتاری کہ یہ لوگ آپ کو نہیں جھٹلاتے لیکن ظالم لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ۴؎۔

(ترمذی)

(۵۵۷۷) ۱؎ ابو جہل کا نام عمرو ابن ہشام تھا۔ قریش مکہ کا سردار تھا بڑا سخت دل حضور انور کا دشمن تھا۔ حضور انور نے اس کو ابو جہل کہا یعنی جہالت والا، ابو کے معنی باپ نہیں بلکہ اس کے معنی ہیں والا جیسے ابو ہریرہ بلی والا، ابوبکر ہر نیکی میں اولیت والے ایسے ہی ابو جہل حماقت و جہالت والا لوگ اسے ابوالحکم کہتے تھے، حضور انور نے ابو جہل کہا تو وہ ابو جہل ہی ہو کر رہ گیا۔ ۲؎ یہ ہے حضور انور کی سچائی کی دھاک جو کفار کے دل میں بیٹھی ہوئی تھی یعنی ہم نے آپ کی زبان پر کبھی جھوٹ آتے نہیں دیکھا ہماری عقل نہیں قبول کرتی کہ آپ کی زبان جھوٹ کہے ۳؎ اس عبارت کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ **بما جئت** میں ب سببیہ ہو اور نکذب کا مفعول پوشیدہ ہو یعنی ہم آپ کو اس قرآن مجید کی وجہ سے جھوٹا کہتے ہیں اگر آپ قرآن سنانا چھوڑ دیں تو ہم آپ کو جھوٹا کہنا چھوڑ دیں۔ دوسرے یہ کہ بما مفعول ہے **نکذب** کا یعنی ہم تو اس قرآن کو جھوٹا کہتے ہیں نہ کہ آپ کو تب اس کا مطلب یہ ہے کہ جو فرشتہ آپ کو قرآن لا کر سناتا ہے وہ فرشتہ نہیں ہے کوئی جن وغیرہ جھوٹی مخلوق ہے وہ آپ سے جھوٹ بول جاتا ہے کہ یہ کلام الٰہی ہے ہم اس کو اور اس کلام کو جھوٹا کہتے ہیں۔ آپ دھوکہ کھا گئے ہیں۔ لہٰذا اس قول پر یہ اعتراض نہیں کہ جب وہ حضور کے متعلق یہ کہتا تھا کہ آپ کا یہ کہنا قرآن کلام الٰہی ہے جھوٹ ہے تو پھر اس نے حضور انور کو جھوٹا کہہ دیا پھر **لانکذبک** کے کیا معنی۔ ۴؎ ایک بار ابو جہل کا خاص دوست اخنس ابن شریق اسے علیحدگی میں لے گیا اور بولا کہ یہاں کوئی نہیں ہے سچ کہہ دے کہ محمد مصطفیٰ سچے ہیں یا نہیں وہ بولا ہیں تو وہ بالکل سچے اخنس بولا پھر تو انہیں مانتا کیوں نہیں وہ بولا کہ قصی کی اولاد میں پہلے ہی سے کعبہ کی کلید برداری حجاج کو پانی پلانا اور دوسری شرافتیں حاصل ہیں اگر نبوت بھی ان میں چلی گئی تو دوسرے قریشیوں کے لئے کونسی عزت باقی بچے گی اس پر یہ آیات اتری لہٰذا اس آیت کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ یہ آیت الٰہیہ کی وجہ سے آپ کو جھٹلاتے ہیں یہ حاسد ہیں اگر آپ قرآن نہ سناتے یہ آپ کو جھوٹا نہ کہتے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا عَائِشَةُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّهَبِ جَآءَ نِیْ مَلَكٌ وَاِنَّ حُجْزَتَهٗ لَتُسَاوِی الْکَعْبَةَ فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ یَقْرَأُ عَلَیْكَ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ اِنْ شِئْتَ نَبِیًّا عَبْدًا وَاِنْ شِئْتَ نَبِیًّا مَلِکًا فَنَظَرْتُ اِلٰی جِبْرَئِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاَشَارَ اِلَیَّ اَنْ ضَعْ نَفْسَكَ وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی جِبْرَئِیْلَ کَالْمُسْتَشِیْرِ لَهٗ فَاَشَارَ جِبْرَئِیْلُ بِیَدِهٖ اَنْ تَوَاضَعْ فَقُلْتُ نَبِیًّا عَبْدًا قَالَتْ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی

(۵۵۷۸) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے عائشہ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں ۱؎، میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس کی کمر کعبہ کے برابر تھی ۲؎، اس نے عرض کیا کہ آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو بندگی والے نبی بنیں اور اگر چاہیں تو بادشاہ نبی بنیں ۳؎، تو میں نے جبریل علیہ السلام کی طرف دیکھا ۴؎، تو انہوں نے مجھے مشورہ دیا کہ آپ اپنی ذات میں انکسار کریں ۵؎، اور حضرت ابن عباس کی روایت میں ہے کہ رسول

marfat.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِکَ لَا یَاْکُلُ مُتَّکِئًا یَقُوْلُ اٰکُلُ کَمَا یَاْکُلُ الْعَبْدُ وَاَجْلِسُ کَمَا یَجْلِسُ الْعَبْدُ۔ (رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ)

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل کی طرف دیکھا ان سے مشورہ لینے والے کی طرح تو جناب جبریل نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ انکسار کریں ۶۔ میں نے کہا کہ میں بندگی والا نبی رہوں گا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگا کر نہیں کھاتے تھے' فرماتے تھے میں ایسے ہی کھاؤں گا جیسے بندے کھاتے ہیں اور ایسے ہی بیٹھوں گا جیسے بندے بیٹھتے ہیں' ۷۔ (شرح سنہ)

(۵۵۷۸) ا۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ حضور جو چاہیں رب تعالیٰ وہ ہی کردے جسے جو چاہیں اپنے رب کے حکم سے دیدیں حتی کہ حضرت ربیعہ نے حضور انور سے جنت مانگی بلکہ جنت میں آپ کی ہمراہی مانگی۔ حضور نے انہیں عطا فرمائی جیسا کہ جلد اول باب السجود میں حدیث گزری۔ **شعر:۔**

☆ کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے ☆ سرکار بنایا تمہیں مختار بنایا ☆

خیال میں رہے یعنی اگر ہم یہ چاہیں' مولانا فرماتے ہیں ۔ یاد او سرمایہ ایماں بود ☆ ہر گدا از یاد او سلطان بود ☆ تو کریمی من کمینہ بندہ ام ☆ لیک از لطف شما پروردہ ام ☆ ۲۔ اس فرمان عالی سے اس فرشتہ کی قدر آوری اور درازی بیان فرمانا مقصود ہے کہ وہ کعبہ معظمہ سے دوگنا بلند تھا ۳۔ حضرات انبیاء کرام اکثر مساکین تھے۔ حضرت یوسف سلیمان و داؤد علیہما السلام بادشاہ نبی تھے آپ کو اختیار ہے کہ آپ مسکین نبی ہونا قبول فرماویں یا بادشاہت والے نبی بنیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام جہان رب تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ حضور کی رضا چاہتا ہے ۴۔ حضور نے جبریل امین کو مشورہ کے لئے دیکھا اشارۃً" فرمایا کہ اے جبریل تمہاری کیا رائے ہے معلوم ہوا کہ اپنے ماتحتوں سے مشورہ کر لینا بھی سنت ہے۔ ۵۔ یعنی اے محبوب حضور مسکینیت اور عبدیت اختیار فرماویں کہ یہ غنا سے افضل و اعلیٰ ہے معلوم ہوا کہ مسکین صابر اعلیٰ ہے غنی شاکر سے رب تعالیٰ نے شکر کی جزا زیادتی نعمت بتلائی ہے۔ **لئن شکرتم لازیدنکم** اور صبر کی جزا خود ذات پروردگار ہے۔ فرماتا ہے۔ **ان اللہ مع الصابرین** خیال رہے کہ اگرچہ حضور انور سارے حجاز کے بادشاہ ظاہری بھی ہوئے۔ مگر حضور نے اپنی زندگی شاہانہ نہیں گزاری بلکہ درویشانہ گزاری مسکینیت کا یہ ہی مطلب ہے۔ **شعر:۔**

☆ دولت دنیا خاک برابر ہاتھ کے خالی دل کے تونگر ☆ ہاتھ کا تکیہ خاک کا بستر صلی اللہ علیہ وسلم ☆

۶۔ یعنی حضور تمام نبیوں کے سردار ہیں تو آپ کا ہر وصف آپ کی ہر ادا افضل و اعلیٰ ہی چاہیے۔ تواضع اعلیٰ ہے کہ آپ ہر چیز کے مالک ہو کر بھی انکسار فرماویں۔ ۷۔ چنانچہ حضور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر دو زانو بیٹھتے تھے اور اکروں بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ جیسے مولیٰ کا فرمانبردار مولیٰ کی آواز کا منتظر بندہ اکروں بیٹھ کر کھانا کھاتا ہے۔ تاکہ اگر مولیٰ بلائے تو اٹھنے میں دیر نہ لگے۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ نماز کے باہر بھی دو زانو بیٹھنا افضل ہے۔ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بہت دفع اکروں بھی بیٹھتے تھے (مرقات) حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور کھانے کے بعد یہ انگلیاں چاٹ لیتے تھے۔ پھر ہاتھ شریف دھوتے تھے پانی تین سانسوں میں پیتے تھے یہ باتیں پہلے گزر چکی ہیں۔

marfat.com

بَابُ الْمَبْعَثِ وَبَدْءُ الْوَحْیِ ۔

ظہور نبوت اور ابتداءوحی کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

باب اصل میں بوب تھا ۔ بمعنی لوٹنا اپنی ابتدا کی طرف واو الف سے بدل گیا اس کی جمع ابواب آتی ہے۔ اور ابواب بھی مبعث مصدر میمی ہے۔ بعض بعث بھیجنا ظہور نبوت کو بعثت کہا جاتا ہے وحی کے لفظی معنی اشارہ، خفیہ کلام آواز۔ بول کا القاء شریعت میں وہ کلام الٰہی جو نبی سے بواسطہ فرشتہ یا بلاواسطہ ہو یا بطور القاء دل میں ہو۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر زیادہ وحی اس آخری قسم کی اکثر آتی تھی۔ یعنی دل میں ڈالنا (اشعۃ اللمعات) یہاں وحی سے مراد ہیں دوسرے معنی یعنی بواسطہ فرشتہ کلام الٰہی یہ ہی وحی نبی سے خاص ہے۔ وحی ۔ بمعنی الہام یا ۔ بمعنی القاء فی القلب غیر نبی پر بھی ہوتی ہے رب فرماتا ہے **واوحینا الی أم موسیٰ** یا فرماتا ہے **واوحی ربک الی النحل** (اشعۃ اللمعات)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَرْبَعِیْنَ سَنَةً فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ سَنَةً یُوْحٰی اِلَیْہِ ثُمَّ اُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِیْنَ وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّیْنَ سَنَةً ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

(۵۵۷۹) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے (نبی بنے) ا۔ پھر مکہ معظمہ میں تیرہ سال قیام فرمایا کہ آپ پر وحی کی جاتی تھی پھر ہجرت کا حکم دیئے گئے تو دس سال مہاجر رہے ۲۔ اور تریسٹھ سال کی عمر شریف میں وفات پائی ۳۔ (بخاری مسلم)

(۵۵۷۹) ا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی آئی تو عمر شریف چالیس سال تھی۔ ۲۔ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ظہور نبوت چالیس سال کی عمر میں ہوا اس پر بھی سب متفق ہیں کہ بعد ہجرت مدینہ میں دس سال قیام فرمایا۔ مگر اس میں اختلاف ہے کہ بعد ظہور نبوت مکہ معظمہ میں کتنا قیام رہا۔ اس کے متعلق تین روایات ملتی ہیں۔ دس سال، تیرہ سال، پندرہ سال، تیرہ سال کو ترجیح ہے اور اس کا یہاں بیان ہے۔ ۳۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کے متعلق تین قول میں ساٹھ سال، تریسٹھ سال، پینسٹھ سال، قوی تر قول تریسٹھ سال کا ہے بعض شارحین نے ان تینوں قولوں کو اس طرح جمع کیا ہے کہ ساٹھ کے قول ہیں اکائیوں کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ صرف چھ دہائیاں بیان ہوئی ہیں اور پینسٹھ والے قول میں سال ولادت اور سال ہجرت کو الگ الگ سال شمار کر لیا گیا ہے۔ بہرحال تریسٹھ کا قول قوی ہے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر، عمر فاروق، علی مرتضیٰ ان تمام حضرات کی عمریں تریسٹھ سال ہوئی ہیں۔ **نکتہ لا الہ الا اللہ** کے حروف بارہ ہیں اسی طرح محمد رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم کے حروف بارہ یوں ہی ابوبکر صدیق، عمر ابن الخطاب، عثمان ابن عفان، علی بن ابی طالب سب کے حروف بارہ بارہ ہیں۔ ان حضرات کے ناموں کو بھی رسول اللہ کے ناموں سے بہت ہی قرب ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً یَسْمَعُ الصَّوْتَ

(۵۵۸۰) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں پندرہ سال قیام فرمایا ا۔ کہ سات

marfat.com

وَيَرَى الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِيْنَ وَلَا يَرٰى شَيْئًا وَّثَمَانَ سِنِيْنَ يُوْحٰى اِلَيْهِ وَاَقَامَ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا وَّتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

سال تک غیبی آواز سنتے تھے اور روشنی دیکھتے تھے اور دیکھتے کچھ نہ تھے ۲؎ اور آٹھ سال آپ پر وحی کی جاتی تھی اور مدینہ منورہ میں دس سال قیام کیا اور پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی ۳؎ (مسلم بخاری)

(۵۵۸۰) ۱؎ اس کا مطلب ابھی عرض کیا جاچکا ہے کہ ولادت شریف اور ہجرت شریف کے سال علیحدہ مان لئے گئے اس حساب سے پندرہ سال کیے گئے ۲؎ بعض روایات میں ہے کہ یہ غیبی نور اور غیبی آواز ظہور نبوت سے پہلے حضور دیکھتے اور سنتے تھے یہ نور اور آوازیں فرشتے کی تھیں۔ پہلے صرف نور اور آوازوں کا حضور کو عادی بنایا گیا۔ پھر فرشتہ وحی لایا تاکہ حضور انور اس کی برداشت کر سکیں۔ اک دم سارا بوجھ نہ ڈالا گیا۔ اس کے باوجود نزول وحی پر سردی میں پسینہ آجاتا تھا (مرقات و اشعہ) موسیٰ علیہ السلام کو پہلے عصا سے مانوس کیا گیا پھر کوہ طور پر تنہائی میں انہیں عصا کو سانپ بنا کر دکھایا گیا۔ تاکہ فرعون کے سامنے سانپ بن جانے پر آپ کو فکر نہ ہو۔ ۳؎ اس کی تحقیق ابھی ہو چکی کہ عمر شریف تریسٹھ ہے یہ دو سال کسروں کو پورا کر کے لئے گئے ہیں (مرقات)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۵۸۱) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ اللہ نے حضور کو ساٹھ سال کے کنارے پر وفات دی ۱؎ (مسلم و بخاری)

(۵۵۸۱) ۱؎ حضرت عثمان غنی کی عمر شریف بیاسی سال ہوئی۔ ان تمام حضرات کے نام اور کام یکساں ہیں۔

وَعَنْهُ قَالَ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ وَعُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيُّ ثَلٰثٌ وَّسِتِّيْنَ اَكْثَرُ۔

(۵۵۸۲) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تریسٹھ سال کی عمر میں وفات دیئے گئے، اور حضرت ابوبکر تریسٹھ سال کی عمر میں ۱؎ اور عمر تریسٹھ سال کی عمر میں ۲؎ (مسلم) محمد ابن اسمٰعیل بخاری نے فرمایا کہ تریسٹھ سال کی روایت زیادہ ہیں ۳؎۔

(۵۵۸۲) ۱؎ نکتہ عجیبہ حضور انور نے فرمایا خیر القرون قرنی اس قرنی میں ق سے اشارہ ہے ابوبکر صدیق کی طرف ر سے عمر فاروق کی طرف ن سے عثمان غنی کی طرف اور ی سے حضرت علی کی طرف یہ چاروں زمانے حضور انور کے اپنے زمانے ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین۔ حضرت صدیق اکبر کی خلافت دو سال چار ماہ ہوئی بائیس جمادی الاول منگل کی شب ۱۳ھ تیرہ ہجری مغرب و عشاء کے درمیان وفات پائی۔ آپ کی بیوی اسماء بنت عمیس نے آپ کو غسل دیا۔ عمر فاروق نے نماز پڑھائی۔ ۲؎ حضرت عمر کی خلافت دس سال چھ ماہ ہوئی چھبیس ذی الحجہ بدھ کے دن آپ کو مغیرہ ابن شعبہ کے یہودی غلام ابو لولو نے فجر کی نماز پڑھتے ہوئے محراب النبی میں برچھا مارا اس سے آپ شہید ہوئے ۲۳ھ اتوار کے دن دفن کئے گئے خاص روضہ انور میں حضرت ابوبکر کے پہلو میں۔ حضرت علی خاص شہادت عثمان کے دن خلیفہ ہوئے یعنی اٹھارہ ذی الحجہ جمعہ کے دن ۳۵ پینتیس ہجری میں عبدالرحمٰن ابن ملجم مرادی نے آپ کو جمعہ کے دن سترہ رمضان ۴۰ھ چالیس ہجری میں کوفہ میں قاتلانہ حملہ کیا۔ آپ کی خلافت چار سال ۹ ماہ چند دن ہوئی۔ حضرت انس نے جب یہ حدیث بیان کی تو اس وقت حضرت علی زندہ تھے اس لئے آپ کا ذکر نہیں کیا (مرقات) ایک دن امیر معاویہ

marfat.com

نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر کی عمریں تریسٹھ سال ہوئیں اب میری عمر بھی تریسٹھ سال ہے میری تمنا ہے کہ اس سال میری وفات بھی ہو جائے مگر آپ کی یہ تمنا پوری نہ ہوئی۔ بلکہ آپ کی عمر شریف اٹھتر سال ہوئی۔ مگر آپ کو اس تمنا کا ثواب مل گیا۔ (مرقات) و ترمذی میں جریر عن معاویہ ۳۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل نے بھی تریسٹھ سال کو ترجیح دی ہے قاضی عیاض نے تو روایت پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔ اس پر سب متفق ہیں کہ حضور کی ولادت پاک دوشنبہ کے دن صبح صادق کے وقت ماہ ربیع الاول میں ہوئی۔ اس پر بھی اتفاق ہے کہ وفات شریف دوشنبہ بارہ ربیع الاول دوپہر کے وقت ہوئی مگر اس میں اختلاف ہے کہ ولادت پاک دوسری ربیع الاول کو ہوئی یا آٹھویں کو یا دسویں کو یا بارہویں کو مگر زیادہ مشہور بارہ ربیع الاول ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا اِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُوْ بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَّنْزِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَاْ فَقَالَ مَا اَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَاْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَاْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجُفُ فُؤَادُهٗ فَدَخَلَ عَلٰى خَدِيْجَةَ فَقَالَ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ لِخَدِيْجَةَ وَاَخْبَرَهَا الْخَبَرَ لَقَدْ خَشِيْتُ

(۵۵۸۳) روایت ہے حضرت عائشہ سے ۱۔ فرماتی ہیں کہ اولاً جس وحی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ابتدا ہوئی وہ سوتے میں سچی خواب تھی ۲۔ کہ آپ کوئی خواب نہ دیکھتے مگر وہ صبح کے ظہور کی طرح ظاہر ہو جاتی ۳۔ پھر حضور کو خلوت پسند ہوگئی تو غار حرا میں خلوت کرتے تھے وہاں اس میں عبادت کرتے ۴۔ **تحنث** کے معنی ہیں اپنے گھر لوٹنے سے پہلے چند راتیں عبادت کرنا حضور اس کے لئے توشہ لے جاتے تھے ۵۔ پھر جناب خدیجہ کی طرف لوٹتے تھے اور اتنی راتوں کے لئے توشہ لے جاتے تھے ۶۔ حتیٰ کہ آپ پر حق آیا جبکہ آپ غار حراء میں تھے آپ کے پاس فرشتہ آیا ۷۔ عرض کیا پڑھئے فرمایا میں نہیں پڑھنے والا ۸۔ پھر اس نے مجھے پکڑا مجھے گلے لگایا ۹۔ حتیٰ کہ اسے مجھ سے مشقت پہنچی ۱۰۔ پھر مجھے چھوڑ دیا پھر کہا پڑھئے میں نے کہا میں نہیں پڑھنے والا اس نے مجھے پھر پکڑا پھر مجھے دوبارہ گلے لگایا حتیٰ کہ اس کو مجھ سے مشقت پہنچی پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا پھر کہا پڑھئے میں نے کہا میں نہیں پڑھنے والا اس نے مجھے تیسری بار پکڑا اور مجھے گلے لگایا حتیٰ کہ اسے مجھ سے مشقت پہنچی پھر مجھے چھوڑ دیا ۱۱۔ پھر کہا پڑھئے اپنے رب کا نام جس نے سب کچھ بنایا جس نے جمے خون سے انسان بنایا پڑھئے اور آپ کا رب بڑی عزت والا ہے جس نے قلم سے سکھایا ۱۲۔ انسان کو وہ سب سکھایا جو وہ نہ جانتا

marfat.com

عَلٰی نَفْسِیْ فَقَالَتْ خَدِیْجَۃُ کَلَّا وَاللّٰہِ لَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِیْثَ وَتَحْمِلُ الْکَلَّ وَتَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِی الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ ثُمَّ انْطَلَقَتْ بِہٖ خَدِیْجَۃُ اِلٰی وَرَقَۃَ بْنِ نَوْفَلٍ ابْنِ عَمِّ خَدِیْجَۃَ فَقَالَتْ لَہٗ یَا ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ اَخِیْکَ فَقَالَ لَہٗ وَرَقَۃُ یَا ابْنَ اَخِیْ مَاذَا تَرٰی فَاَخْبَرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَاٰی فَقَالَ وَرَقَۃُ ھٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِیْ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی مُوْسٰی یَا لَیْتَنِیْ فِیْھَا جَذَعًا یَا لَیْتَنِیْ اَکُوْنُ حَیًّا اِذْ یُخْرِجُکَ قَوْمُکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَ مُخْرِجِیَّ ھُمْ قَالَ نَعَمْ لَمْ یَاْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِہٖ اِلَّا عُوْدِیَ وَاِنْ یُّدْرِکْنِیْ یَوْمُکَ اَنْصُرْکَ نَصْرًا مُّؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ یَنْشَبْ وَرَقَۃُ اَنْ تُوُفِّیَ وَفَتَرَ الْوَحْیُ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) وَزَادَ الْبُخَارِیُّ حَتّٰی حَزِنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَا مِنْہُ مِرَارًا کَیْ یَتَرَدّٰی مِنْ رُءُوْسِ

تھا ۱۳؎ یہ وحی لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے اس طرح کہ آپ کا دل کانپ رہا تھا ۱۴؎ جناب خدیجہ کے پاس گئے فرمایا مجھے چادر اوڑھا دو انہوں نے حضور کو چادر اوڑھائی حتی کہ آپ سے رعب جاتا رہا ۱۵؎ پھر بی بی خدیجہ کو یہ خبر دے کر فرمایا کہ میں اپنی جان پر خوف کرتا ہوں ۱۶؎ خدیجہ بولیں رب کی قسم ہرگز نہیں اللہ آپ کو کبھی غمگین نہ کرے گا ۱۷؎ کیونکہ آپ رشتہ جوڑتے ہیں بات سچی کرتے ہیں دوسروں کے بوجھ اٹھاتے ہیں نیستی والوں کے لئے کمائی کرتے ہیں، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں حق کی طرف لے جانے والوں کی مدد کرتے ہیں ۱۸؎ پھر حضور کو جناب خدیجہ ورقہ ابن نوفل کے پاس لے گئیں جو خدیجہ کے چچا زاد تھے ۱۹؎ ان سے بولیں اے چچیرے بھائی آپ اپنے بھتیجے سے تو سنئے ۲۰؎ حضور سے ورقہ نے کہا کہ اے میرے بھتیجے تم کیا دیکھتے ہو ۲۱؎ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خبریں سنائیں جو آپ نے دیکھا تھا تو ورقہ نے کہا یہ وہی فرشتہ ہے جو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا ۲۲؎ ہائے کاش میں اس زمانہ میں قوی جوان ہوتا ۲۳؎ ہائے کاش میں زندہ ہوتا جب کہ آپ کو آپ کی قوم نکالے گی ۲۴؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لوگ مجھے نکالیں گے عرض کیا ہاں ۲۵؎ کوئی صاحب وہ پیغام نہ لائے جو آپ لائے ہیں مگر ان سے دشمنی کی گئی ۲۶؎ اور اگر مجھ کو آپ کا وہ زمانہ نصیب ہو تو میں آپ کی بلیغ مدد کروں ۲۷؎ پھر ورقہ نہ ٹھہرے کہ ان کی وفات ہوگئی اور وحی بند ہوگئی ۲۸؎ (مسلم بخاری) بخاری نے یہ زیادتی کی کہ حتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوئے جو روایت ہم کو پہنچی ہے ۲۹؎ اس میں ہے کہ آپ

marfat.com

شَوَاهِقِ الْجِبَالِ فَكُلَّمَا أَوْفٰى بِذُرْوَةِ جَبَلٍ لِكَيْ يُلْقِيَ نَفْسَهٗ مِنْهُ تَبَدّٰى لَهٗ جِبْرِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا فَيَسْكُنُ لِذٰلِكَ جَاشُهٗ وَتَقِرُّ نَفْسُهٗ۔

سخت غمگین بارہا صبح کے وقت گئے تاکہ اپنے کو اونچے پہاڑ کی چوٹی سے گرادیں ۳۰۔ مگر جب کبھی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے تاکہ وہاں سے اپنے کو گرادیں تو حضرت جبریل حضور کے سامنے آتے کہتے اے محمد آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اس سے آپ کا قلق جاتا رہتا' اور آپ کا دل مطمئن ہو جاتا۔۳۱۔

(۵۵۸۳) ا۔ یہ حدیث حضرت عائشہ کی مرسل حدیث ہے یعنی صحابی کے مراسیل میں سے ہے۔ کیونکہ وہ زمانہ حضرت عائشہ صدیقہ نے پایا نہیں غالب یہ ہے کہ کسی صحابی سے سن کر فرمارہی ہیں صحابی کی مرسل حدیث سب کے نزدیک حجت ہے۔ (مرقات) اور ہوسکتا ہے کہ ام المومنین حضور سے سن کر فرمارہی ہوں۔ مگر کسی روایت میں آپ نے حضور انور سے نقل نہ فرمائی۔ ۲۔ اگرچہ حضور انور کو ہمیشہ ہی سچی خوابیں آتی تھیں مگر قریب ظہور نبوت یعنی چھ ماہ پہلے ان خوابوں کا سلسلہ بندھ گیا اور تعبیر کا ظہور بہت جلد ہونے لگا۔ ۳۔ یعنی حضور کی خواب کا ظہور بہت جلد اور بالکل درست ہوتا تھا جیسے رات کے بعد بہت جلد سویرا ہوتا ہے۔ ۴۔ غار حرا حضور انور کا چلہ گاہ ہے جو جبل نور کی چوٹی پر واقع ہے۔ یہ جبل نور مکہ معظمہ سے قریباً دو میل فاصلہ پر جنت معلی سے آگے ہے۔ فقیر نے اس غار شریف میں نفل پڑھے ہیں ۵۔ یعنی کچھ روٹیاں پکوا کر وہاں غار حرا میں لے جاتے اور آٹھ دس دن تک باسی نہ باسی روٹیاں کھاتے' وہاں روزے نوافل رکوع سجود ادا کرتے رہتے تھے۔ اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ حضور انور نزول قرآن سے پہلے ہی عارف باللہ تھے اور عبادات ریاضات سے واقف تھے جو کہے کہ حضور نے قرآن سے اللہ تعالٰی کو جانا پہچانا اور قرآن سے عبادات سیکھیں وہ جھوٹا ہے۔ دیکھو ابھی قرآن کریم آنا بھی شروع نہ ہوا۔ اور حضور عبادات کررہے ہیں۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں کے چلے اور چلوں میں ریاضات ترک حیوانات کرنا۔ روزے رکھنا۔ کم کھانا۔ معمولی کھانا سب درست ہیں۔ ان سب کو اصل یہ ہی حدیث ہے۔ خیال رہے کہ ام المومنین کا اس زمانہ کو راتیں فرمانا اس لئے ہے کہ خلوت کے لئے رات ہی مناسب ہے ذوات عدد فرماکر بتایا کہ بہت راتوں تک عبادت کرتے تھے۔ ذوات عدد کثرت کے لئے ہے۔ ۶۔ اس میں گفتگو ہے کہ اس زمانہ میں حضور کونسی عبادت کرتے تھے۔ حق یہ ہے کہ حضور انور کسی نبی کی شریعت والی عبادت نہیں کرتے تھے کیونکہ حضور کسی نبی کے امتی نہیں بلکہ اجتہاد اور رائے سے عبادت کرتے تھے جو عبادت ابراہیمی یعنی اسلامی عبادت کے موافق تھیں۔ (شامی شروع کتاب الطہارۃ اور شروع کتاب الصلوۃ) کلمہ طیبہ کا ذکر اللہ کی صفات میں فکر۔ اعتکاف۔ رکوع۔ سجود وغیرہ (مرقات) میں تو ایک بار غار میں حاضر ہوا ہوں میرے ساتھیوں کو بخار آگیا تھا۔ سخت دشوار بہت اونچا اور پیچیدہ راستہ ہے قربان ان نرم و نازک تلووں پر جو ہر ہفتہ وہاں سے چڑھتے اترتے تھے ۷۔ یعنی جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے وحی لے کر بعض نے فرمایا یہ اسرافیل علیہ السلام تھے (مرقات) یہ فرشتہ اللہ کا فرمان بھی لایا اور فیضان بھی سینہ سے لگا کر دیا فرمان زبانی پہنچایا جیسا کہ آرہا ہے۔ خیال رہے کہ اس وقت پہلے فرشتے نے اپنا تعارف نہیں کرایا کہ میں رب کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں۔ جیسے جناب مریم سے کہا تھا **انما انا رسول ربک** نہ حضور نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو کیوں آئے ہو معلوم ہوا کہ حضور انہیں پہلے

marfat.com

سے جانتے پہچانتے تھے اگر نہ پہچانتے تو آیتہ کریمہ **اقرا باسم ربک** کا قرآن ہونا بھی نہ جانتے یہ نہ جاننا شان نبوت بلکہ شان اسلام کے خلاف ہے۔ قرآن کا جاننا پہچاننا ماننا فرض ہے بغیر جانے مانے گا کیا۔ بعض روایات میں ہے کہ حضور انور کو حریر ریشم کا ایک ٹکڑا دیا جس پر یہ سورت لکھی تھی اور کہا اسے پڑھئے (اشعہ) یا یہ معنی ہیں کہ جو میں پڑھاؤں وہ پڑھئے (مرقات) مگر یہ دونوں توجیہیں قوی نہیں ظاہر یہ ہے کہ عرض کیا جو ذکر اور اللہ کا نام پہلے ہی سے آپ کے دل شریف پر نقش ہے وہ پڑھئے۔ اس لئے اقرا کا مفعول بیان نہ کیا کہ کیا پڑھئے۔ ۸۔ عام شارحین اس کے معنی کرتے ہیں کہ مجھے پڑھنا نہیں آتا' میں امی ہوں مگر یہ قوی نہیں کیونکہ حضور انور کو رب نے لکھنے کی مشق نہیں دی تھی یہ ہی معنی ہیں امی کے (اشعہ) حضور کو اللہ کا نام لینا اس کا ذکر کرنا تو اول ہی سے آتا تھا آپ تو اس غار میں عبادات ذکر اللہ عرصہ سے کر رہے تھے اور اگر یہ معنی ہوں کہ میں نے پڑھنا کسی سے سیکھا نہیں تو حضرت جبریل یہ تو جانتے ہی تھے پھر اس سوال و جواب کے کیا معنی بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے جبریل اس وقت میں نہیں پڑھنے والا اس وقت تو پڑھنے والے تم ہو سننے والا میں ہوں تاکہ نزول قرآن اور وحی الٰہی کے معنی درست ہوں وحی قولی کے معنی ہی یہ ہیں کہ فرشتہ کہے نبی سنے اس فرمان عالی میں اپنا منصب حضرت جبریل کی خدمت اور قرآن کے درجے کا متعین فرماتا ہے۔ ۹۔ غط کے معنی ہیں دبانا نچوڑنا اس ہر طاقت صرف کرنا یہاں مراد ہے گلے لگا کر خوب زور سے دبانا یہ معانقہ فیض ربانی سینہ نبوی تک پہنچانے کے لئے تھا بعض مشائخ مصافحہ سے معانقہ سے بلکہ نظر سے توجہ باطنی دیتے ہیں اس کی اصل یہ حدیث ہے معلوم ہوا کہ حال قال سے پہلے ہے قال زبان سے حال توجہ سے دیا جاتا ہے۔ ۱۰۔ اس عبارت کے معنی یہ نہیں کہ مجھے مشقت پہنچی ورنہ عبارت یوں ہوتی **بلغنی الجهد** یہاں لفظ **منی** سے معلوم ہوتا ہے کہ میری طرف سے حضرت جبریل کو مشقت پہنچی کہ انہوں نے سارا ملکی زور ختم کر دیا۔ الجہد یا تو بلغ کا فاعل ہے اور مرفوع ہے تو بلغ کا مفعول پوشیدہ ہے بلغہ یا یہ مفعول ہے اور منصوب تو بلغ کا فاعل ھو پوشیدہ ہے یعنی جبریل کو میری طرف سے مشقت پہنچی یا وہ مشقت کو پہنچے کہ انہوں نے بہت ہی محنت سے وہ امانت فیض مجھ کو سونپی ۱۱۔ فیض کی امانت آہستہ تین بار ادا کی اس سے معلوم ہوا کہ فیض رسانی آہستگی سے ہوتی ہے یہ اس آیت کے نزول کی تمہید ہے جو اس وقت آنے والی ہے تاکہ اس کے حروف کا نزول کان پر ہو اس کے فیض و نور کا نزول دل پاک پر اس عظیم مہمان کے لئے یہ گھر تیار کیا گیا۔ مرقات نے فرمایا کہ پہلی بار جو ارشاد ہوا ما انا بقارءی وہاں ما نافیہ ہے اور اب تیسری بار جو فرمایا ما انا بقارءی اس میں ما استفہامیہ ہے۔ یعنی اب بتاؤ میں کیا پڑھوں (مرقات) ۱۲۔ قوی یہ ہے کہ یہاں قلم سے مراد وہ پہلا قلم قدرت ہے جس نے لوح محفوظ پر تاقیامت سارے واقعات لکھے پھر لوح محفوظ کی اس تحریر کے ذریعہ فرشتوں نبیوں ولیوں کو سب کچھ بتایا سکھایا۔ اس لئے اسے کتاب مبین کہتے ہیں یعنی مقبولوں پر اولین و آخرین کے علوم روشن کرنے والی اور ہو سکتا ہے کہ قلم سے مراد یہ ہی دنیاوی قلم ہوں یعنی اس قلم کے ذریعہ سینہ کے علوم محفوظ کئے جس سے اگلوں کے علوم پچھلوں نے سیکھے مگر پہلے معنی قوی بھی ہیں لذیذ بھی (اشعہ) یا قلم سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے جو رب کا قلم ہے جس کے ذریعہ تاقیامت ولیوں عالموں کو علوم سکھائے گئے۔ اس کی بہت نفیس تفسیریں ہمارے حاشیہ قرآن میں دیکھو۔ ۱۳۔ قوی یہ ہے کہ الانسان سے مراد انسانیت کی جان حبیب الرحمٰن حضور محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مالم۔علم سے مراد ہے سارے علوم غیبیہ اس کی اور بہت تفسیریں ہیں۔ دیکھو ہمارا حاشیہ القران یہاں بیان کی گنجائش نہیں خیال رہے کہ یہاں بسم اللہ شریف کا ذکر نہیں معلوم ہوا کہ بسم اللہ ہر سورت کا جز نہیں اور نہ ہر سورت کے اول اتری یہ ہی امام اعظم کا مذہب ہے اور سب سے پہلی سورت اقرا شریف ہے۔ سب سے اعلیٰ عبادت اللہ کا

marfat.com

ذکر اس کا نام جپنا ہے۔ کہ قرآن مجید میں پہلے اسی کا حکم دیا گیا۔ ۱۴؎ یہ دل کانپنا اس فیض ربانی کا اثر تھا جو آج عطا ہوا تھا۔ بعض مشائخ جب اپنے مرید کو سینے سے لگا کر توجہ دیتے ہیں تو وہ مرید بیہوش ہو جاتا ہے۔ گر پڑتا ہے یہ توجہ اگر پہاڑوں پر ڈالی جاتی تو پھٹ جاتا یہ تو حضور کا قوت والا دل ہے جو ٹھہرا رہا رب فرماتا ہے **لو انزلنا هذا القران على جبل لرءايته خاشعا متصدعا من خشية الله** ۱۵؎ یعنی کچھ دیر لگ جانے سکون سے لیٹنے سے صرف رعب ہی گیا' فیضان و نورانیت میں بالکل کمی نہ ہوئی بلکہ دل شریف میں تحمل و برداشت ہو گئی ۱۶؎ یہاں کس چیز کا خوف مراد ہے اس میں بہت گفتگو ہے اپنی موت کا خوف یا دیوانگی و جنون کا خوف یا نبوت کی ذمہ داری برداشت نہ کر سکنے کا خوف یا قوم کی ایذا رسانی کا خوف آخری احتمال قوی ہے۔ حضرت خدیجہ وہ خوش نصیب بی بی ہیں کہ نبوت کی پہلی خبر انہیں ملی ۱۷؎ یعنی جس نے درد دیا وہ ہی دوا دے گا۔ جس نے نبوت آپ کو دی ہے وہ برداشت و تحمل کی طاقت دے گا اور کفار کی شر سے آپ کو محفوظ رکھے گا۔ ۱۸؎ جناب خدیجہ نے حضور کی چھ صفات حضور کو سنائیں۔ عزیزوں پر مہربانی' ہمیشہ سچ بولنا' لوگوں کے بوجھ اپنے پر لے لینا فرض اولاد خصوصاً بچیوں کی پرورش۔ بے دست و پا فقیروں کو کما کر کھلانا۔ مہمان نوازی کرنا۔ غیبی مصیبتوں میں لوگوں کی مدد کرنا۔ مقصد یہ ہے کہ آپ ان علامتوں کی وجہ سے بحکم توریت آخری نبی ہیں آپ کا سورج بلند ہو گا۔ آپ کا دین غالب ہو گا۔ حضرت خدیجہ توریت کی عالمہ تھیں اور علماء اسرائیل سے بھی آپ نے حضور کی یہ علامات سنی تھیں اس وجہ سے تو حضور سے نکاح کیا' اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حضور انور اول سے ہی ایسی عالی صفات سے موصوف تھے نزول قرآن کے بعد ان سے موصوف نہ ہوئے۔ حضور کو قرآن نے یہ چیزیں نہ سکھائیں بلکہ رب نے سکھا کر بھیجا۔ معلوم ہوا کہ اچھے صفات اچھے اعمال بلائیں دفع کرتے ہیں۔ حفاظت الٰہی میں رکھتے ہیں ۱۹؎ حضرت خدیجہ بنت خویلد ابن اسد ابن عبدالعزیٰ ہیں اور جناب ورقہ ابن نوفل ابن اسد ہیں۔ لہٰذا جناب خدیجہ اور ورقہ اسد میں مل جاتے ہیں نوفل جناب خدیجہ کے چچازاد ہیں ۲۰؎ حضور رشتہ میں ورقہ کے بھتیجے نہیں مگر اہل عرب محبت و پیار میں اپنے کم عمروں کو بھتیجا یا بیٹا کہہ دیتے ہیں وہ محاورہ یہاں استعمال ہوا ہے ۲۱؎ ورقہ زمانہ جاہلیت میں عیسائی بن گئے تھے انجیل کا ترجمہ عربی میں آپ نے کیا تھا توریت و انجیل کے بڑے ماہر تھے۔ اس وقت بہت بوڑھے تھے نابینا ہو چکے تھے صاحب مشکوٰۃ نے آپ کو صحابہ کی فہرست میں لیا ہے دیکھو اکمال مگر قوی یہ ہے کہ ورقہ صحابی نہیں کیونکہ صحابی وہ ہے جو شرعی مومن بن چکنے کے بعد حضور کا دیدار یا صحبت پائے اور شرعی ایمان تبلیغ کی آیات آنے حضور کی تبلیغ اور دعوت اسلام دینے پر حاصل ہوتا ہے ورقہ نے وہ وہ زمانہ نہ پایا۔ اس واقعہ کے بعد ہی نوفت ہو گئے اسی لئے اول صحابی ابوبکر صدیق ہیں نہ کہ ورقہ ابن نوفل اگر ورقہ صحابی ہوتے تو اول صحابی ہوتے کہ حضور انور نے پہلے انہیں کو اپنی وحی کی خبر دی ابھی صحابی بننے کا زمانہ شروع ہی نہیں ہوا تھا۔ اعلان نبوت کے بعد جو شرعی ایمان لا کر حضور کو دیکھے وہ صحابی ہوتا ہے اس لئے جناب آمنہ عبدالمطلب کو کسی نے صحابی نہیں کہا۔ ۲۲؎ صاحب اسرار یعنی بھیدی ساتھی اگر خیر ہو تو ناموس کہلاتا ہے شر ہو تو جاسوس کہا جاتا ہے یہاں جبریل مراد ہیں۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام پہلے صاحب شریعت صاحب کتاب نبی ہیں۔ اس لئے ورقہ نے ان کا نام لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام نہ لیا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ ورقہ کے بتانے پر حضور انور کو خبر ہوئی کہ وہ جبریل تھے یہ محض غلط ہے ورنہ لازم آوے گا کہ اتنے وقت تک حضور اس آیت کے کلام الٰہی ہونے سے بے خبر رہے ورقہ کے کہنے سے حضور نے جانا کہ یہ آیت **اقرا باسم ربک** کلام الٰہی ہے بی بی خدیجہ اور ورقہ مکہ بلکہ عرب میں بڑے معزز علماء میں سے مانے جاتے تھے۔ منشاء الٰہی یہ تھا کہ پہلے ان دونوں سے حضور انور کی نبوت کی گواہی دلوائی جائے پھر تبلیغ اسلام کا حکم حضور کو دیا جاوے۔

marfat.com

اس لئے حضور پہلے ان دونوں کے پاس تشریف لے گئے۔ یہ تشریف لے جانا اپنے جاننے کے لئے نہ تھا بلکہ لوگوں کو بتانے سمجھانے کے لئے تھا ۲۳؎۔ عربی میں بکری کے دو سالہ بچہ کو اور اونٹ کے پانچ سالہ بچہ کو جذع کہتے ہیں۔ اس عمر میں وہ دونوں قوی جوان ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ہر قوی جوان کو جذع کہنے لگے وہ ہی معنی یہاں ہیں فیھا میں ھاضمیرمدت تبلیغ نبوت کی طرف ہے یعنی جب آپ کو تبلیغ کا حکم دیا جاوے گا اس وقت میں جوان ہوتا تو آپ کی خدمت کرتا ۲۴؎۔ معلوم ہوتا ہے کہ ورقہ نے حضور انور کے سارے پیش آنے والے واقعات گزشتہ کتابوں میں پڑھے تھے خیال رہے کہ اپنی نبوت کا علم ورقہ کے بتانے سے نہیں ہوا حضور کو تو بچپن شریف میں پتھر درخت بایں الفاظ سلام کرتے تھے السلام علیک یا رسول اللہ۔ جیسا کہ باب المعجزات میں آوے گا۔ والدہ ماجدہ آمنہ کی بشارتیں جناب حلیمہ کی حکایتیں اپنے متعلق حضور سن چکے تھے آپ اپنی نبوت سے اس وقت خبردار تھے جبکہ دنیا بھی نہیں بنی تھی دیکھو کتاب نشر الطیب مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی یہ سب کچھ انتظام لوگوں کو سنانے کا ہو رہا ہے کہ لوگ ورقہ کی زبان سے سن لیں اور حضور کے عالی صفات اعلیٰ واقعات سے خبردار ہو جائیں۔ ۲۵؎۔ خیال رہے کہ یہاں نکالنے سے مراد اتنا تنگ کرنا کہ حضور مکہ چھوڑنے پر مجبور ہو جاویں نہ کہ خود نکالنا کفار مکہ تو حضور کو شہید کرنا چاہتے تھے نہ کہ نکالنا وہ تو قتل کے لئے ڈھونڈتے پھرے۔ حضور انور کا ان سے یہ پوچھنا بھی اسی لئے تھا کہ لوگ ورقہ کی زبان سے ہجرت کی خبر سن لیں اور ہجرت کو حضور کی حقانیت کی دلیل سمجھیں۔ ۲۶؎۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے۔ کہ قریبا سارے نبیوں نے ہجرت کی الا ماشاء اللہ خیال رہے کہ دشمنی سارے نبیوں سے کی گئی ہجرت اور جہاد اکثر نبیوں نے کئے۔ خیال رہے کہ حضور انور سے پہلے بعض لوگ اصلی عیسائیت پر قائم تھے مگر خال خال وہ بھی پہاڑوں غاروں میں چھپے چھپائے جناب ورقہ اور سلمان فارسی جیسے لوگوں نے انہیں راہبوں سے یہ علوم حاصل کئے تھے۔ انہیں علوم کی برکت سے حضور کو جانا پہچانا تھا ۲۷؎۔ مؤزر بنا ہے ازر سے بمعنی پشت اور پشت پناہی و قوت رب فرماتا تھا۔ **واشدد به ازری** مؤزر بمعنی مضبوط و قوی۔ ۲۸؎۔ یعنی **اقرا باسم ربک** پہلی وحی کے نزول سے کچھ دن بعد ہی ورقہ کا انتقال ہو گیا اور صرف یہ ہی ایک وحی آکر بند ہو گئی کتنے روز بند رہی اس میں بہت گفتگو ہے غالب یہ ہے کہ چھ ماہ بند رہی اسی دوران میں حضرت جبریل آتے تھے حضور سے ملتے تھے مگر وحی نہ لاتے تھے (اشعۃ) مرقات نے فرمایا کہ **اقرا باسم ربک** پہلی وحی ہے اور **یایھا المدثر قم فانذر** دوسری وحی ان دونوں کے درمیان کچھ دنوں کا فاصلہ ہے۔ وحی بند ہونے میں بڑی حکمتیں تھیں۔ قلب پاک کو سکون بخشنا۔ حضور کو شوق وحی زیادہ کرنا وغیرہ (مرقات) ۲۹؎۔ یہ عبارت **فیما بلغنا** کسی راوی کا قول ہے یعنی پہلے تو قلب پاک پر رعب اور خوف تھا اور اب شوق کا دریا موجیں مار رہا تھا مگر ادھر سے خاموشی تھی۔ شعر:۔

☆ دیر است کہ دلدار پیامے نہ فرستاد ☆ ننوشت سلامی نہ فرستاد کلامے ☆

۳۰؎۔ یعنی شوق و فراق برداشت سے باہر ہو گیا تو اپنے کو ہلاک کرنے کے لئے پہاڑ پر چڑھے کہ وہاں سے اپنے کو گرا کر خود کشی کریں اس وقت تک احکام شرعیہ نہیں آئے تھے لہٰذا یہ ارادہ گناہ نہ تھا۔ ۳۱؎۔ یعنی جبریل امین آکر عرض کرتے تھے کہ آپ ہیں سچے رسول وحی الٰہی آئے گی اور بارہا آئے گی آپ غم نہ کریں یہ سن کر حضور انور واپس گھر لوٹ آتے پھر شوق کا جوش ہوتا پھر وہی ارادہ فرماتے سبحان اللہ کیا انداز محبوبانہ ہے کہ کلام بھی نہیں فرماتے اور آگے بڑھنے بھی نہیں دیتے۔ شعر:۔

☆ دیکر جھلک سی آپ تو پردہ میں چھپ رہے ☆ اور کہہ گئے کہ آنکھ سے ڈھونڈھا کرے کوئی ☆

marfat.com

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَآءَنِيْ بِحِرَآءٍ قَاعِدٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا حَتّٰى هَوَيْتُ اِلَى الْاَرْضِ فَجِئْتُ اَهْلِيْ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْنِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۵۸۴) روایت ہے حضرت جابر سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا آپ وحی بند ہوجانے کے متعلق خبر دیتے تھے ۱؎ فرمایا جبکہ ہم چل رہے تھے ۲؎ کہ ہم نے آسمان سے ایک آواز سنی میں نے اپنی نگاہ اٹھائی تو وہ ہی فرشتہ جو میرے پاس حراء میں آیا تھا آسمان و زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا تھا تو میں رعب کی وجہ سے اس سے ڈرا دیا گیا ۳؎ حتی کہ زمین کی طرف مائل ہوگیا ۴؎ پھر میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا میں نے کہا مجھے چادر اوڑھاؤ مجھے چادر اوڑھاؤ انہوں نے مجھے چادر اوڑھادی تب اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی اے چادر اوڑھنے والے اٹھو ۴؎ ڈراؤ اپنے رب کی بڑائی بولو اپنے کپڑے پاک رکھو اور گندگی دور رکھو ۵؎ پھر وحی گرم ہوگئی اور لگاتار جاری ہوگئی ۶؎ (مسلم بخاری)

(۵۵۸۴) ۱؎ معلوم ہوا کہ حضور انور اپنے حالات خود صحابہ کرام سے بیان فرماتے تھے کہ جب عارضی طور پر وحی بند ہوگئی تو ہمارا کیا حال تھا۔ ۲؎ یہ واقعہ مکہ معظمہ بلکہ غار حرا کا ہے۔ (مرقات) وہاں ہی حضور نے یہ غیبی آواز آسمان کی جانب سے سنی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس آواز میں یا تو الفاظ تھے نہیں یا تھے تو معمولی تھے اس لئے حضور نے اسے آواز فرمایا کلام نہ کہا ۳؎ **جئثت** بنا ہے **جائثۃ** سے بمعنی گھبراہٹ ڈر جئثت مجہول فرمانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ یہ رعب رب کی طرف سے میرے دل میں ڈالا گیا یہ رعب اس کلام الٰہی کا تھا۔ جو حضور پر پہلے نازل ہوا تھا۔ خیال شریف یہ ہوا کہ پھر کوئی آیت نازل ہوگی دل میں بیقراری اور رعب پیدا ہوگیا۔ حضرت جبریل اس وقت بھی شکل انسانی میں تھے ان سے رعب ہونے کی وجہ ہی کوئی نہیں اپنی صورت میں تو صرف دوبار حاضر ہوئے ۴؎ ھوی کے معنی ہیں زمین پر لپٹ جانا اوندھے لیٹ کر اپنے ہاتھ پاؤں زمین پر چمٹا دینا ۵؎ مدثر بنا ہے دثار سے عربی میں شعار نیچے والے کپڑے کو کہتے ہیں جو جسم سے ملا ہوا ہو دثار اوپر والے کپڑے کو مدثر کے معنی ہوئے چادر کمبل اوڑھنے والے صوفیاء فرماتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں اے بشریت کی چادر اوڑھ کر مخلوق کے سامنے جانے والے' نور مطلق نے بشریت کی چادر اوڑھی تب مخلوق آپ سے فیض لے سکی۔ شعر:

☆ لباس آدمی پہنا جہاں نے آدمی جانا ☆ مزمل بن کے آئے تھے ہویدا بن کے نکلیں گے ☆

یہاں مرقاۃ نے اس کے معنی کئے اے نبوت کی عبا اوڑھنے والے رسالت کا بوجھ اٹھانے والے اس کی اور بہت نفیس نفیس تفسیریں ہمارے حاشیہ قرآن نور العرفان فی تفسیر القرآن میں ملاحظہ کرو وہاں لکھا ہے کہ اپنی چادر کرم میں اپنی امت کو چھپانے والے۔ ۵؎ یعنی پیارے اٹھو تاکہ دنیا تمہارے سہارے اٹھے خیال رہے کہ سورہ مزمل میں بھی ہے **یایھا المزمل قم الیل** وہاں قیام سے مراد ہے نماز میں کھڑا ہونا اور یہاں قیام سے مراد ہے نبوت کی تبلیغ کے لئے اٹھنا یا وہاں نبوت کے لئے اٹھنا مراد ہے یہاں رسالت و

marfat.com

تبلیغ کے لئے اٹھنا مراد (مرقاۃ) ۶؎ یعنی اپنے جسم کے کپڑے پاک وصاف رکھو معلوم ہوا کہ پاکیزگی کا حکم پہلے آیا نماز کا حکم بہت بعد میں صوفیاء فرماتے ہیں کہ کپڑوں سے مراد ہے نفس کے صفات' انہیں پاک کرنے سے مراد ہے برائیوں سے دور رکھنا (اشعہ)

وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يَأْتِيْكَ الْوَحْيُ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْيَانًا يَأْتِيْنِيْ مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّهٗ عَلَيَّ فَيَفْصِمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ وَاَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِيْ فَاَعِيْ مَا يَقُوْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَقَدْ رَأَيْتُهٗ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَاِنَّ جَبِيْنَهٗ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۵۸۵) روایت ہے جناب عائشہ کہ حارث ابن ہشام نے ۱؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر وحی کیسے آتی ہے ۲؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبھی تو میرے پاس جھانجھ کی سی جھنکار آتی ہے ۳؎ وہ مجھ پر بہت گراں ہوتی ہے ۴؎ تو وہ مجھ سے ختم ہوتی ہے حالانکہ میں نے اس سے وہ یاد کرلیا ہوتا ہے ۵؎ جو اس نے کہا اور کبھی میرے سامنے فرشتے مرد کی شکل میں آتا ہے مجھ سے بات کرتا ہے ۶؎ جو وہ کہتا ہے محفوظ کرلیتا ہوں ۷؎ جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور انور کو دیکھا کہ آپ پر سخت ٹھنڈے دن میں وحی نازل ہوتی تھی تو ختم ہوتی تھی اس حالت میں کہ آپ کی پیشانی پسینہ سے نچڑتی ہوتی تھی ۸؎ (مسلم بخاری)

(۵۵۸۵) ۱؎ اس سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے وحی **اقرا باسم ربک** اور دوسری وحی **یایہا المدثر** ان دونوں کے درمیان فاصلہ وہ ہے جو ہم پہلے عرض کرچکے ہیں یعنی چھ ماہ یا کم وبیش حارث ابن ہشام بھائی ہیں ابوجہل کے جسکا نام عمرو ابن ہشام تھا حارث صحابی ہیں فتح مکہ کے دن ایمان لائے ان کے لئے جناب ام ہانی نے امان لی تھی سام میں رہے جنگ یرموک میں ۱۵ھ میں عہد فاروقی میں شہید ہوئے انہیں حضور نے فتح مکہ کے دن ایک سو اونٹ تالیف قلب کے لئے عطا فرمائے (اکمال) ۲؎ غالب یہ ہے حارث کے اس سوال کے وقت ام المومنین عائشہ صدیقہ موجود تھیں اور ہوسکتا ہے کہ حارث نے حضرت عائشہ کو یہ واقعہ سنایا ہو (مرقات) ۳؎ صلصلہ یا تو مسلسل آواز کو کہتے ہیں یا وہ آواز جو لوہے کو لوہے سے لگنے سے مسلسل پیدا ہو جرس وگھنگرو وغیرہ ہیں جو جانور کے گلے یا پاؤں میں باندھ دیئے جائیں جب وہ دوڑے تو مسلسل جھنکار پیدا ہو۔ یہ مثال سمجھانے کے لئے دی گئی ہے یعنی وحی ایک باریک اور مسلسل آواز میں ہوتی ہے جو بغیر غور سمجھ میں نہیں آتی کہ کیا کہا جارہا ہے ۴؎ کیونکہ اسے سمجھنا اس میں غور کرنا پھر اسے یاد رکھنا بیک وقت یہ تین کام کرنا پڑتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں فرشتہ نہیں آتا تھا بلکہ کان میں غیبی آواز گھنگرو کی جھنکار کی طرح آتی تھی مگر حضور کو یقین ہوتا تھا کہ یہ وحی الٰہی ہے ۵؎ یعنی قدرتی طور پر وہ مجھے یاد بھی ہوجاتی اور میں اس کا معنی مقصد مطلب اسرار سب کچھ سمجھ بھی لیتا ہوں یہ حدیث اس آیت کی تفسیر ہے **ان علینا جمعه وقرانه** حتی کہ فرمایا' **ثم ان علینا بیانه**' یہ سارے کام رب تعالٰی کے ذمہ کرم پر تھے۔ ۶؎ چنانچہ اکثر حضرت جبریل دحیہ کلبی کی شکل میں آتے تھے کبھی اجنبی شخص کی شکل میں کبھی دوسرے لوگ بھی انہیں دیکھتے تھے کبھی نہیں مگر آواز سنتے تھے خیال رہے کہ فرشتے لڑکوں کی شکل میں صرف حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے وہ بھی ایک بار اور کبھی عورتوں کی شکل میں نہ آئے یہ بھی خیال رہے کہ اگر

marfat.com

فرشتے وحی لے کر نہ آئیں کسی اور مقصد کے لیے آئیں تو ممکن ہے کہ نبی اولاً انہیں نہ پہچانیں۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام فرشتوں کے لیے بھنا بچھڑا گھر میں سے لے کر آئے تھے انہیں مہمان سمجھ کر مگر یہ ناممکن ہے کہ فرشتہ وحی لائے اور نبی نہ پہچانیں۔ کہ اس صورت میں وحی مشکوک ہو جاوے گی انہیں یقین ہوتا ہے کہ یہ فرشتہ ہے اور جو کچھ کہہ رہا ہے وہ وحی الٰہی ہے۔ ۷۔ یعنی اس فرشتے کے الفاظ دماغ میں اس کے کلام کے مضامین دل میں محفوظ کرلیتا ہوں یہ حفاظت رب کی طرف سے ہے ۸۔ ظاہر یہ ہے کہ حضور کی یہ حالت شریفہ دونوں قسم کی وحی میں ہوتی تھی ویسے جب بھی فرشتے آتے تو حضور انور بے تکلف ان سے کلام فرماتے تھے جس کی بہت سی احادیث ہیں۔ تبلیغی وحی کی شان ہی اور تھی یہاں اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ کبھی جناب جبریل کی ملکیت حضور کی بشریت پر غالب آتی تو جھانج کی سی آواز محسوس فرماتے اور کبھی حضور انور کی بشریت حضرت جبریل کی ملکیت پر غالب آتی تو وہ شکل انسانی میں آتے تھے پہلی صورت میں حضور انور اپنی بشریت سے غائب بے نیاز ہو جاتے تھے نیز یہ حالت کہ سردی میں پسینہ آ جاوے یہ بھی پہلی قسم کی وحی میں ہوتا تھا۔ جب جھانج کی سی آواز سنتے اور اپنی بشریت سے بے نیاز ہوتے تھے۔ (اشعۃ اللمعات)

وَعَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ كُرِبَ لِذٰلِكَ وَتَرَبَّدَ وَجْهُهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ نَكَسَ رَاْسَهُ وَنَكَسَ اَصْحَابُهُ رُءُوْسَهُمْ فَلَمَّا اُتْلِيَ عَنْهُ رَفَعَ رَاْسَهُ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۵۸۶) روایت ہے حضرت عبادہ ابن صامت سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ اس سے بڑے متفکر ہوتے ۱۔ اور آپ کا چہرہ بدل جاتا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ سر جھکا لیتے اور آپ کے صحابہ اپنے سر جھکا لیتے پھر جب ختم ہوتی تو اپنا سر اٹھاتے ۲۔ (مسلم)

(۵۵۸۶) ۱۔ یہاں کرب۔ بمعنی فکر مند ہونا نہایت موزوں ہیں غمگین ہونے کے معنی مناسب نہیں حضور انور کو یہ فکر یا تو وحی کی شدت کی بنا پر ہوتی تھی یا اس کی تبلیغ کی ذمہ داریوں پر۔ اس کے شکریہ ادا کرنے کی فکر کہ وحی ایک نعمت ہے اور نعمت کا شکر لازم ہے وہ بھی بقدر نعمت مرقاۃ میں یہاں فرمایا کہ یہ حال شریف ابتداء نبوت میں ہوا کرتا تھا بعد میں نہیں۔ واللہ اعلم۔ ۲۔ حضور انور تو اپنا سر شریف غور سے سننے کے لیے جھکا لیتے تھے حاضرین بارگاہ حضور کے ادب و احترام کے لیے سر جھکاتے تھے وجہ میں فرق تھا۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى صَعِدَ الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيٍّ بِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتَّى اجْتَمَعُوْا فَجَعَلَ الرَّجُلُ اِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّخْرُجَ اَرْسَلَ رَسُوْلًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ فَجَاءَ اَبُوْ لَهَبٍ وَقُرَيْشٌ فَقَالَ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ صَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ بِالْوَادِيْ تُرِيْدُ اَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ

(۵۵۸۷) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری کہ آپ اپنے قریبی عزیزوں کو ڈرایئے ۱۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے حتی کہ صفا پہاڑ پر چڑھے پھر پکارنے لگے کہ اے بنی فہر اے بنی عدی قریش کے قبیلوں کے نام لے کر حتی کہ وہ سب جمع ہو گئے ۲۔ حالت یہ ہو گئی کہ اگر کوئی آ نہ سکا تو اس نے اپنا قاصد بھیج دیا کہ جا کر دیکھے کہ کیا واقعہ ہے ۳۔ تو ابولہب بھی آیا اور قریش بھی تب فرمایا بتاؤ تو اگر میں تم کو خبر دوں کہ ایک لشکر اس پہاڑ کے کنارے سے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک لشکر اس جنگل سے نکلے گا ۴۔ وہ تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے کیا تم میری تصدیق

marfat.com

اِلَّا صِدْقًا قَالَ فَاِنِّیْ نَذِیْرٌ لَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ قَالَ اَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَّكَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

کرو گے ۵۔ سب بولے ہاں ہم نے آپ پر کبھی نہ آزمایا مگر سچ ہی ۶۔ فرمایا تو میں تمہارے لئے ڈرانے والا ہوں سخت عذاب کے آگے ۷۔ ابولہب بولا کہ ہلاکت ہو تمہارے لئے کیا تم نے ہم کو اسی لئے جمع کیا تھا۸۔ تب یہ آیت نازل ہوئی **تبت یدا ابی لہب**۹۔ (مسلم بخاری)

(۵۵۸۷) ا۔ یہ حضور انور پر چوتھی کی وحی آئی پہلی وحی **اقرا باسم ربک** دوسری وحی **یایہا المدثر قم فانذر** تیسری وحی **ماو دعک ربک وما قلی** پوری سورت چوتھی وحی یہ اس ترتیب میں اور روایات بھی ہیں پہلی وحی میں ذکر اللہ کا حکم دوسری وحی میں حضور کی محبوبیت کا اظہار تیسری وحی میں تہذیب اخلاق پاکیزگی صفائی کا حکم چوتھی وحی میں عزیزوں کو تبلیغ خیال رہے کہ یہ ترتیب بہت ہی شاندار ہے پہلے اپنی اصلاح پھر اپنے قریبی عزیزوں کی اصلاح پھر دوسروں کی درستی یہ ہی ترتیب جہاد میں تھی کہ پہلے قریبی کافروں پر پھر دور والوں پر رب فرماتا ہے **قاتلوا الذین یلونکم من الکفار** اب بھی یہ ترتیب چاہیے کہ پہلے اپنے نفس کی اصلاح پھر قریبی عزیزوں کی پھر دوسروں کی۔ ۲۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ پہلی تبلیغ صفا پہاڑ پر چڑھ کر فرمائی نہ کہ بیت اللہ شریف میں اس میں اشارۃً اپنا مقام بتایا کہ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ کر انسان دور دور کی چیز دیکھ لیتا ہے اور پہاڑ کے دونوں طرف کی خبر رکھتا ہے۔ حضور انور انسانیت کے اعلیٰ درجہ پر ہیں اور اس مقام پر ہیں جہاں کونین نظر آتے ہیں فرش پر بھی نظر رکھتے ہیں عرش پر بھی مخلوق کی بھی خبر رکھتے ہیں خالق کی ذات وصفات سے بھی خبردار ہیں۔ **شعر:۔**

☆ ادھر اللہ سے واصل ادھر دنیا میں ہیں شاغل ☆ خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا ☆

حضور کی زبان مخلوق کی طرف ہے کان خالق کی طرف حضور کا ایک ہاتھ لینے والا رب کی طرف ہے دوسرا ہاتھ دینے والا ہم بھکاریوں کی طرف جب رب اپنے بندوں سے کچھ کہتا ہے تو حضور کی معرفت تو ہم جب رب تعالیٰ سے کچھ کہیں تو حضور کی معرفت حضور برزخ کبریٰ ہیں خالق و مخلوق کے درمیان **اللہم صل وسلم وبارک علیہ** ۳۔ یہ آواز سارے مکہ میں پہنچ گئی ہر کان نے سن لی یہ بھی حضور کا معجزہ ہے ورنہ پہاڑ کی آواز نیچے نہیں پہنچتی حضرت ابراہیم کی پکار تمام ارواح کو سنادی گئی۔ ۴۔ یہاں حدیث مختصر لائی گئی اس تبلیغ کی ابتداء یوں فرمائی کہ ارشاد فرمایا **کیف انا فیکم** اے اہل مکہ تم میں میں نے اپنی عمر گزاری تم نے میرے شب و روز دیکھے بتاؤ میں تم میں کیسا ہوں۔ سب نے یک زبان سے کہا کہ صادق الوعد ہیں امین ہیں تب فرمایا کہ اگر میں تم کو یہ خبر دوں الخ جس سے پتہ لگا کہ ایمان کا پہلا رکن حضور انور کو جاننا پہچاننا ماننا ہے باقی ارکان بعد کے ہیں۔ اسی لئے کافر کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کرتے ہیں قرآن مجید نماز وغیرہ سب بعد کی چیزیں ہیں۔ ۵۔ یعنی اگر تمہاری آنکھیں کہتی ہیں کہ اس میدان میں ایک چیونٹی بھی نہیں مگر میری زبان کہے کہ یہاں لشکر جرار ہے جو عنقریب تم پر حملہ آور ہو گا تو بتاؤ اپنی آنکھوں کو مانو گے یا میری زبان کی اس میں حضور انور نے اپنے علوم **غیبیہ** کا ان کفار سے اقرار کرایا نبی کہتے ہی اسے ہیں جو غیبی خبریں دے جیسے رب تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے علوم فرشتوں کو دکھائے پھر انہیں سجدے کا حکم دیا علم غیب نبی ماننا سب سے مقدم ہے ۶۔ یعنی ہم نے آپ کا بچپن جوانی، پختہ سال دیکھی ہے۔ آپ کی زبان پر کبھی جھوٹ آتے نہیں دیکھا ہماری آنکھ جھوٹی ہو سکتی ہے مگر آپ کی زبان جھوٹی نہیں ہو سکتی یہ ہے دشمنوں کی گواہی خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح اپنے محبوب کو مکہ معظمہ سے باہر نہیں رکھا

marfat.com

تاکہ کفار مکہ فرعون کی طرح یہ نہ کہہ سکیں کہ آپ باہر سے علم پڑھ کر جادو سیکھ آئے ہیں بلکہ مکہ معظمہ میں ہی رکھا تاکہ حضور کی زندگی ان سب کے سامنے رہے اور کوئی یہ الزام نہ دے سکے کفار مکہ نے حضور کو صادق الوعد اور امین کا لقب دیا تھا۔ ۷۔ یہاں سخت عذاب سے مراد آخرت کا عذاب ہے کہ حضور کی تشریف آوری سے دنیا میں عام غیبی عذاب آنا تاقیامت بند گئے ۸۔ ابولہب پہلے حضور انور کا بہت مداح تھا یہ فرمان عالی سنتے ہی دشمن ہوگیا۔ اس نے ایک بھاری پتھر دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر حضور کی طرف پھینکا (اشعۃ اللمعات) یہ حدیث باب تغیر الناس کے بعد والے باب میں گزر گئی ۹۔ دونوں ہاتھ سے مرادیا تو ابولہب ہے کہ اہل عرب گردن یا دونوں ہاتھ کہہ کر ذات مراد لیتے ہیں یا اس کے وہ ہی دونوں ہاتھ مراد ہیں جن سے اس نے وہ پتھر پھینکا تھا۔
خیال رہے کہ اگلی تین سورتوں میں قل ہے۔ یعنی سورہ اخلاص اور فلق اور ناس میں مگر اس سورت میں قل نہیں تاکہ معلوم ہو کہ رب اپنے محبوب کا بدلہ رب خود لیتا ہے حتی کہ جو لفظ ابولہب نے حضور انور کے لئے بولے تھے۔ وہ ہی الفاظ رب نے ابولہب کے لئے فرمائے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمْعُ قُرَيْشٍ فِيْ مَجَالِسِهِمْ اِذْ قَالَ قَائِلٌ اَيُّكُمْ يَقُوْمُ اِلٰى جَزُوْرِ اٰلِ فُلَانٍ فَيَعْمِدُ اِلٰى فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَلَاهَا ثُمَّ يُمْهِلُهٗ حَتّٰى اِذَا سَجَدَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَانْبَعَثَ اَشْقَاهُمْ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا فَضَحِكُوْا حَتّٰى مَالَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنَ الضَّحِكِ فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ اِلٰى فَاطِمَةَ فَاَقْبَلَتْ تَسْعٰى وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتّٰى اَلْقَتْهُ عَنْهُ وَاَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَالَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلٰثًا وَكَانَ اِذَا دَعَا ثَلَاثًا وَاِذَا سَاَلَ سَاَلَ ثَلٰثًا اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَاُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ اَبِيْ مُعَيْطٍ وَعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُهُمْ صَرْعٰى

(۵۵۸۸) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے پاس نماز پڑھتے تھے ۱۔ اور قریش کی ایک جماعت اپنی مجلسوں میں تھی کہ ایک بولا ۲۔ تم میں کون شخص فلاں قبیلہ کے ذبیحہ اونٹ کی طرف جائے گا اور اس کی لید اور اس کے خون اس کی اوجری لائے حضور کو مہلت دے حتی کہ جب آپ سجدہ کریں تو اسے آپ کے کندھوں کے بیچ رکھ دے ۳۔ تو ان میں سے بڑا بدبخت گیا پھر جب حضور نے سجدہ کیا تو وہ آپ کے کندھوں کے درمیان رکھ دیا ۴۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں ٹھہرے رہے ۵۔ کفار ہنسے حتی کہ بعض بعض پر گرنے لگے ہنسی کی وجہ سے ۶۔ پھر کوئی جانے والا جناب فاطمہ کے پاس گیا ۷۔ وہ دوڑتی آئیں ۸۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں رہے حتی کہ انہوں نے آپ سے یہ گندگی ہٹادی اور آپ ان پر متوجہ ہوئیں انہیں برا کہتی تھیں ۹۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پوری فرمالی تو عرض کیا الٰہی ان قریشیوں کو پکڑ لے تین بار فرمایا ۱۰۔ اور آپ جب دعا مانگتے تو تین بار مانگتے تھے اور جب سوال کرتے تو تین بار کرتے تھے ۱۱۔ الٰہی پکڑ لے ابوجہل کو ۱۲۔ عقبہ ابن ربیعہ کو شیبہ ابن ربیعہ کو ۱۳۔ اور ولید ابن عقبہ کو اور امیہ ابن خلف کو اور عقبہ ابن ابی معیط کو اور عمارہ ابن ولید کو ۱۴۔

marfat.com

يَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ سُحِبُوْا اِلَى الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اُتْبِعَ اَصْحَابُ الْقَلِيْبِ لَعْنَةً۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

جناب عبداللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں نے انہیں بدر کے دن پچھڑا ہوا دیکھا ۱۵؎ پھر وہ بدر کے جھیرے کی طرف کھینچ کر پھینکے گئے ۱۶؎ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان جھیرے والوں پر لعنت ڈالی گئی ۱۷؎ (مسلم بخاری)

(۵۵۸۸) ۱؎ غالب یہ ہے کہ یہ نماز وہ نماز تھی جو حضور انور اپنے الہام سے پڑھا کرتے تھے۔ یہ نماز پنج گانہ میں سے نہ تھی کیونکہ یہ واقعہ جب کا ہے جب جناب فاطمہ بہت چھوٹی بچی تھی اور ابھی حضور انور کو معراج نہیں ہوئی تھی نماز پنج گانہ معراج میں عطا ہوئی ہے۔ ۲؎ یہ بولنے والا ابوجہل تھا جیسا کہ روایات میں ہے بعض نے کہا کہ کوئی اور تھا (مرقات) ۳؎ یعنی وہ تو یہ حرکت کرے اور ہم لوگ تماشا کے طور پر ہنسی مذاق کریں معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء کرام سے ہنسی کرنا کفار کا پرانا دستور ہے ان حضرات کے کسی عمل شریف کا مذاق اڑانا کفر ہے ان کی ہر ادا کا ادب و احترام ایمان کا رکن ہے۔ ۴؎ یہ حرکت کرنے والا عقبہ ابن ابی معیط تھا۔ بعض نے کہا کہ ابوجہل خود تھا ۵؎ چونکہ اس وقت تک نماز کے احکام طہارۃ وغیرہ نہیں آئے تھے۔ اس لئے حضور نے نجاست پڑجانے کے باوجود سجدہ جاری رکھا یہ نماز وہ نہ تھی جو اسلام میں بعد معراج جاری ہوئی یا ممکن ہے کہ سر مبارک اس لئے نہ اٹھایا کہ فرش کعبہ پر یہ نجاستیں نہ گریں' جب جناب فاطمہ نے یہ چیزیں پھینک دیں تو کپڑے پاک کرکے نماز دوبارہ پڑھی ہو' لہٰذا اب اگر دوران نماز نمازی پر نجاست گرجاوے تو نماز ٹوٹ جاوے گی۔ دوبارہ پڑھنی ہوگی۔ بعض آئمہ کے ہاں اگر دوران نماز نمازی پر نجاست گر جاوے تو نماز ہو جاتی ہے۔ اول سے کپڑے بدن پاک ہونا چاہئیں درمیان میں پاک رہنا ضروری نہیں ان کے قول پر حدیث بالکل ظاہر ہے۔ ۶؎ یہ ہنسی صرف کفر ہی نہ تھی بلکہ عذاب الٰہی کا پیش خیمہ تھی' ان لوگوں کو ایمان کی توفیق نہ ملی حتی کہ جنگ بدر میں سارے کفر پر مارے گئے۔ ۷؎ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق یا علی مرتضٰی یا اور کوئی صحابی موجود نہ تھے کفار میں سے کوئی نرم دل کافر جو بدنصیبوں کا مقابلہ کرکے حضور انور کی یہ تکلیف دور نہ کر سکتا تھا وہ دوڑا ہوا جناب فاطمہ کے پاس پہنچا کہ ایسے موقعہ پر چھوٹے بچے بے تکلف وہ کام کر لیتے ہیں جو بڑوں سے نہیں ہو سکتے اور اگر مسلمان نے خبر دی ہے تو وہ بھی یہی وجہ تھی کہ اس مسلمان کے یہ پلیدی ہٹانے پر جنگ کا خطرہ تھا وہ اکیلا ان سب سے لڑ نہ سکتا تھا اس لئے اس نے یہ ترکیب نکالی اشعۃ اللمعات نے کہا کہ یہ خبر دینے والے حضرت عبداللہ ابن مسعود تھے۔ ۸؎ اس وقت حضرت فاطمہ بہت چھوٹی بچی تھیں اسی لئے آپ دوڑتی ہوئی آئیں بچے جب بھی چلتے ہیں تو دوڑتے ہوئے چلتے ہیں۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا کی ولادت پاک کے وقت حضور انور کی عمر شریف اکتالیس سال تھی۔ ۹؎ خیال رہے کہ عربی میں **شتم** کہتے ہیں گالی کو سب کہتے ہیں برا کہنے ملامت کرنے کو حضرت فاطمہ کی زبان شریف پر گالی کبھی نہیں آئی ہاں آپ نے اس وقت کفار کو ملامت کی سب کے یہ ہی معنی ہیں ۱۰؎ قریش سے مراد قوم قریش نہیں قریش تو خود حضور انور جناب صدیق و فاروق عثمان و علی بھی ہیں۔ مراد یہ قریشی لوگ ہیں جنہوں نے مذکورہ بے ادبی گستاخی کی اگلی عبارت اسی کی تفصیل ہے۔ نماز پوری فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور نے فوراً نماز نہیں توڑ دی بلکہ بقیہ رکعات پوری فرمالیں۔ اس کی تحقیق ابھی کی گئی کہ اس وقت نماز میں طہارت کے بلکہ خود نماز کے احکام نہیں آئے تھے۔ ۱۱؎ سنت یہ ہی ہے کہ دعا مانگے تو تین بار رب سے کچھ سوال کرے تو تین بار سوال سے مراد بھی دعا ہی ہے۔ ۱۲؎ ابوجہل کا نام عمرو ابن ہشام ابن مغیرہ مخزومی ہے۔ اس کی کنیت ابوالحکم تھی کہ لوگوں میں یہ فیصلے کرتا تھا حضور انور نے اس کی کنیت ابوجہل رکھی

marfat.com

اس میں وہ ایسا مشہور ہوگیا کہ اس کا نام اس کی پہلی کنیت چھپ کر رہ گئی غزوہ بدر میں عفراء کے دو بچوں معوذو معاذ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود نے اس کا ناپاک سر جسم سے جدا کیا۔ ۱۳؎ حضور انور نے اپنی ذاتی دشمن کو کبھی بد دعائیں نہیں دی۔ یہ دشمن دینی تھے۔ جو حضور انور کی نماز میں خلل ڈالتے اور حضور کو دینی تکالیف بھی پہنچاتے رہتے۔ اپنے دشمنوں کو معافی دینا۔ قوم، ملک، قانون کے دشمنوں پر سختی کرنا، یہ ہی اخلاق محمدی ہیں۔ **اشداء علی الکفار رحماء بینھم** ۱۴؎ خیال رہے کہ شیبہ ابن ربیعہ ابن خمس، ابن عبد مناف کو بدر کے دن حضرت علی نے جہنم رسید کیا اور عتبہ ابن ربیعہ کو جو شیبہ کا بھائی تھا۔ حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب نے بدر کے دن قتل کیا اور امیہ ابن خلف جو حضرت بلال کا پہلا مولی تھا یہ بھی بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں بہت بری طرح مارا گیا۔ جس کا ذکر بہت طویل ہے اللہ تعالٰی نے اسے اسی طرح قتل کرایا نیزے برچھے چھروا کر جیسے وہ حضرت بلال کے جسم شریف میں گرم لوہے کی سلاخیں چھبویا کرتا تھا۔ اس کے بھائی ابی ابن خلف کو بدر کے دن حضور نے خود قتل کیا۔ اپنے ہاتھ شریف سے۔ صرف یہ ہی کافر حضور کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔ ۱۵؎ یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حضور انور کی یہ دعا قبول ہوئی اور یہ لوگ کفر پر مرے یا مارے گئے۔ خیال رہے کہ ان میں سے عمارہ ابن ولید جنگ بدر میں قتل نہیں ہوا بلکہ حبشہ میں مرا اور عقبہ ابن ابی معیط جنگ بدر سے واپس آکر مارا گیا۔ (اشعہ) لہٰذا ان سب کو بدر کا مقتول کہنا **تغلیبًا** ہے۔ ۱۶؎ بدر ایک شخص کا نام تھا جو اس جگہ کا مالک تھا اس کے نام پر اس علاقہ کو اور اس کنویں کو بدر کہنے لگے۔ قلیب کنویں کے پاس وہ گہرا غار جو کچا ہو اور اس پر من وغیرہ نہ ہو اس میں ان تمام کی لاشیں ڈالی گئیں مگر امیہ ابن خلف کی لاش ڈالی نہیں جاسکی۔ کیونکہ اسے کھینچتے ہی اس کے اعضاء الگ الگ ہوگئے۔ ۱۷؎ یعنی دنیا میں تو ان کی ایسی ذلت و رسوائی ہوئی اور آخرت کی رسوائی اور عذاب ان کے لئے تیار تھا کہ قلیب میں پڑتے ہی اس میں گرفتار کرلئے گئے۔ لعنت سے مراد فرشتوں کی پھٹکار اور ان کی سخت مار ہے۔ جس میں وہ گرفتار ہوئے (مرقات) معلوم ہوا کہ حضور کو ستانے والا بدترین بدبخت ہے۔ جیسے حضور کی دعائیں لینے والا بہت ہی خوش نصیب ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ اَتٰى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ اَشَدَّ مِنْ يَوْمِ اُحُدٍ فَقَالَ لَقَدْ لَقِيْتُ مِنْ قَوْمِكِ وَكَانَ اَشَدَّ مَا لَقِيْتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ اِذْ عَرَضْتُ نَفْسِىْ عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيْلَ بْنِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِىْ اِلٰى مَا اَرَدْتُّ فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَهْمُوْمٌ عَلٰى وَجْهِىْ فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَاْسِىْ فَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِىْ

(۵۵۸۹) روایت ہے حضرت عائشہ سے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ پر کوئی دن ایسا بھی گزرا جو احد کے دن سے زیادہ سخت ہو ۱؎ تو فرمایا میں نے تمہاری قوم سے بڑی مصیبتیں جھیلیں ۲؎ احد سے سخت دن جب میں نے ان کی مصیبت جھیلی عقبہ کا دن تھا ۳؎ جبکہ میں نے اپنے کو ابن عبد یالیل ابن کلال کے سامنے کیا ۴؎ جو میں نے چاہا تھا اس نے وہ جواب نہ دیا ۵؎ تو میں اپنے رخ پر چلا حالانکہ میں حیران تھا مجھے اس حیرانی سے افاقہ نہ ہوا مگر مقام قرن **ثعالب** میں ۶؎ تو میں نے اپنا سر اٹھایا ۷؎ تو میں ایک بادل کے سامنے تھا جس نے مجھ پر سایہ کیا تھا میں نے دیکھا تو اس میں جبریل تھے ۸؎ انہوں نے مجھے پکارا عرض کیا کہ اللہ نے

marfat.com

فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِيْهَا جِبْرِيْلُ فَنَادَانِيْ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا رَدُّوْا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ اِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَاْمُرَهٗ بِمَا شِئْتَ فِيْهِمْ قَالَ فَنَادَانِيْ مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَاَنَا مَلَكُ الْجِبَالِ وَقَدْ بَعَثَنِيْ رَبُّكَ اِلَيْكَ لِتَاْمُرَنِيْ بِاَمْرِكَ اِنْ شِئْتَ اَنْ اُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْاَخْشَبَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ اَرْجُوْا اَنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

آپ کی قوم کا کلام اور جو انہوں نے آپ کو جواب دیا سن لیا آپ کی خدمت میں پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے ۹۔ تاکہ آپ ان کفار کے متعلق جو چاہیں حکم دیں ۱۰۔ فرمایا کہ پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے پکارا مجھے سلام کیا پھر کہا اے محمد ۱۱۔ اللہ نے آپ کی قوم کا کلام سن لیا میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں مجھے آپ کے رب نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ آپ مجھے اپنے فیصلے کا حکم دیں ۱۲۔ اگر آپ چاہیں تو میں ان لوگوں پر دو اخشب پہاڑ ملا دوں ۱۳۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پیٹھوں میں سے ایسے لوگ پیدا کرے جو ایک اللہ کی عبادت کریں' اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں ۱۴۔ (مسلم بخاری)

(۵۵۸۹) غزوہ احد میں حضور کے عزیز شہید ہوئے حضور کا دانت شریف شکستہ ہوا سر مبارک زخمی ہوا۔ مسلمانوں کو سخت تکلیف پہنچی۔ میرے خیال میں ایسا سخت دن آپ پر کوئی نہیں گزرا ہوگا فرمایئے تو اس سے سخت دن بھی کوئی آپ پر گزرا ہے۔ ۲۔ یہاں **قومک** فرمانا اظہار افسوس کے لئے ہے حضرت عائشہ صدیقہ کی قوم وہی تو ہے۔ جو حضور انور کی قوم ہے یعنی قریش مقصد یہ ہے کہ ہم نے قریش سے بہت تکلیفیں دیکھی ہیں جو غزوہ احد سے زیادہ سخت تھیں کہ ان میں میرے قلب کو زخمی کیا گیا۔ ۳۔ عقبہ منیٰ شریف کے ایک حصہ کا نام ہے۔ جمرہ عقبہ اس ستون کا نام ہے جو اسی جگہ واقع ہے حضور انور حج کے زمانہ میں منیٰ شریف میں باہر سے آنے والوں کو تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔ یہاں اس تبلیغ کا ذکر ہے۔ یوم عقبہ سے مراد ہے عقبہ کے میدان میں تبلیغ کا دن عقبہ پہاڑ کے راستہ کو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ جگہ دو پہاڑوں کے بیچ میں ہے اسی لئے اس کو عقبہ کہا جاتا ہے۔ (مرقات) یا عقب بمعنی پیچھے ہے یہاں کا جمرہ پہلے دو جمروں کے پیچھے واقع ہے لہٰذا یہ ستون جمرہ عقبہ کہلاتا ہے اور یہ جگہ عقبہ۔ ۴۔ اس شخص کا نام مسعود ابن عبد یا لیل ابن کلال ابن عمرو تھا یہ قبیلہ بنی ثقیف سے تھا طائف کا رہنے والا وہاں کا بڑا سردار تھا یہ سولہ سولہ ساتھیوں کے ساتھ طائف سے حج کرنے آیا تھا۔ اسے حضور انور نے عقبہ میں دعوت اسلام دی یہ سخت بدتمیزی سے پیش آیا اور اسلام لانے سے انکار کر گیا۔ حضور انور کو اس سے بہت صدمہ ہوا۔ ابن عبد البر نے کہا ہے کہ یہ ۱۰ ہجری میں مسلمان ہوا۔ انہوں نے اسے صحابہ میں شمار کیا ہے مگر علامہ واقدی نے کہا کہ یہ مسلمان نہیں ہوا واللہ اعلم (مرقات) ۵۔ یعنی اس نے اسلام قبول نہیں کیا میری کوئی بات نہ مانی بلکہ اپنے ساتھیوں اور لڑکوں کو حضور انور کے پیچھے لگا دیا۔ جنہوں نے حضور انور پر پتھر برسائے اور آپ کو زخمی کر دیا حتی کہ آپ کے قدم شریف نعلین شریف سے خون کی وجہ سے چپک گئے (اشعہ) ۶۔ یعنی اس واقعہ سے مجھے اتنا صدمہ ہوا کہ میں گویا بیہوش ہو گیا اس حالت میں سامنے کی طرف چل دیا حتی کہ مجھے یہ خبر نہیں کہ میں کہاں جا رہا ہوں' چلتے چلتے مقام قرن

marfat.com

الثعالب پر پہنچ گیا۔ قرن الثعالب کو قرن المنازل بھی کہتے ہیں یہ جگہ نجدوالوں کا میقات ہے وہاں پہنچ کر مجھے اس حالت سے افاقہ ہوا ۷۔ آسمان کی طرف سر اٹھا کر اپنے رب کی رحمت کا انتظار کیا کیونکہ آسمان قبلہ دعا ہے۔ ۸۔ آج حضرت جبریل حضور کی خدمت میں نئی شان سے حاضر ہوئے کہ بادل سایہ دار اور پہاڑوں کا حاکم فرشتہ ساتھ ہے۔ ۹۔ اس فرشتہ کا نام اسمٰعیل ہے یہ پہاڑوں کے انتظامات پر مقرر ہے۔ دنیا کے پہاڑوں پر اس کا راج ہے سارے پہاڑ اس کے زیر فرمان ہیں ۱۰۔ یعنی پہاڑ تو اس فرشتہ کے زیر فرمان ہیں اور یہ فرشتہ آقا حضور آپ کے زیر فرمان جو آپ حکم دیں گے وہ یہ فرشتہ کرے گا اور جو یہ حکم دے گا اس پر پہاڑ عمل کریں گے گویا سارے پہاڑ آپ کے خادم ہیں آپ کے قبضہ میں ہیں یہ ہے حضور کی سلطنت آج بعض اولیاء جیسے حضور غوث پاک جہان کے راجہ ہیں اور حضور انور کے زیر فرمان ہیں۔ **اللهم صل وسلم وبارك عليه** خیال رہے کہ حضور کے زیر فرمان درخت، پتھر، پہاڑ جانور سب ہیں کہ حضور کے فرمان سے پتھروں نے کلمہ پڑھا چاند پھٹا۔ بادل برسے، یہاں حضور کی زیادہ شان دکھائی ہے کہ پہاڑوں کا حاکم فرشتہ بھی آپ کے زیر فرمان ہے۔ جیسے حضرت سلیمان بلقیس کا تخت خود نہ لائے بلکہ اپنے خادم آصف ابن برخیا سے منگایا جو پلک جھپکنے سے پہلے یمن سے شام میں لے آئے تاکہ پتہ لگے کہ ان کے آستانہ کے خدام یہ طاقت رکھتے ہیں۔ ۱۱۔ حضور انور کو یا محمد کہہ کر پکارنا اس آیت کے نزول سے پہلے تھا **لا تجعلوا دعا الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا** اس آیت سے آپ کو صرف نام لے کر پکارنا حرام ہوا یا حضور انور نے اس فرشتہ کے الفاظ کی نقل بالمعنی فرمائی اس نے تو رسول اللہ کہہ کر پکارا ہو گا۔ حضور انور نے ان لفظوں سے نقل کی جیسے ایک بڑا عالم کہتا ہے کہ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تو بھی کچھ بول حالانکہ لوگ تو ادب سے عرض کرتے ہیں۔ یا لفظ محمد اپنے لغوی معنی میں ہے یعنی تمام مخلوق بلکہ خالق کے سراہے ہوئے سب کے ممدوح سب کی تعریف کئے ہوئے۔ اگر ان بے وقوفوں نے آپ کو نہیں پہچانا تو آپ غم نہ کریں آپ کو تو ساری خلقت جانتی پہچانتی آپ کی حمد و ثنا کرتی ہے بہر حال فرشتے کے اس لفظ کو دیکھ کر ہم حضور کو اس طرح نہیں پکار سکتے۔ حضور کو تو رب **یاایہا النبی یاایہا الرسول یاایہا المزمل یاایہا المدثر** کے پیارے القاب سے پکارتا ہے۔ ۱۲۔ سبحان اللہ رب تعالٰی حضور کا کتنا احترام فرماتا ہے کہ خود عذاب نہیں بھیجتا جیسے دوسرے نبیوں کی امتوں پر عذاب بھیجا بلکہ حضور انور کی اجازت پر متعلق رکھا۔ ۱۳۔ اخشبین سیہ ہے اخشب کی، بمعنی مضبوط اور بڑا اونچا پہاڑ۔ بعض شارحین نے کہا کہ یہ دونوں پہاڑ طائف میں ہیں جن کے بیچ میں طائف واقع ہے۔ بعض نے کہا کہ مکہ معظمہ و طائف کے درمیان ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ مکہ معظمہ میں ہیں ہو سکتا ہے کہ مکہ معظمہ سے شروع ہوئے اور طائف تک پہنچے ہوں جیسے ہمالیہ پہاڑ کا سلسلہ بہت دور تک چلا گیا ہے۔ (از مرقات) مطلب یہ ہے کہ مجھے حکم دیں تو میں ان دونوں پہاڑوں کو ملا دوں جس سے سارا طائف اس طرح پس جاوے جیسے چکی کے پاٹوں میں دانے پس جاتے ہیں۔ ۱۴۔ یہ فرمان عالی ایک سوال کے جواب میں ہے۔ حضور انور نے اس سے منع فرمایا فرشتہ نے بہ ادب اجازت دینے کا اصرار کیا تب حضور انور نے یہ وجہ بیان فرمائی کہ اگرچہ یہ لوگ اسی سزا کے مستحق ہیں مگر وہ وہی ہیں ہم ہم ہیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں۔

☆ الٰہ العالمین کہ رحم طائف کے مکینوں پر ☆ الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر ☆

☆ اعدا پہ یہ رحمت صل علی طائف کی فضائیں شاہد ہیں ☆ دیتے ہیں دعا سرکار انہیں جو مارنے پتھر آتے ہیں ☆

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب ابن عبد یا لیل اسلام لانے حاضر ہوا صحابہ نے خبر دی کہ وہ آتا ہے فرمایا آنے دو وہ آپ کے سامنے بیٹھ کر بہت زار زار رویا اور کبھی آپ کے سامنے سر اونچا نہ کیا آنکھ نہ اٹھائی واللہ و رسولہ اعلم اس فرمان عالی سے معلوم ہوتا ہے کہ

marfat.com

حضور انور ان کفار کی اولاد کے حالات سے بھی خبردار ہیں کہ وہ ایمان لائیں گے چنانچہ وہاں سب ہی مومن ہوئے اور اب تک ایک بھی کافر نہیں نوح علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا تھا۔ **ولا یلدوا الا فاجرا کفارا** خدایا اب یہ قوم کافر و فاجر ہی جنے گی۔ معلوم ہوا کہ **پشتہاپشت** کے حالات سے خبردار ہیں **شعر:۔**

☆ ملکہ قبل ازدوان تو سالہا ☆ ہم چنیں دانند چنیں حالہا! ☆

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهٗ يَوْمَ اُحُدٍ وَّشُجَّ فِیْ رَاْسِهٖ فَجَعَلَ يَسْلُتُ الدَّمَ عَنْهُ وَيَقُوْلُ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا رَاْسَ نَبِيِّهِمْ وَكَسَرُوْا رَبَاعِيَتَهٗ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۵۹۰) روایت ہے حضرت انس سے کہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکڑی شہید کردی گئی ا۔ اور آپ کے سر میں زخم لگا دیا گیا ۲۔ تو آپ اپنے سے خون پوچھنے لگے ۳۔ اور فرمانے لگے کہ وہ قوم کیسے کامیاب ہو جس نے اپنے نبی کا سر زخمی کر دیا اور اس کی چوکڑی شہید کردی ۴۔ (مسلم)

(۵۵۹۰) ا۔ سامنے کے چار دانت دو اوپر کے اور دو نیچے کے رباعیہ کہلاتے ہیں۔ بروزن ثمانیہ اردو میں انہیں چوکڑی کہتے ہیں۔ حضور انور کی داہنی کی نیچے کی چوکڑی کا ایک دانت شریف کا ایک کنگرہ ٹوٹا تھا۔ یہ دانت شہید نہ ہوا تھا۔ اور ہونٹ شریف بھی زخمی ہو گیا تھا۔ یہ زخم عتبہ بن ابی وقاص کے پتھر سے لگا تھا۔ اس کے بعد عتبہ کا جو بیٹا پیدا ہو تا بالغ ہوتے ہی اس کا یہ ہی دانت گر جاتا تھا۔ عتبہ کے اسلام میں اختلاف ہے یہ عتبہ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بھائی ہے (اشعۃ اللمعات) ۲۔ غزوہ احد میں حضور انور پر کفار کی تلواریں ستر پڑیں اللہ نے حضور کو بچالیا۔ ان کے وار خالی گئے۔ ایک کافر کا پتھر سر مبارک میں لگا جس سے خود ٹوٹ کر سر شریف میں گڑ گیا اور خون جاری ہو گیا۔ ایک مسلمان نے اس پتھر مارنے والے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے آگے گڑھا تھا جس میں حضور انور کا گھوڑا گر گیا اور آپ اس غار میں گر گئے۔ حضرت طلحہ فوراً وہاں کود گئے اور حضور انور کو اپنی گود میں اٹھالیا۔ حضور نے فرمایا طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کرلی۔ حضرت ابو عبیدہ ابن جراح نے اپنے دانتوں سے خود کی کڑیاں سر شریف میں سے نکالیں اور مالک ابن سنان نے حضور کے زخم پر منہ رکھ خون چوس لیا حضور انور نے فرمایا میرا خون تیرے خون سے مخلوط ہو گیا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے (اشعۃ اللمعات) ۳۔ حضور انور اپنے زخم سے خون پونچھتے جاتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے۔ حضرت علی اپنی ڈھال میں پانی لاتے تھے۔ جناب فاطمہ زہرا نے چٹائی جلا کر راکھ زخم شریف میں بھری جس سے خون بند ہوا۔ ۴۔ چنانچہ حضور انور نے وہ خون زمین پر نہ گرنے دیا فرمایا کہ اگر میرے اس خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر گر جاوے تو عذاب الٰہی آ جاوے (اشعہ) خیال رہے کہ حضور انور کی فصد کے خون کا یہ حکم نہیں کہ وہ خون اور نوعیت کا ہے یہ زخم کا خون ظالم کے ظلم کا نتیجہ ہے۔ لہٰذا اس خون کا اثر اور ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ فَعَلُوْا بِنَبِيِّهٖ يُشِيْرُ اِلٰى رَبَاعِيَتِهٖ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى رَجُلٍ يَقْتُلُهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِیْ سَبِيْلِ

(۵۵۹۱) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس قوم پر اللہ کا غضب سخت ہوتا ہے جو اپنے نبی کے ساتھ یہ کرے اور حضور اپنی چوکڑی کی طرف اشارہ کرتے تھے ا۔ اللہ کا غضب سخت ہے اس شخص پر جسے

marfat.com

اللّٰہِ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

وَھٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِیْ ۔

رسول اللہ اللہ کی راہ میں قتل کریں ۲؎ (مسلم بخاری) یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے۔

(۵۵۹۱) ۱؎ یعنی قریش کا میرے ساتھ یہ عمل سخت عذاب کا سبب ہے کیونکہ نبی کو قتل کرنا نبی کو زخمی کرنا عذاب الٰہی کا باعث ہے یہ ہے قدرت کا قانون مگر چونکہ آپ رحمت عالمین ہیں اس لئے قریش پر عذاب نہیں آیا یہ ہے رب کی رحمت یہ مطلب یاد رہے اس بنا پر حدیث پر اعتراض نہیں کہ قریش پر عذاب آیا کیوں نہیں۔ ۲؎ یعنی جو کافر جہاد میں نبی کے ہاتھ سے قتل ہو وہ دوزخ کے سخت تر طبقے میں جاوے گا۔ جسے نبی قصاص زنا کی سزا وغیرہ میں قتل کریں اس کا یہ حکم نہیں خیال رہے کہ دوسرے مسلمان غازی اگر کسی کافر کو قتل کریں تو وہاں غلطی کا احتمال ہے کہ شاید اسے کافر سمجھنے میں غلطی ہو گئی۔ نبی جس کو قتل کریں وہاں یہ احتمال نہیں نیز وہ مقتول کافر نبی کو قتل کرنے ہی کے ارادہ سے آیا تھا۔ جیسے نبی کو قتل کرنا بدترین کفر ہے۔ ایسے ہی نبی کے قتل کا ارادہ کرنا بدتر کفر ہے۔ اس وجہ سے وہ مقتول سخت سزا کا مستحق ہے۔ حضور انور نے صرف ایک کافر کو جہاد میں قتل کیا ہے ابی ابن خلف کو۔ مسئلہ برادران یوسف نے یوسف علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا بلکہ انہیں کنعان سے نکال دینے کا ارادہ کیا تھا۔ نیز اس وقت یوسف علیہ السلام نبی نہ تھے۔ نیز بعد میں ان سب نے یوسف علیہ السلام سے معافی حاصل کرلی۔ لہٰذا وہ اس قانون کی زد میں نہیں آتے۔ سوا نبی کے اور کسی کو دنیاوی وجہ سے قتل کرنا کفر نہیں یہ نبی کی شان ہے کہ انہیں کسی وجہ سے قتل کرنا یا قتل کا ارادہ کرنا بدترین کفر ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

وَعَنْ یَحْیٰی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا سَلَمَۃَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ یٰاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُلْتُ یَقُوْلُوْنَ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ قَالَ اَبُوْسَلَمَۃَ سَاَلْتُ جَابِرًا عَنْ ذٰلِکَ وَقُلْتُ لَہٗ مِثْلَ الَّذِیْ قُلْتَ لِیْ فَقَالَ لِیْ جَابِرٌ لَا اُحَدِّثُکَ اِلَّا بِمَا حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ شَھْرًا فَلَمَّا قَضَیْتُ جِوَارِیْ ھَبَطْتُ فَنُوْدِیْتُ فَنَظَرْتُ عَنْ یَمِیْنِیْ فَلَمْ اَرَ شَیْئًا وَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِیْ فَلَمْ اَرَ شَیْئًا وَنَظَرْتُ عَنْ خَلْفِیْ فَلَمْ اَرَ شَیْئًا فَرَفَعْتُ رَاْسِیْ فَرَاَیْتُ شَیْئًا فَاَتَیْتُ

تیسری فصل

(۵۵۹۲) روایت ہے حضرت یحیٰی ابن ابی کثیر سے فرماتے ہیں کہ میں نے ابو سلمہ ابن عبدالرحمن سے ۱؎ قرآن کی پہلی نازل ہونے والی آیت کے متعلق پوچھا تو فرمایا **یایہا المدثر** ہے میں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ **اقرا باسم ربک** ہے ۲؎ تو ابو سلمہ بولے کہ میں نے حضرت جابر سے اس بارے میں پوچھا اور میں نے ان سے اسی طرح کہا جو تم نے مجھ سے کہا تو مجھ سے حضرت جابر نے کہا کہ میں تم کو نہیں خبر دیتا مگر اس کی جو ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی فرمایا تھا کہ میں نے حراء میں ایک ماہ اعتکاف کیا ۳؎ تو جب میں نے اپنا اعتکاف پورا کیا ۴؎ تو میں اتر آیا پھر مجھے پکارا گیا میں نے اپنے داہنے دیکھا تو کچھ نہ دیکھا اور میں نے اپنے بائیں غور کیا تو کچھ نہ دیکھا اور میں نے اپنے پیچھے دیکھا تو کچھ نہ پایا ۵؎ پھر

marfat.com

خَدِیْجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُوْنِیْ فَدَثَّرُوْنِیْ وَصَبُّوْا عَلَیَّ مَاءً بَارِدًا فَنَزَلَتْ یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۔ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ تُفْرَضَ الصَّلٰوةُ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

میں نے اپنا سر اٹھایا تو ایک چیز دیکھی پھر میں جناب خدیجہ کے پاس آیا میں نے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھادو انہوں نے اوڑھادیا اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالا۶۔ تب یہ آیت اتری اے کپڑے اوڑھنے والے اٹھو ڈراؤ اور اپنے رب کی بڑائی بولو اور اپنے کپڑے پاک رکھو پلیدی دور کرو یہ واقعہ نماز فرض کیے جانے سے پہلے کا ہے۷۔(مسلم بخاری)

(۵۵۹۲) ا۔ یہ دونوں حضرات تابعی ہیں۔ یحیٰی ابن کثیر بھی اور ابو سلمہ ابن عبدالرحمٰن بھی دونوں بڑے عالم فقیہ عابد زاہد متقی تھے۔ ۲۔ دونوں روایتیں درست ہیں نبوت کی پہلی آیت اقرا باسم ربک ہے اور رسالت کی پہلی آیت یاایھا المدثر ہے آپ پڑھ چکے ہیں کہ یاایھا المدثر وحی بند ہونے کے بعد اتری ہے (مرقات) یعنی تبلیغ وانذار کی پہلی آیت یاایھا المدثر ہے۔ ۳۔ یہاں اعتکاف سے وہ اعتکاف مراد ہے جو وحی بند ہو جانے کے زمانہ میں حضور انور نے غار حرا میں کیا تھا۔ **اقرا باسم ربک** آیتہ آچکی تھی اس کے بعد بھی حضور انور غار حرا میں جاتے وہاں عبادت کرتے رہے اس سے معلوم ہوا کہ وحی ایک ماہ تک بند رہی ہے (مرقات) وحی بند رہنے کی مدت میں جو گفتگو ہے وہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔ حضور انور کا پہلا اعتکاف تو چھ ماہ کا تھا۔ جو نزول وحی سے پہلے ہوا۔ ۴۔ یعنی یہ دوسرا اعتکاف ایک ماہ والا مراد ہے۔ لہذا حدیث پر کوئی اشکال نہیں وہ پہلا اعتکاف چھ ماہ والا مراد نہیں خیال رہے کہ ان اعتکافوں میں حضور انور ساتویں آٹھویں دن اپنے گھر جناب خدیجۃ الکبریٰ کے پاس روٹی لینے تشریف لاتے تھے ۵۔ یعنی آواز تھی مگر آواز والا کوئی نہ تھا ۶۔ کیونکہ اللہ کے ذکر اس کی تجلی میں گرمی ہوتی ہے جو کبھی ٹھنڈے پانی سے کم ہو جاتی ہے بعض صوفیا کو دیکھا گیا ہے کہ وہ ٹھنڈے پانی میں نہر یا دریا میں کھڑے ہو کر ذکر اللہ کرتے ہیں۔ یہ غلط نہیں ہے اس کی اصل یہ حدیث ہے۔ ۷۔ معلوم ہوا کہ طہارت وصفائی کا حکم پہلے آیا نماز کا حکم بعد میں یہ بھی خیال رہے کہ نماز پنج گانہ معراج میں آئی یعنی شب معراج میں اور نماز تہجد پہلے آئی معراج سے پہلے حضور پڑھا کرتے تھے۔ بیت المقدس میں حضرات انبیاء کرام کو یہ نماز تہجد کی پڑھائی ہوگی واللہ اعلم یہاں صلوۃ سے مراد مطلقاً نماز ہے۔ کیونکہ سورہ مدثر کے عرصہ کے بعد سورہ مزمل آئی اور سورہ مزمل سے نماز تہجد جاری ہوئی۔

بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ ۔ نبوت کی نشانیاں

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ پہلی فصل

علامت بنا ہے علم سے بمعنی نشانی یہاں نبوت کے نشانات مراد ہیں۔ جن سے حضور کی نبوت کا پتہ چلے یعنی وہ عجائب قدرت جو آپ کی تائید میں آپ سے ظاہر ہوں خواہ نبوت کے اعلان سے پہلے جنہیں ارہاص کہتے ہیں۔ خواہ نبوت کے ظہور کے بعد جنہیں معجزات کہتے ہیں۔ بلکہ گزشتہ آسمانی کتب میں آپ کا ذکر بھی انہیں علامات میں داخل ہے۔ اس لئے اس باب میں یہ تینوں چیزیں بیان ہوں گی اور معجزات کے باب میں صرف وہ عجائبات بیان ہوں گے جو حضور کے ہاتھ پر بعد دعویٰ نبوت کے ظاہر ہوئے اس لئے صاحب مشکوۃ معجزات کا علیحدہ باب باندھیں گے۔

marfat.com

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاَخَذَهٗ فَصَرَعَهٗ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهٖ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً فَقَالَ هٰذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ ثُمَّ غَسَلَهٗ فِيْ طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَاَمَهٗ وَاَعَادَهٗ فِيْ مَكَانِهٖ وَجَآءَ الْغِلْمَانُ يَسْعَوْنَ اِلٰى اُمِّهٖ يَعْنِيْ ظِئْرَهٗ فَقَالُوْا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوْهُ وَهُوَ مُنْتَقَعُ اللَّوْنِ قَالَ اَنَسٌ كُنْتُ اَرٰى اَثَرَ الْمِخْيَطِ فِيْ صَدْرِهٖ - (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۵۹۳) روایت ہے حضرت انس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جناب جبریل آئے جبکہ آپ بچوں کے ساتھ مشغول تھے ا۔ تو حضور کو پکڑا انہیں لٹایا ان کا دل چاک کیا تو اس سے پارہ گوشت نکالا پھر کہا کہ یہ آپ میں شیطان کا حصہ ہے ۲۔ پھر اسے سونے کے طشت میں زمزم کے پانی سے دھویا ۳۔ پھر اسے سی دیا اور اس کی جگہ واپس رکھ دیا ۴۔ چند بچے حضور کی ماں یعنی حضور کی دائی کے پاس دوڑتے آئے ۵۔ بولے کہ محمد کو قتل کر دیا گیا لوگ آپ کی طرف دوڑے آئے ۶۔ آپ کا رنگ بدلا ہوا تھا ۷۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ میں دھاگے کا اثر آپ کے سینہ پاک میں دیکھا کرتا تھا ۸ (مسلم)

(۵۵۹۳) ا۔ یہاں لعب سے مراد لغو کھیل کود نہیں ہے کیونکہ حضور انور اپنی عمر شریف میں کبھی نہیں کھیلے بچپن شریف میں ہی کھیل سے نفرت تھی کسی بچے نے کھیل کے لئے بلایا تو فرمایا۔ **ما خلقنا لهذا** ہم کھیل کے لئے پیدا نہیں ہوئے بلکہ لعب سے مراد دنیاوی کام میں مشغولیت ہے یہ واقعہ جناب حلیمہ کے ہاں کا ہے۔ جب حضور انور حلیمہ کے بچوں کے ساتھ بکریاں چرانے قبیلہ بنی سعد کے جنگل میں تشریف لے گئے تھے اور خود اپنی خوشی سے بہ اصرار گئے تھے یہ واقعہ وہاں کا ہے **شعر:**

☆ فضل پیدائشی پہ کروڑوں درود ☆ کھیلنے سے کراہت پہ لاکھوں سلام ☆

(اعلیٰ حضرت)

۲۔ یعنی اگر یہ حصہ تمہارے دل میں رہتا تو شیطان اس پر اپنا اثر کیا کرتا ہم وہ چیز آپ کے دل میں رہنے دیں گے ہی نہیں جس پر شیطان اثر جماتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گناہ کر سکتے ہی نہ تھے کیونکہ گناہ یا تو نفس امارہ کراتا ہے یا شیطان حضور کا نفس امارہ نہیں بلکہ نفس مطمئنہ ہے۔ شیطان کی حضور انور کے دل تک گزر نہیں پھر گناہ کون کرائے۔ خیال رہے کہ اولاً دل میں یہ گوشت کا ٹکڑا پیدا کیا جانا پھر اس کا نکالا جانا ایسا ہے جیسے جسم اقدس پر بالوں ناخنوں کا ہونا پھر ان کا کٹوایا جانا یہ بات نبوت کی شان کے خلاف نہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ اس واقعہ کا نام شرح صدر بھی ہے شق صدر بھی یہ واقعہ عمر شریف میں کئی بار ہوا ہے یہ پہلا موقعہ ہے رب فرماتا ہے **الم نشرح لک صدرک** اس آیت میں ان ہی واقعات کی طرف اشارہ ہے دوسری بار دس سال کی عمر شریف میں پھر غار حرا میں اعتکاف کے زمانہ میں پھر شب معراج میں ان تین بار میں زیادتی نور زیادتی شرح کے لئے ہوا۔ ۳۔ یہ طشت سونے کا جنت سے لائے تھے جنتی سونے کا استعمال خصوصاً فرشتوں کے لئے حرام نہیں انشاء اللہ حضور کے صدقہ سے ہم لوگ جنت میں سونے کے زیورات سونے کے برتن استعمال کریں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آب زمزم سارے پانیوں سے حتی کہ جنت کے کوثر و سلسبیل سے بھی افضل ہے ورنہ فرشتے کوثر لاتے۔ اور کیوں نہ ہو کہ یہ پانی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاؤں سے پیدا ہوا اس لئے افضل وہ پانی ہے جس کے چشمے حضور کی انگلیوں سے چھوٹے اس پانی سے افضل حضور کے منہ شریف کا لعاب

marfat.com

ہے کہ ان دونوں پانیوں کو حضور سید الانبیاء سے نسبت ہے۔(مرقات) ۴۔یعنی یہ عمل کرکے دل کو سینے میں اپنی جگہ رکھ کر سینہ سی دیا مگر اس سارے عمل سے حضور کو نہ تکلیف ہوئی نہ زخم پہنچا نہ خون نکلا یہ حضور کے تین ارہاصات ہوئے اسی لئے یہ حدیث اس باب میں لائے ۵۔یعنی حضرت حلیمہ کے بچے بھی اور دوسرے بچے بھی جو قریب میں اپنی بکریاں چرا رہے تھے یہ واقعہ دیکھ کر گھبرا گئے اور دوڑے ہوئے بی بی حلیمہ کے پاس آئے اور اس کی خبر دی وہ سمجھے کہ حضور انور کو شہید کردیا گیا۔۶۔یعنی جناب حلیمہ اور ان کے خاوند ابو کبشہ اور قبیلہ بنی سعد کے قریبًا سارے آدمی ادھر بھاگے یہ عجیب واقعہ سن کر سب گھبرا گئے اس لئے **فاستقبلوہ** جمع کا صیغہ ارشاد ہوا۔۷۔حضور کے چہرے کا رنگ حیرت یا ہیبت سے بدل گیا تھا عمر شریف سات سال سے بھی کم تھی۔۸۔یہ دھاگے قدرتی تھے اور سینے والے فرشتے تھے یہ اثر ایسا ہی تھا جیسے آپریشن کے بعد سلائی کا اثر آپریشن کی جگہ رہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہر نبوت اور چیز ہے یہ سلائی کچھ اور چیز کیونکہ یہ سلائی اور دھاگے کے نشانات سینہ شریف پر تھے اور مہر نبوت دو کندھوں کے درمیان جن لوگوں نے کہا ہے کہ یہ نشان ہی مہر نبوت تھی انہوں نے غلطی کی ہے چار بار شق صدر ہوا۔ ہر دفعہ اسی طرح ہوا۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ اِنِّيْ لَاَعْرِفُهُ الْاٰنَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۵۹۴) روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں مکہ کے وہ پتھر پہچانتا ہوں جو نبوت کے ظہور سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا۱ میں اسے اب بھی پہچانتا ہوں ۲۔(مسلم)

(۵۵۹۴) ۱۔بعض شارحین نے کہا کہ یہ پتھر سنگ اسود ہے مگر صحیح تر یہ ہے کہ یہ وہ پتھر ہے جو مکہ معظمہ میں زقاق الحجر میں واقع ہے۔ زقاق الحجر مکہ معظمہ کا ایک محلہ ہے جو کعبہ معظمہ اور جناب خدیجہ کے گھر کے درمیان واقع ہے،اس پتھر میں حضور انور کی کہنی کے آثار موجود ہیں لوگ خصوصًا اہل مکہ اسی پتھر کی زیارت کرتے ہیں دور دور سے لوگ اس کی زیارت کو آتے ہیں (مرقات، اشعۃ اللمعات) اب بدیوں کی برکت سے یہ تبرکات گم ہوگئے ۲۔وہ پتھر یوں کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا حبیب اللہ جیسا کہ باب المعجزات میں آوے گا اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور اپنی نبوت سے بچپن شریف میں ہی خبردار تھے۔ مکہ معظمہ کے پتھر اور در و دیوار حضور کی نبوت کی گواہی دے چکے تھے۔ پہلی وحی کے سارے واقعات حضور کی بے علمی کی بناء پر نہیں جیسا کہ ہم ابھی پچھلے باب میں عرض کرچکے ہیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ اس وقت حضور کو اپنی نبوت کی خبر نہ تھی۔ آپ نے حضرت جبریل کو نہ پہچانا یا یہ کہ خدیجہ الکبریٰ اور ورقہ ابن نوفل کے بتانے سے حضور نے اپنے کو نبی جانا غلط ہے۔ آج بچپن شریف میں پتھر تک حضور کو رسول اللہ نبی اللہ کہہ کر سلام کررہے پھر بے خبری کیسے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ اَهْلَ مَكَّةَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّرِيَهُمْ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ حَتّٰى رَاَوْا حِرَاءً بَيْنَهُمَا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۵۹۵) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ مکہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ انہیں حضور کوئی معجزہ دکھائیں ۱۔تو حضور نے انہیں چاند کے دو ٹکڑے کرکے دکھایا ۲۔حتی کہ انہوں نے حراء کو ان دونوں کے بیچ میں دیکھا ۳۔(مسلم

marfat.com

بخاری

(۵۵۹۵) ۱؎ خرپوتی شرح قصیدہ بردہ میں ہے کہ یمن کا سردار حبیب ابن مالک ابوجہل کی دعوت پر مکہ معظمہ آیا تھا تاکہ اسلام کا زور کم کرے لوگوں کو اسلام سے روکے اس نے ابوجہل وغیرہ کے ساتھ یہ مطالبہ کیا تھا کہ آپ ہم کو آسمانی معجزہ یعنی چاند دو ٹکڑے کرکے دکھائیں۔ حضور انور نے ان سب کو صفا پہاڑ پر لے جاکر یہ معجزہ دکھایا۔ پھر وہ بولا کہ اب یہ معجزہ دکھائیں کہ بتائیں میرے دل کو کیا دکھ ہے۔ فرمایا تیری ایک بیٹی ہے سطیحہ نام جو آنکھوں سے اندھی کانوں سے بہری پاؤں سے لنگڑی زبان سے گونگی ہاتھوں سے لنجی ہے۔ جا اسے اللہ نے شفا دے دی۔ حبیب نے فوراً کلمہ پڑھا۔ جب گھر پہنچا تو دروازہ کھولنے وہ ہی بے دست و پا لڑکی سطیحہ آئی۔ باپ کو دیکھ کر اس نے کلمہ پڑھا حبیب بولا تجھے یہ کلمہ کون پڑھا گیا ابھی تو اس ملک میں یہ کلمہ نہیں آیا وہ بولی۔ **شعر:۔**

☆ وہ دکھا کے شکل چلے گئے میرے دل کا چین بھی لے گئے ☆ مری روح ساتھ نہ کیوں گئی مجھے اب تو زندگی بار ہے ☆

میں نے اس حلیہ کے بزرگ کو خواب میں دیکھا جو کہتے ہیں بیٹی تیرے باپ کو ہم مکہ میں کلمہ پڑھا رہے ہیں تو یہاں کلمہ پڑھ لے تجھے اللہ نے شفا بھی بخش دی۔ میں جاگی تو تندرست تھی اور یہ کلمہ زبان پر جاری تھا (خرپوتی) ۲؎ چاند چیرنے کا معجزہ تواتر معنوی سے اور قرآن مجید سے ثابت ہے رب فرماتا ہے۔ **اقتربت الساعته وانشق القمر** آیت میں قیامت کا چاند چرنا مراد نہیں کیونکہ آگے ہے **وان یروا اية یعرضوا و یقولوا سحر مستمر** کفار یہ معجزہ دیکھ کر بھی کہیں گے کہ یہ جادو دائمی ہے قیامت میں مستمر چاند چرنے کو جادو کوئی نہیں کہہ سکتا دیکھو مرقات اور اشعۃ اللمعات ۳؎ خیال رہے کہ جنہوں نے یہ معجزہ صفا پہاڑ کی طرف سے دیکھا انہوں نے کہا کہ چاند کے دو ٹکڑوں کے بیچ میں صفا تھا جنہوں نے جبل نور کی طرف سے دیکھا انہوں نے کہا کہ بیچ میں حرا تھا۔ لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔ خیال رہے کہ جیسے چاند گرہن ہر جگہ نظر نہیں آتا ایسے ہی چاند چرنا ہر جگہ نظر نہیں آیا۔ اس وقت بعض ملکوں میں دن تھا۔ نیز جہاں نظر آیا وہاں سب نے نہ دیکھا بعض لوگ اس وقت سو چکے تھے جو جاگتے تھے۔ انہوں نے آسمان کی طرف نہ دیکھا۔ کیونکہ چاندنی میں کوئی کمی یا فرق نہ ہوا تھا۔ پھر مکہ میں آنے والے نوواردو مسافروں نے بھی اس کے دیکھنے کی خبر دی تھی۔ چاند کا چرا رہنا لحظ بھر کے لئے تھا جتنی دیر میں ان لوگوں نے دیکھا اور یقین کرلیا پھر فوراً ہی جوڑ دیا گیا۔ **شعر:۔**

☆ اشارہ سے چیر دیا چھپے ہوئے خو کو پھیر لیا ☆ گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و تواں تمہارے لئے ☆

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةً فَوْقَ الْجَبَلِ وَفِرْقَةً دُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْهَدُوْا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(۵۵۹۶) روایت ہے حضرت ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہو کر پھٹا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا ٹکڑا اس کے نیچے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ رہو۱؎ (مسلم بخاری)

(۵۵۹۶) ۱؎ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چاند ٹوٹ کر اس کے دونوں ٹکڑے اپنی جگہ سے نہ ہٹے بلکہ ایک ٹکڑا اپنی جگہ رہا دوسرا جگہ سے ہٹا تھا **دونها** کے معنی یہ نہیں کہ چاند کا وہ ٹکڑا زمین پر اتر آیا تھا پہاڑ کے نیچے پہنچ گیا تھا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ آسمان کے کناروں کی طرف پہنچ گیا جو پہاڑ کے نیچے نظر آتا تھا جیسے چاند یا سورج نکلتے وقت درختوں کی شاخوں کی سیدھ میں نظر آتے ہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُوْجَهْلٍ هَلْ يُعَفِّرُ مُحَمَّدٌ وَجْهَهٗ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ فَقِيْلَ نَعَمْ فَقَالَ

(۵۵۹۷) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا تھا کہ کیا محمد تمہارے سامنے اپنا چہرہ گرد آلود کرتے

marfat.com

وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى لَئِنْ رَاَيْتُهٗ يَفْعَلُ ذٰلِكَ لَاَطَاَنَّ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ زَعَمَ لِيَطَاَ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَمَا فَجِئَهُمْ مِنْهُ اِلَّا وَهُوَ يَنْكُصُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَيَتَّقِيْ بِيَدَيْهِ فَقِيْلَ لَهٗ مَا لَكَ فَقَالَ اِنَّ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ لَخَنْدَقًا مِنْ نَارٍ وَهَوْلًا وَاَجْنِحَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ دَنَا مِنِّيْ لَاخْتَطَفَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ہیں ا۔ کہا گیا ہاں تو بولا کہ لات و عزیٰ کی قسم اگر میں نے انہیں یہ کرتے دیکھا تو ان کی گردن روند دوں گا پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جب کہ حضور نماز پڑھ رہے تھے ۲۔ ارادہ کیا کہ حضور کی گردن کو روندے تو کفار کو اسی بات نے گھبراہٹ میں کر ڈالا کہ وہ اپنی ایڑیوں پر پیچھے لوٹ رہا تھا ۳۔ اور اپنے ہاتھوں سے بچاؤ کر رہا تھا اس سے کہا گیا کہ تجھے کیا ہوا وہ بولا کہ میرے اور حضور کے درمیان آگ کی خندق ہے۔ ۴۔ اور ہیبت اور پر ہیں ۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ مجھ سے قریب ہوتا تو فرشتے اس کے عضو عضو کے ٹکڑے کر دیتے ۶۔ (مسلم)

(۵۵۹۷) ا۔ یعنی کیا تمہارے ہوتے ہوئے حضور محمد مصطفیٰ حرم شریف میں آکر کعبہ معظمہ کے سامنے نماز ادا کرتے ہیں سجدہ کرتے ہیں اس مردود نے سجدہ کرنے کو چہرہ گرد آلود کرنا کہا اظہار بے ادبی کے لئے حقارت کے لئے (نعوذ باللہ) ۲۔ یعنی ان کی گردن پر پاؤں رکھ دوں گا اس طرح آیا کہ یا تو انہیں شہید کر دوں یا سخت ایذا پہنچاؤں۔ ۳۔ یہ تھی حضور انور کی ہمت و جرات کہ کفار میں گھرے ہوئے ہونے اور کفار کے ایسے برے ارادوں کو جاننے کے باوجود اکیلے کعبہ معظمہ میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ نہایت خشوع و حضور کے ساتھ کسی کا خوف دل میں نہیں۔ ۴۔ یعنی پہلے تو ابو جہل بڑی شیخی سے حضور انور کی طرف برے ارادہ سے بڑھا اور اس کے ساتھی خوش ہوئے اور اگلی بات کا اظہار کرنے لگے مگر اب یہ لوگ حیران بھی ہو گئے اور پریشان بھی کہ انہوں نے دیکھا کہ وہ نہایت ذلت و خواری سے الٹے پاؤں لوٹ رہا ہے اپنے ہاتھ سامنے کی طرف پھیلائے ہوئے جیسے کوئی سخت پریشان کن چیز آگے دیکھے تو ہاتھ سامنے کئے ہوئے پیچھے الٹے پاؤں پلٹے۔ ۵۔ یعنی میں نے اپنے آگے تین چیزیں دیکھیں آگ سے بھری خندق (کھائی) ہے۔ اور ایسی دہشت ناک چیزیں جو میں بتا نہیں سکتا۔ کہ وہ کیا ہیں تیسرے بڑے بڑے پر غالب یہ ہے کہ یہ آگ دوزخ کی تھی۔ اور پر ان فرشتوں کے تھے جو حضور کی حفاظت کے لئے مقرر تھے اور ہولناک عذاب دوزخ کے سانپ بچھو تھے ان کی بڑائی دیکھ کر ابو جہل پہچان نہ سکا۔ ۶۔ مگر چونکہ ابو جہل کی ذلت والی موت میدان بدر میں مقرر تھی۔ اس لئے وہ نہ آگے بڑھا نہ ٹکڑے ٹکڑے ہوا۔

وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ بَيْنَا اَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا اِلَيْهِ الْفَاقَةَ ثُمَّ اَتَاهُ الْاٰخَرُ فَشَكَا اِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيْلِ فَقَالَ يَا عَدِيُّ هَلْ رَاَيْتَ الْحِيْرَةَ فَاِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ فَلَتَرَيَنَّ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ

(۵۵۹۸) روایت ہے حضرت عدی ابن حاتم سے فرماتے ہیں ۱۔ کہ جب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ آپ کے پاس ایک آدمی آیا اس نے آپ سے فاقہ کی شکایت کی پھر آپ کے پاس دوسرا آیا اس نے حضور سے ڈکیتی کی شکایت کی ۲۔ تو فرمایا اے عدی کیا تم نے حیرہ دیکھا ہے ۳۔ اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو تم ایک بڑھیا کو دیکھو گے کہ حیرہ سے چلے گی حتیٰ کہ کعبہ کا طواف کرے

marfat.com

بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ اَحَدًا اِلَّا اللهَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ
حَيٰوةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوْزُ كِسْرٰى وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ
حَيٰوةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْأَ كَفِّهٖ مِنْ ذَهَبٍ
اَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهٗ فَلَا يَجِدُ اَحَدًا يَقْبَلُهٗ
مِنْهُ وَلَيَلْقَيَنَّ اللهَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيْسَ
بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهٗ فَلَيَقُوْلَنَّ اَلَمْ اَبْعَثْ
اِلَيْكَ رَسُوْلًا فَيُبَلِّغَكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَقُوْلُ اَلَمْ اُعْطِكَ مَالًا وَّ
اُفْضِلْ عَلَيْكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِيْنِهٖ فَلَا يَرٰى
اِلَّا جَهَنَّمَ وَيَنْظُرُ عَنْ يَسَارِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا جَهَنَّمَ اِتَّقُوا
النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ
قَالَ عَدِيٌّ فَرَاَيْتُ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ
حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ اِلَّا اللهَ وَكُنْتُ فِيْمَنِ
افْتَتَحَ كُنُوْزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ
حَيٰوةٌ لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِيُّ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يُخْرِجُ مِلْأَ كَفِّهٖ۔
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

گی خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرے گی ۴؎ اور اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو تم کسریٰ کے خزانے فتح کرو گے ۵؎ اور اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو تم آدمی دیکھو گے کہ لپ بھر سونا یا چاندی لے کر نکلے گا اسے تلاش کرے گا جو اسے قبول کرے تو ایسا ایک شخص بھی نہ ملے گا ۶؎ جو اس سے قبول کرے اور رب سے ملاقات کے دن تم میں سے ہر ایک اپنے رب کو یوں ملے گا کہ اس کے اور رب کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا ۷؎ جو اسے ترجمہ کرے رب فرمائے گا کہ کیا میں نے تیری طرف رسول نہ بھیجا ۸؎ جو تجھے تبلیغ کرے بندہ کہے گا ہاں پھر فرمائے گا کیا میں نے تجھے مال نہیں دیا تجھ پر فضل نہیں کیا بندہ کہے گا ۹؎ ہاں تو وہ اپنے داہنے دیکھے گا تو نہ دیکھے گا مگر دوزخ اور اپنے بائیں دیکھے گا تو نہ دیکھے گا مگر دوزخ ۱۰؎ آگ سے بچو اگرچہ چھوہارے کی قاش کے ذریعے جو یہ بھی نہ پائے تو اچھی بات کے ذریعہ ۱۱؎ عدی فرماتے ہیں کہ میں نے بڑھیا کو تو دیکھ لیا کہ وہ حیرہ سے چلتی ہے حتی کہ کعبہ کا طواف کرتی ہے کہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتی ۱۲؎ اور میں خود ان لوگوں میں تھا جنہوں نے کسریٰ ابن ہرمز کے خزانے فتح کئے اور اگر تم لوگوں کی عمر دراز ہوئی تو تم وہ بھی دیکھ لو گے جو ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی لپ بھر سونا لے کر نکلے گا ۱۳؎ (بخاری)

(۵۵۹۸) ۱؎ حضرت عدی صحابی ہیں۔ یہ حاتم کے بیٹے ہیں یہ حاتم وہ ہے جو مشہور سخی گزرا ہے۔ آپ اپنے والد حاتم ابن عبد ابن سعد کی وفات کے بعد شعبان ۷ھ میں ایمان لائے بعد میں کوفہ میں رہے۔ حضرت علی کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک ہوئے جمل کے دن آپ کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی ایک سو بیس سال کی عمر پائی ۶۷ھ میں وفات پائی مقام قرقلیہ میں قبر ہے (اکمال) ۲؎ معلوم ہوا کہ اس وقت قحط سالی اور راستہ کی بدامنی شباب پر تھی لوگوں کے گھروں میں رزق نہ تھا۔ باہر جا کر کمانے کے لئے راہ میں امن نہ تھی کریں تو کیا۔ ۳؎ حیرہ نیشاپور کا ایک محلہ بھی ہے اور کوفہ کے قریب ایک بستی بھی یہاں دوسرے معنی مراد ہیں۔ حضرات صحابہ نے اس زمانہ میں فارس کا ملک وہاں کے شہروں کے محلے نہیں دیکھے تھے۔ ۴؎ یہ بشارت ڈکیتی کی شکایت کا جواب ہے کہ عنقریب ایسا امن و امان کا زمانہ آنے والا ہے۔ ظعینہ بنا ہے ظعن سے بمعنی اونٹ کا ہودج یا ہودج کا سوار یعنی مسافر، ظعینہ مسافرہ عورت، یہاں سفر حج کی مسافرہ عورت مراد ہے۔ اس فرمان عالی میں اشارۃً فرمایا گیا ہے کہ تم اپنی زندگی میں یہ امن و امان دیکھ لو گے اسلام کی سخت سزاؤں نے عرب جیسے ملک میں اماں قائم کردی جہاں صدیوں سے ڈکیتی چوری، قزاقی وغیرہ تھی ۵؎ کسریٰ

marfat.com

لقب تھا بادشاہ ایران کا یہ اصل میں خسرو تھا۔ بمعنی بڑے ملک کا مالک خسرو فارسی لفظ ہے۔ اس سے عربی میں کسریٰ بنایا گیا لہٰذا یہ معرب ہے کنوز فرما کر یہ بتایا کہ تم صرف ملک ایران ہی فتح نہیں کرو گے بلکہ ان کے سونے سے بھرے ہوئے خزانے بھی حاصل کرو گے یہ بشارت عہد فاروقی میں ظاہر ہوئی۔ ۶۔ یعنی لوگوں میں مال کی بہت ہی فراوانی ہو گی ساتھ ہی ایمانداری تقویٰ دیانت بھی کمال درجہ کی ہو گی کہ اس وقت نہ تو کوئی فقیر ہو گا جو زکوٰۃ لینے کے قابل ہو' نہ کوئی طمع کا مارا لالچی ہو گا جو خواہ مخواہ زکوٰۃ لے اگرچہ فقیر نہ ہو جیسا آج ہو رہا ہے۔ کہ بعض امیر لوگ فقیر بن کر زکوٰۃ لے لیتے ہیں۔ اس زمانہ میں قناعت بھی ہو گی۔ یہ واقعہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ میں ہو چکا اور قریب قیامت امام مہدی و عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں ہو گا۔ یہاں پہلے واقعہ کی طرف اشارہ ہے اس لئے فرمایا کہ اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو تم اپنی آنکھوں سے یہ دیکھ لوگے جس سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ صحابہ کرام دیکھیں گے۔ (مرقات و اشعۃ اللمعات) بیہقی نے اس پر یقین فرمایا کہ یہ واقعہ ہو چکا۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیز کے زمانہ میں۔ ۷۔ یعنی تم لوگ قیامت میں براہ راست بلاواسطہ اپنے رب سے کلام کرو گے یہ کلام عربی زبان میں ہو گا قیامت کا سارا کاروبار بلکہ آج نامہ اعمال کی تحریر قبر میں منکر نکیر کے سوالات سب عربی زبان میں ہیں مرتے ہی انسان کی زبان عربی ہو جاتی ہے۔ رب تعالیٰ کے ہاں سرکاری زبان عربی ہے اس لئے فرمایا کہ لوگ اپنی دنیاوی بولیاں نہ بولیں گے تاکہ رب کا عربی کلام انہیں سمجھانے کے لئے کوئی ترجمہ کرنے والا درمیان میں ہو۔ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خود تو عربی بولتے تھے مگر ساری زبانیں سمجھتے تھے حتی کہ جانوروں کی بولیاں بھی سمجھ لیتے تھے اس لئے اونٹوں چڑیوں نے حضور کے آستانہ پر فریاد کی اور داد پائی۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا۔ **شعر:۔**

☆ ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد ☆ اسی در پر شتران ناشاد شکوہ رنج و عنا کرتے ہیں ☆

۸۔ اللہ تعالیٰ سب سے پہلے اپنی نعمت کا اقرار کرائے گا۔ جو ساری نعمتوں کی اصل بلکہ ساری نعمتوں کو نعمت بنانے والی ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کہ اللہ کی ساری نعمتیں اگر حضور کی تعلیم کے ماتحت استعمال کی جاویں تو نعمتیں ہیں ورنہ عذاب ہیں ہمارے خلاف گواہ ۹۔ اس فرمان عالی میں یہ بتایا گیا کہ مال وغیرہ انسان کی محض اپنی کوشش سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملتا ہے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں **شعر:۔**

☆ بہ ناداں چناں روزی رساند ☆ کہ دانا اندراں حیراں بماند! ☆
☆ اگر بہ ہر سر مویت ہنر دو صد باشد ☆ ہنر بہ کار نہ آید چو بخت بد باشد ☆

۱۰۔ اس عبارت میں روئے سخن بخیل مالداروں کی طرف ہے جو مال کا واجبی صدقہ نہ دیں۔ صحابہ کرام سے خطاب نہیں کہ وہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پاک کی برکت سے اعلیٰ درجہ کے متقی اول درجے کے سخی تھے جیسا کہ حدیث اور تاریخ خواں حضرات سے چھپا نہیں ۱۱۔ یہاں کلمہ طیبہ سے مراد یا تو کلمہ شہادت ہے یا اللہ کا ہر ذکر ہے۔ یا فقیر سے اچھی بات کہہ دینا معذرت کا دینا آئندہ کے لئے وعدہ کر لینا کہ ابھی کچھ نہیں جب کچھ ہو گا تب انشاء اللہ تم کو دیں گے اسی کو قرآن مجید نے قول معروف فرمایا ہے خیال رہے کہ حضور انور نے آئندہ دولت کی خبریں دے کر انہیں سخاوت دینداری پر قائم رہنے کی تاکید فرما دی یہ ہے قوم کی اصلاح ۱۲۔ یعنی خلافت فاروقی میں ایران فتح ہوا اس کا دارالخلافہ مدائن مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔ مدائن میں شاہی محل جسے فارسی میں کو شک کہتے ہیں مسلمانوں نے حاصل کیا وہاں کے بے پناہ خزانے مسلمانوں کو ملے اس جہاد میں میں خود موجود تھا اور یہ امن و امان

marfat.com

خلافت عثمانیہ میں بھی میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی کہ حیرہ سے بوڑھی عورت اکیلی مکہ معظمہ آرہی ہے اور راستہ میں کسی ڈکیتی وغیرہ کا اسے خطرہ نہیں حضور انور کی یہ دو پیش گوئیاں تو میں نے دیکھ لیں۔ ۱۳؎ یعنی میرا اب آخری وقت آچکا ہے غالبًا تیسری پیش گوئی تم لوگ دیکھو گے کہ کوئی زکوٰۃ قبول کرنے والا نہ ملے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت عدی ابن حاتم حضرت عمر ابن عبدالعزیز کے زمانہ سے پہلے وفات پاگئے ہیں جیسا کہ پہلے کہا گیا۔

وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَقَدْ لَقِيْنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ شِدَّةً فَقُلْنَا اَلَا تَدْعُو اللهَ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهٗ وَقَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهٗ فِي الْاَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهِ فَيُجَآءُ بِمِنْشَارٍ فَيُوْضَعُ فَوْقَ رَاْسِهٖ فَيُشَقُّ بِاثْنَيْنِ فَمَا يَصُدُّهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَيُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِهٖ مِنْ عَظْمٍ وَّعَصَبٍ وَّمَا يَصُدُّهٗ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَاللهِ لَيَتِمَّنَّ هٰذَا الْاَمْرُ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَآءَ اِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ اِلَّا اللهَ اَوِ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۵۹۹) روایت ہے حضرت خباب ابن ارت سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شکایت کی جبکہ حضور کعبہ کے سایہ میں چادر کا تکیہ لگائے لیٹے تھے ہم نے مشرکین سے بہت سختی جھیلی تھی تو ہم نے عرض کیا کہ حضور اللہ سے دعا کیوں نہیں فرماتے ۲؎ تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے چہرہ انور سرخ تھا ۳؎ اور فرمایا کہ تم سے اگلوں میں ایک شخص کے لئے گڑھا کھودا جاتا تھا اسے اس گڑھے میں دبایا جاتا تھا پھر آرا لایا جاتا تھا وہ اس کے سر پر رکھا جاتا تھا وہ قاشیں کر کے چیر دیا جاتا تھا یہ اسے اس کے دین سے نہ روکتا تھا ۴؎ اور اس کے گوشت کے نیچے ہڈیوں پٹھوں تک پہنچا کر لوہے کی کنگھیوں سے اسے کنگھی کی جاتی تھی اور یہ اسے اس کے دین سے نہ روکتا تھا ۵؎ خدا کی قسم یہ دین پورا ہو کر رہے گا ۶؎ حتیٰ کہ سوار صنعاء سے حضرموت تک چلے گا ۷؎ کسی سے خوف نہ کرے گا سواء اللہ کے یا سواء بھیڑیئے کے اپنی بکریوں پر مگر تم لوگ جلد بازی کرتے ہو ۸؎ (بخاری)

(۵۵۹۹) ۱؎ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے قبیلہ بنی تمیم سے ہیں زمانہ جاہلیت میں آپ کو غلام بنالیا گیا تھا پھر بنی خزاعہ کی ایک عورت نے آپ کو خرید لیا اور آزاد کردیا۔ ابھی حضور انور دار ارقم میں پہنچے نہیں تھے کہ یہ مسلمان ہوگئے۔ کفار کے ہاتھوں آپ نے بہت ہی ایذائیں پائیں اور صابر رہے بعد میں کوفہ میں قیام رہا وہاں ہی دفن ہوئے تہتر سال عمر ہوئی ۳۷ھ سینتیس میں وفات پائی (مرقات، اکمال) ۲؎ یعنی ہم نے اپنے جسم کے زخم اور تکالیف کے نشانات حضور انور کو دکھا کر یہ عرض کیا کہ ان مشرکین پر حضور بددعا فرمادیں کہ یہ سب ہلاک ہوجاویں اور ہم کو ان کی شر سے امن ملے۔ ۳؎ یا تو اس لئے چہرہ سرخ تھا کہ حضور انور دھوپ میں لیٹے تھے یا اس لئے کہ کفار کی ایذارسانی کی خبر سے یا مسلمانوں کی جلد بازی ملاحظہ فرما کر صدمہ ہوا اس سے چہرہ انور سرخ ہوگیا ۴؎ یعنی پچھلی امتوں میں مومنوں پر ایسی سختی کی جاتی تھی کہ انہیں زندہ کو آرے سے چیر دیا جاتا تھا وہ چر جاتے تھے مگر ایمان نہ چھوڑتے تھے نہ ان مصیبتوں سے گھبراتے تھے۔ ۵؎ یعنی لوہے کی نوکیلی اور دھار دار کنگھیاں ان کی کھوپڑی میں ٹھونکی جاتی تھیں۔ جب وہ دماغ کی تہہ تک پہنچ جاتی تھیں تو انہیں پیچھے کی طرف زور سے کھینچا جاتا تھا جس سے ان کی بھیجہ تک کھینچ کر باہر نکل پڑتا تھا

marfat.com

مگر وہ لوگ اس کے باوجود نہ گھبراتے تھے نہ ایمان چھوڑتے تھے تو تم خیر الامم ہو تمہاری استقامت ان سے زیادہ چاہیے۔ دنیاوی تکالیف سے مت گھبراؤ یہ عارضی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوسروں کے قصے سنا کر تسلی دینا سنت رسول ہے صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ قرآن کریم نے بھی اس قسم کے بہت سے واقعات بیان فرمائے ہیں۔ ۶۔ یہاں دین پورا ہونے سے مراد ہے اسلام کا پھیلنا۔ مسلمانوں کا غالب آجانا۔ کفار کا مغلوب ہو جانا مسلمانوں کی سلطنت میں امن و امان قائم ہو جانا۔ اس ایک کلمہ میں بہت سی بشارتیں ہیں رب فرماتا ہے **ویابی اللہ الا ان یتم نورہ** اور فرماتا ہے **لیظہرہ علی الدین کلہ** ۷۔ صنعاء یمن کا ایک کنارہ ہے حضرموت دوسرا کنارہ ان دونوں شہروں میں بڑا فاصلہ ہے۔ حضرموت وہ شہر ہے جہاں صالح علیہ السلام تشریف لائے اور وہاں ان کی وفات ہوئی نیز جرجیس علیہ السلام وہاں آئے وہاں ان کی وفات ہوئی اس لئے اس کا نام حضرموت رکھا گیا (مرقات) اس شہر میں بڑے اولیاء اللہ پیدا ہوئے حتی کہ کہا جاتا ہے حضرموت **ینبت الاولیاء** یعنی حضرموت شہر ولی اگاتا ہے۔ (اشعۃ اللمعات) ایک قبیلہ کا نام بھی حضرموت ہے یہ قبیلہ جہاں رہتا تھا اس جگہ کا نام حضرموت ہوا۔ ۸۔ چنانچہ یہ ساری باتیں خلافت عثمانیہ میں مکمل طور پر ظاہر ہوئیں وہاں ایسا امن و امان قائم ہوا کہ سبحان اللہ جس وقت حضور انور نے یہ خبریں دی تھیں اس وقت ظاہری اسباب سے یہ بات ناممکن معلوم ہوتی تھی اللہ نے اس ناممکن کو واقع کر دکھایا۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلٰى اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَاَطْعَمَتْهُ ثُمَّ جَلَسَتْ تَفْلِيْ رَاْسَهٗ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْاَسِرَّةِ اَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ وَضَعَ رَاْسَهٗ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يُضْحِكُكَ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَا قَالَ فِي الْاُوْلٰى فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ

(۵۶۰۰) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام بنت ملحان کے پاس جاتے تھے ۱۔ وہ حضرت عبادہ ابن صامت کی بیوی تھیں ایک دن حضور ان کے پاس تشریف لے گئے انہوں نے حضور کو کچھ کھلایا پھر بیٹھ گئیں آپ کے سر کی جوئیں دیکھنے لگیں ۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے پھر ہنستے ہوئے جاگے فرماتی ہیں میں نے عرض کیا کیا چیز آپ کو ہنسا رہی ہے یا رسول اللہ تو فرمایا میری امت کے کچھ لوگ مجھ پر پیش کئے گئے اللہ کی راہ میں غازی جو اس سمندر کی فراخی میں سوار ہوں گے ۳۔ جیسے تختوں پر بادشاہ یا بادشاہوں کی طرح ۴۔ تختوں پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان سے کرے ۵۔ حضور نے ان کے لئے دعا فرمائی ۶۔ پھر حضور نے سر رکھا اور سو گئے پھر جاگے ہنستے ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا چیز حضور کو ہنساتی ہے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ مجھ پر پیش کئے گئے اللہ کی راہ میں غازیانہ شان سے جیسا کہ پہلی بار میں فرمایا تھا ۷۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور اللہ سے دعا کریں کہ مجھے ان میں سے کرے فرمایا تم پہلوں میں سے ہو ۸۔ چنانچہ حضرت

marfat.com

فَرَكِبَتْ أُمُّ حَرَامٍ الْبَحْرَ فِي زَمَنِ مُعَاوِيَةَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

معاویہ کے زمانہ میں ام حرام سمندر میں سوار ہوئیں ۹۔ پھر جب سمندر سے نکلیں تو اپنی سواری سے گر گئیں اور فوت ہو گئیں (مسلم، بخاری)

(۵۶۰۰) ۱۔ آپ ام حرام بنت ملحان ابن خالد ہیں بنی بخار قبیلہ سے ہیں ام سلیم کی بہن ہیں لہٰذا حضرت انس کی خالہ ہیں آپ کا نام معلوم نہیں ہو سکا کنیت ہی میں مشہور ہیں۔ عبادہ ابن صامت کی بیوی ہیں اپنے خاوند کے ساتھ روم گئیں۔ مقام قبرص میں سواری سے گر کر فوت ہوئیں وہاں ہی آپ کا مزار ہے۔ خلافت عثمانیہ میں وفات پائی (اکمال) ۲۔ حضرت ام حرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محرمہ ہیں اس پر سب کا اتفاق ہے گفتگو اس میں ہے کہ محرمہ کیوں تھیں یا تو آپ کی رضاعی خالہ ہیں۔ یا حضرت عبد اللہ کی خالہ ہیں یا عبد المطلب کی کیونکہ عبد اللہ اور عبد المطلب بنی نجار کے رشتہ دار ہیں (مرقات) بہر حال حضور انور کا ان کے پاس جانا کھانا پینا وہاں سونا ان کا حضور انور کا سر شریف دیکھنا بالکل جائز تھا۔ خیال رہے کہ لیٹے ہوئے آدمی کے سر کو کھجلانا ٹٹولنا اس کے راحت کا باعث ہے ام حرام کا یہ عمل شریف اس لئے تھا۔ ۳۔ یعنی میری وفات کے بعد میری امت کے شاندار غازی جہاد کے لئے سمندر کا سفر کریں گے یہ پہلا سمندری حملہ ہو گا جو وہ لوگ کریں گے ج، ث کے فتحہ جیم کے شد سے. بمعنی چوڑائی، بلندی، گہرائی اور انسان کی پیٹھ و کندھے کے درمیان کی جگہ یہاں پہلے معنی میں ہے. بحر سے مراد بحر عرب یعنی سمندر ہے ۴۔ یہ شک راوی کو ہے کہ ملوکا فرمایا یا مثل ملوک فرمایا اس فرمان عالی میں دو باتیں بتائیں ایک یہ کہ وہ غازی سادہ زندگی سادہ لباس والے نہیں بلکہ شاہانہ شان و شوکت والے ہوں گے۔ شاہانہ شان سے سمندر کا سفر کریں گے دوسرے یہ کہ یہ لوگ اللہ کے بڑے ہی مقرب بندے ہوں گے کہ باوجود شاہانہ شان اور دنیاوی عیش و آرام اور عیش کے ساز و سامان کے اپنے گھر چھوڑ کر جہاد کرنے نکلیں گے مقبولین بارگاہ ہوں گے حضور کے تبسم فرمانے سے معلوم ہوا کہ سرکار کو اپنی امت کے شان و شوکت دیکھ کر خوشی ہوئی کیوں نہ ہو کہ بچوں کی شان سے باپ کو خوشی ہوتی ہے ۵۔ حضرت ام حرام نے محسوس کر لیا کہ حضور انور ان غازیوں سے بہت ہی خوش ہیں اور وہ لوگ سارے کے سارے بخشے ہوئے ہیں۔ تو عرض کیا کہ حضور دعا فرماویں کہ بھی ان میں سے ہوؤں تاکہ آپ کی نگاہ کرم اور اللہ تعالیٰ کی بخشش کی حصہ دار ہو جاؤں ۶۔ حضور انور کی دعا کی برکت سے ام حرام اللہ کے ہاں ان غازیوں کی فہرست میں آگئیں جیسا کہ آگے معلوم ہو رہا ہے۔ ۷۔ یعنی اس دوسری خواب میں حضور کو دوسرے غازی دکھائے گئے۔ جو اس سمندر میں اسی نیت جہاد سے اسی ملک روم کا سفر کریں گے مگر یہ لوگ وہ ہی پہلے والے نہ ہوں گے بلکہ دوسرے لوگ ہوں گے بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ دونوں جماعتیں مغفور ہوں گی۔ ۸۔ یعنی تم کو اس جہاد میں شرکت کا موقعہ نہیں ملے گا۔ کیونکہ تم پہلے جہاد میں شہید ہو چکی ہو گی۔ یہ جہاد تمہاری وفات کے بعد ہو گا۔ اس فرمان عالی سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ وہ سارے مجاہدین دنیا و آخرت میں مومن ہوں گے۔ کہ انہیں امتی فرمایا دوسری روایت میں ہے کہ انہیں مغفورین فرمایا۔ دوسرے یہ کہ مجاہدین شاہانہ شان و شوکت کے مالک ہوں گے اس وقت مسلمانوں کے پاس دولت ملک بہت ہو گی۔ تیسرے یہ کہ ان کے یہ دونوں جہاد قبول ہوں گے اور حضور ان دونوں قسم کے غازیوں سے راضی و خوش ہیں اسی لئے حضور یہ خواب دیکھ کر مغموم نہیں ہوئے بلکہ خوش ہوئے چوتھے یہ کہ اس جہاد میں شریک ہونے والے بڑے درجات والے ہوں گے۔ اگرچہ ان میں سے بعض کو جنگ کا موقعہ نہ ملے جیسے خود ام حرام کا واقعہ ہوا پانچویں یہ کہ حضور ہر شخص کے وقت موت اور جگہ موت سے خبردار ہیں کہ فرمادیا تم اس دوسرے جہاد کے وقت

marfat.com

فوت ہو چکی ہو گی۔ چھٹے یہ کہ امیر معاویہ اور ان کے ساتھی جلیل القدر صحابہ ہیں جنتی ہیں۔ کہ یہ واقعہ امیر معاویہ کے زمانہ ہی میں تو پیش آیا۔ جس کی حضور نے ایسی خوشی منائی دیکھو ہماری کتاب امیر معاویہ پر ایک نظر۔ ۹۔ یہاں امیر معاویہ کے زمانہ سے مراد آپ کی سلطنت کا زمانہ نہیں ہے بلکہ آپ کی گورنری کا زمانہ ہے۔ کیونکہ یہ پہلا جہاد روم خلافت عثمانیہ ۲۸ اٹھائیس میں واقعہ ہوا (اشعہ) اس جہاد کی کمان امیر معاویہ کر رہے تھے لہٰذا فی زمن معاویہ فرمایا گیا۔ ۱۰۔ یہ واقعہ ۲۸ھ میں ہوا آپ مقام قبرص میں اس طرح شہید ہوئیں۔ خیال رہے کہ دوسرا جہاد روم امیر معاویہ کی سلطنت کے زمانہ میں ہوا ۵۱ اکیاون ہجری میں اس جہاد میں یزید ابن معاویہ غازیوں کا جرنیل تھا۔ اور اس میں حضرت عبداللہ ابن عمر عبداللہ ابن عباس 'ابو ایوب انصاری 'امام حسین وغیرہم جلیل القدر صحابی غازیانہ شان سے شامل تھے۔ اس جہاد میں حضرت ابو ایوب انصاری نے قسطنطنیہ (استنبول) میں وفات پائی یزید ابن معاویہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور یزید ہی نے انہیں قسطنطنیہ (استنبول) کی فصیل کے نیچے دفن کیا اور وہاں کے عیسائیوں سے کہا کہ اگر تم نے اس قبر کی بے حرمتی کی تو میں تمہارے سارے گرجے جو ہمارے ملک میں ہیں ان کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا۔ دیکھو قسطلانی شرح بخاری پارہ گیارہ باب قتال روم اور اکمال 'جو لوگ کہتے ہیں کہ امام حسین نے کفار سے جہاد کوئی نہ کیا وہ جھوٹے ہیں۔ جہاد روم کے اس جہاد میں امام حسین شریک تھے اسی لشکر میں امام حسین کی شرکت البدایہ والنہایہ میں ہے۔ غرضیکہ پہلا جہاد حضرت امیر معاویہ کے دور گورنری میں ان کے زیر اہتمام ہوا اور دوسرا جہاد امیر معاویہ کے دور سلطنت میں ہوا۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ اَزْدِ شَنُوْءَةَ وَكَانَ يَرْقِيْ مِنْ هٰذَا الرِّيْحِ فَسَمِعَ سُفَهَاءَ اَهْلِ مَكَّةَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُوْنٌ فَقَالَ لَوْ اَنِّيْ رَاَيْتُ هٰذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللّٰهَ يَشْفِيْهِ عَلٰى يَدِيْ قَالَ فَلَقِيَهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَرْقِيْ مِنْ هٰذَا الرِّيْحِ فَهَلْ لَكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَقَالَ اَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ فَاَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ

(۵۷۰۱) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ ضماد مکہ مکرمہ آئے اور یہ تھے ازد شنوءہ سے ا۔ اس قسم کی ہوا سے جھاڑ پھونک کرتے تھے ۲۔ انہوں نے مکہ کے بے وقوف باشندوں کو کہتے سنا کہ حضور محمد دیوانہ ہیں تو بولے کہ ان صاحب کو میں دیکھ لیتا ہوں شاید کہ اللہ تعالٰی انہیں میرے ہاتھ پر شفا دے دیتا ۳۔ فرماتے ہیں کہ وہ حضور سے ملے بولے اے محمد میں اس خلل والی ہوا سے جھاڑ پھونک کرتا ہوں کیا یہ آپ کو ہے ۴۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساری تعریفیں اللہ کی ہیں ہم اس کی حمد کرتے ہیں اسی سے مدد مانگتے ہیں جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اس کے رسول ہیں اس کے بعد ۵۔ تب ضماد نے کہا اپنے یہ کلمات دوبارہ فرمایئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سامنے یہ کلمات تین بار لوٹائے ۶۔ وہ بولا کہ میں نے کاہنوں کی باتیں شاعروں کے

marfat.com

لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ وَلَقَدْ بَلَغْنَ قَامُوْسَ الْبَحْرِهَاتِ يَدَكَ اُبَايِعْكَ عَلَى الْاِسْلَامِ قَالَ فَبَايَعَهٗ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

قول سنے ہیں مگر میں نے آپ کی ان باتوں کی مثل کبھی نہیں سنی ۷ ۔یہ تو سمندر کی تہ کو پہنچی ہوئی ہیں ۷ ۔ اپنا ہاتھ لایئے میں اسلام پر آپ کی بیعت کرتا ہوں فرمایا اس نے حضور کی بیعت کرلی ۸ ۔ (مسلم)

وَفِيْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيْحِ بَلَغْنَا نَاعُوْسَ الْبَحْرِ وَذُكِرَ حَدِيْثَا اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ يَهْلِكُ كِسْرٰى وَالْاٰخَرُ لَتَفْتَحَنَّ عِصَابَةٌ فِيْ بَابِ الْمَلَاحِمِ وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِيْ.

اور مصابیح کے بعض نسخوں میں ہے سمندر کی گہرائی میں پہنچ گئے ہیں ۹ ۔ اور ابو ہریرہ اور جابر ابن سمرہ کی دونوں حدیثیں کہ کسریٰ ہلاک ہو جاوے گا اور دوسری کہ ایک جماعت فتح کرے گی لڑائیوں کے باب میں بیان کردی گئیں اور یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے۔

(۵۶۰۱) ۱ ۔ بعض شارحین نے کہا ہے کہ ضماد اور ضمام ایک ہی شخص کے دو نام ہیں مگر یہ صحیح نہیں ضمام ابن علبہ بنی سعد ابن بکر قبیلہ سے ہیں اور ضماد ابن علبہ قبیلہ ازد سے ہیں۔ یہاں ضماد کا ذکر ہے ضماد ابن علبہ یمنی ہیں۔ وہاں ایک بڑا قبیلہ ہے شنواس کا ایک خاندان ہے ازد۔ آپ ازد سے ہیں۔ انہیں طلب علم کا بہت شوق تھا۔ دم منتر بھی خوب کرتے تھے (اشعہ) ۲ ۔ یعنی دیوانوں پاگلوں پر دم کیا کرتے تھے۔ سبحان اللہ انہیں اسی علم نے حضور تک پہنچایا۔ مسلمان بنادیا جیسے فرعونی جادوگروں کو ان کے علم جادو نے موسیٰ علیہ السلام تک پہنچایا۔ اور انہیں ایمان نصیب کردیا۔ معلوم ہوا کہ علم کوئی بھی برا نہیں کبھی یہ علم ایمان و معرفت کا ذریعہ بن جاتا ہے ہوا سے مراد یا جنون ہے یا جن اہل عرب جنات کو ہوا کہتے تھے۔ چنانچہ فلاں کو ہوا ہوگئی جب بولتے تھے جب اس پر جنات کا خلل ہو گیا ہو۔ ۳ ۔ سبحان اللہ جا رہے ہیں علاج کرنے کی نیت سے مگر حقیقتاً علاج کرانے وہ سمجھے کہ طبیب بیمار کے پاس جا رہا ہے مگر واقعہ" بیمار حکیم کے پاس پہنچ رہا تھا۔ ۴ ۔ انہوں نے حضور انور کو ہر طرح ٹھیک دیکھ کر سمجھا کہ شاید آپ کو جنات کا دورہ پڑا کرتا ہے۔ اس وقت دورہ نہیں ہے اس لئے آپ ہوش میں بیٹھے ہیں تب ہی تو اس نے آپ سے پوچھا۔ ۵ ۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور نے یہ کلمات خطبہ کے طور پر ارشاد فرمائے امابعد کے بعد قرآن کریم کی تلاوت فرمانا چاہتے تھے ضماد کو سنانے کے لئے ضماد کو خطبہ سے ہی ایمان مل گیا۔ قرآن مجید تک پہنچنے کی نوبت نہ آئی انہیں کلمات کی فصاحت و بلاغت نے ضماد کا ہوش اڑادیا وہ وارفتگی کی حالت میں بول اٹھے کہ ایک بار یہ کلام اور سنادیجئے کلمات شاندار پھر حضور انور کی زبان سے ادا ہوئے سونے پر سہاگہ ہوگیا۔ ۵ ۔ معلوم ہوتا ہے کہ تین بار میں خاص برکت ہے۔ اعضاء وضو دھوؤ تین بار قل ہو اللہ پڑھو تین بار تو پورے قرآن مجید کا ثواب۔ حضور دعا مانگتے تھے تین بار ۶ ۔ یعنی آپ کے اس کلام نے بتادیا کہ آپ نہ ساحر ہیں نہ شاعر بلکہ سچے رسول ہیں۔ خیال رہے کہ کسی نے متکلم سے کلام کو پہچانا مگر ضماد نے کلام سے متکلم کی شان معلوم کی۔ ۷ ۔ قاموس بنا ہے قمس سے ۔ معنی گہرائی اس لئے غوطہ خور کو قماس بھی کہتے ہیں غواص بھی یعنی ان پیارے کلمات کی فصاحت و بلاغت دریاء معرفت کی تہ تک پہنچی ہوئی ہے جہاں کسی انسان کے فکر و وہم نہیں پہنچ سکتے یہ کلمات انسانی نہیں بلکہ القاء ربانی ہیں۔ ۸ ۔ جب ضماد ایمان لاکر کفار مکہ کے پاس واپس ہوئے تو لوگوں نے ان سے پوچھا کہو کیا گزری جواب دیا۔ **شعر:۔**

☆ سنو اے دوستو میری سمجھ میں تو یہ آتا ہے ☆ کہ بیشک ان پہ سایہ ہے مگر اللہ کا سایہ ہے

marfat.com

۹۔ یعنی ایک روایت میں بجائے قاموس کے ناعوس ہے۔ دونوں کے معنی ایک ہی ہیں یعنی گہرائی یا تہہ خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ضماد کی بات کا جواب نہ دیا۔ اپنی صفائی نہ کی کہ میں دیوانہ نہیں ہوں لوگ غلط کہتے ہیں۔ بلکہ حضور کے کلمات نے حضور کی شان ظاہر کردی کہ جس کے منہ کے کلمات ایسے ہوں سمجھ لو کہ وہ ذات کریم کیسی ہے خوش نصیب تھے وہ جو سب کچھ لے گئے اس واقعہ سے پتہ لگا کہ بیعت ہوتے وقت مرید شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دے اور زبان سے بیعت کرے دیکھو ضماد نے عرض کیا کہ حضور اپنا ہاتھ لائیں میں بیعت کروں۔ بیعت چار قسم کی ہے۔جن میں سے ایک بیعت اسلام کی بیعت ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ سُفْیَانَ ابْنُ حَرْبٍ مِنْ فِیْهِ اِلٰی فِیْ قَالَ انْطَلَقْتُ فِی الْمُدَّةِ الَّتِیْ کَانَتْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَبَیْنَا اَنَا بِالشَّامِ اِذْ جِیْءَ بِکِتَابٍ مِّنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی هِرَقْلَ قَالَ وَکَانَ دِحْیَةُ الْکَلْبِیُّ جَاءَ بِهٖ فَدَفَعَهٗ اِلٰی عَظِیْمِ بُصْرٰی اِلٰی هِرَقْلَ فَقَالَ هِرَقْلُ هَلْ هٰهُنَا اَحَدٌ مِّنْ قَوْمِ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ قَالُوْا نَعَمْ فَدُعِیْتُ فِیْ نَفَرٍ مِّنْ قُرَیْشٍ فَدَخَلْنَا عَلٰی هِرَقْلَ فَاُجْلِسْنَا بَیْنَ یَدَیْهِ فَقَالَ اَیُّکُمْ اَقْرَبُ نَسَبًا مِّنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ قَالَ اَبُوْ سُفْیَانَ فَقُلْتُ اَنَا فَاَجْلَسُوْنِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَاَجْلَسُوْا اَصْحَابِیْ خَلْفِیْ ثُمَّ دَعَا بِتَرْجُمَانِهٖ فَقَالَ قُلْ لَّهُمْ اِنِّیْ سَائِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ فَاِنْ کَذَبَنِیْ فَکَذِّبُوْهُ قَالَ اَبُوْ سُفْیَانَ وَاَیْمُ اللّٰهِ لَوْلَا مَخَافَةُ اَنْ یُّؤْثَرَ عَلَیَّ الْکَذِبُ لَکَذَبْتُهٗ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ سَلْهُ کَیْفَ حَسَبُهٗ فِیْکُمْ قَالَ قُلْتُ

تیسری فصل

(۵۶۰۲) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ مجھے ابو سفیان ابن حرب نے منہ در منہ خبردی ا۔ کہا کہ میں اس صلح کے زمانہ میں جو میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تھی ۲۔ کہتے ہیں کہ میں شام میں تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نامہ ہرقل کے پاس لایا گیا ۳۔ ابو سفیان نے کہا کہ یہ خط دحیہ کلبی لائے تھے اور انہوں نے بصرے کے وزیر کو دیا تھا ۴۔ پھر بصرے کے وزیر نے ہرقل کو پہنچایا ہرقل بولا کہ کیا یہاں ان صاحب کی قوم کا کوئی آدمی ہے جو دعویٰ نبوت کر رہے ہیں ۵۔ لوگوں نے کہا ہاں چنانچہ قریش کی ایک جماعت میں میں بلایا گیا ۶۔ تو ہم ہرقل کے پاس گئے ہم کو اس کے سامنے بٹھلایا گیا ۷۔ وہ بولا کہ جن صاحب نے دعویٰ نبوت کیا ہے ان سے زیادہ قریبی تم میں کون ہے ۸۔ ابو سفیان نے کہا کہ میں بولا میں ہوں ۹۔ تو مجھے اس کے سامنے بٹھادیا۔ اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے ۱۰۔ پھر اپنے مترجم کو بلایا اس نے کہا کہ ان لوگوں سے کہو کہ میں ان سے ان صاحب کے متعلق کچھ پوچھوں گا جو اپنے کو نبی کہتے ہیں تو اگر یہ مجھ سے جھوٹ کہیں تو تم انہیں جھٹلا دینا ۱۱۔ ابو سفیان کہتے ہیں اللہ کی قسم اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ مجھ پر جھوٹ مشہور کیا جاوے گا تو میں اس سے جھوٹ بول دیتا ۱۲۔ پھر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ ان نبی کا خاندان تم میں کیسا ہے میں نے کہا وہ عالی خاندان

marfat.com

هُوَ فِينَا ذُو حَسَبٍ قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ اٰبَآئِهٖ مِنْ مَلِكٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَقُوْلَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ وَمَنْ يَتَّبِعُهٗ اَشْرَافُ النَّاسِ اَمْ ضُعَفَآؤُهُمْ قَالَ قُلْتُ بَلْ ضُعَفَآؤُهُمْ قَالَ اَيَزِيْدُوْنَ اَمْ يَنْقُصُوْنَ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يَزِيْدُوْنَ قَالَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ سَخْطَةً لَّهٗ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ اِيَّاهُ قَالَ قُلْتُ يَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهٗ سِجَالًا يُصِيْبُ مِنَّا وَنُصِيْبُ مِنْهُ قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِيْ هٰذِهِ الْمُدَّةِ لَا نَدْرِيْ مَا هُوَ صَانِعٌ فِيْهَا قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَمْكَنَنِيْ مِنْ كَلِمَةٍ اُدْخِلُ فِيْهَا شَيْئًا غَيْرَ هٰذِهٖ قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهٗ قُلْتُ لَا ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ قُلْ لَّهٗ اِنِّيْ سَاَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهٖ فِيْكُمْ فَزَعَمْتَ اَنَّهٗ فِيْكُمْ ذُو حَسَبٍ وَّكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِيْ اَحْسَابِ قَوْمِهَا وَسَاَلْتُكَ هَلْ كَانَ فِيْ اٰبَآئِهٖ مَلِكٌ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ اٰبَآئِهٖ مَلِكٌ قُلْتُ رَجُلٌ يَّطْلُبُ مُلْكَ اٰبَآئِهٖ وَسَاَلْتُكَ عَنْ اَتْبَاعِهٖ اَضُعَفَآؤُهُمْ اَمْ اَشْرَافُهُمْ فَقُلْتَ بَلْ ضُعَفَآؤُهُمْ

ہیں ۱۳؎ بولا کیا ان کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ تھا میں نے کہا نہیں ۱۴؎ بولا کیا ان کے دعویٰ نبوت سے پہلے تم انہیں جھوٹ سے متہم کرتے تھے میں نے کہا نہیں ۱۵؎ وہ بولا ان کی پیروی کون کرتا ہے سردار لوگ یا کمزور لوگ میں نے کہا بلکہ کمزور لوگ ۱۶؎ بولا یہ لوگ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے کہا بلکہ بڑھ رہے ہیں بولا اس دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی اپنے دین سے ناراض ہو کر پھر جاتا ہے کہتے ہیں کہ میں نے کہا نہیں ۱۷؎ بولا کیا تم نے ان سے کبھی جنگ کی ہے میں نے کہا ہاں بولا تمہاری ان سے جنگ کیسی ہوتی ہے کہتے ہیں میں نے کہا کہ ہمارے ان کے درمیان جنگ ایک ڈول ہوتی ہے ۱۸؎ کبھی ہم پر وہ غالب ہوتے کبھی ان پر ہم غالب بولا کیا بد عہدی کرتے ہیں میں نے کہا نہیں ۱۹؎ آج کل ہم ان سے صلح میں ہیں ہم نہیں جانتے کہ اس میں وہ کیا کریں گے ۲۰؎ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم کہ اس بات کے سوا اور کوئی چیز شامل کرنے کا مجھے موقعہ نہیں ملا ۲۱؎ وہ بولا کیا ان سے پہلے کسی نے یہ بات کہی تھی ۲۲؎ میں نے کہا نہیں ۲۳؎ پھر بادشاہ نے اپنے مترجم سے کہا کہ ان سے کہو کہ میں نے تم سے ان کے نسب کے متعلق پوچھا تو تم نے کہا کہ وہ تم میں عالی نسب ہیں اسی طرح انبیاء کرام اپنی قوم کے اعلیٰ نسب میں بھیجے جاتے ہیں ۲۴؎ اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا ان کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ ہوا ہے تو تم نے کہا کہ نہیں میں کہتا ہوں کہ اگر ان کے باپ دادوں میں بادشاہ ہوا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ وہ صاحب ہیں جو اپنے باپ دادوں کے ملک کے طالب ہیں ۲۵؎ اور میں نے تم سے ان کے **متبعین** کے متعلق پوچھا کہ معمولی لوگ ہیں یا بڑے لوگ تو تم نے کہا بلکہ کمزور لوگ ہیں یہ ہی کمزور نبیوں کے متبعین رہے ہیں ۲۶؎ اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا ان کے اس دعویٰ سے پہلے تم انہیں جھوٹ کا الزام دیتے تھے تم نے کہا کہ نہیں میں نے پہچان لیا کہ یہ ناممکن ہے

marfat.com

وَهُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبُ فَيَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ سَخْطَةً لَهٗ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ اِذَا خَالَطَ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَزِيْدُوْنَ اَمْ يَنْقُصُوْنَ فَزَعَمْتَ اَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَاَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَزَعَمْتَ اَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَتَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ سِجَالًا يَنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُوْنَ مِنْهُ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰى ثُمَّ تَكُوْنُ لَهَا الْعَاقِبَةُ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ اَنَّهٗ لَا يَغْدِرُ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ وَسَاَلْتُكَ هَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهٗ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهٗ قُلْتُ رَجُلٌ اِئْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيْلَ قَبْلَهٗ قَالَ ثُمَّ قَالَ بِمَا يَاْمُرُكُمْ قُلْنَا يَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ قَالَ اِنْ يَّكُ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَاِنَّهٗ نَبِيٌّ وَقَدْ كُنْتُ اَعْلَمُ اَنَّهٗ خَارِجٌ وَلَمْ اَكُ اَظُنُّهٗ مِنْكُمْ وَلَوْ اَنِّيْ اَعْلَمُ اَنِّيْ اَخْلُصُ اِلَيْهِ لَاَحْبَبْتُ لِقَاءَهٗ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهٗ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ وَلَيَبْلُغَنَّ مُلْكُهٗ مَا تَحْتَ قَدَمَيَّ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَاَهٗ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَقَدْ سَبَقَ تَمَامُ الْحَدِيْثِ فِيْ بَابِ الْكِتَابِ اِلَى الْكُفَّارِ۔

کہ وہ لوگوں پر تو جھوٹ نہ بولیں پھر اللہ پر جھوٹ باندھنے لگیں ۲۷۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا ان میں سے کوئی اس دین میں داخل ہونے کے بعد اپنے دین اسلام سے ناراض ہو کر پھر بھی جاتا ہے تم نے کہا کہ نہیں ایمان کا ایسا ہی حال جب اس کی لذت و فرحت دلوں میں مکمل مل جاتی ہے ۲۸۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ مسلمان بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں تو تم نے کہا کہ وہ بڑھ رہے ہیں ایمان کا یہی حال ہے حتی کہ پورا ہو جاتا ہے ۲۹۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا تم نے کبھی ان سے جنگ کی ہے تو تم نے کہا کہ تم نے ان سے جنگ کی ہے تو جنگ تمہارے اور ان کے درمیان ایک ڈول ہوتی ہے کہ وہ تم سے اور تم ان سے لیتے ہو اسی طرح انبیاء کرام آزمائے جاتے ہیں انجام انہیں کے حق میں ہوتا ہے ۳۰۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا عہد شکنی کرتے ہیں تم نے کہا کہ نہیں کرتے اسی طرح انبیاء عہد شکنی نہیں کرتے۔ ۳۱۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا کسی نے ان سے پہلے یہ دعویٰ کیا ہے تم نے کہا کہ نہیں میں کہتا ہوں کہ اگر یہ بات ان سے پہلے کسی نے کہی ہوتی تو میں کہتا کہ ایسے صاحب ہیں جو اپنے سے پہلے کہی ہوئی بات کی پیروی کر رہے ہیں ۳۲۔ پھر بولا وہ تم کو کیا حکم دیتے ہیں ۳۳۔ ہم نے کہا کہ ہم کو نماز' زکوۃ' صلہ رحمی' پاکدامنی کا حکم دیتے ہیں ۳۴۔ وہ بولا جو تم کہتے ہو اگر یہ سچ ہے تو وہ بھیجے نبی ہیں ۳۵۔ میں تو جانتا تھا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں مگر میرا خیال یہ نہ تھا کہ وہ تم میں سے ہیں ۳۶۔ اگر میں جانتا کہ ان تک پہنچ سکوں گا تو ان سے ملنا پسند کرتا اور اگر میں ان کے پاس ہوتا تو ان کے قدم دھوتا ۳۷۔ اور ان کا ملک میرے قدموں کے نیچے تک پہنچ جاوے گا ۳۸۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگایا پھر اسے پڑھا (مسلم بخاری) بقیہ پوری حدیث کتاب الی الکفار کے باب میں گزر گئی ۳۹۔

(۵۶۰۲) ۱؎ ابو سفیان اپنے زمانہ کفر کا یہ واقعہ مسلمان ہونے کے بعد سنا رہے ہیں۔ خیال رہے کہ مسلمان ہونے کے بعد اپنے

marfat.com

کفر کے زمانہ کی روایت معتبر ہے **من فیه** فرما کر یہ بتایا کہ مجھ سے براہ راست ابوسفیان نے یہ کہا کوئی واسطہ درمیان میں نہیں ہے۔ خیال رہے کہ ابوسفیان کا نام صخر بن حرب ہے امیر معاویہ کے والد ہیں سال فیل سے دس سال پہلے پیدا ہوئے فتح مکہ کے دن ایمان لائے غزوہ حنین میں شریک ہوئے۔ حضور انور نے انہیں حنین کی غنیمت سے ایک سو اونٹ عطا فرمائے اور چالیس **اوقیہ** سونا غزوہ طائف میں آپ کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی غزوہ یرموک میں دوسری آنکھ بھی بیکار ہوگئی تھی ۳۴ھ چونتیس میں وفات پائی۔ مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ حضرت عثمان غنی نے آپ کا جنازہ پڑھا آپ سے حضرت عبداللہ ابن عباس وغیرہم نے احادیث نقل کیں۔ اکمال۔ ۲۔ یعنی ۶ چھ ہجری میں میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان حدیبیہ میں صلح ہوئی جس کی معیاد دس سال تھی اسی صلح کے بعد ہی سفر میں مکہ معظمہ سے باہر گیا خیال رہے کہ صلح حدیبیہ کی مدت تھی تو دس سال مگر کفار مکہ نے اس صلح کی ایک شرط توڑدی کہ حضور کے حلیف بنی خزاعہ کے قتل میں مدد کردی اس لئے حضور انور نے ۸ھ میں مکہ معظمہ پر حملہ فرمایا اسے فتح کرلیا۔ ۳۔ حضور انور نے شاہان عرب و عجم کو تبلیغی فرمان نامے بھیجے جن میں ان سلاطین کو دعوت اسلام دی اس سلسلہ میں شاہ روم ہرقل کو بھی دحیہ کلبی کے ہاتھ فرمان نامہ بھیجا۔ یہاں اس واقعہ کا ذکر ہے ۴۔ خیال رہے کہ بصرہ عراق کا ایک مشہور شہر ہے بغداد شریف کے قریب یہاں وہ مراد نہیں بلکہ بصرہ ب کے پیش سے آخر میں ہ یہ دمشق کے پاس ایک بستی ہے شام کا ایک شہر ہے یہاں وہ بستی مراد ہے حضور انور نے دحیہ کلبی کو یہ ہی حکم دیا تھا کہ ہمارا فرمان نامہ عظیم بصرہ کو دو وہ ہرقل کو پہنچائے عظیم بصرہ ہرقل کا گویا وزیر خارجہ تھا۔ دوسرے ممالک کے بادشاہوں سے کلام وزیر خارجہ کے ذریعے سے ہی ہوتا ہے۔ ۵۔ ہرقل نے چاہا کہ فرمان عالی پڑھنے سے پہلے حضور انور کے حالات معلوم کرے پھر خط شریف کا مطالعہ کرے متکلم کے کلام کا حال معلوم ہوتا ہے۔ ۶۔ یہ تیس آدمی تھے جو بغرض تجارت مکہ معظمہ سے شام کے ملک میں گئے ہوئے تھے ان کے سردار ابوسفیان تھے۔ یہ سب ہرقل کے دربار میں بلائے گئے۔ ۷۔ ابوسفیان اور ان کی جماعت کو حضور انور کا پہلا فیض تو یہ ملا کہ ان کے صدقہ سے ان لوگوں کو شاہی دربار میں رسائی وہاں باریابی نصیب ہوئی ۸۔ یعنی تم سب ہمارے پاس رہو مگر مجھ سے کلام وہ کرے جو حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسب و قرابت میں بہت قریب ہو۔ یہ اس لئے کہا کہ قریبی رشتہ دار حالات سے زیادہ خبردار ہوتے ہیں۔ وہ حضور انور کے ہر طرح کے حالات معلوم کرنا چاہتا تھا۔ ۹۔ کیونکہ ابوسفیان قرشی ہیں عبد مناف میں حضور انور سے مل جاتے ہیں۔ دوسرے لوگوں کو حضور انور سے یہ قرب میسر نہ تھا۔ ۱۰۔ یہ نشست اس ترتیب سے اس لئے رکھی کہ بادشاہ مجھ سے بہ آسانی بات کرسکے اور مجھے میرے ساتھی بات بتاسکیں اگر میں کچھ بھول جاؤں۔ اور ٹوک سکیں اگر میں غلط گوئی کروں۔ ۱۱۔ یعنی تم لوگ اس گفتگو میں میری بھی مدد کرو اور ان ابوسفیان کی بھی ان کی مدد تو اس طرح کہ ان کی سچی باتوں کی زبانی یا باشارہ سر تائید کرو۔ اور جو وہ بھول جائیں انہیں بتادو میری مدد اس طرح کہ اگر یہ کچھ جھوٹ بولیں تو انہیں نہ بولنے دو روک دو تاکہ مجھ کو ان کے متعلق صحیح حالات معلوم ہوجائیں۔ ۱۲۔ یعنی مجھے حضور انور سے اس زمانہ میں اتنی عداوت تھی کہ اگر میرے ساتھی میرے پاس نہ ہوتے اور مجھے اپنی بدنامی کا اندیشہ نہ ہوتا تو حضور انور کے متعلق بہت جھوٹی باتیں کہہ دیتا۔ تاکہ اس کے دل میں حضور سے نفرت پیدا ہو معلوم ہوا کہ جھوٹ اور بدنامی کو کفار بھی برا سمجھتے تھے افسوس ان لوگوں پر جو خدا تعالیٰ کو جھوٹ سے متصف مانیں۔ ۱۳۔ حسب بمعنی نسب بھی آتا ہے۔ اور باپ دادوں کے فضائل کے معنی میں بھی، یہاں دونوں احتمال ہیں بخاری شریف میں بجائے حسب کے نسب ہے ممکن ہے کہ اس نے دونوں لفظ بولے ہوں۔ ابوسفیان نے اقرار کیا کہ وہ سرکار سارے عرب میں عالی نسب والے

marfat.com

حسب ہیں۔ کیونکہ وہ قرشی' ہاشمی مطلبی ہیں اتنا اعلیٰ خاندان کسی کو نصیب نہیں ہوا ۱۴۔ یعنی وہ سرکار شاہی خاندان سے یا مساکین خاندان سے ذاتی شرافت کے بعد بیرونی شرافت کا سوال کیا جواب دیا کہ ان کے خاندان میں کبھی کوئی بادشاہ نہیں ہوا مساکین کا خاندان ہے یہ شرافت عارضی کا ذکر ہوا۔ ۱۵۔ اس جواب سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضور انور کی زبان پاک پر ساری عمر شریف میں ایک بار بھی جھوٹ نہ آیا اگر ایک بار بھی جھوٹ بولا ہوتا تو آج ابو سفیان بڑھا چڑھا کر اسے بیان کرتے کیونکہ وہ اس وقت حضور انور کے سخت تر دشمن تھے یہ ہے دشمنوں کا اقرار و اعتراف۔ **الفضل ما شہدت به اعداء**۔ ۱۶۔ یعنی عام طور پر مساکین و فقراء ہی ان پر ایمان لائے ہیں۔ امیر اور سردار بہت کم ایمان لائے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ کوئی سردار اور امیران پر ایمان نہیں لایا کیونکہ حضرت عمر' ابوبکر صدیق' حمزہ' جعفر جو قریش کے بڑے سردار تھے اور حضرت عثمان جو سردار بھی تھے اور بڑے مالدار بھی اس وقت ایمان لا چکے تھے لہذا حدیث بالکل واضح ہے۔ ۱۷۔ یعنی اب تک کوئی مسلمان اسلام میں خرابی دیکھ کر اسلام سے نہیں پھرا قبیلہ عرینہ والے لوگ تو اپنی خیانت اور ڈکیتی کی عادت کی بنا پر مرتد ہوئے تھے نہ کہ اسلام میں خرابی دیکھ کر۔ غرضیکہ مسلمان گھٹتے نہیں۔ ان میں سے کوئی اسلام سے نکلتا نہیں ہاں بڑھ رہے ہیں کہ لوگ مسلمان ہو رہے ہیں۔ ۱۸۔ یہاں ڈول سے مراد پرانے زمانہ کا وہ ڈول ہے جس سے اس زمانہ میں کھیت سیراب کئے جاتے تھے کہ ایک رسے کے کناروں پر دو ڈول باندھ کر گول چکر پر رسا چڑھا کر ایک ڈول کو اوپر اور دوسرے کو نیچے کیا جاتا ہے۔ پھر ایک ڈول داہنے دوسرا بائیں طرف ڈالا جاتا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ کبھی وہ ہم پر غالب آتے ہیں۔ جیسے غزوہ بدر میں اور کبھی ہم ان پر غالب آجاتے ہیں جیسے غزوہ احد میں۔ **شعر:۔**

☆ **فیوما علینا و یوما لنا ☆ و یوما نسر و یوما نساء** ☆

رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وتلک الایام نداد لها بین الناس** ۱۹۔ یعنی انہوں نے آج تک کبھی اپنا وعدہ خلاف نہیں کیا حتی کہ مکہ والوں نے حضور کو صادق الوعد اور امین کے خطاب دیئے ہوئے تھے۔ خیال رہے کہ جھوٹ عام ہے اور وعدہ خلافی خاص اس لئے اس نے جھوٹ کے متعلق پوچھنے کے بعد وعدہ خلافی کے متعلق پوچھا۔ ۲۰۔ یعنی آج کل حدیبیہ کے مقام پر ہم میں جنگ بندی وغیرہ پر معاملہ ہو چکا۔ اب خبر نہیں کہ وہ اس وعدے کو پورا کریں گے یا نہیں اب تک تو کبھی وعدہ خلافی انہوں نے کی نہیں۔ ۲۱۔ یعنی مجھے یقین تھا کہ حضور انور اس دفعہ بھی وعدہ خلافی نہیں کریں گے مگر میں نے اپنی ذاتی دشمنی کی بناء پر اتنی بات ہرقل سے کہہ ضرور دی کہ نہ معلوم وہ یہ وعدہ پورا کریں یا نہ کریں۔ یہ تھا انتہائی دشمنی کا اثر۔ ۲۲۔ یعنی کیا تمہارے خاندان یا تمہارے ملک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نے دعوئی نبوت کیا تھا۔ ۲۳۔ خیال رہے کہ ملک عرب میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے لے کر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تک قریباً چار ہزار سال کا فاصلہ ہے اس زمانہ میں ملک عرب میں نہ تو کوئی نبی آیا نہ کسی نے دعوئی نبوت کیا۔ لوگ نبوت کو بھول چکے تھے اور نبی کے فیض سے یکسر محروم ہو چکے تھے۔ رب فرماتا ہے **لتنذر قوما ما انذر اباؤهم** اور فرماتا ہے **وما ارسلنا قبلک من نذیر** یہ لوگ اس زمانہ میں نبوت سے محروم رہنے کی وجہ سے انسانیت تک کھو چکے تھے۔ حضور انور نے ایسوں کا سنبھالا ہے۔ ۲۴۔ ہرقل مذہباً عیسائی تھا۔ بادشاہ بھی تھا اور اپنے دین کا بڑا عالم بھی۔ توریت و انجیل کا ماہر تھا۔ گزشتہ انبیاء کرام کے حالات طیبہ سے پورا خبردار بھی۔ اس نے بتایا کہ ہمیشہ انبیاء کرام اپنی ہی قوم میں بڑے عالی نسب و عالی حسب میں آئے۔ کیونکہ نیچی قوم والے کا اونچی قوم میں احترام نہیں ہوتا۔ حتی کہ ابراہیم علیہ السلام کے بعد سارے نبی ان کی اولاد ہی میں آئے کوئی غیر ابراہیمی شخص نبی نہ ہوا رب فرماتا ہے **وجعلنا فی ذریته النبوة والکتاب** مرزائے قادیان

marfat.com

نرا جھوٹا تھا۔ اگر نبی ہوتا تو اولاد ابراہیم یعنی سید ہوتا۔ سادات کرام کے ہوتے ہوئے مغل بچہ نبی کیسا۔ جن لوگوں نے کہا کہ ہر قوم میں نبی ہوئے اس قوم سے بھنگیوں میں بھنگی' چماروں میں چمار' انہوں نے غلط کہا۔ آیت کریمہ۔ **وان من امة الاخلا فیھا نذیر** میں نذیر سے مراد نبی نہیں بلکہ ڈرانے والے مبلغین مراد ہیں۔ ہمیشہ نبی اونچی قوم میں آئے نیچی قومیں ان کے تابع رہیں۔ خیال رہے کہ اسلام میں کوئی قوم ذلیل نہیں۔ ہاں بعض قومیں بعض سے افضل ہیں۔ جیسے حضرات سادات کرام دوسری قوموں سے افضل و اشرف ہیں۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب الکلام المقبول فی طہارۃ نسب الرسول میں ملاحظہ کرو۔ ۲۵۔ یعنی اگر وہ شاہی خاندان سے ہوتے پھر دعویٰ نبوت کرتے تو کہا جا سکتا تھا کہ یہ دین کے بہانہ سے اپنے لئے رائے عامہ ہموار کر رہے ہیں کہ اس ذریعہ سے لوگ میرے ہمنوا بن جاویں اور مجھے اپنا بادشاہ بنالیں میرے باپ دادوں کی طرح یہاں یہ بھی نہیں خیال رہے کہ حضور نے دین پھیلانے کے لئے ممالک فتح فرمائے وہ بھی بعد ہجرت۔ ملک فتح کے لئے دین کو بہانہ نہیں بنایا لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں۔ کہ حضور آخر کار بادشاہ تو ہوئے نیز حضور انور نے بادشاہ بننے کے بعد بھی اپنا گزارہ نہایت معمولی سادہ رکھا۔ زندگی شریف میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ٹوٹا چھوٹا سا گھر بوریا بستر' فقر و فاقہ' قناعت رضا اسی طرح رہی۔ مرزا غلام احمد۔ پندرہ روپیہ ماہوار پر چونگی کا محرر تھا نبوت کا ڈھونگ رچا کر نواب بن گیا۔ یہ فرق ہے سچے اور جھوٹے ہیں۔ ۲۶۔ یعنی میں نے گزشتہ نبیوں کی تاریخ پڑھی ہے تمام نبیوں کو اتباع پہلے غریبوں نے کی ہے۔ امیر لوگ بعد میں ساتھ لگ گئے اس قاعدے سے بھی وہ سچے نبی معلوم ہوتے ہیں دیکھ لو آج بھی اسلام غریبوں سے ہی آباد ہے۔ علماء' حافظ' مجاہد' غازی اولیاء اللہ عموماً غریبوں میں ہی ہیں۔ مسجدیں آباد ہیں تو غریبوں سے خانقاہوں میں رونق ہے تو غریبوں سے دین سے الفت ہے تو عموماً غریبوں کو۔ ۲۷۔ سبحان اللہ کیسی نفیس دلیل دی یعنی جو ذات کریم تم میں چالیس سال گزارے اور اس دوران میں اس کے منہ سے مخلوق کے متعلق ایک جھوٹ نہ نکلے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ چالیس سال کے بعد یکدم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا شروع کر دے کہ کہے مجھے اللہ نے نبی بنایا حالانکہ یہ بات غلط ہو اللہ پر جھوٹ باندھنا بدترین جرم ہے ہرقل نے متکلم کے صدق سے کلام کا صدق پہچانا یعنی کلام سے متکلم کو نہیں بلکہ متکلم سے کلام کو جانا پہچانا۔ ۲۸۔ یعنی ایمان و عرفان ایسی مزیدار چیزیں ہیں کہ جس دل میں یہ پہنچ جاویں وہاں سے پھر نہیں نکلتیں کوئی لالچ تکلیف دل سے ایمان نہیں نکال سکتی اس کی تفسیر و شرح حضرت بلال' صہیب' عمار ابن یاسر وغیرہم فقراء صحابہ کی زندگیاں ہیں کہ انہوں نے اسلام کی خاطر ہر طرح کی مصیبتیں جھلیں۔ دین سے نہ پھرے جو ایک دو آدمی مرتد ہوئے ان کے دل میں ایمان جاگزیں نہیں ہوا تھا۔ ۲۹۔ یعنی قانون قدرت اور دستور ربانی یہ ہی ہے کہ ایمان کا معاملہ بہت معمولی طور سے شروع ہوتا ہے پھر پھیلتا اور پھلتا پھولتا ہے۔ رب تعالیٰ نے اس کی مثال کھیت سے دی ہے جو کمزور نمودار ہوتا ہے۔ پھر زور پکڑتا ہے ہرقل کی یہ تمام باتیں بالکل درست تھیں ۳۰۔ یعنی تمہاری یہ فتوحات ظاہری اور محض عارضی ہیں۔ آخر کار چاند انہیں کا چمکے گا سورج انہیں کا چڑھے گا ہرقل کا یہ خیال بالکل صحیح ثابت ہوا۔ ۳۱۔ یعنی حضرات انبیاء کرام وعدہ خلافی عہد شکنی سے معصوم ہوتے ہیں کہ یہ عیوب تو انسانیت کے خلاف ہیں۔ چہ جائیکہ شان نبوت۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم تاریخ بہترین فن ہے کبھی اس سے ایمان مل جاتا ہے دیکھو ہرقل تاریخ کا بڑا ماہر تھا۔ تو کس طرح حضور انور کی شان پہچان رہا ہے یہ دل میں ایمان لا چکا تھا مگر زبان سے اقرار نہ کر سکا اپنی سلطنت کے خوف سے۔ ۳۲۔ حضور انور سے پہلے ملک عرب تو کیا غالباً ساری دنیا میں کسی نے دعویٰ نبوت جھوٹا نہیں کیا۔ عیسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضور انور تک پونے چھ سو برس کے عرصہ میں کوئی نبی تشریف نہیں لائے اور عیسیٰ علیہ السلام بھی فلسطین میں رہے عرب تشریف نہیں لائے ان حالات

marfat.com

کے ماتحت یہ احتمال بھی نہیں ہو سکتا کہ حضور انور نے کسی کی نقل کرتے ہوئے دعوئ نبوت فرمایاہاں حضور کے زمانہ پاک میں آپ کو دیکھ کر مسیلمہ کذاب نے دعوئ نبوت کیا جو عہد صدیقی میں قتل کیا گیا۔ حضور کے بعد تو بہت لوگوں نے نبوت کے جھوٹے دعوے کئے آخر میں پنجاب میں مرزاغلام احمد قادیانی نے۔ رب تعالٰی نے ان سب کو ذلت کی موت ہلاک کیا۔ ۳۳۔ حضور انور کے حالات معلوم کرنے کے بعد اس نے حضور کی تعلیمات ابوسفیان سے پوچھیں اسلام کی اصل بھی یہ ہی ہے کہ پہلے حضور انور کو پہچانو پھر قرآن مجید وغیرہ کی تعلیمات کو پہلے کلمہ پڑھ کر مسلمان بنو پھر اور کچھ کرو اصل ایمان حضور کی پہچان ہے حتی کہ رب تعالٰی کو بھی حضور ہی کی معرفت جانو پہچانو یعقوب علیہ السلام کی اولاد نے کہا تھا **نعبد الھلک والہ ابائک ابرھیم واسمعیل واسحاق** ۳۴۔ چونکہ اس وقت زکوۃ کے احکام آچکے تھے بلکہ جہاد وغیرہ کے بھی اس لئے زکوۃ کا ذکر بھی کیا مطلب یہ ہے کہ حضور انور سارے انسانوں کو حکم دیتے ہیں کہ ایمان لاکر بدنی مالی عبادات کرو اپنے اخلاق درست کرو۔ لہٰذا اس پر نہ تو یہ اعتراض ہے کہ ہجرت سے پہلے حضور انور نے زکوۃ کا حکم نہیں دیا تھا ابوسفیان سے ملاقات حضور انور کی اس زمانہ میں تھی نہ' یہ کہ کفار پر نماز و زکوۃ فرض نہیں۔ ۳۵۔ اس نے توریت و انجیل میں حضور انور کی یہ علامات اور تعلیمات پڑھیں تھیں۔ اس لئے اس نے یہ کہا کوئی معجزہ دریافت کیا۔ ۳۶۔ یعنی مجھے نبی آخر الزمان کے ظہور کا یقین تھا مگر میرا خیال یہ تھا کہ وہ دوسرے نبیوں کی طرح بنی اسرائیل میں سے ہوں گے شام یا فلسطین میں، یہ خیال نہ تھا کہ عرب میں بنی اسماعیل میں پیدا ہوں گے اس کا یہ خیال غلط تھا اور کتابوں میں حضور کی ولادت گاہ اور ہجرت گاہ دونوں کا صاف ذکر تھا جیسا کہ گزشتہ بابوں میں گزر چکا حتی کہ یہ بھی تھا و ملکہ' بالشام ان کی سلطنت شام میں ہوگی۔ ۳۷۔ یعنی میں سلطنت کی وجہ سے ان تک نہیں پہنچ سکتا اور اگر پہنچ جاتا تو ان کے قدم شریف دھوتا اور قدموں کا دھوون پیتا افسوس کہ اس قدر جاننے کے باوجود ایمان نہ لایا۔ بلکہ ہمیشہ صحابہ کرام سے لڑ بھڑ کر شکستیں کھا کر مرا اس کے بعد اس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔ اس کی ہلاکت پر اس کی سلطنت کا چراغ بجھ گیا وہ ممالک اسلامی سلطنت میں داخل ہو گئے۔ حضرت عمر فاروق کی تاریخ پڑھو ۳۸۔ یعنی ان کا یہاں بھی راج ہوگا اس نے یہ بات گزشتہ کتابوں میں دیکھ کر اور کہانت کے ذریعے معلوم کی تھی وہ کاہن بھی تھا جیسا کہ بخاری شریف میں ہے۔ ۳۹۔ بخاری شریف میں ہے کہ اس نے اپنے سرداروں سے کہا کہ اگر تم اپنی سلطنت کی بقا چاہتے ہو تو نبی پر ایمان لے آؤ وہ سب بھڑک گئے تو وہ بولا کہ میں تو تمہاری دین کی پختگی آزماتا تھا۔ مسند امام احمد میں ہے کہ اس نے غزوہ تبوک کے موقعہ پر ایک خط حضور انور کی خدمت میں بھیجا کہ میں مسلمان ہوں حضور نے فرمایا کہ وہ جھوٹا ہے وہ نرا عیسائی ہے (اشعہ) معلوم ہوا کہ ہدایت بغیر رب کی مہربانی کے میسر نہیں ہوتی کبھی سلطنت اور امیری ایمان سے روک دیتی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور انور کو جان پہچان لینا ایمان نہیں بلکہ انہیں ماننا ایمان ہے۔

بَابُ فِی الْمِعْرَاجِ — معراج کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ — پہلی فصل

معراج' عروج کا اسم آلہ ہے عروج کے معنی ہیں چڑھنا' معراج ۔ بمعنی چڑھنے کا آلہ یعنی سیڑھی مگر اصطلاح میں ۔ بمعنی

مصدر آتا جیسے میلاد . بمعنی ولادت یا میعاد . بمعنی وعدہ **ان اللہ لا یخلف المیعاد** ایسے ہی معراج . بمعنی عروج، معراج کے متعلق لوگوں کے بہت سے قول ہیں جسمانی تھی یا خواب میں۔ بارھویں ربیع الاول میں ہوئی یا ستائیسویں رمضان کو۔ نبوت سے پہلے ہوئی یا بعد میں۔ نبوت سے پانچ سال پہلے ہوئی یا کم و بیش۔ **مگر قوی اور صحیح یہ ہے** کہ حضور انور کو بہت بار معراج ہوئی ایک بار جسمانی باقی خواب میں۔ جسمانی معراج نبوت کے گیارھویں سال یعنی ہجرت سے دو سال پہلے ہوئی اور اپنی ہمشیرہ ام ہانی کے گھر سے ہوئی ستائیسویں رجب شب دو شنبہ کو ہوئی۔ رب فرماتا ہے **اسری بعبدہ** اگر صرف خواب میں معراج ہوتی تو .بعبدہ نہ فرمایا جاتا۔ عبد کہتے ہیں جسم مع روح کو نیز پھر لوگوں میں اتنا شور نہ مچتا خواب پر کون اعتراض کرتا ہے۔

مسئلہ :۔ بیت اللہ شریف سے بیت المقدس تک کی جسمانی معراج قطعی یقینی ہے۔ اس کا انکار کفر ہے۔ بیت المقدس سے آسمان بلکہ لامکان تک کی معراج کا اگر اس لئے انکار کرتا ہے کہ آسمان کے پھٹنے کو ناممکن مانتا ہے۔ تو بھی کافر ہے کہ اس میں آیات قرآنیہ کا انکار ہے ورنہ گمراہ ہے اس کی پوری بحث یہاں مرقات اور اشعۃ اللمعات اور ہماری کتاب شان حبیب الرحمٰن میں ملاحظہ کرو ہم نے کہا ہے کہ آیۃ کریمہ سبحان الذی سے بارکنا حولہ تک بیت المقدس تک کی معراج کا ذکر ہے۔ اور **لنریہ من ایتنا** میں آسمانی معراج کا ذکر ہے۔ اور 'انہ ہوا **السمیع البصیر** میں لامکانی معراج کا ذکر ہے۔

وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ اُسْرِيَ بِهٖ بَيْنَمَا اَنَا فِي الْحَطِيْمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِي الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا اِذْ اَتَانِيْ اٰتٍ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هٰذِهٖ اِلٰى هٰذِهٖ يَعْنِيْ مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهٖ اِلٰى شِعْرَتِهٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِيْ ثُمَّ اُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوْءٍ اِيْمَانًا فَغُسِلَ قَلْبِيْ ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ اُعِيْدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ غُسِلَ الْبَطْنُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِئَ اِيْمَانًا وَّحِكْمَةً ثُمَّ اُتِيْتُ بِدَابَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ اَبْيَضَ يُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ يَضَعُ خَطْوَهٗ عِنْدَ اَقْصٰى طَرْفِهٖ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ بِيْ جِبْرَئِيْلُ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا

(۵۶۰۳) روایت ہے حضرت قتادہ سے وہ حضرت انس ابن مالک سے وہ مالک ابن **صعصعہ** سے راوی ا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس رات کے متعلق خبر دی جس میں حضور کو معراج کرائی گئی ۲۔ جب کہ میں حطیم یا اوقات فرمایا کہ حجر میں تھا ۳۔ کہ میرے پاس ایک آنے والا آیا اس نے یہاں سے یہاں تک چیرا یعنی آپ کے گلے کی گھنڈی سے آپ کے بالوں تک ۴۔ پھر میرا دل نکالا پھر میرے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان سے بھرا تھا پھر میرا دل دھویا گیا ۵۔ پھر اسے بھر دیا گیا پھر لوٹا دیا گیا۔ اور ایک روایت میں ہے پھر پیٹ دھویا گیا زمزم کے پانی سے پھر ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا ۶۔ پھر میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا سفید رنگ تھا جسے براق کہا جاتا ہے ۷۔ وہ اپنی انتہائی نظر پر اپنا ایک قدم رکھتا ہے تو میں اس پر سوار کیا گیا ۸۔ پھر مجھے جبرئیل لے چلے حتی کہ وہ دنیا کے آسمان پر پہنچے ۹۔ دروازہ کھلوایا کہا گیا کون ۱۰۔ فرمایا جبریل کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے فرمایا حضور محمد ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں ۱۱۔ ان کی خوش آمدید ہو وہ خوب آئے پھر دروازہ کھول دیا گیا جب میں داخل

marfat.com

قَالَ جِبْرَئِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ اُرْسِلَ
اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ
فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا فِيْهَا اٰدَمُ فَقَالَ هٰذَا اَبُوْكَ
اٰدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ
مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ
حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا
قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ
اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ
جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا يَحْيٰى وَعِيْسٰى وَهُمَا
اِبْنَا خَالَةٍ قَالَ هٰذَا يَحْيٰى وَهٰذَا عِيْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا
فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَ
النَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ الثَّالِثَةِ
فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ
مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ
قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا
خَلَصْتُ اِذَا يُوْسُفُ قَالَ هٰذَا يُوْسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ
وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الرَّابِعَةَ
فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ
قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا
بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا
اِدْرِيْسُ فَقَالَ هٰذَا اِدْرِيْسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ
عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ
الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الْخَامِسَةَ
فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ
مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ
قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا
خَلَصْتُ فَاِذَا هَارُوْنُ قَالَ هٰذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ
عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ

ہوا تو وہاں جناب آدم تھے ۱۲؎ کہا یہ تمہارے والد آدم ہیں انہیں
سلام کرو ۱۳؎ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر فرمایا
صالح فرزند صالح نبی تم خوب تشریف لائے ۱۴؎ پھر مجھے جبرئیل اوپر
لے گئے حتی کہ دوسرے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون
بولے میں ہوں جبریل کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں کہا حضور محمد کہا
گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں کہا خوش آمدید تم بہت ہی اچھا آنا
آئے پھر دروازہ کھول دیا گیا تو جب میں اندر پہنچا تو ناگہاں وہاں
حضرت یحیٰی اور عیسیٰ تھے وہ دونوں خالہ زاد ہیں ۱۵؎ جبریل نے کہا یہ
یحیٰی ہیں یہ عیسیٰ ہیں انہیں سلام کرو میں نے سلام کیا ۱۶؎ ان دونوں
نے جواب دیا پھر کہا صالح بھائی صالح نبی آپ خوب آئے پھر جبریل
مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے گئے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون وہ
بولے جبریل ہوں کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے کہا حضور محمد ہیں کہا
گیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں کہا خوش آمدید تم خوب ہی آئے پھر
دروازہ کھول دیا گیا جب میں داخل ہوا تو وہاں حضرت یوسف تھے
۱۷؎ جبریل نے کہا یہ یوسف ہیں انہیں سلام کرو میں نے سلام
انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا صالح بھائی صالح نبی آپ
خوب آئے ۱۸؎ پھر مجھے اوپر لے گئے حتی کہ چوتھے آسمان پر پہنچے
دروازہ کھلوایا کہا گیا کون ہے فرمایا میں جبریل ہوں کہا گیا تمہارے
ساتھ کون ہے کہا حضور محمد کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں کہا گیا
خوش آمدید اچھا آنا آپ آئے دروازہ کھولا گیا جب ہم اندر داخل
ہوئے تو وہاں حضرت ادریس تھے ۱۹؎ جبریل نے کہا یہ ادریس ہیں
آپ انہیں اسلام کریں میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا
کہا خوش آمدید اے صالح بھائی صالح نبی ۲۰؎ پھر مجھے اوپر چڑھایا گیا
حتی کہ پانچویں آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون ہے کہا میں
جبریل ہوں کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے کہا حضور محمد ہیں کہا گیا کیا
انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں بلایا گیا ہے کہا گیا خوش آمدید آپ اچھا آنا

marfat.com

وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا مُوسٰى قَالَ هٰذَا مُوسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكٰى قِيلَ لَهُ مَا يُبْكِيكَ قَالَ أَبْكِي لِأَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهِ أَكْثَرُ مِمَّنْ يَدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِي ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ هٰذَا أَبُوكَ إِبْرَاهِيمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالِابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعْتُ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى فَإِذَا نَبِقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيَلَةِ قَالَ هٰذَا سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ نَهْرَانِ

آئے دروازہ کھولا گیا جب میں اندر گیا تو وہاں حضرت ہارون تھے ۲۱۔ جبریل نے کہا یہ ہارون ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا خوش آمدید اے صالح بھائی اے صالح نبی ۲۲۔ پھر مجھے اوپر لے گئے حتی کہ چھٹے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون ہے کہا میں جبریل ہوں کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے کہا حضور محمد ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں کہا گیا خوش آمدید آپ اچھا آنا آئے دروازہ کھولا گیا میں جب اندر پہنچا تو وہاں حضرت موسیٰ تھے ۲۳۔ جبریل نے کہا یہ موسیٰ ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا خوش آمدید اے صالح بھائی صالح نبی جب وہاں سے آگے بڑھے تو وہ رونے لگے ۲۴۔ ان سے کہا گیا کیا چیز آپ کو رلا رہی ہے فرمایا اس لئے کہ ایک فرزند ۲۵۔ میرے بعد نبی بنائے گئے ان کی امت میری امت سے زیادہ جنت میں جائے گی ۲۶۔ پھر مجھے ساتویں آسمان کی طرف اٹھایا گیا جبریل نے دروازہ کھلوایا کہا گیا کون ہے کہا میں جبریل ہوں کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے کہا حضور محمد ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں تو کہا گیا خوش آمدید آپ بہت اچھا آنا آئے پھر جب میں وہاں داخل ہوا تو حضرت ابراہیم وہاں تھے ۲۷۔ جبرئیل نے کہا یہ آپ کے والد ابراہیم ہیں آپ انہیں سلام کریں ۲۸۔ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا خوب آئے اے صالح فرزند صالح نبی ۲۹۔ پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھایا گیا ۳۰۔ تو اس کے بیر ہجر کے مٹکوں کی طرح تھے ۳۱۔ اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح جبریل نے کہا یہ سدرۃ منتہیٰ ہے وہاں چار نہریں تھیں، دو نہریں تو خفیہ تھیں اور دو نہریں ظاہر ۳۲۔ میں نے کہا اے جبریل یہ کیا ہے عرض کیا کہ خفیہ نہریں تو جنت کی دو نہریں ہیں ۳۳۔ لیکن ظاہری نہریں وہ نیل اور فرات ہیں ۳۴۔ پھر میرے سامنے بیت المعور لایا گیا ۳۵۔ پھر میرے پاس ایک برتن شراب کا

marfat.com

بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ فَقُلْتُ مَا هٰذَانِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ اَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَاَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ ثُمَّ اُتِيْتُ بِاِنَاءٍ مِّنْ خَمْرٍ وَاِنَاءٍ مِّنْ لَبَنٍ وَاِنَاءٍ مِّنْ عَسَلٍ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ هِيَ الْفِطْرَةُ اَنْتَ عَلَيْهَا وَاُمَّتُكَ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلٰوةُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَاُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَاُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوٰتٍ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَاِنِّيْ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِكَ قَالَ سَاَلْتُ رَبِّيْ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ وَلٰكِنِّيْ اَرْضٰى وَاُسَلِّمُ قَالَ فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادٰى مُنَادٍ اَمْضَيْتُ فَرِيْضَتِيْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِيْ -

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اور ایک برتن دودھ کا اور ایک برتن شہد کا لایا گیا ۳۶؎ میں نے دودھ قبول کیا تو جبریل نے کہا یہ وہ فطرت ہے جس پر آپ اور آپ کی امت ہے ۳۷؎ پھر مجھ پر ہر دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں پھر میں واپس ہوا تو موسیٰ علیہ السلام پر گزرا ۳۸؎ انہوں نے کہا آپ کو کیا حکم دیا گیا میں نے کہا ہر دن پچاس نمازوں کا انہوں نے کہا کہ آپ کی امت ہر دن پچاس نمازوں کی طاقت نہیں رکھے گی ۳۹؎ اللہ کی قسم میں نے آپ سے پہلے لوگوں کی آزمائش کی اور بنی اسرائیل کو تو خوب آزمایا ۴۰؎ لہذا آپ اپنے رب کی طرف لوٹئے اور اس سے اپنی امت کے لئے آسانی مانگئے ۴۱؎ چنانچہ میں واپس ہوا تو اس نے مجھ سے دس نمازیں کم کردیں پھر میں جناب موسیٰ کی طرف لوٹا میں پھر رب کی طرف لوٹا اس نے مجھ سے دس معاف فرما دیں میں پھر جناب موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں نے پھر وہی کہا میں پھر لوٹا اس نے مجھ سے دس اور معاف فرمادیں میں پھر جناب موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں نے پھر وہی کہا میں پھر لوٹا رب نے مجھ سے دس اور معاف کردیں ۴۲؎ پھر میں جناب موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں پھر وہی کہا میں پھر لوٹا تو مجھے ہر دن پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ۴۳؎ میں پھر جناب موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں نے کہا کہ آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے میں نے کہا ہر دن پانچ نمازیں انہوں نے کہا کہ آپ کی امت ہر دن پانچ نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی ۴۴؎ میں نے آپ سے پہلے لوگوں کی آزمائش کرلی ہے اور بنی اسرائیل کو تو میں نے اچھی طرح آزمالیا ہے آپ پھر اپنے رب کی طرف لوٹئے آپ اس سے اپنی امت کے لئے کمی کا سوال کریں ۴۵؎ حضور نے کہا کہ میں نے اپنے رب سے اتنے سوال کرلئے کہ اب شرم کرتا ہوں لیکن میں راضی ہوں تسلیم کرتا ہوں ۴۶؎ فرمایا کہ پھر میں جب آگے بڑھا تو پکارنے والے نے پکارا کہ میں نے اپنا فریضہ جاری کردیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کردی ۴۷؎ (مسلم بخاری)

marfat.com

(۵۶۰۳) ۱؎ قتادہ تابعی ہیں اور حضرت انس بھی مشہور صحابی ہیں اور مالک ابن صعصعہ بھی صحابی ہیں۔ ۲؎ اسریٰ بنا ہے اسراء سے بمعنی رات میں سیر کرنا سارے معجزات لوگوں کو دکھائے مگر معراج لوگوں سے چھپائی گئی بعد میں سنائی گئی۔ کیونکہ معراج میں رب سے وصال تھا۔ اس میں حضور کی نورانیت بھی ظاہر تھی۔ اور حضور کا لباس بھی نورانی تھا۔ کسی آنکھ میں طاقت نہ تھی کہ حضور کو دیکھتی گھر کا لباس اور ہوتا ہے دفتر کا لباس دوسرا دنیا حضور کا دفتر ہے یہاں لباس بشریت میں آئے وہ جہاں حضور کا گھر ہے وہاں کا لباس نور ہے۔ ۳؎ حجر اور حطیم ایک ہی چیز ہے یعنی کعبہ معظمہ کا پرنالہ گرنے کی جگہ اس کی تفسیریں اور بھی کی گئی ہیں۔ اگر یہ جسمانی معراج کا ذکر ہے تو حضور اول شب میں حطیم میں تھے اور آخر شب میں ام ہانی کے گھر میں یا یوں کہو کہ حضور انور کو ام ہانی کے مکان سے یہاں حطیم میں لائے اور یہاں لاکر لٹایا۔ یہاں سینہ پاک چاک کیا یہاں کوثر اور زمزم سے غسل دیا۔ یہاں حلہ بہشتی پہنا کر حضور کو دولہا بنایا یہاں سے برات کے جلوس میں حضور کو لے کر فرشتے چلے۔ اس حدیث میں اس جگہ سے معراج کا ذکر ہے فرشتہ یعنی جبریل امین کا ام ہانی کے گھر آنا اور قسم کا ہے یہاں حطیم میں آنا دوسری نوعیت کا ہے۔ ۴؎ بالوں سے مراد زیر ناف کے بال ہیں یعنی سارا پیٹ چاک کیا۔ ۵؎ بچپن شریف میں دل نکالا گیا تھا اس سے ایک چیز نکال دینے کے لئے۔ آج دل نکالا گیا ہے اس میں علم و عرفان بھر دینے کے لئے وہاں تخلیہ یعنی صفائی تھی آج تحلیہ یعنی دل کی آرائشگی ہے بغیر تکلیف دل دھونا اور حضور انور کا زندہ رہنا یہ بھی معجزہ ہے۔ ۶؎ حضور کے قلب شریف میں ایمان و حکمت پہلے ہی سے موجود تھا یہ بھی زیادتی فرمانے کے لئے ہوا سینہ پاک پہلے ہی نورانی تھا اب نور علیٰ نور ہو گیا سونا، جنتی تھا، پانی زمزم جنتی سونے کی لگن میں حرم کا پانی شریف سبحان اللہ سونے پر سہاگہ ہے۔ ۷؎ براق بنا ہے برق سے بمعنی بجلی یا چمکدار سفیدی چونکہ اس کی رفتار بجلی کی طرح تیز ہے۔ اور وہ چمک دار سفید رنگ ہے اس لئے براق کہتے ہیں بعض شارحین نے فرمایا کہ اس پر گزشتہ انبیاء کرام بھی سواری کرتے رہے تھے۔ بعض نے فرمایا کہ ہر نبی کا براق علیحدہ ہے یہ براق خاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا اور ہے (مرقات) اس پر حضور معراج میں بھی سوار ہوئے اور قیامت میں بھی سوار ہوں گے یہ جنت میں چرتا رہا ہے وہاں یہ جانور کسی عمل کی جزا کے لئے نہیں پہنچا تاکہ یہ کہا جائے کہ جنت تو صرف انسانوں کی جگہ ہے وہاں جانور کیسے پہنچا بلکہ حور و غلمان جنتی چڑیوں کی طرح یہ بھی خدمت کے لئے ہے خیال رہے کہ ہر نبی کا جنت میں ایک حوض ہو گا۔ مگر حضور کے حوض کا نام کوثر ہے۔ جو سب سے اعلیٰ ہے یوں ہی ہر نبی کا جنت میں ایک براق ہو گا سواری کے لئے مگر حضور کا براق سب سے اعلیٰ ہو گا وہ یہ ہی براق ہے۔ (اشعہ) ۸؎ یعنی میں خود سوار نہ ہوا بلکہ سوار کیا گیا۔ جبریل امین نے حضور کو سوار کیا۔ رکاب جناب جبریل نے تھامی اور لگام میکائیل نے پکڑی اس شان سے دولہا کی سواری چلی (اشعہ) خیال رہے کہ حضور انور کا براق پر سوار ہونا اظہار شان کے لئے تھا جیسے دولہا گھوڑے پر ہوتے ہیں براتی پیدل اور گھوڑا خراماں خراماں چلتا ہے۔ براق کی یہ رفتار بھی خراماں تھی ورنہ اس دن خود حضور کی اپنی رفتار براق سے زیادہ تیز ہوتی۔ دیکھو حضرات انبیاء کرام نے بیت المقدس میں حضور کے پیچھے نماز پڑھی اور حضور کو وداع کیا۔ مگر آسمانوں پر حضور سے پہلے پہنچ گئے اور حضور کا استقبال کیا جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ کیونکہ آج ان حضرات کی کارکردگی کا دن تھا۔ حضور کے دولہا بننے کا دن تھا یہ ہے نبی کی رفتار۔ ۹؎ حدیث میں اجمال ہے یہاں بیت المقدس کی نماز و خطبہ وغیرہ کا ذکر نہیں کیا گیا۔ دوسری احادیث میں کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضور انور آسمان پر براق کے ہی ذریعہ پہنچے۔ بعض نے کہا کہ وہاں بادبان کے ذریعہ پہنچے بعض نے کہا کہ وہاں حضرت جبرئیل اپنے بازوؤں پر لے گئے براق صرف بیت المقدس تک تھا۔ مگر قوی پہلا قول ہے (اشعہ و مرقات) خیال رہے کہ اسی معراج

marfat.com

کے تین حصہ ہیں۔ فرش سے فرش تک یعنی بیت الحرام سے بیت المقدس تک۔ دوسرا فرش سے عرش تک۔ تیسرا حصہ عرش سے لامکان تک۔ بیت المقدس تک اس لئے پہنچایا گیا تاکہ اہل مکہ کو بیت المقدس کے حالات بتا کر دوسری دو معراجوں کا ثبوت دیا جاوے کیونکہ وہ لوگ بیت المقدس جاتے آتے رہتے تھے۔ اور تاکہ بیت المقدس کی عظمت کو چار چاند لگ جاویں۔ نیز آسمانوں کے دروازے بیت المقدس کے مقابل ہیں۔ یہاں سے سیدھے ان دروازوں پر پہنچا جاوے (مرقات) ۱۰؎ اگرچہ فرشتوں میں حضور کی آمد کا پہلے سے ہی اعلان ہو چکا تھا اور آسمانوں کو ہر طرح سجایا آراستہ کیا جا چکا تھا تشریف آوری کی دھوم مچ چکی تھی۔ مگر دربار الٰہی کا ادب یہ ہے کہ وہاں اجازت لے کر حاضری دی جاوے حضور اللہ کے محبوب بھی ہیں اور عبد بھی معراج میں دونوں شانوں کا اظہار ہے۔ خیال رہے کہ اس رات کو کروڑوں فرشتے تو حضور انور کو لینے مکہ معظمہ آئے تھے۔ اور بہت سے فرشتے استقبال کے لئے اپنی ڈیوٹیوں پر تھے۔ اور آج جبریل امین اس دروازے سے حضور کو لے گئے تھے جو آج تک کسی کے لئے نہیں کھولا گیا تھا وہ صرف حضور انور کے لئے ہی تھا۔ آسمان کے کروڑوں دروازے ہیں ہر شخص کی روزی اترنے کا دروازہ۔ اعمال چڑھنے کا دروازہ فرشتوں کے چڑھنے کے دروازے ہیں۔ یہ باب الصعود یا باب العروج تھا۔ مصعد ملائکہ دروازہ کا ذکر اس جگہ مرقات میں بھی ہے۔ ۱۱؎ دربان فرشتے کے یہ تین سوال اسی لئے ہیں کہ جبریل یہ دروازہ تمہارے لئے تو ہے نہیں تمہارا دروازہ اور ہے آج تم ادھر کیوں داخل ہونا چاہتے ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ آج میں ان کے ساتھ ہوں جن کی خاطر یہ دروازہ بنایا اور بند رکھا گیا ہے۔ آج اس دروازہ کے کھلنے کا دن ہے اس رات نہ معلوم کتنے دروازے کھلے ہوں گے' ارسل الیہ کا مطلب وہی ہے جو ابھی عرض کیا گیا کہ کیا آج وہ بلائے گئے ہیں۔ یہ سوال اس اعلان کے خلاف نہیں جو پہلے سے حضور کی معراج کا ہو چکا تھا۔ یہ ضابطہ کی کارروائی ہے۔ یہاں مرقات میں فرمایا کہ خود رب تعالٰی حضور انور کے ساتھ تھا اور خود ہی حضور کا استقبال فرما رہا تھا۔ ۱۲؎ آدم علیہ السلام نے ابھی بیت المقدس میں حضور کے پیچھے نماز پڑھی اور حضور کو وداع فرمایا خود پیچھے روانہ ہوئے مگر استقبال کے لئے حضور سے پہلے یہاں پہنچ گئے۔ یہ ہے نبی کی رفتار حضور کے براق کی یہ رفتار خراماں تھی۔ ان حضرات کی کارگزاری کا دن تھا۔ اس لئے وہ کبھی اپنی قبر میں ہیں کبھی بیت المقدس میں کبھی آسمان کے دروازے میں جیسا کہ برات کے منتظمین کا حال ہوتا ہے۔ ۱۳؎ چونکہ حضور وہاں سے گزرے ہیں۔ اور آدم علیہ السلام وہاں ہی ہیں اور رہیں گے۔ آنے والا ٹھہرے ہوئے کو سلام کرتا ہے۔ اس لئے آپ سلام کریں ورنہ حضور سارے نبیوں سے افضل ہیں۔ ۱۴؎ صالح یا تو صلاحیت سے ہے بمعنی معراج حق سے ملاقات اس کے دیدار کی صلاحیت رکھنے والے یا اصلاح سے ہے بمعنی نیک خوش خصال یا صالح وہ ہے جو خالق و مخلوق دونوں کے حق ادا کرے اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی والحقنی بالصالحین صالح وہ ہے جس میں ساری خوبیاں جمع ہوں (مرقات) ۱۵؎ یہ دونوں پیغمبر حضور کو ایک ہی جگہ ملے۔ یحیٰی علیہ السلام کی خالہ یعنی مریم کی بہن حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی تھیں۔ اس رشتہ سے حضرت زکریا نے جناب مریم کی پرورش کا حق ثابت کیا تھا (اشعہ) اس کے معنی اور بھی کئے گئے ہیں کہ مریم کی خالہ حضرت زکریا کی زوجہ تھیں تو معنی یہ ہیں کہ یہ دونوں خالہ بھانجی کے بیٹے ہیں۔ کہ مریم بھانجی ہیں اور ایشا یعنی والدہ یحیٰی علیہ السلام خالہ ابنا خالہ کہنا **تغلیبا** ہے جیسے چاند سورج کو قمرین کہہ دیتے ہیں۔ ۱۶؎ خیال رہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھالے گئے۔ باقی انبیاء کرام دوسروں کی طرح مرتے نہیں بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں یعنی دار فنا سے دار بقا کی طرف وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں (مرقات) ۱۷؎ خیال رہے کہ ان حضرات انبیاء کرام نے حضور انور کو اپنا بھائی فرمایا کیونکہ سارے نبی نبوت کے لحاظ سے

marfat.com

ایک دوسرے کے بھائی ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ انبیاء کرام علاتی بھائی ہیں عقائد سب کے ایک قواعد شرعیہ میں مختلف یہ بھی خیال رہے کہ ان حضرات کا مختلف آسمانوں پر حضور سے ملاقات کرنا استقبال کے لئے ہے ورنہ ان کے مقامات یہ نہیں ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کا مقام چوتھا آسمان ہے مگر معراج میں انہوں نے حضور سے دوسرے آسمان پر ملاقات کی جیسے جب حاجی صاحبان حج سے آتے ہیں تو کوئی کراچی جا کر ان کا استقبال کرتا ہے کوئی لاہور جا کر اور کوئی گجرات کے اسٹیشن پر تفسیر روح البیان نے اس ترتیب مکانی کی وجہ بہت شاندار بیان کی ہے دیکھو ہماری تفسیر نعیمی۔ ۱۸۔ ان سب حضرات کا یہ فرمانا استقبالیہ کلمات کے طور پر تھا ۱۹۔ خیال رہے کہ ادریس علیہ السلام کا مقام جنت ہے آپ نے دنیا میں عارضی موت اختیار کی پھر زندہ ہوئے اور جنت میں داخل ہوئے پھر وہاں سے نہ نکلے رب نے فرمایا اچھا انہیں یہاں ہی رہنے دو رب فرماتا ہے۔ **ورفعنہ مکانا علیا** مگر آج حضور انور کے استقبال کے لئے چوتھے آسمان کے اس دروازہ پر آئے چوتھا آسمان گویا ان کا دفتر ہے جنت انکا گھر کارگزاری دفتروں میں ہوا کرتی ہے نہ کہ گھر میں۔ ۲۰۔ ادریس علیہ السلام حضور انور کے آباؤ اجداد میں سے ہیں کیونکہ آپ نوح علیہ السلام کے آباؤ اجداد میں سے ہیں مگر آپ کو بھائی کہا اس لئے کہ نبوت کے لحاظ سے سارے انبیاء آپس میں بھائی ہیں اس نبوت کے رشتہ سے حضور کو بھائی کہا جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں (مرقات اشعہ) ۲۱۔ تفسیر روح البیان نے ایک مقام پر فرمایا ہے کہ حضرات انبیاء کرام کے یہ مقامات ان کے درجات اور علوم کے لحاظ سے تھے جس نبی کا جتنا درجہ اعلیٰ اتنا ہی مقام بلند۔ دیکھو حضرت ہارون علیہ السلام اور ان سے اوپر پانچویں آسمان پر حضور انور سے ملے جیسا کہ آگے آرہا ہے ابراہیم علیہ السلام چونکہ انبیاء کرام کے والد ہیں اور بڑے درجہ والے اس لئے وہ سب سے اوپر ساتویں آسمان پر حضور انور سے ملے یہ فرق مراتب بیت المقدس کی نماز میں بھی تھا کہ اعلیٰ درجہ والے نبی پہلی صف میں تھے واللہ اعلم۔ ۲۲۔ صالح کے نہایت لذیذ و نفیس معنی ابھی کچھ پہلے عرض کئے گئے کہ رب کے دیدار اس سے بالمشافہ کلام فرمانے اس سے اپنی بات منوانے گنہگاروں کی شفاعت فرمانے کی صلاحیت رکھنے والے' یہ صلاحیتیں سواء حضور انور کے اور کسی میں نہیں ۲۳۔ چونکہ موسیٰ علیہ السلام پہلے صاحب کتاب بھی ہیں آپ کی توریت پر ہزارہا نبیوں نے عمل کیا۔ **یحکم بھا النبیون** آپ کلیم اللہ ہیں۔ اس لئے آپ ان سب نبیوں سے اوپر یعنی چھٹے آسمان پر دکھائے گئے اکثر علماء فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام جناب عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں۔ ان کی دلیل یہ حدیث بھی ہے۔ ۲۴۔ بعض بیوقوفوں نے سمجھا کہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ رونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حسد کی وجہ سے تھا۔ کہ جو درجہ انہیں مل گیا وہ مجھے نہ ملا اور ان کی امت جس قدر اہل جنت ہوئی میری نہ ہوئی مگر یہ غلط محض ہے۔ کیونکہ آخرت میں تو اللہ تعالیٰ مومنوں کے سینوں سے بھی حسد دور کرے گا۔ فرماتا ہے **ونزعنا ما فی صدورھم من غل** تو وہ حضرات انبیاء کرام جو دنیا میں حسد سے پاک تھے وہاں حسد کیسے کریں گے۔ عام شارحین فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ رونا اپنی امت پر اظہار افسوس کے لئے ہے۔ کہ ان بد نصیبوں نے ہمیشہ میری مخالفت کی اس لئے ان میں جنتی تھوڑے ہوئے اور ان محبوب کی امت ان کی اطاعت بہت کرے گی۔ اس لئے وہ جنتی زیادہ ہوں گے مگر عشاق کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ رونا خوشی کا تھا۔ کہ آج ان کی طور والی تمنا پوری ہوگی کہ آج بار بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے اور میں ان کی آنکھوں کو دیکھوں گا۔ گویا رخسار مصطفیٰ جمال الہی کا میرے لئے آئینہ بنیں گے۔ اگلا مضمون رونے کی وجہ نہیں ہے بلکہ مستقل کلام ہے یہ توجیہ بڑی لذیذ ہے۔ انشاء اللہ اس کا ذکر بھی آگے آتا ہے۔ ۲۵۔ عرب میں غلام بمعنی قوی اور طاقتور بھی آتا ہے اگرچہ وہ ادھیڑ یا بوڑھا ہو۔ چنانچہ اہل عرب حضور انور کو شاب یعنی جوان کہتے تھے اور ان سے کم

marfat.com

عمر حضرت ابوبکر صدیق کو شیخ کہتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے حضور کو غلام کہا۔ معنی نہایت قوت و طاقت والے رسول جنہوں نے تھوڑے عرصہ میں دنیا کا نقشہ بدل دیتا ہے بگڑی قوم کو بنانا بہت دشوار کام ہے۔ ۲۶۔ اس فرمان عالی کا مطلب ابھی عرض کیا گیا کہ یہ حسد یا **غبط** نہیں بلکہ اپنی امت اسرائیلیوں پر اظہار افسوس ہے کہ کاش میری امت بھی ان محبوب کی امت کی طرح تابع فرمان ہوتی۔ میری امت میں بھی ان کی امت کی طرح اولیاء علماء صالحین رہتے۔ ۲۷۔ یعنی سب سے بلند مقام ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ یہ ہی ترتیب اکثر روایات میں ہے۔ بعض روایات میں اس کے خلاف بھی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو ساتویں آسمان میں دیکھا۔ ادریس علیہ السلام کو تیسرے آسمان میں یوسف علیہ السلام کو دوسرے آسمان میں۔ اگر وہ روایت درست ہے تو وہ واقعہ کسی اور معراج کا ہے حضور انور کو معراجیں بہت ہوئی ہیں ایک جسمانی باقی منامی یعنی خواب میں۔ ۲۸۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم شوق دیدار الٰہی میں بحالت استغراق تھے۔ اس لئے جبریل امین ہر بار عرض کرتے تھے کہ یہ فلاں نبی ہیں اور یہ فلاں رسول آپ انہیں سلام کریں۔ آپ کی توجہ تام رب انام کی طرف تھی۔ مازاغ البصر وما طغی کا ظہور تھا(مرقات) ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام انبیاء کرام کو جانتے پہچانتے تھے۔ کیسے نہ جانتے ابھی کچھ دیر پہلے تو بیت المقدس میں یہ سب حضرات حضور انور کے پیچھے نماز پڑھ چکے ہیں۔ آپ سے ملاقات کر چکے ہیں۔ آپ کو وہاں سے وداع کر چکے ہیں۔ پھر نہ پہچاننے کے کیا معنی بات وہ ہی ہے جو مرقات میں فرمائی۔ ۲۹۔ یہاں مرقات نے باتیں بہت مفید بیان فرمائیں۔ ایک یہ کہ ان آسمانوں پر یہ انبیاء کرام اپنے جسم شریف سے ہی موجود تھے صرف روح نہ تھی۔ دوسرے یہ کہ ہر آسمان پر بہت سے نبی استقبال کے لئے موجود تھے۔ جن کی قیادت خاص خاص ہی کر رہے تھے پہلے آسمان کی قیادت آدم علیہ السلام کر رہے تھے یہاں قائدین انبیاء کا ذکر ہے۔ تیسرے یہ کہ اس ترتیب مکانی میں رب تعالیٰ کی بڑی حکمتیں تھیں۔ چونکہ آدم علیہ السلام اول بشر اول نبی ہیں۔ لہٰذا وہ اول آسمان پر تشریف فرما ہوئے اولیت کے اظہار کے لئے عیسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ترین ہیں کہ آپ میں اور ان کے درمیان میں کوئی اور نبی نہیں لہٰذا وہ وہاں سے قریب ترین جگہ یعنی دوسرے آسمان پر دکھائے گئے۔ چونکہ حضور کی امت شکل یوسفی میں جنت میں داخل ہوگی اس لئے آپ ان کے بعد دکھائے گئے۔ اور چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نبیوں کے والد ہیں اس لئے آپ کو سب سے اونچے آسمان پر بلایا گیا۔ ۳۰۔ یہ ایک نورانی بیری کا درخت ہے۔ جس کی جڑ چھٹے آسمان پر ہے۔ شاخیں ساتویں آسمان کے اوپر اسے منتہی چند وجہ سے کہتے ہیں ایک یہ کہ فرشتوں کے علم کی انتہاء یہاں ہے اس سے اوپر کی خبر کسی فرشتے کو نہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور انور کے سواء کوئی نبی یہاں سے آگے تشریف نہ لے گئے۔ تیسرے یہ کہ سب سے بڑے فرشتے حضرت جبریل کی انتہا یہاں ہی ہے۔ کہ وہ اس سے آگے نہیں بڑھتے چوتھے یہ کہ لوگوں کے اعمال یہاں تک ہی بذریعہ فرشتے کے پہنچتے ہیں۔ پھر یہاں سے اوپر اٹھائے جاتے ہیں۔ یوں ہی احکام الٰہی اوپر سے یہاں تک آتے ہیں۔ پھر فرشتے یہاں سے لیتے ہیں۔ بہر حال یہ بیری چند وجہوں سے منتہی یعنی ختم ہونے کی جگہ ہے یہاں اضافت موصوف کی صفت کی طرف ہے (مرقاۃ) ۳۱۔ ہجر یمن کا ایک شہر ہے۔ جہاں کے مٹکے بہت بڑے ہوتے ہیں۔ فرمایا اس بیری کے بیر مقام ہجر کے مٹکوں کی طرح ہیں۔ خیال رہے کہ تمام درختوں میں بیری افضل ہے۔ اس کے بعد کھجور کا درخت۔ ۳۲۔ یعنی اس بیری کے درخت کی جڑ سے چار نہریں نکل رہی ہیں دو تو ظاہر بہتی ہیں اور دو زمین دوز جیسے مکہ معظمہ میں نہر زبیدہ۔ ۳۳۔ یہ جنتی نہریں کوثر اور سلسبیل ہیں یا کوثر اور نہر رحمت۔ ۳۴۔ معلوم ہوا کہ نیل اور فرات بڑی اشرف و اعلیٰ نہریں ہیں کہ ان کی اصل جنت سے ہے۔ ۳۵۔ اس طرح کہ

marfat.com

بیت المعمور تک پہنچایا گیا۔ اور وہ میرے سامنے آیا جیسے لاہور جانے والا کہتا ہے کہ لاہور آ گیا یعنی میں لاہور آ گیا بیت المعمور فرشتوں کا قبلہ ہے۔ کعبہ معظمہ کے مقابل ساتویں آسمان کے اوپر ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ حضور انور نے وہاں فرشتوں کو نماز پڑھائی جیسے بیت المقدس میں نبیوں کو پڑھائی تھی۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں **شعر:۔**

☆ یہ نور سد اسماں پہ بندھا یہ سدرہ اٹھا وہ عرش جھکا ☆ صفوف سمانے سجدہ کیا ہوئی جو اذاں تمہارے لئے ☆

۳۶۔ وہاں دین فطرت دودھ کی شکل میں دکھایا گیا دودھ ہی دنیا میں انسان کی پہلی غذا ہے اس کا رنگ سفید ہے اور سفید رنگ تمام رنگوں کی اصل ہے۔ فطرت کی اصل شریعت کی اتباع ہے انتہا وصول الی اللہ ہے۔ آج بھی جو خواب میں دودھ پئے تو اس کی تعبیر فطرت علم دین اور اسلام پر استقامت ہوتی ہے۔ (اشعہ، مرقاۃ) اگرچہ شہد بھی اچھی چیز ہے مگر اس میں دودھ کی سی سفیدی صفائی غذائیت نہیں ہے۔ یہ شراب جنت تھی جو حرام نہیں۔ ۳۷۔ نماز کی فرضیت لامکان میں پہنچ کر ایسے مقام پر ہوئی جہاں نہ مکان تھا۔ نہ مقام نہ یہاں تھا نہ وہاں یہ خاص تحفہ تھا جو امت محمدیہ کو حضور کی معرفت دیا گیا۔ حضور انور تو پہلے ہی سے نمازیں ادا کرتے تھے۔ ۳۸۔ یعنی چھٹے آسمان پر معلوم ہوتا ہے کہ واپسی میں بھی حضور انور سے تمام نبیوں نے اسی ترتیب سے ملاقات کی جس ترتیب سے جاتے وقت ملاقات کی تھی یہ ہی سواریوں کا حال تھا کہ براق، رفرف وغیرہ جس ترتیب سے حضور کو لے گئے تھے اسی ترتیب سے واپس لائے ۳۹۔ یہ ہے موسیٰ علیہ السلام کا علم غیب کہ امت محمدیہ جو ان کے بہت بعد ہے اور تاقیامت رہے گی اس کی طبعی کیفیت سے خبردار ہیں واقعی اگر نمازیں پچاس رہتیں تو چوبیس گھنٹہ میں پچاس نمازیں سخت بھاری پڑتیں نمازوں کے بعد کوئی وقت ہی نہ بچتا جو دوسرا کام کیا جاتا کھانا کمانا سونا وغیرہ سب بند ہو جاتے خیال رہے کہ طاقت سے زیادہ کی تکلیف دینا رب کا قانون نہیں **لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا**۔ یہاں تکلیف نہیں کیونکہ یہ حکم امت تک پہنچا ہی نہیں۔ جب ان تک پہنچا تو آسان بن چکا تھا لہٰذا اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۴۰۔ موسیٰ علیہ السلام کی امت پر دن رات میں صرف دو نمازیں فرض تھیں جنہیں وہ ادا نہ کر سکے اس لئے آپ یہ فرما رہے ہیں اگر موسیٰ علیہ لسلام کی ہر بات مانی جاتی تو غالبًا ہفتہ میں ایک نماز رہتی ۴۱۔ خیال رہے کہ اللہ تعالٰی ارحم الراحمین ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رؤف رحیم ہیں مگر امت محمدیہ پر رحم آیا جلال والے نبی موسیٰ علیہ السلام کو آخر یہ کیوں اس کی چند وجہیں ہیں ایک یہ کہ رب چاہتا تھا کہ دکھا دیا جاوے کہ اللہ کے مقبول بندے بعد وفات لوگوں کی مدد کر سکتے ہیں دیکھو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات سے تین ہزار سال بعد مسلمانوں کی مدد یہ کی کہ پچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں دوسرے یہ کہ بتا دیا جاوے کہ اللہ تعالٰی جسے جو دیتا ہے اپنے مقبولوں کے ذریعہ وسیلہ سے دیتا ہے رب نے یہ رعایت دی کہ پچاس نمازوں کی پانچ کر دیں مگر موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے تیسرے یہ کہ موسیٰ علیہ السلام بھی رب سے عرض و معروض کرتے ہیں۔ تو حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دیکھو جناب موسیٰ علیہ السلام نے خود ہی رب سے یہ نہ کہہ دیا کہ پچاس نمازیں زیادہ ہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت کہا اے لوگو تم بھی حضور کے توسل سے رب سے عرض و معروض کیا کرو۔ چوتھے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ الٰہی میں ایسی باریابی ہے کہ بار بار حاضر ہو سکتے ہیں دیکھو حضور نے یہاں سے ہی دعا نہ کر دی بلکہ بار بار حضرت موسیٰ علیہ السلام اور رب تعالٰی کے درمیان آتے جاتے رہے اس لئے رب تعالٰی نے پانچ پانچ نمازیں کم کیں ایک بار ہی پینتالیس کم نہ کر دیں۔ پانچویں یہ کہ موسیٰ علیہ السلام چاہتے تھے کہ محبوب بار بار رب کو دیکھ کر آتے ہیں اور میں محبوب کو ان کی آنکھوں کو بار بار دیکھتا ہوں رخسار مصطفیٰ جمال کبریا کا آئینہ تھے طور والی دعائے دیدار آج قبول ہو رہی ہے وہ تمنا آج پوری ہو رہی

marfat.com

ہے امت کا بہانہ تھا کام اپنا بنانا تھا۔ اس لئے اس کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام منتخب ہوئے۔ غرضیکہ اس واقعہ میں بہت سی حکمتیں ہیں جو رب ہی جانے یا اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ۴۲۔ یہاں دس دس نمازوں کی معافی کا ذکر ہے دوسری روایت میں ہے کہ رب نے آدھی نمازیں معاف کر دیں ایک اور روایت میں ہے کہ پانچ پانچ نمازیں معاف فرمائیں یہ آخری روایت مفصل ہے باقی دونوں روایتیں مجمل ہیں یعنی چند بار میں آدھی نمازیں معاف ہوئیں یا دو بار میں دس نمازیں معاف فرمائیں۔ تفصیل یہ ہے کہ پانچ پانچ نمازیں معاف ہوئیں اور حضور انور اسی رات دس دفعہ بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوئے ایک دفعہ تو پہلی بار اور نو دفعہ حضرت موسیٰ اور رب تعالٰی کے درمیان تب نمازیں پچاس کی پانچ ہوئیں۔ ۴۳۔ یعنی میں نے آخر بار میں موسیٰ علیہ السلام کہا کہ نمازیں پینتالیس معاف ہو گئیں اور پانچ باقی رہیں اس سے معلوم ہوا کہ حکم شرعی عمل بلکہ **مکلفین** کی خبر سے پہلے بھی منسوخ ہو سکتا ہے دیکھو معاف شدہ پینتالیس نمازوں کا حکم ہوا مگر مسلمانوں نے نہ تو ان پر عمل کیا نہ ادا کیں کہ منسوخ ہو گئیں صرف حضور انور کے علم میں آئیں نسخ سے پہلے حضور کا علم ہی کافی ہے۔ ۴۴۔ یعنی عام مسلمان پانچ نمازوں کی پابندی نہیں کر سکیں گے اس میں سستی کیا کریں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمان بالکل درست ہوا دیکھ لو آج مسلمان زکوٰۃ، حج، جہاد مسجدوں کی تعمیر بڑے شوق سے کرتے ہیں روزے کے لئے بچے ضدیں کرتے ہیں مگر نماز کا پابند کوئی کوئی ہی ہے رب تعالٰی فرماتا ہے **وانها لكبيرة الاعلى الخاشعين** یہاں طاقت سے مراد قوت نہیں بلکہ رغبت والی طاقت مراد ہے لہذا اس فرمان موسوی پر کوئی اعتراض نہیں نہ تو رب نے طاقت سے زیادہ نمازوں کا ہم کو **مکلف** کیا ہے اور نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمان غلط ہوا طاقت واستطاعت کی بہت سی قسمیں ہیں۔ ۴۵۔ یعنی نمازیں پانچ سے بھی کم کر دی جاویں شاید جناب کلیم اللہ کا مقصد یہ ہوگا کہ دن رات میں ایک بلکہ ہفتہ میں ایک نماز رہے۔ ۴۶۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ یہ پروگرام پہلے ہی طے شدہ تھا ورنہ جب نو بار حضور انور نے بے جھجک عرض معروض کی تو اب کیوں حیا فرمائی۔ ۴۷۔ یعنی نمازیں پڑھنے میں کم کی گئی ہیں ثواب میں کم نہیں کی گئیں مسلمان پڑھیں پانچ مگر ثواب پچاس ہی کا پائیں گے رب فرماتا ہے **من جاء بالحسنة فله عشر امثالها**۔

وَعَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ وَهُوَ دَابَّةٌ اَبْيَضُ طَوِيْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ يَقَعُ حَافِرُهٗ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهٖ فَرَكِبْتُهٗ حَتّٰى اَتَيْتُ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ فَرَبَطْتُهٗ بِالْحَلْقَةِ الَّتِيْ تَرْبِطُ بِهَا الْاَنْبِيَاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِيْ جِبْرَئِيْلُ بِاِنَاءٍ مِّنْ خَمْرٍ وَّاِنَاءٍ مِّنْ لَّبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرَئِيْلُ اخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا اِلَى السَّمَاءِ وَسَاقَ مِثْلَ مَعْنَاهُ قَالَ فَاِذَا اَنَا بِاٰدَمَ فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِيْ

(۵۶۰۴) روایت ہے حضرت ثابت بنانی سے وہ حضرت انس سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس براق لایا گیا ا۔ وہ سفید دراز جانور ہے گدھے سے اونچا خچر سے نیچا اپنی ٹاپ اپنی نگاہ کی حد پر رکھتا ہے ۲۔ میں اس پر سوار ہو گیا حتی کہ میں بیت المقدس آیا تو میں نے اس سے اس کڑے سے باندھا جس سے حضرات انبیاء باندھا کرتے تھے فرمایا ۳۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوا تو اس میں دو رکعتیں پڑھیں ۴۔ پھر میں نکلا تو میرے پاس جبریل ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا لائے تو میں نے دودھ اختیار کیا ۵۔ تو جبریل بولے کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا پھر ہم کو آسمان کی طرف چڑھایا گیا اور پچھلی حدیث کے معنی بیان کئے ۶۔

marfat.com

بِخَيْرٍ وَقَالَ فِي السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَإِذَا أَنَا بِيُوسُفَ إِذَا
هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ فَرَحَّبَ بِي وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ وَ
لَمْ يَذْكُرْ بُكَاءَ مُوسٰى وَقَالَ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ
فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ
وَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا
يَعُودُونَ إِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِي إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى
فَإِذَا وَرَقُهَا كَآذَانِ الْفِيَلَةِ وَإِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ
فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا أَحَدٌ
مِنْ خَلْقِ اللهِ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا وَأَوْحٰى
إِلَيَّ مَا أَوْحٰى فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِينَ صَلٰوةً فِي كُلِّ يَوْمٍ
وَلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ إِلٰى مُوسٰى فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى
أُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِينَ صَلٰوةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ
قَالَ ارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيفَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ
لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ فَإِنِّي بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَخَبَرْتُهُمْ
قَالَ فَرَجَعْتُ إِلٰى رَبِّي فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلٰى أُمَّتِي
فَحَطَّ عَنِّي خَمْسًا فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوسٰى فَقُلْتُ حَطَّ
عَنِّي خَمْسًا قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ فَارْجِعْ
إِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيفَ قَالَ فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ
رَبِّي وَبَيْنَ مُوسٰى حَتّٰى قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّهُنَّ خَمْسُ
صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرٌ فَذٰلِكَ

فرمایا کہ ہم جناب آدم کے پاس تھے انہوں نے مجھے مرحبا کہی اور مجھے دعاخیر دی فرمایا پھر تیسرے آسمان میں پہنچے تو میں حضرت یوسف کے پاس تھا انہیں دیا گیا ہے آدھا حسن ۷۔ انہوں نے مجھے مرحبا کہی اور میرے لئے دعاخیر کی اور جناب موسیٰ کا رونا ذکر نہیں کیا ۸۔ اور فرمایا کہ ساتویں آسمان پر پہنچے تو ہم جناب ابراہیم کے پاس تھے۔ جو بیت المعمور سے اپنی پیٹھ لگائے تھے ۹۔ اس میں ہر دن ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو پھر کبھی وہاں لوٹ کر نہیں آتے ۱۰۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس لے گئے تو اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے ۱۱۔ اور اس کے پھل مٹکوں کی طرح تو جب اسے اللہ کے حکم سے وہ نورانیت چھاگئی تو سدرۃ ایک دم بدل گیا ۱۲۔ اللہ کی مخلوق میں کوئی نہیں جو اس کی خوشنمائی بیان کر سکے ۱۳۔ رب نے میری طرف جو وحی کی وہ کی ۱۴۔ پھر مجھ پر پچاس نمازیں ہر دن و رات میں فرض فرمائیں ۱۵۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام تک اتر کر پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا میں نے کہا کہ ہر دن و رات میں پچاس نمازیں انہوں نے کہا اپنے رب کی طرف لوٹئے اس سے ہلکا کرنے کی درخواست کیجئے کیونکہ آپ کی امت یہ طاقت نہیں رکھتی ۱۶۔ میں تو بنی اسرائیل کو آزما چکا ہوں ان پر تجربہ کرلیا ہے فرمایا پھر میں اپنے رب کی طرف لوٹا میں نے عرض کیا یا رب میری امت پر تخفیف فرما تو اس نے پانچ نمازیں کم کردیں ۱۷۔ پھر میں جناب موسیٰ کی طرف لوٹا میں نے کہا کہ مجھ سے پانچ کم کردیں انہوں نے کہا کہ آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی آپ اپنے رب کی طرف واپس جائیں اس سے کمی کا سوال کریں فرماتے ہیں کہ میں اپنے رب اور حضرت موسیٰ کے درمیان دورہ کرتا رہا حتی کہ فرمایا اے محمد یہ ہر دن و رات میں پانچ نمازیں ہیں ہر نماز کا دس گنا ثواب تو یہ پچاس نمازیں ہی ہوئیں ۱۸۔ جو کوئی کسی نیکی کا ارادہ کرے پھر وہ کرے نہیں تو اس

marfat.com

خَمْسُوْنَ صَلٰوۃً مَنْ ھَمَّ بِحَسَنَۃٍ فَلَمْ یَعْمَلْھَا کُتِبَتْ لَہٗ حَسَنَۃٌ فَاِنْ عَمِلَھَا کُتِبَتْ لَہٗ عَشْرًا وَمَنْ ھَمَّ بِسَیِّئَۃٍ فَلَمْ یَعْمَلْھَا لَمْ تُکْتَبْ لَہٗ شَیْئًا فَاِنْ عَمِلَھَا کُتِبَتْ لَہٗ سَیِّئَۃً وَّاحِدَۃً قَالَ فَنَزَلْتُ حَتّٰی اِنْتَھَیْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَاَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَسْئَلْہُ التَّخْفِیْفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ اِلٰی رَبِّیْ حَتّٰی اسْتَحْیَیْتُ مِنْہُ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاوے گی ۱۹، پھر اگر وہ یہ کر بھی لے تو اس کے لئے دس لکھوں گا ۲۰، اور جو گناہ کا ارادہ کرے پھر کرے نہیں تو اس کے لئے کچھ نہیں لکھوں گا ۲۱، پھر اگر وہ کرلے تو اس کے لئے ایک ہی گناہ لکھا جاوے گا ۲۲، فرماتے ہیں کہ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف اترا میں نے انہیں یہ خبر دی تو انہوں نے کہا کہ اپنے رب کی طرف واپس ہو جایئے اس سے کمی کا سوال کیجئے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ میں اپنے رب کی طرف اتنا لوٹ چکا کہ اب میں اس سے شرم کرتا ہوں ۲۳۔ (مسلم)

(۵۶۰۴) ۱۔ حضور انور براق پر سوار ہوئے مسجد حرام شریف میں پھر اسی براق پر سوار ہوئے مسجد اقصیٰ سے آسمان تک کے سفر میں ساتویں آسمان سے آگے براق رہ گیا رفرف یعنی قدرتی تخت حضور کو اوپر لے گیا پھر عرش اعلیٰ سے اوپر بغیر کسی سواری کے تشریف لے گئے ادھر سے خطاب تھا ادن یا محمد اے محبوب اور قریب آیئے ادھر سے ایک قدم حضور آگے بڑھاتے تھے ایک قدم میں ہزارہا پردے طے ہو جاتے تھے ۲۔ لہٰذا براق ایک قدم میں آسمان پر پہنچا مگر یہ رفتار خراماں تھی حضرات انبیاء کرام براق سے پہلے اپنے اپنے مقام پر حضور کے استقبال کے لئے پہنچ چکے تھے۔ ۳۔ یہ کڑا اس گنہگار نے دیکھا ہے اب وہ زیر زمین ہے تہہ خانہ میں واقع ہے پیتل کا ہے بہت باریک رہ گیا ہے ایک دیوار میں نصب ہے وہاں لوگ برکت کے لئے نوافل پڑھتے ہیں یعنی حضرات انبیاء کرام جب بیت المقدس میں سواریوں پر آتے تھے تو اس حلقہ سے ہی باندھتے تھے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ ہر نبی کو رب تعالیٰ نے براق عطا فرمائے تھے جو اسی حلقہ سے باندھتے تھے مگر یہ شارحین یہ نہیں بتا سکے کہ وہ حضرات اپنے براقوں پر سوار کب ہوئے تھے حضور انور تو معراج میں سوار ہوئے ان حضرات کو معراج عطا نہیں ہوئی اگر یہ معنی کرو کہ آج سارے نبی اپنے اپنے براقوں پر آئے اور انہیں نے اسی حلقہ سے باندھے تو بالکل غلط ہے کیونکہ یہاں ماضی استمراری ہے باندھتے تھے بہرحال یہ ہی معنی قوی ہیں کہ وہ حضرات اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ جس میخ سے انبیاء کرام کی سواریاں بندھا کریں۔ وہ میخ بھی افضل ہو جاتی ہے ۴۔ بیت المقدس میں پڑھیں جہاں سارے نبی آپ کے انتظار میں تھے سب نے حضور کے پیچھے یہ رکعتیں ادا کیں حقیقت میں حضور کی یہ امامت اس عہد کا ظہور تھا جو میثاق کے دن نبیوں سے حضور کے متعلق اطاعت و فرمانبرداری کا لیا گیا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا شعر:۔

☆ نماز اقصیٰ میں تھا یہ ہی سر عیاں ہوں معنی اول آخر ☆ کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت پہلے کر گئے تھے ☆

۵۔ پچھلی روایت میں گزرا کہ یہ برتن بیت المعمور کے پاس پیش کئے گئے یہاں ارشاد ہے کہ بیت المقدس کے پاس پیش ہوئے ہو سکتا ہے کہ دونوں جگہ پیش ہوئے ہوں یا یہ دوسری معراج کا واقعہ ہے جو خواب میں ہوئی تھی یہاں شہد کا ذکر نہیں شہد بیت المعمور میں پیش کیا گیا تھا یہاں نہیں یا روایت میں اجمال ہے ۶۔ یعنی اس حدیث کے الفاظ پچھلی حدیث کے کچھ خلاف ہیں مگر معنی ایک ہی

marfat.com

ہیں ۷؎ یعنی آدھا حسن تو حضرت یوسف علیہ السلام تنہا کو ملا ہے اور آدھا حسن ساری دنیا کو تقسیم ہوا تو آپ کا حسن سارے حسینوں کے حسن کے برابر ہے۔ ترمذی نے بروایت انس حدیث بیان کی کہ حضور نے فرمایا اللہ تعالٰی نے سارے نبی نہایت خوبصورت خوش آواز بھیجے ہیں میں ان سب میں زیادہ حسین اور خوش آواز ہوں لہٰذا یہاں اس حدیث میں حضور مستثنٰی ہیں۔ شیخ ابن حجر مکی نے شرح شمائل میں فرمایا کہ مسلمان یہ اعتقاد رکھے کہ صورت و سیرت کا حسن اللہ نے سب سے بڑھ کر حضور کو عطا فرمایا۔ الوہیت کے سوا سارے اوصاف سارے فضل و کمال حضور میں جمع ہیں (اشعہ) **شعر:۔**

☆ کسے بہ حسن و ملاحت بیار مانرسد ☆ ترا دریں سخن انکار کار مانرسد ☆

☆ ہزار سکہ بہ بازار کائنات زوند ☆ یکے بخوبی صاحب عیار مانرسد ☆

(اشعۃ اللمعات) یہاں مرقات نے فرمایا کہ حضور کے چہرے میں در و دیوار ایسے نظر آتے تھے جیسے آئینہ میں اور فرمایا کہ حسن مصطفٰی کماحقہ صحابہ کو نہیں دکھایا گیا کہ کسی میں اس کے دیکھنے کی طاقت نہ تھی مگر حسن یوسفی کماحقہ سب کو دکھا دیا گیا یا اس فرمان کے معنے یہ ہیں کہ یوسف علیہ السلام کو میرے حسن کا آدھا عطا فرمایا گیا یعنی پورا حسن مجھے عطا ہوا مجھ سے آدھا یوسف علیہ السلام کو (مرقات) **شعر:۔**

☆ حسن یوسف سے کہیں بڑھ کر تھا حسن مصطفٰی ☆ بات یہ تھی اس کا کوئی دیکھنے والا نہ تھا ☆

۸؎ صاحب مشکوۃ نے اس روایت میں اور گزشتہ روایت میں فرق رکھا ہے ہیں کہ وہاں موسیٰ علیہ السلام کے رونے کا ذکر تھا اس روایت میں اس کا ذکر نہیں گویا یہاں اجمال ہے۔ ۹؎ یعنی ابراہیم السلام اس طرح کھڑے تھے کہ ان کا منہ تو میری طرف تھا اور ان کی پیٹھ شریف بیت المعمور سے لگی ہوئی تھی ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بیت المعمور خانہ کعبہ کے بالکل مقابل ہے بعض نے فرمایا کہ یہ ہی بیت المعمور آدم علیہ السلام اپنے ساتھ لائے تھے پھر اٹھالیا گیا واللہ و رسولہ اعلم (اشعہ اللمعات) ۱۰؎ بیت المعمور فرشتوں کا کعبہ و قبلہ ہے کہ اس طرف رخ کرکے سجدے کرتے ہیں اور اس کی زیارت کرنے باری باری سے آتے ہیں جو ایک بار کر جاتے ہیں وہ دوبارہ نہیں آتے یہ زیارت فرشتوں کا حج ہے ۱۱؎ **فیلۃ** کی ت تانیث کی نہیں وحدت کی ہے۔ یعنی اس بیری کے پتے ہاتھی کے کان برابر بڑے ہیں۔ ۱۲؎ یعنی جب ہم سدرہ پر پہنچے تو اس پر ایک نور چھا گیا اس نور سے وہ سماں بندھا کہ اسے کوئی بیان نہیں کر سکتا اس گنہگار فقیر نے ایک صبح کو جالی شریف پر ایسے انوار دیکھے جو بیان نہیں ہو سکتے وہ نظارہ اب تک یاد ہے اللہ تعالٰی پھر دکھائے۔ ع الٰہی ایں کرم بار دگر کن ۱۳؎ یعنی میرے سوا کوئی اس کا حسن بیان نہیں کر سکتا اور مجھے اس کے کماحقہ بیان کی اجازت نہیں ایسے موقعہ پر متکلم مستثنٰی ہوتا ہے حضور نے تو اللہ تعالٰی کی ذات و صفات بیان فرمادیں حضور ہی کے بیان سے دنیا نے خدا کو جانا مانا اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں **شعر:۔**

☆ اے رضا احمد پاک کا فیض ہے ☆ ورنہ تم کیا سمجھتے خدا کون ہے ☆

۱۴؎ یہاں وحی سے مراد وہ بالمشافہ کلام ہے جو رب نے حضور انور کو اپنی ذات اپنا جمال دکھاتے ہوئے فرمایا فرماتا ہے **فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبدہ ما اوحی** اس کلام کی خبر نہ جبریل علیہ السلام کو ہے نہ کسی اور مخلوق کو خیال رہے کہ رب نے موسیٰ علیہ السلام سے جو کلام خلوت میں کیا وہ سب حضور کو بتادیا **وما تلک بیمینک یموسیٰ** مگر جو کلام اپنے محبوب سے کیا وہ کسی کو نہ بتایا معلوم ہوا کہ حضور صاحب اسرار خاص ہیں ۱۵؎ فیصلہ الٰہی یہ ہو چکا تھا کہ نمازیں اولاً "پچاس فرض کی

marfat.com

جاویں پھر موسیٰ علیہ السلام کے عرض و معروض پر پانچ رہیں یہ پروگرام پہلے سے طے شدہ تھا لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ کیا رب کو خبر نہ تھی کہ نمازیں پانچ رہیں گی رب کو یہ بھی خبر تھی کہ پانچ رہیں گی یہ بھی خبر تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کی مدد ان کی خواہش سے پانچ رہیں گی یہ بھی خبر تھی کہ پانچ پانچ کم ہوں گی ۹ بار میں پینتالیس کم ہوں گی ۱۶۔ اس کی شرح ابھی کی جاچکی کہ یہاں طاقت نہ رکھنے سے مراد یہ نہیں کہ وہ مجبور محض ہوں گے بلکہ آسانی والی طاقت مراد ہے **علی امتک** فرما کر یہ بتایا کہ حضور آپ کو پچاس نمازوں میں کوئی تکلف نہ ہوگا آپ کی عام امت پر بھاری پڑیں گی۔ ۱۷۔ یہ حدیث مفصل ہے پچھلی حدیث میں قدرے اجمال تھا پانچ پانچ نمازیں کم ہوئیں نو بار پینتالیس کی معافی پانچ باقی۔ جہاں دس کی کمی کا ذکر وہاں دو بار کو ایک دفعہ میں بیان فرمایا گیا ہے اجمالا اس کے باقی نکات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ ۱۸۔ یعنی نماز پڑھنے میں پانچ ثواب میں پچاس ہیں ہمارا فیصلہ قائم ہے۔ ترمیم صرف عمل میں کی گئی امت پر تخفیف کے لئے۔ ۱۹۔ ھم سے مراد ہے کچا خام ارادہ یعنی جو شخص کسی نیکی کا غیر پختہ ارادہ کرے تب بھی اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھ دی جاوے گی اگرچہ وہ کسی شرعی عذر یا ظاہری وجہ سے نہ کرسکے جیسے کسی نے حج کا ارادہ کیا مگر قرعہ میں نام نہ نکلا تو اسے ارادہ کا ثواب مل گیا کہ نیکی کا ارادہ کرنا بھی نیکی ہے بلکہ نیکی کی آرزو اور تمنا کرنا بھی نیکی ہے حجاج حج کو جارہے ہیں ایک غریب آدمی انہیں دیکھ کر اپنی محرومی پر آنسو بہا رہا ہے تمنا کررہا ہے کہ میرے پاس پیسہ ہوتا تو میں بھی جاتا اسے ثواب مل گیا۔ ایک شخص حضرات صحابہ کرام کی خوش **نصیبی** میں غور کررہا ہے کہ وہ کیسے خوش بخت تھے کہ حضور کے دیدار سے مشرف ہوئے اور سوچتا ہے کہ شعر:۔

☆ جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اترن ☆ مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے ☆

اسے اس تمنا کا ثواب مل رہا ہے اور انشاء اللہ کل اسے صحابہ کرام کے ساتھ حشر نصیب ہوگا۔ ۲۰۔ یعنی ارادہ نیکی ایک نیکی ہے اور عمل نیکی دس نیکیاں ہیں یہ اللہ کا کرم ہے پھر نیکی کے ہر عمل پر الگ ثواب نماز کا ارادہ کرنا الگ نیکی وضوء کرنا علیحدہ نیکی۔ مسجد کو چلنا اور نیکی بلکہ ہر قدم الگ نیکی وہاں نماز کے انتظار میں بیٹھنا الگ نیکی نماز کے بعد دعا مانگنا الگ نیکی۔ نماز تو مستقل علیحدہ نیکی ہے، ہم کام کریں اپنی حیثیت کے لائق وہ عطا فرماتا ہے۔ اپنی شان کے شایاں ۲۱۔ ھم اور عزم میں فرق ہے ھم سے مراد ہے خیال گناہ اس پر پکڑ نہیں عزم کے معنی ہیں گناہ کا پورا ارادہ اس پر پکڑ ہے کسی کے قتل یا چوری کی تاک میں رہا مگر کر نہ سکا تو گنہگار ہو گیا ہاں خیال گناہ گناہ نہیں ہے بلکہ اس سے باز آجانا توبہ کرلینا نیکی ہے ۲۲۔ یعنی نیکی کی طرح گناہ میں اضافہ نہیں ہوتا خیال رہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک گناہ کا ایک لاکھ بن جانا وہ ایک ہی گناہ ہے مگر ہے اتنا بڑا کہ دوسری جگہ کے ایک لاکھ گناہوں کی برابر ہے کیونکہ اس نے حرم شریف کی زمین پاک کی توہین کی جیسے رمضان میں روزہ توڑنا دوسرے زمانہ کے اکسٹھ روزے توڑنے کے برابر ہے مگر ہے ایک ہی جرم لہٰذا اس حدیث پر کوئی اعتراض نہیں نہ یہ دوسری احادیث کے خلاف ہے۔ ۲۳۔ اس شرم کے معنی اور اس کی وجہ ابھی پچھلی حدیث میں عرض کردی گئی کہ یہ پروگرام رب تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان پہلے سے طے شدہ تھا جو کچھ ہوا پروگرام کے ماتحت ہوا۔

وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ اَبُوْ ذَرٍّ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ عَنِّيْ سَقْفُ بَيْتِيْ وَاَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ

(۵۶۰۵) روایت ہے ابن شہاب سے ا۔ وہ حضرت انس سے راوی فرمایا کہ جناب ابوذر خبر دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت کھولی گئی جب کہ میں مکہ میں

marfat.com

جِبْرِيْلُ فَفَرَجَ صَدْرِيْ ثُمَّ غَسَلَهٗ بِمَآءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَآءَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُّمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَّاِيْمَانًا فَاَفْرَغَهٗ فِيْ صَدْرِيْ ثُمَّ اَطْبَقَهٗ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِيْ فَعُرِجَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ فَلَمَّا جِئْتُ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيْلُ لِخَازِنِ السَّمَآءِ افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا جِبْرِيْلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ اَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا فَتَحَ عَلَوْنَا السَّمَآءَ الدُّنْيَا اِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلٰى يَمِيْنِهٖ اَسْوِدَةٌ وَعَلٰى يَسَارِهٖ اَسْوِدَةٌ اِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ لِجِبْرِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اٰدَمُ وَهٰذِهِ الْاَسْوِدَةُ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ نَسَمُ بَنِيْهِ فَاَهْلُ الْيَمِيْنِ مِنْهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْاَسْوِدَةُ الَّتِيْ عَنْ شِمَالِهٖ اَهْلُ النَّارِ فَاِذَا نَظَرَ عَنْ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى حَتّٰى عُرِجَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَ لِخَازِنِهَا افْتَحْ فَقَالَ لَهٗ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُ قَالَ اَنَسٌ فَذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ فِي السَّمٰوٰتِ اٰدَمَ وَاِدْرِيْسَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَاِبْرَاهِيْمَ وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ اَنَّهٗ ذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ اٰدَمَ فِي السَّمَآءِ الدُّنْيَا وَاِبْرَاهِيْمَ فِي السَّمَآءِ السَّادِسَةِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِي ابْنُ حَزْمٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَاَبَا حَبَّةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُوْلَانِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عُرِجَ بِيْ حَتّٰى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى اَسْمَعُ فِيْهِ صَرِيْفَ الْاَقْلَامِ وَقَالَ ابْنُ

تھا ۲؎ پھر جناب جبرئیل اترے انہوں نے میرا سینہ کھولا پھر اسے آب زمزم سے دھویا ۳؎ پھر سونے کا ایک طشت لائے حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا اسے میرے سینہ میں لوٹ دیا ۴؎ پھر اسے سی دیا ۵؎ پھر میرا ہاتھ پکڑا تو مجھے آسمان کی طرف لے گئے ۶؎ تو جب میں دنیاوی آسمان تک پہنچا تو جبرئیل نے آسمان کے خزانچی سے کہا کھولو اس نے کہا کون ہے انہوں نے کہا یہ جبرئیل ہیں کہا کیا تمہارے ساتھ کوئی ہے کہا ہاں میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۷؎ اس نے کہا کیا انہیں بلایا گیا ہے کہاں ہاں ۸؎ جب کھولا تو ہم دنیا کے آسمان میں چڑھ گئے وہاں ایک صاحب بیٹھے تھے جن کے داہنے کچھ جماعتیں تھیں اور ان کے بائیں کچھ جماعتیں تھیں تو جب اپنے داہنے دیکھتے تو ہنستے تھے اور جب اپنے بائیں دیکھتے تو روتے تھے ۹؎ انہوں نے کہا نبی صالح فرزند صالح خوب آئے میں نے جبرئیل سے کہا کہ یہ کون ہیں انہوں نے کہ یہ آدم علیہ السلام ہیں اور یہ جماعتیں جو ان کے داہنے بائیں ہیں وہ ان کی اولاد کی روحیں ہیں داہنے والے ان میں سے جنتی ہیں اور وہ جماعتیں جو ان کے بائیں طرف ہیں وہ دوزخی لوگ ہیں ۱۰؎ جب وہ اپنے داہنے دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور جب اپنے بائیں دیکھتے ہیں تو روتے ہیں ۱۱؎ حتی کہ مجھے دوسرے آسمان تک لے گئے پھر اس کے خزانچی سے کہا کھولو ان سے خزانچی نے اس طرح کہا جو پہلے نے کہا انس کہتے ہیں کہ حضور نے ذکر کیا کہ آپ نے آسمانوں میں حضرت آدم، ادریس موسیٰ عیسیٰ ابراہیم علیہم السلام کو پایا یہ یاد نہ رہا کہ ان کے مقامات کیسے تھے ۱۲؎ بجز اس کے کہ انہوں نے یہ ذکر کیا کہ انہوں نے پہلے آسمان سے آدم علیہ السلام کو اور چھٹے آسمان میں ابراہیم کو پایا ۱۳؎ ابن شہاب نے کہا کہ مجھے ابن حزم نے خبردی ۱۴؎ کہ حضرت ابن عباس اور ابو حبیہ انصاری کہا کرتے تھے ۱۵؎ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے چڑھایا گیا حتی کہ میں ایک میدان میں پہنچا ۱۶؎ جس میں

marfat.com

حَزْمٍ وَاَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلٰى اُمَّتِيْ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً قَالَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ فَرَاجَعَنِيْ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقُلْتُ وَضَعَ شَطْرَهَا فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُ فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُهٗ فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَّهِيَ خَمْسُوْنَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَّبِّيْ ثُمَّ انْطَلَقَ بِيْ حَتّٰى انْتَهٰى بِيْ اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَغَشِيَهَا اَلْوَانٌ لَا اَدْرِيْ مَا هِيَ ثُمَّ اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا فِيْهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ وَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

قلموں کی چرچراہٹ سنتا تھا ۱۷، اور ابن حزم اور انس نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالٰی نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں ۱۸، تو میں یہ لے کر واپس ہوا حتی کہ موسیٰ علیہ السلام پر گزرا ۱۹، کہ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالٰی نے آپ کے ذریعہ آپ کی امت پر کیا فرض کیا میں نے کہا پچاس نمازیں فرض کیں ۲۰، انہوں نے کہا کہ اپنے رب کی طرف لوٹ جایئے کیونکہ آپ کی امت یہ طاقت نہیں رکھتی ۲۱، انہوں نے مجھے واپس کردیا رب نے آدھی نمازیں معاف کردیں میں پھر حضرت موسیٰ کی طرف لوٹا تو میں نے کہا کہ اس کی آدھی معاف فرمادیں ۲۲، انہوں نے کہا آپ اپنے رب کی طرف واپس جایئے کیونکہ آپ کی امت اسکی طاقت نہیں رکھتی پھر میں واپس ہوا رب نے اسکی آدھی اور معاف فرمادیں ۲۳، میں پھر موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں نے کہا کہ رب کی طرف لوٹ جایئے کیونکہ آپ کی امت یہ طاقت نہیں رکھتی پھر میں واپس گیا تو رب نے فرمایا کہ نمازیں پانچ ہیں وہ حقیقت میں پچاس ہیں ہمارے ہاں فیصلہ میں تبدیلی نہیں کی جاتی ۲۴، میں پھر جناب موسیٰ کی طرف لوٹا انہوں نے کہا کہ اپنے رب کی طرف واپس جایئے میں نے کہا کہ میں اپنے رب سے شرم کرتا ہوں ۲۵، پھر مجھے لے گئے حتی کہ میں سدرۃ المنتہی تک پہنچا ۲۶، اور اس پر مختلف رنگ چھا گئے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھے ۲۷، پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو اس میں موتی کی عمارتیں تھیں ۲۸، اور اس کی مٹی مشک تھی ۲۹۔ (مسلم بخاری)

(۵۶۰۵) ۱؎ آپ کا نام ابوبکر محمد ابن عبداللہ ابن شہاب ہے زہری قبیلہ سے ہیں جو زہرہ ابن کلاب کی طرف منسوب ہے آپ کو زہری کہا جاتا ہے تابعی ہیں بڑے فقیہ محدث ہیں مدینہ منورہ میں قیام رہا ماہ رمضان ۱۲۴ ایک سو چوبیس میں وفات ہوئی (اکمال) آپ اپنی کنیت یعنی ابن شہاب میں مشہور ہیں ۲؎ میرے گھر سے مراد میرے قیام کا گھر ہے ورنہ اس گھر کی مالکہ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب تھیں حضور ان کے گھر سو رہے تھے **ملائکہ** یہاں سے جگا کر حضور کو حطیم کعبہ میں لائے ابھی تک آپ پر اونگھ طاری تھی پھر یہاں غسل وغیرہ دیا لہذا تمام حدیثیں درست ہیں ان میں تعارض نہیں ابتداء معراج جناب ام ہانی کے مکان سے ہوئی ہے

marfat.com

اور ابتداء عروج بیت المقدس سے جناب ام ہانی کا گھر محلہ شعب ابی طالب میں تھا اب وہ جگہ حرم شریف میں داخل ہو گئی اس کے مقابل ایک دروازہ ہے جسے باب ام ہانی کہا جاتا ہے۔ ۳؎ دنیاوی دولہا کے جسم کو غسل دیا جاتا ہے حضور انور ایسے انوکھے دولہا ہیں کہ آپ کے دل کو بھی غسل دیا گیا آب زمزم دوسرے پانیوں سے افضل ہے کہ حضرت اسماعیل کے قدم سے جاری ہوا ہے اس لئے یہ پانی اس غسل کے لئے منتخب ہوا ۴؎۔ اس کی شرح پہلے گزر چکی کہ یہ سونا جنت کا تھا ایمان و حکمت خاص خزانہ ربانی میں سے کیونکہ جنت میں پانی دودھ وغیرہ کے چشمے ہیں پھل فروٹ کے باغات ہیں مگر وہاں ایمان و حکمت یا چشمہ یا باغ نہیں یہ ایمان و حکمت کا چشمہ علاوہ اس ایمان و حکمت کے ہے جو اول سے ہی حضور انور کو عطا فرمایا گیا تھا آج اس میں اور اضافہ کیا گیا یہ دونوں چیزیں رب کے ہاں مستقل صورت و حیثیت رکھتی ہیں ۵؎۔ یعنی یہ ایمان و حکمت انڈیل کر میرا سینہ بھر دیا پھر اسے سی دیا۔ ۶؎ یہاں نہ تو براق کا ذکر ہے نہ مسجد اقصیٰ کی نماز کا اس بنا پر بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ معراج خواب کی ہے جسمانی معراج میں براق تھا فرشتوں کی برات بھی بیت المقدس کی نماز بھی جو حضرات فرماتے ہیں کہ یہاں بھی جسمانی معراج مراد ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہاں اجمال ہے وہاں تفصیل تھی یہاں ان دو تین چیزوں کا ذکر چھوڑ دیا گیا ہے۔ ۷؎ اس سوال کی وجہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ آج حضرت جبریل اس دروازے پر دستک دے رہے ہیں۔ جو صرف حضور انور کی معراج کے لئے مخصوص تھا اس کے سواء کسی کے لئے اس کا کھلنا ناممکن تھا پوچھا۔ اے جبرئیل یہ دروازہ تمہارا تو ہے نہیں تم یہاں کیوں آئے ہو کیا کسی کو لائے ہو ان کی خاطر تم بھی یہاں آئے انہوں نے فرمایا ہاں انہیں کو لایا ہوں جن کے لئے یہ دروازہ کھلنا ہے۔ ۸؎ یہ سوال انتہائی خوشی کی بنا پر ہے کہ کیا آج معراج کی رات ہے حضور بہ حیثیت مہمان بلائے گئے ہیں فرمایا ہاں یہ وہی رات ہے ۹؎۔ واقعہ وہ ہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا یعنی پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات یہاں کچھ تفصیل ہو گئی ہے کہ جناب آدم علیہ السلام کو اس طرح پایا ۱۰؎۔ یہ مومنین اور کفار وہ ہیں جو ابھی پیدا نہیں ہوئے آئندہ تاقیامت پیدا ہونے والے ہیں وہ آپ کے اردگرد اس طرح جمع ہیں کیونکہ جو مومنین اور کفار پیدا ہو کر مر چکے وہ اس آسمان پر کیسے آسکتے ہیں مومنین کی روحیں اعلیٰ علیین میں پہنچیں کفار کی روحیں سجین میں ان کا اجتماع کیسا۔ (مرقات) یا یوں کہو کہ یہ وہ ہی مومنین و کفار ہیں جو مر چکے ہیں وہ لوگ کبھی کبھار اپنے مقامات سے بلا کر یہاں اس طرح آدم علیہ السلام کو دکھائے جاتے ہیں حضور انور جب وہاں پہنچے تو یہ ہی وقت تھا ان کی پیشی کا حضور انور نے یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا اس واقعہ سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام تاقیامت ہر سعید و شقی سے خبردار ہیں کہ کون ایمان پر مرے گا اور کون کفر پر یہ ہی بات علوم خمسہ سے ہے دوسرے یہ کہ ان سعید و شقی لوگوں کو حضور انور نے بھی معراج کی رات دیکھا ہے اور سب کو پہچانتے ہیں حضور ہر ایک کے انجام سے خبردار ہیں۔ شعر:۔

☆ بلکہ قبل از زادن تو سالہا ☆ ہم چنیں بینند چندیں حالہا ☆

۱۱؎ حضرت آدم علیہ السلام کا یہ ہنسنا رونا محبت پدری کی بنا پر تھا باپ اپنی اولاد کو اچھے حال میں دیکھے تو خوش ہوتا ہے اور تکلیف میں دیکھے تو غمگین ہوتا ہے یہ ہی حالت آپ کی اس وقت تھی کہ دوزخیوں کو دیکھ کر افسوس کرتے تھے کہ یہ میری اولاد کافر رہی دوزخ میں جائے گی جنتیوں کو دیکھ کر خوش ہوتے تھے کہ یہ میرے بچے خوش نصیب ہیں جنت میں جائیں گے ۱۲؎۔ یعنی حضور انور نے ان تمام رسولوں کے مقامات بالتفصیل بیان فرمائے تھے مگر تفصیل یاد نہ رہی یہ یاد نہ رہنا حدیث کو ضعیف نہیں کر دیتا کیونکہ جو انہیں یاد نہ رہا اس کی روایت ہی نہیں کی۔ وہ یاد نہ رہنا حدیث کو ضعیف کرتا ہے جب غلط بات حضور انور کی طرف غلطی سے نسبت کر دے

marfat.com

اسے سوء حفظ کہتے ہیں وہ یہاں موجود نہیں لہذا حدیث پر اعتراض نہیں ۱۳۔ پچھلی حدیث میں گزرا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضور انور نے ساتویں آسمان میں پایا وہ ہی قوی ہے کیونکہ وہاں تفصیل موجود ہے کہ بیت المعمور سے پشت لگائے ہوئے پایا اور اگر یہ متعدد معراج کے واقعات ہیں تب تو کوئی دشواری ہی نہیں کہ ایک معراج میں حضور نے جناب ابراہیم کو چھٹے آسمان پر پایا دوسری معراج میں ساتویں آسمان پر پایا اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان دونوں آسمانوں پر حضور انور کا استقبال کیا چھٹے پر بھی اور ساتویں پر بھی تب حدیث واضح ہے ۱۴۔ ابن شہاب یعنی امام زہری کے حالات تو ہم بیان کر چکے ابن حزم کا نام محمد ابن عمرو ابن حزم ہے انکے والد صحابی ہیں انصاری ہیں محمد ابن عمرو ابن حزم ۱۰ ہجری میں نجران میں پیدا ہوئے جبکہ ان کے والد حضور انور کی طرف سے نجران کے حاکم تھے۔ آپ جنگ حرہ میں شہید ہوئے ترپن سال عمر پائی ۶۳ھ میں واقعہ حرہ میں شہید ہوئے (مرقات و اکمال) ۱۵۔ ابو حیہ کا نام عامر یا مالک یا ثابت ابن نعمان انصاری ہے صحابی ہیں بدری ہیں غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ ۱۶۔ مستوی ہر میدان کو نہیں کہتے بلکہ بلند اور اعلیٰ میدان کو کہتے ہیں ۱۷۔ وہ قلم جس نے لوح محفوظ پر سب کچھ لکھا اور لکھ کر خشک ہو چکا وہ اور قلم ہے جس کے متعلق ارشاد ہے اول ماخلق القلم۔ یہاں وہ قلم مراد نہیں جو فرشتوں کے ہاتھوں میں ہیں وہ فرشتے ان قلموں سے روزانہ کے احکام الٰہیہ لکھتے ہیں اور لوح محفوظ سے ایک سال کے واقعات الگ الگ صحیفوں میں نقل کرتے ہیں یہ صحیفے متعلقہ حکام فرشتوں کو پندرھویں شعبان کی شب میں حوالہ کردیئے جاتے ہیں رب فرماتا ہے **فیھا یفرق کل امر حکیم** ان قلموں کی درازی رب تعالٰی ہی جانتا ہے وہی قلم جب کاغذ پر چلتا ہے تو اس سے چرچراہٹ پیدا ہوتی ہے حضور انور اس قدر ان سے قریب ہوئے کہ قلموں کی چرچراہٹ سن لی یقیناً تحریر بھی دیکھ لی قدرت کی تحریر حضور کے علم میں ہیں شعر:۔

☆قدرت کی تحریریں جانے' امی اور تقریریں جانے ☆ بخشش کی تدبیریں جانے وہ ہے رحمت والا☆

جن کا نام ہے محمد ان سے دو جگ ہے اوجیالا۔

۱۸۔ اگرچہ یہ پچاس نمازیں حضور انور پر بھی فرض کی گئی تھیں مگر امت پر فرض تھیں پڑھنے کے لئے حضور پر فرض تھیں پڑھانے اور سکھانے کے لئے اس لئے امت کا ذکر فرمایا ۱۹۔ اسی ترتیب سے جس ترتیب سے جاتے ہوئے گزرے تھے ہر آسمان پر انہیں پیغمبر سے ملاقات ہوئی جن سے جاتے ہوئے ملاقات ہوئی تھی ۲۰۔ خیال رہے کہ اسلام کے تمام فرائض فرش پر ہی بھیجے صرف نمازیں معراج میں عرش پر فرض کی گئیں اس لئے حضور انور نے صرف نمازوں کا ذکر فرمایا اور کسی فرض کا ذکر نہیں کیا ۲۱۔ امت کہہ کر یہ بتایا کہ حضور ان نمازوں پر آپ اور آپ کے خاص غلام تو طاقت رکھتے مگر عام امت والے اس کی طاقت نہیں رکھتے ۲۲۔ یہاں اجمال ہے یعنی چند بار حاضریوں میں آدھی نمازیں معاف فرمادیں یعنی پانچ بار حاضری میں پچیس نمازیں کم فرمادیں اور پچیس نمازیں باقی رکھیں مرقات نے فرمایا کہ یہاں شطر۔ بمعنی آدھا نہیں بلکہ ۔ بمعنی ایک حصہ ہے یعنی رب نے اس ایک حاضری میں پچاس نمازوں کا ایک حصہ یعنی پانچ نمازیں معاف فرمادیں اس صورت میں مطلب بالکل ظاہر ہے کسی تاویل کی ضرورت نہیں ۲۳۔ یہاں شطر ۔ بمعنی ایک حصہ ہے نہ کہ ۔ بمعنی آدھا جیسا کہ ظاہر ہے کیونکہ اگر پچاس کا دوسرا آدھا حصہ بھی معاف ہو جاتا تو کوئی نماز فرض نہ رہتی۔ ۲۴۔ نسخ کی حقیقت یہ ہی ہے کہ اس میں حکم کی تبدیلی نہیں بلکہ اس حکم کی مدت کی انتہاء کا بیان ہوتا ہے یعنی پچاس نمازوں کا حکم آپ کی اس آمد و رفت تک تھا اب پانچ نمازیں فرض ہیں اور ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ ان پر ثواب پچاس ہی کا ہو گا پڑھنے میں پانچ ثواب میں پچاس۔ ۲۵۔ حضور کا یہ شرم فرمانا اس لئے تھا کہ اب حضور کا جانا طے شدہ پروگرام کے خلاف ہوتا پہلی

marfat.com

تمام آمدو رفتیں پروگرام کے مطابق تھیں۔ واللہ و رسولہ اعلم۔ ۲۶۔ غالبا سدرۃ المنتہی کی یہ دوسری سیر ہے واپس آتے ہوئے کیونکہ نمازوں کی فرضیت تو عرش سے اوپر جاکر ہوئی سدرہ اس سے کہیں نیچے ہے۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جاتے ہوئے ان تمام مقامات سے دیکھتے ہوئے گزر گئے واپسی میں پھر ان تمام پر تشریف لائے سیر فرمائی جیسے حاجی عرفات جاتے ہوئے مزدلفہ سے گزر جاتے ہیں پھر عرفات سے آتے ہوئے مزدلفہ میں ایک رات قیام کرتے ہیں۔ ۲۷۔ یعنی اس بار سدرہ پر ایسے رنگ برنگ انوار چھا گئے کہ ان کی حقیقت رب تعالٰی ہی جانتا ہے ان کا حسن بیان میں نہیں آسکتا یہ انوار حضور انور کے استقبال کے لئے تھے جیسے معزز مہمان کی تشریف آوری پر دن کو شہر کو بھی سجائی جاتی ہے۔ رات کو سارے ہی چراغاں، غبارے، آتشبازی سے رونق کی جاتی ہے یہ ساری سج دھج حضور کے دم قدم سے تھی مرقات نے فرمایا کہ اس وقت حضور کو ان انوار کی خبر نہ ہوئی کیونکہ اس وقت حضور کی توجہ خالق کی طرف تھی جیسے دولہا برات کی پروا نہ کرے کہ اس کی نگاہ اصلی مقصود پر ہے ۲۸۔ جنابذ جمع ہے **جنبذہ** کی بمعنی اونچی عمارت جنت میں ایک ایک موتی کا ایک ایک وسیع محل ہے اگر وہ ایک موتی دنیا میں آجائے تو سورج کی روشنی خیرہ ہو جائے اور اس کی قیمت ساری دنیا کے خزانے نہ ہو سکیں۔ ۲۹۔ یہ سمجھانے کے لئے ہے ورنہ دنیا کے مشک کو اس خوشبو سے کیا تعلق اس مٹی کی خوشبو پانچ سو سال کی راہ سے محسوس ہوتی ہے بھلا مشک میں یہ بات کہاں ہاں مشک کی خوشبو اس مٹی کی خوشبو کی حکایت ہے دیکھو مرقات یہ ہی مقام۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا اُسْرِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتُهِیَ بِهٖ اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَهِیَ فِی السَّمَآءِ السَّادِسَةِ اِلَيْهَا يَنْتَهِیْ مَا يُعْرَجُ بِهٖ مِنَ الْاَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا وَاِلَيْهَا يَنْتَهِیْ مَا يُهْبَطُ بِهٖ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا قَالَ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى قَالَ فَرَاشٌ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ فَاُعْطِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثًا اُعْطِیَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَاُعْطِیَ خَوَاتِيْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَّا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ مِنْ اُمَّتِهٖ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۶۰۶) روایت ہے حضرت عبداللہ سے ۱۔ فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی تو آپ کو سدرۃ المنتہی لے جایا گیا یہ چھٹے آسمان میں ہے ۲۔ جو چیزیں زمین سے اوپر اٹھائی جاتی ہیں وہ وہاں تک ہی پہنچتی ہیں پھر وہاں سے لے لی جاتی ہیں اور جو چیزیں اوپر سے اتاری جاتی ہیں وہ وہاں تک ہی پہنچتی ہیں پھر وہاں سے لے لی جاتی ہیں ۳۔ فرمایا کہ اچانک سدرہ پر چھا گئی جو چھا گئی فرمایا وہ سونے کے پتنگے تھے ۴۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں دی گئیں آپ کو پانچ نمازیں دی گئیں اور سورہ بقرہ کی آخری آیات دی گئیں ۵۔ اور آپ کی امت میں سے جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں ان کے گناہ بخشے گئے ۶۔ (مسلم)

(۵۶۰۶) ۱۔ حدیث اور فقہ میں جب عبداللہ بغیر قید آتا ہے تو حضرت عبداللہ ابن مسعود مراد ہوتے ہیں وہ ہی یہاں مراد ہیں۔ یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا۔ ۲۔ بعض روایات میں ہے کہ سدرۃ المنتہی ساتویں آسمان میں ہے جیسا کہ مالک ابن صعصعہ کی روایت میں ابھی کچھ پہلے گزرا مگر ان دونوں روایتوں میں مخالفت نہیں اس کی جڑ چھٹے آسمان میں ہے شاخیں ساتویں آسمان میں یہاں جڑ کا ذکر ہے وہاں شاخوں کا تذکرہ تھا اس کی شاخوں کا سایہ تمام آسمانوں اور جنت میں ہے (مرقات) یہ ہی بات بہت

marfat.com

قوی ہے۔ ۳۔ جیسے دو ملکوں کی ڈاک کا تبادلہ باڈر یعنی سرحد پر ہوتا ہے اگرچہ دونوں ملکوں کا بادشاہ ایک ہی ہو سدرہ سے آگے ہمارے حضور کے سواء کوئی نہیں گیا۔ بلکہ حضور تو اس جگہ گئے جہاں جگہ بھی نہیں وہاں نہ جہاں ہے نہ یہاں نہ وہاں۔ **شعر:۔**

☆ برداشت از طبیعت امکاں قدم کہ آں ☆ اسریٰ .بعبدہ است من المسجد الحرام ☆

☆ تاعرصہ وجوب کہ اقصاء عالم است ☆ کانجانہ جالست ونے جہت ونے نشان و نام ☆

۴۔ یعنی سدرۃ المنتہی کے بیان میں جو آیتہ کریمہ **اذ یغشی السدرۃ ما یغشی** وارد ہے اس کی تفسیر حضور انور نے پتنگوں سے کی پتنگے یا تو فرشتے ہیں یا ارواح انبیاء جو پتنگوں کی طرح محسوس ہوتی ہیں خیال رہے کہ اس بیری کے ہر پتہ پر فرشتوں کی فوجیں ہیں بزرگوں کی روحیں اور سبز رنگ کے غیبی پرندے اور رنگ برنگے انوار لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں کہیں کسی چیز کا ذکر ہے کہیں کسی اور چیز کا اس سے پہلے گزرا کہ حضور نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ وہاں کیا چیزیں ہیں وہاں حضور انور کے علم کی نفی مقصود نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ میں نہیں جانتا کہ تمہیں وہ چیزیں کیسے بتاؤں سمجھاؤں وہ بیان میں نہیں آسکتیں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں میں ان کے بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں پاتا یوں ہی رب کا فرمانا **اذ یغشی السدرۃ ما یغشی** اس کا مطلب یہ نہیں کہ رب کو بھی خبر نہیں کہ سدرہ پر کونسی چیز چھاگئی تھی مطلب یہ ہی ہے کہ اس کا بیان نہیں ہو سکتا جیسے رب فرماتا ہے **فغشیھم من الیم ما غشیھم** بہرحال اس قسم کے فرمان کا منشا بے خبری نہیں (مرقات) ۵۔ یا تو سورہ بقر کی آخری آیات معراج کی رات بھی حضور کو عطا کی گئیں اور بعد ہجرت بھی نازل کی گئیں پہلی عطا بغیر واسطہ فرشتہ ہوئی اور دوبارہ نزول بواسطہ فرشتہ ہوا یا یہ مطلب ہے کہ ان دعاؤں کی قبولیت وہاں عطا کی گئی جو ان آیات میں تعلیم کی گئی ہے حضور سے وعدہ کر لیا گیا کہ جو بھی یہ دعائیں ہم سے مانگے گا ہم اسے عطا کریں گے یا مطلب یہ ہے کہ ان آیات کے فیوض انکے انوار ان کی برکتیں جو شمار سے باہر ہیں حضور کو اس رات عطا کی گئیں (مرقات' اشعہ) ہو سکتا ہے کہ یہ تمام چیزیں مراد ہوں۔ ان آیات کے الفاظ' قبولیت' انوار برکات سب کچھ اس رات حضور کو عطا ہوئیں یہ آیات **امن الرسول** سے لیکر **فانصرنا علی القوم الکفرین** تک ہیں۔ ۶۔ شرک باللہ سے مراد مطلقاً کفر ہے یعنی کفر تو نہیں بخشا جاوے گا اس کے علاوہ سارے گناہ قابل بخشش ہیں ہاں حقوق العباد خود حق والوں سے معاف کرائے جاویں گے جن کی تین نوعیتیں ہوں گی قرآن کریم میں قریباً ہر جگہ شرک بمعنی کفر آتا ہے **لا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا**

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ فِی الْحِجْرِ وَقُرَیْشٌ تَسْاَلُنِیْ عَنْ مَسْرَایَ فَسَاَلَتْنِیْ عَنْ اَشْیَآءَ مِنْ بَیْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ اُثْبِتْھَا فَکُرِبْتُ کَرْبًا مَّا کُرِبْتُ مِثْلَہٗ فَرَفَعَہُ اللّٰہُ لِیْ اَنْظُرُ اِلَیْہِ مَا یَسْاَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا اَنْبَاْتُھُمْ وَقَدْ رَاَیْتُنِیْ فِیْ جَمَاعَۃٍ مِّنَ الْاَنْبِیَآءِ فَاِذَا مُوْسٰی قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ فَاِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ کَاَنَّہٗ مِنْ رِّجَالِ

(۵۶۰۷) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے اپنے کو حطیم میں دیکھا ۱۔ قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے متعلق سوالات کر رہے تھے تو انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی ایسی چیزوں کے متعلق سوالات کئے جو مجھے یاد نہ رہی تھیں ۲۔ تو میں اتنا غمگین ہوا جتنا کبھی نہ ہوا تھا ۳۔ تو اللہ نے میرے سامنے اسے کر دیا میں اسے دیکھ رہا تھا وہ کسی چیز کے متعلق مجھ سے نہ پوچھتے تھے مگر میں انہیں بتا دیتا تھا

marfat.com

شَنُوْءَۃَ وَاِذَا عِیْسٰی قَائِمٌ یُّصَلِّیْ اَقْرَبُ النَّاسِ بِہٖ شَبَھًا عُرْوَۃُ بْنُ مَسْعُوْدِ الثَّقَفِیُّ وَاِذَا اِبْرَاھِیْمُ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ اَشْبَہُ النَّاسِ بِہٖ صَاحِبُکُمْ یَعْنِیْ نَفْسَہٗ فَحَانَتِ الصَّلٰوۃُ فَاَمَمْتُھُمْ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلٰوۃِ قَالَ لِیْ قَائِلٌ یَّا مُحَمَّدُ ھٰذَا مَالِکٌ خَازِنُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَیْہِ فَالْتَفَتُّ اِلَیْہِ فَبَدَاَنِیْ بِالسَّلَامِ ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ) وَھٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِیْ اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۴۔ اور میں نے اپنے کو نبیوں کی جماعت میں دیکھا ۵۔ تو موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے وہ درمیانہ قد گھونگریلے بال والے ہیں گویا وہ شنوہ کے لوگوں میں سے ہیں ۶۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ۷۔ ان سے قریبا ہم شکل عروہ ابن مسعود ثقفی ہیں ۸۔ اور ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ۹۔ سب میں زیادہ ان کے مشابہ تمہارے صاحب یعنی میں ہوں ۱۰۔ پھر نماز کا وقت ہوگیا تو میں نے ان کی امامت کی ۱۱۔ پھر جب نماز سے میں فارغ ہوگیا تو مجھ سے کسی کہنے والے نے کہا اے محمد یہ آگ کے خزانچی مالک ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے ان کی طرف توجہ کی تو انہوں نے مجھے سلام کرنے سے ابتداء کی ۱۲۔ (مسلم) اور یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے۔

(۵۶۰۷) ۱۔ یعنی معراج کے سویرے کو جب ہم نے اپنی معراج کا اعلان کیا ہم حطیم کعبہ میں تھے کہ مشرکین مکہ نے ہم سے سوالات شروع کئے سوالات بھی لایعنی ۲۔ مثلاً یہ کہ بیت المقدس میں ستون کتنے ہیں۔ سیڑھیاں کتنی ہیں منبر کس طرف ہے اور ظاہر ہے کہ یہ چیزیں تو بار بار دیکھنے پر بھی یاد نہیں رہتیں تو ایک بار دیکھنے پر یاد کیسے رہتیں کفار نے کہا کہ عرش و کرسی کی باتیں جو آپ بیان کر رہے ہیں ان کی تو ہم کو خبر نہیں بیت المقدس ہم نے دیکھا ہوا ہے وہاں کی نشانیاں آپ ہم کو بتائیں اسی لئے رب نے اس معراج کے دو حصے کئے بیت المقدس تک پھر وہاں سے عرش کے آگے تک تاکہ لوگ اس حصہ معراج کو بہت دلائل سے معلوم کرلیں ۳۔ یہ غم اپنے متعلق نہ تھا بلکہ کفار کے متعلق کہ اگر میں نے بیت المقدس کی نشانیاں بیان نہ کیں تو یہ میری معراج نہ مانیں گے اور کافر رہیں گے۔ یہ غم بھی عبادت ہے۔ ۴۔ خیال رہے کہ حضرت انبیاء کرام پر کبھی تو بسط کی حالت طاری ہوتی ہے تو وہ دنیا کے ذرہ ذرہ کو دیکھتے اس کی خبر رکھتے ہیں اور کبھی قبض کی حالت ہوتی ہے جب اپنے سے بھی بے خبر ہوتے ہیں لہذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں **رایت مشارق الارض ومغاربھا** اس وقت قبض تھا جب بیت المقدس سامنے آگیا تو یہ وقت بسط کا تھا۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں شعر:-

☆ گہے برطارم اعلیٰ نشیم ☆ گہے بر پشت پائے خود نہ بینیم ☆

۵۔ یعنی ہم معراج میں دوران سفر انبیاء کرام کی قبروں پر گزرے تو موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں حضور انور نے معراج میں چار بار انہیں کو دیکھا اولاً گزرتے ہوئے ان کی قبروں میں انہیں دیکھا پھر بیت المقدس میں جہاں سب نے حضور کے پیچھے نماز پڑھی پھر آسمانوں میں اپنے اپنے مقامات پر پھر واپسی معراج میں اپنے اپنا مقامات پر یہاں پہلی ملاقات کا ذکر ہے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں وہ زندہ ہیں مگر یہ نماز **تکلیفی** نہیں لذت و فرحت کی ہے۔ ۶۔ شنوہ یمن کا مشہور قبیلہ ہے وہ لوگ بڑے خوبصورت ہوتے ہیں فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو دیکھنے کا شوق ہو تو ان لوگوں کو دیکھ لو ۷۔

marfat.com

غالباً آپ آسمانوں میں اپنے مقام پر نماز پڑھتے ہوئے حضور کو ملے ۸۔ عروہ ابن مسعود ثقفی اور ہیں اور عروہ ابن مسعود ہزلی دوسرے ہیں یہ عبداللہ ابن مسعود کے بھائی ہیں اور ثقفی دوسرے ہیں صحابی ہیں نہایت حسین تھے۔ ۹۔ ہوسکتا ہے کہ ۔صلی میں صلوۃ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف ہو یعنی میں نے انہیں اس طرح پایا کہ وہ مجھ پر درود شریف پڑھ رہے تھے ۱۰۔ یعنی اگر تم کو شوق ہو کہ ابراہیم علیہ السلام کو دیکھو تو مجھے دیکھ لو میں ان کی ہم شکل ہوں ۱۱۔ یعنی بیت المقدس میں سارے نبیوں نے میری اقتداء میں نماز پڑھی ہم نے سب کی امامت فرمائی اور ہوسکتا ہے کہ بیت المیعمور والی نماز کی امامت مراد ہے۔ جہاں حضور نے فرشتوں کو نماز پڑھائی خیال رہے کہ حضور کو نماز تو عرش پر پہنچ کر ملی مگر اس سے پہلے ہی نبیوں فرشتوں کو نماز پڑھائی معلوم ہوا کہ امت کے لئے نماز عرش پر ملی حضور کو پہلے ہی مل چکی تھی۔ ۱۲۔ اس آخری جملہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ نماز وہ ہے جو حضور انور نے بیت المعمور میں فرشتوں اور نبیوں کو پڑھائی کیونکہ یہاں ارشاد ہے کہ نماز سے فارغ ہوتے ہی داروغہ دوزخ مالک سے ملاقات ہوئی۔ خیال رہے کہ ان تمام حضرات نے آج حضور کے پیچھے محمدی نماز پڑھی تھی انبیاء کرام نے اپنی اپنی نمازیں نہیں پڑھی تھیں سارے انبیاء کرام اور فرشتے حضور کے امتی ہیں یعنی قانونی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالک کو سلام فرماتے کیونکہ آنے والا سلام کیا کرتا ہے مگر خازن دوزخ نے حضور انور کا احترام کرتے ہوئے پہلے ہی سلام عرض کیا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمَّا كَذَّبَنِيْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِيْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰيَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهِ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۶۰۸) روایت ہے حضرت جابر سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب قریش نے مجھے جھٹلایا ۱۔ تو میں حطیم میں کھڑا ہوگیا۔ اللہ نے مجھ پر بیت المقدس ظاہر فرمادیا تو میں انہیں وہاں کی خبر دینے لگا حالانکہ میں اسے دیکھ رہا تھا ۲۔ (مسلم بخاری)

(۵۶۰۸) ۱۔ قریش کو یقین تھا کہ حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی نشانیاں نہیں بتاسکیں گے ہم کو وہ نشانیاں معلوم ہیں تو ہم کو یہ کہنے کا موقعہ ملے گا کہ آپ بیت المقدس گئے ہی نہیں جیسے آپ کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ آپ آج رات بیت المقدس گئے تھے ایسے ہی یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ آپ آسمانوں پر گئے تھے **کذبنی** کے یہ ہی معنی ہیں یعنی انہوں نے مجھے جھوٹا کرنے کی کوشش کی مگر ناکام ہوئے۔ ۲۔ ہم اس کے متعلق ابھی کچھ پہلے عرض کرچکے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے ساری دنیا حضور انور کے سامنے فرمادی ہے مگر اس کشف کا ظہور کبھی کبھی ہوتا ہے کبھی خفا جسے صوفیاء کی اصطلاح میں قبض و بسط کہتے ہیں جب رب تعالٰی کی طرف سے بسط کا فیض ہوا تو یہ حال ہوگیا کہ کفار وہاں کے نشانات پوچھتے تھے اور حضور انور دیکھ دیکھ کر بتاتے تھے قبض و بسط کی مثال ایسی ہے جیسے کھیت میں بارش کی تری اور دھوپ کی خشکی بسط بارش ہے قبض دھوپ کھیت کے لئے نہ ہمیشہ بارش مفید ہے نہ ہمیشہ خشکی فائدہ مند دونوں ہی چاہئیں۔

marfat.com

بَابٌ فِی الْمُعْجِزَاتِ۔ معجزات کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ پہلی فصل

معجزات جمع ہے معجزہ کی یہ بنا ہے اعجاز سے . بمعنی عاجز کرنا وہ کام جس کے مقابلہ سے بلکہ اس کی سمجھ سے خلق عاجز ہو اسے معجزہ کہتے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں معجزہ ہر وہ عجیب و غریب خلاف عادت کام ہے جو دعوئی نبوت کرنے والے کے ہاتھ پر ظاہر ہو۔ دعوئی نبوت سے پہلے جو نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوا اسے کہتے ہیں ارہاص . بمعنی عمارت کو مضبوط و پختہ بنانا بنیاد مستحکم رکھنا اس کے ذریعے نبوت کی دیوار کی پختگی کی جاتی ہے اولیاء اللہ کے ہاتھ پر جو عجیب بات ظاہر ہو اسے کہتے ہیں کرامت عام مومنین کے ہاتھ پر اگر کبھی کوئی عجیب بات ظاہر ہو وہ ہے معونت اور کفار کے ہاتھ سے جو عجوبہ ظاہر ہو وہ ہے استدراج یہ پانچ قسمیں یاد رکھو' معجزہ' ارہاص' کرامت' معونت' استدراج' گزشتہ انبیاء کرام کو ایک یا دو معجزے عطا ہوئے تھے۔ حضور انور کو ہزارہا معجزے عطا ہوئے کسی نبی کے ہاتھ میں معجزہ تھا کسی کے سانس میں کسی کی آنکھ میں مگر حضور کی شان یہ ہے کہ **شعر:-**

☆ دیئے معجزے انبیاء کو خدا نے ☆ ہمارا نبی معجزہ بن کے آیا ☆

نیز سارے نبیوں کے معجزے قصے بن گئے ہمارے حضور کے بہت سے معجزے تاقیامت دیکھنے میں آئیں گے ذکر کثیر' محبوبیت قران مجید' پتھروں' جانوروں پر حضور کا نام کندہ ملنا وغیرہ یہ زندہ جاوید معجزات ہیں۔ حضور کے اولیاء اللہ ان کی کرامت حضور کے زندہ معجزے ہیں مشکوۃ شریف میں چند خصوصی معجزے بیان ہوئے ہیں۔

وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقَ قَالَ نَظَرْتُ اِلٰى اَقْدَامِ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى رُءُوْسِنَا وَنَحْنُ فِى الْغَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ اِلٰى قَدَمِهٖ اَبْصَرَنَا فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۶۰۹) روایت ہے حضرت انس ابن مالک سے کہ جناب ابوبکر صدیق نے فرمایا۱ ۔ کہ میں نے اپنے سروں کے اوپر مشرکین کے قدم دیکھے جب کہ ہم غار میں تھے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ان میں سے ایک اپنے قدموں کی طرف دیکھے تو ہم کو دیکھ لے ۲۔ فرمایا اے ابوبکر تمہیں ان دو کے متعلق کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے ۳۔ (مسلم)

(۵۶۰۹) ۱۔ حضرت ابوبکر کا لقب صدیق ہے صادق وہ جو زبان کا سچا ہو۔ صدیق وہ جو نیت ارادہ زبان ہاتھ پاؤں غرض کہ سارے ظاہر باطن اعضاء کا سچا ہو صادق وہ کہ جیسا واقعہ ہو ویسا کہے اور صدیق وہ کہ جیسا وہ کہہ دے واقعہ ایسا ہی ہو جاوے اسی لئے شاہی ساقی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو صدیق کہا۔ جب کہ اس نے دیکھا کہ جو آپ نے کہا تھا وہی ہوا عرض کیا' یوسف ایہا الصدیق حضرت صدیق اکبر نے مالک بن سنان کے متعلق جو کہا تھا وہ ہی ہوا کہ وہ شہید ہونے کے بعد زندہ ہو کر آئے انشاء اللہ یہ واقعہ باب الکرامات میں عرض ہو گا ۲۔ جب ہجرت کی شب حضور انور کو لے کر صدیق اکبر غار ثور میں بیٹھے تب مشرکین عرب اس غار کے دروازے پر پہنچ گئے تب آپ نے نہایت خوف کی حالت میں یہ کہا جناب صدیق اکبر کو اس وقت اپنی جان کا خوف نہیں تھا اپنی جان

marfat.com

تو آپ پہلے ہی فدا کر چکے تھے کہ اکیلے اندھیرے غار میں گھس گئے سانپ سے کٹوالیا خوف حضور انور کی تکلیف کا تھا یہ خوف بہترین عبادت تھا جس پر ساری عبادات قربان ہوں ۳؎ حضرت صدیق اکبر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ گفتگو رب تعالٰی کو ایسی پسند آئی کہ اسے قرآن کریم میں بایں الفاظ نقل فرمایا **اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا**۔ اس واقعہ میں حضرت صدیق اکبر کے چند فضائل معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ انہیں حضور کا ثانی دوسرا کہا گیا ثانی اثنین۔ پھر انہیں تیسرا کون کرے حضور کے بعد درجہ اس ثانی کا ہے۔ دوسرے یہ کہ انہیں حضور کا صحابی فرمایا گیا **لصاحبہ**۔ ان کی صحابیت قطعی یقینی ہے تیسرے یہ کہ انہیں یار غار یعنی حضور کا گہرا دوست غار کا ساتھی کہا گیا آج بھی کہتے ہیں فلاں میرا یار غار ہے چوتھے یہ کہ حضور انور نے فرمایا ''اللہ معنا معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی جیسے اپنے حبیب کے ساتھ ہے ویسے ہی جناب صدیق کے ساتھ بھی ہے۔ یعنی جو ان دونوں کے دامن سے الگ ہو اللہ اس کے ساتھ نہیں خیال رہے کہ اللہ ثا لثھما کہنا عین ایمان ہے اور ان اللہ ثالث ثلثۃ کہنا عین کفر ہے یعنی خدا کو نسبت کرو ناقص عدد کی طرف نہ کہ برابر عدد کی طرف جیسے **وھو رابعھم** اور **وھو ثالثھم** رب کو قرآن میں فرمایا گیا ہے (مرقات) یہ واقعہ اس لئے معجزہ بنا کہ حضور کی خبر کے مطابق کفار ان دونوں حضرات کو نقصان نہ پہنچا سکے مکڑی کے جالے اور کبوتری کے انڈے کے ذریعے رب نے ان دو جانوں کو کفار سے بچالیا (مرقات) پھر حضرت صدیق حضور انور سے یہ سب کچھ کہتے رہے مگر ان کی آواز کفار نے نہیں سنی اور کفار کی آوازیں غار میں جناب صدیق سنتے رہے یہ بھی معجزہ ہے۔

(۵۶۱۰) روایت ہے حضرت براء ابن عازب سے وہ اپنے والد سے راوی انہوں نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ اے ابوبکر مجھے بتاؤ کہ جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے تھے تو تم نے کیا کیا تھا؎ فرمایا ہم اپنی رات چلتے رہے اور کل بھی حتی کہ دوپہری کا ٹھہرنے والا ٹھہر گیا ۲؎ اور راستہ خالی ہو گیا کہ اس میں کوئی نہیں گزرتا تھا تو ہم کو ایک لمبا پتھر ظاہر ہوا جس کا سایہ تھا۔ اس پر دھوپ نہیں آئی تھی ہم اسکے پاس اتر گئے ۳؎ اور میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک جگہ اپنے ہاتھ سے ہموار کر دی جس پر حضور سوئیں اور اس پر پوستین بچھادی ۴؎ اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ سو جایئے میں آپ کے اردگرد پہرہ دوں گا ۵؎ چنانچہ آپ سو گئے اور میں آپ کے اردگرد پہرہ دینے لگا ۶؎ تو میں نے ایک چرواہا سامنے سے آتا دیکھا میں نے کہا کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے وہ بولا ہاں میں نے کہا کیا دودھ دے گا بولا ہاں ۷؎ تو اس نے ایک بکری پکڑی ایک پیالہ میں تھوڑا سا دودھ دوہا ۸؎ میرے ساتھ برتن تھا جو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لایا تھا جس میں آپ سیراب

وعن البراء بن عازب عن ابيه انه قال لابي بكر يا ابا بكر حدثني كيف صنعتما حين سريت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اسرينا ليلتنا ومن الغد حتى قام قائم الظهيرة وخلا الطريق لا يمر فيه احد فرفعت لنا صخرة طويلة لها ظل لم يات عليها الشمس فنزلنا عندها وسويت للنبي صلى الله عليه وسلم مكانا بيدي ينام عليه وبسطت عليه فروة وقلت نم يا رسول الله وانا انفض ما حولك فنام وخرجت انفض ما حوله فاذا انا براع مقبل قلت افي غنمك لبن قال نعم قلت افتحلب قال نعم فاخذ شاة فحلب في قعب كثبة من لبن ومعي اداوة حملتها للنبي صلى الله عليه وسلم يرتوي فيها يشرب ويتوضا فاتيت النبي صلى الله عليه وسلم فكرهت

marfat.com

أن أوقظه فوافقته حتى استيقظ فصببت من الماء على اللبن حتى برد أسفله فقلت اشرب يا رسول الله فشرب حتى رضيت ثم قال ألم يأن للرحيل قلت بلى قال فارتحلنا بعد ما مالت الشمس واتبعنا سراقة بن مالك فقلت أتينا يا رسول الله فقال لا تحزن إن الله معنا فدعا عليه النبي صلى الله عليه وسلم فارتطمت به فرسه إلى بطنها في جلد من الأرض فقال إني أراكما دعوتما علي فادعوا لي فالله لكما أن أرد عنكما الطلب فدعا له النبي صلى الله عليه وسلم فنجا فجعل لا يلقى أحدا إلا قال كفيتم ما ههنا فلا يلقى أحدا إلا رده۔

(متفق عليه)

ہوتے تھے پیتے تھے اور وضو کرتے تھے تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا میں نے آپ کو جگانا پسند نہیں کیا تو میں نے انتظار کیا حتی کہ آپ بیدار ہو گئے ۹۔ پھر میں نے دودھ پر پانی ڈالا حتی کہ اس کا تلہ بھی ٹھنڈا ہو گیا ۱۰۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور پئیں آپ نے پیا حتی کہ میں راضی ہو گیا ۱۱۔ پھر فرمایا کیا ابھی کوچ کا وقت نہیں ہوا میں نے عرض کیا ہاں فرمایا پھر ہم سورج ڈھلنے کے بعد چلے ۱۲۔ اور سراقہ بن مالک ہمارے پیچھے پہنچ گئے ۱۳۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آن لئے گئے ۱۴۔ فرمایا غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے ۱۵۔ پھر ان کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تو ان کا گھوڑا ان کے ساتھ پیٹ تک دھنس گیا سخت زمین میں ۱۶۔ سراقہ نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ دونوں صاحبوں نے مجھ پر بددعا کی ہے ۱۷۔ میں آپ دونوں کو اللہ کا ضمان دیتا ہوں کہ میں تم دونوں سے تلاش کرنے والوں کو دور کر دوں گا ۱۸۔ چنانچہ ان کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی وہ چھوٹ گئے ۱۹۔ پھر وہ یہ کرنے لگے کہ کسی سے نہیں ملتے تھے مگر کہتے تھے تم کفایت کئے گئے ادھر وہ نہیں ہیں کسی سے نہ ملتے مگر اسے واپس کر دیتے ۲۰۔ (مسلم بخاری)

(۵۶۱۰) ۱۔ چونکہ ہجرت کی رات صرف جناب صدیق ہی حضور انور کے ساتھ تھے اس لئے لوگ یہ واقعہ انہیں سرکار سے پوچھا کرتے تھے اور جناب صدیق کی یہ خدمت ایسی مقبول ہوئی کہ سبحان اللہ جب جناب صدیق حضور کا سر مبارک اپنے زانو پر رکھ کر بیٹھے ہوں گے اور خوب جی بھر بھر کر چہرہ انور کو دیکھتے ہوں گے اس وقت ان کے دل کا کیا حال ہو گا وہ اس رات ایسی عبادت کر رہے تھے۔ جو فرش و عرش پر کوئی نہ کر رہا تھا ان کا زانو حضور کی رحل بنی تھی سامنے جمال یار تھا ۲۔ یعنی سورج بیچ آسمان میں آ گیا ہمارے سروں پر ٹھہر گیا اہل عرب دوپہری کے وقت کو کہتے ہیں کہ سورج بیچ آسمان پر ٹھہر گیا کیونکہ اس وقت سورج کی رفتار بہت کم محسوس ہوتی ہے گویا وہ ٹھہرا ہوا ہے یہ ہی محاورہ یہاں استعمال ہوا ہے۔ ۳۔ یعنی ہم کو پہاڑ کے دامن میں ایک چوڑا پتھر نظر پڑا۔ جس کے نیچے سایہ تھا وہاں دھوپ نہ پہنچ سکی تھی میں مع اپنے محبوب کے اس سایہ میں اتر گئے ۴۔ جناب صدیق اکبر اس سفر میں پانی کا ایک مشکیزہ ایک کھال کچھ پیسے اپنے ہمراہ لائے تھے وہ بھی حضور کے لئے اور اپنے لئے حضور کو لائے تھے سارا مال و متاع مکہ میں چھوڑ آئے تھے اور جسم کی چادر پھاڑ پھاڑ کر غار ثور کے حوالہ کر آئے تھے آپ کا جسم بے چادر تھا۔ **شعر:۔**

☆ عشق نے کیتا حال فقیراں کپڑے کر کے لیراں لیراں ☆ بند چا کیتا غار نبی دا اوہ وس دا ☆

marfat.com

۵۔ یعنی حضور بے فکر سو جائیں ہر چہار طرف پہرہ میں دیتا رہوں گا کسی کو آپ تک نہ پہنچنے دوں گا رات بھر تو جانوروں کو حضور سے دور رکھ چکا ہوں اب دشمن انسانوں کو حضور سے دور رکھوں گا اب بھی صدیق حضور انور کے پاس قبر میں سو رہے ہیں پہرا دے رہے ہیں کہ کسی نااہل کو اس سرکار تک نہیں پہنچنے دیتے ہر چاہنے والے فقیر و بے نوا کو حضور تک آپ ہی پہنچاتے ہیں یہ پہرا تاقیامت قائم ہے اس گنہگار نے خواب میں اسکا نظارہ کیا ہے **انفض** بنا ہے **نفض** اسے ٭معنی ہر چہار طرف نظر رکھنا ہر ایک کا حال دیکھنا اس لئے جاسوس جماعت کو نفضہ کہا جاتا ہے دیکھو (**اشعہ اور مرقات**) ۶۔ خرجت سے معلوم ہوا کہ حضرت صدیق وہاں ہی بیٹھے نہ رہے بلکہ حضور کے اردگرد چکر لگاتے پہرہ دیتے رہے کہ کوئی کسی طرف سے آ نہ ہو۔ ۷۔ ظاہر یہ ہے کہ جناب صدیق نے اس سے یہ دودھ خرید امانگا نہ تھا اور یہ بکریاں اس چرواہے کی اپنی تھیں یا مالک کی اجازت تھی کہ دودھ فروخت کر دیا کرے لہٰذا اس واقعہ پر کوئی اعتراض نہیں (**لمعات**) ۸۔ قعب کہتے ہیں لکڑی کے پیالہ کو کثبہ کے معنی ہیں تھوڑا سا یعنی جناب صدیق اکبر کے ساتھ ایک لکڑی کا پیالہ تھا آپ نے اس میں دودھ چوایا۔ ۹۔ **فوافقته** کی دو روایتیں ہیں ایک روایت پہلے ق بعد میں ف سے ٭معنی انتظار کرنا ٹھہرے رہنا۔ یعنی میں حضور کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا کہ جب جاگیں تب لسی پلاؤں دوسرے پہلے ف بعد قاف سے یعنی میں نے حضور کی موافقت کی کہ کچھ دیر میں بھی حضور انور کے پاس ہی سو گیا (**اشعۃ اللمعات**) ۱۰۔ یعنی میرے ساتھ پانی کا مشکیزہ تھا میں نے اس سے ٹھنڈا پانی دودھ میں اس قدر ڈالا کہ دودھ کچی لسی بن گیا لسی بھی خوب ٹھنڈی ۱۱۔ یعنی میں اصرار کر کے بار بار حضور کو پلاتا رہا اور حضور میری عرض قبول کر کے پیتے رہے میں خوش ہوتا رہا یا تو سارا ہی پلا دیا یا کچھ بقیہ جناب صدیق اکبر نے پیا دونوں صورتوں میں آپ کی خوش نصیبی خوش قسمتی پر قربان جایئے ۱۲۔ یعنی جب سورج ڈھل گیا اور دوپہری کی تیزی قدرے کم ہو گئی تب ہم دونوں روانہ ہو گئے ۱۳۔ کفار مکہ نے اعلان کیا تھا کہ جو کوئی حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کر کے ہمارے حوالہ کر دے یا انہیں شہید کر کے ہم کو ثبوت دیدے ہم اسے ایک سو اونٹ انعام دیں گے اس اعلان پر بہت لوگ چو طرفہ دوڑ پڑے اس طرف حضرت سراقہ ابن مالک ابن جعشم مدلجی کنانی آ پہنچے اس وقت یہ کافر تھے بعد میں بڑے جلیل القدر صحابی بنے رضی اللہ عنہ۔ ۱۴۔ اس وقت حضور انور تلاوت قرآن میں مشغول تھے محویت کے عالم میں تھے جناب صدیق ہر چہار طرف دیکھ رہے تھے انہیں اپنا خوف نہ تھا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جان پاک کا خوف اپنے کو تو غار ثور میں فدا کر چکے تھے ۱۵۔ حضور انور کا یہ فرمان عالی اب دوسری بار جناب صدیق نے سنا پہلے غار ثور میں سن چکے تھے اب اس جگہ سنا جناب موسیٰ علیہ السلام سے بھی بنی اسرائیل نے یہی کہا تھا انالمدر کون ہم تو پکڑے گئے تو آپ نے فرمایا تھا **ان معی ربی سیھدین** وہاں اپنا ذکر پہلے تھا رب کا ذکر بعد میں یہاں اللہ کا نام پہلے ہے اپنا ذکر بعد میں۔ نیز وہاں ربی یعنی صفاتی نام کا ذکر ہے یہاں اللہ یعنی ذاتی نام کا ذکر نیز وہاں معی واحد ہے یہاں معنا جمع ہے یعنی اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔ یا اللہ ہمارے اور ہماری ساری امت کے ساتھ ہے تم غم نہ کرو اس کی تصدیق رب نے فرمائی کہ ارشاد کیا گیا۔ **وھو معکم اینما کنتم** ۱۶۔ حضور نے دعا یہ فرمائی کہ مولیٰ ہم کو سراقہ کی شر سے بچا لے یہ نہیں دعا کی تھی کہ سراقہ کو ہلاک کر دے ورنہ سراقہ زندہ نہ بچتے جو عرض کیا تھا رب نے وہ ہی کر دیا۔ جلد کہتے ہیں سخت زمین کو جو دھنسنے کے قابل نہ ہو دلدل یا گھرے رہتے والی زمین میں دھنس جانا ممکن ہے مگر سخت زمین میں دھنسنا معجزہ ہے ۱۷۔ اس وقت سراقہ حضور انور سے اتنے قریب تھے کہ آپ کی آواز حضور انور تک پہنچ سکتی تھی سراقہ نے یہ عرض تیسری بار میں کی ہر دفعہ دھنسنے پر دل میں توبہ کرتے زمین چھوڑ دیتی۔ چھوٹ کر پھر نیت بگڑتی کہ گرفتار یا شہید کرنے پر سو اونٹ ملیں گے زمین پھر پکڑ لیتی تھی تیسری بار میں

marfat.com

اللہ کے حبیب کو پکارا ۱۸؎ یہاں حدیث شریف میں اجمال اور اختصار ہے حضور انور کی دعا سے زمین نے سراقہ کو چھوڑ دیا سراقہ بارگاہ اقدس میں بہت نیاز مندی اور اخلاص سے حاضر ہوئے پھر اپنے اور اپنے بچوں کے لئے حضور انور سے امان تحریری حاصل کی دل سے مومن ہو گئے مگر اپنا ایمان ابھی ظاہر نہیں کیا اور وعدہ کیا کہ حضور آپ اطمینان سے سفر فرمادیں میں ادھر کسی جاسوس کو نہ آنے دوں گا سب سے کہہ دوں گا کہ ادھر میں دیکھ آیا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ سراقہ میں تمہارے ہاتھ میں کسریٰ شاہ فارس کے سونے کے کنگن دیکھتا ہوں۔ چنانچہ عہد فاروقی میں فارس فتح ہوا کسریٰ کے کنگن سراقہ کو جناب فاروق نے عطا کئے آپ نے پہنے۔

شعر:۔

☆ ابن مالک کو دی بشارت زر ☆ اے مرے غیب داں ترے صدقے ☆

☆ مجھ خطا کار پر عطا پہ عطا ☆ اے مرے مہرباں ترے صدقے ☆

اللہ کی شان ہے کہ جو گرفتاری کرنے آئے تھے وہ خود محبوب کی محبت میں گرفتار ہو گئے جو پکڑنے آئے تھے وہ محافظ بن گئے غار ثور میں مکڑی کے جالے اور کبوتری کے انڈے سے یار کی حفاظت کرائی اور یہاں خود دشمن کو محافظ و نگران بنا دیا۔ ۱۹؎ یہاں بیان ترتیب واقعہ کے موافق نہیں پہلے وہ زمین کی گرفت سے چھوٹے پھر یہ کام ہوئے جو یہاں مذکور ہیں۔ ۲۰؎ یعنی میں ادھر دیکھ آیا ہوں ادھر وہ نہیں ہیں جنہیں تم تلاش کرتے ہو چونکہ ابھی سراقہ شرعاً مسلمان نہیں ہوئے تھے نیز اس قول میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت تھی نیز حضور انور نے اس کہنے کا انہیں حکم نہیں دیا تھا اس لئے وہ اس جھوٹ بولنے پر گنہگار نہیں ہوئے اور اگر **ماھھنا** میں ما کو موصولہ مان لو تو پھر جھوٹ بنتا ہی نہیں یعنی اس سمت میں جو کچھ ہے اس کے لئے میں تمہاری طرف سے کافی ہو چکا تم تکلیف نہ کرو ادھر نہ جاؤ (مرقات)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ بِمَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِیْ اَرْضٍ يَّخْتَرِفُ فَاَتَى النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ سَآئِلُكَ عَنْ ثَلٰثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا نَبِیٌّ فَمَا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا اَوَّلُ طَعَامِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَا يَنْزِعُ الْوَلَدَ اِلٰى اَبِيْهِ اَوْ اِلٰى اُمِّهٖ قَالَ فَقَالَ اَخْبَرَنِیْ بِهِنَّ جِبْرِيْلُ اٰنِفًا اَمَّا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ وَاَمَّا اَوَّلُ طَعَامٍ يَّاْكُلُهٗ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوْتٍ وَاِذَا سَبَقَ مَآءُ الرَّجُلِ مَآءَ الْمَرْاَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ وَاِذَا سَبَقَ مَآءُ الْمَرْاَةِ نَزَعَتْ قَالَ اَشْهَدُ

(۵۶۱۱) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ عبداللہ ابن سلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر سنی حالانکہ وہ ایک زمین میں کام کر رہے تھے ۱؎ تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ میں آپ سے تین ایسی پوچھتا ہوں جنہیں نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا ۲؎ قیامت کی پہلی علامت کیا ہے اور جنتیوں کا پہلا کھانا کیا ہے اور بچے کو کون چیز اس کے باپ یا اس کی ماں کی طرف کھینچتی ہے ۳؎ راوی نے کہا کہ حضور نے فرمایا کہ ابھی مجھے ان کی خبر جبرئیل نے دی ۴؎ قیامت کی پہلی نشانی وہ آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب تک پہنچادے گی ۵؎ اور پہلا وہ کھانا جسے جنتی کھائیں گے وہ مچھلی کی کلیجی کا کنارہ ہے ۶؎ اور جب مرد کی منی عورت کی منی پر غالب ہو جاوے تو مرد بچہ کو کھینچ لیتا ہے اور جب عورت کا پانی غالب ہو جاوے تو وہ کھینچ لیتی

marfat.com

اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ الْیَھُوْدَ قَوْمٌ بُھُتٌ وَّاِنَّھُمْ اِنْ یَّعْلَمُوْا بِاِسْلَامِیْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَسْئَلَھُمْ یَبْھَتُوْنِیْ فَجَاءَتِ الْیَھُوْدُ فَقَالَ اَیُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰہِ فِیْکُمْ قَالُوْا خَیْرُنَا وَابْنُ خَیْرِنَا وَسَیِّدُنَا وَابْنُ سَیِّدِنَا قَالَ اَرَاَیْتُمْ اِنْ اَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوْا اَعَاذَہُ اللّٰہُ مِنْ ذٰلِکَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰہِ فَقَالَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَقَالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا فَانْتَقَصُوْہُ قَالَ ھٰذَا الَّذِیْ کُنْتُ اَخَافُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔
(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

ہے۔ ۷۔ عبداللہ بولے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں ۸۔ یا رسول اللہ یہود بہتان لگانے والی قوم ہے اگر آپ کی پوچھ گچھ سے پہلے وہ میرے اسلام کو جان لیں تو مجھے بہتان لگادیں گے ۹۔ چنانچہ یہود آئے تو حضور نے فرمایا کہ تم میں عبداللہ کیسے شخص ہیں وہ بولے کہ ہم میں بہترین ہیں اور ہمارے بہترین کے بیٹے ہیں ہمارے سردار اور سردار کے بیٹے ہیں ۱۰۔ فرمایا بتاؤ تو اگر عبداللہ ابن سلام مسلمان ہو جائیں وہ بولے کہ انہیں اللہ اس سے پناہ دے ۱۱۔ تو عبداللہ نکلے بولے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں تو یہود بولے کہ وہ ہمارے بدترین ہیں اور ہمارے بدترین کے بیٹے ہیں ۱۲۔ ان کی بہت برائی کی عبداللہ نے کہا یا رسول اللہ یہ ہی وہ چیز ہے جس سے میں ڈرتا تھا ۱۳۔ (بخاری)

(۵۶۱۱) ۱۔ باغ میں پھل چن رہے تھے وہ پھل آپ کی گود میں تھے دامن پیچھے سے بندھا ہوا تھا حضور انور کے پاس آئے تو خوشی کے مارے وہ پھل گھر میں رکھ دینا بھول گئے اسی طرح پھل گود میں لئے ہوئے حاضر ہو گئے ۲۔ یعنی ان تین سوالوں کے جوابات صرف نبی کو یا ان کے وسیلہ سے ان کی کتابوں سے ان کی تعلیم سے دوسروں کو معلوم ہو سکتے ہیں مجھے خبر ہے کہ آپ نے کوئی آسمانی کتاب کسی عالم سے پڑھی نہیں ان نبیوں کی تعلیمات آپ تک پہنچی نہیں تو اب آپ نور نبوت سے جواب دے سکتے ہیں لہذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ عبداللہ ابن سلام بھی تو نبی نہ تھے انہیں یہ جوابات کیسے معلوم تھے کیونکہ حضرت عبداللہ توریت کے بڑے عالم ماہر تھے ۳۔ خیال تو کرو کہ کیسے گہرے سوالات ہیں جن میں ابتداء انتساب کا سوال ہے کہ بیٹا یا بیٹی باپ کے ہم شکل یا ماں کی صورت پر کیوں ہوتے ہیں یکساں کیوں نہیں ہوتے یہ مبداء کے متعلق سوال ہے اور اہل جنت کو پہلی غذا کیا دی جاوے گی یہ انتہاء کے متعلق سوال ہے حضور انور نے یہ نہ فرمایا کہ مجھ سے نماز وغیرہ کے مسائل عقائد اسلامیہ پوچھو مجھے ان باتوں کی کیا خبر معلوم ہوا کہ نبی یقیناً ہر بات جانتے ہیں نبی کے معنی غیبی خبر والے یعنی غیبی خبریں دینے والے یا خبریں رکھنے والے یا سب کی خبر لینے والے ان سوالات نے نبی کا مقام بتادیا۔ نبی بے خبر نہیں ہوتے اور بے خبر نبی نہیں ہوتے ۴۔ خیال رہے کہ نبی کو علوم غیبیہ آہستگی سے عطا ہوتے ہیں۔ چنانچہ یہاں اسی کا ذکر ہے کہ اس وقت جبریل امین کے ذریعہ مجھے اس وقت ان کے جوابات بتائے اس میں حضرت ابن سلام کی نہایت ہی عزت افزائی ہے کہ ان کے سوالات کے جوابات آسمان سے آئے ۵۔ اس کا تفصیلی ذکر باب علامات القیامت میں ہو چکا ہے یہ آگ قریب قیامت عدن سے اٹھے گی لوگ آگے آگے بھاگیں آگ پیچھے پیچھے ہوگی رات کو ٹھہرا کرے گی تاکہ لوگ آرام کر سکیں سب کو فلسطین یا شام میں پہنچا کر غائب ہو جائے گی اول علامت سے مراد ہے۔ قیامت سے بالکل متصل بڑی علامت پہلی یہ ہوگی ۶۔ اسکا ذکر بھی باب صفۃ الجنۃ واھلھا میں ہو چکا کہ جنتیوں کو سب سے پہلے زمین کی روٹی اور مچھلی جس پر زمین اٹھانے

marfat.com

نَنَدَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّاسَ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰی نَزَلُوْا بَدْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَیَضَعُ یَدَہٗ عَلَی الْاَرْضِ ھٰھُنَا وَھٰھُنَا قَالَ فَمَا مَاطَ اَحَدُھُمْ عَنْ مَّوْضَعِ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ہم ایسا ضرور کریں راوی نے فرمایا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جہاد کے لئے بلایا تو لوگ چلے حتی کہ بدر میں اترے ۴؎ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ فلاں کافر کی قتل گاہ ہے اور اپنا ہاتھ زمین پر ادھر ادھر رکھتے تھے ۵؎ راوی نے کہا کہ ان میں سے کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی جگہ سے نہ ہٹا ۶؎ (مسلم)

(۵۶۱۲) ۱؎ یہ واقعہ غزوہ بدر کا مقدمہ ہے ابو سفیان چالیس ہمراہیوں کے ساتھ شام سے تجارت کرکے بہت نفع کما کر مکہ معظمہ جا رہے تھے یہ سارا منافع مسلمانوں کے مقابلہ میں جنگی تیاریوں پر خرچ کرنا تھا راستہ میں مدینہ منورہ پڑتا تھا مسلمانوں کو خیال ہوا کہ اس قافلہ کو روک کر یہ مال چھین لیا جاوے ابو سفیان بحرین کے راستہ سے مکہ معظمہ پہنچ گئے اور جنگ بدر کی صورت بن گئی تب حضور انور نے مسلمانوں سے مشورہ فرمایا کہ کہو کیا رائے ہے حالات بدل گئے اور جنگ کا نقشہ بن گیا تب حضرات صحابہ نے یہ عرض کیا جو یہاں مذکور ہے۔ ۲؎ حضرت سعد ابن عبادہ انصار کے سردار تھے انہوں نے حضور انور کے مشورہ فرمانے پر یہ ایمان افروز جواب دیا مطلب یہ ہے کہ حضور انور یہ خیال نہ فرماویں کہ ہم کو ابو سفیان کے قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے لایا گیا تھا نہ کہ جنگ کرنے کو اور اب جنگ سامنے آگئی ہم پیچھے جائیں گے ہم تو بندہ حکم ہیں جو حکم ہو ہم اس پر کاربند ہوں گے ہمارا حال تو یہ ہے۔

شعر:۔

☆ تعالیٰ اللہ یہ شیوہ ہی نہیں ہے باوفاؤں کا ☆ پیا ہے دودھ ہم لوگوں نے غیرتمند ماؤں کا ☆

☆ نبی کا حکم ہو تو پھاند جائیں ہم سمندر میں ☆ جہاں کو محو کر دیں نعرہ اللہ اکبر میں ☆

نحیضہا میں ضمیر لوٹ رہی ہے گھوڑوں کی طرف وہ گھوڑے ان کے سامنے تھے ادھر ضمیر لوٹائی (مرقات) دیکھو آگے آرہا ہے۔ اکبادہا ۳؎ برک غماد یمن یا ہجر کا آخری شہر ہے جو مدینہ منورہ سے بہت دور ہے سینہ مارنے سے مراد ہے ایڑھ مارنا سوار گھوڑے یا اونٹ کے سینہ پر اپنا قدم مارتا ہے تیز چلانے کے لئے یعنی اگر ہم کو حضور حکم دیں کہ برک غماد تک بذریعہ اونٹوں اور گھوڑوں کے پہنچو وہاں جہاد کرو تو ہم کو اس میں تامل نہ ہوگا اگرچہ وہاں پہنچنا بہت دشوار ہے کیونکہ باوفا غلام ہیں وقت پر منہ موڑنے والے نہیں۔ ۴؎ بدر دراصل ایک کنویں کا نام ہے جو اس کنویں کے بنانے والے کے نام پر مشہور ہوا اب پوری بستی کا نام بدر ہے یہ جگہ مدینہ منورہ سے قریباً ایک سو پینتالیس کیلومیٹر پر واقع ہے اس گنہگار نے اس جگہ کی مفصل اور بارہا زیارت کی ہے ادھر ابوجہل مع اپنے ساتھیوں کے مکہ معظمہ سے چل کر بدر پہنچا ان کی تعداد نوسو پچاس تھی سارے سامان جنگی سے لیس تھے ادھر ابو سفیان ساحلی راستہ سے بخریت گزرتے ہوئے مکہ معظمہ پہنچ گئے اور ابوجہل کو پیغام بھیجا کہ اب چونکہ ہم لوگ بخریت گھر پہنچ گئے ہیں تم بھی واپس آجاؤ مسلمانوں سے جنگ کی ضرورت نہیں مگر ابوجہل نے جواب بھیجا کہ بہادر جب جنگ کے لئے نکل کھڑے ہوتے ہیں تو بغیر فتح کئے ہوئے واپس نہیں ہوتے تم بھی ہم تک پہنچو چنانچہ پچاس آدمی ابو سفیان لیکر پہنچ گئے اب کفار کی تعداد ایک ہزار ہوگئی مسلمان غازی صرف تین سو تیرہ تھے جن کے پاس جو سامان جنگ تھا اس کی فہرست یہ ہے۔ **شعر:۔**

marfat.com

والی گائے کھڑی ہے اس کی کلیجی کا مزیدار کنارہ کھلایا جاوے گا اس کے بعد انہیں کبھی بھوک نہ لگے گی پھل فروٹ لذت کے لئے کھایا کریں گے ۷۔ یعنی اگر رحم میں پہلے مرد کی منی گرے تو بچہ باپ کے ہم شکل ہوتا ہے اور اگر پہلے عورت کی منی گرے تو ماں کی **ہمشکل** ہوتا ہے اگر مرد کی منی قوی ہو تو بچہ لڑکا ہوتا ہے اور اگر ماں کی منی قوی ہو تو بچہ لڑکی ہوتی ہے اس لئے جس عورت کے لڑکیاں ہی ہوتی ہوں اسے شروع حمل میں بعض دوائیں کھلائی جاتی ہیں جس سے مرد کا نطفہ قوی ہو جاوے اور بچہ لڑکا بنے تعویذ دعائیں بھی اسی مقصد کے لئے دیئے جاتے ہیں یہ مضمون کچھ فرق کے ساتھ کتاب الطہارۃ باب الغسل میں گزر چکا ہے۔ ۸۔ یعنی حضور کے ان جوابات سے مجھے حضور کی نبوت کا یقین ہو گیا۔ کوئی یار کا رخسار دیکھ کر ایمان لایا کوئی گفتار سن کر کوئی رفتار دیکھ کر کسی نے دلیل سے مانا کسی نے دل سے حضرت عبداللہ چہرہ انور دیکھ کر ہی دل سے ایمان لا چکے تھے مگر زبانی اقرار کے لئے احتیاطا" یہ سوالات کئے وہ سمجھے کہ پانی پینا چھان کر۔ مرشد کرنا جان کر۔ ۹۔ یعنی یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ حضور انور یہود میں میرا مقام معلوم فرمالیں میرے اسلام کی یہود کو خبر نہ دیں ورنہ وہ جھوٹ بول کر مجھے بگاڑ کر پیش کریں گے بلکہ حضور پہلے ان سے میرے متعلق دریافت کریں کہ میرے متعلق ان کا اعتقاد کیا ہے پھر میرے اسلام کی انہیں یہ فخر نہیں بلکہ رب کی نعمت کا اظہار ہے۔ ۱۰۔ یعنی خاندانی لحاظ سے بھی وہ ہم سب میں بہتر ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد سے ہیں ان کا خاندان ان کا نسب ہم سب میں اعلیٰ ہے وہ حسب و نسب میں بہت اونچے ہیں اور علمی عملی لحاظ سے ہم سب سے افضل ہیں توریت کے بڑے عالم اور اس پر عامل ہیں۔ خیر نا و سیدنا میں یہ فرق ہے (مرقات) معلوم ہوا کہ اولاد نبی ہونا اللہ کی نعمت ہے۔ بشرطیکہ ایمان و تقویٰ کے ساتھ ہو کیونکہ حضور انور نے ان یہود کے اس قول کی تردید نہیں فرمائی یونہی علمی خاندان سے ہونا اللہ کی نعمت ہے ان تمام کے متعلق ہماری کتاب الکلام المقبول فی طہارۃ نسب الرسول کا مطالعہ کرو جس میں کہا گیا ہے کہ حضور کا نسب شریف طیب و طاہر اور قیامت میں کام آنیوالا ہے۔ ۱۱۔ ان کے نزدیک اسلام ایک مصیبت تھی انہوں نے یہ کہا کہ ابن سلام کے متعلق یہ تصور بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ مسلمان ہو جاویں یہ لفظ یا خبر ہے یا دعا۔ ۱۲۔ یہود کی ہٹ دھرمی تو دیکھو کہ سیدنا ابن اسلام کا ایمان دیکھ کر بجائے اس کے کہ اسلام کی حقانیت کے قائل ہو جاتے حضرت عبداللہ ابن سلام بلکہ ان کے خاندان کی شرافت کا انکار کر بیٹھے خیال رہے کہ قرآن مجید نے حضرت عبداللہ ابن سلام کے اسلام قبول کرلینے کو اسلام کی حقانیت کی دلیل قرار دیا ہے فرماتا ہے **اولم یکن لھم ایۃ ان یعلمہ علمواء بنی اسرائیل** کسی چیز کو علماء حقانی کا مان لینا اس چیز کی حقانیت کی دلیل ہے ۱۳۔ یعنی اگر حضور انور پہلے ہی سے انہیں میرے اسلام کی خبر دیدیتے تو یہ لوگ میرے متعلق وہ ہی کہتے جو اب کہتے ہیں یہ لوگ ایسے سرکش ہیں اگر حضور انور کو یہ نہ مانیں تو حضور غمگین نہ ہوں۔

وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاوَرَحِيْنَ بَلَغَنَا اِقْبَالُ اَبِيْ سُفْيَانَ وَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نُخِيْضَهَا الْبَحْرَ لَاَخَضْنَاهَا وَلَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَضْرِبَ اَكْبَادَهَا اِلٰى بَرْكِ الْغِمَادِ لَفَعَلْنَا قَالَ

(۵۶۱۳) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ اس وقت کیا، جب ہم کو ابوسفیان کی آمد کی خبر پہنچی ۱۔ اور سعد ابن عبادہ کھڑے ہوئے بولے یا رسول اللہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر آپ ہم کو حکم دیں کہ ہم گھوڑے سمندر میں ڈال تو ہم ضرور ڈال دیں ۲۔ اور اگر آپ ہم کو حکم دیں کہ ہم ان کے سینے برک غماد تک ماریں ۳۔ تو

marfat.com

☆ تھے ان کے ساتھ دو گھوڑے چھ زرہیں آٹھ شمشیریں ☆ پلٹنے آئے تھے یہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں ☆

☆ یہ لشکر ساری دنیا میں انوکھا اور نرالا تھا ☆ کہ اس لشکر کا افسر ایک کالی کملی والا تھا ☆

۵۔ حضور انور نے یہ نشان دہی جنگ سے ایک دن پہلے کردی تھی فرمایا تھا کہ کل ستر کفار مارے جائیں گے یہاں فلاں اور یہاں فلاں ۶۔ سبحان اللہ یہ ہے کہ حضور انور کا معجزہ علم غیب جس کافر کے ہلاک ہونے کی خبردی اسی جگہ وہ کافر مارا گیا ایک انچ آگے پیچھے نہ مرا اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو رب تعالیٰ نے ہر ایک کے وقت موت جگہ موت اور کیفیت موت کی خبر دی ہے کہ کون کہاں مرے گا کب مرے گا اور کیسے مرے گا کافر ہو کر مومن ہو کر یہ علوم خمسہ ہیں جن کا ظہور بدر میں اس طرح ہوا اس کی مکمل بحث ہماری کتاب جاء الحق حصہ اول میں دیکھو۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَھُوَ فِیْ قُبَّۃٍ یَوْمَ بَدْرٍ اَللّٰھُمَّ اَنْشُدُکَ عَھْدَکَ وَوَعْدَکَ اَللّٰھُمَّ اِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدْ بَعْدَ الْیَوْمِ فَاَخَذَ اَبُوْبَکْرٍ بِیَدِہٖ فَقَالَ حَسْبُکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْحَحْتَ عَلٰی رَبِّکَ فَخَرَجَ وَھُوَ یَثِبُ فِی الدِّرْعِ وَھُوَ یَقُوْلُ سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۶۱۳) روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ آپ بدر کے دن ایک قبہ میں تھے ا۔ الٰہی میں تجھ سے تیرا عہد تیرا وعدہ مانگتا ہوں ۲۔ الٰہی اگر تو چاہے تو آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جاوے ۳۔ تب جناب ابوبکر نے آپ کا ہاتھ پکڑا عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اپنے رب پر زاری کافی کرلی ۴۔ تو آپ اس طرح نکلے کہ زرہ میں چل رہے تھے اور فرمارہے تھے کہ یہ مجمع کفار بھگا دیا جائے گا یہ پیٹھیں پھیردی جائیں گی ۵۔ (بخاری)

(۵۶۱۳) ا۔ اس قبہ کی جگہ اب ایک مسجد بنی ہے جسے مسجد عریش کہتے ہیں اس کے سامنے ایک میٹھے پانی کا چشمہ ہے فقیر نے اس مسجد میں نماز پڑھی ہے اور ایک بار پڑھائی ہے اور اس چشمہ میں غسل کیا ہے ۲۔ شاید اس عہد و وعدہ سے مراد وہ عہد و وعدہ ہے جس کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے **وکان حقا علینا نصر المؤمنین** معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے وسیلے سے دعا کرنا سنت ہے بلکہ اس کے نبی کے وعدے کے توسل سے دعا کرنا حکم الٰہی ہے فرماتا ہے کہ ہم سے یوں دعا کیا کرو۔ **ربنا واتنا ما وعدتنا علی رسلک** یہ تقاضا نہیں بلکہ توسل ہے یعنی وسیلہ کے ذریعہ دعا کرنا ۳۔ یعنی اگر تو نے ان مسلمانوں کی مدد نہ فرمائی اور یہ شکست کھا گئے یا شہید ہوگئے تو پھر دنیا میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہوگا حضور انور نے یہ دعا اس جوش سے کی کہ آپ کی چادر مبارک کندھے شریف سے گر گئی اور حضور انور پر بہت رقت بلکہ وارفتگی طاری ہوگئی (اشعۃ اللمعات) یہ دعا تھی کہ تیر قضا تھا جو اپنا کام کرگیا ۴۔ حضرت ابوبکر صدیق کے عرض معروض کا مقصد ہے کہ یا رسول اللہ حضور انور جو یہ دعا فرمارہے اس کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے دل مطمئن ہو جائیں حضور یقین فرمائیں کہ حضور کی دعا سے ہمارے دلوں کو بالکل قوت و اطمینان میسر ہو گئے ہیں حضور یہ دعا کافی ہے ہمارے دل قوی اور مطمئن ہو چکے ہیں۔ اس عرض کا مطلب یہ نہیں کہ نعوذ باللہ حضور انور کو پریشانی تھی اور حضرت صدیق اکبر کو اطمینان تھا۔ حضور انور کو اللہ کی رحمت سے اپنی فتح کا یقین تھا یہ دعا مسلمانوں کے دلوں کو چین دلانے کے لئے تھی **ان صلوتک سکن لھم** ۵۔ اس میں بھی غیبی خبریں ہیں کہ بفضلہ تعالیٰ فتح ہماری ہوگی کفار مارے جائیں گے اور جو بچیں گے وہ بھاگ جائیں گے مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگے گا۔

marfat.com

وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمَ بَدْرٍ هٰذَا جِبْرَئِیْلُ اٰخِذٌ بِرَاْسِ فَرَسِهٖ عَلَیْهِ اَدَاةُ الْحَرْبِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۶۱۴) روایت ہے انہیں سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا یہ جبریل ہیں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہیں ان پر جنگ کے ہتھیار ہیں ۱۔ (بخاری)

(۵۶۱۴) ۱۔ اس میں غیبی خبر ہے کہ ہم حضرت جبریل ان کے گھوڑے اور ان کی حرکات و سکنات کو ملاحظہ فرمارہے ہیں خیال رہے کہ اس غزوہ میں فرشتوں کا آنا مسلمانوں کی ہمت افزائی عزت افزائی کے لئے ہے نہ کہ کفار کو ہلاک کرنے کے لئے ان کی ہلاکت کے لئے صرف ایک فرشتہ ہی کافی تھا۔

وَعَنْهُ قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَوْمَئِذٍ یَشْتَدُّ فِیْ اَثَرِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ اَمَامَهٗ اِذْ سَمِعَ ضَرْبَةً بِالسَّوْطِ فَوْقَهٗ وَصَوْتَ الْفَارِسِ یَقُوْلُ اَقْدِمْ حَیْزُوْمُ اِذْ نَظَرَ اِلَی الْمُشْرِكِ اَمَامَهٗ خَرَّ مُسْتَلْقِیًا فَنَظَرَ اِلَیْهِ فَاِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ اَنْفُهٗ وَشُقَّ وَجْهُهٗ كَضَرْبَةِ السَّوْطِ فَاخْضَرَّ ذٰلِكَ اَجْمَعُ فَجَآءَ الْاَنْصَارِیُّ فَحَدَّثَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَدَقْتَ ذٰلِكَ مِنْ مَدَدِ السَّمَآءِ الثَّالِثَةِ فَقَتَلُوْا یَوْمَئِذٍ سَبْعِیْنَ وَاَسَرُوْا سَبْعِیْنَ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۶۱۵) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ اس درمیان کہ ایک مسلمان آدمی اس دن ایک مشرک آدمی کے پیچھے دوڑ رہا تھا ۱۔ جو اس سے آگے تھا کہ ناگاہ اس نے اس کافر کے اوپر کوڑے کی مار اور سوار کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا اے حیزوم آگے بڑھ ۲۔ کہ اس نے سامنے اس مشرک کو دیکھا جو مرا پڑا تھا ۳۔ اس نے اس مشرک میں غور کیا تو اس کی ناک پر نشان لگ گیا تھا ۴۔ اور اس کا چہرہ چر گیا تھا۔ کوڑے کی مار کی طرح وہ کافر سارا کا سارا سبز ہوگیا تھا ۵۔ پھر انصاری آیا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا یہ تیسرے آسمان کی مدد میں سے ہے ۶۔ چنانچہ اس دن غازیوں نے ستر کافروں کو قتل کیا ستر کو قید کیا ۷۔ (مسلم)

(۵۶۱۵) ۱۔ یعنی غزوہ بدر کے دن جب کفار مکہ میں بھاگڑ پڑ گئی تو اس دوران مسلمان ان کا پیچھا کر رہے تھے کہ ایک انصاری کا واقعہ یہ ہوا ۲۔ یعنی اس پیچھا کرنے والے انصاری نے اپنے آگے دو آوازیں سنیں ایک تو کوڑے کی آواز جو کسی جانور پر پڑے دوسرے سوار کی آواز جو جانور کو دوڑانے کے لئے اسے آواز دے مگر ان دونوں آوازوں کے ساتھ دیکھی کوئی چیز نہیں اس سے ان صحابی کو سخت تعجب ہوا نیز یہ بھی نہ سمجھے کہ حیزوم کیا چیز ہے جسے آگے بڑھایا جارہا ہے ۳۔ یعنی یہ انصاری اس کافر تک پہنچے ابھی اس کو تلوار نہیں ماری تھی کہ دیکھا کہ وہ سامنے مرا پڑا ہے انہیں دوسری حیرت یہ ہوئی کہ اس قتل کا فاعل کہاں ہے اور اس مقتول کا قاتل کون ہے ۴۔ خطم بنا ہے خطام سے ۔ بمعنی ناک پر نشان یعنی اس مقتول کی ناک پر ایسا نشان تھا جیسے کسی نے اس پر کوڑا مارا ہے رب تعالٰی فرماتا ہے **سنسمه علی الخرطوم** ہم اس کی تھوتھنی (بوتھی) پر نشان لگادیں گے۔ ۵۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ سبزی سے مراد ہے سیاہی یعنی وہ کافر تھا تو گورا چٹا مگر بعد قتل اس کا سارا جسم کالا ہوگیا تھا اور ہو سکتا ہے کہ اس سے سبزی ہی مراد ہو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیبی کوڑا زہریلا تھا زہر سے مقتول کا رنگ ہرا ہو جاتا ہے ۶۔ یعنی غزوہ بدر میں ہر آسمان سے فرشتے مسلمانوں کی مدد کے لئے آئے ہیں تم نے جس فرشتے کی مدد محسوس کی یہ تیسرے آسمان کا فرشتہ تھا سبحان اللہ یہ ہے حضور انور کا غیب کہ ہر غیبی فرشتہ کو بھی پہچانتے ہیں اس کا ٹھکانہ بھی جانتے ہیں کہ کس آسمان کا فرشتہ ہے اس حدیث میں ایک صحابی کی کرامت

marfat.com

کا ذکر بھی ہے یعنی فرشتہ کی آواز سن لینا۔ اور ان کی مدد کے لئے فرشتہ کا آنا۔ اور امتی کی کرامت نبی کا معجزہ ہوتی ہے اس لئے یہ حدیث باب المعجزات میں لائے ۷۔ یہ قتل و قید حضور انور کا معجزہ تھا ورنہ تہائی سے بھی کم جماعت وہ بھی بے ہتھیار۔ اپنے سے تگنے سے زیادہ مسلح لشکر پر کیسے غالب آسکتی ہے خیال رہے کہ مکہ معظمہ کے کفار جنگ آزمودہ لوگ تھے مدینہ منورہ کے اکثر غازی جنگ سے ناواقف تھے بعض بالکل نو عمر تھے حتی کہ ابو جہل کو ایسے چھوٹے بچوں نے مارا ہے کہ آج تک دنیا حیران ہے پھر ان بچوں کا ان کفار کی صفوں میں اسے مارنا بغیر تائید غیبی کے ناممکن ہے بات یہ تھی شعر:-

☆ نہ تیغ و تیر پر تکیہ نہ خنجر پر نہ بھالے پر ☆ بھروسہ ان کا تھا سادہ سی کالی کملی والے پر ☆

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ رَاَیْتُ عَنْ یَّمِیْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ شِمَالِهٖ یَوْمَ اُحُدٍ رَجُلَیْنِ عَلَیْهِمَا ثِیَابٌ بِیْضٌ یُقَاتِلَانِ کَاَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَاَیْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ یَعْنِیْ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۶۱۶) روایت ہے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنے بائیں احد کے دن دو شخصوں کو دیکھا جن پر سفید سفید کپڑے تھے ا۔ جو سخت جنگ کر رہے ہیں میں نے ان دونوں کو نہ تو پہلے دیکھا تھا نہ بعد میں دیکھا ۲۔ یعنی جبرئیل و میکائیل ۳۔ (مسلم بخاری)

(۵۶۱۶) ا۔ اس جملہ کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ حضور کے داہنے طرف ایک شخص تھا اور بائیں ایک کل ملا کر دو شخص دوسرے یہ کہ داہنے بائیں دو دو شخص تھے کل چار' دوسری صورت میں علیہما کی ضمیر جنس کی طرف ہے یعنی داہنے والے دونوں پر اور بائیں والے دونوں پر لباس تھے (مرقات) ۲۔ یعنی اس شکل و صورت میں ان دونوں کو کبھی نہیں دیکھا ورنہ یہ فرشتے بارہا حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور حضرات صحابہ ان کو دیکھا کرتے تھے مگر آج ایک نئی شکل میں تھے۔ ۳۔ یہ تفسیر حضرت سعد ابن ابی وقاص کی اپنی ہے غالباً حضور انور سے سن کر فرمارہے ہیں اگر چار فرشتے دیکھے تھے تو داہنے ہاتھ ایک حضرت جبریل دوسرا فرشتہ ان کا ماتحت اسی طرح بائیں طرف ایک تو حضرت میکائیل تھے دوسرا ان کا ماتحت افسر کا ذکر کیا ماتحت کا ذکر نہیں کیا۔

وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا اِلٰی اَبِیْ رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَیْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِیْكٍ بَیْتَهٗ لَیْلًا وَّهُوَ نَائِمٌ فَقَتَلَهٗ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِیْكٍ فَوَضَعْتُ السَّیْفَ فِیْ بَطْنِهٖ حَتّٰی اَخَذَ فِیْ ظَهْرِهٖ فَعَرَفْتُ اَنِّیْ قَتَلْتُهٗ فَجَعَلْتُ اَفْتَحُ الْاَبْوَابَ حَتّٰی انْتَهَیْتُ اِلٰی دَرَجَةٍ فَوَضَعْتُ رِجْلِیْ فَوَقَعْتُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّقْمِرَةٍ فَانْکَسَرَ سَاقِیْ فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ فَانْطَلَقْتُ اِلٰی اَصْحَابِیْ فَانْتَهَیْتُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهٗ فَقَالَ اُبْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِیْ فَمَسَحَهَا فَکَاَنَّمَا لَمْ اَشْتَکِهَا قَطُّ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۶۱۷) روایت ہے حضرت براء سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع کی طرف ایک جماعت بھیجی ا۔ تو اس پر عبداللہ ابن عتیک رات میں اس کے گھر میں گھس گئے وہ سو رہا تھا ۲۔ آپ نے اسے قتل کر دیا عبداللہ ابن عتیک کہتے ہیں کہ میں نے اس کے پیٹ میں تلوار رکھی حتی کہ وہ اسکی پیٹھ میں گزر گئی ۳۔ میں سمجھ گیا کہ میں نے اسے قتل کر دیا پھر میں دروازے کھولنے لگا حتی کہ میں آخری سیڑھی تک پہنچ گیا ۴۔ میں نے اپنا پاؤں رکھا تو میں چاندنی رات میں گر گیا میری پنڈلی ٹوٹ گئی ۵۔ میں نے پگڑی سے اس کی پٹی باندھ دی پھر میں اپنے ساتھیوں کی طرف چلا پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا تو میں نے آپ کو خبر دی تو فرمایا اپنا

marfat.com

پاؤں پھیلاؤ میں نے اپنے پاؤں پھیلایا آپ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو گویا میں نے کبھی اس کی شکایت نہ کی تھی۶۔(بخاری)

(۵۶۱۷) ا۔ابو رافع کا نام ابو حقیق تھا مدینہ منورہ کا بڑا دولتمند یہودی تھا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا بدترین دشمن ،ہمیشہ حضور کی شان میں بدترین گستاخیاں کرتا تھا اور حضور کے دشمنوں کو پناہ دیتا تھا اپنے قلعہ میں حضور انور اور اسلام کے خلاف سازشیں کرتا تھا اس کا ایک بڑا مضبوط قلعہ تھا جہاں یہ بالاخانہ پر رہا کرتا تھا۔ حضور انور نے اس کے قتل کے لئے کچھ آدمی بھیجے رحط وہ جماعت ہے جو دس سے کم ہو۔ ۲۔ یہ پورا واقعہ بخاری بخاری وغیرہ میں بہت تفصیل سے آیا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عتیک چاندنی رات ہی اپنی جماعت کو باہر چھوڑ کر ایک حیلہ سے اکیلے اس کے بالاخانہ پر چڑھ گئے وہاں بہت لوگ سو رہے تھے پہچان نہ سکے کہ ابو رافع کون ہے اسے آہستہ سے آواز دی ابو رافع وہ نیند کی غشی میں بول پڑا ہوں اس ہوں کی آواز کی رہبری میں آپ اس کے بستر تک پہنچ گئے۔ ۳۔ یہ واقعہ دوسری بار کا ہوا پہلی بار آپ نے اس کے پیٹ میں تلوار گھونپی اور لوٹے پھر خیال آیا کہ شاید مرا نہیں پھر لوٹے اور بولے ابو رافع کیا ہوا تب وہ چیخا کہ مجھے کوئی مار گیا تب آپ نے وہ عمل کیا جو یہاں مذکور ہے ۴۔ ابو رافع کے محل کے بہت دروازے تھے آپ نے جاتے وقت وہ تمام دروازے اندر سے بند کر لئے تھے تاکہ وقت پر باہر سے اس کو مدد نہ پہنچ سکے اب واپسی میں وہ دروازے کھولتے گئے اترتے گئے دروازوں کا سلسلہ دور تک تھا آخری سیڑھی پر پہنچ کر سمجھے کہ زمین آگئی۔ لیکن ابھی ایک سیڑھی باقی تھی۔ ۵۔ یعنی چونکہ میرا پاؤں غلط پڑا میں سمجھا کہ زمین پر پاؤں رکھ رہا ہوں میں بے ڈھب گرا اور پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی اس زمانہ میں اس کا کوئی علاج ہی نہ تھا ۶۔ یعنی گویا میری پنڈلی میں کبھی یہ بیماری نہ ہوئی تھی بعض علماء سے سنا گیا کہ اس پنڈلی میں طاقت دوسری پنڈلی سے زیادہ ہو گئی تھی حضور کے لعاب میں بہت معجزات تھے یہاں تو وہ نمبر۱ لعاب ہڈی کا سریش بن گئی نمبر۲ معاذ ابن عفراء کے کٹے ہوئے بازو میں لگا تو بازو جوڑ دیا نمبر۳ حضرت علی کی دکھتی ہوئی آنکھ میں لگا تو ممیرے کا کام دیا۔ نمبر۴ حضرت طلحہ و جابر کے گھر ہانڈی و آٹے میں پڑ گیا تو ان میں ایسی برکت ہوئی کہ چار سیر جو سے سینکڑوں آدمی سیر ہو گئے۔ نمبر۶ حدیبیہ کے کنویں میں پڑا تو اس کا تھوڑا پانی زیادہ ہو گیا نمبر۷ کھاری کنوؤں میں پڑا تو کنویں میٹھے ہو گئے۔ حضرت صدیق کو سانپ نے کاٹا وہاں یہ لعاب لگا نمبر ۸ تو زہر کا تریاق بن گیا نمبر۹ چاہ زمزم میں لعاب شریف پڑا تو وہ تا قیامت ہر مرض کی شفا بن گیا۔ نمبر۱۰ ایک عیسائی قوم مسلمان ہوئی تو ان کے لئے ایک مشکیزے میں کلی کر کے پانی بھر دیا فرمایا اپنے گرجے کی زمین پر چھڑک دو جگہ طاہر طیب عظمت والی ہو جائے وہاں مطہر بن گیا۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اِنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيْدَةٌ فَجَاءُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا هٰذِهٖ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ فَقَالَ اَنَا نَازِلٌ ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهٗ مَعْصُوْبٌ بِحَجَرٍ وَلَبِثْنَا ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ لَا نَذُوْقُ ذَوَاقًا فَاَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ فَضَرَبَ فَعَادَ كَثِيْبًا اَهْيَلَ فَانْكَفَأْتُ اِلَى امْرَاَتِيْ فَقُلْتُ

(۵۶۱۸) روایت ہے حضرت جابر سے فرمایا کہ ہم خندق کے دن کھدائی کر رہے تھے کہ ایک سخت پتھر سامنے آگیا ا، تو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ۲۔ عرض کیا کہ یہ پتھر خندق میں پیش آگیا ہے تو فرمایا ہم اتریں گے۔ حضور اٹھے حالانکہ آپ کا پیٹ پتھر سے بندھا ہوا تھا ہم تین دن تک اس طرح رہے تھے کہ کوئی چکھنے کی چیز نہیں چکھی تھیں ۳۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ

marfat.com

هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ فَإِنِّي رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيدًا فَأَخْرَجَتْ جِرَابًا فِيهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ وَلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا وَطَحَنَتِ الشَّعِيرَ حَتّٰى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا وَطَحَنَتْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ مَعَكَ فَصَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ إِنَّ جَابِرًا صَنَعَ سُورًا فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِينَكُمْ حَتّٰى أَجِيءَ وَجَاءَ فَأَخْرَجَتْ لَهُ عَجِينًا فَبَصَقَ فِيهِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ إِلٰى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ ادْعِي خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعَكِ وَاقْدَحِي مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوهَا وَهُمْ أَلْفٌ فَأُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَأَكَلُوا حَتّٰى تَرَكُوهُ وَانْحَرَفُوا وَإِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ وَإِنَّ عَجِينَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

وسلم نے کدال لی پتھر پر ماری تو پتھر ریگ رواں بن گیا۴ے پھر میں اپنی بیوی کی طرف گیا میں نے کہا کہ کیا تمہارے پاس کچھ ہے ۵ے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بھوک دیکھی ہے ۶ے تو انہوں نے ایک تھیلا نکالا جس میں ایک صاع جو تھے اور ہمارے پاس بکری کی پٹھیاں تھی ۷ے میں نے اسے ذبح کیا میری بیوی نے جو پیسے ۸ے حتی کہ ہم نے گوشت ہانڈی میں ڈالا پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا میں نے آپ سے چپکے سے سرگوشی کی عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے اپنا بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور میری بیوی نے ایک صاع جو پیسے ہیں ۹ے حضور سرکار آپ اور آپ کے ساتھ چھوٹی جماعت تشریف لائیں ۱۰ے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمادیا کہ اے خندق والو جابر نے کھانا تیار کیا ہے چلو ۱۱ے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی ہانڈی نہ اتارنا اور اپنے آٹے کی روٹی پکانا شروع نہ کرنا حتی کہ میں آجاؤں ۱۲ے پھر حضور تشریف لائے تو حضور کے سامنے آٹا پیش کیا حضور نے لعاب دہن ڈالا اور دعائے برکت کی پھر ہماری ہانڈی کی طرف توجہ فرمائی اس میں لعاب ڈالا ۱۳ے پھر فرمایا کہ روٹی پکانے والی کو بلاؤ جو تمہارے ساتھ روٹی پکائے اور اپنی ہانڈی سے شوربا نکالو ۱۴ے اور اسے نہ اتارو مجاہدین ایک ہزار تھے میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ ان سب نے کھایا حتی کہ کھانا چھوڑ دیا ۱۵ے اور لوٹ گئے حالانکہ ہماری ہانڈی جیسی تھی ویسی ہی جوش مار رہی تھی اور ہمارا آٹا پکایا جا رہا تھا ۱۶ے جیسا کہ تھا (مسلم بخاری)

(۵۶۱۸) ۱ے یہ پتھر ایسا تھا جس میں کدال کام نہیں کرتی تھی اور کھدائی میں رکاوٹ پیدا ہو گئی تھی۔ ۲ے جو مشکل کام کسی سے نہیں ہو سکتا تھا وہ کام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے کرتے تھے اسی لئے حضرات صحابہ کرام مشکلات میں حضور انور کی طرف رجوع کرتے تھے۔ ۳ے یعنی تمام صحابہ کرام نے اور خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے کچھ بھی نہیں کھایا تھا اور خندق کی کھدائی کا کام تھا۔ خالی پیٹ کدال اٹھانا مشکل تھا اس لئے حضور انور نے پیٹ شریف پر پتھر باندھ رکھا تھا تاکہ پیٹ کے بوجھ سے کدال چلانا آسان ہو جاوے خیال رہے کہ اگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم عادۃً "کچھ نہ کھائیں اس لئے کہ کھانا موجود

marfat.com

نہ ہو تب حضور اقدس پر بھوک کے آثار نمودار ہوتے تھے لیکن اگر عبادۃً" نہ کھاتے روزے کی نیت سے تو خواہ کتنا ہی عرصہ نہ کھاتے مطلق" ضعف نہ ہوتا تھا اس کے متعلق ارشاد ہے **یطعمنی ربی لیسقنی** میرا رب کھلاتا پلاتا ہے لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں حضور انور نور بھی ہیں بشر بھی روزے میں نورانیت کی جلوہ گری ہوتی تھی اور عادۃً" نہ کھانے میں بشریت کا ظہور دیکھو عیسٰی علیہ السلام پہلے بھی کھاتے پیتے تھے اور قریب قیامت آسمان سے آکر بھی کھائیں گے پئیں گے کیونکہ آپ بشر ہیں مگر آسمان پر قریباً دو ہزار سال سے گئے ہوئے ہیں بغیر کھائے پیئے موجود ہیں کیونکہ اللہ تعالٰی کا نور ہیں اسی حالت میں حضور انور نے کدال سے وہ سخت پتھر توڑا حدیث کا یہ مطلب میرے مرشد مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی نے خواب میں مجھ کو بتایا ۴؎۔ یہ پتھر تین چوٹوں میں ریگ رواں بن گیا تھا ۵؎۔ یعنی کچھ کھانے پینے کی چیز ہے اس سوال سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ گھر کا خرچ عورت کے ہاتھ میں رہنا چاہیے کمانا مرد کے لئے مناسب ہے خرچ کرنا عورت کے لئے بہتر ہے دوسرے یہ کہ اگرچہ جابر کے گھر میں کچھ تھا ضرور مگر تین دن سے انہوں نے اور ان کے گھر والوں نے کچھ نہ کھایا تھا کیونکہ صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہ کھایا تھا تو یہ کیسے کھالیتے ۶؎۔ اس طرح کہ ان کے پیٹ شریف پر پتھر بندھا دیکھا ہے اور چہرہ پاک پر زردی نمودار دیکھی ہے جو سخت بھوک کی علامت ہے خمص خ اور میم کے فتحہ سے بمعنی جوع شدید (سخت بھوک) ۷؎۔ بعض روایات میں بہیمہ ی کے ساتھ ہے بہت چھوٹی سی بکری داجن بمعنی گھر والوں سے ہلی ملی یعنی گھریلو پٹھیا ۸؎۔ یعنی جلدی کھانا تیار کرنے کے لئے ہم دونوں نے تقسیم کار کرلی یک وقت میں بکری کے ذبح سے فارغ ہوا اور میری بیوی جو پیس کر فارغ ہوئی ۹؎۔ یعنی ہمارے گھر میں کھانا تھوڑا سا ہے اس لئے میں حضور انور کے کان میں یہ دعوت عرض کررہا ہوں معلوم ہوا کہ اگر میزبان مہمان پر اپنی حیثیت ظاہر کردے تاکہ بقدر کھانے کے آدمی آئیں تو جائز ہے آج شادی بیاہ میں کہہ دیتے ہیں کہ پچاس آدمی یا سو آدمی لانا اس مقرر کرنے کی اصل یہ حدیث ہے ۱۰؎۔ نفر دس سے کم جماعت پر بولا جاتا ہے یہ بھی جائز ہے کہ میزبان دعوت والوں کو مقرر کرے اور یہ بھی جائز ہے کہ خود مقرر نہ کرے دوسرے کو مقرر کرنے کا حق دیدے یہاں دوسری صورت ہے ۱۱؎۔ سور' مہمانی کے کھانے کو کہتے ہیں یعنی دعوت کا کھانا خندق کھودنے والے حضرات چودہ سو سے زیادہ تھے ان سب کی دعوت حضور نے کردی سور فارسی لفظ ہے خیال رہے کہ آج لنگر حضور کا تھا گھر حضرت جابر کا لہٰذا یہ اعلان اور دعوت بالکل درست ہے۔ نیز جو چیز استعمال سے گھٹے نہیں وہ مالک کی بغیر اجازت استعمال کی جاسکتی ہے جیسے کسی کے چراغ کی روشنی میں مطالعہ کرلینا کسی کی دیوار سے سایہ لے لینا آج یہ کھانا ان کھانے والوں کے استعمال سے گھٹے گا نہیں لہٰذا حضرت جابر کی بغیر اجازت حضور نے سب کو دعوت دیدی صوفیاء فرماتے ہیں کہ ساری امت حضور کی لونڈی غلام ہیں اور مولٰی اپنے غلام کے گھر اس سے بغیر پوچھے مہمان لے جاسکتا ہے لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ چار آدمیوں کی دعوت ہو تو پانچواں نہ جائے کہ وہ قانون اور جگہ کے لئے ہے اور یہ اختیار خداداد یہاں جابر کے گھر کے لئے ہے۔ ۱۲؎۔ حضرت جابر اس اعلان سے حیران رہ گئے ان کی حیرانی ملاحظہ فرمائی اور تسکین دینے کے لئے یہ فرمایا گھبراؤ نہیں اللہ فضل کرے گا جو لائے گا وہ کھلائے گا تم اتنا کرنا کہ میرے آنے سے پہلے ہانڈی چولھے سے نہ اتارنا اور آٹا پکانا شروع نہ کرنا پھر قدرت خدا کا تماشہ دیکھنا خیال رہے کہ اگر حضور اس لشکر کے بغیر کھا آتے تو انکا دل ٹوٹ جاتا انشاء اللہ حضور ہم گنہگاروں کے بغیر جنت میں بھی اکیلے نہ جائیں گے۔ ۱۳؎۔ ابھی کچھ پہلے آپ حضور انور کے لعاب کا ایک معجزہ پڑھ چکے کہ عبداللہ ابن عتیک کی ٹوٹی پنڈلی اس لعاب سے جڑ گئی تندرست ہوگئی یہ دوسرا اور تیسرا معجزہ دیکھو اور ایمان تازہ کرو حضور انور نے لعاب دو چیزوں میں ڈالا گوندھے ہوئے آٹے میں اور

marfat.com

پکتی ہوئی گوشت کی ہانڈی میں اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کا لعاب یا ان کے وضوء وغیرہ کا غسالہ برکت کے لئے کھانا پینا بالکل جائز ہے بلکہ سنت سے ثابت ہے مومن کی طبیعت محبوب کی ہر چیز سے محبت کرتی ہے کسی چیز سے نفرت نہیں کرتی ان سب کا ماخذ یہ حدیث ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ دعائیہ کلمات کے ساتھ دم یا لعاب ڈالنا بھی سنت ہے اسکا ماخذ بھی یہ ہی حدیث ہے ۱۴۔ یہ خطاب حضرت جابر کی بیوی صاحبہ سے ہے کہ ایک عورت کو اور بلالو جو تمہارے ساتھ روٹی پکائے چار سیر آٹا پکانے کے لئے دو عورتوں کو مقرر کرنا اگلی برکت کی پیش گوئی ہے ۱۵۔ یہ ایک ہزار آدمی تین دن سے بھوکے تھے انہوں نے کھانا بھی خوب ہی کھایا ہوگا جن روایات میں چودہ سو آیا ہے وہاں مراد یہ ہے کہ ایک ہزار تو خندق کھودنے والے تھے اور چار سو وہ حضرات تھے جو بعد میں بچے کھچے رہے جو مدینہ منورہ کے گھروں بازاروں وغیرہ میں تھے۔ مدینہ منورہ کے بچے عورتیں بھی اس دعوت میں شامل کرلی گئی تھیں غرضیکہ کھانے والوں کے میلے لگ گئے تھے خوش نصیب تھے وہ لوگ جو اس برکت والے کھانے سے مشرف ہوئے مدینہ منورہ کے بازار میں ایک سبزی فروش اپنی سبزی پر پانی چھڑک رہا تھا اور کہہ رہا تھا **یا برکته النبی تعالی و انزلی ثم لا تر تحلی** اے نبی کی برکت آجا یہاں سما جا پھر یہاں سے نہ جا (اشعۃ اللمعات) **اللھم صل وسلم وبارک علیه** اس موقعہ پر حضور انور نے پہلے سب کو کھلایا بعد میں گھروالوں کے ساتھ مل کر خود کھایا اور حضور واپس لوٹے تو حضرت جابر کا گھر روٹیوں بوٹیوں سے بھرا ہوا تھا صلی اللہ علیہ وسلم ۱۶۔ اس واقعہ میں حضور انور کے لعاب شریف کے بہت سے معجزات ہیں بوٹیوں میں کثرت و برکت۔ شوربے کے پانی میں برکت شوربے کے نمک مرچ مصالحہ گھی میں برکت و کثرت۔ آٹے میں برکت و کثرت جس لکڑی سے یہ چیزیں پکائی گئیں اس میں برکت روٹی پکانے والی کے ہاتھ میں قوت و طاقت ورنہ اتنی بڑی جماعت کی دعوت کے لئے کئی من گوشت لکڑیاں آٹا چاہیے بہت پکانے والے اور بہت تنور چاہئیں۔ جیسا کہ آج کل بیاہ شادیوں کی دعوتوں میں دیکھا جاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے پانی کے بارہ چشمے پتھر سے پھوٹے یہاں حضور کے لعاب سے ہانڈی سے بوٹیوں شوربے کے چشمے پھوٹے۔

وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَمَّارٍ حِیْنَ یَحْفِرُ الْخَنْدَقَ فَجَعَلَ یَمْسَحُ رَاْسَهٗ وَیَقُوْلُ بُؤْسَ ابْنِ سُمَیَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِیَةُ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۶۱۹) روایت ہے حضرت ابو قتادہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب عمار سے کہا جبکہ وہ خندق کھود رہے تھے تو آپ ان کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے اور کہتے کہ اے ابن سمیہ کی سختی ۱۔ تم کو باغی جماعت قتل کرے گی ۲۔ (مسلم)

(۵۶۱۹) ۱۔ حضرت عمار ابن یاسر کی والدہ ماجدہ کا نام سمیہ بنت ابی حذیفہ تھا قبیلہ بنی مخزوم سے تھیں مکہ مکرمہ میں اسلام لائیں ابو جہل اور دیگر کفار کے ہاتھوں بہت ہی بے دردی سے شہید کی گئیں اس جملہ کی کئی ترکیبیں ہیں آسان ترکیب یہ ہے۔ بؤس ایک پوشیدہ فعل کا فاعل ہے اور ابن سمیہ منادی ہے یعنی اے سمیہ کے فرزند تم کو سخت تکلیف پہنچے گی۔ ۲۔ اس فرمان عالی میں تین غیبی خبریں ہیں ایک یہ کہ حضرت عمار شہید ہوں گے۔ دوسرے یہ کہ مظلوم ہوں گے۔ تیسرے یہ کہ ان کے قاتل باغی ہوں گے یعنی امام برحق پر بغاوت کرنے والے یہ تینوں خبریں من و عن اسی طرح ظاہر ہوئیں حضرت عمار جناب مولیٰ کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ جب یہ حدیث شہادت عمار کے بعد حضرت امیر معاویہ کو پہنچی کہ عمرو ابن عاص نے کہا کہ معاویہ غضب ہوگیا حضرت عمار ہماری جماعت کے ہاتھوں شہید ہوئے اور حضور انور نے ان کے قاتلین کو **فئة باغیه** فرمایا ہے ہم اس حدیث کے ماتحت باغی ہوئے تو امیر معاویہ نے فرمایا **نحن امة باغیته**

marfat.com

لدم عثمان یعنی یہاں باغیہ بغاوت سے نہیں بلکہ .بغی .بمعنی مطالبہ سے ہم حضرت عثمان کے خون کا بدلہ مانگنے والے ہیں اس معنی سے واقعی ہم لوگ باغی ہیں۔ دوسرے یہ کہ عمار کو قتل کرنے والے دراصل علی ہیں جو انہیں جنگ میں لائے ہم تو عمار کا بڑا احترام کرتے تھے اور کرتے ہیں۔ حضرت علی نے فرمایا کہ اگر حدیث کا مطلب یہ ہے تو جناب حمزہ کے قاتل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ ہی آپ کو جنگ احد میں لے گئے تھے بہر حال حضرت علی خلیفہ برحق ہیں امیر معاویہ ان کی مخالفت کی بناء پر باغی ہیں حضرت علی کی ڈگری امیر معاویہ کی معافی ہے (مرقات واشعہ) اس کی نفیس تحقیق ہماری کتاب امیر معاویہ پر ایک نظر میں دیکھو صحابہ کرام او راہل بیت اطہار سب کا احترام لازم ہے۔

وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أُجْلِيَ الْأَحْزَابُ عَنْهُ الْاٰنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ إِلَيْهِمْ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۶۲۰) روایت ہے حضرت سلیمان ابن صرد سے ا۔ فرماتے ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ احزاب آپ سے دور کئے گئے ۲۔ کہ ہم ان پر حملہ کریں گے وہ ہم پر حملہ نہ کریں گے ہم ان کی طرف جائیں گے ۳۔ (بخاری)

(۵۶۲۰) ا۔ آپ صحابی ہیں کوفی ہیں بڑے بزرگ تھے واقعہ کربلا کے بعد آپ نے یزیدیوں سے بدلہ لینے کے لئے بہت بڑی جماعت جمع کی اس کوشش میں شہید ہوئے (اشعہ) ۲۔ احزاب غزوہ خندق کو کہتے ہیں یہ غزوہ ۵ھ میں ہوا احزاب جمع ہے حزب کی .بمعنی گروہ و جماعت چونکہ اس غزوہ میں کفار کی بہت جماعتیں جمع ہو کر مدینہ طیبہ پر ٹوٹ پڑی تھیں اس لئے اسے احزاب کہتے ہیں ان تمام کے سردار ابو سفیان تھے ان کی تعداد دس ہزار تھی چنانچہ بجدی کفار ایک ہزار تھے جن کا سردار عینیہ ابن حصن تھا ہوازن کا سردار عامر ابن طفیل تھا بنی کنانہ وغیرہ کے الگ الگ سردار تھے مدینہ کے یہودی بنی قریظہ اور بنی نضیر ان سے مل گئے تھے ایک ماہ تک مدینہ منورہ کا محاصرہ رہا تھا دو طرفہ سے تیراندازیاں اور معمولی جھڑپیں ہوتی رہیں تھیں کھل کر جنگ نہیں ہوئی پھر اللہ تعالٰی نے تیز آندھی بھیجی جس سے لشکر کفار تتر بتر ہو کر بھاگ گیا (مرقات وغیرہ) ۳۔ اس میں غیبی خبر ہے کہ اب آئندہ مدینہ منورہ پر کفار حملہ نہ کرسکیں گے بلکہ اب ہم ہی ان پر حملہ کریں گے اور ایسا ہی ہوا کہ غزوہ طائف غزوہ خیبر فتح مکہ، تبوک وغیرہ سب میں مسلمان ہی حملہ آور ہوئے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ اَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ مِنَ الْغُبَارِ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُهُ اُخْرُجْ اِلَيْهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَيْنَ فَأَشَارَ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ وَفِيْ رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ قَالَ اَنَسٌ كَأَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى الْغُبَارِ سَاطِعًا فِيْ زُقَاقِ بَنِيْ غَنْمٍ مَوْكِبَ

(۵۶۲۱) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق سے لوٹے اور ہتھیار رکھ دیئے اور غسل فرمایا تو آپ کے پاس حضرت جبریل اپنا سر غبار سے جھاڑتے ہوئے آئے ا۔ بولے آپ نے تو ہتھیار اتار دیئے خدا کی قسم میں نے نہیں اتارے ان کی طرف جایئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہاں جبریل نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف تشریف لے گئے ۲۔ اور بخاری میں روایت ہے کہ جناب انس نے فرمایا گویا کہ میں بنی غنم کی گلیوں میں غبار

marfat.com

جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِيْنَ سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ۔

پھیلا ہوا دیکھ رہا ہوں ۳؎ حضرت جبریل کے سواروں سے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کی طرف چلے ۴؎۔

(۵۶۲۱) ۱؎ ظاہر یہ ہے کہ ہو ضمیر حضرت جبریل کی طرف ہے یعنی جبریل اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے۔ چونکہ حضرت جبریل حضور کے خادم اور اسلام کے غازی بن کر آئے تھے اس لئے ان پر غازیوں کے آثار یعنی غبار اور ہتھیار تھے ورنہ فرشتوں پر نہ ہتھیار ہوتے ہیں نہ غبار ۲؎ بنی قریظہ اور بنی نضیر یہ یہود مدینہ کی دو جماعتیں تھیں جنہوں نے پہلے تو مسلمانوں سے معاہدہ کیا پھر خود ہی یہ معاہدہ توڑ دیا اور تمام مشرکین عرب کو مدینہ پر چڑھا کر یہ ہی لائے تھے انہوں نے مشرکین سے کہا تھا کہ تم باہر سے مسلمانوں پر حملہ کرو ہم اندرون مدینہ ان پر حملہ کریں اور انہیں ایسا پیس ڈالیں جیسے چکی میں دانے غزوہ خندق سے فارغ ہو کر حضور انور نے ان پر حملہ کیا بنی قریظہ چن چن کر قتل کر دیئے گئے بنی نضیر جلاوطن کر دیئے گئے یہاں وہ واقعہ مذکور ہے۔ کتب تواریخ میں یہ واقعہ بالتفصیل موجود ہے۔ ۳؎ بنی غنم انصار کا ایک قبیلہ تھا جن کا محلہ بنی قریظہ کی راستہ میں پڑتا تھا یہاں اس کی نشاندہی فرمائی جارہی ہے۔ ۴؎ موکب میم کے فتحہ کاف کے کسرہ سے سواروں کی جماعت جو آہستہ آہستہ چلے یعنی ہم نے اپنی آنکھوں سے بنی غنم کی گلیوں میں غبار اڑتا ہوا دیکھا مگر کوئی چلنے والا نظر نہیں آتا تھا ہوا بھی تیز نہ تھی حضور انور نے بتایا کہ یہ غبار فرشتوں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے اٹھ رہا ہے اس واقعہ میں حضور انور کے بہت سے معجزات کا اظہار ہے خیال رہے کہ فرشتوں کی جماعت کے سردار حضرت جبریل علیہ السلام تھے اس لئے صرف انہیں کا ذکر فرمایا۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ اَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ قَالُوْا لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ بِهٖ وَنَشْرَبُ اِلَّا مَا فِيْ رَكْوَتِكَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُوْرُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قِيْلَ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشَرَةَ مِائَةً۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۶۲۲) روایت ہے حضرت جابر سے فرمایا کہ لوگ حدیبیہ کے دن پیاسے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک ڈول تھا ۱؎ جس سے حضور نے وضو کیا پھر لوگ اس طرف دوڑ پڑے بولے ہمارے پاس پانی نہیں جس سے ہم وضو کریں اور پئیں سواء اس پانی کے جو آپ کے ڈول میں ہے ۲؎ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس ڈول میں رکھا تو پانی آپ کی انگلیوں سے چشموں کی طرح پھوٹنے لگا ۳؎ فرمایا کہ ہم نے پیا اور وضو کیا ۴؎ حضرت جابر سے کہا گیا کہ تم کتنے تھے فرمایا اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہم کو کافی ہوتا ہم پندرہ سو تھے ۶؎۔ (مسلم و بخاری)

(۵۶۲۲) ۱؎ یعنی صلح حدیبیہ کے دن حدیبیہ کنویں کا پانی ہم نے تھوڑی دیر میں ہی خشک کر دیا جیسا کہ عرب کے کنوؤں کا حال ہوتا ہے اب پانی صرف ایک چمڑے کے ڈول میں تھا۔ جو حضور انور کے سامنے رکھا ہوا تھا کوہ حمیرہ کا ایک ڈول یا بڑا لوٹا جس سے وضو وغیرہ کیا جاوے ۲؎ یعنی اسلامی فوج بغیر پانی کے ہے پیاسی بھی ہے وضو وغیرہ کی بھی اسے ضرورت ہے اور پانی صرف اتنا ہے جتنا آپ کے ساتھ ہے ۳؎ حضور انور کا یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس معجزے سے افضل ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر عصا مارا تو اس سے پانی کے بارہ چشمے جاری ہو گئے کیونکہ پتھر سے پانی جاری کر دینا واقعی معجزہ ہے مگر انگلیوں سے پانی کے چشمے بہادینا بڑا

marfat.com

معجزہ۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا شعر:۔

☆ انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر ☆ ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ! ☆

۵۔ خوش نصیب تھے یہ حضرات جنہیں اس پانی سے وضو نصیب ہو گیا۔ جس سے ان کے ظاہر باطن دونوں پاک ہوئے تمام پانیوں سے حتی کہ آب زمزم سے بھی یہ پانی افضل تھا (از مرقات) ۶۔ خیال رہے کہ اہل حدیبیہ کی تعداد میں مختلف روایات ہیں چودہ سو، پندرہ سو، تیرہ سو تحقیق یہ ہے کہ ان کی تعداد پندرہ سو پچیس تھی باقی روایات یا تو تخمینی ہیں یا راوی کی اطلاع کے مطابق ہیں کہ انہیں اطلاع یہ ہی پہنچی (مرقات) آپ یہ بتا رہے ہیں کہ ہم اس دن قریباً پندرہ سو تھے مگر پانی کے جوش اور کثرت کا یہ عالم تھا کہ اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی سب کے پینے وضو غسل کو کافی ہوتا۔

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ فِيْهَا قَطْرَةً فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهَا فَجَلَسَ عَلٰى شَفِيْرِهَا ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِّنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهُ فِيْهَا ثُمَّ قَالَ دَعُوْهَا سَاعَةً فَأَرْوَوْا أَنْفُسَهُمْ وَرِكَابَهُمْ حَتّٰى ارْتَحَلُوْا۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۴۲۳) روایت ہے حضرت براء ابن عازب سے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ کے دن چودہ سو تھے ۱۔ حدیبیہ ایک کنواں ہے ہم نے اس کا پانی نکال ڈالا تو اس میں ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا ۲۔ یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ اس کنویں پر آئے اس کے کنارہ پر بیٹھے پھر پانی کا برتن منگایا وضو کیا پھر کلی کی اور دعا فرمائی پھر وہ پانی کنویں میں ڈال دیا ۳۔ پھر فرمایا اسے گھڑی بھر چھوڑ دو ۴۔ پھر لوگ اپنے آپ کو اپنی سواریوں کو سیراب کرتے رہے حتی کہ وہاں سے کوچ کیا ۵۔ (بخاری)

(۵۴۲۳) ۱۔ ان روایات کی مطابقت ابھی ذکر کی گئی کہ چودہ سو پندرہ سو تقریبی ہے یعنی قریباً چودہ پندرہ سو تھے۔ لہذا ان میں تعارض نہیں۔ ۲۔ عرب میں بلکہ پاکستان میں بعض جگہ کنویں ایسے ہیں کہ اگر ان سے پانی نکالا جاوے تو بہت جلد خشک ہو جاتے ہیں نو کنڈی میں ہم نے کنویں دیکھے کہ دو تین سو ڈول نکالنے پر خشک ہو جاتے ہیں پھر چوبیس گھنٹے چھوڑے جاویں تب اس میں پانی اور آ جاتا ہے یہ ہی حال حدیبیہ کے کنویں کا تھا۔ ۳۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ وضو، کلی، ایک برتن میں کی پھر اس برتن پر دعاء برکت کی پھر یہ پانی حدیبیہ کنویں میں ڈال دیا غالباً حضور انور نے کلی علاوہ وضو کے کی تھی وضوء والی کلی اس کے سوا تھی لہذا **مضمض** فرمانا زائد نہیں۔ ۴۔ یعنی ہمارا تبرک پانی پڑتے ہی کنویں سے پانی نکالنا شروع نہ کردو کچھ دیر ٹھہر جاؤ ساعۃ سے مراد گھنٹہ نہیں بلکہ گھڑی بھر مراد ہے یہ ٹھہرنا اس لئے تھا کہ یہ تبرک اپنا پورا اثر کرے۔ یار کے جلوے مختلف ہیں کبھی فوراً تاثیر کبھی کچھ ٹھہر کر ۵۔ غالب یہ ہے کہ یہ کنواں پھر برابر بھرا ہی رہا کبھی خشک نہ ہوا کاش کہ اس پر گنبد وغیرہ بنا دیا جاتا کہ لوگ اس کی زیارت بھی کرتے پانی بھر تبرکاً پیتے (مرقات) یہ میدان حدیبیہ مکہ معظمہ سے بالکل قریب ہی ہے جدہ راستہ پر فقیر نے اس کی زیارت کی ہے۔ خیال رہے کہ حضرت جابر کا گزشتہ واقعہ اور ہے یہ واقعہ دوسرا ہے مگر یہ دونوں واقعہ ہوئے حدیبیہ میں۔

وَعَنْ عَوْفٍ عَنْ أَبِيْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

(۵۴۲۴) روایت ہے حضرت عوف وہ ابو رجاء سے ۱۔ وہ عمران ابن حصین سے راوی فرمایا ہم ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

وَسَلَّمَ فَاشْتَكَى إِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَلَ
فَدَعَا فُلَانًا كَانَ يُسَمِّيهِ أَبُو رَجَاءٍ وَنَسِيَهُ عَوْفٌ
وَدَعَا عَلِيًّا فَقَالَ اذْهَبَا فَابْتَغِيَا الْمَاءَ فَانْطَلَقَا
فَتَلَقَّيَا امْرَأَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ أَوْ سَطِيحَتَيْنِ
مِنْ مَاءٍ فَجَاءَا بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَاسْتَنْزَلُوهَا عَنْ بَعِيرِهَا وَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِإِنَاءٍ فَفَرَّغَ فِيهِ مِنْ أَفْوَاهِ الْمَزَادَتَيْنِ
وَنُودِيَ فِي النَّاسِ اسْقُوا فَاسْتَقَوْا قَالَ فَشَرِبْنَا
عِطَاشًا أَرْبَعِينَ رَجُلًا حَتَّى رَوِينَا فَمَلَأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ
مَعَنَا وَإِدَاوَةٍ وَايْمُ اللهِ لَقَدْ أُقْلِعَ عَنْهَا وَإِنَّهُ
لَيُخَيَّلُ إِلَيْنَا أَنَّهَا أَشَدُّ مِلْأَةً مِنْهَا حِينَ ابْتَدَأَ
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

کے ساتھ تھے تو لوگوں نے حضور سے پیاس کی شکایت کی آپ اترے اور فلاں کو بلایا ابو رجاء اس شخص کا نام لیتے تھے اسے عوف بھول گئے اور جناب علی کو بلایا ۲؎ پھر فرمایا تم دونوں جاؤ پانی تلاش کرو وہ چلے تو دونوں ایک عورت سے ملے جو دو بڑے یا چھوٹے تو بڑوں کے درمیان تھی ۳؎ تو بڑے پانی کے تھے وہ دونوں اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اسے اس کے اونٹ سے اتارا ۴؎ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن منگایا پھر ان تو بڑوں کے منہ سے اس میں پانی انڈیلا اور لوگوں میں آواز دی گئی کہ پی لو ۵؎ چنانچہ لوگوں نے خوب پیا فرمایا کہ ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے پیا حتی کہ سیر ہو گئے پھر ہم نے اپنے ساتھ والے مشکیزے اور برتن بھر لئے ۶؎ اللہ کی قسم ان سے پانی لینا جب بند کیا گیا تو ہم کو خیال ہوتا تھا کہ وہ ابتداء کے مقابلہ میں اب زیادہ پر ہیں ۷؎ (مسلم بخاری)

(۵۶۲۴) ۱؎ عوف تبع **تابعی** ہیں اور ابو رجاء تابعی ہیں ابو رجاء کا نام عمران ابن تمیم عطاردی ہے حضور انور کے زمانہ ہی میں مسلمان ہو گئے تھے مگر زیارت نہ کر سکے بہت بڑی عمر پائی ۱۰۷ ایک سو سات میں وفات ہوئی ایک سو بیس سال سے زیادہ عمر پائی۔ (مرقات واشعہ) ۲؎ یعنی حضور انور نے دو صاحبوں کو یہ حکم دیا ایک تو حضرت علی تھے دوسرے فلاں صاحب تھے ان فلاں کا نام مجھے یاد نہ رہا ابو رجاء نے بتایا تھا عوف بھول گئے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اپنے دکھ درد حضور کو سنانا اور ان کے دفعیہ کے لئے حضور سے عرض کرنا نہ تو توکل کے خلاف ہے نہ شرک ہے بالکل جائز ہے دیکھو پیاس کی شکایت حضور سے کی۔ اب بھی اپنے دکھ درد حضور سے کہنا بالکل جائز ہے ہم بھیک مانگنے ہی کو پیدا ہوئے۔ حضور بھیک دینے ہی کو آئے **واما السائل فلا تنہر** ۳؎ یعنی ایک حبشی عورت اونٹ پر سوار تھی اس کی دونوں جانب دو چھوٹے یا بڑے مشکیزے پانی کے بھرے ہوئے لٹک رہے تھے اور یہ عورت چلی جا رہی تھی۔ ۴؎ ھا ضمیر یا تو اس عورت کی طرف ہے یا اس کے مشکیزہ کی طرف یعنی اس عورت کو یا مشکیزے کو اونٹ سے اتارا یہ عورت بڑی مشکل سے حضور انور کی خدمت میں لائی گئی تھی وہ آنے پر تیار نہ تھی کیونکہ اسکے سفر میں حرج ہوتا تھا جیسا کہ دوسری روایات میں ہے یہاں دو باتیں دھیان میں رکھی جاویں ایک یہ کہ ان دونوں صحابہ نے اس عورت کو حاضر بارگاہ کر دیا اس کا پانی نہیں چھین لیا کیونکہ وہ عورت اس پانی کی مالکہ تھی اور مالک کی مرضی کے بغیر اس کی چیز استعمال نہیں کر سکتے ہاں خود مالک کو حضور کی بارگاہ میں حاضر کر دیا دوسرے یہ کہ کسی کو جبراً روکنا اسے اس کی سواری سے جبراً اتارنا۔ اس کا پانی بغیر اس کی مرضی کے لے لینا قانون کے لحاظ سے ممنوع ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کے مالک ہیں اللہ تعالٰی نے انہیں ملک تام بخشی ہے اپنے لونڈی غلام میں ہر طرح تصرف کر سکتا ہے اسکی جان میں بھی اس کے مال میں بھی خصوصاً جبکہ اس تصرف میں اس شخص کا نقصان بھی نہ ہو ۵؎ یعنی مشکیزے کے منہ سے پانی ایک برتن لگن وغیرہ میں ڈالا اور لوگوں نے اسی لگن سے پانی لیا کہ لوگ اس

marfat.com

برتن سے پانی لیتے تھے استقو' کے معنی یہ ہیں کہ خود بھی پی لو اپنے جانوروں وغیرہا کو بھی پلا لو ۶۔ یعنی فی الحال سب نے پانی پی بھی لیا اور آئندہ پینے کے لئے بھر بھی لیا وضو و غسل بھی کر لئے حضور انور نے اس مشکیزہ کا کنکشن حوض کوثر سے کر دیا تھا غالبًا یہ پانی وہاں سے آرہا تھا ۷۔ یعنی پانی کی برکت کا یہ حال تھا کہ ہم کو محسوس ہوتا تھا کہ جب پانی لینا شروع کیا گیا تھا اس وقت سے اب یہ مشکیزہ زیادہ پر ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کی چیز ہمارے استعمال سے کم نہ ہو تو اس کی بغیر اجازت وہ چیز لے سکتے ہیں لہذا دوسرے کے چشمہ والے کنویں سے پانی بھر سکتے ہیں کسی کی روشنی سے ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں بچوں سے ایصال ثواب کرا سکتے ہیں۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى نَزَلْنَا وَادِيًا اَفْيَحَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِيْ حَاجَتَهٗ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا يَسْتَتِرُ بِهٖ وَاِذَا شَجَرَتَيْنِ بِشَاطِئِ الْوَادِيْ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اِحْدٰهُمَا فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ انْقَادِيْ عَلَيَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَالْبَعِيْرِ الْمَخْشُوْشِ الَّذِيْ يُصَانِعُ قَائِدَهٗ حَتّٰى اَتَى الشَّجَرَةَ الْاُخْرٰى فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ انْقَادِيْ عَلَيَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالْمَنْصَفِ مِمَّا بَيْنَهُمَا قَالَ الْتَئِمَا عَلَيَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَالْتَأَمَتَا فَجَلَسْتُ اُحَدِّثُ نَفْسِيْ فَحَانَتْ مِنِّيْ لَفْتَةٌ فَاِذَا اَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا وَاِذَا الشَّجَرَتَانِ قَدِ افْتَرَقَتَا فَقَامَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا عَلٰى سَاقٍ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۴۳۵) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حتی کہ ہم ایک وسیع جنگل میں اترے ۱۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت (استنجا) کے لئے گئے تو ایسی کوئی چیز نہ پائی جس سے آڑ کریں ۲۔ حضور نے جنگل کے کناروں میں درخت دیکھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک کی طرف گئے اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ پکڑی فرمایا اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر ۳۔ وہ آپ کے ساتھ اس مہار والے اونٹ کی طرح چلے جو اپنے چلانے والے کی اطاعت کرتا ہے ۴۔ حتی کہ آپ دوسرے درخت کے پاس پہنچے ۵۔ تو اسکی شاخوں میں سے ایک شاخ پکڑی فرمایا اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر وہ بھی اسی طرح حضور کے ساتھ چلا کہ جب ان دونوں کے بیچ میں ہوئے ۶۔ تو فرمایا اللہ کے حکم سے مجھ پر مل جاؤ وہ دونوں مل گئے میں بیٹھ گیا اپنے دل میں کچھ سوچتا تھا ۷۔ میرا اور طرف دھیان گیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے ہوئے دیکھا اور درختوں کو دیکھا ۸۔ کہ جدا ہو گئے تھے' ان میں سے ہر ایک اپنی پنڈلی پر کھڑا ہو گیا تھا ۹۔ (مسلم)

(۵۴۳۵) ۱۔ افیح بنا ہے فیح سے ' بمعنی چوڑائی افیح کے معنی ہیں بہت فراخ لمبا چوڑا جنگل۔ ۲۔ اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت دور چلے گئے تھے مگر پھر بھی بغیر آڑ کے استنجا کرنا مناسب نہ سمجھا بہتر یہ ہی ہے کہ جنگل میں آڑ میں استنجا کرے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ درخت بھی حضور انور کی بات سنتے ہیں سمجھتے ہیں اور اطاعت کرتے ہیں جیسے حضور انور ان سب کی یوں سنتے سمجھتے ہیں ان کے فیصلے کرتے ہیں ایسے ہی وہ تمام چیزیں حضور کی بات جانتی مانتی ہیں ۴۔ درخت کے چلنے کی نوعیت یہ ہوئی کہ درخت کی جڑیں یا باہر آگئیں اور درخت مع اپنی جڑ کے حضور انور کے پیچھے پیچھے ہو لیا یہ ہے حضور کی بادشاہت مطلقہ کہ انسان و جانور تو کیا' درختوں پر بھی جاری ہے وہ بھی حضور کی اطاعت کرتے ہیں اگر انسان حضور کی فرمانبرداری نہ کرے تو درختوں سے بدتر ہے ۵۔

marfat.com

سبحان اللہ یہ ہے حضور کا خدا داد اختیار اور ملکیت اور سارے جہان پر بادشاہت اس درخت کو وہاں دوسرے درخت کے پاس کھڑا نہ کر دیا بلکہ اس دوسرے درخت کو بھی اپنی جگہ سے ہٹایا اس طرح کر ایک ہاتھ میں ایک درخت کی شاخیں تھیں دوسرے ہاتھ میں دوسرے درخت کی شاخیں تھیں اور دونوں درخت حضور انور کے پیچھے دوڑے آرہے ہیں وہ نظارہ بھی قابل دید ہو گا جب مطیع فرمانبردار اونٹوں کی طرح حضور کے پیچھے یہ دونوں درخت دوڑے چلے آرہے ہوں گے حضور انور صرف آواز دے کر بھی ان درختوں کو بلا سکتے تھے مگر یہ نظارہ دکھانے کے لئے خود انہیں پکڑ لائے ۶۔ یعنی جب یہ دونوں درخت ان کے بیچ کی جگہ میں پہنچے تو ان دونوں کو ملا دیا ان کے ملنے سے پردہ بن گیا۔ ۷۔ یعنی میں کچھ سوچنے لگا نگاہ میری ان درختوں سے ہٹ گئی ۸۔ بعض نسخوں میں الشجر تان ہے تب تو ظاہر ہے کہ الشجر تان مبتداء ہے اور قد افترقا خبر اور ہمارے نسخوں میں الشجرتین ہے تو نظرت فعل پوشیدہ ہے۔ جس کا یہ مفعول ہے ۹۔ یعنی اب جو میں نے دیکھا تو وہ دونوں درخت اپنی اپنی جگہ پہنچ چکے تھے میں انکا جانا نہیں دیکھ سکا پلک جھپکتے وہ دونوں واپس ہو گئے معلوم ہوتا ہے کہ آئے تھے حضور کے پکڑنے سے گئے حضور کے محض حکم اور اشارہ سے حضور کا پکڑنا اور حکم دینا ایک ہی درجہ کا ہے۔

وَعَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ عُبَیْدٍ قَالَ رَأَیْتُ اَثَرَضَرْبَۃٍ فِیْ سَاقِ سَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ فَقُلْتُ یَا اَبَا مُسْلِمٍ مَاھٰذِہِ الضَّرْبَۃُ قَالَ ضَرْبَۃٌ اَصَابَتْنِیْ یَوْمَ خَیْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ اُصِیْبَ سَلَمَۃُ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنَفَثَ فِیْہِ ثَلٰثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَکَیْتُھَا حَتّٰی السَّاعَۃِ۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۶۲۶) روایت ہے حضرت یزید ابن ابی عبید سے ۱۔ فرمایا کہ میں نے سلمہ ابن اکوع کی پنڈلی میں ایک چوٹ کا اثر دیکھا تو میں نے کہا کہ اے ابو مسلم یہ چوٹ کیسی ہے ۲۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ وہ چوٹ ہے جو مجھے خیبر کے دن لگی تھی تو لوگوں نے کہا کہ سلمہ شہید ہو گئے ۳۔ پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے تین بار دم فرمایا تو میں اس وقت تک تکلیف میں گرفتار نہیں ہوا ۴۔ (بخاری)

(۵۶۲۶) ۱۔ آپ امام بخاری کے استاذ کے استاذ ہیں مکی ابن ابراہیم امام بخاری کے استاذ ہیں اور یزید ابن ابی عبید مکی ابن ابراہیم کے استاذ آپ تابعی ہیں حضرت سلمہ ابن اکوع کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ آپ سے یحیٰ ابن سعید نے روایت کی ۲۔ یعنی میرے مولیٰ حضرت سلمہ ابن اکوع کے پنڈلی میں بہت گہرے زخم کا اثر تھا میں نے اس زخم کی تاریخ پوچھی کہ یہ زخم کہاں اور کب لگا تھا ۳۔ خیال رہے کہ خیبر میں باقاعدہ جنگ نہ ہوئی تھی وہاں جھڑپیں کئی ہوئیں تھیں کسی جھڑپ میں آپ کو یہ چوٹ آئی تھی رب تعالیٰ خیبر کے متعلق فرماتا ہے **وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونھا** جس میں فرمایا گیا کہ مسلمان نہایت آسانی سے خیبر کی **غنیمتیں** حاصل کریں گے ۴۔ یعنی حضور کے دم فرماتے ہی آرام ہو گیا اور پھر کبھی مجھے تکلیف نہ ہوئی۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ نَعَی النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَیْدًا وَّجَعْفَرًا وَّابْنَ رَوَاحَۃَ لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَھُمْ خَبَرُھُمْ فَقَالَ اَخَذَ الرَّایَۃَ زَیْدٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَۃَ فَاُصِیْبَ وَعَیْنَاہُ تَذْرِفَانِ

(۵۶۲۷) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات زید جعفر ابن رواحہ کی خبر موت لوگوں کو سنائی ۱۔ ان کی خبر آنے سے پہلے تو فرمایا کہ جھنڈا زید نے لیا وہ شہید ہو گئے پھر جعفر نے لیا اور وہ بھی شہید ہو گئے پھر ابن رواحہ نے لیا وہ

marfat.com

حَتّٰی اَخَذَ الرَّایَةَ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰهِ یَعْنِیْ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ حَتّٰی فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

بھی شہید ہو گئے ۲؎ آپ کی آنکھیں اشکبار تھیں حتی کہ جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے لیا ۳؎ یعنی خالد ابن ولید نے حتی کہ اللہ نے ان پر فتح دی ۴؎ (بخاری)

(۵۶۲۷) ۱؎ یہ واقعہ غزوہ موتہ میں ہوا جو ۸ آٹھ ہجری میں ہوا اس غزوہ میں مسلمان تین ہزار تھے اور ہرقل کی رومی فوج ایک لاکھ تھی۔ (مرقات، اشعہ) ۲؎ حضور انور نے لشکر اسلام روانہ فرماتے وقت سپہ سالار مقرر فرمادیئے تھے کہ اولاً "زید ابن حارثہ سپہ سالار ہوں گے پھر حضرت جعفر ابن ابی طالب طیار پھر ان کی شہادت کے بعد عبداللہ ابن رواحہ ہوں گے موتہ میں یہ حضرات یکے بعد دیگرے شہید ہو رہے تھے اور یکے بعد دیگرے جھنڈا لے رہے تھے اور یہاں حضور مسجد نبوی شریف میں ان تمام واقعات کی خبر دے رہے تھے یہ ہے حضور انور کا علم غیب بلکہ حاضر و ناظر ہونا آج دوربین کے ذریعہ انسان دور کی چیز دیکھ لیتا ہے تو نبوت کی دوربین کا کیا کہنا اس زمانہ میں جھنڈا لشکر کے سردار کے ہاتھ میں ہوتا تھا حضور انور کا یہ فرمان کہ جھنڈا فلاں نے لیا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ امیر لشکر بن گئے۔ ۳؎ حضور انور نے جناب خالد کو امارت کے لئے منتخب و نامزد نہیں کیا تھا حضرت عبداللہ ابن رواحہ کی شہادت پر جناب خالد نے خود جھنڈا لے لیا اور لشکر کے امیر بن گئے سیف اللہ سے مراد ہے بڑے بہادر اللہ تعالٰی کی طرف نسبت عظمت کے لئے ہے اس دن حضرت خالد نے کفار اس قدر قتل کئے کہ آپ کے ہاتھ میں سات تلواریں ٹوٹیں اس زمانہ میں تلوار توڑ دینا بڑی بہادری کی علامت تھی غالباً اس دن سے حضرت خالد کا لقب سیف اللہ ہوا۔ حضرت خالد نے شہادت کی بہت تمنا کی۔ مگر میسر نہ ہوئی کیونکہ اللہ کی تلوار کون توڑتا۔ ۴؎ غزوہ موتہ میں تین ہزار مسلمانوں نے ایک لاکھ رومیوں پر فتح پائی آج مشرق وسطیٰ یعنی فلسطین وغیرہ میں مسلمان پانچ کروڑ سے زیادہ ہیں مگر بیس لاکھ اسرائیلی ان کے لئے ان کے لئے آفت بنے ہوئے ہیں قوت ایمانی بڑی طاقت ہے۔ شعر:۔

☆ بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے ☆ مسلمان نہیں راکھ کا ڈھیر ہے ☆

وَعَنْ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ حُنَیْنٍ فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُوْنَ وَالْكُفَّارُ وَلَّى الْمُسْلِمُوْنَ مُدْبِرِیْنَ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْكُضُ بَغْلَتَهٗ قِبَلَ الْكُفَّارِ وَاَنَا اٰخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَكُفُّهَا اِرَادَةَ اَنْ لَّا تُسْرِعَ وَاَبُوْ سُفْیَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذٌ بِرِكَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیْ عَبَّاسُ نَادِ اَصْحَابَ السَّمُرَةِ فَقَالَ عَبَّاسٌ وَكَانَ رَجُلًا صَیِّتًا فَقُلْتُ

(۵۶۲۸) روایت ہے حضرت عباس سے فرمایا کہ میں حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا ۱؎ تو جب مسلمان و کفار بھڑ پڑے تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگ پڑے ۲؎ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی طرف اپنے خچر کو ایڑھ مار رہے تھے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام پکڑے تھا ۳؎ اسے روک رہا تھا کہ کہیں تیز نہ چل پڑے ۴؎ اور ابوسفیان ابن حارث ۵؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب پکڑے ہوئے تھے ۶؎ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عباس بیعت رضوان والوں کو پکارو ۷؎ تو جناب عباس نے کہا اور وہ تھے بہت بلند آواز ۸؎ آپ نے اپنی بلند آواز سے پکارا کہ بیعت

marfat.com

يَا عَلَى صَوْتِي أَيْنَ أَصْحَابُ السَّمُرَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَأَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِيْنَ سَمِعُوْا صَوْتِي عَطْفَةُ الْبَقَرِ عَلَى أَوْلَادِهَا فَقَالُوْا يَا لَبَّيْكَ يَا لَبَّيْكَ قَالَ فَاقْتَتَلُوْا وَالْكُفَّارَ وَالدَّعْوَةُ فِي الْأَنْصَارِ يَقُوْلُوْنَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالَ ثُمَّ قُصِرَتِ الدَّعْوَةُ عَلَى بَنِي الْحَارِثِ ابْنِ الْخَزْرَجِ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى بَغْلَتِهِ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا إِلَى قِتَالِهِمْ فَقَالَ هٰذَا حِيْنَ حَمِيَ الْوَطِيْسُ ثُمَّ أَخَذَ حَصَيَاتٍ فَرَمٰى بِهِنَّ وُجُوْهَ الْكُفَّارِ ثُمَّ قَالَ انْهَزَمُوْا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَمَاهُمْ بِحَصَيَاتِهِ فَمَا زِلْتُ أَرٰى حَدَّهُمْ كَلِيْلًا وَأَمْرَهُمْ مُدْبِرًا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

رضوان والے کہاں ہیں فرمایا اللہ کی قسم گویا جب انہوں نے میری آواز سنی تو میں نے انہیں ایسے پھیر لیا جیسے گائے اپنے بچوں پر موڑتی ہے ۹؎ وہ بولے ہم حاضر ہیں ہم حاضر ہیں حضور نے فرمایا کفار سے جنگ کرو انصار کے متعلق پکار یہ تھی کہ کہتے تھے اے گروہ انصار اے گروہ انصار راوی نے فرمایا کہ پھر بنی حارث ابن خزرج پر بلاوا محدود ہو گیا ۱۰؎ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر دوڑائی حالانکہ آپ اپنے خچر پر تھے گویا آپ اس پر جہاد کفار کے خطر تھے ۱۱؎ تو فرمایا کہ یہ لڑائی گرم ہونے کا وقت ہے ۱۲؎ پھر چند کنکریاں لیں وہ کفار کے منہ کی طرف پھینکیں پھر فرمایا قسم رب محمد کی یہ بھاگ نکلے ۱۳؎ تو خدا کی قسم کچھ نہ ہوا سوا اس کے کہ حضور نے ان پر کنکریاں پھینکیں میں دیکھتا رہا ان کی دھار کند اور ان کا معاملہ ذلت والا ۱۴؎ (مسلم)

(۵۶۲۸) ۱؎ حنین ایک جنگل کا نام ہے جو مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان واقع ہے اس گنہگار نے وہاں کی زیارت کی ہے غزوہ حنین فتح مکہ کے بعد ہوا بنی ہوازن سے مسلمانوں کا مقابلہ ہوا تھا پہلے مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے تھے پھر اللہ نے مسلمانوں کو فتح کامل عطا فرمائی یہ بنی ہوازن جناب حلیمہ دائی کی ہم قوم تھی اس علاقہ میں جناب حلیمہ کا گھر تھا۔ حضور انور نے وہاں ہی پرورش پائی تھی غزوہ حنین بھی ۸ ہجری میں ہوا۔(مرقات) ۲؎ اس غزوہ میں مسلمان بارہ ہزار تھے اور کفار قریبًا چار ہزار مسلمانوں کو خیال ہوا کہ آج ہم زیادہ ہیں فتح پائیں گے رب تعالٰی کی طرف سے عتاب ہوا فرماتا ہے **اذا اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا** ہوا یہ کہ حضرات صحابہ حضور انور سے آگے کفار سے لڑ رہے تھے مسلمان قبیلہ ہوازن کی تیراندازی کی تاب نہ لاسکے اس لئے ان کے قدم اکھڑ گئے تتر بتر ہو کر بھاگ پڑے یہاں **المسلمون** سے مراد اکثر مسلمان ہیں سارے نہیں۔ ۳؎ یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت و بہادری کہ ایسی حالت میں خاطر اقدس پر قطعًا"گھبراہٹ نہیں تنہا ہیں مگر کفار کی طرف ہی بڑھ رہے ہیں ۴؎ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا خچر کفار کی طرف دوڑانا چاہتے تھے اور جناب عباس اسے روکتے تھے آپ چاہتے تھے مسلمان سب جمع ہو جاویں تب حضور کا خچر کفار میں پہنچے ۵؎ آپ کا نام مغیرہ ہے کنیت ابوسفیان آپ ابن حارث ابن عبدالمطلب ہیں حضور کے چچازاد بھائی بھی ہیں اور رضاعی بھائی بھی کیونکہ حلیمہ بنت ابوذوہیب سعدیہ نے آپ کو بھی دودھ پلایا زمانہ کفر میں حضور انور کے سخت خلاف تھے حضور کے خلاف قصیدے لکھا کرتے تھے فتح مکہ کے دن ایمان لائے اور زندگی بھر حضور انور کے سامنے کبھی سر نہ اٹھایا شرم و حیا کی وجہ سے ۲۰ بیس ہجری میں وفات پائی حضرت عمر نے جنازہ پڑھایا دار عقیل میں دفن ہوئے (اکمال) ۶؎ اس وقت حضور انور کے ساتھ صرف یہ دو حضرات ہی تھے باقی صحابہ کرام جن کے قدم نہ اکھڑے تھے وہ اپنے اپنے مقام معین پر کھڑے تھے۔ ۷؎ سمرہ والے وہ حضرات ہیں جنہوں نے بیعۃ الرضوان میں شرکت کی تھی یعنی بیعت رضوان والے صحابہ چونکہ یہ بیعت ایک خاردار

marfat.com

درخت کے نیچے ہوئی تھی اس لئے انہیں اصحاب سمرہ کہا جاتا ہے انہیں پکارنا مدد کے لئے تھا اور یہ بتانے کے لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں ہیں ادھر آؤ ۸؎۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت عباس کی آواز چند میل تک پہنچتی تھی۔ **صیتا** مبالغہ صائت کا صائت بمعنی آواز والا صیتا بہت بڑی آواز والا۔ ۹؎ یعنی جیسے گائے کے بچھڑے ہوئے بچے اپنی ماں کی آواز سن کر شوق و محبت میں دوڑے آتے ہیں ایسے ہی وہ حضرات میری آواز سن کر حضور انور کی طرف بڑے شوق سے آئے اور دوڑے ہوئے آئے ۱۰؎ یعنی ان تمام گروہوں کو علیحدہ علیحدہ آوازیں دی گئیں اور وہ سب حضرات آتے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارگرد جمع ہوتے گئے ۱۱؎ معلوم ہوا کہ بندوں سے مدد لینا انہیں مدد کے لئے بلانا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے بلکہ سنت انبیاء کرام ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مدد کے لئے لوگوں کو پکارا من انصاری الی اللہ۔ تطاول کے معنی ہیں انتظار میں کسی کو گردن اٹھا کر دیکھنا کہ وہ ہماری مدد کرے ۱۲؎ حمی کے معنی ہیں گرم ہونا وطیس بمعنی تنور اس سے مراد جنگ و جہاد ہے (اشعہ) یعنی اب دیر نہ کرو جلد جہاد کرو یہ وقت رحمت الٰہی کے نزول کا ہے۔ ۱۳؎ اس فرمان عالی میں غیبی خبر ہے چونکہ اس خبر کا وقوع یقینی تھا اس لئے مستقبل کو ماضی سے تعبیر فرمایا یعنی یقین کرلو کہ وہ بھاگ ہی گئے ۱۴؎ دھار کند ہونے سے مراد ہے ان کی تیزی ختم ہو جانا جوش ٹھنڈا پڑ جانا اور معاملہ ذلیل ہونے سے مراد ہے ان کفار کا ذلیل و خوار ہو جانا شکست کھا جانا اس واقعہ میں حضور انور کے دو معجزے ظاہر ہوئے ایک فعلی دوسرا قولی۔ فعلی معجزہ تو ایک مٹھی کنکروں کا تقسیم ہو کر سب کی آنکھوں میں پڑ جانا ہے اور قولی معجزہ ہے کہ یہ شکست کھا گئے پھر فوراً ہوا بھی ایسا ہی۔

وَعَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِّلْبَرَاءِ یَا اَبَا عُمَارَةَ فَرَرْتُمْ یَوْمَ حُنَیْنٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلٰکِنْ خَرَجَ شُبَّانُ اَصْحَابِهٖ لَیْسَ عَلَیْهِمْ کَثِیْرُ سِلَاحٍ فَلَقُوْا قَوْمًا رُمَاةً لَا یَکَادُ یَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ فَرَشَقُوْهُمْ رَشْقًا مَا یَکَادُوْنَ یُخْطِئُوْنَ فَاَقْبَلُوْا هُنَاكَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی بَغْلَتِهِ الْبَیْضَاءِ وَاَبُوْ سُفْیَانَ بْنُ الْحٰرِثِ یَقُوْدُهٗ فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ وَقَالَ اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ ثُمَّ صَفَّهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَلِلْبُخَارِیِّ مَعْنَاهُ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهُمَا قَالَ الْبَرَاءُ کُنَّا وَاللّٰهِ اِذَا احْمَرَّ الْبَاْسُ نَتَّقِیْ بِهٖ وَاِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا لَلَّذِیْ یُحَاذِیْ بِهٖ یَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

(۵۷۳۹) روایت ہے حضرت ابو اسحاق سے ۱؎ کہ کسی نے حضرت براء سے کہا کہ اے ابو عمارہ تم حنین کے دن بھاگ گئے تھے ۲؎ تو فرمایا نہیں خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹھ نہیں پھیری ۳؎ لیکن حضور کے نوجوان صحابہ اس طرح گئے تھے کہ ان کے پاس بہت سے ہتھیار نہ تھے ۴؎ تو وہ تیر انداز قوم سے ملے جس کا کوئی تیر زمین پر گرتا نہ تھا ۵؎ تو انہوں نے مسلمانوں کو زخمی کردیا ان کے تیر خطا نہیں کرتے تھے تب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچر پر تھے ۶؎ اور ابوسفیان ابن حارث آپ کے خچر کو کھینچ رہے تھے ۷؎۔ تب حضور اترے فتح کی دعا کی اور فرمایا میں جھوٹا نبی نہیں ہوں میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں ۸؎۔ پھر مسلمانوں کی صفیں بنائیں ۹؎۔ (مسلم) اور بخاری کی روایت میں ہے اس کے معنی ہیں ان دونوں کی روایت میں ہے کہ براء کہتے ہیں خدا کی قسم جب جنگ سخت ہوتی تھی تو ہم حضور کی پناہ لیتے تھے ۱۰؎ اور ہم میں بہادر وہ تھا جو ان

marfat.com

کے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہوتا۔۱۱

(۵۶۲۹) ۱؎ آپ کا نام عمرو ابن عبداللہ ہے سبعی مشہور **تابعی** ہیں اڑتیس صحابہ سے ملاقات ہے آپ سے بہت احادیث مروی ہیں (اشعہ و مرقاۃ) ۲؎ یہ سائل قبیلہ بنی قیس سے تھا اس کا نام معلوم نہیں ہوا ابو عمارہ کنیت ہے حضرت براء ابن عازب کی **فررتم** سے پہلے ہمزہ استفہام پوشیدہ' افررتم ہے یعنی کیا تم حنین کے دن بھاگ گئے تھے۔ ۳؎ یعنی لشکر کا بھاگنا اس کے افسر کے بھاگنے سے ہوتا ہے ہمارے افسر اعلیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے حضور انور نے بھاگنے کا خیال بھی نہیں کیا پھر ہم کب بھاگے حضور انور کا جمار ہنا ہم سب کا ڈٹا رہنا تھا **قراءۃ الامام له قراۃ** سبحان اللہ کیا پیارا جواب ہے خیال رہے کہ حضور انور کی شان تو ہمارے خیال و گمان سے دراز ہے جس خوش نصیب پر حضور کی نظر ہو جاوے وہ کبھی کسی جنگ میں پیٹھ نہیں پھیرتا جیسے حضرت ابوبکر و عمر اور علی رضی اللہ عنہم ان بزرگوں نے کبھی کسی جہاد میں پیٹھ پھیرنے کا خیال تک نہ کیا۔ ۴؎ یعنی بے ہتھیار ناتجربہ کار نوجوان حضرات تھے۔ ۵؎ یعنی ہوازن بڑے تیرانداز تھے ان کا نشانہ خطا نہ ہوتا تھا ہر تیر ہم لوگوں کو لگتا تھا اس لئے ہم میں زخمی بہت ہوئے اس کلام میں اشارۃً فرمایا گیا کہ تمام صحابہ نے بھی پیٹھ نہیں پھیری تھی صرف ناتجربہ کار لوگ ہی بھاگ پڑے تھے لہذا جماعت مسلمین کو فرارین نہیں کہا جاسکتا ۶؎ حضور کے اس خچر کا نام دلدل تھا (اشعہ) یہ چتکبرہ رنگ کا تھا۔ جو مقوقس شاہ اسکندریہ نے حضور انور کو ہدیۃً" بھیجا تھا ایک خچر اور بھی حضور کے پاس تھا جو فروہ ابن نفاثہ نے ہدیۃً" حاضر کیا تھا اس خچر کا نام فضہ تھا وہ سفید رنگ کا تھا (مرقات) بعض شارحین نے اس کے برعکس بھی کہا ہے ۷؎ اولاً" خچر کی لگام صرف حضرت عباس تھامے تھے پھر جب حالت نہایت نازک ہوئی اور کفار کا دباؤ بہت بڑھ گیا تو ابو سفیان ابن حارث بھی آگے آگئے انہوں نے بھی لگام پکڑی لہذا یہ حدیث گزشتہ حدیث کے خلاف نہیں کہ حضرت عباس لگام تھامے تھے اور رکاب جناب ابو سفیان پکڑے تھے (مرقات) ۸؎ حنین میں جب مسلمان تتر بتر ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم قریبًا اکیلے رہ گئے اور کفار نے حضور انور کا خچر گھیر لیا اور بھرپور حملہ کرنا چاہا تب حضور انور گھبرائے بالکل نہیں بلکہ نہایت جرأت سے نیچے اترے تلوار سونت لی۔ اور یہ ارشاد فرمایا کہ میں جھوٹا نبی نہیں ہوں نا کہ بزدل ہوں بلکہ سچا نبی ہوں سچے نبی بہادر ہوتے ہیں پھر میں عبدالمطلب کا فرزند جو بہادری شجاعت میں مشہور ہوا کہ بعض موقعوں پر خصوصًا جہاد میں کفار کے مقابل اپنے نسب و فخر کرنا بالکل جائز ہے خصوصًا جب کہ نسب بہادری شجاعت میں مشہور ہوا' ہاں مسلمانوں کے مقابل اپنے نسب پر فخر کرنا اس طرح کہ دوسروں کی توہین ہو حرام ہے لہذا یہ فرمان عالی ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں نسب پر فخر کرنے سے منع فرمایا گیا ہے ایسے نازک موقعہ پر اپنے نسب کا ذکر دشمن کو مرعوب کرنے کا ذریعہ ہے۔ حضرت عبدالمطلب سارے عرب میں بہادری شجاعت و کرامت و عزت میں مشہور تھے ۹؎ وہ ہی مسلمان جو تتر بتر ہونے کے بعد حضور انور کے پاس جمع ہو گئے ان کی صفیں بنائیں اس زمانہ میں صفین بنا کر جنگ ہوتی تھی۔ ۱۰؎ یعنی حضور انور جہادوں میں سب مجاہدین کی جائے پناہ ہوتے تھے کہ ہر طرف سے آپ ہی کے پاس آیا جاتا تھا بلکہ قیامت تک ہر مسلمان کی پناہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں ہر مصیبت ہر آفت میں حضور کی پناہ لو ابلیس کے دھوکوں سے حضور کی پناہ میں آؤ فرماتے ہیں **انا فئة المسلمین** میں مسلمانوں کی پناہ ہوں ۱۱؎ عمومًا جہادوں میں سردار محفوظ مقامات میں کھڑے ہوتے ہیں مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جہاد میں مشکل ترین جگہ پر کھڑے ہوتے تھے جہاں حضور ہوتے تھے وہاں ہی جنگ کا زور ہوتا تھا اس لئے آپ کے ساتھ آپ کے پاس کھڑا ہونا ہر شخص کا کام نہ تھا بہت بہادر ہی وہ جگہ سنبھالتا تھا۔

marfat.com

وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَوَلّٰى صَحَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا غَشُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَنِ الْبَغْلَةِ ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِّنْ تُرَابٍ مِّنَ الْاَرْضِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِهٖ وُجُوْهَهُمْ فَقَالَ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ فَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْهُمْ اِنْسَانًا اِلَّا مَلَأَ عَيْنَيْهِ تُرَابًا بِتِلْكَ الْقَبْضَةِ فَوَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ وَقَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَائِمَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۶۳۰) روایت ہے حضرت سلمہ ابن اکوع سے فرمایا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حنین کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی پیٹھیں پھر گئیں ا۔ پھر جب کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا ۲۔ تو آپ خچر سے اترے پھر زمین سے مٹی کی مٹھی لی پھر اسے کفار کے چہروں کے سامنے کیا پھر فرمایا بگڑ گئے یہ چہرے ۳۔ تو ان میں سے اللہ نے کوئی انسان نہ پیدا فرمایا مگر اللہ نے اس کی آنکھیں اس مٹھی کی مٹی سے بھر دیں پھر وہ پیٹھ دکھا کر بھاگ گئے ۴۔ اللہ نے انہیں شکست دے دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی غنیمتیں مسلمانوں میں تقسیم فرمائیں ۵۔ (مسلم)

(۵۶۳۰) ا۔ اصحاب سے مراد بعض صحابہ ہیں نہ کہ سارے (مرقات) پیٹھ پھیرنے کی وجہ ابھی پچھلی احادیث میں ذکر کی گئی ان حضرات صحابہ کا ناتجربہ کار کم ہتھیار ہونا اور اپنی زیادتی پر اعتماد کرنا مقابل کفار کا بہت نشانہ باز تیر انداز ہونا کہ ان کا کوئی تیر بغیر زخمی کئے نہ گرتا تھا۔ ۲۔ غشوا بنا ہے غشیان سے بمعنی چھا جانا گھیر لینا سینکڑوں کفار نے ایک ذات کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا تھا۔ مگر حضور انور کے قلب پاک پر گھبراہٹ مطلقاً نہیں آئی ۳۔ اس موقعہ پر حضور انور نے تین کام کئے تلوار سونت کر خچر سے اترنا۔ وہ رجز پڑھنا کہ **انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب** تیسرا یہ عمل کہ مٹھی بھر کر مٹی کافروں پر پھینکنا خیال رہے کہ بعض موقعوں پر حضور انور کے منہ شریف سے بے تکلف شعر صادر ہوئے ہیں یہ شعر بھی انہیں میں سے ہے لہذا یہ واقعہ اس آیت کے خلاف نہیں **وما علمنه الشعر** وہاں مقصد یہ ہے کہ قرآن کریم شعر نہیں یا ہم نے محبوب کو شعر گانے کا ملکہ نہیں دیا۔ شاہت کے معنی ہیں بگڑ گئے، پھر گئے ۴۔ اس واقعہ میں حضور انور کے تین معجزے ہیں۔ ان سب کی آنکھوں میں مٹی پہنچ جانا نمبر ۲ اتنی تھوڑی مٹی سے چار ہزار کافروں کی آنکھیں بھر جانا نمبر ۳ ان سب کا ایک مٹھی مٹی سے شکست کھا جانا کہ کفار کو شکست مسلمانوں کی تلوار سے ہوئی مگر اس کی ابتداء اس مٹھی مٹی سے ہوئی ۵۔ یعنی مسلمانوں کو فتح، عزت مال، غنیمت غلام لونڈیاں سب کچھ ہی ملیں مگر ان کے غلام لونڈیاں بعد میں واپس کر دیں گئیں اور ان کے مال بطور غنیمت تقسیم کئے اس لئے تقسیم مال کا خصوصیت سے ذکر فرمایا۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِّمَّنْ مَّعَهٗ يَدَّعِي الْاِسْلَامَ هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ وَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَجَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

(۵۶۳۱) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والوں میں سے ایک شخص کے متعلق فرمایا ا۔ جو دعویٰ اسلام کرتا تھا ۲۔ کہ یہ دوزخ والوں میں سے ہے ۳۔ تو جب جنگ کا وقت آیا تو اس شخص نے

marfat.com

اَرَأَيْتَ الَّذِي تَحَدَّثْتَ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللهِ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ فَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَقَالَ أَمَا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ فَبَيْنَمَا هُوَ عَلَى ذَلِكَ إِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحِ فَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى كِنَانَتِهِ فَانْتَزَعَ سَهْمًا فَانْتَحَرَ بِهَا فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ صَدَّقَ اللهُ حَدِيثَكَ قَدِ انْتَحَرَ فُلَانٌ وَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنِّي عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ يَا بِلَالُ قُمْ فَأَذِّنْ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَإِنَّ اللهَ لَيُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

سخت جہاد کیا اور اس کو زخم بہت آئے تو وہ آیا عرض کیا یا رسول اللہ غور تو فرمایئے کہ جس کے متعلق حضور نے خبردی تھی کہ دوزخی ہے اس نے تو اللہ کی راہ میں سخت جہاد کیا حتی کہ اس کو بہت زخم پہنچے ۴؎ تو فرمایا آگاہ رہو وہ ہے دوزخی ۵؎ قریب تھا کہ بعض لوگ تردد کرجائیں ۶؎ تو جب وہ اسی حال میں تھا کہ اس نے زخم کی تکلیف بہت محسوس کی تو اپنا ہاتھ اپنے ترکش کی طرف بڑھایا ایک تیر نکالا اس سے اپنے کو ذبح کرلیا ۷؎ تو کچھ مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑے بولے یا رسول اللہ رب تعالٰی نے آپ کی بات سچی کردی ۸؎ فلاں شخص نے اپنے کو ذبح کرلیا اور خودکشی کرلی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر ۹؎ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں ۱۰؎ اے بلال اٹھو اعلان کرو کہ جنت میں نہ جائے گا مگر مومن ۱۱؎ اور اللہ تعالٰی اس دین کو فاسق آدمی سے بھی قوت دے گا ۱۲؎ (بخاری)

(۵۶۳۱) ۱؎ معہ فرماکر یہ بتایا کہ اس شخص کا جسم حضور کے ساتھ تھا دل نہ تھا۔ یعنی وہ حقیقۃً منافق تھا یا وہ عارضی طور پر حضور انور کے ساتھ تھا آخر علیحدہ ہونیوالا تھا کہ کافر ہو کر مرنے والا تھا ۲؎ یعنی اس شخص پر کوئی علامت کفر موجود نہ تھی بظاہر مسلمان، مجاہد، غازی تھا حضرات صحابہ کے ساتھ رہتا تھا ۳؎ یہ ہے حضور کا علم غیب کہ ہر شخص کے انجام سے خبردار ہیں کہ کون مومن مرے گا کون کافر سعادت و شقاوت کا علم بھی علوم خمسہ میں سے ہے ۴؎ یعنی اس کے ظاہری حالات اہل جنت کے سے معلوم ہوتے ہیں کہ وہ مجاہد غازی صابر معلوم ہو رہا ہے تعجب ہے کہ حضور نے اسے دوزخی فرمایا ہے ۵؎ یعنی وہ کچھ بھی عمل کرے زخمی ہو یا زخمی کرے وہ ہے دوزخی جو ہمارے منہ سے نکل چکا وہ ہو کر رہے گا جیسے یوسف علیہ السلام نے قیدی باورچی اور ساقی سے فرمایا **قضی الامر الذی فیه تستفتین** جو میرے منہ سے نکل گیا۔ وہ اٹل ہے یعنی ٹل نہیں سکتا اس لئے بعد میں ساقی نے آپ سے کہا یوسف ایہا الصدیق۔ کیونکہ صدیق وہ ہے کہ جو وہ کہہ دے وہ ہی ہو کر رہے ۶؎ یعنی اس شخص کے ظاہری حالات ایسے تھے کہ ممکن تھا کہ بعض لوگ اس خبر کی حقانیت میں تردد اور اس کے جنتی ہونے کا گمان کرلیں اور اپنا ایمان خراب کرلیں کیونکہ نبی کی خبر میں تردد کرنا کفر ہے۔ ۷؎ بعض روایات میں ہے کہ اس نے اپنی تلوار زمین پر رکھی اور اس کی نوک پر اپنا پیٹ رکھ کر اس پر لٹک گیا حتی کہ تلوار کی نوک اس کی پیٹھ سے نکل گئی۔ مگر دونوں روایتوں میں تعارض نہیں اس نے پہلے تو تیر سے اپنے کو ذبح کیا مگر جب اس سے اس کی جان نہ نکلی تو یہ حرکت کی بہر حال وہ حرام موت مرا یا کافر ہو کر مرا یا فاسق ہو کر ظاہر یہ ہے کہ کافر ہو کر مرا ظاہری حالت لوگوں نے دیکھ لی کہ اس نے خودکشی کی دل کی حالت کی خبر حضور انور نے دیدی اس کا یہ کام اس کے دلی کفر کی علامت بن گیا خیال رہے کہ خودکشی حرام ہے اور خودکشی کرنے والا حرام موت مرکر دوزخ کا مستحق ہوتا ہے۔ اگر ایمان پر مرا ہے تو بہت عرصہ

marfat.com

دوزخ میں رہے گا اور اگر کافر مرا ہے تو ہمیشہ رہے گا حضور انور کا فرمان کہ یہ اہل نار ہے دونوں کو شامل ہے ۸۔ یہ حضرات اس خوشی میں آئے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کو اللہ نے سچا کر دکھلایا حضور کی عظمت کا ظہور حضور کے علم غیب کی تصدیق مومنوں کے لئے خوشی و فرحت کا ذریعہ ہے جو لوگ حضور کے علم غیب کی خبروں سے چڑ جاتے ہیں وہ مومن نہیں ۹۔ حضور انور کا اللہ اکبر فرمانا خوشی کے طور پر تھا خوشی اس کے مرنے کی نہ تھی بلکہ اس غیبی خبر کی تصدیق کی تھی۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ حضور انور کا علم غیب آپ کی نبوت و رسالت کی دلیل ہے یہاں اشہد فرمانا ظہور نبوت کی بنا پر ہے ۔ بمعنی مشاہدہ والی گواہی یہ فرمان عالی لوگوں کی تعلیم کے لئے ہے۔ یعنی اب تم لوگ میری عبدیت اور رسالت کی گواہی بالمشاہدہ دو تم نے پہلے مجھے علم الیقین سے رسول مانا اب عین الیقین سے رسول مانو جیسے ابراہیم اور عزیر علیہما السلام نے مردہ زندہ ہوتے دیکھ کر فرمایا' اعلم ان اللہ علی کل شئی قدیر۔ یا واعلم ان اللہ عزیز حکیم حضور انور کے معجزات تو آج بھی دیکھے جارہے ہیں رب تعالٰی بینا آنکھ عطا فرمائے۔ ۱۱۔ یعنی بغیر ایمان کوئی نیکی جنت میں پہنچنے کا ذریعہ نہیں تمام نیکیوں کی درستی کے لئے ایمان ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسے نماز کے لئے وضوء یا جیسے درخت کی سرسبزی کے لئے جڑ کا درست ہونا۔ ۱۲۔ یعنی تاقیامت یہ طریقہ رہے گا کہ بعض لوگ دینی خدمات کریں گے جن سے اسلام کو قوت پہنچے مسلمان ان سے فائدے اٹھائیں گے مگر وہ خود اس کے فائدوں سے محروم رہے جیسے کوئی ریاکار مسجد خانقاہ' مدرسہ دینی بنا جاوے لوگ فائدے اٹھائیں یہ خود اپنی خراب نیت کی وجہ سے ثواب نہ پائے یا جیسے کوئی شخص صدقات جاریہ قائم کرے مگر اس کا خاتمہ خراب ہو جاوے لوگ اس کے صدقات کی وجہ سے جنتی بن جاویں وہ خود دوزخی ہو الٰہی تیری پناہ لہٰذا کوئی اپنے اعمال پر نازاں نہ ہو رب کا فضل مانگتا رہے۔ شعر:

☆ احمدیار احمق ہو یا علم ودھیرا پڑھ کے ☆ پڑھے لکھے پر مان نہ کرنا پھٹ جاندا دودھ کڑھکے ☆

☆ شکلاں والیاں ناز دکھاون پکڑ نکالیاں جاون ☆ او گنہاریاں عجز کماون قرب حضوری پاون ☆

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَنَّهٗ لَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهٗ فَعَلَ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهٗ حَتّٰى اِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ عِنْدِيْ دَعَا اللّٰهَ وَدَعَاهُ ثُمَّ قَالَ اَشَعَرْتِ يَا عَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَفْتَانِيْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهٗ جَاءَنِيْ رَجُلَانِ جَلَسَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَاْسِيْ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلِيْ ثُمَّ قَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهٗ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ الْاَعْصَمِ الْيَهُوْدِيُّ قَالَ فِيْمَا ذَا قَالَ

(۵۸۶۲) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا ۱۔ حتی کہ آپ کو خیال ہوتا تھا کہ آپ نے فلاں کام کرلیا ہے حالانکہ کیا نہ ہوتا تھا ۲۔ حتی کہ جب ایک دن حضور سرکار میرے پاس تھے تو اللہ سے دعا کی پھر دعا کی ۳۔ پھر فرمایا کہ اے عائشہ کیا تمہیں خبر ہے کہ اللہ نے مجھے وہ بات بتادی جو میں نے اس سے پوچھی تھی ۴۔ میرے پاس دو شخص آئے ان میں سے ایک تو میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس ۵۔ پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ان صاحب کو کیا بیماری ہے اس نے کہا ان پر جادو کیا گیا ہے ۶۔ وہ بولا کس نے جادو کیا ہے کہا لبید ابن اعصم یہودی ۷۔ نے بولا وہ جادو کس چیز میں کیا گیا کہا کنگھی اور بالوں میں اور نر کھجور کے غلاف شگوفہ میں

فِي مُشْطٍ وَّمُشَاطَةٍ وَّجُفِّ طَلْعَةِ ذَكَرٍ قَالَ فَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أُنَاسٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ إِلَى الْبِئْرِ فَقَالَ هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِي أُرِيتُهَا وَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ فَاسْتَخْرَجَهُ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

۸؎ وہ بولا تو وہ سامان کہاں ہے کہا ذروان کنویں میں ۹؎ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں سے کچھ لوگوں کے ساتھ اس کنویں تک گئے فرمایا یہ ہی وہ کنواں ہے جو مجھے دکھایا گیا ہے ۱۰؎ اس کا پانی مہندی کے نچوڑ کی طرح ہے اور گویا اس کے درخت سانپوں کے سر ہیں ۱۱؎ پھر حضور نے اسے نکلوایا ۱۲؎ (مسلم بخاری)

(۵۶۳۲) ۱؎ لبید ابن عاصم یہودی اور اس کی لڑکیوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں اور استعمالی کنگھی کے دندانوں میں حضور پر جادو کیا اور ان بالوں میں گیارہ گرہیں لگائیں تب حضور پر وہ اثر ہوا جو آگے مذکور ہے ۲؎ یعنی ان لوگوں نے جادو تو بہت ہی سخت کیا تھا مگر اس کا اثر حضور انور کی عقل' حافظہ' دل جگر وغیرہ پر مطلقاً نہ ہوا صرف خیال پر اثر ہوا وہ بھی دنیاوی کاموں میں کہ کھانا نہیں کھایا ہے اور خیال رہا کہ کھالیا دین پر کوئی اثر نہیں ہوا نبی کے خیال پر جادو کا اثر ہو جانا بالکل درست ہے قرآن کریم نے موسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا **فاذ احبالہم وعصیہم یخیل الیہ من سحرھم انہا تسعی** دیکھو فرعونی جادوگروں کے جادو کا اثر موسیٰ علیہ السلام کے خیال پر یہ ہوا کہ ان کی لاٹھیاں رسیاں حرکت نہیں کرتی تھیں مگر آپ کو حرکت کرتی محسوس ہوتی تھیں۔ جیسے زہر' تلوار' بچھو کا ڈنگ' جسم نبی پر اثر کرسکتے ہیں ایسے ہی جادو بھی ان پر اثر کرسکتا ہے یہ اثر شان نبوت کے خلاف نہیں دیکھو حضرت زکریا اور حضرت یحیٰ علیہم السلام کو تلوار سے قتل کیا گیا ہمارے حضور کو خیبر میں زہر دیا گیا تو آپ پر اثر ہوا ہاں جب جادو کا معجزہ سے مقابلہ ہو گا تو جادو ناکام ہو گا۔ یوں ہی ان حضرات کا دل زبان اس کے اثر سے محفوظ رہے گا کہ اس کا تعلق تبلیغ سے ہے اس جادو کا یہ واقعہ ۶ ہجری بعد **صلح** حدیبیہ کے ہوا جادو کا زور چالیس دن رہا ازالہ چھ ماہ کے بعد ہوا (اشعہ) ۳؎ یعنی حضور انور نے اس جادو کے دفع کے لئے بہت دعا فرمائی یہ تکرار تاکید کے لئے ہے یعنی خوب خوب دعا کی ۴؎ یعنی میں نے رب سے دعا کی تھی کہ مجھے بیماری کیا ہے کس وجہ سے ہے اگر جادو ہے تو کس چیز میں کیا گیا ہے اور سامان جادو کہاں ہے رب نے مجھے بتادیا اور دفعیہ کا طریقہ بھی ۵؎ یعنی دو فرشتے دو مردوں کی شکل میں میرے پاس آئے جب میں سو رہا تھا ایک میرے سرہانے دوسرا پائنتی بیٹھ گیا اور انہوں نے آپس میں سوال جواب کئے میں سن رہا تھا وہ سب کچھ بتا گئے ۶؎ خیال رہے کہ کفار جو آپ کے متعلق کہتے تھے مسحور اس کے معنی تھے مجنون یعنی جو جادو کے زور سے بے عقل کردیا گیا یہاں مطبوب کے معنی ہیں کہ جن پر جادو کیا گیا۔ لہٰذا ان کے مسحور کہنے میں اور ان فرشتوں کے مطبوب کہنے میں بڑا فرق ہے واقعی حضور انور پر جادو کیا گیا تھا مگر اس سے حضور کی عقل و ہوش و حواس پر مطلقاً اثر نہیں ہوا صرف خیال پر اثر ہوا ۷؎ جادو کیا تھا لبید کی لڑکیوں نے مگر ان کی مدد لبید نے کی تھی اور کہا بھی اس نے تھا اس لئے لبید کا نام لیا گیا خیال رہے کہ لفظ طب کے بہت معنی ہیں ان میں سے ایک معنی جادو ہے یہاں اسی معنی میں ہے ۸؎ مشط کنگھی کے دندے کو کہتے ہیں اور مشاطہ سر یا داڑھی کے وہ بال جو کنگھی کرنے میں دندوں میں الجھ کر باہر آجاتے ہیں طلعہ کھجور کا نر درخت جب وہ غلاف میں ہو جس میں کھجور کے پھول محفوظ ہوتے ہیں اکثر جادو کنگھی سے نکلے ہوئے بالوں پر ہوتا ہے اس لئے بعض لوگ ان بالوں کی حفاظت کرتے ہیں اولاً" ان پر کچھ تھو تکار دیتے ہیں۔ پھر وہ بال کسی محفوظ جگہ میں ڈالتے ہیں ۹؎ اس کنویں کے تین نام ہیں ذروان' اروان' اور ذی اروان مختلف احادیث میں یہ مختلف نام آئے ہیں یہ کنواں مدینہ منورہ سے باہر ابو

marfat.com

زریق کے باغ میں تھا۔ اب موجود نہیں تب ہی بند کردیا گیا تھا۔ دیکھو مرقات وغیرہ۔ ۱۰؎ معلوم ہوتا ہے کہ خواب میں وہ کنواں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا بھی گیا تھا اور دکھایا بھی گیا تھا اس لئے **اریتھا** فرمایا ۱۱؎ یعنی اس کنویں کا پانی نکالا نہیں جاتا تھا اس لئے پانی کا رنگ بدل گیا تھا اور اس کنویں پر چوطرفہ تھور کے درخت تھے۔ جس کی شاخیں سانپ کے پھن کی طرح ہوتی ہیں ان پر باریک اور لمبے کانٹے ہوتے ہیں۔ شیاطین سے مراد پھن والے سانپ ہیں ۱۲؎ اس طرح نکلوایا کہ آپ سرکار کنویں کے کنارہ پر کھڑے رہے اور حضرت علی و عمار کو کنویں میں اتارا انہوں نے جادو کا سامان نکالا موم کا حضور کا پتلا تھا جس میں گیارہ سوئیاں چبھوئی ہوئی تھیں اور بالوں میں گیارہ گرہیں تھیں اس جگہ اس وقت جبریل امین سورہ فلق اور سورہ ناس لائے ان دونوں میں گیارہ آیتیں ہیں حضور سرکار ایک آیت پڑھتے تو پتلا میں سے ایک سوئی نکل جاتی تھی اور بالوں کی ایک گرہ کھل جاتی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بوجھ کچھ ہلکا ہو جاتا تھا اس طرح گیارہ آیتیں پڑھنے پر گیارہ سوئیاں نکل گئیں اور گیارہ گرہیں کھل گئیں حضور انور بالکل صحت یاب ہوگئے (اشعۃ اللمعات) حضور انور نے اس یہودی سے بدلہ نہیں لیا۔

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا أَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اعْدِلْ فَقَالَ وَيْلَكَ فَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ ائْذَنْ لِي أَضْرِبْ عُنُقَهُ فَقَالَ دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ إِلَى رِصَافِهِ إِلَى نَضِيِّهِ وَهُوَ قِدْحُهُ إِلَى قُذَذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ إِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ وَيَخْرُجُونَ عَلَى خَيْرِ فِرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ فَأَمَرَ بِذٰلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَأُتِيَ بِهِ حَتّٰى نَظَرْتُ

(۵۶۳۳) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپ کچھ تقسیم فرما رہے تھے ۱؎ کہ آپ کے پاس چھوٹی کوکھ والا ایک شخص آیا جو بنی تمیم سے تھا ۲؎ بولا یا رسول اللہ انصاف کیجئے ۳؎ حضور نے فرمایا تیری خرابی ہو اگر میں انصاف نہ کروں تو کون کرے گا اگر میں انصاف نہ کروں تو تو خائب و خاسر ہو جاوے ۴؎ تو جناب عمر نے کہا مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں فرمایا اسے چھوڑ دو ۵؎ کیونکہ اس کے کچھ ساتھی ہوں گے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی نمازیں ان کی نمازوں کے مقابلہ میں اور اپنے روزے ان کے روزوں کے مقابلہ میں حقیر جانے گا ۶؎ وہ لوگ قرآن پڑھیں گے قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا ۷؎ دین ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے ۸؎ کہ اس کی نوک اس کے پر اس کی قدح یعنی لکڑی اس کے نوک کے نیچے کو دیکھو تو اس میں کچھ نہیں پایا جاتا ہے حالانکہ وہ گوبر اور خون میں سے گزرا ہے ۹؎ ان کی نشانی ایک کالا آدمی ہے جس کے بازوؤں میں سے ایک بازو عورت کے پستان کی طرح ہوگا یا گوشت کی بوٹی کی طرح جو ہلتا ہو ۱۰؎ یہ لوگ مسلمانوں کے بہترین فرقے کے خلاف خروج کریں گے ۱۱؎ حضرت ابو سعید نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث

marfat.com

اِلَيْهِ عَلٰى نَعْتِ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ نَعَتَهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ مَحْلُوْقُ الرَّاْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اتَّقِ اللّٰهَ فَقَالَ فَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ اِذَا عَصَيْتُهُ فَيَاْمَنُنِيَ اللّٰهُ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَلَا تَاْمَنُوْنِيْ فَسَاَلَ رَجُلٌ قَتْلَهُ فَمَنَعَهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ جناب علی ابن ابی طالب نے ان لوگوں پر جہاد کیا ۱۲۔ میں آپ کے ساتھ تھا ۱۳۔ تو آپ نے اس شخص کے متعلق حکم دیا وہ ڈھونڈا گیا اسے لایا گیا حتی کہ میں نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی علامت پر دیکھا ۱۴۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ایک شخص آیا دھنسی ہوئی آنکھیں ابھری پیشانی گھنی داڑھی اونچی کنپٹی والا سرمنڈا ہوا ۱۵۔ وہ بولا اے محمد اللہ سے ڈرو ۱۶۔ تو فرمایا کہ اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو اللہ کی اطاعت کون کرے گا مجھے اللہ تعالٰی زمین والوں پر امین بنائے اور تم مجھے امین نہ جانو ۱۷۔ ایک شخص نے اس کے قتل کی اجازت مانگی ۱۸۔ حضور نے منع فرمادیا جب وہ چلا گیا تو حضور نے فرمایا کہ اس کی پشت سے ایک قوم ہوگی جو قرآن پڑھے گی ۱۹۔ قرآن ان کے گلے سے نہ اترے گا ۲۰۔ وہ اسلام سے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے ۲۱۔ اگر میں انہیں پاؤں تو قوم عاد کی طرح قتل کروں ۲۲۔ (مسلم بخاری)

(۵۶۴۳) ا۔ یہ واقعہ غزوہ حنین کا ہے جس میں مال غنیمت بہت زیادہ حاصل ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ میں ایمان لانے والے مؤلفۃ القلوب کو بہت زیادہ عطا فرمایا حتی کہ ابو سفیان وغیرہم کو سو سو اونٹ عطا کئے یہ تقسیم مقام جعرانہ میں ہوئی فقیر نے حنین اور جعرانہ کی زیارات کی ہیں ۲۔ یہ شخص پستہ قد تھا اسے اس وجہ سے ذوالخویصرہ کہا جاتا تھا بنی تمیم عرب کا مشہور قبیلہ ہے یہ منافق تھا جیسا کہ اس کے کلام سے ظاہر ہو رہا ہے۔ ۳۔ اس منافق نے یہ لفظ دو معنی والا بولا بظاہر معنی یہ تھے کہ آپ عطامیں برابری کیجئے ہر ایک کو یکساں دیجئے۔ مگر اس کی نیت یہ تھی کہ آپ انصاف کیجئے ظلم نہ کیجئے آپ ظلم کر رہے ہیں کہ حق دار کا حق مار کر غیر حقدار کو دے رہے ہیں۔ یہ درحقیقت حضور کی نبوت کا انکار ہے نبی ظلم نہیں کرسکتے حضور انور اس کا یہ مقصد سمجھ گئے لہذا وہ جواب دیا جو آگے آرہا ہے (مرقات) ۴۔ یعنی مجھے رب تعالٰی نے عدل قائم فرمانے کے لئے رحمت عالم بنا کر بھیجا میری ذات سے عدل، رحم، ایمان، عرفان قائم ہے اگر میں ہی عدل نہ کروں تو پھر تجھے امان و عرفان کیسے ملے گا تو تو بالکل ہی خائب و کاسر ہو جاوے گا بندے اور رب کے درمیان نبوت ہی تو ہے جس سے بندہ کا تعلق قائم ہے اگر نبوت کا واسطہ بیچ میں نہ رہے تو بندے رب سے کٹ جائیں گے خائب و خاسر ہوں گے ۵۔ حضرت عمر نے اس کے قتل کی اجازت اس لئے مانگی کہ وہ مرتد ہو گیا حضور انور کی گستاخی کرکے مرتد قابل قتل ہے حضور انور کا منع فرمانا اس لئے ہے کہ حضور انور کی نظر لوح محفوظ پر ہے حضور جانتے ہیں کہ تقدیر الٰہی یہ ہے کہ اس کی نسل سے خوارج وہابی پیدا ہوں نیز یہ قتل حضور انور کا حق تھا جب حضور نے اپنا حق خود ہی چھوڑ

marfat.com

دیا تو قتل ختم ہو گیا آج اگر کوئی یہ بکواس کرے تو قتل کیا جاوے گا دیکھو مرقات۔٦۔ یعنی اس کی نسل سے ایسی قوم پیدا ہوگی جن کی ظاہری نمازیں قرآن خوانی تمہاری نماز قرآن خوانی سے زیادہ ہوگی۔ میں نے مسقط کے خوارج دیکھے ہیں ان کے برادر ان دینی وہابی دیوبندی یہاں دیکھنے میں آرہے ہیں۔ بڑے نمازی مگر دین سے خارج حضور انور کے سخت گستاخ و بدگو۔٧۔ خوارج کے متعلق ہر جگہ یہ ہی آتا ہے کہ قرآن بہت پڑھیں گے آج بھی وہابی دیوبندی قرآن بہت پڑھتے ہیں۔٨۔ رمیہ بمعنی مرمیہ ہے وہ شکار جسے تیر سے شکار کیا جاوے وہ تیر اس شکاری جانور کے پورے جسم میں داخل ہو کر نکلتا ہے مگر اس پر خون گوشت گوبر، پیشاب وغیرہ کا بالکل اثر نہیں ہوتا۔٩۔ جیسے بندوق کے مختلف اجزا کے مختلف نام ہیں بٹ سمل بٹ، کراگری ایسے ہی تیر کے اجزاء کے بہت نام ہیں تیر کا اگلا نوک والا دھار والا لوہا نصل کہا جاتا ہے اس کے نیچے جو دو پر ہوتے ہیں انہیں انصاف کہتے ہیں اور تیر کی لکڑی قدح یا نفی کہلاتی ہے نصال کے نیچے کا حصہ قذذ کہا جاتا ہے مقصد یہ ہے کہ جیسے تیر اپنے تمام اجزا کے ساتھ اس جانور کے سارے اجزاء میں سے ہو کر نکل جاتا ہے مگر خود اس کے خون وغیرہ سے رنگین نہیں ہوتا۔ ایسے ہی وہ لوگ اسلام میں آکر اسلام سے نکل جائیں گے اس طرح کہ ان میں اسلام کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ جیسا آج دیکھا جارہا ہے ان میں حافظ قاری۔ مولوی بہت مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں دین سے دور کا تعلق بھی نہیں۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ ان خوارج کے دل گویا تیر کی نصل نوک ہے ان کے سینے گویا تیر کے پر ہیں ان کے بدن گویا تیر کی لکڑی ہے ان کے ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضاء گویا تیر کا خذذ ہیں کہ وہ لوگ عبادات اور علوم میں بڑی مشقتیں کریں گے مگر انہیں فائدہ کچھ نہ پہنچے گا (مرقات) خوارج کی تکفیر میں اختلاف ہے اس حدیث سے ان کا کفر ثابت ہوتا ہے (اشعہ) ١٠۔ یعنی جب یہ فرقہ نکلے گا اس وقت ان کا سردار اس شکل کا ہوگا اس کا ایک ہاتھ ہوگا دوسرا ہاتھ نہ ہوگا بلکہ اس کے کندھے پر عورت کے پستان کی طرح گوشت ہوگا اس لئے اس کا نام ذوالثدیہ ہوگا ١١۔ خیال رہے کہ خوارج اگرچہ امیر معاویہ کو بھی برا کہتے ہیں مگر حضرت علی مرتضیٰ اور اہل بیت اطہار کے بڑے سخت دشمن ہیں حضرت علی سے ہی انہوں نے جنگ کی اس فرمان عالی میں اسی طرف اشارہ ہے اس میں یہ بھی بتادیا کہ امیر معاویہ اور ان کی جماعت مومنین ہیں مگر ان جنگوں میں وہ حق پر نہیں حق پر حضرت علی کی جماعت ہوگی اس لئے علی **خیر فرقتہ** ارشاد ہوا یہ ہے ہمارے حضور کا علم غیب ١٢۔ جب حضرت معاویہ نے صلح کرنے کے لئے حکم یعنی پنچ منظور کرلئے حضرت علی نے ابو موسیٰ اشعری کو اپنا حکم مقرر کیا اور امیر معاویہ نے حضرت عمرو ابن عاص کو تو ان لوگوں نے کہا کہ علی اور معاویہ دونوں مشرک ہو گئے کیونکہ انہوں نے اللہ کے سواء کوئی حکم مان لیا وہ اس آیت کی وجہ سے انکاری ہو گئے **ان الحکم الا للہ** ان کی تعداد دس ہزار تھی حضرت عبداللہ ابن عباس کی فہمائش پر پانچ ہزار ان میں توبہ کر گئے حضرت ابن عباس نے یہ آیت پیش فرمائی **فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا** باقی پانچ ہزار ذوالفقار حیدری سے فی النار ہوئے ان کے چند آدمی بچے جن کی ذریت آج وہابیوں کی شکل میں ہمارے لئے وبال بنی ہے یہ لوگ بھی ہر بات پر شرک کا فتویٰ جڑتے ہیں یہ شرک کا فتویٰ خوارج سے چلا ہے اب وہابیوں نے کتابیں شائع کی ہیں جن میں یزید ابن معاویہ کو برحق اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے دیکھو ان کی کتب خلافت معاویہ و یزید اور خلافت رشید ابن رشید حضرت امیر المومنین یزید صلی اللہ علی یزید (نعوذ باللہ) ١٣۔ یعنی مجھے یہ فخر ہے کہ اس جہاد میں جناب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اس جماعت مرتضوی کے بڑے فضائل ہیں ١٤۔ یعنی جب جناب علی اس جہاد سے فارغ ہوئے اور خارجیوں کی لاشیں بکھری دیکھیں تو فرمایا کہ ان کے سردار کی لاش تلاش کرو۔ بعض روایات میں ہے کہ بار بار تلاش کرنے بھی اس کی لاش نہ ملی تو فرمایا

marfat.com

قسم خدا کی اس کی لاش انہیں لاشوں میں ہے تمہاری تلاش میں کمی ہے **محمد** مصطفیٰ کا فرمان برحق ہے پھر اس مردود کی لاش بہت سی لاشوں کے ڈھیر میں دبی ہوئی ملی بالکل وہ ہی علامات موجود تھیں جو حضور انور نے ارشاد فرمائی تھیں یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب۔ ۱۵؎ اب بھی خوارج کی اور ان کی ذریت وہابیوں کی عموماً ڈاڑھی لمبی' سر منڈا ہوا پیشانی پر سجدہ کے داغ گھٹنے تک پائجامے یا اونچے تہبند ہوتے ہیں خوارج کی یہ علامات دوسری روایات میں آئی ہیں اہل سنت کو چاہیے کہ داڑھی ایک مشت سے زیادہ نہ رکھیں سر منڈانے کی عادت نہ ڈالیں ان لوگوں کی علامات سے بچیں حج کے سوا کبھی سر نہ منڈائیں کفار کی علامات سے بچیں۔ ۱۶؎ اس بیہودہ بکواس میں دو گستاخیاں ہیں ایک تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف نام شریف سے پکارنا حالانکہ قرآن کریم فرماتا ہے **لا تجعلو دعاء الرسول** الخ دوسرے حضور انور کے عمل شریف کو ظلم سمجھ کر حضور کو عدل و انصاف کی تبلیغ کرنا حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عدل و انصاف کے مرکز ہیں۔ حضور کی بارگاہ سے خوف خدا عشق رسول لوگوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ ۱۷؎ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں ساری نعمتوں کا قاسم مجھے بنایا' اللہ المعطی وانا قاسم اس نے مجھے امین بنایا ہے تب ہی تو تقسیم میرے سپرد کی ہے اور تم مجھے امین نہیں جانتے۔ ۱۸؎ قتل کی یہ اجازت مانگنے والے حضرت عمر تھے رضی اللہ عنہ جیسا کہ پچھلی روایت میں گزرا اور حضور انور کی ممانعت کی وجہیں بھی وہاں ہی بیان ہوئیں اب ایسی بکواس کرنے والے کی سزا قتل ہی ہے کہ وہ مرتد ہے۔ ۱۹؎ اس غیب داں مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کا ظہور آج بھی ہو رہا ہے خوارج اور وہابی دیوبندی قرآن پر بہت زور دیتے ہیں سب کو قرآن کے نام پر اپنی طرف بلاتے ہیں حتیٰ کہ اپنی انجمنوں مدرسوں کے ناموں میں قرآن ضرور رکھتے ہیں اشاعت القرآن' تبلیغ القرآن' اپنے کو شیخ القرآن کہلواتے ہیں خیال رکھو کہ اگر دل میں قرآن والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہ ہو تو قرآن سے صرف گمراہی ملتی ہے **یضل بہ کثیرا** ترجمہ قرآن ابوجہل ابولہب بھی جانتا تھا مگر کافر رہا ۲۰؎ کیونکہ ان کی زبان پر قرآن ہوگا دل میں شیطان عالم دین وہ ہے جس کی زبان پر قرآن ہو دل میں حضور کا فیضان بغیر پاور بجلی کی فٹنگ بے کار ہے یہ فیضان اور ہے جس کے لئے مدینہ منورہ سے کنکشن ضروری ہے یہ لوگ قرآن کو شکار کا جال بناتے ہیں۔ **شعر:۔**

☆ حافظا مے خورد زندگی کن و خوش باش دلے ☆ دام تزویر مکن چوں دگراں قرآن را' ☆

۲۱؎ اس پیش گوئی کا مشاہدہ آج بھی ہو رہا ہے' وہابیوں دیوبندیوں کی جنگ ہمیشہ مسلمانوں سے ہی رہی یہ ہی لوگ مسلم لیگ کے دشمن رہے کانگرس کے حامی پاکستان کے مخالف رہے ہندوستان کے حامی مسلمانوں کو مشرک بتاتے ہیں اور گاندھی جواہر لال پر دل سے نثار حضور کو سلام پڑھنا شرک کہتے ہیں مگر کانگریس کے ترنگے جھنڈے کو سلامی دیتے ہیں۔ جواہر لعل نہرو کو مرحبا یا نہرو رسول امن بجدیوں نے ہی کہا یہ ہے اس پیش گوئی کا مشاہدہ ۲۲؎ یعنی جیسے قوم عاد ایسی تباہ کی گئی کہ ان کا فرد بشر نہ بچا ایسے ہی میں انہیں قتل کرتا انکا ایک فرد بشر باقی نہ رہتا۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو قتل نہ کرنے دیا اسکی ذریت کے قتل کے متعلق فرمایا کیونکہ ابھی یہ شخص مسلمانوں کے مقابل نہ آیا تھا اسکی ذریت طاقت حاصل کر کے سلطان اسلام کے مقابل آوے گی اس لئے اس وقت قتل کی مستحق ہوگی الحمد للہ یہ کام حضرت علی مرتضیٰ کی تلوار نے کیا۔ **شعر:۔**

☆ شیر شمشیر زن شاہ خیبر شکن ☆ پرتو دست قدرت پہ لاکھوں سلام ☆

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کُنْتُ اَدْعُوْا اُمِّیْ اِلَی الْاِسْلَامِ وَهِیَ مُشْرِکَةٌ فَدَعَوْتُهَا یَوْمًا فَاَسْمَعَتْنِیْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

(۵۸۹۴) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ میں اپنی ماں کو اسلام کی طرف بلاتا تھا وہ مشرکہ تھی ایک دن میں نے

marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَكْرَهُ فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِيْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّهْدِيَ أُمَّ أَبِيْ هُرَيْرَةَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ أُمَّ أَبِيْ هُرَيْرَةَ فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صِرْتُ إِلَى الْبَابِ فَإِذَا هُوَ مُجَافٌ فَسَمِعَتْ أُمِّيْ خَشْفَ قَدَمَيَّ فَقَالَتْ مَكَانَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَآءِ فَاغْتَسَلَتْ فَلَبِسَتْ دِرْعَهَا وَعَجِلَتْ عَنْ خِمَارِهَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِيْ مِنَ الْفَرَحِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَقَالَ خَيْرًا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اسے دعوت دی ا۔ تو اس نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وہ باتیں سنائیں جو میں ناپسند کرتا ہوں ۲۔ تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روتا ہوا گیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ رب سے دعا فرمائیں کہ وہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دے حضور نے کہا اے اللہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دے تو میں خوشی خوشی نکلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے ۳۔ تو جب میں دروازے تک پہنچا تو وہ بند تھا ۴۔ میری ماں نے میرے قدموں کی آہٹ سنی تو بولیں اے ابو ہریرہ وہاں ہی رہو اور میں نے پانی کی چھلک سنی انہوں نے غسل کیا پھر اپنی قمیص پہنی اور اپنے دوپٹہ سے جلدی کی ۵۔ دروازہ کھولا پھر بولیں اے ابو ہریرہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹا میں خوشی سے رو رہا تھا حضور نے اللہ کا شکر کیا اور دعا خیر کی ۶۔ (مسلم)

(۵۶۳۴) ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے والدین کو بھی تبلیغ کی جاوے جب وہ کافر مشرک بت پرست ہوں یوں ہی اگر وہ معصیت میں گرفتار ہوں تو بھی انہیں تبلیغ کی جاوے ۲۔ یعنی میری ماں نے شان مصطفوی میں ایسی گستاخی کی جس کا خیال کرنا منہ سے نکالنا کسی کو سنانا بھی ناپسند کرتا ہوں ۳۔ یعنی حضور کی دعا سنتے ہی مجھے یقین ہو گیا کہ میری ماں کو ضرور ہدایت ملے گی اور انشاء اللہ ابھی ملے گی اس لئے میں خوش ہو کر قدرت خدا کا نظارہ کرنے اپنے گھر گیا ۴۔ اور یہ بندش دروازہ خلاف عادت تھی اس لئے مجھے تعجب ہوا ۵۔ یعنی میری والدہ خوشی خوشی دروازہ کھولنے اتنی جلدی آئیں کہ انہوں نے صرف تہبند اور قمیص ہی پہنی دوپٹہ نہ اوڑھا اسی حالت میں دروازہ کھولا اور مجھے کلمہ طیبہ سنایا اور مجھے اپنے ایمان کا گواہ بنایا ۔۶۔ کہ خداء تعالیٰ ان کو دین پر استقامت دے معلوم ہوا کہ نومسلم کے لئے دعا استقامت کرنا سنت ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ إِنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ أَكْثَرَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ وَإِنَّ إِخْوَتِيْ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ وَإِنَّ إِخْوَتِيْ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمْ عَمَلُ أَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ امْرَأً مِسْكِيْنًا أَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مِلْءِ بَطْنِيْ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۵۶۳۵) روایت ہے انہیں سے فرمایا تم کہتے ہو ا۔ کہ ابو ہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات زیادہ کرتے ہیں ۲۔ اور اللہ وعدہ والا ہے ۳۔ میرے مہاجر بھائیوں کو بازار میں چیخ پکار مشغول رکھتی تھی اور میرے انصاری بھائیوں کو ان کے مالوں میں کام کاج مشغول رکھتا تھا ۴۔ میں ایک مسکین آدمی تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن دل بھر کے پکڑے رہتا تھا ۵۔ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ

marfat.com

يَوْمًا لَنْ يَّبْسُطَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ ثَوْبَهٗ حَتّٰى اَقْضِيَ مَقَالَتِيْ هٰذِهٖ ثُمَّ يَجْمَعَهٗ اِلٰى صَدْرِهٖ فَيَنْسٰى مِنْ مَّقَالَتِيْ شَيْئًا اَبَدًا فَبَسَطْتُّ نَمِرَةً لَيْسَ عَلَيَّ ثَوْبٌ غَيْرُهَا حَتّٰى قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهٗ ثُمَّ جَمَعْتُهَا اِلٰى صَدْرِيْ فَوَالَّذِيْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ مَا نَسِيْتُ مِنْ مَّقَالَتِهٖ ذٰلِكَ اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

وسلم نے فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ تم میں سے کوئی اپنا کپڑا پھیلا دے حتی کہ میں اپنا یہ کلام پورا کرلوں پھر وہ اپنے سینے سے لگائے پھر کبھی میرا کوئی کلام بھول جاوے ۶؎ چنانچہ میں نے کمبل پھیلا دیا مجھ پر اس کے سواء اور کوئی کپڑا نہ تھا ۷؎ حتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کلام پورا کرلیا پھر میں نے وہ کمبل اپنے سینے سے لگالیا تو اس کی قسم جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا میں اپنے اس دن سے حضور کا کوئی فرمان نہ بھولا ۸؎ (مسلم بخاری)

(۵۶۳۵) ۱؎ اس کلام میں خطاب یا تو تابعین سے ہے یا اس زمانہ کے بقیہ صحابہ کرام سے جو یہ چہ می گوئیاں کرتے تھے ۲؎ خیال رہے کہ ان صحابہ یا تابعین کا یہ کہنا کہ ابو ہریرہ بہت احادیث کی روایت کرتے ہیں بے اعتقادی یا اعتراض کے طور پر نہ تھا بلکہ تعجب سے تھا کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پاک صرف چار سال میسر ہوئی۔ مگر ہزاروں حدیثیں آپ نے روایت کیں. دوسرے صحابہ زیادہ صحبت پاک میں رہے حضرت صدیق اکبر عمر بھر ساتھ رہے مگر ان سے مروی روایات تھوڑی ہیں تعجب ہے آپ پر جھوٹی احادیث گھڑلینے کا شبہ نہیں ہو سکتا کہ صحابہ سارے عادل ہیں انہیں اللہ تعالٰی نے گناہوں جھوٹ وغیرہ سے محفوظ رکھا ہے چہ جائیکہ وہ اللہ رسول پر جھوٹ بولیں۔ ۳؎ یہ عبارت دو طرح پڑھی جاسکتی ہے **واللہ الموعد** دونوں کو کسرہ واو قسمیہ یعنی وعدہ فرمانے والے یا ڈرانے والے رب کی قسم میں ایک ایک لفظ درست روایت کرتا ہوں دوسرے **واللہ الموعد** دونوں کو پیش یعنی مجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالٰی نے بندوں کو اپنے عذاب سے ڈرایا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ جو مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ بنائے ان وعیدوں کی پیش نظر میں کیسے حضور پر جھوٹ بول سکتا ہوں۔ ۴؎ یعنی میری کثرت احادیث کی وجہ مجھ سے ہی سنو مہاجرین و انصار میں سے کوئی صاحب بھی حضور انور کے پاس ہر وقت نہیں رہتے تھے مہاجرین تو بازاروں میں کاروبار کرتے ہوتے تھے کہ وہ حضرات عموماً تاجر لوگ تھے انصار حضرات باغوں کھیتوں والے تھے انہیں اپنے باغوں کھیتوں میں رہنا پڑتا تھا وہ حضرات خاص اوقات میں ہی حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے ۵؎ یعنی مجھے دنیاوی کوئی کام نہیں تھا حضور کی خدمت میں رہنا میرا مشغلہ تھا چہرہ انور تکتے رہنا میرا کاروبار تھا حضور کا آستانہ میرا بازار تھا یہ ہی میرا باغ و بہار ہے۔

۶؎ یعنی ایک دن دریاء عطا موجزن تھا لوگوں کو قوت حافظہ تقسیم فرمارہے تھے فرمایا کوئی ہے جو اپنا کپڑا بچھائے ہم ایک دعا پڑھتے ہیں جب وہ دعا ختم ہو جاوے تو وہ یہ ہی کپڑا اپنے سینے سے لگالے انشاء اللہ اس کا حافظہ بہت ہی قوی ہو جاوے گا۔ خیال رہے کہ تھوڑی چیز ہاتھ پھیلا کرلی جاتی ہے مگر بڑے سخی کی بڑی عطا چادر پھیلا کر سمیٹی جاتی ہے یہاں چادر پھیلانا کا حکم دیا گیا معلوم ہوتا ہے عطا بڑی ہے خیال رہے کہ قوت حافظہ انسان کی ایک صفت ہے جو قدرتی طور پر لوگوں کو عطا ہوتی ہے کوئی قوی **حافظے** والا ہوتا ہے کوئی ضعیف حافظہ والا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صفات انسانیہ بھی عطا فرماتے ہیں بحکم پروردگار شعر:۔

☆ مالک ہیں خزانہ قدرت کے جو جس کو چاہیں دے ڈالیں ☆ دی خلد جناب ربیعہ کو بگڑی لاکھوں کی بنائی ہے ☆

اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ کوئی دنیاوی بات بھولیں تو بھولیں میرا کلام کبھی نہ بھولیں گے ۲؎ نمرہ نون کے فتحہ اور

marfat.com

میم کے کسرہ سے وہ اونی کمبل جس میں سیاہ و سفید دھاریاں ہوں اس وقت سر سے پاؤں تک آپ صرف یہ ہی کمبل اوڑھے تھے اور کوئی کپڑا آپ کے پاس نہیں تھا اکیلے تھے یہ ہی اتار کر بچھادیا ضرورۃً برہنہ ہونا جائز ہے ۳؎ خیال رہے کہ حضور کا ہر عضو ہر ادا اللہ کے خزانوں کا دروازہ ہے کسی کو دم کر کے نعمتیں بخش دیں کسی کو نظر سے کسی کو ہاتھ سے کسی کو زبان شریف سے یوں ہی ہر جگہ حضور کا دروازہ عطا ہے جہاں رہ کر بھکاری اپنا ہاتھ پھیلادے وہاں ہی عطا ہو جاتی ہے سورج کا نور کسی خاص جگہ میں نہیں جہاں بھی موجود ہو حجاب سے نکل آؤ نور پاجاؤ گے اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔

☆ منگتے کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی ☆ دوری قبول و عرض میں صرف ہاتھ بھر کی ہے ☆

مولانا حسن رضا خان صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں۔ شعر:۔

☆ جہاں ہاتھ پھیلا دے منگتا بھکاری ☆ وہ ہی در ہے داتا کی دولت سرا کا ☆

وَعَنْ جَرِيْرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُرِيْحُنِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ فَقُلْتُ بَلٰى وَكُنْتُ لَا اَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَ يَدَهٗ عَلٰى صَدْرِيْ حَتّٰى رَاَيْتُ اَثَرَ يَدِهٖ فِيْ صَدْرِيْ وَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا قَالَ فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسِيْ بَعْدُ فَانْطَلَقَ فِيْ مِائَةٍ وَّخَمْسِيْنَ فَارِسًا مِّنْ اَحْمَسَ فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ وَكَسَّرَهَا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۶۳۶) روایت ہے حضرت جریر ابن عبداللہ سے ا؎ فرماتے ہیں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم مجھ کو ذی الخلصہ سے راحت نہ دو گے ۲؎ میں نے عرض کیا ہاں اور میں گھوڑے پر ٹھہر نہ سکتا تھا میں نے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو حضور نے اپنا ہاتھ شریف میرے سینہ پر لگادیا حتی کہ میں نے آپ کے ہاتھ کا اثر اپنے سینہ میں پایا ۳؎ اور فرمایا الٰہی اسے ثابت رکھ اسے ہدایت دینے والا ہدایت یافتہ بنادے ۴؎ فرمایا اس کے بعد اپنے گھوڑے سے نہ گرا ۵؎ پھر وہ ڈیڑھ سو سواروں میں گئے جو قبیلہ احمس سے تھے ۶؎ ذی الخلصہ کو آگ سے جلا دیا اور اسے ڈھادیا ۷؎ (مسلم بخاری)

(۵۶۳۶) ا؎ آپ کا نام جریر ابن عبداللہ ہے کنیت ابو عمرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے سال اسلام لائے خود فرماتے ہیں کہ میں وفات شریف سے چالیس دن پہلے ایمان لایا پھر عرصہ تک کوفہ میں رہے پھر شہر قرقیہ میں رہنے لگے وہاں ہی ۵۱ اکیاون میں وفات پائی (اکمال) اللہ نے آپ کو صورت و سیرت دونوں کا حسن بخشا تھا (اشعہ) ۲؎ کفار یمن کا ایک قبیلہ تھا خشعم انہوں نے کعبہ معظمہ کے مقابل اپنے ہاں ایک کعبہ بنایا تھا جس کا نام ذوالخلصہ رکھا تھا۔ خلصہ وہاں رکھا ہوا ایک بت تھا یا کوئی خاص درخت جس کی وہ پرستش کرتے تھے جیسے بھارت کے ہندو پیپل کی پوجا کرتے ہیں اس گھر کو کعبہ یمانیہ بھی کہتے تھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ذوالخلصہ کی وجہ سے بہت تکلیف تھی کہ کہیں جاہل مسلمان بھی اس کا طواف و حج نہ کرنے لگیں اسلام تاقیامت رہے گا اس لئے اس کا انتظام بھی قوی چاہیے اس لئے حضرت جریر سے یہ فرمایا کہ اسے جا کر فنا کردو ۳؎ دیکھو یہ ہے عطاء مصطفوی حضرت ابوہریرہ کو زبانی کلمات کے ذریعہ قوت حافظہ بخشی اور حضرت جریر کو انگلیوں کے ذریعہ قوت قلبی بخشی جس سے وہ گھوڑے پر ٹھہرنے لگے حضور کی ہتھیلی اور قدم شریف کی ٹھنڈک ان سے ہی پوچھو جنہیں ایسے موقع ملے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ شعر:۔

marfat.com

☆ دل کرو ٹھنڈا مرا وہ کف پا چاند سا ☆ سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود ☆

۴؎ یہ ہے سوال سے زیادہ عطا حضرت جریر نے صرف قوت قلبی مانگی تھی مگر تین نعمتیں عطا ہوئی قوت قلبی اور ہدایت پر قائم رہنا۔ لوگوں کو ہدایت دینا کہ ان کے ذریعہ لوگ ہدایت پر آویں ۵؎ یعنی اس ہاتھ شریف کی برکت سے میں بقیہ عمر کبھی گھوڑے سے نہ گرا شعر:۔

☆ تو مرا دل دہ و دلیری بیں ☆ روبہ خویش خواں و شیری بیں ☆

حضور مجھے دل بخشو میری دلیری دیکھو مجھے اپنا گیدڑ کہہ دو پھر میری شیری و بہادری دیکھو۔ شعر:۔

☆ **ومن یک من رسول اللہ نصرتہ ☆ ان تلقہ الاسد فی اجامھا نجم** ☆

۶؎ احمس قریش کا ایک خاندان ہے یہ لفظ بنا ہے حماسۃ سے بمعنی شجاعت و بہادری اس خاندان کو احمس اس لئے کہتے تھے کہ یہ لوگ دین و دنیا میں بڑے مانے جاتے تھے حتی کہ زمانہ جاہلیت میں یہ لوگ بہت ہی مشرکانہ رسوم سے محفوظ تھے جیسے زمانہ حج میں گھروں میں پیچھے سے آنا ۷؎ غالبًا کفار یمن کی جرات ہی نہ ہوئی کہ ان کا مقابلہ کرتے ان حضرات نے اس ذوالخلصہ میں پہلے تو آگ لگائی پھر اسے ڈھاکر پھینک دیا اور ایسا فنا کیا کہ اب تک وہ نہ بنایا جاسکا۔ سلطان محمود غزنوی نے سومنات مندر تباہ کیا پھر انڈیا نے وہ مندر بنایا ۱۹۶۵ء کی جنگ میں غازیان پاکستان نے اسے پھر تباہ کردیا خدا اسے کبھی آباد نہ ہونے دے ہمارے پاکستان کو دائم قائم رکھے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا کَانَ یَکْتُبُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَارْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ وَلَحِقَ بِالْمُشْرِکِیْنَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَرْضَ لَا تَقْبَلُہٗ فَاَخْبَرَنِیْ اَبُوْطَلْحَۃَ اَنَّہٗ اَتَی الْاَرْضَ الَّتِیْ مَاتَ فِیْھَا فَوَجَدَہٗ مَنْبُوْذًا فَقَالَ مَا شَاْنُ ھٰذَا فَقَالُوْا دَفَنَّاہُ مِرَارًا فَلَمْ تَقْبَلْہُ الْاَرْضُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

(۵۶۳۷) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کاتب وحی تھا وہ اسلام سے پھر گیا ۱؎ اور مشرکین سے جاملا ۲؎ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے زمین قبول نہیں کرے گی ۳؎ مجھے ابو طلحہ نے خبر دی کہ وہ اس زمین میں گئے جہاں وہ مرا تھا اسے باہر پھینکا ہوا پایا پوچھا اس میت کا کیا حال ہے لوگوں نے کہا کہ ہم نے اس کو بارہا دفن کیا اسے زمین نے قبول نہ کیا ۴؎ (مسلم بخاری)

(۵۶۳۷) ۱؎ یہ ایک عیسائی آدمی تھا جو پہلے مسلمان ہوا اور بارگاہ عالی میں اتنا قرب حاصل کرگیا کہ حضور کے ہاں کاتب وحی ہوگیا پھر مرتد ہو کر عیسائی بن گیا اللہ کی پناہ ابلیس نے بہت قرب الٰہی حاصل کیا پھر مارا گیا بعض لوگوں نے کہا کہ وہ عبداللہ ابی سرح تھا مگر یہ درست نہیں معلوم ہوتا وہ مرتد ہونے کے بعد پھر مسلمان ہوگیا تھا (از مرقات) ۲؎ اس نے مشرکین سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن میں سکھاتا تھا جو میں بتاتا تھا وہ ہی وحی کر کے لکھ لیا جاتا تھا۔ **نعوذ باللہ** ۳؎ یعنی یہ عنقریب کافر ہی مرے گا اور اس کی لاش قبر میں نہ رہ سکے گی بلکہ اسے نکال پھینکے گی اس میں تین غیبی خبریں ہیں جو ہو بہو پوری ہوئیں ۴؎ اس سے معلوم ہوا کہ زمین بھی حضور کے دوست و دشمن کو پہچانتی ہے اور حضور کے حکم کے تابع ہے کہ جیسا حضور نے فرمایا بالکل ویسا ہوا ابولہب کے بیٹے عتبہ کے متعلق حضور نے فرمایا کہ اسے شیر پھاڑے گا ایسا ہی ہوا کہ ایک شیر نے سب کے منہ سونگھے اس کا منہ سونگھ کر اسے پھاڑ ڈالا۔

marfat.com

وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ یَھُوْدُ تُعَذَّبُ فِیْ قُبُوْرِھَا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

(۵۶۳۸) روایت ہے حضرت ابو ایوب سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے سورج ڈوب چکا تھا۱؎ حضور نے آواز سنی تو فرمایا کہ یہود اپنی قبروں میں عذاب دیئے جارہے ہیں ۲؎ (مسلم بخاری)

(۵۶۳۸) ۱؎ غالبًا یہ واقعہ مدینہ منورہ ہی کا ہے حضور مدینہ سے باہر بعد غروب تشریف لے گئے صحابہ کرام ساتھ تھے تو حضور انور نے بھی اور ساتھیوں نے بھی عجیب آوازیں سنیں یہاں صوت اسم جنس ہے جو ایک اور زیادہ سب کو شامل ہے ۲؎ یہاں دو معجزوں کا ظہور ہے ایک تو صحابہ کرام کو مردہ یہود کی آوازیں سنا دینا دوسرے پہچان لینا اور بتادینا کہ یہ عذاب کی آوازیں ہیں یا تو عذاب دینے والے فرشتوں کی آوازیں ہیں یا عذاب پانے والے یہود کی حضور خچر پر سوار تھے اس نے دو قبروں کا عذاب دیکھ لیا اور بدک گیا وہاں خچر کی آنکھوں سے حجاب اٹھادیئے یہاں صحابہ کے کانوں سے حجاب ہٹادیئے اسی طرح جس ولی کے سر پر حضور ہاتھ رکھ دیں اس کی آنکھوں سے حجاب اٹھ جاتے ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں۔ **شعر:۔**

☆ سرمہ کن در چشم خاک مصطفیٰ ☆ تابہ بینی زابتدا تا انتہاء ☆

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ فَلَمَّا کَانَ قُرْبَ الْمَدِیْنَۃِ ھَاجَتْ رِیْحٌ تَکَادُ اَنْ تَدْفِنَ الرَّاکِبَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُعِثَتْ ھٰذِہِ الرِّیْحُ لِمَوْتِ مُنَافِقٍ فَقَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ فَاِذَا عَظِیْمٌ مِّنَ الْمُنَافِقِیْنَ قَدْ مَاتَ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

(۵۶۳۹) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس ہوئے تو جب مدینہ کے قریب ہوئے تو ایک ہوا چلی جو سوار کو دفن کیے دیتی تھی ۱؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ہوا ایک منافق کی موت پر بھیجی گئی ہے ۲؎ پھر مدینہ منورہ پہنچے تو منافقوں کا ایک سردار تھا مرچکا تھا ۳؎ (مسلم)

(۵۶۳۹) ۱؎ عرب کے جنگلوں میں کبھی خونی آندھیاں آتی ہیں جو سواروں کو مع سواری ریتے میں دفن کردیتی ہیں مگر یہ آندھی آج مدینہ منورہ کے بالکل قریب آئی اس لئے ہم کو تعجب ہوا کہ یہاں یہ آندھی کیسی۔ ۲؎ یعنی یہ تیز ہوا غضب ربانی کے اظہار کے لئے ہے جو صرف اسی منافق کی موت پر بھیجی گئی ہے تاکہ لوگوں کو اس منافق کی موت اس کے عذاب پر مطلع کیا جاوے لہذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ چاند سورج کسی کے مرنے جینے پر نہیں گہتے۔ ۳؎ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ منافق رفاعہ ابن ورید تھا اور یہ سفر غزوہ تبوک کا تھا بعض نے فرمایا کہ وہ منافق رافع تھا اور سفر غزوہ بنی مصطلق تھا (مرقات) اس موت پر ہوا چلنا بھی حضور انور کا معجزہ ہے کہ ہوا نے حضور کو اس منافق کی موت کی خبر دی اور حضور انور کا اس کی موت کو پہچان لینا بھی معجزہ ہے کہ یہ آندھی اس کی موت کی بنا پر چلی۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی قَدِمْنَا عُسْفَانَ فَاَقَامَ بِھَا لَیَالِیَ فَقَالَ النَّاسُ مَا نَحْنُ ھٰھُنَا فِیْ شَیْءٍ وَّاِنَّ عِیَالَنَا

(۵۶۴۰) روایت حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے حتی کہ عسفان پہنچے وہاں چند شب قیام فرمایا ۱؎ لوگ کہنے لگے کہ ہم یہاں کسی کام میں تو ہیں نہیں اور

marfat.com

خُلُوْفٌ مَا نَأْمَنُ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا فِي الْمَدِيْنَةِ شِعْبٌ وَلَا نَقْبٌ إِلَّا عَلَيْهِ مَلَكَانِ يَحْرُسَانِهَا حَتّٰى تَقْدَمُوْا إِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ ارْتَحِلُوْا فَارْتَحَلْنَا وَأَقْبَلْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَوَالَّذِيْ يُحْلَفُ بِهٖ مَا وَضَعْنَا رِحَالَنَا حِيْنَ دَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ حَتّٰى أَغَارَ عَلَيْنَا بَنُوْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَطَفَانَ وَمَا يُهَيِّجُهُمْ قَبْلَ ذٰلِكَ شَيْءٌ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

ہمارے بال بچے اکیلے ہم سے غائب ہیں ۲۔ ہم ان پر مطمئن نہیں یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مدینہ میں نہ کوئی گھاٹی ہے نہ کوئی راستہ مگر اس پر دو فرشتے ہیں جو اس کی حفاظت کر رہے ہیں ۳۔ حتی کہ ہم لوگ وہاں پہنچے پھر فرمایا کوچ کرو ہم نے کوچ کیا اور مدینہ پہنچ گئے اس ذات کی قسم جس کی قسم کھائی جاتی ہے کہ جب ہم مدینہ پہنچے تو ابھی ہم نے اپنے سامان نہ اتارے تھے کہ ہم پر بنی عبداللہ ابن غطفان نے حملہ کر دیا ۵۔ حالانکہ اس سے پہلے انہیں کوئی چیز نہیں بھڑکاتی تھی (مسلم)

(۵۶۴۰) ا۔ یعنی ہم مدینہ منورہ واپس ہوتے وقت مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ چلے اور منزل عسفان پر چند روز قیام پذیر ہو گئے عسفان مکہ معظمہ سے دو منزل پر ہے اب راستہ میں یہ منزل نہیں آتی یہ پتہ نہیں لگا کہ عسفان میں یہ قیام کیوں ہوا شاید کسی دشمن کا انتظار ہو گا جو کہ وہاں نہ پہنچا ۲۔ خلوف جمع ہے خالف کی جس کا مادہ ہے خلف ۔ بمعنی پیچھے جیسے راقد کی جمع رقود' قاعدہ کی جمع قعود' خلوف گھر میں رہ جانے والی عورتیں بچے جن کے ساتھ مرد نہ ہوں (مرقات) یعنی ہم لوگ یہاں بلا ضرورت ٹھہرے ہوئے ہیں ہمارے گھروں میں بال بچے اکیلے جن سے ہم غائب ہیں دشمنوں کا خطرہ ہے یہ گفتگو بعض ضعفاء مومنین کی ہے ۳۔ یعنی ہم اپنے بال بچوں سے غائب ہیں مگر بہت سے فرشتے ان کی نگرانی کر رہے ہیں نقب زمنی راستہ اور شعب پہاڑی راستہ یہاں مراد ہے مدینہ کے راستہ اور گلی کوچے ۴۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی قسم جس کی قسم کھانا شریعت میں بلا کراہت درست ہے یا جس کے نام کی شرعی قسم کھائی جاتی ہے جس پر شرعی احکام مرتب ہوتے ہیں خیال رہے کہ غیر خدا کی قسم لغوی قسم ہوتی ہے نہ کہ شرعی اس پر احکام شرعی جاری نہیں ہوتے جیسے باپ قسم اولاد کی قسم۔ ۵۔ یعنی بنی غطفان اگر ہماری غیر موجودگی میں حملہ کر دیتے تو ہمارے بچوں بیویوں کو بہت تکلیف پہنچ جاتی کہ وہ اکیلے تھے اس وقت انہیں حملہ کرنے سے انہیں کوئی چیز مانع نہ تھی معلوم ہوا کہ فرشتوں کی حفاظت ان کو حملہ سے روکے رہی ۱۹۶۵ء میں بھارت نے رات کے ڈھائی بجے لاہور پر حملہ کیا جب کہ پاک سرحد پر کوئی نہ تھا مگر انہیں خیال ہوا کہ شاید ہم گھیرے میں آ رہے ہیں۔ کہ ہمارے سامنے راستے سڑکیں صاف ہیں رک گئے پھر پاک فوج پہنچ گئی اور صبح ہوتے ہوتے کفار کے کشتوں کے پشتے لگا دیئے انہیں سخت جانی و مالی نقصان پہنچا کر پیچھے دھکیل دیا۔ یہ ہے اللہ کی نصرت اس موقعہ پر حضرات اولیاء اللہ معرکہ میں دیکھے گئے بعض کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی عین محاذ جنگ پر۔ امام حسین' داتا گنج بخش' میاں شیر محمد صاحب شرقپوری خود بموں کو دفع کرتے دیکھے گئے۔ مدینہ منورہ میں لوگوں نے خواب دیکھا کہ حضور انور بہت تیزی سے روضہ اطہر سے نکلے اور روانہ ہونے لگے پوچھا حضور کہاں جا رہے ہیں فرمایا پاکستان وہاں جہاد ہو رہا ہے۔ **اللهم صل وسلم وبارک علیه** اللہ نے حضور کے غلاموں پاکستانیوں کو وہ فتح دی کہ اس کی مثال نہیں ملتی حالانکہ بھارتی فوج پانچ گنا زیادہ تھی یہ حدیث ان سب واقعات کی اصل ہے۔

marfat.com

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَامَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا وَضَعَهَا حَتّٰى ثَارَ السَّحَابُ اَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهٖ حَتّٰى رَاَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى وَقَامَ ذٰلِكَ الْاَعْرَابِيُّ اَوْ غَيْرُهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَمَا يُشِيْرُ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ السَّحَابِ اِلَّا انْفَرَجَتْ وَصَارَتِ الْمَدِيْنَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِيْ قَنَاةُ شَهْرًا وَلَمْ يَجِئْ اَحَدٌ مِّنْ نَاحِيَةٍ اِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ فَاَقْلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِيْ فِي الشَّمْسِ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۶۴۱) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں کو سخت قحط سالی پہنچی تو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے جمعہ کے دن ایک دیہاتی اٹھا بولا یا رسول اللہ مال برباد ہو گیا اور بچے بھوکے ہو گئے ا۔ آپ ہمارے لئے اللہ سے دعا فرمائیں تو حضور نے اپنے ہاتھ اٹھائے ۲۔ ہم آسمان میں بادل نہیں دیکھتے تھے ۳۔ تو اس کی قسم کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ حضور نے ہاتھ نیچے نہ کئے حتی کہ بادل پہاڑوں کی طرح اٹھا پھر حضور اپنے منبر سے نہ اترے حتی کہ میں نے آپ کی داڑھی پر بارش ٹپکتے دیکھی ۴۔ پھر ہم پر آج اور کل اور پرسوں ہوتی رہی دوسرے جمعہ تک اور یہ ہی بدوی یا کوئی دوسرا آدمی کھڑا ہوا عرض کیا یا رسول اللہ عمارتیں گر گئیں مال ڈوب گئے آپ اللہ سے دعا کریں ۵۔ تو حضور نے عرض کیا یا الٰہی ہمارے آس پاس برسا ہم پر نہ برسا ۶۔ پھر آپ بادل کے کسی گوشہ کی طرف اشارہ نہ فرماتے مگر وہ چر جاتا ۷۔ اور مدینہ تالاب کی طرح ہو گیا ۸۔ اور وادی قنات ایک مہینہ تک بہتی رہی ۹۔ کسی طرف سے کوئی نہ آیا مگر اس نے بارش کی خبر دی ۱۰۔ اور ایک روایت میں ہے کہ الٰہی ہم پر نہ برسا ہمارے آس پاس برسا الٰہی ٹیلوں پر اور پہاڑیوں پر اور جنگلوں کے اندرون پر اور درختوں کے اگنے کی جگہوں پر برسا ۱۱۔ فرمایا تو بارش رک گئی اور ہم دھوپ میں چلنے لگے ۱۲۔ (بخاری، مسلم)

(۵۶۴۱) ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے فقر و فاقہ کی شکایت حضور سے کرنا انہیں اپنے دکھ درد سنانا سنت صحابہ ہے ہم بھی عرض کر سکتے ہیں کہ یا رسول اللہ گناہوں نے ہماری پیٹھ توڑ دی پناہ دو مولانا جامی فرماتے ہیں۔ شعر:

☆ یا رسول اللہ بدرگاہت پناہ آوردہ ام ☆ ہمچو کاہے آمدم کوہے گناہ آوردہ ام ☆

ان دکھڑے سنانے کی اصل یہ حدیث ہے صحابہ نے خود اللہ تعالٰی سے دعا بارش نہ کر دی حضور سے دعا کے لئے عرض کیا معلوم ہوا کہ ہماری دعاؤں اور حضور کی دعا میں فرق ہے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ استسقاء کے لئے نماز استسقاء پڑھنا شرط نہیں ہے صرف دعا بھی استسقاء ہے یہ امام اعظم کی دلیل ہے۔ امام اعظم نماز استسقاء کا انکار نہیں کرتے بلکہ اسے شرط نہیں مانتے دیکھو حضور نے

marfat.com

صرف دعا کی اور بارش آگئی یہ بھی معلوم ہوا کہ عین خطبہ جمعہ میں دعا مانگ سکتے ہیں ۳؎ قزعہ بادل کا چھوٹا ٹکڑا یعنی آسمان بالکل صاف تھا شیشہ کی طرح ۴؎ اللہ اکبر دعا تھی یہ کہ تیر تھا جو قبولیت کے نشانہ پر لگا خطبہ ختم ہونے سے پہلے بادل جمع بھی ہو گیا اور برس بھی پڑا۔ مسجد کی چھت ٹپکنے بھی لگی، حضور کے رخسار پر قربان ہو کر گرنے بھی لگی **اللھم صل وسلم وبارک علیہ** یا رسول اللہ ہمارے خشک دلوں پر بھی کرم کی بارش برسا دو۔ **شعر:۔**

☆ **انا فی عطش وسخاک اتم** اے گیسوے پاک اے ابر کرم ☆ برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بد ادھر بھی گرا جانا ☆

۵؎ صحابہ کرام سمجھتے تھے کہ جن کی دعا بارش لائی ہے انہی کی دعاء ہٹائے گی اس لئے بارش تھمنے کی دعا خود نہ کی بلکہ حضور انور سے دعا کرائی۔ معلوم ہوا کہ کوئی شخص کسی درجہ پر پہنچ کر حضور سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ اعلیٰ حضرت نے خوب فرمایا **شعر:۔**

☆ وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا ☆ ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی ☆

۶؎ اس سے معلوم ہوا کہ بارش اگر مضر ہو تو اس کے بند کرنے کی دعا کرنا جائز ہے بارش حد میں ہو تو رحمت ہے اور حد سے بڑھ جاوے تو رحمت ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ بارش رحمت ہے اس کے رکنے کی دعا نہیں کرنا چاہیے غلط ہے ۷؎ حضور انور نے دعا کے بعد اپنے اختیار خداداد کا اظہار بھی کیا کہ ایک بار اسی انگلی کے اشارے سے چاند چیر دیا تھا اسی اشارہ سے ڈوبا ہوا سورج خیبر میں واپس لوٹایا تھا اسی انگلی کے اشارہ سے جما ہوا بادل پھاڑ دیا اور اسے واپس لوٹا دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے قبضہ میں ہوا دی گئی تھی **فسخرنا له الريح تجرى بامره** حضور کے قبضہ میں ساری خدائی دے دی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۸؎ زمین مدینہ میں پانی ایسا بھرا تھا جیسے تالاب میں بھرا ہوتا ہے اس پانی پر اب دھوپ پڑ رہی تھی۔ (مرقات) یا جوبہ کے معنی ہیں بڑی گیند یعنی مدینہ کے اوپر آسمان گیند کی طرح ہو گیا کہ یہاں بادل کوئی نہیں آس پاس بادل تھا اور ضرورت کی جگہ برس رہا تھا (اشعہ) جو فرمایا تھا بادل نے وہ ہی عمل کیا۔ ۹؎ قناۃ ایک جنگل کا نام ہے اس میں پہاڑی پانی آتا تھا گویا یہ ایک نالہ تھا جو ویسے خشک رہتا تھا بارش میں بہتا تھا فرماتے ہیں کہ اتنی بارش ہو چکی تھی کہ ایک ماہ تک پہاڑ سے پانی اس جنگل میں آتا رہا اور یہ نالہ برابر بہتا رہا ۱۰؎ معلوم ہوتا ہے کہ اولا بارش صرف مدینہ منورہ پر ہوئی پھر دوسری دعا سے اردگرد مقامات پر ہوئی اور دوسری دعا کے بعد لوگ جس طرف سے بھی آئے بارش کی خبر لائے۔ حضور کا فیضان عام ہوا جس سے دور نزدیک سب نے فائدہ اٹھایا۔ **شعر:۔**

☆ کرم سب پر ہے کوئی ہو کہیں ہو ☆ تم ایسے رحمۃ للعلمین ہو ☆

۱۱؎ ان دونوں روایتوں میں تعارض نہیں بلکہ پچھلی روایت میں اجمال ہے اس میں تفصیل ۱۲؎ گزشتہ جمعہ کو یہ حضرات دھوپ میں مسجد میں آئے تھے بارش لے کر گھروں کو گئے تھے آج اس کے برعکس بارش میں مسجد شریف آئے دھوپ میں گھر گئے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ اسْتَنَدَ إِلٰى جِذْعِ نَخْلَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ فَاسْتَوٰى عَلَيْهِ صَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتّٰى كَادَتْ أَنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

(۵۶۴۲) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ پڑھتے تو کھجور کے ایک ڈنڈے سے ٹیک لگا لیتے تھے جو مسجد کے ستونوں میں سے تھا۱؎ پھر جب حضور کے لئے منبر بنا دیا گیا تو آپ اس پر جلوہ گر ہوئے تو جس ڈنڈا کے پاس آپ خطبہ پڑھتے تھے وہ چیخ پڑا حتی کہ قریب تھا کہ چر جاوے ۲؎ نبی صلی

marfat.com

وَسَلَّمَ حَتّٰى اَخَذَهَا فَضَمَّهَا اِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَئِنُّ اَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِيْ يُسَكَّتُ حَتّٰى اسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلٰى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے حتی کہ اسے پکڑا اپنے سے چمٹایا تو وہ سسکیاں بھرنے لگا اس بچے کی سسکیوں کی طرح جسے چپایا جاوے ۳؎ حتی کہ قرار پکڑ گیا راوی نے کہا کہ وہ اس ذکر الٰہی پر رویا جو وہ سنا کرتا تھا۴؎۔ (بخاری)

(۵۶۴۲) ا؎ اس ستون کا نام اسطوان حنانہ ہے حنانہ بنا ہے حنین سے بمعنی باریک آواز سے رونا یہ ستون محراب النبی کے بائیں طرف بالکل متصل ہے اب وہاں اینٹ کا ستون ہے اسے اسطوان حنانہ ہی کہتے ہیں یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب منبر نہیں بنا تھا حضور انور زمین پر ہی کھڑے ہو کر خطبہ فرماتے تھے ۲؎ رونے کی یہ آواز تمام صحابہ نے سنی یہ ستون کیوں رویا اس کے متعلق بعض ظاہر بین لوگوں نے کہا ہے کہ وہ ذکر الٰہی سنا کرتا تھا اب اس سے محروم ہو گیا اللہ ذکر کی محرومی پر رویا یہ محض غلط ہے آج ہم لوگ بھی ذکر الٰہی کرتے ہیں ستون کیوں نہیں روتے۔ نیز خطبہ کی آواز تو اب بھی اس ستون تک آ رہی تھی کہ وہ منبر سے بالکل ہی قریب تھا نیز پھر وہ حضور کے سینہ سے لگالینے پر خاموش ہو گیا وجہ صرف یہ تھی کہ اس نے یہ کہا شعر:۔

☆ مسندت من بودم از من تاختی ☆ بر سر منبر تو مسند ساختی ☆

☆ در فراق تو مرا چوں سوخت جان ☆ چوں نہ نالم بے تو اے جان جہاں ☆

یہ گریہ و زاری اس لئے تھا کہ وہ جمعہ کے دن پشت پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بوسہ لیتا تھا آج اس وصال کی نعمت سے محروم ہو گیا اس فراق پر رویا۔ ۳؎ یعنی جب حضور انور نے اس ستون کو اپنے سینہ پاک سے لگایا تو وہ اس طرح سسکیاں بھرنے لگا۔ جیسے روتے بچے کو ماں سینے سے لگائے تو وہ خاموش ہونے سے پہلے سسکیاں بھرتا ہے۔ اس واقعہ سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ تمام حسینان جہاں صرف انسانوں کے محبوب رہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے انوکھے حسین ہیں کہ ساری مخلوق کے محبوب ہیں کیوں نہ ہوں کہ خالق کے محبوب ہیں دیکھو لکڑیاں فراق میں گریہ و زاری کر رہی ہیں دوسرے یہ کہ سارے حسینوں کا یہ حال ہے کہ انہیں دیکھا ہزاروں نے مگر عاشق ہوا' ایک۔ حسن یوسف کی عاشق صرف زلیخا' لیلیٰ پر فریفتہ صرف مجنوں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے حسین ہیں کہ آج انہیں دیکھنے والا کوئی نہیں مگر جاں نثار عاشق لاکھوں حسن یوسفی صرف بازار مصر میں چمکا' حسن محمدی ہر جگہ تا ابد چمک رہا ہے۔

☆ حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں ☆ سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب ☆

۴؎ یہ حاشیہ آرائی صرف قتادہ کی ہے کہ ستون ذکر الٰہی پر روتا تھا مگر قتادہ صاحب کے ذکر پر کبھی کوئی ستون نہیں رویا یہ غلط ہے فراق رسول میں روتا تھا خواجہ حسن بصری جب یہ حدیث پڑھتے تو بہت روتے تھے کہ حضور کے عشق میں خشک لکڑی روئی تم اس لکڑی سے کم نہ ہوؤ۔ علماء فرماتے ہیں کہ چاند چرنے اور ستون کے رونے کی حدیثیں معنی" "متواتر ہیں لفظا" " مشہور مستفیض ہیں (اشعۃ اللمعات) یہاں مرقات نے فرمایا کہ ستون قرب رسول فوت ہونے پر رویا تھا۔

وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهٖ فَقَالَ كُلْ

(۵۶۴۳) روایت ہے حضرت سلمہ ابن اکوع سے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بائیں ہاتھ سے کھایا

marfat.com

بِيَمِيْنِكَ قَالَ لَا اَسْتَطِيْعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهٗ اِلَّا الْكِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

تو فرمایا اپنے داہنے ہاتھ سے کھاوہ بولا میں اس کی طاقت نہیں رکھتا فرمایا اب طاقت نہ رکھے گا ۲؎ اسے صرف تکبر نے اس سے منع کیا راوی نے فرمایا کہ پھر وہ یہ ہاتھ اپنے منہ تک نہ اٹھا سکا ۳؎ (مسلم)

(۵۶۴۳) ۱؎ زمانہ جاہلیت میں سردار لوگ الٹے ہاتھ سے کھاتے تھے معمولی آدمی داہنے ہاتھ سے یہ شخص کوئی سردار تھا جو اس متکبرانہ عادت سے الٹے ہاتھ سے کھا رہا تھا۔ ۲؎ اس نے شرمندگی مٹانے کے لئے کہا کہ میرا داہنا ہاتھ بیمار ہے منہ تک نہیں پہنچتا اسی پر یہ جواب ارشاد ہوا یعنی اب تک تو منہ تک آتا تھا اب نہ آسکے گا معلوم ہوا کہ لوگوں کے اعضا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر فرمان ہیں۔ ۳؎ وہ شخص علاج کرتے کرتے تھک گیا مگر اس کا ہاتھ منہ تک نہ اٹھ سکا۔ شعر:

☆ قسم خدا کی نہ وہ اٹھ سکا قیامت تک ☆ کہ جس کو تو نے نظر سے گرا کہ چھوڑ دیا ☆

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَزِعُوْا مَرَّةً فَرَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِاَبِيْ طَلْحَةَ بَطِيْئًا وَكَانَ يَقْطِفُ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ وَجَدْنَا فَرَسَكُمْ هٰذَا بَحْرًا فَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يُجَارٰى وَفِيْ رِوَايَةٍ فَمَا سُبِقَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۶۴۴) روایت ہے حضرت انس سے کہ ایک بار اہل مدینہ گھبرا گئے ۱؎ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو طلحہ کے سست گھوڑے پر سوار ہوئے اور وہ اڑ نا بھی تھا ۲؎ جب حضور لوٹے تو فرمایا کہ ہم نے تمہارے اس گھوڑے کو دریا پایا ۳؎ پھر اس کے بعد وہ گھوڑا نہیں مقابلہ کیا جاتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ اس دن کے بعد کبھی پیچھے نہ رہا ۴؎ (بخاری)

(۵۶۴۴) ۱؎ یعنی مدینہ والوں میں شور مچ گیا کہ دشمن آگیا خیال رہے کہ غسان اپنی شامی فوج لے کر مدینہ پر ٹوٹ پڑا اس خیال سے ایک دم گھبراہٹ ہوگئی (اشعہ و حاشیہ) ۲؎ **کان یقطف** یا تو **بطیئا** کا بیان ہے یعنی وہ گھوڑا قریب قریب قدم رکھتا تھا یا معنی اڑیل ہے کہ وہ بمشکل قدم اٹھاتا تھا۔ یعنی سست رفتار بھی تھا اور اڑیل بھی ۳؎ یعنی یہ گھوڑا دریا کی طرح تیز رفتار بھی ہے اور سبک رفتار بھی کہ سوار کو اس کی رفتار سے کوئی تکلیف نہیں پہنچتی معلوم ہوا جس پر حضور کا قدم پہنچ جاوے وہ سست ہو تو تیز ہو جاتا ہے ۴؎ یعنی حضور انور کا یہ فیض اس گھوڑے پر وقتی نہ تھا بلکہ دائمی ہوا کہ آئندہ تاحین حیات وہ گھوڑا کبھی کسی گھوڑے سے پیچھے نہ رہا سب سے آگے ہی رہتا تھا۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ تُوُفِّيَ اَبِيْ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَعَرَضْتُ عَلٰى غُرَمَائِهٖ اَنْ يَّاْخُذُوا التَّمْرَ بِمَا عَلَيْهِ فَاَبَوْا فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ وَالِدِيْ اُسْتُشْهِدَ يَوْمَ اُحُدٍ وَتَرَكَ دَيْنًا كَثِيْرًا وَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ يَّرَاكَ الْغُرَمَاءُ فَقَالَ لِيَ اذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلٰى نَاحِيَةٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهٗ فَلَمَّا نَظَرُوْا اِلَيْهِ كَاَنَّهُمْ اُغْرُوْا بِيْ تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَاٰى مَا يَصْنَعُوْنَ

(۵۶۴۵) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ میرے والد کی وفات ہوئی ۱؎ ان پر قرض تھا میں نے ان کے قرض خواہوں سے درخواست کی وہ اپنے قرض کی عوض موجودہ چھوارے لے لیں ۲؎ انہوں نے انکار کیا ۳؎ تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا میں نے عرض کیا کہ حضور جانتے ہیں کہ میرے والد احد کے دن شہید ہو گئے اور بہت سا قرض چھوڑ گئے ہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ کو قرض خواہ دیکھیں ۴؎ فرمایا جاؤ ہر قسم کے چھواروں کا ایک ایک

marfat.com

طَافَ حَوْلَ اَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيْ اَصْحَابَكَ فَمَا زَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتّٰى اَدَّى اللهُ عَنْ وَّالِدِيْ اَمَانَتَهٗ وَاَنَا اَرْضٰى اَنْ يُّؤَدِّيَ اللهُ اَمَانَةَ وَالِدِيْ وَلَا اَرْجِعُ اِلٰى اَخَوَاتِيْ بِتَمْرَةٍ فَسَلَّمَ اللهُ الْبَيَادِرَ كُلَّهَا وَحَتّٰى اِنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةً وَّاحِدَةً۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

طرف ڈھیر لگادو ۵؎ میں نے یہ کام کر دیا پھر میں نے حضور کو بلایا جب قرض خواہوں نے حضور کو دیکھا تو شاید وہ اس گھڑی مجھ پر بھڑک گئے ۶؎ پھر جب حضور نے ان لوگوں کا یہ عمل دیکھا تو ان میں سے بڑے ڈھیر کے آس پاس تین چکر گھومے ۷؎ پھر اس پر بیٹھ گئے ۸؎ پھر فرمایا اپنے قرض خواہوں کو ہمارے سامنے بلاؤ پھر آپ ناپ کراتے رہے ان سب کے لئے حتی کہ اللہ نے میرے باپ کا سارا قرضہ ادا کر دیا ۹؎ میں اس پر راضی تھا کہ اللہ میرے والد کا قرض ادا کردے میں اپنی بہنوں کو ایک چھوارا بھی نہ پہنچاؤں ۱۰؎ مگر اللہ نے سارے ڈھیر سلامت رکھے اور حتی کہ میں اس ڈھیر کو دیکھتا تھا جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے گویا اس میں سے ایک چھوارا بھی کم نہیں ہوا ۱۱؎ (بخاری)

(۵۶۴۵) ۱؎ وفات سے مراد شہادت کی موت ہے کیونکہ حضرت جابر کے والد عبداللہ غزوہ احد میں شہید ہوئے ہیں جیسا کہ آگے آرہا ہے وفات کے معنی ہیں پورا کرنا کافر کی موت سے اس کی ڈھیل و مہلت کی گھڑیاں پوری ہوتی ہیں وہ پکڑ میں آتا ہے مومن کی موت سے اس کام کی گھڑیاں پوری ہوتی ہیں آرام و انعام شروع ہوتا ہے اللہ والوں کی موت سے ان کی انتظار کی گھڑیاں پوری ہوتی ہیں انہیں وصل یار نصیب ہوتا ہے اس لئے ان کی وفات کو وصل یا عرس کہتے ہیں ۲؎ یعنی باغ میں جس قدر چھوارے پیدا ہوں وہ وصول کرلیں باقی قرضہ معاف کردیں ان پر قرضہ بہت زیادہ تھا اور موجودہ پھل بہت تھوڑے ۳؎ یہ قرض خواہ سارے یہودی تھے بھلا یہود میں اتنا حوصلہ کہاں سے آیا (مرقات) انہوں نے کہا کہ ہم چند سال تک تمہارے باغ کی ساری پیداوار وصول کرتے رہیں گے اپنا قرض پورا وصول کریں گے ۴؎ ممکن ہے کہ یہود مدینہ آپ کو دیکھ کر کچھ غیرت کریں اور موجودہ پیدوار لے کر بقیہ قرض معاف کردیں معلوم ہوا کہ قرض کی معافی میں کوشش کرنا بحالت مجبوری جائز ہے ۵؎ مدینہ منورہ میں قریبًا اسی قسم کی کھجوریں ہوتی ہیں آپ کے باغ میں بہت قسم کی کھجوریں تھیں فرمایا ہر کھجور کا علیحدہ ڈھیر لگادو تاکہ ادا قرض میں آسانی ہو اور بعد میں چھانٹنے میں دیر نہ لگے اور ہر قرض خواہ کو اس کے قرض کی کھجوریں دی جا ئیں ۶؎ اغروا کے بہت معنی کئے گئے ہیں مرقات نے بھڑکنے کے معنی کئے یعنی مجھ پر ان کا غصہ تیز ہو گیا وہ سمجھے کہ یہ قرض تو ادا کرتے نہیں سفارش لاکر ہمارا نقصان کرنا چاہتے ہیں ۷؎ حضور انور کا اس بڑے ڈھیر کے گرد تین بار چکر لگانا اس میں برکت و فیض دینے کے لئے تھا تاکہ ہر طرف سے اس میں برکت پہنچے یہ شرعی طواف نہیں وہ تو عبادت ہے اور سوائے کعبہ معظمہ کے کسی کا شرعی طواف جائز نہیں بعض لوگ برکت حاصل کرنے کے لئے بزرگ کی قبر کے ارد گرد گھومتے ہیں۔ بعض لوگ اس قبر کے تعویز پر پانی کا برتن گھماتے ہیں برکت کے لئے ان دونوں کاموں کا ماخذ یہ حدیث ہے یہ عمل شرک نہیں مگر عوام مسلمانوں کے سامنے یہ کام نہ کرے کہ لوگ شرعی طواف اور اس طواف میں فرق نہ کریں گے قبر کا طواف ہی شروع کردیں گے اس کا خیال رہے ۸؎ حضور انور کا اس ڈھیر پر بیٹھنا برکت لازم کردینے کے

marfat.com

لئے تھا۔ بعض لوگ بزرگوں کو اپنے گھر بلاتے ہیں ان کی تشریف آوری کو برکت کا باعث سمجھتے ہیں ان کے بیٹھنے کی جگہ کو مبارک سمجھتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے اللہ کے مقبول بندوں کے قدم میں برکت ہے **وجعلنی مبارکا اینما کنت** دعائے درویشاں رد بلا قدم درویشاں رحمت خدا صحابہ کرام حضور انور سے اپنے گھروں میں دو رکعت نفل پڑھواتے اور اس جگہ کو معلیٰ بنا لیتے تھے۔ ۹۔ ایک ڈھیر سے ہی سارا قرضہ ادا ہو گیا۔ دوسرے ڈھیروں کی نوبت ہی نہ آئی اور اس ڈھیر میں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی ویسا کا ویسا ہی رہا یہ ہے حضور کے قدم شریف کی برکت ۱۰۔ یہ کھجوریں اتنی تھیں ہی نہیں کہ ان سے قرضہ پورا ادا ہوتا اس لئے یہ میری تمنا تھی معلوم ہوا کہ سعادت مند بیٹا وہ جو باپ کے بعد اس کا قرض ادا کرے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابیت' جہاد' شہادت سب مل کر بھی حق العبد معاف نہیں کراتیں وہ تو ادا کرنا ہی ہو گا افسوس کہ آج ہم لوگ حقوق العباد مار لینے میں بڑے بہادر ہیں ۱۱۔ خیال رہے کہ ان قرض خواہوں کی حضرت عبداللہ پر مختلف قسم کی کھجوریں قرض تھیں کسی کی عجوہ تھیں کسی کی صفاوی کسی کی برنی تھیں حضور انور نے ان سب کو اعلیٰ درجہ کی کھجوریں ادا کیں یہ ڈھیر بڑا بھی تھا اور اعلیٰ درجہ کا بھی اعلیٰ درجہ سے قرض ادا کرنا سنت ہے اس لئے حضور انور نے ہر قسم کی کھجور کے الگ ڈھیر لگوائے تھے تاکہ ہر قرض کی کھجوریں دی جاویں مگر سب کو اعلیٰ ہی ملیں۔

وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ اُمَّ مَالِكٍ كَانَتْ تُهْدِىَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ عُكَّةٍ لَهَا سَمْنًا فَيَاْتِيْهَا بَنُوْهَا فَيَسْأَلُوْنَ الْاُدُمَ وَلَيْسَ عِنْدَهُمْ شَيْءٌ فَتَعْمِدُ اِلَى الَّذِىْ كَانَتْ تُهْدِىْ فِيْهِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَجِدُ فِيْهِ سَمْنًا فَمَا زَالَ يُقِيْمُ لَهَا اُدُمَ بَيْتِهَا حَتّٰى عَصَرَتْهُ فَاَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَصَرْتِيْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَوْ تَرَكْتِيْهَا مَا زَالَ قَائِمًا۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۶۴۶) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ ام مالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے ڈبہ میں گھی کا ہدیہ بھیجا کرتی تھیں ۱۔ ان کے پاس ان کے بچے آتے ان سے سالن مانگتے حالانکہ ان کے پاس کچھ نہ ہوتا تو وہ اس ڈبے کی طرف جاتیں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجتی تھیں تو اس میں گھی پاتیں تھیں ۲۔ ان کے لئے ان کے گھر کا سالن رہا ۳۔ حتی کہ انہوں نے اسے نچوڑ لیا ۴۔ پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں فرمایا کیا تم نے اسے نچوڑ لیا عرض کیا ہاں فرمایا اگر تم اسے چھوڑ دیتیں تو وہ باقی رہتا ۵۔ (مسلم)

(۵۶۴۶) ۱۔ یعنی ایک ڈبہ میں حضور انور کی خدمت میں گھی ڈال کر بطور ہدیہ حضور کی خدمت میں بھیجا کرتی تھی گھی کو نسبت ہو جاتی تھی' حضور سے اور ڈبہ کو اس گھی سے اس دور کی نسبت نے بھی رنگ دکھا دیا **شعر**:۔

☆ تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت ☆ میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا ☆

حضرت جبرئیل کی گھوڑی کی ٹاپ کی خاک نے سامری کے سونے کے بچھڑے میں جان ڈال دی تھی۔ **شعر**:۔

☆ اے ہزاراں جبرئیل اندر بشر ☆ بہر حق سوئے غریباں یک نظر ☆

۲۔ سبحان اللہ اس ذات کریم سے نسبت سے خالی بھی بھر جاتے ہیں اس ڈبہ کو حضور انور سے صرف اتنی نسبت تھی کہ اس میں حضور سرکار کے لئے گھی حاضر کیا جاتا تھا تو یہ ڈبہ خالی ہو کر بھی بھرا ہوتا تھا اگر ہمارے خالی دلوں پر حضور نظر کریمانہ فرمادیں تو یہ ایمان و عرفان سے بھر جاویں ۳۔ یعنی بہت عرصہ تک یہ ڈبہ گھر بھر کو سالن دیتا رہا یہ گھر کبھی بے سالن نہ ہوا۔ عرب میں صرف گھی یا

marfat.com

صرف زیتون کے تیل بلکہ صرف کھجوروں سے روٹی کھالیتے ہیں ۴؎۔ تاکہ بہت سا گھی نکل آوے یہ ہے ہوس اس لئے اس نے کام بگاڑ دیا کہ آئندہ پھر گھی نکلنا بند ہوگیا(مرقات) برکت کی چیز کو ناپنا تولنا' نچوڑنا' جھاڑ لینا اچھا نہیں ۵؎۔ یعنی تمہاری پشتہا پشت تک یا قیامت تک اس ڈبے سے گھی نکلتا رہتا۔ اس حدیث کے ماتحت صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اس ڈبہ پر حضور انور نے کچھ دم نہیں کیا اسے ہاتھ نہیں لگایا صرف دور کی نسبت حضور سے ہوگئی تو برکت کا یہ حال ہوا' لہذا جس چیز پر حضور کا نام پڑ جاوے اس میں بھی برکت ہوگی لہذا جو چیز حضور کے نام پر لگادی جاوے کہ اس کھانا پر حضور کی فاتحہ پڑھ دی جاوے یا کہا جاوے کہ یہ دودھ حضور کا ہے میرا بیٹا حضور کا غلام ہے انشاء اللہ اس میں برکت ہوگی مجھ گنہگار کو میرے والد نے حضور قطب ربانی محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ کے در کا فقیر بنادیا ہے میرے پیدا ہوتے ہی انہوں نے فرمایا تھا کہ میرا یہ بچہ حضور سرکار بغداد کا غلام ان کے در کا فقیر ہے تو یہ گنہگار اپنے ہر کام میں اپنے گھر میں برکت دیکھتا ہے۔ بزرگوں سے نسبت بڑی چیز ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِّنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ اَخْرَجَتْ خِمَارًا لَّهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِيْ وَلَاثَتْنِيْ بِبَعْضِهِ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبْتُ بِهٖ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَكَ اَبُوْ طَلْحَةَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَّعَهُ قُوْمُوْا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ طَلْحَةَ مَعَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّيْ

(۵۶۴۷) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ابو طلحہ نے ام سلیم سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کمزور سی سنی ہے جس میں بھوک محسوس کرتا ہوں ۱؎ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے وہ بولیں ہاں چنانچہ انہوں نے جو کی چند ٹکیاں نکالیں پھر اپنا دوپٹہ نکالا تو اس کے بعض سے روٹیں لپٹیں پھر اسے میرے ہاتھ سے چھپادیا اور بعض حصہ لپیٹ دیا ۲؎۔ پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تو میں وہ لے گیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں پایا ۳؎۔ آپ کے ساتھ لوگ تھے تو میں نے انہیں سلام کیا تو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو ابو طلحہ نے بھیجا ہے میں نے کہا ہاں فرمایا کھانا دے کر میں نے کہا ہاں ۴؎۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس والوں سے فرمایا اٹھو حضور چلے اور میں ان کے سامنے چلا ۵؎۔ حتی کہ میں ابو طلحہ کے پاس آیا تو میں نے انہیں یہ خبر دی ابو طلحہ نے کہا اے ام سلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو لے کر تشریف لے آئے ۶؎۔ ہمارے پاس کھانا نہیں جو انہیں کھلائیں وہ بولی اللہ رسول ہی جانیں ۷؎۔ ابو طلحہ چلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ابو طلحہ حضور کے ساتھ تھے ۸؎۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سلیم جو کچھ تمہارے پاس ہے لاؤ ۹؎۔ چنانچہ یہ

marfat.com

يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ فَأَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ ثُمَّ لِعَشَرَةٍ فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ أَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ أَنَّهٗ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَدَخَلُوْا فَقَالَ كُلُوْا وَسَمُّوا اللّٰهَ فَأَكَلُوْا حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ بِثَمَانِيْنَ رَجُلًا ثُمَّ أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُ الْبَيْتِ وَتَرَكَ سُؤْرًا وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ قَالَ أَدْخِلْ عَلَيَّ عَشَرَةً حَتّٰى عَدَّ أَرْبَعِيْنَ ثُمَّ أَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ هَلْ نَقَصَ مِنْهَا شَيْءٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ ثُمَّ أَخَذَ مَا بَقِيَ فَجَمَعَهٗ ثُمَّ دَعَا فِيْهِ بِالْبَرَكَةِ فَعَادَ كَمَا كَانَ فَقَالَ دُوْنَكُمْ هٰذَا۔

ہی روٹیاں لائیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حکم دیا وہ توڑ دی گئیں، ام سلیم نے ڈبہ نچوڑا اسے سالن بنادیا ۱۰؎ پھر اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پڑھا جس کا پڑھنا اللہ نے چاہا ۱۱؎ پھر فرمایا دس آدمیوں کو اجازت دو انہیں بلایا گیا انہوں نے کھایا حتی کہ سیر ہو گئے پھر چلے گئے پھر فرمایا اور دس کو بلاؤ پھر اور دس کو ۱۲؎ تو ساری قوم نے کھالیا اور سیر ہو گئے قوم کل ستر یا اسی آدمی تھے ۱۳؎ (بخاری مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ دس کو بلاؤ وہ آئے فرمایا کھاؤ بسم اللہ پڑھ کر انہوں نے کھایا ۱۴؎ حتی کہ یہ ہی معاملہ اسی آدمیوں سے کیا گیا' پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور گھر والوں نے کھایا ۱۵؎ اور بقیہ چھوڑ بھی دیا اور بخاری کی ایک روایت میں یوں ہے کہ فرمایا میرے پاس آدمی لاؤ حتی کہ چالیس آدمی گنائے ۱۶؎ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا ۱۷؎ تو میں دیکھنے لگا کہ کیا اس میں سے کچھ کم ہوا' اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ پھر بقیہ لیا اسے جمع فرمایا پھر اس میں برکت کی دعا کی تو وہ جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا تو فرمایا اسے لو ۱۸؎۔

(۵۶۴۷) ۱؎ یعنی حضور انور کی آواز میں ضعف ہے معلوم ہوتا ہے کہ کئی دن سے کھانا نہیں کھایا ہے یہ تحقیق پہلے کی جاچکی ہے کہ اگر حضور انور روزے کی نیت سے عرصہ تک بالکل نہ کھائیں تو مطلقاً ضعف محسوس نہیں ہوگا لیکن اگر بغیر روزہ کی نیت کے کھانا ترک فرمادیں تو بشریت کا ظہور ہوگا اور ضعف ظاہر ہوگا۔ ۲؎ یعنی روٹیاں بہت ہی تھوڑی تھیں جو ایک بچہ یعنی حضرت انس کی بغل میں آگئیں ایک دوپٹہ کے کونہ میں لپٹ گئیں جس کا دوسرا حصہ میری بغل سے لپیٹ دیا گیا اقراص جمع ہے قرص کی معنی ٹکیاں (ٹکی) چھوٹی روٹی یہ جو کی تھیں ۳؎ یہاں مسجد سے مراد مسجد نبوی شریف نہیں ہے کیونکہ یہ واقعہ غزوہ خندق کا ہے جب کہ حضور انور خندق کھودنے کھدوانے میں خندق میں تشریف فرما تھے بلکہ مسجد سے مراد وہ جگہ ہے جو اس دن نماز کے لئے وہاں میدان میں مقرر فرمالی گئی جہاں اب خمسہ مساجد بنی ہوئی ہیں۔ حضور انور کے ساتھ اس وقت اسی آدمی تھے (اشعۃ مرقات) ۴؎ حضرت انس نے یہ مجمع دیکھ کر روٹیاں پیش کرنے کی ہمت نہ کی کہ پونجی تھوڑی مقام شاندار عشاق کی بھیڑ بہت زیادہ تھی مگر وہاں کون چیز مخفی تھی جسے عرش و فرش کی خبر ہے اسے حضرت انس کی بغل کی روٹیوں کی خبر کیوں نہ ہو سب کچھ بتادیا کہ تم کو ابو طلحہ نے بھیجا ہے روٹیاں دے کر بھیجا ہے ۵؎ یعنی حضور انور نے وہاں روٹیاں قبول نہ فرمائیں بلکہ کھانے کے ساتھ خود ان کے گھر پر کرم فرمائی کی۔ اب حضرت انس خادمانہ شان سے آگے آگے تھے اور تمام مہمان پیچھے ۶؎ حضرت طلحہ نے یہ شکایت یا ناراضی کے طور پر نہیں کہا بلکہ بطور فکر کہا کہ اب کیا کریں ہمارے ہاں کھانا قریباً ہے ہی نہیں اور مہمان زیادہ آگئے ۷؎ یعنی اے ابو طلحہ تم فکر کیوں

marfat.com

کرتے ہو جو سرکار مختار ہماری حالت سے خبردار اتنے مہمان لائے ہیں وہ ہی انہیں کھلائیں گے۔ شعر:۔

☆ کونین بنائے گئے سرکار کی خاطر ☆ کونین کی خاطر تمہیں سرکار بنایا ☆

☆ بے یار و مددگار جسے کوئی نہ پوچھے ☆ ایسوں کا تمہیں یار و مددگار بنایا ☆

۸؎ یعنی باقی تمام صحابہ پیچھے رہ گئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت ابو طلحہ کے گھر میں تشریف لائے معلوم ہوا کہ میزبان کو چاہیے کہ معظم مہمان کا استقبال کرے ۹؎ یعنی تم نے جو وہاں بھیجا تھا اب یہاں لاؤ ہمارا منشا یہ تھا کہ گھر تمہارا ہو لنگر ہمارا نیز ہم چاہتے تھے کہ تم بھی اسی کھانے سے کھاؤ اگر ہم وہاں ہی کھالیتے کھلادیتے تو یہ فائدے حاصل نہ ہوتے ۱۰؎ یعنی ان روٹیوں کا ملیدہ بنا دیا گیا۔ جناب ام سلیم نے اس پر کچھ گھی ڈال کر اسے مزے دار بنادیا معلوم ہوتا ہے کہ اس پر شکر نہیں ڈالی گئی کہ وہ تھی ہی نہیں پھیکا ملیدہ بنایا گیا گھی بجائے سالن کے ہوگیا جس سے روٹی کا ملیدہ کھانا آسان ہوگیا ۱۱؎ یہ پتہ نہ چلا کہ حضور انور نے اس پر کیا پڑھا بہرحال دعائے برکت کی کچھ اسماء الہیہ پڑھے اس سے ثابت ہوا کہ کھانا سامنے رکھ کر کچھ پڑھنا قرآن مجید وغیرہ سنت ہے، ہم فاتحہ میں یہ ہی کرتے ہیں کہ کھانا سامنے رکھ کر آیات قرآنیہ دعائیں درود شریف وغیرہ پڑھتے ہیں ایصال ثواب کرتے ہیں یہ ممنوع یا شرک نہیں۔ ۱۲؎ حضور انور نے سب کو یک دم کھانے پر نہ بلایا یا اس لئے کہ گھر میں سب کی جگہ نہ تھی دس آدمی ہی کی گنجائش تھی یا اس لئے کہ کھانے کا برتن چھوٹا تھا سب کے ہاتھ اس میں نہ پہنچتے یا اس لئے کہ اگر سب حضرات کو یک دم بٹھادیا جاتا تو وہ کھانا کم دیکھ کر خود بھی کم کھاتے تاکہ سب کو مل جاوے یا اس لئے تاکہ دیر تک یہ میلا لگا رہے اور لنگر جاری رہے (از مرقات) ۱۳؎ ان حضرات کی تعداد میں روایات مختلف ہیں چالیس تھے ستر تھے، اسی تھے، اسی سے بھی زیادہ تھے ان سب کو جمع اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ اولاً چالیس آدمی تھے پھر زیادہ ہوتے رہے حتی کہ ستر اسی یا اس سے بھی زیادہ نے کھانا کھایا (مرقات) ۱۴؎ کھانے کے آداب یہ بھی ہیں کہ اپنے سامنے سے کھائے اور بسم اللہ سے کھانا شروع کرے۔ الحمدللہ پر ختم کرے یہ اعمال باعث برکت ہیں بعض بزرگوں کو دیکھا گیا کہ ہر لقمہ پر بسم اللہ پڑھتے ہیں ۱۵؎ سنت یہ ہے کہ صاحب خانہ اور صاحب طعام سب سے آخر میں کھائے حضرت یوسف علیہ السلام زمانہ قحط میں روزانہ ایک وقت کھانا کھاتے تھے اور تمام آنے والوں کو کھانا کھلا کر تحقیق فرما کر کہ کوئی رہا تو نہیں سب نے کھالیا پھر خود آپ کھاتے تھے ۱۶؎ یہ بقیہ اتنا ہی تھا جتنا اولاً رکھا گیا تھا اس میں کم بالکل نہیں ہوا تھا جیسا کہ آگے آرہا ہے ۱۷؎ یہ روایت پچھلی روایت کے خلاف نہیں چالیس آدمیوں کے بعد حضور انور نے کھایا اور حضور انور کے کھاچکنے کے بعد اور چالیس آدمیوں نے کھایا کہ لوگ آتے رہے کھاتے رہے (اشعۃ اللمعات)۔ ۱۸؎ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور نے اس کھانے پر دوبار دعا فرمائی پہلے کھانا کھلاتے وقت پھر سب کے کھاچکنے کے بعد اس دعا کا اثر بعد کو رہا اور لوگوں نے بھی اس سے کھایا۔

وَعَنْهُ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاِنَاءٍ وَّهُوَ بِالزَّوْرَاءِ فَوَضَعَ یَدَهٗ فِی الْاِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَآءُ یَنْبُعُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِاَنَسٍ کَمْ کُنْتُمْ قَالَ ثَلٰثَمِائَةٍ اَوْ زُهَآءَ ثَلٰثِمِائَةٍ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۶۴۸) روایت ہے انہیں سے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک برتن لایا گیا آپ زوراء میں تھے ۱؎ تو حضور نے برتن میں اپنا ہاتھ رکھا تو پانی آپ کی انگلیوں سے پھوٹنے لگا ۲؎ قوم نے وضو کرلیا قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس سے کہا کہ تم کتنے تھے فرمایا تین سو یا تین سو کے قریب ۳؎۔ (مسلم بخاری)

marfat.com

(۵۶۴۸) ا۔ زوراء مدینہ منورہ کا مشہور مقام ہے جہاں آج کل مدینہ کا بازار ہے۔ یعنی سبزی منڈی (مرقات و اشعہ) ۲۔ ظاہر یہ ہے کہ پانی خود انگلیوں کے درمیان یعنی گاہیوں میں سے ایسے پھوٹا جیسے پتھر سے پانی کا چشمہ جاری ہوتا ہے حضور کا یہ معجزہ موسیٰ علیہ السلام کے اس معجزہ سے افضل اور عجیب تر ہے کہ پتھر سے پانی کے چشمے پھوٹے بعض نے جو کہا ہے کہ اس سے مراد پانی میں برکت ہو گئی غلط ہے حدیث کی منشا کے خلاف ہے۔ ۳۔ غالب یہ ہے کہ پانی کی قلت ہو گئی ہو گی اور وضو کرنے والے زیادہ ہوں گے عرب میں کبھی بستیوں میں بھی پانی کم ہو جاتا ہے ہمارے ہاں گجرات میں ایک بار پانی کی بہت ہی کمی ہو گئی تھی لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ شہر میں پانی کی کمی کیسی وہاں تو پانی ہوتا ہی ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْاٰيَاتِ بَرَكَةً وَّاَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِيْفًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَآءُ فَقَالَ اطْلُبُوْا فَضْلَةً مِنْ مَّآءٍ فَجَآءُوْا بِاِنَآءٍ فِيْهِ مَآءٌ قَلِيْلٌ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِي الْاِنَآءِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الطَّهُوْرِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللّٰهِ وَلَقَدْ رَاَيْتُ الْمَآءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۶۴۹) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ ہم معجزات کو برکت شمار کرتے تھے اور تم انہیں ڈر کی چیز سمجھتے ہو ا، ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو پانی کم ہو گیا' فرمایا کچھ بچا ہوا پانی تلاش کرو ۲۔ لوگ ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی تھا حضور نے برتن میں اپنا ہاتھ ڈال دیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا پھر فرمایا آؤ برکت والے پاک پانی اور اللہ کی برکت پر ۳۔ میں نے پانی کو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا ہے اور یقیناً ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے حالانکہ وہ کھایا جاتا تھا ۴۔ (بخاری)

(۵۶۴۹) ا۔ ظاہر یہ ہے کہ آیات سے مراد حضور انور کے معجزات ہیں اس ہی لئے یہ حدیث باب المعجزات میں لائی گئی بعض شارحین نے فرمایا کہ اس سے مراد آیات قرآنیہ ہیں آپ کا اشارہ اس آیت کریمہ کی طرف ہے۔ **وما نرسل بالایات الا تخویفا** اور رب کے اس فرمان کی طرف بھی اشارہ ہے **وما منعنا ان نرسل بالایات الا ان کذب بها الاولون** مقصد یہ ہے کہ تم ان قرآنی آیات سے یہ مت سمجھ لینا کہ معجزات ڈرانے یا قوموں پر عذاب کے لئے ہی آتے ہیں جیسے صالح علیہ السلام کی اونٹنی وغیرہ بلکہ مومنین کے لئے رحمت ہوتے ہیں اور سرکش معاندین کے لئے عذاب جو معجزہ مانگیں اور دکھائے جانے پر ایمان نہ لائیں ان پر عذاب آجاتا ہے ۲۔ یعنی کسی برتن میں کسی کے پاس کچھ بچا کھچا پانی ہو تو لاؤ خیال رہے کہ یہاں برکت کا معجزہ دکھانا مقصود تھا اس لئے پانی منگایا۔ ورنہ آپ کو اس پانی کی ضرورت نہ تھی سوکھے برتن میں بھی پانی پیدا ہو سکتا تھا۔ ۳۔ یعنی یہ پانی پاک اور پاک گر بھی ہے اور برکت والا بھی ہے کہ تھوڑا پانی سب کو کافی ہو گا اور تمام پانیوں سے افضل و اعلیٰ بھی ہے کہ ہماری انگلیوں سے اس کا چشمہ پھوٹا ہے دنیا میں تین پانی بڑے افضل ہیں اول نمبر یہ پانی کیونکہ حضور کی انگلیوں سے جاری ہوا۔ نمبر دوم آب زمزم جو جناب اسمٰعیل کے قدم سے پیدا ہوا' پھر وہ پانی جو حضرت ایوب علیہ السلام کے ایڑی سے پیدا ہوا' رب فرماتا ہے **ارکض برجلک هذا مغتسل بارد وشراب** بعض کے نزدیک پھر وہ پانی جو جناب مریم کے لئے جاری کیا گیا۔ **قد جعل ربک تحتک سریا**۔ خیال رہے کہ جس پانی کو اللہ والوں سے نسبت ہو جاوے اس کی عزت و عظمت ہے۔ اور جس کو بتوں سے نسبت

marfat.com

ہو وہ منحوس اگرچہ دونوں پانی اللہ کی مخلوق ہیں آب زمزم کی تعظیم ایمان کا رکن ہے اور گنگا کے پانی کی تعظیم کفر ہے کہ علامت کفر ہے ۱۴۔ اس حدیث کی تائید وہ آیت کریمہ کرتی ہے **ان من شئی الا یسبح بحمدہ** بعض روایات میں ہے کہ حضور انور نے ایک مٹھی کنکریاں لیں تو ان کنکریوں نے تسبیح پڑھی ہم سب نے سنی حضور انور نے ان حضرات کے کانوں سے حجاب اٹھادیئے جس سے انہوں نے یہ تسبیح سن لی حضور کی نظر حضور کا ہاتھ حضور کی توجہ عالم غیب کا مشاہدہ کرادیتے ہیں حضور خچر پر سوار ہو گئے تو اس کی آنکھوں نے قبر کا عذاب دیکھ لیا مردے کی چیخ و پکار سن لی۔

وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّکُمْ تَسِیْرُوْنَ عَشِیَّتَکُمْ وَلَیْلَتَکُمْ وَتَاْتُوْنَ الْمَاءَ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ غَدًا فَانْطَلَقَ النَّاسُ لَا یَلْوِیْ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ قَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ فَبَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسِیْرُ حَتَّی ابْھَارَّ اللَّیْلُ فَمَالَ عَنِ الطَّرِیْقِ فَوَضَعَ رَاْسَہٗ ثُمَّ قَالَ احْفَظُوْا عَلَیْنَا صَلٰوتَنَا فَکَانَ اَوَّلَ مَنِ اسْتَیْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالشَّمْسُ فِیْ ظَھْرِہٖ ثُمَّ قَالَ ارْکَبُوْا فَرَکِبْنَا فَسِرْنَا حَتّٰی اِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ نَزَلَ ثُمَّ دَعَا بِمِیْضَاَۃٍ کَانَتْ مَعِیَ فِیْھَا شَیْءٌ مِّنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّاَ مِنْھَا وُضُوْءًا دُوْنَ وُضُوْءٍ قَالَ وَبَقِیَ فِیْھَا شَیْءٌ مِّنْ مَّاءٍ ثُمَّ قَالَ احْفَظْ عَلَیْنَا مِیْضَاَتَکَ فَسَیَکُوْنُ لَھَا نَبَاٌ ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ صَلَّی الْغَدَاةَ وَرَکِبَ وَرَکِبْنَا مَعَہٗ فَانْتَھَیْنَا اِلَی النَّاسِ حِیْنَ امْتَدَّ النَّھَارُ وَحَمِیَ کُلُّ شَیْءٍ وَّھُمْ یَقُوْلُوْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلَکْنَا وَعَطِشْنَا فَقَالَ لَا ھُلْکَ عَلَیْکُمْ وَدَعَا بِالْمِیْضَاَۃِ فَجَعَلَ یَصُبُّ وَاَبُوْ قَتَادَةَ یَسْقِیْھِمْ فَلَمْ یَعْدُ اَنْ رَّاَی النَّاسُ مَاءً فِی الْمِیْضَاَۃِ تَکَابُّوْا عَلَیْھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْسِنُوْا

(۵۶۵۰) روایت ہے حضرت ابو قتادہ سے فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تو فرمایا کہ تم اپنی رات بھر اور کل تک چلتے رہو گے اور انشاء اللہ کل پانی پر پہنچو گے ۱۔ تو لوگ چلے اس طرح کہ کوئی کسی پر توجہ نہیں کرتا تھا ۲۔ ابو قتادہ فرماتے ہیں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چل رہے تھے حتی کہ رات آدھی ہو گئی ۳۔ تو آپ راستہ سے ہٹ گئے تو آپ نے اپنا سر مبارک رکھا پھر فرمایا کہ ہم پر ہماری نماز کی حفاظت کرنا ۴۔ تو پہلے جو صاحب جاگے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جب کہ دھوپ آپ کی پشت شریف میں تھی ۵۔ پھر فرمایا سوار ہو چنانچہ ہم سوار ہوئے پھر چلے حتی کہ جب سورج چڑھ گیا تو حضور اترے پھر وضو کا برتن منگایا جو میرے ساتھ تھا ۶ جس میں کچھ پانی تھا تو اس سے وضو کیا ۷۔ ہلکا وضو کیا عام وضوؤں سے کم فرمایا کہ کچھ پانی باقی رہ گیا فرمایا اس برتن کو ہمارے لئے سنبھال کر رکھنا کہ اس سے ایک قابل حکایت معجزہ ہو گا ۸۔ پھر جناب بلال نے نماز کی اذان کہی ۹۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں پھر فجر کے فرض پڑھے ۱۰۔ اور سوار ہو گئے ہم حضور کے ساتھ سوار ہوئے تو ہم لوگوں تک اس وقت پہنچے جب دن چڑھ گیا ۱۱۔ اور ہر چیز گرم ہو گئی لوگ کہہ رہے تھے یا رسول اللہ ہم ہلاک ہو گئے ہم پیاسے ہو گئے ۱۲۔ تو فرمایا تم پر ہلاکت نہ آئے گی اور وضو کا برتن منگایا تو آپ انڈیلنے لگے اور ابو قتادہ لوگوں کو پلانے لگے دیر نہ ہوئی تھی کہ لوگوں نے برتن میں پانی دیکھ لیا لوگ اس پر ٹوٹ پڑے ۱۳۔ تب رسول

marfat.com

أَلَا كُلُّكُمْ سَيُرْوٰى قَالَ فَفَعَلُوْا فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُبُّ وَأَسْقِيْهِمْ حَتّٰى مَا بَقِيَ غَيْرِيْ وَغَيْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ فَقَالَ لِيَ اشْرَبْ فَقُلْتُ لَا أَشْرَبُ حَتّٰى تَشْرَبَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ إِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ قَالَ فَشَرِبْتُ وَشَرِبَ قَالَ فَأَتَى النَّاسُ الْمَاءَ جَامِّيْنَ رِوَاءً رَوَاهُ مُسْلِمٌ هٰكَذَا فِيْ صَحِيْحِهٖ وَكَذَا فِيْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَجَامِعِ الْأُصُوْلِ وَزَادَ فِي الْمَصَابِيْحِ بَعْدَ قَوْلِهٖ اٰخِرُهُمْ لَفْظَةَ شُرْبًا۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخلاق اچھے رکھو تم سب سیر ہو جاؤ گے ۱۴؎ راوی نے فرمایا کہ لوگوں نے ایسا ہی کیا ۱۵؎ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انڈیلنے لگے اور میں پلانے لگا حتی کہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی باقی نہ رہا ۱۶؎ پھر انڈیلا مجھ سے فرمایا پیو میں نے عرض کیا میں نہیں پیوں گا حتی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پی لیں تو فرمایا قوم کو پلانے والا آخر میں ہوتا ہے ۱۷؎ فرمایا تو میں نے پیا اور حضور نے پیا فرمایا راوی نے کہ لوگ پانی پر پہنچے خوب سیر کر راحت یافتہ ۱۸؎ (مسلم) ان کی صحیح میں یوں ہی ہے اور ایسے ہی ہے کتاب حمیدی اور جامع الاصول میں اور مصابیح میں آخرھم کے بعد لفظ شربا زیادہ فرمایا۔ ۱۹؎

(۵۶۵۰) ۱؎ صحابہ کرام کسی سفر میں تھے کہ پانی کی کمی ہو گئی تب یہ فرمایا پانی سے مراد ہے حضور انور کے معجزہ سے پیدا ہونے والا پانی جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے یعنی تم کو پانی ہم کل اپنی انگلیوں سے نکال کر دکھائیں گے پلائیں گے انتظار کرو جو چیز انتظار کے بعد ملتی ہے اس کی قدر ہوتی ہے۔ ۲؎ کیونکہ گرمی سخت تھی پانی کی کمی تھی سفر دراز تھا اور منزل پر پہنچ کر پانی ملنے کی امید تھی کہ وعدہ اس کا کیا گیا تھا اس لئے کوئی کسی کی طرف دھیان نہ کرتا تھا راستہ طے کرنے کی ہر ایک کو فکر تھی ۳؎ ابہار بنا ہے بھرۃ سے معنی حصہ، ابہار کے معنی ہیں ایک حصہ گزر گیا یعنی زیادہ گزر گیا تھوڑا حصہ باقی رہ گیا گویا رات کا اخیری حصہ آ گیا ۴؎ یعنی نیند کا غلبہ ہے ہم لوگ سوتے ہیں تم میں سے بعض حضرات نماز فجر کا خیال رکھیں پو پھٹ جانے پر ہم کو بیدار کر دیں ۵؎ یعنی سب لوگ سوتے رہ گئے حتی کہ دن چڑھ گیا تب سب سے پہلے حضور انور کی آنکھ کھلی، خیال رہے کہ حضور انور کا سوتا رہ جانا غفلت کی وجہ سے نہ تھا بلکہ اس رات رب نے اپنے محبوب کو اپنی طرف متوجہ کر لیا جس سے آپ کی توجہ اس دنیا کی طرف نہیں رہی اور نماز قضا ہو گئی تاکہ لوگوں کو نماز قضا پڑھنے کا طریقہ آ جائے، اس قضا میں بھی تبلیغ تھی، اس قضا پر ہزاروں ادائیں قربان لہذا یہ حدیث اس فرمان کے خلاف نہیں کہ ہماری صرف آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتا ہے ۶؎ اس جگہ سے آگے چلنا چند وجہوں سے تھا ایک یہ کہ ابھی وقت مکروہ تھا اور سفر ضروری تھا خیال فرمایا کہ وقت کراہت بھی نکل جاوے اور کچھ سفر بھی طے ہو جاوے دوسرے یہ کہ آئندہ معجزہ اس جگہ پہنچ کر دکھانا تھا اس معجزہ کے لئے وہ جگہ ایسی موزون تھی جیسے شق القمر دکھانے کے لئے صفا پہاڑ۔ تیسرے یہ کہ یہاں نماز قضاء ہوئی تھی اس جگہ سے جلد ہٹ جائیں، دوسری جگہ جا کر پڑھیں (از مرقات) مگر پہلی دو وجہیں قوی ہیں ۷؎ بیضاۃ دراصل موضاۃ تھا۔ معنی وضو کا آلہ 'یاء' سے بدلا گیا خیال رہے کہ حضور کی نیند وضو نہیں توڑتی یہاں وضو کسی دوسری وجہ سے ٹوٹا ہو گا یا وضو پر وضو کیا ثواب کے لئے نبی کی نیند وضو نہیں توڑتی شہید کی موت غسل نہیں توڑتی۔ ۸؎ یعنی اس برتن پر ہمارا ایک ایسا معجزہ ظاہر ہو گا جس کے قصے تاقیامت رہیں گے۔ نباء کہتے ہیں شاندار خبر کو اس سے ہے نبی یعنی شاندار خبر والے خبر رکھنے والے یا خبر دینے والے یا خبر لینے والے ۹؎ اس سے دو مسئلے فقہی معلوم ہوئے ایک یہ کہ ادا نماز کی طرح قضا نماز کے لئے بھی اذان کہی جاوے

marfat.com

گی دوسرے یہ کہ اگرچہ سارے ساتھی نمازی نماز کی جگہ جمع ہوں پھر بھی اذان کہی جاوے گی بلکہ اگر کوئی شخص جنگل میں اکیلے نماز پڑھے تب بھی اذان کہہ لے کہ اس کے ساتھ فرشتے نماز پڑھیں گے اور جہاں تک اذان کی آواز پہنچے گی وہاں تک کا ہر ذرہ ہر قطرہ اس کے ایمان کا گواہ بن جاوے گا ۱۰۔ اس عمل شریف سے فقہی مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ اگر فجر کے فرض اور سنتیں دونوں قضا ہو گئی ہوں اور زوال سے پہلے قضا کرنا ہو تو سنتوں کی بھی قضا کرے لیکن اگر فرض ادا کرلئے سنتیں رہ گئیں تو بھی سنتوں کی قضا نہیں اور اور اگر دونوں رہ گئے تھے بعد زوال قضا پڑھیں تو بھی سنتوں کی قضا نہیں (کتب فقہ) ۱۱۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چند صحابہ کرام حضور انور کے ساتھ تھے جو نماز فجر کی قضا میں حضور کے ساتھ رہے اور عام صحابہ آگے بڑھ گئے تھے ریگستان کے سفر میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ لوگ یہ سفر جلد طے کرنے کی کوشش کرتے ہیں آگے جاکر وہ حضرات ٹھہر گئے اور حضور انور مع ان ساتھیوں کے ان سے جا ملے ۱۲۔ معلوم ہوا کہ اپنی بھوک پیاس فقر و فاقہ کی شکایت حضور سے کرسکتے ہیں یہ شرک نہیں بلکہ سنت صحابہ ہے بارش نہ ہونے بارش زیادہ ہو جانے قحط سالی کی شکایات حضور انور سے صحابہ کرام نے کی ہیں کیوں نہ کریں بچے اپنی تکلیف ماں یا باپ سے کہتے ہیں امت اپنی تکالیف حضور سے نہ کہے تو کس سے کہے حضور ہم سب کے پناہ گاہ ہیں یہ پناہ تاقیامت ہے ۱۳۔ آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بہت تیز گرمی تپتے ہوئے ریت سخت پیاس کی حالت میں اچانک پانی نظر آجاوے تو پیاسوں کی بے قراری کا کیا حال ہوگا اس کا اندازہ وہ ہی کرسکتا ہے جو کبھی ان حالات سے دوچار ہوا ہو سب حضرات ہجوم کر پانی پر ٹوٹ پڑے۔ ۱۴۔ یعنی آپس میں **دھکم پیل** نہ کرو پانی کم نہیں ہے سب کو بہت پانی عطا ہوگا پانی کافی ہے ۱۵۔ یعنی یہ حکم پاتے ہی ان حضرات کی بے چینی جاتی رہی اطمینان کی لہر دوڑ گئی اس سے معلوم ہوا کہ ہر وقت اچھے اخلاق سے برتاوا کرے آج کل ایسے اژدہام پر قطار لگواتے ہیں یہ بہت اچھا ہے اور اس کا ماخذ یہ فرمانا عالی ہو سکتا ہے ۱۶۔ ہم دو صاحبوں کے سواء کوئی باقی نہ رہا ۱۷۔ یعنی قانون یہ ہے کہ پلانے والا پیچھے پئے کھلانے والا پیچھے کھائے ہم ہیں پلانے والے اس لئے ہم تمہارے بھی بعد پئیں گے خیال رہے کہ رب تعالیٰ کی طرف سے قاسم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور تاقیامت ہیں اور حضور انور کی طرف سے قاسم حضرت ابوقتادہ تھے حقیقتاً پلانے والے حضور انور تھے ظاہری ساقی ابوقتادہ لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ ساقی تو حضرت ابوقتادہ تھے ۱۸۔ اس واقعہ کے بعد ہم پانی کے کنوئیں پر پہنچے تو اس طرح پہنچے کہ پانی سے خوب سیر تھے کیونکہ حضور کے چشمہ فیض سے پانی پی چکے تھے۔ ۱۹۔ یعنی مصابیح کی روایت میں ہے **ساقی القوم اخرھم شربا** ان کتب میں لفظ شربا نہ تھا۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ لَمَّا کَانَ یَوْمُ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ اَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَۃٌ فَقَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ادْعُھُمْ بِفَضْلِ اَزْوَادِھِمْ ثُمَّ ادْعُ اللّٰہَ لَھُمْ عَلَیْھَا بِالْبَرَکَۃِ فَقَالَ نَعَمْ فَدَعَا بِنِطَعٍ فَبُسِطَ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ اَزْوَادِھِمْ فَجَعَلَ الرَّجُلُ یَجِیْءُ بِکَفِّ ذُرَۃٍ وَّیَجِیْءُ الْاٰخَرُ بِکَفِّ تَمْرٍ وَّیَجِیْءُ الْاٰخَرُ بِکِسْرَۃٍ حَتّٰی اجْتَمَعَ عَلَی النِّطَعِ شَیْءٌ یَسِیْرٌ فَدَعَا رَسُوْلُ

(۵۶۵۱) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرمایا کہ جب غزوہ تبوک کا دن ہوا تو لوگوں کو بھوک نے گھیر لیا ۱۔ جناب عمر نے عرض کیا یارسول اللہ ان لوگوں سے ان کے بچے ہوئے توشے منگایئے پھر ان کے لئے اللہ سے اس کھانے پر برکت کی دعا کیجئے فرمایا ہاں ۲۔ چنانچہ دسترخوان منگایا اسے بچھایا پھر ان کے بچے ہوئے توشے منگائے تو کوئی شخص ایک مٹھی جوار لانے لگا اور کوئی ایک مٹھی چھوہارے اور کوئی دوسرا روٹی کا ٹکڑا ۳۔ حتی کہ دسترخوان پر تھوڑی سی چیز جمع

marfat.com

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَکَۃِ ثُمَّ قَالَ خُذُوْا فِیْ اَوْعِیَتِکُمْ فَاَخَذُوْا فِیْ اَوْعِیَتِہِمْ حَتّٰی مَا تَرَکُوْا فِی الْعَسْکَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَؤُوْہُ قَالَ فَاَکَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا وَفَضَلَتْ فَضْلَۃٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَا یَلْقَی اللّٰہَ بِھِمَا عَبْدٌ غَیْرُ شَاکٍّ فَیُحْجَبُ عَنِ الْجَنَّۃِ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ہو گئی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے برکت کی دعا کی پھر فرمایا کہ اسے اپنے برتنوں میں لے لو۵۔ چنانچہ لوگوں نے اپنے برتنوں میں لے لیا حتی کہ لشکر میں کوئی برتن نہ چھوڑا مگر اسے بھر لیا پھر کھایا حتی کہ سیر ہو گئے اور باقی بچ رہا۶۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۷۔ کوئی بندہ اس گواہی کو لے کر اللہ سے نہ ملے گا جب کہ شک نہ کرے پھر وہ جنت سے حجاب میں بھی رہے۸۔ (مسلم)

(۵۶۵۱) ا۔ تبوک ایک مشہور بستی ہے حجاز اور شام کے درمیان خیبر سے پانچ سو میل جانب عمان ہے اور خیبر مدینہ منورہ سے ایک سو چالیس میل ہے تبوک کو بعض نحویوں نے منصرف مانا ہے مگر قوی یہ ہے کہ یہ غیر منصرف ہے کہ وزن فعل ہے اور علم بعض نے کہا کہ تانیث ہے اور علم مگر قوی یہ ہے کہ مونث نہیں کہ ایک جگہ کا نام ہے جگہ مذکر ہے یہ غزوہ ۹ نو ہجری ماہ رجب میں ہوا یہ حضور انور کا آخری غزوہ ہے اونٹ کی سواری سے مدینہ منورہ سے ایک ماہ کا راستہ ہے اب تو ہوائی جہاز مدینہ منورہ سے عمان ڈھائی گھنٹہ میں پہنچ جاتے ہیں اسی غزوہ کا ذکر سورہ توبہ شریف میں ہے یہ غزوہ سخت گرمی میں واقع ہوا تھا لوگوں پر بہت سختی تھی ۲۔ اولاً لوگوں نے حضور انور سے اونٹ ذبح کرنے کی اجازت مانگی اجازت دے دی گئی لوگ اونٹ ذبح کر کے کھانے لگے کئی اونٹ ذبح ہو گئے تب جناب فاروق اعظم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس طرح ہماری ساری سواریاں ختم ہو جائیں گی پھر جہاد اور سفر کیسے ہو گا حضور ذبح روک دیں اور یہ کرم فرمادیں آپ کی زبان پاک میں سب کچھ ہے **شعر:-**

☆ تمہاری ایک نگاہ کرم میں سب کچھ ہے ☆ پڑے ہوئے تو سر رہگزار ہم بھی ہیں ☆

۳۔ غور کرو کہ شاہی فوج کا راشن یہ تھا اس بے سروسامانی میں کیسے کام انجام دیئے دنیا اس سے دست بدنداں ہے آج کل فوجوں کے راشن اور ان کے آرام و عیش بھی دیکھو ۴۔ یہ سب کچھ مل کر اتنا بھی نہ تھا کہ ایک دن کا کھانا بھی ہو جائے ۵۔ یعنی ان موجودہ چیزوں میں سے جو بھی چاہو جتنی چاہو لے لو اپنے برتن ہر چیز سے بھر لو۔ ۶۔ اس طرح کہ جتنا پہلے تھا اتنا ہی بچ رہا جیسا کہ دوسری روایات میں ہے ۷۔ اس گواہی سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ کی توحید کے بھی گواہ ہیں اور اپنی نبوت کے بھی گواہ جیسے رب تعالیٰ خود اپنی وحدانیت کا گواہ ہے فرماتا ہے **شھد اللّٰہ انہ لا الہ الا ھو** اور حضور انور کی یہ گواہی ہم سے گواہی دلوانے ہم کو گواہ بنانے کے لئے ہے دوسرے یہ کہ معجزات اور آیات دیکھ کر بندہ کا یقین اور زیادہ ہو جانا چاہیے اور زیادتی یقین پر گواہی دینا سنت ہے گویا اب دیکھ کر نبوت و وحدانیت کی گواہی دے رہا ہے پہلے سن کر گواہی دی تھی اب دیکھ کر گواہی دی ۸۔ یعنی یہ ناممکن ہے کہ بندہ کا توحید و رسالت پر خاتمہ ہو اور پھر وہ جنت میں کبھی نہ جائے وہ جنت میں ضرور جائے گا خواہ اولاً ہی وہاں پہنچے یا کچھ سزا پا کر پاک و صاف ہو کر مگر شرط یہ ہے کہ اس گواہی میں تردد نہ کرے دل کے یقین سے گواہی دے لہذا اس بشارت سے منافقین خارج ہیں۔ خیال رہے کہ ان جیسی احادیث میں کلمہ سے مراد سارے ایمانی عقائد ہوتے ہیں جیسے کہا

marfat.com

جاتا ہے کہ نماز میں الحمد پڑھنا واجب ہے الحمد سے مراد پوری سورہ فاتحہ لہذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مرزائی، چکڑالوی سب ہی کلمہ پڑھتے ہیں کیا سب جنتی ہیں حضور فرماتے ہیں کہ میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے سارے دوزخی ہوں گے سواء ایک کے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوْسًا بِزَيْنَبَ فَعَمَدَتْ اُمِّيْ اُمُّ سُلَيْمٍ اِلٰى تَمْرٍ وَسَمْنٍ وَاَقِطٍ فَصَنَعَتْ حَيْسًا فَجَعَلَتْهُ فِيْ تَوْرٍ فَقَالَتْ يَا اَنَسُ اذْهَبْ بِهٰذَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْ بَعَثَتْ بِهٰذَا اِلَيْكَ اُمِّيْ وَهِيَ تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا لَكَ مِنَّا قَلِيْلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذَهَبْتُ فَقُلْتُ فَقَالَ ضَعْهُ ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَادْعُ لِيْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا رِجَالًا سَمَّاهُمْ وَادْعُ لِيْ مَنْ لَقِيْتَ فَدَعَوْتُ مَنْ سَمّٰى وَمَنْ لَقِيْتُ فَرَجَعْتُ فَاِذَا الْبَيْتُ غَاصٌّ بِاَهْلِهٖ قِيْلَ لِاَنَسٍ عَدَدُكُمْ كَمْ كَانُوْا قَالَ زُهَاءَ ثَلٰثِمِائَةٍ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى تِلْكَ الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ بِمَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُوْ عَشَرَةً عَشَرَةً يَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَقُوْلُ لَهُمْ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلْيَاْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِّمَّا يَلِيْهِ قَالَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ وَدَخَلَتْ طَائِفَةٌ حَتّٰى اَكَلُوْا كُلُّهُمْ قَالَ لِيْ يَا اَنَسُ ارْفَعْ فَرَفَعْتُ فَمَا اَدْرِيْ حِيْنَ وُضِعَتْ كَانَ اَكْثَرَ اَمْ حِيْنَ رُفِعَتْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۶۵۲) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جناب زینب کے نکاح نوشہہ تھے۱۔ میری ماں ام سلیم نے کچھ چھوارے گھی اور چیز کا ارادہ کیا اس سے حلوہ بنایا اسے ایک پیالہ میں ڈالا۲۔ بولیں اے انس یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ عرض کرو کہ میری ماں نے یہ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے وہ آپ کو سلام کہتی ہیں اور عرض کرتی ہیں کہ یہ آپ کے لئے ہماری طرف سے تھوڑا سا ہدیہ ہے۳۔ اے اللہ کے رسول چنانچہ میں گیا اور میں نے یہ کہا فرمایا اسے رکھ دو۴۔ پھر فرمایا جاؤ ہمارے پاس فلاں فلاں کو اور فلاں کو بلالاؤ جن کا حضور نے نام لیا اور جس سے تم ملو ہمارے پاس بلالاؤ۵۔ میں انہیں بھی بلالایا جس کا نام لیا تھا اور اسے بھی جس سے میں ملا پھر میں لوٹا تو گھر حاضرین سے بھرا ہوا تھا۶۔ جناب انس سے کہا گیا کہ کتنے شمار کے لوگ تھے فرمایا قریبًا تین سو۷۔ سو پھر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس حلوہ پر ہاتھ رکھا اور جو اللہ نے چاہا پڑھا۸۔ پھر حضور دس دس کو بلانے لگے وہ اس سے کھانے لگے حضور ان سے فرماتے تھے کہ اللہ کا نام لو اور ہر شخص اپنے سامنے سے کھائے۹۔ فرمایا کہ لوگوں نے کھایا حتی کہ سیر ہو گئے ایک ٹولہ نکلتا تھا دوسرا ٹولہ آتا تھا حتی کہ سب نے کھالیا پھر مجھ سے حضور نے فرمایا اے انس اٹھالو میں نے اٹھالیا جب اٹھایا تو مجھے پتہ نہیں کہ جب رکھا گیا تھا جب زیادہ تھا یا جب اٹھایا گیا۱۰۔ (مسلم بخاری)

(۵۶۵۲) ۱۔ یعنی حضور انور نے جناب ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا سے نیا نکاح کیا تھا عروس دولہا، دولہن دونوں پر بولا جاتا ہے۔ معنی نوشاہ یعنی نیا دولہا یا نئی دولہن اس لئے منکر نکیر قبر میں کامیاب ہونے والے مردہ سے کہتے ہیں **نم کنومة العروس** خواہ مرد ہو یا عورت۔ ۲۔ مشکوۃ شریف کے عام نسخوں میں تو ہے، ت کے ساتھ بعض نسخوں میں یور ہے، ی سے دونوں کے معنی ایک ہی ہیں یعنی بڑا پیالہ جس میں پانی بھی پیا جاوے سالن بھی کھایا جاوے ۳۔ یعنی یہ ہدیہ حضور انور کے لائق تو نہیں ہے تھوڑا سا

marfat.com

ہے مگر حضور انور کرم کریمانہ سے قبول فرمالیں یہ نہ دیکھیں کہ کتنا ہے اور کیا ہے یہ نظر فرمائیں کہ کس دل سے بھیجا ہے ۴؎ طریقہ مبارکہ یہ تھا کہ حقیر ہدیہ کو بھی رد نہ فرماتے تھے قبول فرماتے تھے کہ لانے والے کا دل خوش ہو جاتا تھا بہت ہی رغبت کا اظہار فرماتے تھے یہ اخلاق کریمانہ قیامت تک ہیں امت دن رات ایصال ثواب کرتی رہے گی وہاں سے قبولیت بلکہ اس کا بہترین بدلہ ملتا رہے گا بعض لوگ اپنی ساری عبادات حضور انور کی طرف سے ادا کرتے ہیں نماز' روزہ' حج' وغیرہ انشاء اللہ ان کے ہدیے رد نہ ہوں گے قبول ہوں گے اور نہ معلوم ادھر سے کیا ملے گا ایک صحابی نے ککڑی پیش کی تھی اسے لپ بھر سونا عطا ہوا تھا خدا کرے ہم کو رحمت کی نظر سے ایک بار دیکھ لیں تو ہماری ساری محنت ٹھکانے لگ جاوے یہ فریاد سن لیں شعر:

☆ سایہ رحمٰن سن لو' والی قرآن سن لو ☆ صدقہ تم پر جان سن لو' اے مرے سلطان سن لو ☆

اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور کی بارگاہ میں سلام کہلوانا سنت صحابہ ہے آج بھی زائرین کی معرفت مسلمان سلام کہلواتے ہیں ۵؎۔ حضور نے کرم کریمانہ سے اس تھوڑے سے کھانے کو گویا اپنا ولیمہ بنالیا اس لئے لوگوں کو جمع فرمایا اور خود جناب انس کو بھی بلانے بھیجا جب ان سے یہ فرمایا کہ جسے دیکھو اسے دعوت دے دو بچے تو اس چیز کے شوقین ہوتے ہیں انہوں نے سارے مدینہ منورہ کو دعوت دے دی ہو گی ۶؎۔ گھر سے مراد گھر اور مسجد نبوی شریف دونوں ہیں ورنہ گھر شریف میں تین سو آدمیوں کی جگہ نہ تھی مہمان مسجد شریف میں ٹھہرائے جاتے تھے ۷؎۔ زہاء کے لغوی معنی ہیں مقدار یا اندازہ محاورہ میں بمعنی قریب استعمال ہوتا ہے یعنی وہ لوگ کم و بیش تین سو آدمی تھے کچھ کم یا زیادہ۔ ۸؎۔ یہ خبر نہیں کہ کیا پڑھا دعاء برکت ہی فرمائی ہو گی معلوم ہوا کہ کھانا سامنے رکھ کر دعا کرنا قرآن مجید پڑھنا جائز بلکہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے فاتحہ میں یہ ہی ہوتا ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر دعا کرنا قرآن مجید پڑھتے ہیں اور ایصال ثواب کی دعا کرتے ہیں۔ حضور انور قربانی کرکے جانور کو سامنے رکھ کر فرماتے تھے کہ مولیٰ یہ میری امت کی طرف سے ہے اسے قبول فرما یہ ہے ایصال ثواب ۹؎۔ یہ دونوں کام سنت طعام ہیں یعنی بسم اللہ پڑھنا اور اپنے سامنے سے کھانا بیچ میں سے نہ کھائے نہ دوسرے کے آگے سے اٹھائے ۱۰؎۔ یہ تردد ظاہر کے لحاظ سے ہے ورنہ اب کھانا زیادہ ہو چکا تھا کہ حضور کی دعاء برکت اور صحابہ کرام کا کھالینا شامل ہو چکے تھے (مرقات) خیال رہے کہ حضور انور نے جناب زینب سے نکاح کرکے ولیمہ خود کیا تھا جس میں ایک بکری ذبح کی تھی اس میں ایک ہزار آدمی تھے اس میں بھی برکت ہوئی تھی یہ واقعہ اس حدیث کے خلاف نہیں۔ جس میں بکری ذبح کرنے کا ذکر ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا عَلٰى نَاضِحٍ قَدْ اَعْيٰى فَلَا يَكَادُ يَسِيْرُ فَتَلَاحَقَ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِبَعِيْرِكَ قُلْتُ قَدْ عَيِيَ فَتَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَجَرَهٗ فَدَعَا لَهٗ فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الْاِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيْرُ فَقَالَ لِيْ كَيْفَ تَرٰى بَعِيْرَكَ قُلْتُ بِخَيْرٍ قَدْ اَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ اَفَتَبِيْعُنِيْهِ

(۵۶۵۳) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جہاد کیا میں اونٹ پر تھا ۱؎ جو تھک گیا تھا تو وہ چل سکتا نہ تھا مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ملے فرمایا تمہارے اونٹ کو کیا ہوا میں نے کہا کہ تھک گیا ہے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے چلے اونٹ کو ڈانٹا پھر اس کے لئے دعا کی ۲؎ تو دوسرے اونٹ کے آگے چلنے لگا ۳؎ پھر مجھ سے فرمایا اپنے اونٹ کو کیسا دیکھتے ہو میں نے کہا خیریت سے ہے اسے آپ کی

بِوُقِيَّةٍ فَبِعْتُهُ عَلَى أَنَّ لِي فَقَارَ ظَهْرِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ غَدَوْتُ عَلَيْهِ بِالْبَعِيرِ فَأَعْطَانِي ثَمَنَهُ وَرَدَّهُ عَلَيَّ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

برکت پہنچ گئی فرمایا ہے۔ تو کیا تم اسے ایک اوقیہ میں میرے ہاتھ فروخت کرو گے ۵۔ تو میں نے اونٹ حضور کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کردیا کہ مجھے مدینہ تک اس کی پشت پر سواری کا حق ہو ۶۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے میں صبح کو آپ کے پاس لے گیا مجھے حضور نے اسکی قیمت بھی دی اور اونٹ بھی لوٹا دیا ۷۔ (مسلم بخاری)

(۵۶۵۳) ا۔ ناضح بنا نضح سے بمعنی پانی چھڑکنا پانی بکھیرنا اصطلاح میں ناضح وہ اونٹ ہے جس سے کھیت کو پانی دیا جاوے اس پر کبھی سواری بھی کرلیتے ہیں یہ اونٹ بھی ایسا ہی تھا۔ ۲۔ دعا فرمائی اس اونٹ کو قوت و طاقت ملنے کی اس دعا سے اس اونٹ میں زور آگیا جس کمزور پر نظر فرمادیں اس میں قوت آجاوے۔ **شعر:۔**

☆ مجھ سے بے بس کی طاقت پہ دائم درود ☆ مجھ سے بے بس کس کی قوت پہ لاکھوں سلام ☆

۳۔ **قدامها** بیان ہے **بین یدی** کا ان دونوں کے معنی ایک ہی ہیں **ابل** سے مراد ہیں سارے اونٹ یعنی اب میرا یہ تھکا ماندہ اونٹ دوسرے اونٹوں سے آگے چلتا تھا ہے۔ یعنی اب جو میرے اونٹ میں یہ زور آگیا ہے وہ آپ کی طاقت ہے کہ اب یہ روکے نہیں رکتا دیتا اللہ تعالٰی ہی ہے مگر دیتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت ۵۔ اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور درہم ساڑھے چار آنے کا کل گیارہ روپیہ چار آنہ میں اونٹ کا سودا طے ہوا۔ اس زمانہ میں جانوروں کی قیمتیں بہت تھوڑی تھیں ۶۔ فقار جمع ہے فقرہ کی بمعنی جوڑ اسی لئے حضور انور کی تلوار کا نام ذوالفقار تھا کہ اس میں جوڑ تھے یہاں اس سے مراد ہیں اونٹ کی پیٹھ کی ہڈیاں یعنی میں فروخت تو کررہا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ مدینہ منورہ تک اس پر سواری کروں گا وہاں پہنچ کر حضور کے حوالہ کردوں گا ۷۔ یہ بیع بظاہر بیع بالشرط ہے جو کہ ممنوع ہے مگر درحقیقت یہ بیع تھی ہی نہیں بلکہ وعدہ بیع تھا کیونکہ بیع میں ضروری ہے کہ دو طرفہ ادھار نہ ہو یا قیمت پر یا چیز پر اسی مجلس عقد میں قبضہ ہو جائے یہاں نہ حضور انور نے قیمت دی نہ حضرت جابرؓ نے اونٹ دیا لہذا یہ بیع نہ تھی بلکہ بیع کا وعدہ تھا مدینہ منورہ آکر اونٹ دینے قیمت لینے پر بیع ہوئی یا یوں کہو کہ یہ لفظاً بیع تھی حقیقتاً نہ تھی اسی لئے حضور انور نے چالیس درہم عطا فرمائے اور اونٹ بھی۔ بعض صاحبوں نے فرمایا کہ یہ حدیث منسوخ ہے بعض نے فرمایا کہ یہ شرط عقد میں داخل نہ تھی بلکہ عقد سے پہلے یا اس کے بعد لگائی گئی بعض نے فرمایا کہ یہ شرط حضرت جابر کی طرف سے نہ تھی بلکہ حضور انور کی طرف سے بطور رعایت پیش کی گئی تھی مگر پہلی توجیہ قوی معلوم ہوتی ہے۔ بہرحال یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع کالی بالکالی سے منع فرمایا یا بیع بالشرط سے منع فرمایا نہ احناف کے خلاف ہے' احناف کہتے ہیں کہ شرط فاسد لگانے سے بیع فاسد ہو جاتی ہے شرط فاسد کی تعریف اور شرط لگانے کی صورتیں کتب فقہ میں ملاحظہ کرو کہ نفس عقد میں ایسی شرط لگائی جاوے جس میں کسی کا نفع ہو اور نفع والا خود شرط لگائے اور وہ شرط ایسی ہو کہ تجارت اس کا تقاضا نہ کرتی ہو یہ بیع کو فاسد کردیتا ہے۔

وَعَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوكَ

(۵۶۵۴) روایت ہے حضرت ابو حمید ساعدی سے فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں گئے تو

marfat.com

فَاَتَيْنَا وَادِيَ الْقُرٰى عَلٰى حَدِيْقَةٍ لِامْرَاَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُخْرُصُوْهَا فَخَرَصْنَاهَا وَخَرَصَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ اَوْسُقٍ وَقَالَ اَحْصِيْهَا حَتّٰى نَرْجِعَ اِلَيْكِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَانْطَلَقْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا تَبُوْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَهُبُّ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَةَ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَلَا يَقُمْ فِيْهَا اَحَدٌ فَمَنْ كَانَ لَهٗ بَعِيْرٌ فَلْيَشُدَّ عِقَالَهٗ فَهَبَّتْ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَحَمَلَتْهُ الرِّيْحُ حَتّٰى اَلْقَتْهُ بِجَبَلَيْ طَيِّئٍ ثُمَّ اَقْبَلْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا وَادِيَ الْقُرٰى فَسَاَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْاَةَ عَنْ حَدِيْقَتِهَا كَمْ بَلَغَ ثَمَرُهَا فَقَالَتْ عَشَرَةَ اَوْسُقٍ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

وادی قریٰ میں ایک عورت کے باغ پر پہنچے ۱۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس باغ میں پھلوں کا اندازہ لگاؤ ۲۔ ہم نے لگایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس وسق اندازہ لگایا ۳۔ اور اس عورت سے کہا کہ اس کا وزن خیال رکھنا حتی کہ ہم تجھ تک انشاء اللہ واپس ہوں ۴۔ ہم چلے گئے حتی کہ تبوک پہنچ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات تم پر سخت ہوا چلے گی تو اس میں کوئی کھڑا نہ ہو جس کے پاس اونٹ ہو وہ اس کی رسی مضبوط باندھ دے ۵۔ چنانچہ بہت سخت ہوا چلی ایک شخص کھڑا ہو گیا اسے ہوا نے اٹھالیا حتی کہ اسے طی کے پہاڑوں پر پھینک دیا ۶۔ پھر ہم آئے حتی کہ وادی قریٰ پہنچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے اس کے باغ کے متعلق پوچھا کہ اس کے پھل کس حد تک پہنچے وہ بولی دس وسق ۷۔ (مسلم بخاری)

(۵۶۵۴) ۱۔ غزوہ تبوک کا ذکر پہلے ہو چکا کہ یہ غزوہ ۹ ہجری میں ہوا' وادی قریٰ مدینہ منورہ سے تین دن کی راہ کے فاصلہ پر واقع ہے شام کو جاتے ہوئے یہ مقام آتا ہے ۲۔ حدیقہ 'بستان' حائط' روضہ قریباً ہم معنی ہیں یعنی باغ غالباً یہ باغ کھجوروں کا تھا اور درخت پھل سے لدے ہوئے تھے پکنے کے قریب تھے ۳۔ یعنی ہم لوگوں نے مختلف اندازے لگائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دس وسق کا اندازہ لگایا یعنی اس باغ میں کھجوریں دس وسق ہوں گی وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع قریباً ساڑھے چار سیر کا درختوں پر پھل کھیت میں پودوں پر دانے کا اندازہ لگانا آسان نہیں اس میں بڑی مہارت درکار ہے ۴۔ یعنی پھل توڑ کر تول لینا وزن یاد رکھنا جب ہم واپس آئیں تو ہم کو بتانا کہ پھلوں کا کتنا وزن ہوا ۵۔ یعنی آج رات سارا انتظام کر کے سونا رات میں کسی کو اٹھنے کی ضرورت نہ رہے ورنہ نقصان اٹھائے گا ۶۔ طی ایک قبیلہ کا نام ہے جس سے حاتم طائی تھا یہ قبیلہ ملک یمن میں تھا یہ دونوں پہاڑ اس ہی جگہ واقع ہیں ان میں سے ایک کا نام آجاء ہے دوسرے کا نام سلمیٰ بعض نے کہا کہ سلمیٰ پہاڑ بجد ہے مگر قوی یہ ہے کہ یہ دونوں پہاڑ یمن ہی میں ہیں (مرقات) یہ حضور انور کا معجزہ ہے بلکہ دو معجزے ہیں ۷۔ یہ حضور کا تیسرا معجزہ ہے کہ حضور انور کا اندازہ ایسا درست تھا کہ اس میں ایک تولہ کا بھی فرق نہ ہوا یہ محض "اندازہ نہ تھا ورنہ کچھ فرق ہوتا بلکہ یہ حضور انور کا علم غیب تھا۔

وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ سَتَفْتَحُوْنَ مِصْرَ وَهِيَ اَرْضٌ يُسَمّٰى فِيْهَا الْقِيْرَاطُ فَاِذَا فَتَحْتُمُوْهَا فَاَحْسِنُوْا اِلٰى اَهْلِهَا فَاِنَّ لَهَا ذِمَّةً وَّرَحِمًا اَوْ قَالَ ذِمَّةً وَّصِهْرًا فَاِذَا رَاَيْتُمْ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ فِيْ مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَاخْرُجْ مِنْهَا قَالَ فَرَاَيْتُ

(۵۶۵۵) روایت ہے حضرت ابوذر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم مصر فتح کرو گے ۱۔ وہ وہ جگہ ہے جس میں قیراط کا بہت نام لیا جاتا ہے ۲۔ تو جب تم اسے فتح کرو تو اس کے باشندوں سے بھلائی کرنا ۳۔ کیونکہ اس کا احترام ہے اور قرابت داری ہے یا فرمایا کہ سسرالی رشتہ ہے ۴۔ پھر جب تم دو شخصوں کو

marfat.com

عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ شُرَحْبِيْلَ بْنِ حَسَنَةَ وَاَخَاهُ رَبِيْعَةَ يَخْتَصِمَانِ فِيْ مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَخَرَجْتُ مِنْهَا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اینٹ بھر جگہ میں جھگڑتے دیکھو تو وہاں سے نکل جانا۵۔ راوی نے فرمایا کہ میں نے عبدالرحمٰن ابن شرحبیل ابن حسنہ اور ان کے بھائی ربیعہ کو دیکھا گیا کہ وہ ایک ایک اینٹ بھر جگہ میں جھگڑ رہے تھے تو میں وہاں سے نکل گیا۶۔ (مسلم)

(۵۶۵۵) ا۔ مصر سے مراد یہ ہی مشہور شہر مصر ہے جہاں یوسف علیہ السلام نے سلطنت فرمائی ۲۔ قیراط بہت چھوٹا سا وزن ہے یعنی دینار کا بیسواں حصہ یعنی وہاں کے تاجرین بہت ہی بے مروت ہیں کسی کی رعایت رتی بھر بھی نہیں کرتے قیراط تک کا حساب کرتے رہتے ہیں اگرچہ وہ چند رتی کا ہو یہ کہتے رہتے ہیں اتنی چھٹانک اتنی رتی معلوم ہوا کہ اہل مصر معاملات میں بہت سخت ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ تاجر کو سخت گیر ہونا نہیں چاہیے معمولی چیزوں میں تولہ رتی کا حساب نہ کرے سونا چاندی اور چیز ہے اس میں رتی کا بھی حساب لگتا ہے ۳۔ یعنی اگرچہ مصر والے معاملات میں سخت ہیں ان کے مزاج بھی سخت ہیں طبیعت بھی تیز ہے مگر تم ان کی سختی برداشت کرنا ان سے برتاؤ اچھا کرنا ان کی سختی کا بدلہ نرمی سے کرنا ۴ یعنی ہم کو مصر والوں سے دو طرح تعلق ہے ایک یہ کہ ماریہ قبطیہ مصر سے آئی تھیں جن کے بطن شریف سے ابراہیم ابن رسول اللہ پیدا ہوئے لہذا وہاں کے لوگوں کو ہماری طرف سے امان ہے ذمہ بمعنی امان دوسرا تعلق یہ ہے کہ ہماری دادی صاحبہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا مصر ہی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملی تھیں انہیں کی اولاد سے ہم ہیں وہ ہماری دادی کا وطن ہے لہذا ان لوگوں سے ہماری قرابت داری بھی ہے۔ صہر کے معنی ہیں سسرالی رشتہ یعنی ہماری لونڈی ماریہ مصر کی ہیں لہذا مصر میں ہمارا سسرالی رشتہ ہے اس فرمان عالی سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمان کو چاہیے کہ اپنے نسبی رشتہ کی طرح سسرالی رشتہ کا بھی احترام کرے ساس، سسر کو اپنا ماں باپ سمجھے ان کی قرابت داروں کو اپنا عزیز جانے بلکہ ان کی بستی کا وہاں کے باشندوں کا احترام کرے کہ وہ ساس و سسر کے ہم وطن ہیں دوسرے یہ کہ نبی کے رشتہ داروں بلکہ نبی کے ملک والوں کا بھی لوب کرے لہذا ہم پر لازم ہے کہ حضور کی اولاد کا مکہ والوں کا احترام و ادب کریں ان کی سختی پر تحمل کریں اہل عرب کی سختی پر سختی تحمل کرنے والوں کے لئے شفاعت کا وعدہ ہے وہ لوگ کیسے ہی سہی مگر ہمارے رسول کے اہل وطن ہیں حضور کے پڑوس ہیں ایک بزرگ گولڑوی غلام محی الدین صاحب حج کے بعد جناب حلیمہ سعدیہ کے گاؤں پہنچے وہاں سات دن قیام کیا ہر روز الگ الگ جماعتوں کی دعوت فرماتے رہے حتی کہ ایک دن وہاں کے کتوں کی دعوت کی حلوہ پوری وغیرہ پکوا کر خود انہیں کھلاتے تھے روتے جاتے تھے کہ یہ جناب حلیمہ کے وطن کے کتے ہیں ان سب باتوں کا ماخذ یہ حدیث ہے۔ غرضیکہ وہاں کے در و دیوار کی عزت کرے افسوس ان بیدینوں پر جو ازواج پاک یا صحابہ کبار کی برائیاں کرتے ہیں وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اس سے حضور کو ایذا ہوتی ہے۔ ۵۔ یہ حکم حضرت ابوذر کو دیا گیا کہ تم یہ واقعہ دیکھو گے کہ دو آدمی ایک اینٹ بھر جگہ میں لڑیں گے جب یہ دیکھو تب مصر میں نہ رہنا کیونکہ یہ ایک بڑے فتنہ کی ابتدا ہوگی جس کا مرکز مصر ہوگا ایسا ہی ہوا کہ اس کے بعد اہل مصر نے حضرت عثمان غنی سے بغاوت کردی انہیں شہید کرنے کے بعد محمد ابن ابوبکر کو جو حضرت علی کی طرف سے وہاں گورنر تھے شہید کردیا پھر ایسے فتنے اٹھے کہ خدا کی پناہ یہ ہے حضور کا علم غیب (مرقات) ۶ شرجلیل ابن حسنہ صحابی ہیں اور عبدالرحمن ربیعہ دونوں ان کے بیٹے ہیں یہ جھگڑا اس وقت ہوا جبکہ حضرت عثمان کا آخری دور خلافت تھا عبداللہ ابن سعد ابن ابی سرح یعنی حضرت عثمان کا رضاعی بھائی حضرت عثمان کی طرف سے مصر کا گورنر تھا اہل مصر اس کی گورنری سے ناراض ہوئے حتی کہ واقعہ شہادت عثمان پیش آگیا یہ اینٹ بھر جگہ پر جھگڑا

marfat.com

اس فتنہ کی ابتدا کی علامت تھی۔ اللہ اکبر حضور کا علم کس قدر وسیع ہے۔

وَعَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي أَصْحَابِي وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ فِي أُمَّتِي اِثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدُونَ رِيحَهَا حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ثَمَانِيَةٌ مِنْهُمْ تَكْفِيهِمُ الدُّبَيْلَةُ سِرَاجٌ مِنْ نَارٍ يَظْهَرُ فِي أَكْتَافِهِمْ حَتّٰى تَنْجُمَ فِي صُدُورِهِمْ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) وَسَنَذْكُرُ حَدِيثَ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا فِي بَابِ مَنَاقِبِ عَلِيٍّ وَحَدِيثَ جَابِرٍ مَنْ يَصْعَدُ الثَّنِيَّةَ فِي بَابِ جَامِعِ الْمَنَاقِبِ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالٰى۔

(۵۶۵۶) روایت ہے حضرت حذیفہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا میرے ساتھیوں میں اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ میری امت میں بارہ منافق ہیں ا۔ جو جنت میں داخل نہ ہوں گے اور نہ اس کی خوشبو پائیں گے، حتی کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہو جاوے ۲۔ ان میں سے آٹھ وہ ہیں جنہیں ایک پھوڑا ہی کافی ہو گا آگ کا شعلہ جو ان کے کندھوں میں ظاہر ہو گا حتی کہ ان کے سینوں میں پار ہو جاوے گا ۳۔ (مسلم) ہم سہل ابن سعد کی حدیث کہ میں یہ جھنڈا کل دوں گا۔ جناب علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں ذکر کریں گے اور حضرت جابر کی حدیث کہ جو اس گھاٹی پر چڑھ جاوے، انشاء اللہ جامع المناقب باب میں ہم ذکر کریں گے

(۵۶۵۶) ا۔ ان منافقوں کو اصحاب یا امت لغوی معنی سے فرمایا گیا ہے ورنہ منافق نہ صحابی ہے نہ حضور کا امتی (یعنی مسلما) صحابی وہ ہے جو بحالت ایمان کی زیارت کرے اور ایمان پر ہی اس کا خاتمہ ہو۔ خیال رہے کہ یہ فرمان عالی غزوہ تبوک کے موقعہ پر ہوا، جب کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس لوٹ رہے تھے تو ایک شب جسے لیلۃ العقبہ کہتے ہیں حضور انور ایک گھاٹی میں اترے آپ کے ساتھ عمار ابن یاسر اور حذیفہ ابن یمان تھے چوتھا منافقین نے سازش کی غار میں پہنچ کر حضور انور پر حملہ کر دیں اس ارادے سے وہ غار میں پہنچے مگر حذیفہ و عمار کو دیکھ کر بھاگ گئے حضور نے جناب حذیفہ سے پوچھا کہ کیا تم ان لوگوں کے نام جانتے ہو عرض کیا کہ نہیں فرمایا ہم جانتے ہیں تم کو ان کے نام بتائیں گے ان سے دو توبہ کرلیں گے اور بارہ دوزخی ہیں یہاں یہ واقعہ مذکور ہے۔ بعد میں حضور انور نے جناب حذیفہ کو ان کے نام بتائے تابعین میں اکثر لوگ حضرت حذیفہ سے ان بارہ کے نام پوچھا کرتے تھے (مرقات) ۲۔ یعنی ان میں سے آٹھ منافق کفر پر مریں گے جنت میں ہرگز نہ جا سکیں گے اس فرمان کا ماخذ قرآن مجید کی یہ آیت ہے **ولا یدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط** یہ ہے حضور انور کا علم غیب کہ لوگوں کی موت اس کی کیفیت سعادت شقاوت سے خبردار ہیں حالانکہ یہ چیزیں علوم خمسہ ہیں ۳۔ دبیلہ تصغیر ہے دبلۃ کی دبلہ اندرون جسم میں ایک پھوڑا ہوتا ہے جو اندر ہی پھوٹ جاتا ہے آدمی مر جاتا ہے اسے فارسی میں عرسلک کہتے ہیں غالباً یہ کینسر پھوڑا ہے جسے سرطان بھی کہا جاتا ہے بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ طاعون کی گلٹی ہے مگر پہلی بات زیادہ قوی معلوم ہوتی ہے اس پھوڑے میں اس غضب کی سوزش اور بدبو ہوتی ہے کہ خدا کی پناہ اسی لئے حضرت حذیفہ نے دبیلہ کی تفسیر **سراج من نار** سے کی یعنی اس پھوڑے سے بیمار کو ایسی سوزش و جلن ہوتی ہے جیسے اس کے جسم میں آگ کا شعلہ بھڑکا ہوا ہے۔ خلاصہ فرمان یہ ہے کہ ان آٹھ منافقوں کو دنیا میں یہ عذاب ہو گا کہ ان کی موت ایسی مصیبت اور ذلت و خواری سے ہو گی اخروی عذاب یہ ہے کہ وہ کفر پر مریں گے ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے دیکھو حضور انور کا علم کہ حضور کو ہر شخص کی دنیا و دین دونوں کی خبر ہے نبی کے معنی ہیں خبردار ۴۔ یعنی یہ دونوں

marfat.com

حدیثیں مصابیح میں یہاں تھیں ہم نے وہاں بیان کیں کہ وہاں کے مناسب ہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ خَرَجَ اَبُوْطَالِبٍ اِلَی الشَّامِ وَخَرَجَ مَعَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اَشْیَاخٍ مِنْ قُرَیْشٍ فَلَمَّا اَشْرَفُوْا عَلَی الرَّاهِبِ هَبَطُوْا فَحَلُّوْا رِحَالَهُمْ فَخَرَجَ اِلَیْهِمُ الرَّاهِبُ وَكَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ یَمُرُّوْنَ بِهٖ فَلَا یَخْرُجُ اِلَیْهِمْ قَالَ فَهُمْ یَحُلُّوْنَ رِحَالَهُمْ فَجَعَلَ یَتَخَلَّلُهُمُ الرَّاهِبُ حَتّٰی جَآءَ فَاَخَذَ بِیَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا سَیِّدُ الْعٰلَمِیْنَ هٰذَا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ فَقَالَ لَهٗ اَشْیَاخٌ مِنْ قُرَیْشٍ مَا عِلْمُكَ فَقَالَ اِنَّكُمْ حِیْنَ اَشْرَفْتُمْ مِنَ الْعَقَبَةِ لَمْ یَبْقَ شَجَرٌ وَلَا حَجَرٌ اِلَّا خَرَّ سَاجِدًا وَلَا یَسْجُدَانِ اِلَّا لِنَبِیٍّ وَاِنِّیْ اَعْرِفُهٗ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ اَسْفَلَ مِنْ غُضْرُوْفِ كَتِفِهٖ مِثْلَ التُّفَّاحَةِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا اَتَاهُمْ بِهٖ وَكَانَ هُوَ فِیْ رِعْیَةِ الْاِبِلِ فَقَالَ اَرْسِلُوْا اِلَیْهِ فَاَقْبَلَ وَعَلَیْهِ غَمَامَةٌ تُظِلُّهٗ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْقَوْمِ وَجَدَهُمْ قَدْ سَبَقُوْهُ اِلٰی فَیْءِ شَجَرَةٍ فَلَمَّا جَلَسَ مَالَ فَیْءُ الشَّجَرَةِ عَلَیْهِ فَقَالَ انْظُرُوْا اِلٰی فَیْءِ الشَّجَرَةِ مَالَ عَلَیْهِ فَقَالَ اَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ اَیُّكُمْ وَلِیُّهٗ قَالُوْا اَبُوْطَالِبٍ فَلَمْ یَزَلْ یُنَاشِدُهٗ حَتّٰی رَدَّهٗ اَبُوْطَالِبٍ وَبَعَثَ مَعَهٗ اَبُوْبَكْرٍ بِلَالًا وَزَوَّدَهُ الرَّاهِبُ مِنَ الْكَعْكِ وَالزَّیْتِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

وَعَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِیْ بَعْضِ نَوَاحِیْهَا فَمَا

دوسری فصل

(۵۶۵۷) روایت ہے حضرت ابو موسیٰ سے فرماتے ہیں کہ ابوطالب شام کی طرف گئے ان کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے سرداروں کی جماعت میں تشریف لے گئے ا۔ جب وہ اس راہب پر پہنچے تو اترے اپنی سواریاں کھولیں ۲۔ ان کے پاس وہ راہب آیا حالانکہ اس سے پہلے یہ لوگ اس پر گزرتے تھے وہ ان کے پاس نہ آتا تھا ۳۔ فرمایا کہ لوگ اپنے سامان کھول رہے تھے راہب ان لوگوں کے درمیان گھسنے لگا ۴۔ حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا بولا یہ تمام نبیوں کے سردار ہیں یہ رب العالمین کے رسول ہیں اللہ انہیں جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گا ۵۔ تو سردارن قریش نے اس سے کہا کہ تجھے کیسے علم ہوا ۶۔ وہ بولا کہ تم جب اس گھاٹی سے سامنے آئے تو کوئی درخت پتھر نہ رہا مگر وہ سجدے میں گر گیا ۷۔ یہ مخلوق نبی کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتی ۸۔ اور میں انہیں مہر نبوت سے پہچانتا ہوں جو ان کے کندھے کی ہڈی کے نیچے سیب کی طرح ہے ۹۔ پھر وہ لوٹ گیا ان لوگوں کے لئے کھانا تیار کیا جب ان لوگوں کے پاس کھانا لایا اور حضور اونٹ چرانے میں مشغول تھے تو بولا انہیں بلا بھیجو ۱۰۔ چنانچہ آپ آئے آپ پر بادل تھا جو سایہ کر رہا تھا ۱۱۔ جب آپ قوم سے قریب ہوئے تو ان کو درخت کے سایہ میں پہلے پہنچا ہوا پایا جب حضور بیٹھے تو درخت کا سایہ آپ پر جھک گیا ۱۲۔ وہ بولا دیکھو درخت کا سایہ کہ آپ پر جھک گیا پھر بولا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں ان کا ولی کون ہے لوگوں نے کہا ابوطالب ہیں وہ انہیں قسمیں دیتا رہا حتی کہ حضور کو ابوطالب نے لوٹا دیا ۱۳۔ اور حضور کے ساتھ ابوبکر نے بلال کو بھیجا ۱۴۔ اس راہب نے آپ کو بسکٹ اور تیل کا توشہ دیا ۱۵۔ (ترمذی) روایت ہے حضرت علی ابن ابی طالب سے فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ

marfat.com

اُسْتَقْبَلَهٗ جَبَلٌ وَّلَا شَجَرٌ اِلَّا وَهُوَ يَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ)

علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا ہم اس کے بعض اطراف میں گئے ۱۶۔ تو کوئی درخت پتھر آپ کے سامنے نہ آیا مگر وہ کہتا تھا یا رسول اللہ آپ پر سلام ہو ۱۷۔ (ترمذی و دارمی)

(۵۶۵۷) ۱۔ اس وقت حضور کی عمر بارہ سال تھی ابوطالب تجارتی قافلہ لے کر مکہ معظمہ سے شام کی طرف گئے تھے حضور انور بخوشی تشریف لے گئے (از اشعہ) تشریف لے جانے میں وہ راز تھا جو آگے آرہا ہے۔ یعنی بحیرہ راہب کو جمال دکھا کر ایمان بخشنا۔ ۲۔ اس عیسائی پادری کا نام بحیرہ تھا اور اسی منزل کا نام بصری تھا یہ جگہ شام میں واقع ہے (اشعہ) بحیرہ عیسائیوں کا بڑا عالم بھی تھا بڑا عابد بھی لہٰذا ان روایات میں تعارض نہیں جن میں اسے عالم کہا گیا ہے بعض میں عابد ۳۔ بعض علماء کو میں نے فرماتے سنا کہ یہ راہب اس راستہ پر اس لئے بیٹھا تھا کہ اسے معلوم ہوا تھا کہ نبی آخر زمان اس راہ سے کبھی گزریں گے وہ شوق زیارت میں یہاں تھا۔ واللہ و رسولہ اعلم قافلے اس پر گزرتے تھے وہ پرواہ بھی نہ کرتا تھا کیونکہ ان قافلوں میں اسے تجلی و انوار نظر نہ آتے تھے۔ آج اس نے اس قافلہ میں آثار نبوت دیکھے۔ شعر:۔

☆ ہمہ آہواں صحرا سر خود نہادہ برکف ☆ بہ امید زآنکہ روزے بشکار خواہی آمد ☆

دوسرے شکاری شکار کو ڈھونڈھتے ہیں وہ ایسے شکاری ہیں کہ شکار انہیں ڈھونڈھتے ہیں ۴۔ یعنی اس قافلہ کے رکتے ہی وہ اس قافلہ میں آن گھسا اور فردا" فردا" ایک ایک کو دیکھنے لگا خاتم النبیین کا جو نقشہ اس کے ذہن میں تھا بہ تعلیم انجیل وہ کسی کے مطابق نہ ہوا ۵۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ العالمین سے مراد اولین و آخرین تمام جہان ہے حضور گزشتہ موجودہ آئندہ ساری مخلوق کے نبی رحمت اور سردار ہیں اب سارے انبیاء کرام اور ان کی امتیں حضور کی امت ہیں (از مرقات) اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سید العالمین رحمتہ للعالمین رسول عالمین ہیں۔ ۶۔ یعنی تو نے حضور کے یہ اوصاف حمیدہ کس ذریعہ سے پہچانے ابھی تو نے ان کے حالات دیکھے بھی نہیں ہیں خیال رہے کہ اہل مکہ ولادت پاک سے ہی حضور انور کے معجزات جنہیں ارہاص کہتے ہیں دیکھا کرتے تھے ان میں سے بعض لوگ حضور کی نبوت پہچان گئے تھے مگر بحیرہ نے تو ابھی کچھ بھی نہ دیکھا تھا اس لئے انہوں نے بطور تعجب پوچھا۔ ۷۔ بحیرہ راہب اس زمانے کے اولیاء اللہ میں سے تھا اس نے اپنے کشف سے ان تمام کا سجدہ میں گرنا دیکھ لیا اور لوگ نہیں دیکھ سکے درخت و پتھروں کے سجدہ کی نوعیت کیا تھی یہ تو دیکھنے والے ہی جانیں خیال رہے کہ اولیاء اللہ کا وجود دین کی حقانیت کی دلیل ہے۔ جس دین میں اولیاء اللہ ہوں وہ سچا ہے۔ جس درخت میں پھل پھول ہو اس کی جڑ ہری ہے چونکہ اس وقت عیسائیت تھی وہاں اولیاء اللہ تھے منسوخ ہوتے ہی وہاں ولایت نہ رہی مسلمانوں کے صدہا فرقے ہیں مگر سواء اہل سنت کے اولیاء اللہ کسی فرقہ میں نہیں پتہ لگا کہ یہ ہی مذہب برحق ہے۔ ۸۔ خیال رہے کہ انسانوں کے سوا تمام چیزیں حضور کو سجدہ کرتی تھیں اونٹوں نے حضور کو سجدہ کیا یہاں معلوم ہوا کہ درختوں پتھروں نے حضور کو سجدہ کیا۔ انسانوں کو بھی سجدہ سر حرام ہے دل و جان و ایمان حضور کو سجدہ کناں ہیں۔ شعر:۔

☆ گو سجدہ سر ہے ان کو منع لیکن دل و جان ہیں سجدہ کناں ☆ ہے حکم شریعت سر پہ رواں دل و جان نے اجازت پائی ہے ☆

۹۔ بعض روایات میں ہے کہ اس نے حضور کی مہر نبوت کی زیارت کی اور اہل مکہ سے حضور انور کے سونے جاگنے کھانے پینے چلنے پھرنے وغیرہ کے حالات پوچھے سب کچھ انجیل کی مذکورہ علامت کے موافق پایا (اشعہ) غضروف وہ نرم ہڈی جو جوڑوں کے ملنے کی

marfat.com

جگہ ہوتی ہے نہ گوشت کی طرح بالکل نرم نہ ہڈی کی طرح ایک دم سخت (لمعات) یہ ہڈی اور گوشت کے درمیان وابستہ ہوتی ہے ۱۰؎ یعنی یہ راہب کھانا پکا کر ان لوگوں کے پاس لایا یہ سب لوگ اپنی جگہ موجود تھے حضور انور یہاں نہ تھے آپ اونٹ چرانے کچھ فاصلے پر تھے اس نے سمجھا کہ جس دولہا کی خاطر یہ کھانا پکایا گیا ہے وہ تو یہاں موجود نہیں برات بغیر دولہا کیسے سجے بولا دولہا کو بلاؤ پھر کھانا کھاؤ۔ ۱۱؎ خیال رہے کہ گرمی میں دن کے وقت حضور انور پر بادل سایہ کرتا تھا۔ رات کو کبھی نہیں دن میں سردی کے موسم میں بادل سایہ نہیں کرتا تھا تاکہ گرمی میں حضور کو دھوپ کی تکلیف نہ ہو اور اول ہی سے جسم پاک بے سایہ تھا خوشبودار تھا کبھی جسم اقدس پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی یہ حضور انور کے ارہاصات ہیں جو ظہور نبوت سے پہلے ظاہر تھے بعض نادان کہتے ہیں کہ جب حضور انور پر بادل سایہ کیے رہتا تھا تو جسم اقدس کا بے سایہ ہونا کیونکر معلوم ہوا' ان کا یہ سوال عبث ہے کیونکہ سایہ صرف دھوپ میں نہیں پڑتا بلکہ چاندنی میں شمع کے سامنے بھی پڑتا ہے نیز رات میں اور سردیوں کے دن میں بادل سایہ نہیں کرتا تھا اس سے بے سایہ ہونا ظاہر ہو جاتا تھا ۱۲؎ یعنی جس درخت کے نیچے ان تمام کو کھانا کھلانے کا انتظام کیا گیا تھا اس درخت کا سایہ پر ہو چکا تھا لوگ وہاں بیٹھ چکے تھے حضور انور مجمع کے کنارے پر بیٹھ گئے۔ جہاں درخت کا سایہ نہ تھا۔ خیال رہے کہ بادل حضور پر چھتری کی طرح سایہ کرتا تھا کہ صرف آپ پر سایہ رہے تاکہ معجزہ ہونا ثابت ہو لہٰذا یہاں یہ اعتراض نہیں پڑ سکتا کہ حضور کو درخت کے سایہ کی ضرورت ہی نہ تھی آپ پر تو بادل کا سایہ تھا نیز درخت بھی حضور انور کی خدمت کرنا چاہتا تھا۔ رب کی مرضی تھی کہ محبوب کا یہ دوسرا معجزہ ظاہر ہو۔ خیال رہے کہ یہ درخت حضور کی خدمت میں جھک گیا' اس بے سایہ والے پر اپنا سایہ ڈال دیا۔ اس طرح کہ دوسرے کنارہ کے لوگ سایہ سے نکل کر دھوپ میں ہو گئے تاکہ سب کو اس معجزہ کا مشاہدہ ہو مرقات نے فرمایا کہ اس وقت بادل ہٹ گیا اور درخت کا سایہ حضور پر پڑنے لگا ۱۳؎ بحیرہ نے کہا کہ ان کی شہرت دنیا بھر میں پہنچ چکی ہے رومی کفار ان کے درپئے آزار ہیں ایسا نہ ہو کہ ان کو قتل کر دیں ان کی حفاظت کرو مکہ واپس بھیج دو۔ ابو طالب نے منظور کر لیا حاکم کی روایت میں ہے کہ اس دوران میں راہب کو سات رومی ملے جو حضور انور کے قتل کے ارادے سے اس طرف آتے تھے انہیں بھی کاہنوں نے پتہ بتایا تھا کہ نبی آخر الزمان اس ماہ اس راستہ سے گزریں گے بحیرہ نے بمشکل انہیں واپس کیا (اشعہ) ۱۴؎ ابن حجر نے اصابہ میں فرمایا کہ حدیث بالکل صحیح ہے اس کے راوی سارے ثقہ ہیں اتنی عبارت کہ ابو بکر صدیق نے بلال کو حضور انور کے ساتھ بھیجا کسی کی ملائی ہوئی ہے یہ باطل محض ہے کیونکہ بلال تو اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اور حضرت ابو بکر صدیق ڈھائی سال حضور سے چھوٹے تھے اس وقت حضور انور کی عمر بارہ سال تھی تو جناب صدیق کی عمر ساڑھے نو سال تھی غرضیکہ اتنی روایت غلط ہے (لمعات' مرقات' اشعہ) ۱۵؎ امام قیروی کعب نے فرمایا کہ اس حدیث کی اسناد کے تمام راوی مسلم بخاری کے راوی ہیں سارے ثقہ ہیں (اشعہ) ۱۶؎ غالبًا یہ واقعہ ظہور نبوت کے بعد کا ہے آپ کسی کام کے لئے حضور کے ساتھ مکہ کے اطراف میں گئے تھے ۱۷؎ ظاہر یہ ہے کہ درختوں پہاڑوں پتھروں کا یہ سلام حضرت علی نے خود سنا لہٰذا اس واقعہ میں حضور کے معجزے حضرت علی کی کرامت دونوں کا ذکر ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہمارا یہ عرض کرنا کہ الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ شرک یا حرام نہیں بالکل جائز ہے اسے تو پتھر درخت بھی حرام نہیں سمجھتے اس کے منکرین پتھروں جانوروں سے بھی بدتر ہیں ہم نماز میں پڑھتے ہیں السلام علیک ایہا النبی۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِالْبُرَاقِ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِهٖ مُلْجَمًا مُسْرَجًا فَاسْتَصْعَبَ عَلَیْهِ فَقَالَ

(۵۶۵۸) روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس رات جس رات میں معراج کرائی گئی'

marfat.com

لَهٗ جِبْرِيْلُ اَبِمُحَمَّدٍ تَفْعَلُ هٰذَا فَمَا رَكِبَكَ اَحَدٌ اَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنْهُ قَالَ فَارْفَضَّ عَرَقًا - (اَلتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

براق لایا گیا لگام و زین دیا ہوا تو آپ پر اس نے سرکشی کی ۱؎ تو اس سے جبریل نے کہا کہ کیا محمد کے ساتھ تو یہ کرتا ہے ۲؎ ان سے زیادہ اللہ کے نزدیک عزت والا تجھ پر کوئی نہیں سوار ہوا ۳؎ فرمایا وہ پسینہ سے نچڑ گیا ۴؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۶۵۸) ۱؎ یعنی کودنے اچھلنے لگا یہ کودنا اچھلنا خوشی میں تھا مگر اس سے سواری میں دقت واقع ہوئی خیال رہے کہ معراج میں براق کی سواری حضور کے اعزاز کے لئے تھی ورنہ حضور کو سواری کی کوئی ضرورت نہ تھی حضرات انبیاء کرام اس رات بیت المقدس میں پھر آسمانوں پر بغیر سواریوں کے گئے کیونکہ وہ حضرات اس رات براتی تھے حضور دولہا تھے دولہا سواری پر ہوتے ہیں براتی پیدل ۲؎ یعنی اے براق تیری یہ شوخی اگرچہ فخریا خوشی سے ہے مگر بے ادبی ظاہر کر رہی ہے تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم کر یہاں ادب کی جگہ ہے ۳؎ بعض لوگوں نے اس عبارت سے دھوکا کھایا ہے کہ اس براق پر حضرات انبیاء کرام سوار ہوتے رہے ہیں آج حضور سوار ہو رہے ہیں مگر یہ استدلال بہت کمزور ہے اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اور لوگ سوار تو ہوئے ہیں مگر وہ حضور کی طرح معزز و مکرم نہ تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ کوئی سوار ہوا ہی نہیں یہ تجھ پر پہلے سوار ہیں اور سب سے بے مثل ہیں کسی نبی کو نہ تو معراج ہوئی نہ انہیں کبھی براق کی سواری کی ضرورت پیش آئی ۴؎ یہاں مرقات نے فرمایا کہ براق کی اچھل کود خوشی میں تھی اور یہ پسینہ آنا بے ادبی کی شرمندگی سے ہوا بعض واعظین بیان کرتے ہیں کہ براق نے حضور سے وعدہ لیا کہ قیامت میں آپ مجھے اپنی سواری کے لئے منتخب فرمائیں وعدہ فرمایا تب وہ خاموش کھڑا ہو گیا یہ روایت کسی معتبر کتاب میں نہیں ملی واللہ اعلم اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اچھل کود ناز کی تھی شعر:

☆ کشادہ دست کرم جب وہ بے نیاز کرے ☆ نیاز مند نہ کیوں عاجزی سے ناز کرے ☆

وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا انْتَهَيْنَا اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ جِبْرِيْلُ بِاِصْبِعِهٖ فَخَرَقَ بِهَا الْحَجَرَ فَشَدَّ بِهِ الْبُرَاقَ - (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۶۵۹) روایت ہے حضرت بریدہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ہم بیت المقدس تک پہنچے تو جبریل نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا جس سے پتھر چر گیا اس سے براق باندھا۔ (ترمذی)

(۵۶۵۹) ۱؎ میں نے اس پتھر کی اس کے سوراخ کی سوراخ میں پیتل کے کڑے کی زیارت کی ہے جس پر براق باندھا گیا تھا اب وہ جگہ زمین دوز ہو گئی ہے کئی سیڑھیاں اتر کر وہاں پہنچنا ہوتا ہے وہاں اندھیرا ہے روشنی کر کے نوافل پڑھے جاتے ہیں یہ جگہ مسجد اقصیٰ میں بائیں ہاتھ پر واقع ہے۔ یہاں انبیاء کرام اپنے گھوڑے باندھا کرتے تھے یہ سوراخ بند گیا تھا۔ جبریل امین نے اشارہ سے یہ سوراخ کھول دیا۔ لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ ہمارا براق اس حلقہ سے باندھا گیا۔ جس سے انبیاء کرام باندھا کرتے تھے۔

وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ الثَّقَفِيِّ قَالَ ثَلٰثَةُ اَشْيَاءَ رَاَيْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ

(۵۶۶۰) روایت ہے حضرت علی ابن مرہ ثقفی سے ۱؎ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین چیزیں دیکھیں

marfat.com

مَعَهٗ اِذْ مَرَرْنَا بِبَعِيْرٍ يُسْنٰى عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاٰهُ الْبَعِيْرُ جَرْجَرَ فَوَضَعَ جِرَانَهٗ فَوَقَفَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيْنَ صَاحِبُ هٰذَا الْبَعِيْرِ فَجَآءَهٗ فَقَالَ بِعْنِيْهِ وَقَالَ بَلْ نَهَبُهٗ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنَّهٗ لِاَهْلِ بَيْتٍ مَالَهُمْ مَعِيْشَةٌ غَيْرُهٗ قَالَ اَمَّا اِذْ ذَكَرْتَ هٰذَا مِنْ اَمْرِهٖ فَاِنَّهٗ شَكٰى كَثْرَةَ الْعَمَلِ وَقِلَّةَ الْعَلَفِ فَاَحْسِنُوْا اِلَيْهِ ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰى نَزَلْنَا مَنْزِلًا فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَتْ شَجَرَةٌ تَشُقُّ الْاَرْضَ حَتّٰى غَشِيَتْهُ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰى مَكَانِهَا فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ لَهٗ فَقَالَ هِيَ شَجَرَةٌ اِسْتَاْذَنَتْ رَبَّهَا فِيْ اَنْ تُسَلِّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنَ لَهَا قَالَ ثُمَّ سِرْنَا فَمَرَرْنَا بِمَآءٍ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ بِابْنٍ لَهَا بِهٖ جِنَّةٌ فَاَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْخِرِهٖ ثُمَّ قَالَ اخْرُجْ فَاِنِّيْ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ سِرْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مَرَرْنَا بِذٰلِكَ الْمَآءِ فَسَاَلَهَا عَنِ الصَّبِيِّ فَقَالَتْ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا رَاَيْنَا مِنْهُ رَيْبًا بَعْدَكَ۔

(رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ)

جب کہ ہم حضور کے ساتھ چل رہے تھے کہ ہم ایک اونٹ پر گزرے جس پر پانی دیا جارہا تھا ۲۔ تو جب حضور کو اونٹ نے دیکھا تو چیخا اپنی گردن رکھ دی ۳۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے فرمایا اس اونٹ کا مالک کہاں ہے وہ حضور کے پاس آیا فرمایا اسے میرے ہاتھ بیچ دے ۴۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ہم یہ حضور کو ہبہ کرتے ہیں یہ ایسے گھر والوں کا ہے جن کے پاس اس کے سوا کوئی ذریعہ معاش نہیں ۵۔ فرمایا جب تم نے اس کا یہ حال بیان کیا تو اس نے زیادتی کام اور چارہ کی کمی کی شکایت کی تم اس سے اچھا سلوک کرو ۶۔ پھر ہم چلے حتی کہ ایک منزل میں اترے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے ایک درخت زمین چیرتا ہوا آیا حتی کہ آپ پر سایہ کرلیا پھر اپنی جگہ لوٹ گیا ۷۔ پھر جب بیدار ہوئے تو میں نے حضور سے یہ ذکر کیا فرمایا یہ وہ درخت ہے جس نے اپنے رب سے یہ اجازت چاہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرے تو اسے اجازت دے دی ۸۔ راوی نے کہا کہ پھر ہم ایک گھاٹ پر گزرے تو آپ کے پاس ایک عورت اپنا بچہ لائی جسے دیوانگی تھی ۹۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بانسہ پکڑا پھر فرمایا کہ نکل میں محمد رسول اللہ ہوں ۱۰۔ پھر ہم چلے تو جب لوٹے تو اس گھاٹ پر گزرے اس سے بچہ کے متعلق پوچھا وہ بولی اس کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا آپ کے بعد ہم نے اس سے کوئی شبہ کی چیز نہ دیکھی ۱۱۔

(شرح سنہ)

(۵۶۶۰) ۱۔ آپ مشہور صحابی ہیں قبیلہ بنی ثقیف سے ہیں۔ حدیبیہ، فتح خیبر، حنین، طائف وغیرہ کے جہادوں میں حاضر رہے آپ نے ایک سفر میں حضور کے تین معجزے دیکھے اس کا بیان فرمارہے ہیں یہ پتہ نہیں چلا کہ کس سفر میں تھے اور یہ واقعہ کب کا ہے۔

۲۔ یسنی بنا ہے سنی سے بمعنی کھیت کو پانی دینا اسی سے ہے سانیہ وہ اونٹنی جس سے کھیت کو پانی دیا جاوے یعنی اس وقت کھیت والے اس پر کھیت کو پانی دے رہے تھے ۳۔ اونٹ کی لمبی گردن سینے سے سر تک کو جران کہتے ہیں یعنی وہ حضور انور کے سامنے اس طرح بیٹھ گیا کہ اپنی ساری گردن زمین پر بچھادی اس نے اس طرح اپنی انتہائی عاجزی ظاہر کی ۴۔ اسے ہم پال لیں گے یہ تیرے پاس تنگ ہے حضور آفت زدوں کے غم خوار ہیں بیکسوں کے غمگسار جن کی کوئی قیمت نہ ہو ان مولے ہوں ان کے خریدار ہیں۔ شعر

marfat.com

☆ بے یار و مددگار جسے کوئی نہ پوچھے ☆ ایسوں کا تمہیں یار و مددگار بنایا ☆

۵۔ یعنی ان لوگوں کا سہارا ان کا گزارہ اس اونٹ سے ہے حضور چاہیں تو قبول فرمالیں ہم کو کوئی عذر نہیں ۶۔ یعنی اچھا ہم نہیں خریدتے تم اپنے پاس رکھو مگر اس سے کام کم لو چارہ زیادہ دو اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور انور جانوروں کی بولی بھی سمجھتے ہیں حضرت سلیمان صرف چڑیوں چیونٹیوں کی بولی سمجھتے تھے۔ حضور شجرو حجر خشک و تر ساری مخلوق کی بولی جانتے ہیں دوسرے یہ کہ حضور حاجت روا مشکل کشا ہیں یہ وہ مسئلہ ہے جسے جانور بھی مانتے ہیں جو انسان مسلمان ہو کر حضور کو حاجت روا مشکل کشا نہ مانے وہ جانوروں سے بدتر ہے تیسرے یہ کہ حضور کی کچہری میں جانور بھی فریادی ہوتے تھے۔ شعر:

☆ ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی دوا ☆ اس در پر شتران ناشاد شکوہ رنج و عنا کرتے ہیں ☆

لہٰذا اپنا ہر دکھ درد حضور سے کہو فریاد کرو ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور کے معجزات سوتے میں بھی جاری رہتے تھے۔ صرف بیداری پر ہی منحصر نہ تھے۔ ۸۔ یعنی درخت کی یہ حاضری صرف سایہ کرنے کے لئے نہ تھی بلکہ مجھے سلام کرنے کے لئے تھی اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور کو جانور درخت بھی سلام کرتے ہیں دوسرے یہ کہ حضور انور سوتے میں بھی سلام کرنے والوں کے سلام سنتے انہیں جواب دیتے ہیں آج بھی بعد وفات حضور کو دنیا سلام کرتی ہے۔ تیسرے یہ کہ اللہ تعالٰی خود اپنی مخلوق کو حضور کی بارگاہ میں سلام کرنے بھیجتا ہے۔ دیکھو درخت اللہ تعالٰی سے اجازت لے کر سلام کرنے آیا تھا رہی یہ بات کہ درخت کو رب تعالٰی نے کیسے اجازت دی اور درخت نے یہ اجازت کیوں کر معلوم کی اس میں بڑی دراز گفتگو ہے حق یہ ہے کہ درختوں پتھروں کے بھی قدرتی دل ہیں ان کے دل میں ڈال دینا اللہ کی اجازت ہے رب فرماتا ہے **واوحی ربک الی النحل** آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈال دی یہ ہے اللہ کا ان سے کلام فرمانا ۹۔ وہ عورت اپنے دیوانہ بچے کو حضور کے پاس لائی تاکہ اسے حضور کے دم اور حضور کی برکت سے شفاء نصیب ہو معلوم ہوا کہ حاجت مندوں کا حضور کے دروازے پر جانا سنت صحابہ ہے۔ ۱۰۔ اس میں خطاب اس بچہ کی بیماری یعنی دیوانگی سے ہے اور **انی رسول اللہ** میں وجہ خطاب کا ذکر ہے یعنی تو اس میں سے نکل جا کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں اس شان رسالت سے تجھ کو نکل جانے کا حکم دے رہا ہوں معلوم ہوا کہ حضور کی حکومت بیماریوں پر بھی ہے آپ کا حکم ان پر بھی جاری ہے دیکھو حضور انور نے نہ تو کوئی دوا ہتائی نہ کوئی دعا پڑھ کر دم کیا بلکہ اسے نکل جانے کا حکم شاہانہ دیا اور بیماری نے اطاعت کی ہم نے عرض کیا ہے۔

☆ تخت ہے ان کا تاج ہے ان کا ☆ دونوں جہاں میں راج ہے ان کا ☆

☆ جن و ملک ہیں ان کے سپاہی ☆ رب کی خدائی میں ان کی شاہی ☆

۱۱۔ یعنی وہ بیماری جڑ سے جاتی رہی پھر اس کا شائبہ بھی نہ ہوا۔ سبحان اللہ یہ ہے حضور کی بادشاہت۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ بِابْنٍ لَّهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنِيْ بِهٖ جُنُوْنٌ وَّاِنَّهٗ لَيَاخُذُهٗ عِنْدَ غَدَائِنَا وَعَشَائِنَا فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرَهٗ وَدَعَا

(۵۳۶۱) روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ ایک عورت اپنے بچہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی بولی یا رسول اللہ میرے اس بچہ کو دیوانگی ہے اور اسے جنون شام سویرے پکڑتا ہے ۱۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سینے پر ہاتھ

marfat.com

ثَعَّةً وَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهٖ مِثْلُ الْجِرْوِ الْاَسْوَدِ يَسْعٰى۔
(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

پھیرا اور دعا کی اسے قے ہوئی اور اس کے پیٹ سے کالا ساپلا سا نکلا جو چلتا تھا۲۔ (داری)

(۵۷۴۱) ا۔ یعنی اسے دیوانگی ہمیشہ نہیں رہتی بلکہ صبح شام ظاہر ہوا کرتی ہے ۲۔ یہ واقعہ دوسرا ہے پچھلی حدیث میں جو گزرا وہ واقعہ دوسرا تھا وہاں اس میں کیڑے کے نکلنے کا ذکر نہ تھا جرو کہتے ہیں کتیا کے پلے بچے کو' وہ کیڑا اسی شکل و شباہت کا تھا وہ دراصل جنون تھا جو کیڑے کی شکل میں تھا بیماریوں کی بھی شکلیں ہوتی ہیں جو اللہ والوں کو نظر آتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعون کو ایک کالی عورت کی شکل میں ملاحظہ فرمایا۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَآءَ جِبْرَئِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ حَزِيْنٌ قَدْ تَخَضَّبَ بِالدَّمِ مِنْ فِعْلِ اَهْلِ مَكَّةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ تُحِبُّ اَنْ نُّرِيَكَ اٰيَةً قَالَ نَعَمْ فَنَظَرَ اِلٰى شَجَرَةٍ مِّنْ وَّرَآئِهٖ فَقَالَ ادْعُ بِهَا فَدَعَا بِهَا فَجَآءَتْ فَقَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ مُرْهَا فَلْتَرْجِعْ فَاَمَرَهَا فَرَجَعَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبِيْ حَسْبِيْ۔
(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

(۵۷۴۲) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے جب کہ آپ غمگین بیٹھے تھے مکہ والوں کی ایذا رسانی کی وجہ سے خون سے رنگین تھے ا۔ عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو ایک نشان دکھاؤں ۲۔ فرمایا ہاں انہوں نے آپ کے پیچھے ایک درخت کی طرف دیکھا عرض کیا اسے بلایئے حضور نے اسے بلایا وہ آگیا آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا ۳۔ پھر عرض کیا اسے حکم دیجئے کہ لوٹ جائے حضور نے اسے حکم دیا وہ لوٹ گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کافی ہے ۴۔ (داری)

(۵۷۴۲) ا۔ یہ واقعہ غزوہ احد کا ہے جبکہ حضور انور پر تلوار و نیزوں کے ستر وار کئے گئے جن سے اللہ نے آپ کو محفوظ رکھا مگر ایک پتھر سر مبارک پر لگا دوسرا دانت شریف پر ایک پتھر سے آپ کی انگلی شریف زخمی ہوگئی ان تین زخموں کی وجہ سے آپ خونا خون ہوگئے اور آپ کو بہت تکلیف پہنچی (مرقات' لمعات' اشعہ) ۲۔ یعنی آپ کو آپ کی سلطنت خداداد دکھاؤں کہ اللہ نے آپ کا راج ساری مخلوق پر قائم فرمایا ہے اگرچہ بعض لوگ نادانی سے آپ کی حکومت نبوت نہ مانیں آیت سے مراد حضور کا وہ معجزہ ہے۔ جس کا تعلق حضور کے خداداد اختیار سے ہے ۳۔ یعنی حضور کے بلانے پر درخت بے توقف چلا آیا ۴۔ یعنی اب مجھے کفار کی مخالفت یا ان کی ایذا رسانی کی کوئی پرواہ نہیں جب مجھے اللہ تعالٰی نے ایسی حکومت بخشی ہے تو ان کفار کا نہ ماننا مجھے ایذائیں دینا ایک عارضی چیز ہے یہ سب میرے زیر نگیں آنے والے ہیں۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَاَقْبَلَ اَعْرَابِيٌّ فَلَمَّا دَنَا قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ وَمَنْ يَّشْهَدُ عَلٰى مَا تَقُوْلُ قَالَ هٰذِهِ السَّلَمَةُ فَدَعَاهَا رَسُوْلُ

(۵۷۴۳) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ ایک بدوی آیا جب قریب ہوا تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو یہ گواہی دیتا ہے کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں ا۔ اور یہ کہ حضور محمد اس کے بندے اور اس کے

marfat.com

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ بِشَاطِئِ الْوَادِیْ فَاَقْبَلَتْ تَخُدُّ الْاَرْضَ حَتّٰی قَامَتْ بَیْنَ یَدَیْہِ فَاسْتَشْھَدَ ھَا ثَلَاثًا فَشَہِدَتْ ثَلٰثًا اَنَّہٗ کَمَا قَالَ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰی مَنْبَتِہَا (رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ)

رسول ہیں وہ بولا جو آپ کہتے ہیں اس پر گواہی کون دیتا ہے ۲؎ فرمایا یہ درخت خاردار ۳؎ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا وہ جنگل کے کنارہ پر تھا وہ زمین چیرتا ہوا آیا حتی کہ آپ کے سامنے کھڑا ہوگیا پھر حضور نے اس سے تین بار گواہی لی اس نے تین بار گواہی دی ۴؎ کہ حضور ویسے ہی ہیں جیسے انہوں نے فرمایا پھر اپنے جھاڑی کی طرف لوٹ گیا ۵؎۔ (دارمی)

(۵۲۶۳) ۱؎ یہ سفر یا تو جہاد کا تھا یا عمرے کا کچھ پتہ چلا نہیں (مرقات) تشہد سے پہلے ہمزہ استفہامیہ پوشیدہ ہے۔ حضور انور نے اس سے یہ سوال فرمایا ۲؎ یعنی انسانوں کے علاوہ اور کون شخص ہے جو آپ کی نبوت پر گواہی دے (اشعہ) اس نے نبی کے اختیار ان کی سلطنت خداداد دیکھ کر مسلمان ہونا چاہا ۳؎ سلمہ کا ترجمہ ہے ببول (کیکر) جس کے پتوں کو عربی میں قرظ کہتے ہیں جس سے کھال رنگی جاتی ہے یعنی پکائی جاتی ہے اس کی جمع سلام ہے بغیرت کے (مرقات) ۴؎ یہ گواہی وہ بدوی اپنے کانوں سے سن رہا تھا اس کا آنا جانا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے ایک معجزہ مانگا تھا حضور انور نے اسے دو معجزے دکھائے درخت کا آنا جانا گواہی دینا ورنہ ہو سکتا تھا کہ حضور خود اس درخت کے پاس جاتے اس سے گواہی لے لیتے ۵؎ اس واقعہ کو امام بوصیری نے قصیدہ بردہ شریف میں یوں بیان فرمایا ہے۔

☆ **جاءت لدعوته الا شجار ساجدۃ** ☆ **تمشی الیه علی ساق بلا قدم** ☆

حضرت حسان یوں بیان فرماتے ہیں۔

نطق الحجر جاء الشجر شق القمر باشارته

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بِمَا اَعْرِفُ اَنَّکَ نَبِیٌّ قَالَ اِنْ دَعَوْتُ ھٰذَا الْعِذْقَ مِنْ ھٰذِہِ النَّخْلَۃِ یَشْھَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَعَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ یَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَۃِ حَتّٰی سَقَطَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ ارْجِعْ فَعَادَ فَاَسْلَمَ الْاَعْرَابِیُّ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَہٗ)

(۵۲۶۴) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرمایا کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا بولا میں کیسے پہچانوں کہ آپ نبی ہیں ۱؎ فرمایا اگر میں اس خوشہ کو اس درخت سے بلاؤں تو وہ گواہی دے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں ۲؎ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا وہ کھجور کے درخت سے اترنے لگا حتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گر گیا پھر فرمایا لوٹ جاوہ لوٹ گیا ۳؎ یہ دیہاتی مسلمان ہوگیا ۴؎۔ (ترمذی)

(۵۲۶۴) ۱؎ یعنی مجھے کوئی معجزہ دکھائیں جس سے میں آپ کی نبوت پہچانوں معلوم ہوا کہ معجزہ نبوت کی دلیل ہوتا ہے دیگر انبیاء کرام کو گنے چنے معجزے عطا ہوئے، حضور کے معجزات بے شمار گزشتہ نبیوں کے معجزات ان کی وفات پر ختم ہوگئے حضور کے بہت سے معجزے تاقیامت باقی ۲؎ عذق کا ترجمہ اردو میں ہے گدھا یعنی درخت کی وہ موٹی شاخ جس میں چھوٹی اور پتلی بہت سی شاخیں ہوں یہ تحقیق ہے مرقات کی مگر لمعات اور اشعہ میں ہے کہ عذق بمعنی خوشہ یہاں بمعنی خوشہ ہی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اگلے

marfat.com

مضمون سے ظاہر ہے ۳؎ یعنی اس خوشہ گچھے کی کھجوریں ایک ایک کرکے آپ کے دامن میں گری پھر اسی طرح اوپر اٹھ گئیں اور اپنے خوشہ سے لگ گئی ان کا یہ آنا جانا ہی گویا ان کی گواہی تھی۔ ۴؎ حضور پر ایمان مختلف ذریعوں سے لوگوں کو حاصل ہوا ہے کوئی آپ کو دیکھ کر ہی ایمان لایا کوئی آپ کے صفات عالیہ میں غور کرکے کوئی آپ کا کلام سن کر اور کوئی صرف نام سن کر کوئی کسی خاص معجزے سے یہ اعرابی اس آخری قسم میں سے تھا جو معجزہ دیکھ کر ایمان لایا۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَاءَ ذِئْبٌ اِلٰی رَاعِیْ غَنَمٍ فَاَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِیْ حَتّٰی انْتَزَعَهَا مِنْهُ قَالَ فَصَعِدَ الذِّئْبُ عَلٰی تَلٍّ فَاَقْعٰی وَاسْتَثْفَرَ وَقَالَ قَدْ عَمَدْتُ اِلٰی رِزْقٍ رَزَقَنِیْهِ اللّٰهُ اَخَذْتُهُ ثُمَّ انْتَزَعْتَهُ مِنِّیْ فَقَالَ الرَّجُلُ تَاللّٰهِ اِنْ رَاَیْتُ كَالْیَوْمِ ذِئْبٌ یَتَكَلَّمُ فَقَالَ الذِّئْبُ اَعْجَبُ مِنْ هٰذَا رَجُلٌ فِی النَّخَلَاتِ بَیْنَ الْحَرَّتَیْنِ یُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضٰی وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ قَالَ فَكَانَ الرَّجُلُ یَهُوْدِیًّا فَجَاءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ وَاَسْلَمَ فَصَدَّقَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا اَمَارَاتٌ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ قَدْ اَوْشَكَ الرَّجُلُ اَنْ یَخْرُجَ فَلَا یَرْجِعُ حَتّٰی یُحَدِّثَهٗ نَعْلَاهُ وَسَوْطُهٗ بِمَا اَحْدَثَ اَهْلُهٗ بَعْدَهٗ۔ (رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ)

(۵۲۶۵) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیا کسی بکریوں کے چرواہے کی طرف گیا ان میں سے ایک بکری پکڑی اسے چرواہے نے تلاش کیا حتی کہ بکری کو اس سے چھڑا لیا۱؎ فرمایا کہ بھیڑیا ٹیلہ پر چڑھ گیا وہاں بیٹھ گیا اور دم دبالی اور بولا کہ میں نے اس روزی کا ارادہ کیا جو مجھے اللہ نے دی میں نے اسے لیا پھر تو نے وہ مجھ سے چھین لی ۲؎ تو یہ شخص بولا اللہ کی قسم میں نے آج جیسا واقعہ کبھی نہ دیکھا بھیڑیا باتیں کر رہا ہے ۳؎ تو بھیڑیا بولا کہ اس سے عجیب تو یہ ہے کہ ایک صاحب دو پہاڑوں کے بیچ کھجوروں کے جھنڈوں میں ۴؎ تم کو ساری گزشتہ اور بعد میں آنے والی باتوں کی خبر دے رہے ہیں ۵؎ وہ شخص یہودی تھا۶؎ وہ نبی صلی اللہ علیہ سلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کو یہ خبر دی اور مسلمان ہوگیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ قیامت کے آگے نشانیاں ہیں ۷؎ قریب ہے کہ ایک شخص نکلے گا تو نہ بولے گا حتی کہ اس کے جوتے اور اس کا کوڑا اسے ان باتوں کی خبریں دیں گے جو اس کے پیچھے اس کے گھر والوں نے کیں ۸؎۔ (شرح سنہ)

(۵۲۶۵) ۱؎ یعنی چرواہے نے بھیڑیئے کا پیچھا کرکے شور مچا کر اس کو مار پیٹ کر اس کے منہ سے بکری چھڑا لی یہ اس کی بہادری تھی ورنہ بلی کے منہ سے چڑیا چھڑانا مشکل ہے ۲؎ یعنی تو نے مجھ پر ظلم کیا کہ رب کی دی ہوئی روزی مجھ سے چھین لی ۳؎ یعنی میں نے ایسا کبھی نہ دیکھا نہ سنا کہ بھیڑیا انسان سے ایسی فصیح زبان میں باتیں کرے یہ تو عجیب تر بات ہے یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات شریف میں ہوا جبکہ حضور ہجرت کرکے مدینہ منورہ میں آگئے تھے یہ شخص حضور انور سے بالکل بے خبر تھا جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے ۴؎ اس سے مراد زمین مدینہ ہے کہ یہ دو سیاہ پہاڑوں کے بیچ میں ہے اور اس میں کھجوروں کے درخت بہت ہیں جیسا کہ زیارت کرنے والوں پر ظاہر ہے۔ ۵؎ یعنی تمام غیبی خبریں دے رہے ہیں از آدم علیہ السلام تا روز قیامت ہر بات لوگوں کو بتا رہے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضور کا علم غیب جانور بھی مانتے تھے جو انسان ہوکر اس کا انکار کرے وہ جانوروں سے بھی

marfat.com

گیا گزرا ہے ۶؎ یہ شخص وہ صحابی ہیں جنہیں بھیڑیئے کے ذریعہ ایمان ملا۔ بعض صحابہ کو تابعین کے ذریعہ ایمان ملا جیسے حضرت عمرو بن عاص کو ایمان ملا، نجاشی شاہ حبشہ کے ذریعہ اور نجاشی تابعی تھے۔ یار کے جلوے رنگ برنگے ہیں کسی کو صحابہ کے ذریعہ ایمان دیتا ہے اور کسی کے ذریعہ صحابی کو ایمان ملتا ہے۔ اس یہودی کا نام ہبار ابن اوس خزاعی ہے اور اس کا لقب معلم الذئب ہے۔ یعنی جس سے بھیڑیئے نے کلام کیا (از مرقات) ۷؎ یعنی بھیڑیئے کا انسان سے یہ کلام کرنا علامات قیامت سے ہے اب قیامت قریب ہے اور یہ حضور انور کا معجزہ بھی ہے معجزے کے لئے تصرف ضروری نہیں۔ حسن یوسفی، لحن داؤدی ان حضرات کے معجزے تھے حالانکہ وہ ان میں تصرف نہیں کرتے تھے ۸؎ یعنی قریب قیامت کوئی شخص اپنا جوتا اپنا کوڑا اپنے گھر چھوڑ جاوے گا وہ دونوں گھر والوں کی آوازیں ان کے کام کھینچ کرلیں گے اس شخص کے آنے پر یہ دونوں سب کچھ بتادیں گے۔ یہ زمانہ اب بہت ہی قریب معلوم ہوتا ہے ایسے آلات ایجاد ہوچکے ہیں کہ جو آوازیں صورتیں کھینچ (جذب) کرلیتے ہیں اور مشین پر لگانے سے سب کچھ بول دیتے ہیں جیسے ٹیپ ریکارڈ وغیرہ۔ ٹیلی ویژن نے تو کمل کردیا ہے کہ وہ تو صورت بھی اپنے میں کھینچ کرکے سب کو دکھادیتا ہے۔

وَعَنْ اَبِی الْعَلَاءِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَدَاوَلُ مِنْ قَصْعَةٍ مِنْ غُدْوَةٍ حَتَّى اللَّيْلِ يَقُوْمُ عَشَرَةٌ وَيَقْعُدُ عَشَرَةٌ قُلْنَا فِيْمَا كَانَتْ تُمَدُّ قَالَ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ تَعْجَبُ مَا كَانَتْ تُمَدُّ اِلَّا مِنْ هٰهُنَا وَاَشَارَ بِيَدِهٖ اِلَى السَّمَآءِ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ)

(۵۶۶۶) روایت ہے حضرت ابوالعلاء سے ۱؎ وہ سمرہ ابن جندب سے راوی ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ سلم کے ساتھ ایک پیالہ سے صبح سے رات تک باری باری کھاتے رہتے تھے کہ دس اٹھتے اور دس بیٹھتے تھے ۲؎ ہم نے کہا کہ کہاں سے بڑھتا تھا ۳؎ فرمایا تم کس چیز سے تعجب کرتے ہو وہ نہ بڑھتا تھا مگر وہاں سے اور اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا ۴؎ (ترمذی، دارمی)

(۵۶۶۶) ۱؎ ابوالعلاء عین کے فتح سے تابعی ہیں آپ کا نام یزید ابن عبداللہ ابن خنجر ہے ۱۱۱ھ ایک سو گیارہ میں آپ کی وفات ہوئی (اکمال۔ مرقات) ۲؎ یعنی ایک بار ہم نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ بلکہ تجربہ کیا کہ ایک پیالہ کھانا سینکڑوں آدمیوں کو کافی ہوا کہ صبح سے شام تک لوگ اس سے کھاتے رہے سیر ہوتے رہے یہ پتہ نہیں چلا کہ یہ واقعہ کس وقت اور کس جگہ کا ہے۔ ۳؎ مشکوۃ شریف کے بعض نسخوں میں **فمما** ہے مطلب دونوں کا ایک ہی ہے کہ یہ برکت کہاں سے آرہی تھی **فمما** کی من ابتدائیہ ہے اور جن نسخوں میں من نہیں ہے تب بھی مطلب یہ ہی ہے کہ وہ کیا چیز تھی جو برکت کا باعث تھی ۴؎ غالب یہ ہے کہ سائل ابوالعلاء ہیں اور جواب دینے والے حضرت سمرہ ابن جندب ہیں ہوسکتا ہے کہ کوئی اور صاحب سائل ہوں جواب دینے والے ابوالعلاء ہوں۔

وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ بَدْرٍ فِیْ ثَلٰثِمِائَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ قَالَ اللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ حُفَاةٌ فَاحْمِلْهُمْ اللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ عُرَاةٌ فَاكْسُهُمْ اللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَاَشْبِعْهُمْ فَفَتَحَ اللهُ لَهٗ فَانْقَلَبُوْا وَمَا مِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَقَدْ رَجَعَ بِجَمَلٍ اَوْ

(۵۶۶۷) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے دن تین سو پندرہ حضرات کی جماعت میں تشریف لے گئے ۱؎ عرض کیا الٰہی یہ ننگے پاؤں ہیں انہیں سواریاں دے، الٰہی یہ ننگے بدن ہیں انہیں لباس دے ۲؎ الٰہی یہ بھوکے ہیں انہیں سیر فرمادے اللہ نے حضور کو فتح دی ان غازیوں میں کوئی شخص

marfat.com

جَمَلَيْنِ وَاكْتَسَوْا وَشَبِعُوْا۔
(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

نہ تھا مگر وہ ایک یا دو اونٹ لے کر لوٹا انہیں کپڑا بھی ملا اور وہ سیر ہوئے ۳۔ (ابوداؤد)

(۵۲۶۷) ا۔ مشہور یہ ہے کہ غازیان بدر تین سو تیرہ تھے جن میں ستتر مہاجرین تھے اور دو سو چھتیس انصاری تھے (دیکھو اشعۃ اللمعات) ۲۔ ان بزرگوں کے پاس سامان جنگ حسب ذیل تھا۔ شعر:۔

☆ تھے ان کے ساتھ دو گھوڑے چھ زرہیں آٹھ شمشیریں ☆ پلٹنے آئے تھے یہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں ☆

☆ یہ لشکر ساری دنیا میں انوکھا اور نرالا تھا ☆ کہ اس لشکر کا افسر ایک کالی کملی والا تھا! ☆

یہ بے سروسامانی دیکھ کر حضور انور نے یہ دعا کی جو قبول ہوئی ۳۔ حضور انور کی یہ دعا حرف بہ حرف قبول ہونا اور صرف ایک دن کے بعد ہی اس کا ظہور ہونا حضور انور کا معجزہ ہے ان غازیوں کو کپڑا، سواریاں بے شمار ہاتھ آیا اور کفار مکہ اپنے ساتھ کھانے کا سامان غلہ، اونٹ وغیرہ بہت لائے تھے جنگ کے دن جناب عباس کی طرف سے سارے لشکر کفار کا کھانا پکایا گیا تھا وہ لوگ یہ کھانا نہ کھا سکے کہ شکست کھا گئے ستر مارے گئے۔ ستر قیدی ہوئے اور باقی بھاگ گئے یہ کھانا پکا پکایا مسلمانوں کے ہاتھ آیا پکایا کفار نے کھایا مومنین نے اور کچا راشن جو مسلمانوں کے ہاتھ لگا وہ تو اندازے سے باہر ہے یہ ہے حضور انور کی قبولیت دعا۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكُمْ مَنْصُوْرُوْنَ وَمُصِيْبُوْنَ وَمَفْتُوْحٌ لَّكُمْ فَمَنْ اَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ وَلْيَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلْيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔
(رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

(۵۲۶۸) روایت ہے حضرت ابن مسعود سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ تمہاری مدد کی جاوے گی اور تم غنیمتیں پانے والے ہو تم کو فتح دی جاوے گی ا۔ تو جو تم میں سے یہ پائے وہ اللہ سے ڈرے بھلائیوں کا حکم دے برائیوں سے منع کرے ۲۔ (ابوداؤد)

(۵۲۶۸) ا۔ یعنی ہمارے زمانہ حیات میں بھی اور بعد وفات بھی تم کو بہت ملک فتح ہوں گے یہ غیبی خبر ہے جو ہو بہو ظاہر ہوئی خصوصاً زمانہ فاروقی میں ۲۔ یعنی ان فتوحات کے بعد تم اپنا فرض منصبی بھول نہ جانا تبلیغ جاری رکھنا کہ جہادوں بلکہ فتوحات کا منشا یہ ہی ہے شعر:۔

☆ جنگ شاہاں فتنہ و غارتگری است ☆ جنگ مومن سنت پیغمبری است ☆

کافر دنیا کے لئے ملک گیری، خدمت ملک کے لئے لڑتا ہے۔ مومن خدمت دین اور اعلاء کلمۃ رب العالمین کے لئے لڑتا ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً مِّنْ اَهْلِ خَيْبَرَ سَمَّتْ شَاةً مَصْلِيَّةً ثُمَّ اَهْدَتْهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذِّرَاعَ فَاَكَلَ مِنْهَا وَاَكَلَ رَهْطٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ مَعَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْفَعُوْا اَيْدِيَكُمْ وَاَرْسَلَ اِلَى الْيَهُوْدِيَّةِ فَدَعَاهَا فَقَالَ سَمَمْتِ هٰذِهِ الشَّاةَ

(۵۲۶۹) روایت ہے حضرت جابر سے کہ خیبر والوں میں سے ایک یہودی عورت نے بھنی بکری میں زہر ملایا ا۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کر دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستی لی اس میں کھایا ۲۔ آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ کی ایک جماعت نے کھایا ۳۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہاتھ اٹھالو اور یہودی عورت کے پاس کسی کو بھیجا اسے

marfat.com

فَقَالَتْ مَنْ اَخْبَرَكَ قَالَ اَخْبَرَتْنِیْ هٰذِهٖ فِیْ یَدِی لِلذِّرَاعِ قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ اِنْ كَانَ نَبِیًّا فَلَنْ تَضُرَّهٗ وَاِنْ لَمْ یَكُنْ نَبِیًّا اِسْتَرَحْنَا مِنْهُ فَعَفَا عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یُعَاقِبْهَا وَتُوُفِّیَ اَصْحَابُهُ الَّذِیْنَ اَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَاحْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى كَاهِلِهٖ مِنْ اَجْلِ الَّذِیْ اَكَلَ مِنَ الشَّاةِ حَجَمَهٗ اَبُوْ هِنْدٍ بِالْقَرْنِ وَالشَّفْرَةِ وَهُوَ مَوْلًى لِّبَنِیْ بَیَاضَةَ مِنَ الْاَنْصَارِ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالدَّارِمِیُّ)

بلایا فرمایا کیا تو نے اس بکری میں زہر ملایا ہے وہ بولی آپ کو کس نے بتایا فرمایا مجھے اس دستی نے بتایا جو میرے ہاتھ میں ہے ۴؎ وہ بولی ہاں میں نے کہا کہ اگر وہ سچے نبی ہیں تو انہیں نقصان نہ دے گا اور اگر نبی نہیں ہیں تو ہم ان سے راحت پا جائیں گے ۵؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف فرمادیا اسے سزا نہ دی ۶؎ آپ کے جن صحابہ نے اس بکری سے کچھ کھالیا تھا وہ وفات پاگئے ۷؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کندھوں پر پچھنے لگوائے اس وجہ سے کہ آپ نے بکری سے کچھ کھالیا تھا ابو ہند نے پچھنے لگائے سنگی اور چھری سے وہ بیاضہ انصاری کے غلام تھے ۸؎ (ابوداؤد، دارمی)

(۵۷۶۹) ۱؎ اس عورت کا نام زینب بنت حارث تھا مرحب ابن ابی مرحب کی بہن تھی سلام ابن مسلم کی بیوی اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت میں زہر دیا تھا کہ زہر ملا کر گوشت بطور ہدیہ حضور انور کی خدمت میں بھیج دیا تھا ۲؎ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کا ہدیہ قبول کرلینا مومن کے لئے جائز ہے دوسرے یہ کہ اہل کتاب کافر کا ذبیحہ حلال ہے۔ تیسرے یہ کہ کفار کا پکایا ہوا کھانا مسلمان کھاسکتا ہے کہ یہ بکری یہود نے ہی ذبح کی تھی اور یہود ن نے پکائی تھی اس نے ہدیۃً بھیجی تھی چوتھے یہ کہ اللہ کی رضا پر راضی رہنا بندے کا طرہ امتیاز ہے حضور انور کو اللہ تعالٰی نے کل غیب بخشا آپ کو ہر چیز کی حقیقت معلوم ہے مگر اس وقت مرضی الٰہی تھی کہ بعض صحابہ اس گوشت سے شہید ہو جاویں اور حضور انور کو اس گوشت سے تکلیف بہت مدت بعد میں پہنچے اور بوقت وفات یہ زہر اپنا اثر دکھائے بعد میں اس سے حضور کی وفات ہو اور شہادت کا درجہ حضور کی قدم بوسی کرے اس لئے اس وقت حضور انور کو اس زہر کی طرف توجہ ہی نہ ہوئی تاکہ تقدیر الٰہی ظاہر ہو کر رہے خیال رہے کہ بعض صحابہ یہاں ہی اس زہر سے شہید ہوگئے اور حضور انور پر بوقت وفات زہر عود کر آیا اسی زہر سے حضور انور کی شہادت ہوئی جیسے حضرت صدیق اکبر پر ان کی وفات کے وقت غار ثور کا زہر لوٹ آیا تھا کہ وہاں انہیں سانپ نے کاٹا تھا وفات دونوں حضرات کی زہر سے ہوئی وفات میں بھی حضرت صدیق کی فنافی الرسولیت جگمگا رہی ہے۔ ۳؎ ان کھانے والوں میں سے حضرت بشر ابن براء ابن مارود شہید ہوگئے (مرقات) اس لئے کیدہ کا نام کیدہ ہے اہل عرب وہاں بہت کم جاتے ہیں وہاں کی آب و ہوا صحت کے خلاف ہے ۴؎ معلوم ہوتا ہے کہ خود گوشت نے حضور کو خبر دی کہ مجھ میں زہر ملا ہے مگر یہ خبر کھالینے کے بعد دی اور اگر کھانے سے پہلے خبر دی ہو تو حضور انور کا کھانا اور صحابہ کو کھانے دینا خود کشی نہیں بلکہ رضا بالقضا ہے حضور انور جانتے تھے کہ ان لوگوں کا اور ہمارا تکلیف پانا بعض کا وفات پانا ارادہ الٰہی میں آچکا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام کا ذبح فرزند فرمانا ۵؎ یعنی میں نے آپ کا یہ معجزہ دیکھنا چاہا کہ آپ پر زہر اثر نہ کرے میرے نزدیک آپ کی نبوت کا ثبوت یہ تھا کہ آپ کی وفات اس زہر سے نہ ہو ۶؎ یعنی اپنی تکلیف کا اس سے بدلہ نہ لیا اور بشر کے وارثوں سے معافی دلوادی انہوں نے قصاص معاف کردیا قصاص مقتول کے وارثوں کا حق ہوتا ہے بعض روایات میں ہے کہ وہ عورت یعنی زینب بنت حارث مسلمان ہوگئی **واللہ ورسولہ اعلم** اس نے کہا کہ میں نے آپ کی نبوت اس معجزے سے معلوم کرلی میں

marfat.com

گواہی دیتی ہوں کہ اللہ ایک ہے آپ اس کے سچے رسول ہیں (مرقات) ۷؎۔ مرقات نے یہاں فرمایا کہ صرف بشر کی وفات اس زہر سے ہوئی مگر اس جمع کے صیغہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وفات چند حضرات کی ہوئی خیبر میں تیرہ شہداء کے مزارات ہیں میں نے ان کی زیارت کی ہے غالبًا یہ تیرہ حضرات اس وقت کے شہید ہیں **واللہ ورسولہ اعلم** ہو سکتا ہے کہ بشر فورًا موقعہ پر شہید ہو گئے ہوں باقی بارہ صحابہ کچھ دن بعد فوت ہوئے ہوں اشعۃ اللمعات نے یہ ہی توجیہ فرمائی ہے۔ ۸؎۔ ابوہند کا نام یسار حجام ہے قرن بمعنی سینگ اس سے مراد ہے سنگی **شفرہ** چوڑی چھری کو کہتے ہیں۔ آپ کا یہ فصد لینا زہر کی گرمی دور کرنے کے لئے تھا گویا علاج تھا۔

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ حَنْظَلِيَّةَ أَنَّهُمْ سَارُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَأَطْنَبُوا السَّيْرَ حَتّٰى كَانَ عَشِيَّةً فَجَاءَ فَارِسٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي طَلَعْتُ عَلٰى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا فَإِذَا أَنَا بِهَوَازِنَ عَلٰى بَكْرَةِ أَبِيْهِمْ بِظُعُنِهِمْ وَنَعَمِهِمْ اجْتَمَعُوْا إِلٰى حُنَيْنٍ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ تِلْكَ غَنِيْمَةُ الْمُسْلِمِيْنَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ قَالَ مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ قَالَ أَنَسُ بْنُ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيُّ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ارْكَبْ فَرَكِبَ فَرَسًا لَهُ فَقَالَ اسْتَقْبِلْ هٰذَا الشِّعْبَ حَتّٰى تَكُوْنَ فِيْ أَعْلَاهُ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى مُصَلَّاهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَلْ حَسَسْتُمْ فَارِسَكُمْ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَسَسْنَا فَثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ يَلْتَفِتُ إِلَى الشِّعْبِ حَتّٰى إِذَا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ أَبْشِرُوْا فَقَدْ جَاءَ فَارِسُكُمْ فَجَعَلْنَا نَنْظُرُ إِلٰى خِلَالِ الشَّجَرِ فِي الشِّعْبِ فَإِذَا هُوَ قَدْ جَاءَ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي انْطَلَقْتُ حَتّٰى كُنْتُ فِيْ أَعْلٰى هٰذَا الشِّعْبِ حَيْثُ أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ طَلَعْتُ الشِّعْبَيْنِ كِلَيْهِمَا فَلَمْ أَرَ أَحَدًا فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ

(۵۶۷۰) روایت ہے حضرت سہل ابن **حنظلیہ** سے ۱؎ کہ لوگ حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے تو انہوں نے بہت دراز سفر کیا حتی کہ شام ہو گئی ۲؎، تو ایک سوار آیا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھا تو میں نے ہوازن کو دیکھا جو سارے کا سارا قبیلہ اپنی عورتوں جانوروں کے ساتھ حنین میں جمع ہو گیا ہے ۳؎۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ انشاء اللہ یہ سب کچھ کل مسلمانوں کی غنیمت ہو گی ۴؎ پھر فرمایا کہ آج رات ہماری حفاظت کون کرے گا ۵؎۔ انس ابن مرثد غنوی بولے یا رسول اللہ میں کروں گا ۶؎۔ فرمایا سوار ہو جاؤ چنانچہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے فرمایا اس گھاٹی کے سامنے جاؤ حتی کہ اس کی بلندی پر پہنچ جاؤ ۷؎۔ پھر جب ہم نے سویرا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مصلے پر تشریف لائے دو رکعتیں پڑھیں ۸؎۔ پھر فرمایا کہ کیا تم نے اپنے سوار کو محسوس کیا ایک صاحب نے کہا یا رسول اللہ ہم نے تو محسوس نہ کیا ۹؎۔ پھر نماز کی تکبیر کہی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے ہوئے گھاٹی کی طرف تنکھیوں سے دیکھنے لگے ۱۰؎۔ حتی کہ جب نماز پوری فرمائی تو فرمایا خوش ہو جاؤ تمہارا سوار آ پہنچا ۱۱؎۔ تو ہم گھاٹی میں درختوں کی طرف دیکھنے لگے تو ناگاہ وہ آ رہا تھا حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کھڑا ہوا ۱۲؎۔ تو عرض کیا کہ میں چلا حتی کہ میں اس گھاٹی کی چوٹی پر پہنچ گیا جہاں کا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا پھر جب میں نے سویرا کیا تو میں

marfat.com

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ نَزَلْتَ اللَّیْلَۃَ قَالَ لَا اِلَّا مُصَلِّیًا اَوْ قَاضِیَ حَاجَۃٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَا عَلَیْكَ اَنْ لَّا تَعْمَلَ بَعْدَھَا۔ (رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ)

ان دونوں گھاٹیوں (پہاڑیوں) پر چڑھ گیا ۱۳ تو میں نے کسی ایک کو نہ دیکھا ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس رات نیچے اترے عرض کیا نہیں سواء نماز کے یا لوا حاجت کے ۱۴ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بعد کوئی عمل نہ کرنا تم کو مضر نہیں ۱۵ (ابوداؤد)

(۵۶۷۰) ۱۔ **حنظلیہ** حضرت سہل کی ماں یا دادی کا نام ہے آپ کے والد کا نام ربیع ابن عمرو ہے حضرت سہل بیعۃ الرضوان میں شریک ہوئے بڑے عابد' لوگوں سے علیحدہ رہنے والے گوشہ نشین تھے لاولد رہے آخر میں دمشق میں رہتے تھے وہاں ہی خلافت امیر معاویہ میں وفات پائی رضی اللہ عنہ (مرقات) ۲۔ یعنی تمام دن ہم چلتے رہے حتی کہ شام ہو گی۔ ۳۔ بکرہ کہتے ہیں جوان اونٹنی کو اہل عرب جب کسی قوم کی کثرت بیان کرتے ہیں یعنی یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ قوم ساری کی ساری بہت تعداد میں آگئی تو کہتے ہیں **علی بکرۃ ابیھم**' **ظعن** بوڑھی عورتیں' نعم ہر قسم کے جانور یعنی قبیلہ ہوازن اپنی ساری جماعت سارے مال کے ساتھ حنین میں آپ سے جنگ کرنے کے لئے جمع ہو چکے ہیں ہوازن جناب حلیمہ کی قوم تھی آپ قبیلہ بنی ہوازن سے تھیں رضی اللہ عنہا۔ ۴۔ یعنی انشاء اللہ کل جہاد ہو گا اس میں یہ لوگ قیدی ہوں گے ان کے مال مسلمانوں کی غنیمت بنیں گے ایسا ہی ہوا۔ یہ ہوا حضور کے علم غیب کا معجزہ۔ ۵۔ دشمن کے خطرہ کے وقت سارا لشکر رات کو نہیں سو جاتا۔ کیونکہ شب خون کا خطرہ ہوتا ہے اس لئے کوئی شخص حفاظت کرتا ہے پھر لشکر سوتا ہے اس قاعدے سے حضور انور نے یہ فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ کسی بندے کی حفاظت لینا نہ تو شرک ہے اور نہ توکل کے خلاف نہ **اللہ خیر حافظا** کے مخالف حقیقی حفاظت رب تعالیٰ کی ہے بندے اس حفاظت کے مظہر ہیں خود حضور انور ساری امت کے محافظ ہیں **ویکون الرسول علیکم شھیدا** شہید بمعنی رقیب (محافظ)۔ ۶۔ حضرت ابو مرثد کا نام کنار یا انیس ہے آپ خود اور آپ کے باپ دادا بھائی سب صحابی ہیں فتح مکہ اور غزوہ حنین میں شامل ہوئے ۲۰ھ میں وفات پائی ۷۔ یعنی تم رات اس پہاڑی پر جاگ کر گزارو ہر چہار طرف نظر رکھو کسی طرف سے دشمن کو آتا دیکھو تو ہم کو خبر دو۔ آج رات ان کے لئے یہ جاگنا پہرہ دینا اعلیٰ درجہ کی عبادت تھی شعر:۔

☆ ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں ☆ اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے ☆

۸۔ یعنی سنت فجر ادا کیں معلوم ہوا کہ سفر میں سنت و نفل سب پورے پڑھے جائیں گے صرف چار رکعت والے فرض میں قصر ہو گا کہ وہ بجائے چار کے دو ہوں گے ۹۔ یعنی کیا آج رات میں کسی وقت ابو مرثد نیچے اترے تم نے انہیں دیکھا معلوم ہوا کہ سنت فجر کے بعد فرض سے پہلے دنیاوی بات کر لینا جائز ہے اس میں حرج نہیں ہاں بلا ضرورت زیادہ بات نہ کرے (از اشعہ) معلوم یہ بھی ہوا کہ حضور کو اپنے نوکروں چاکروں خدام کی فکر رہتی ہے آج بھی جو لوگ خدمت دین کر رہے ہیں حضور کو ان کی فکر ہے پھر ہمیں اپنی فکر کیوں ہو وہ فکر کرنے والے سلامت رہیں صلی اللہ علیہ وسلم شعر:۔

☆ سن اے دشمن میں بگڑنے کا نہیں ☆ وہ سلامت ہیں بنانے والے ☆

۱۰۔ یعنی حضور نے نماز فجر ہم کو پڑھائی مگر اس طرح کہ حضور کا گوشہ چشم اس راستہ کی طرف تھا جس سے حضور کے خادم نے آنا تھا

marfat.com

رب کی نماز میں اپنے غلام کا انتظار فرمایا اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ سفر میں نماز باجماعت ادا کی جاوے اذان تکبیر وغیرہ سب کچھ ہو دوسرے یہ کہ نماز میں گوشہ چشم سے ادھر ادھر دیکھنا نماز کو ناقص نہیں کرتاہاں منہ پھیرنا مکروہ ہے اور سینہ پھیرنا نماز کو فاسد کردیتا ہے۔ تیسرے یہ کہ حضور انور تو اپنے خدام کو نماز میں ملاحظہ کرتے تھے اور حضرات صحابہ عین نماز میں حضور کی نگاہوں کو دیکھتے تھے کیونکہ ان راوی نے فجر کی نماز میں دیکھا کہ حضور گوشہ چشم سے اس طرف دیکھ رہے ہیں اور کیوں نہ ہو کہ نماز بھی عبادت ہے اور حضور کی ادائیں دیکھنا بھی عبادت ہے اس میں دو عبادتوں کا اجتماع ہے حضور کو دیکھنا وہ عبادت ہے کہ مومن کو صحابی بنا دیتا ہے ۱۱؎ یعنی سلام پھیرتے ہی دعا سے پہلے ہم کو ابو مرثد کے بخیریت پہنچنے کی خوشخبری دی یہ ہے کرم کریمانہ اس میں بھی حضور کے علم کا ظہور ہے کہ ابو مرثد ابھی نمودار بھی نہ ہوئے تھے حضور نے آڑ کے پیچھے سے یار کو دیکھ لیا اور خبر دے دی ۱۲؎ خیال رہے کہ ابو مرثد نے فجر کی جماعت میں شرکت نہ کی آج ان کے لئے پہاڑی چوٹی کعبہ تھی اور ان کا وہاں رہنا جماعت تھی۔ حضور کی اطاعت اصل عبادت ہے ان کی ترک جماعت پر ہماری لاکھوں باجماعت نمازیں قربان ہوں ان کی قضا پر ہماری ادائیں نچھاور ہوں ۱۳؎ ابو مرثد نے آج رات کی کاروائی صحابہ کرام کو بلکہ خود حضور انور کو سنائی' خیال رہے کہ اپنی عبادات صحابہ کرام یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنانا نہ تو ریا ہے نہ عبادت ناقص ہونے کا ذریعہ بلکہ یہ تو عبادات کو زیادہ قبول بنانے کا ذریعہ ہے۔ حضور انور کی خوشنودی عبادات کا مغز ہے رب تعالٰی فرماتا ہے **واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ** ساری عبادات میں اللہ تعالٰی کی رضا کے ساتھ حضور کو راضی کرنے کی بھی نیت کرو۔ ۱۴؎ یعنی میں آج رات پورے طور پر ہی حضور کی طرف سے سپرد کردہ خدمات انجام دیتا رہا ہوں میں سواء نماز یا استنجے کے کسی کام کے لئے بھی نیچے نہیں اترا ۱۵؎ یعنی اب اگر تم کوئی نفلی عبادت نہ کرو یا تم اگر اب جہاد نہ کرو تو تمہارے درجے میں کمی نہ ہو گی کیونکہ تم نے آج ایسی بڑی عبادت کرلی یعنی اللہ کے رسول کی حفاظت جس سے تم جنت کے اعلٰی درجہ پر پہنچ گئے لہذا عمل سے مراد عمل نفلی یا جہاد نفلی ہے (مرقات اشعہ) مگر فقیر کہتا ہے کہ عمل سے مراد مطلقًا عمل ہے فرض ہو یا نفل کیونکہ نفلی عبادات کا چھوڑنا ویسے بھی مضر نہیں ہوتا نفل تو کہتے ہی اسے ہیں جس کا کرنا ثواب نہ کرنا گناہ نہ ہو لہذا یہ ہی مطلب ہے کہ اگر تم فرضی عبادات بھی نہ کرو تو تم کو مضر نہیں یہ ایسے ہی ہے جیسے حضرت عثمان غنی سے فرمایا تھا کہ تم جو چاہو کرو تم جنتی ہوچکے اس کا مقصد یہ نہیں کہ تم پر فرض عبادات فرض نہ رہیں یہ فرمان ایسے ہیں جیسے پرندے کے پر کاٹ کر اس سے کہو کہ اڑتا پھر اب وہ اڑے کیسے دل پر قبضہ حضور نے کرلیا اب اس میں ترک عبادت کا خیال کیسے پیدا ہو اس فرمان عالی کے بعد انہوں نے نوافل اور زیادہ شروع کردیئے ہوں گے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِتَمَرَاتٍ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ فِیْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ فَضَمَّهُنَّ ثُمَّ دَعَا لِیْ فِیْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ قَالَ خُذْهُنَّ فَاجْعَلْهُنَّ فِیْ مِزْوَدِكَ كُلَّمَا اَرَدْتَ اَنْ تَاْخُذَ مِنْهُ شَیْئًا فَاَدْخِلْ فِیْهِ یَدَكَ فَخُذْهُ وَلَا تَنْثُرْهُ نَثْرًا فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذٰلِكَ التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا مِنْ وَسْقٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

(۵۶۷۱) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ چھوارے لایا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان میں برکت کی دعا فرمادیں ۱؎ تو انہیں حضور نے ملا دیا پھر ان میں میرے لئے برکت کی دعا کی ۲؎ فرمایا انہیں لے لو اسے اپنے توشہ دان میں ڈال لو جب اس میں سے کچھ لینا چاہو تو اس میں اپنا ہاتھ ڈال دو اس میں سے لے لو اور کبھی جھاڑنا مت ۳؎ میں

marfat.com

فَكُنَّا نَأْكُلُ مِنْهُ وَنُطْعِمُ وَكَانَ لَا يُفَارِقُ حَقْوِي حَتَّى كَانَ يَوْمَ قُتِلَ عُثْمَانُ فَإِنَّهُ انْقَطَعَ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

نے ان چھوہاروں میں سے اتنے وسق اللہ کی راہ میں خیرات کیے' ہم ان میں سے کھاتے کھلاتے رہے ؏ وہ یہ میری کمر سے کبھی جدا نہ ہوئے تھے حتی کہ جناب عثمان کے قتل کا دن ہوا تو وہ مجھ سے گر گیا ۵۔ (ترمذی)

(۵۶۷۱) ا۔ برکت کے معنی ہیں خیر کا بیٹھ جانا وہاں سے نہ نکلنا یہ بنا ہے برک سے ۔ بمعنی اونٹ کا بیٹھنا کثرت اور برکت میں بڑا فرق ہے برکت یہ ہے کہ چیز تھوڑی ہو مگر نہ خود ختم ہو نہ اس کا نفع ختم ہو کثرت یعنی زیادتی تو کفار کو مل جاتی ہے مگر برکت کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے ۲۔ خیال رہے کہ دعائیہ کلمات میں برکت کسی پاکیزہ زبان سے پیدا ہوتی ہے اس لئے انہوں نے دعائیہ کلمات خود پڑھ کر دم نہ کردیئے بلکہ حضور انور سے دم کرائے کارتوس بغیر رائفل کے مار نہیں کرتا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا **وجعلنی مبارکا اینما کنت** رب نے مجھے برکت والا بنایا ہے میں جہاں بھی ہوں برکت میرے ساتھ ہے۔ معلوم ہوا کہ کسی چیز پر دم کرتے وقت اسے ملا لینا سنت ہے۔ ۳۔ متبرک چیزوں میں توکل ضروری ہے اس لئے انہیں ناپنا' تولنا' جھاڑنا نہیں چاہیے بلکہ اس میں سے لیتے رہو۔ استعمال کرتے رہو اس کا اندازہ بھی نہ لگاؤ کہ اب اتنی رہ گئی ہوگی۔ یہ صوفیانہ عمل ہے ؏۔ یعنی میں نے کھائے دوستوں کو کھلائے اور کئی من خیرات کیے مگر پھر اتنے ہی رہے جتنے تھے وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع ساڑے چار سیر کا تو ایک وسق چھ من تیس سیر ہوا' آپ نے کئی وسق خیرات کیے حالانکہ پاؤ بھر یا آدھ سیر چھوہارے تھے سوچو کتنی برکت ہوئی کیونکہ یہ چھوہارے جناب ابو ہریرہ کی کمر سے بندھے رہتے تھے کمر سے اتنا ہی وزن بندھ سکتا ہے ۵۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان کی شہادت مدینہ منورہ میں عجیب افراتفری کا واقعہ تھا کہ لوگ اپنی محبوب چیزوں سے بھی غافل ہوگئے تھے اس تھیلے کے گر جانے پر یہ برکت ختم ہوگئی حضرت ابو ہریرہ اس کے بعد یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

☆ للناس هم ولی همان بينهم ☆ هم الجراب وهم الشيخ عثمان ☆

(مرقات) یعنی لوگوں کو تو ایک غم ہے اور مجھے دو غم ہیں ایک اپنے تھیلے کے گم ہو جانے کا دوسرا حضرت عثمان غنی کی شہادت کا رضی اللہ عنہ۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَشَاوَرَتْ قُرَيْشٌ لَيْلَةً بِمَكَّةَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِذَا أَصْبَحَ فَأَثْبِتُوهُ بِالْوَثَاقِ يُرِيْدُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلِ اقْتُلُوْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ أَخْرِجُوْهُ فَأَطْلَعَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ذٰلِكَ فَبَاتَ عَلِيٌّ عَلٰى فِرَاشِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى لَحِقَ بِالْغَارِ وَبَاتَ الْمُشْرِكُوْنَ يَحْرُسُوْنَ عَلِيًّا

(۵۶۷۲) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرمایا کہ ایک رات مکہ میں قریش نے مشورہ کیا ا۔ بعض نے کہا کہ جب سویرا ہو تو انہیں رسیوں سے باندھ دو یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض دوسرے بولے کہ بلکہ انہیں قتل کردو بعض بولے بلکہ انہیں نکال دو ۲۔ اللہ تعالٰی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع کردیا تو جناب علی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر یہ رات گزاری اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے حتی کہ غار پر پہنچ گئے ۳۔ اور

marfat.com

يَحْسَبُوْنَهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَصْبَحُوْا ثَارُوْا عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاَوْا عَلِيًّا رَدَّ اللّٰهُ مَكْرَهُمْ فَقَالُوْا اَيْنَ صَاحِبُكَ هٰذَا قَالَ لَا اَدْرِيْ فَاقْتَصُّوْا اَثَرَهُ فَلَمَّا بَلَغُوا الْجَبَلَ اُخْتُلِطَ عَلَيْهِمْ فَصَعِدُوا الْجَبَلَ فَمَرُّوْا بِالْغَارِ فَرَاَوْا عَلٰى بَابِهِ نَسْجَ الْعَنْكَبُوْتِ فَقَالُوْا لَوْ دَخَلَ هٰهُنَا لَمْ يَكُنْ نَسْجُ الْعَنْكَبُوْتِ عَلٰى بَابِهِ فَمَكَثَ فِيْهِ ثَلٰثَ لَيَالٍ۔
(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

مشرکین رات بھر جناب علی کی نگرانی کرتے رہے انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر ۴؎ جب صبح پائی تو ان پر دوڑے ۵؎ پھر جب جناب علی کو دیکھا تو اللہ نے ان کے فریب رد کردیئے ۶؎ بولے تمہارے وہ ساتھی کہاں ہیں ۷؎ آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا ۸؎ چنانچہ وہ سب حضور کے نشان قدم پر کھوج لگاتے چلے ۹؎ جب پہاڑ پر پہنچے تو ان پر غار مشتبہ ہوگیا ۱۰؎ وہ پہاڑ پر چڑھ گئے اس غار پر پہنچے اس کے دروازہ پر مکڑی کا جالا دیکھا تو بولے کہ اگر حضور یہاں گھسے ہوتے تو اس کے دروازے پر جالا نہ ہوتا ۱۱؎ حضور نے اس میں تین شب قیام فرمایا ۱۲؎ (احمد)

(۵۶۷۲) ۱؎ یہ واقعہ ہجرت کی رات کا ہے کہ دارالندوہ میں کفار قریش جمع ہوئے کہ اب اسلام کو ختم کرنے کی آخری تدبیر کیا کرنی چاہیے اس مجمع میں شیطان شیخ نجدی کی شکل میں حاضر تھا ہر ایک کی رائے پر اعتراض کرتا تھا (مرقات) ۲؎ ان تین راؤں میں شیطان نے دو رائیں رد کردیں اور قتل کی رائے پسند کی وہ بولا کہ اگر تم انہیں باندھ دو گے تو ان کے قبیلہ کے لوگ انہیں کھول دیں گے اگر تم انہیں مکہ معظمہ سے نکال دو گے تو وہ اس جگہ پہنچ کر اسلام پھیلائیں گے جہاں پائیں بہتر یہ ہی ہے کہ انہیں سب مل کر اچانک قتل کردو بنی ہاشم تم سب سے بدلہ نہ لے سکیں گے۔ آخر خون بہا لینے پر راضی ہوجائیں گے تم سب چندہ کرکے انہیں خون بہا دے دینا اس پر اتفاق ہوگیا اور کفار نے حضور انور کا گھر گھیر لیا اس برا ارادے سے (مرقات وغیرہ) قتل کی رائے ابوجہل کی تھی تائید ابلیس کی۔ ۳؎ حضور کی خوابگاہ گھیرے اس ارادے سے کھڑے تھے کہ حضور تہجد کے لیے اٹھیں ہم ان پر حملہ کردیں حضور نے حضرت علی کو حکم دیا کہ تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ ان خونخواروں سفاکوں کی امانتیں میرے پاس ہیں یہ امانتیں ادا کرکے ہمارے پاس مدینہ منورہ پہنچ جانا تم مطمئن رہو تمہارا بال بیکا نہیں کرسکیں گے یہ فرماکر حضور انور ان کفار میں سے ان کی جماعت کو چیر کر نکلے یہ پڑھ رہے تھے **فاغشیناھم فھم لا یبصرون** وہ سب اندھے ہوگئے اور حضور وہاں سے نکل کر حضرت ابوبکر صدیق کے مکان پر تشریف لے گئے جناب صدیق کو ساتھ لیا غار ثور تشریف لے گئے کس طرح گئے یہ حضرت صدیق سے پوچھو کہ وہ حضور کو وہاں کیسے لے گئے راستہ میں کبھی حضور کے آگے چلتے کبھی پیچھے کبھی داہنے کبھی بائیں جدھر خطرہ محسوس کرتے ادھر ہوجاتے آخر حضور کو اپنے کندھے پر لے لیا اور پہاڑ کی چڑھائی شروع کردی چڑھائی قریبًا دو ڈھائی میل ہے راستہ خطرناک ہے رستہ میں نوکیلے پتھر ہیں اب لوگ دن میں وہاں جاتے ہیں تو بمشکل وہ راہ طے کرتے ہیں عشاق اس راستہ کو چومتے ہیں کہ یہاں جناب صدیق کے تلوے لگے ہوں گے ۴؎ یہ نگرانی اور محاصرہ اس طے شدہ پروگرام کے ماتحت تھا وہ سمجھے کہ بستر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے ہیں آپ کے تہجد کے لیے جاگنے کا انتظار کرتے رہے ۵؎ یعنی حضرت علی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر چو طرفہ سے ٹوٹ پڑے حملہ آور ہوگئے ۶؎ یعنی وہ حضرت علی کو دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ہم کیا سمجھے تھے اور ہوا کیا وہ کدھر سے نکلے اور نکل کر کہاں گئے عقل کام نہیں کرتی **مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین** ۷؎ یہ ہے حضور انور کی حفاظت کہ حضور نے فرمایا تھا

marfat.com

علی وہ تمہارا بال بیکا نہ کر سکیں گے ایسا ہی ہوا اور نہ ایسی افراتفری میں حضرت علی کا شہید ہو جانا بہت ممکن تھا یا وہ طیش میں آکر ہی آپ کو شہید کر دیتے مگر کچھ نہ ہوا کیسے ہو تا کہ حضرت علی کے سر پر حضور انور کا ہاتھ تھا اور اللہ کی رحمت و حفاظت' تا قیامت جس کی حضور حفاظت فرمالیں اسے دین و دنیا میں امان مل جاتی ہے۔ شیطان' شیطانی انسان بلکہ ساری مخلوق سے اسے امن مل جاتی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے خوب فرمایا۔ شعر:-

☆ خوف نہ کر ذرہ رضا تو تو ہے عبد مصطفیٰ ☆ تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے ☆

۸۔ سبحان اللہ کیسا پیارا سچا جواب ہے یعنی میں نہیں جانتا کہ اس وقت وہ کہاں ہیں حضرت علی کو کیا خبر تھی کہ حضور ابھی تک مکہ معظمہ میں ہیں یا کہیں باہر تشریف لے گئے جواب نہایت ہی سچا ہے ۹۔ خیال رہے کہ کچھ دور تو حضور انور کے ساتھ حضرت صدیق چلے کبھی آپ کے داہنے کبھی بائیں کبھی آگے کبھی پیچھے پھر حضور کو اپنے کندھے پر لے لیا اور نرم زمین پر اپنے پنجوں سے اس طرح چلے کہ جب پنجے اٹھاتے تو گھما کر پنجوں کا نشان مٹاتے جاتے کہ کوئی کھوجی کھوج نہ لگا سکے کفار کھوج وہاں تک ہی لگا سکے جہاں تک حضرت صدیق ساتھ تھے آگے اپنے اندازے سے گئے پہاڑ پر بھی اندازے سے چڑھے ورنہ پتھریلی زمین میں اور پہاڑ پر نقش قدم نہیں پڑا کرتے ۱۰۔ اب بھی وہاں زائرین کے لئے غار ثور مشتبہ ہو جاتا ہے تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر چند غار واقع ہیں وہاں کسی رہبر کے بغیر پہنچنا مشکل ہوتا ہے ہم بھی وہاں اللہ کے کرم اور رہبر کے ذریعہ حاضر ہوئے نوافل پڑھے ۱۱۔ اس غار کے دروازے پر پہنچ کر بعض کافر بولے کہ اس کے اندر جا کے دیکھ لو تو دوسرے بولے کہ اگر اس میں کوئی گھسا ہوتا تو جالا اور کبوتری کے انڈے ٹوٹ جاتے ایک بولا کہ یہ جالا تیری پیدائش سے پہلے کا ہے حالانکہ حضور کے اندر پہنچ جانے کے بعد وہ جالا مکڑی نے تنا تھا کبوتری نے انڈے دیئے تھے اگر رب چاہے تو اپنے محبوب کو مکڑی کے جالے کے ذریعہ بچائے غضب کرے تو فرعون کو اس کے قلعہ کی دیواریں نہ بچا سکیں بزرگان دین فرماتے ہیں کہ حرم کے کبوتر اسی کبوتری کی نسل ہیں جس نے وہاں انڈے دیئے تھے ان کا اب تک احترام ہے واللہ ورسولہ اعلم امام ابو صیری فرماتے ہیں۔ شعر:-

☆ ظنوا الحمام وظنوا العنکبوت علی ☆ خیر البریة لم تنسج ولم تحم ☆

۱۲۔ اس غار کے دو دروازے ہیں کفار اس دروازے پر پہنچے جس سے حضور داخل ہوئے تھے اس دروازے کی لمبائی ایک ہاتھ ہے چوڑائی صرف ایک بالشت یہ فقیر اس غار شریف سے نکلتے وقت دروازے میں پھنس گیا تھا رگڑ سے کچھ سر کے بال اڑ گئے وہاں پہلے بہت سوراخ تھے مگر اب کوئی سوراخ نہیں ہے اندر چھ سات آدمیوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے اس غار میں حضرت صدیق نے عرض کیا تھا کہ یارسول اللہ اگر کفار اپنے قدموں کو دیکھ لیں تو ہم کو دیکھ لیں فرمایا **لا تحزن ان اللہ معنا**۔ جو قرآن کریم نے نقل فرمایا جناب صدیق کو تو اس غار میں مار (سانپ) نے کاٹا حیرت ہے کہ کفار نے جو کچھ کہا حضور انور اور حضرت صدیق نے اندر سب کچھ سن لیا مگر ان حضرات نے جو اندر باتیں کیں وہ کفار نہ سن سکے حالانکہ فاصلہ ایک ہی تھا یہ ہے حضور کا معجزہ۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَیْبَرُ اُهْدِیَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِیْهَا سَمٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوْا اِلَیَّ مَنْ کَانَ هٰهُنَا مِنَ الْیَهُوْدِ فَجَمَعُوْا لَهٗ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ

(۵۶۷۳) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بکری ہدیہ کی گئی جس میں زہر تھا ۱۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنے یہودی یہاں ہیں انہیں ہمارے پاس جمع کرو وہ سب

marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنِّیْ سَائِلُکُمْ عَنْ شَیْءٍ فَهَلْ اَنْتُمْ مُصَدِّقِیَّ عَنْهُ قَالُوْا نَعَمْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَبُوْكُمْ قَالُوْا فُلَانٌ قَالَ كَذَبْتُمْ بَلْ اَبُوْكُمْ فُلَانٌ قَالُوْا صَدَقْتَ وَبَرِرْتَ قَالَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْ شَیْءٍ اِنْ سَاَلْتُكُمْ عَنْهُ قَالُوْا نَعَمْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ وَاِنْ كَذَبْنَاكَ عَرَفْتَ كَمَا عَرَفْتَهٗ فِیْ اَبِيْنَا فَقَالَ لَهُمْ مَنْ اَهْلُ النَّارِ قَالُوْا نَكُوْنُ فِيْهَا يَسِيْرًا ثُمَّ تَخْلُفُوْنَا فِيْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَاللّٰهِ لَا نَخْلُفُكُمْ فِيْهَا اَبَدًا ثُمَّ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْ شَیْءٍ اِنْ سَاَلْتُكُمْ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ قَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِیْ هٰذِهِ الشَّاةِ سَمًّا قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَمَا حَمَلَكُمْ عَلٰی ذٰلِكَ قَالُوْا اَرَدْنَا اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا اَنْ نَسْتَرِيْحَ مِنْكَ وَاِنْ كُنْتَ صَادِقًا لَمْ يَضُرَّكَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

حضور کے آگے جمع ہوئے تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم سے ایک چیز کے متعلق پوچھتا ہوں کیا تم مجھ سے سچ بولو گے انہوں نے کہا ہاں اے ابوالقاسم تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا باپ کون ہے ۲؎ وہ بولے فلاں فرمایا تم نے جھوٹ بولا بلکہ تمہارا باپ فلاں ہے وہ بولے آپ نے سچ کہا اور درست کہا ۳؎ فرمایا تو کیا اب تم مجھ سے سچ کہو گے جس چیز کے متعلق اگر میں تم سے پوچھوں وہ بولے ہاں اے ابوالقاسم ۴؎ اور اگر ہم آپ سے جھوٹ بولیں تو آپ پہچان لیں گے جیسے ہمارے باپ کے متعلق پہچان لیا ۵؎ تو ان سے فرمایا کہ آگ والے کون ہیں وہ بولے کچھ دن ہم اس میں رہیں گے ۶؎ پھر اس میں ہمارے نائب آپ لوگ ہوں گے ۷؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درے ہو اس میں رہو اللہ کی قسم ہم اس میں تمہارے نائب کبھی نہیں بنیں گے ۷؎ پھر فرمایا کہ کیا اب مجھ سے سچ بولو گے اس چیز کے متعلق جو میں تم سے پوچھوں وہ بولے ہاں اے ابوالقاسم فرمایا کیا تم نے اس بکری میں زہر ڈالا ہے وہ بولے ہاں ۸؎ فرمایا تم کو اس پر کس چیز نے جرأت دی وہ بولے ہم نے چاہا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں تو ہم آپ سے راحت پا جائیں اور اگر سچے ہیں تو آپ کو نقصان نہ دے گا ۹؎ (بخاری)

(۵۶۷۳) ۱؎ یہ بکری خیبر کے یہود نے ہدیہ کے طور پر بھیجی تھی بھیجنے والی یہودیہ کا نام زینب تھا یہ واقعہ ابھی دوسری فصل میں گزر چکا ۲؎ یعنی تمہارے قبیلہ کا مورث اعلیٰ جد کون ہے تم سب کس کی اولاد میں ہو ۳؎ یہ ہے حضور انور کا علم غیب کہ حضور لوگوں کی نسلوں تک سے واقف ہیں پھر آپ پر گوشت کا زہر کیسے مخفی رہ سکتا ہے اس زہر کھا لینے میں وہ حکمتیں تھیں جو ابھی دوسری فصل میں عرض کی گئیں۔ حضور مرضی الٰہی سے واقف اسرار الٰہیہ سے خبردار ہیں جو کچھ ہوا اللہ رسول کے درمیان طے شدہ پروگرام کے تحت ہوا ۴؎ یہود نا مسعود اکثر حضور انور کا نام نہیں لیتے تھے کنیت شریف سے پکارتے تھے کیونکہ حضور کا نام شریف توریت میں مذکور تھا یہ آپ کی نبوت کی دلیل تھی اس سے انہیں موت آتی تھی۔ ۵؎ معلوم ہوا کہ وہ یہود بھی حضور کے علم غیب کے قائل ہو چکے تھے تب ہی تو بولے کہ ہمارا جھوٹ آپ پر چھپ نہ سکے گا جو حضور کے علم کا انکار کرے وہ ان یہود سے بدتر ہے۔ حضور کو سب کی نسل واصل کی خبر ہے کسی کا بیٹا ہونا ایسی غیبی خبر ہے جسے بجز پروردگار کوئی نہیں جانتا۔ حضور کو رب نے یہ بھی بتا دیا ہے۔ ۶؎ ان یہود کا عقیدہ یہ تھا کہ جتنے روز ہمارے باپ دادوں نے بچھڑا پرستی کی ہے اتنے روز ہم دوزخ میں رہیں

گے۔ پھر نکال کر جنت میں پہنچا دیئے جائیں گے۔ رب فرماتا ہے **لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ** مسلمان وہاں ہمیشہ رہیں گے یہ وہ ہی بکواس ہے۔ ۷۔ یعنی تم اس خبر میں بھی جھوٹے ہو پہلی خبر واقعہ اور تمہارے علم دونوں کے خلاف تھی یہ خبر واقعہ کے خلاف ہے تمہارے عقیدے کے اگرچہ موافق ہو ۸۔ اگرچہ زہر ملانے والی صرف ایک یہودن عورت تھی مگر چونکہ یہ کام ان سب کے مشورہ سے ہوا تھا لہذا سب کا فعل تھا اس لئے ان سے حضور انور نے یہ سوال فرمایا اور انہوں نے یہ مذکورہ جواب دیا اگر وہ لوگ حضور کا علم غیب ابھی ابھی آزما چکے نہ ہوتے تو ہرگز اپنا جرم قبول نہ کرتے وہ سمجھ گئے کہ ع

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

علیم و خبیر حاکم کے سامنے اقرار ہی کرنا پڑتا ہے ۹۔ اس کی شرح ابھی دوسری فصل میں گزر گئی کہ ان یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ دیکھنا چاہا کہ اگر حضور کو زہر مضر نہ ہو تو آپ سچے نبی ہیں انہیں یہ معجزہ دکھا دیا گیا۔ چنانچہ زینب جو زہر ملانے والی تھی غالباً وہ اور دوسرے چند یہودی ایمان لے آئے جیسا کہ پہلے کہا گیا۔

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ اَخْطَبَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا الْفَجْرَ وَصَعِدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قَالَ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۶۷۴) روایت ہے حضرت عمرو ابن اخطب انصاری سے فرماتے ہیں ۱ ؎ کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز فجر پڑھائی اور منبر پر چڑھے ہم کو خطبہ دیا حتی کہ ظہر کا وقت آگیا پھر اترے پھر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھے تو ہم کو خطبہ دیا حتی کہ عصر کا وقت آگیا پھر اترے پھر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھے حتی کہ سورج ڈوب گیا ۲ ؎ تو ہم کو تمام ان چیزوں کی خبر دی جو قیامت کے دن تک ہونے والا ہے ۳ ؎ فرمایا کہ ہم میں زیادہ جاننے والا وہ تھا جو ہم میں زیادہ حافظ تھا ۴ ؎ (مسلم)

(۵۶۷۴) ۱ ؎ آپ ابو زید اعرج کے نام سے مشہور ہیں آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تیرہ غزوات ادا کئے ہیں۔ حضور نے ان کے سر پر ہاتھ شریف پھیرا اور ان کے لئے دعا خیر کی آپ کی عمر شریف سو سال ہوئی مگر سر شریف میں صرف چند بال سفید ہوئے تھے (اشعہ، مرقات) ۲ ؎ یعنی حضور نے تھوڑے وقفہ کے بعد سارا دن وعظ و خطبہ ارشاد فرمایا یہ خطبہ احکام کا نہ تھا بلکہ غیبی خبریں دینے کا تھا ۳ ؎ یعنی تاقیامت قطرہ قطرہ ذرہ ذرہ بتا دیا جو پرندہ تاقیامت پر ہلائے گا وہ سب کچھ تفصیل وار بتا دیا۔ یہ ہے حضور کا علم غیب کلی حضور کا یہ معجزہ ہے کہ سارے واقعات صرف ایک دن میں بتا دیئے جیسے حضرت داؤد علیہ السلام گھوڑا کستے کستے پوری زبور شریف پڑھ لیتے تھے اس معجزہ کا نام ہے طی الوقت یہ بھی طی الارض کی طرح ایک معجزہ ہے کبھی کرامت کے طور پر ولی کے ہاتھ پر بھی ظاہر ہوتا ہے ۴ ؎ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کو یہ سارے واقعات یاد نہ رہے کسی کو زیادہ یاد رہے کسی کو کم۔ لہذا ان میں سے کسی کا علم حضور انور کے علم کے برابر نہیں ہوگیا۔ خیال رہے کہ تعلیم یعنی سکھانا اور چیز ہے اور خبر دینا یعنی اعلام یا انباء کچھ اور چیز اللہ تعالٰی نے حضور کو ہر چیز سکھا دی **وعلمک مالم تکن تعلم** اور حضور نے یہ تمام باتیں لوگوں کو سنا دیں بتا دیں سکھائیں نہیں **وعلم آدم الاسماء کلھا** **فلما انباءھم** میں یہی فرق ہے۔

marfat.com

وَعَنْ مَعْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ قَالَ سَاَلْتُ مَسْرُوْقًا مَنْ اٰذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِنِّ لَيْلَةَ اسْتَمَعُوا الْقُرْاٰنَ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْكَ يَعْنِيْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ قَالَ اٰذَنَتْ بِهِمْ شَجَرَةٌ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۶۷۵) روایت ہے حضرت معن ابن عبدالرحمن سے فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ فرمایا میں نے مسروق سے پوچھا کہ جس رات جنات نے قرآن سنا ہے تو جنات کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کس نے دی ا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے تمہارے والد یعنی عبداللہ ابن مسعود نے بتایا کہ ان کی خبر ایک درخت نے دی ۲۔ (مسلم بخاری)

(۵۶۷۵) ا۔ یعنی جنات ایک ناری مخلوق ہے جو نظر نہیں آتی یہ لوگ حضور انور کا قرآن مجید سننے آئے حضور نے ان کی آمد کی خبر صحابہ کو دی تو یہ تا۔ بعی پوچھ رہے ہیں کہ حضور انور کو خبر ان جنات کی آمد کی کس نے دی۔ ۲۔ یعنی ان جنات کی آمد کی خبر ایک قریب والے درخت نے دی کہ یارسول اللہ جنات حاضر ہیں حضور پر ایمان لانا چاہتے ہیں۔ تب حضور تشریف لے گئے انہیں قرآن مجید سنایا اور مسلمان کیا جنات کا یہ واقعہ دوسرا ہے اور قرآن مجید میں جو واقعہ مذکور ہے وہ واقعہ دوسرا۔ **قل اوحی الی انه استمع نفر من الجن۔**

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنَّا مَعَ عُمَرَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَتَرَاءَيْنَا الْهِلَالَ وَكُنْتُ رَجُلًا حَدِيْدَ الْبَصَرِ فَرَاَيْتُهٗ وَلَيْسَ اَحَدٌ يَزْعُمُ اَنَّهٗ رَاٰهُ غَيْرِيْ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ لِعُمَرَ اَمَا تَرَاهُ فَجَعَلَ لَا يَرَاهُ قَالَ يَقُوْلُ عُمَرُ سَاَرَاهُ وَاَنَا مُسْتَلْقٍ عَلٰى فِرَاشِيْ ثُمَّ اَنْشَاَ يُحَدِّثُنَا عَنْ اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرِيْنَا مَصَارِعَ اَهْلِ بَدْرٍ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَهٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ عُمَرُ وَالَّذِيْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ مَا اَخْطَؤُا الْحُدُوْدَ الَّتِيْ حَدَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجُعِلُوْا فِيْ بِئْرٍ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيْهِمْ فَقَالَ يَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ وَيَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ حَقًّا فَاِنِّيْ قَدْ وَجَدْتُّ مَا وَعَدَنِيَ اللّٰهُ حَقًّا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ

(۵۶۷۶) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ہم مکہ مدینہ کے درمیان جناب عمر کے ساتھ تھے تو ہم چاند ایک دوسرے کو دکھانے لگے میں تیز نظر تھا تو میں نے دیکھ لیا میرے سوا کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس نے چاند دیکھا ہے ا۔ میں جناب عمر سے کہنے لگا کہ کیا آپ دیکھتے نہیں آپ اسے نہ دیکھ سکے کہتے ہیں کہ میں اسے عنقریب اپنے بستر پر لیٹے ہوئے دیکھوں گا ۲۔ پھر ہم کو بدر والوں کے متعلق خبریں دینے لگے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ایک دن پہلے کفار کے قتل گاہ دکھاتے تھے فرماتے تھے کہ انشاء اللہ کل یہ جگہ فلاں کی قتل گاہ ہوگی اور انشاء اللہ کل یہ جگہ فلاں کی قتل گاہ ہوگی ۳۔ جناب عمر فرماتے ہیں کہ اس کی قسم جس نے انہیں حق کے ساتھ بھیجا کہ وہ لوگ ان حدود سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی تھیں بالکل نہ ہٹے ۴۔ پھر وہ اوپر تلے ایک کنویں ڈال دیئے گئے ۵۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے حتیٰ کہ ان تک پہنچ گئے ۶۔ فرمایا اے فلاں ابن فلاں اے فلاں ابن فلاں کیا تم نے وہ سب باتیں درست پائیں جن

marfat.com

اللہِ کَیْفَ تُکَلِّمُ اَجْسَادًا لَّا اَرْوَاحَ فِیْھَا فَقَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْھُمْ غَیْرَ اَنَّھُمْ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ اَنْ یَّرُدُّوْا عَلَیَّ شَیْئًا۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)۔

کا تم سے اللہ و رسول نے وعدہ کیا تھا، کیونکہ میں نے وہ سب درست پایا جو مجھ سے اللہ نے وعدہ کیا تھا جناب عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ان جسموں سے کیسے کلام کرتے ہیں جن میں جان نہیں تو فرمایا بات تم ان سے زیادہ نہیں سنتے بجز اس کے کہ وہ مجھے کچھ جواب نہیں دے سکتے ۸۔ (مسلم)

(۵۶۷۶) ا۔ یعنی اس سفر میں حضرت فاروق اعظم کے ساتھ بہت لوگ تھے مگر آج چاند کسی کو نظر نہیں آیا سواء میرے کیونکہ چاند بہت باریک تھا ۲۔ یعنی ابھی میں دیکھنے کی کوشش کیوں کروں عنقریب چاند اتنا بڑا ہو جاوے گا کہ مجھے بستر پر لیٹے ہوئے بے تکلف نظر آوے گا عام شارحین نے یہ ہی معنی کئے یا میں اس ماہ کے آخر میں زخمی کیا جاؤں گا جس سے میری شہادت واقع ہو گی میں زخم خوردہ ہو کر بستر علالت پر اسے دیکھوں گا۔ چنانچہ اس ماہ ذی الحجہ کے آخر میں آپ کو زخمی کیا گیا جس سے آپ کی شہادت واقع ہو گئی۔ اس صورت میں یہ غیبی خبر ہے **واللہ ورسولہ اعلم** یہ واقعہ اس سفر کا ہے جب آپ آخری حج کو گئے واپس آکر شہید کر دیئے گئے ۳۔ اس فرمان عالی میں تین غیبی خبریں ہیں وقت موت کی خبر کہ فلاں شخص کل مرے گا جگہ موت کی خبر کہ فلاں جگہ مرے گا تیسرے نوعیت موت کی خبر کہ کفر پر مرے گا نہیں بلکہ ہمارے ہاتھوں مارا جائے گا غرضیکہ علوم خمسہ میں سے تین چیزوں کی خبر حضور نے دے دی بلکہ خط کھینچ کر بتا دیا کہ فلاں کافر اس حد کے اندر مارا جائے گا۔ ۴۔ کفار کی لاشوں سے یہ ہی برتاؤ ہوتا ہے نماز، دفن کفن مومن کی میت کے لئے ہے فقیر نے وہ جگہ دیکھنے کی بہت کوشش کی جہاں یہ لاشیں پڑی تھیں مگر اہل بدر نے کہا کہ کفار کی جگہ کا کیا دیکھنا۔ تم حضور کے آثار دیکھو۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ کفار کی قبروں ان کی لاشوں پر کسی مصلحت سے جانا بالکل جائز ہے زیارت قبر کے لئے جانا جائز نہیں رب فرماتا ہے **ولا تقم علی قبرہ انھم کفروا باللہ ورسولہ** یہ حدیث اس آیت کریمہ کے خلاف نہیں کہ یہاں حضور کا کفار کی لاشوں پر جانا اس مقصد کے لئے ہے جو آگے آ رہا ہے۔ ۶۔ حضور کے اس عمل شریف سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہر میت مومن ہو یا کافر بعد مرنے کے زندوں کا کلام سنتی ہے حتی کہ دفن کرنے والوں کے قدموں کی آہٹ سنتی ہے جیسا کہ باب الدفن میں گزرا دوسرے یہ کہ بعد موت انسان کی ہر طاقت بڑھ جاتی ہے دیکھو ہزارہا من مٹی میں دفن ہونے کے باوجود مردہ آواز ہلکی جوتوں کی آہٹ سن لیتا ہے اگر زندہ کو اتنی مٹی میں دبا دیا جاوے تو وہ توپ کی آواز بھی نہیں سن سکتا، ۷۔ تیسرے یہ کہ بعد وفات یا کہہ کر پکارنا جائز ہے اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ کہنا شرک ہے حالانکہ نماز میں کہا جاتا ہے۔ **السلام علیک ایھا النبی** ۸۔ یعنی مردے کفار یا تو تمہاری برابر سنتے ہیں، یا تم سے زیادہ تم سے کم نہیں سنتے ہاں فرق یہ ہے کہ تم ہم کو جواب سنا سکتے ہو یہ جواب دیتے تو ہیں مگر زندوں کو سنا نہیں سکتے کیونکہ اب وہ ایسی آواز سے بولتے ہیں جنہیں یہ کان نہیں سن سکتے اللہ والے مردوں کی آواز سن لیتے ہیں لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں زندہ بزرگوں کا مردوں کی آوازیں سننا ثابت ہے۔ خیال رہے کہ جن آیات میں مردوں کے سننے کی نفی ہے۔ وہاں مردوں سے مراد دل کے مردے یعنی کفار ہیں جیسے **انک لا تسمع الموتی** وغیرہ کیونکہ اس آیت کے آخر میں ہے **ان تسمع الا من یؤمن بایاتنا** یعنی وہاں مردے کا مقابلہ مومن سے کیا گیا ہے لہٰذا یہ حدیث ان آیات کے خلاف نہیں سماع موتی کے

marfat.com

ثبوت میں بہت سی آیات ہیں۔ دیکھو ہماری کتاب فہرست القرآن

وَعَنْ اُنَيْسَةَ بِنْتِ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ عَنْ اَبِيْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى زَيْدٍ يَعُوْدُهٗ مِنْ مَرَضٍ كَانَ بِهٖ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْ مَرَضِكَ بَأْسٌ وَلٰكِنْ كَيْفَ لَكَ اِذَا عُمِّرْتَ بَعْدِيْ فَعَمِيْتَ قَالَ اَحْتَسِبُ وَاَصْبِرُ قَالَ اِذَنْ تَدْخُلَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالَتْ فَعَمِيَ بَعْدَ مَا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَصَرَهٗ ثُمَّ مَاتَ۔

(۵۶۷۷) روایت ہے حضرت **انیسہ** بنت زید ابن ارقم سے ا۔ وہ اپنے والد سے راوی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جناب زید کے پاس ایک مرض میں مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے فرمایا اس بیماری سے تم پر کوئی خطرہ نہیں ۲۔ مگر تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تم کو میرے بعد دراز عمر ملے گی ۳۔ تو تم نابینا ہو جاؤ گے ۴۔ عرض کیا کہ میں صبر اور طلب اجر کروں گا ۵۔ فرمایا تو جنت میں بے حساب جاؤ گے ۶۔ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نابینا ہو گئے پھر اللہ نے ان کی نظر لوٹا دی پھر وہ فوت ہوئے ۷۔

(۵۶۷۷) ا۔ **انیسہ** الف کے پیش ن کے فتحہ سے آپ حضرت زید ابن ارقم کی صاحبزادی ہیں خود تابعین سے ہیں اور زید ابن ارقم صحابی ہیں۔ اس لئے آپ کی کنیت ابو **انیسہ** بھی ہے اور ابو عمر بھی انصاری خزرجی ہیں آخر میں کوفہ میں رہے وہاں ۶۸ اڑسٹھ میں وفات پائی۔ اٹھاون سال عمر ہوئی رضی اللہ عنہ ۲۔ یعنی تم اس مرض سے وفات نہیں پاؤ گے ابھی تمہاری عمر باقی ہے یہ ہے حضور کا علم غیب کہ لوگوں کی زندگی اور موت سے خبردار ہیں۔ ۳۔ یعنی تم میرے بعد بہت دراز عمر پاؤ گے ۴۔ یعنی تم آخر میں نابینا ہو جاؤ گے ۵۔ صبر سے مراد علاج نہ کرنا نہیں بلکہ رب کی شکایت نہ کرنا گھبراہٹ ظاہر نہ کرنا ہے دوا اور دعا صبر کے خلاف نہیں بے صبری چیز ہی اور ہے طلب اجر کا مطلب یہ ہے کہ میں سمجھوں گا کہ رب تعالٰی مجھے اس تکلیف اور صبر پر جنت عطا فرمائے گا ۶۔ یعنی اگر تم نے بے صبری پر صبر اور طلب اجر کرلیا تو تم ان لوگوں میں سے ہوؤ گے جو قیامت کے حساب و کتاب سے مستثنٰی ہیں بے حساب جنتی ہیں ۷۔ خیال رہے کہ حضور انور کو اس شفا کی بھی خبر تھی مگر آپ نے انہیں بتایا نہیں تاکہ ان کا امتحان اور صبر اعلٰی درجہ کے ہوں (مرقات) ظاہر یہ ہے کہ دوبارہ انہیں روشنی ملنا دوا اور دعا سے ہوا جو خلاف صبر نہیں۔

وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ بَعَثَ رَجُلًا فَكَذَبَ عَلَيْهِ فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوُجِدَ مَيِّتًا وَقَدِ انْشَقَّ بَطْنُهٗ وَلَمْ تَقْبَلْهُ الْاَرْضُ

(رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

(۵۶۷۸) روایت ہے حضرت اسامہ ابن زید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو مجھ پر وہ بات تھوپے جو میں نے نہ کہی ہو وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنالے ا۔ یہ اس طرح ہوا کہ آپ نے ایک شخص کو بھیجا اس نے آپ پر جھوٹ باندھ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بددعا کردی تو وہ مردہ پایا گیا کہ اس کا پیٹ چر گیا تھا اسے زمین نے قبول نہ کیا ۲۔ یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیں۔

(۵۶۷۸) ا۔ حضور پر جھوٹ باندھنے کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ جان بوجھ کر حدیث گھڑے اور اسے حضور کی طرف نسبت کردے کہ حضور نے یہ فرمایا۔ دوسرے یہ کہ کوئی موضوع حدیث بیان کرے اور اس کا موضوع ہونا نہ بتائے۔ خیال رہے

marfat.com

کہ روایت بالمعنی جائز ہے۔ یہ وضع حدیث نہیں بلکہ حدیث کا مضمون اپنے الفاظ میں بیان کرنا ہے ہم کہتے ہیں کہ رب نے فرمایا نماز قائم کرو حالانکہ قرآن مجید اردو نہیں ہے۔ ہمارا یہ قول قرآن کا ترجمہ ہے اس کی مثال وہ وائل ابن حجر کی روایت ہے آمین کے متعلق رفع بہا صوتہ ترجمہ ہے۔ **مدبها صوته** کا راوی نے مد کا ترجمہ رفع کیا۔ اور اسے حضور انور کی طرف منسوب کیا۔ یہ حدیث گھڑنا نہیں یہ فرق خیال رہے اپنا گھر آگ میں بنانے کے معنی یہ ہیں کہ اپنے کو دوزخی سمجھ لے۔ جھوٹ بولنا گناہ ہے اور جھوٹ کو حضور کی طرف نسبت کرنا بدترین گناہ ہے۔ ۲؎ اس شخص نے لوگوں کو جھوٹی حدیث گھڑ کر سنائی حضور انور نے نور نبوت سے جان لیا اس کے لئے بددعا فرمادی ایسا ہی ہوا کہ اسے بعد موت دفن کیا گیا تو زمین نے نکال کر پھینک دیا یہ واقعہ کوئی اور ہے اور وہ کاتب وحی جو مرتد ہوگیا تھا کفار کے پاس پہنچا بولا کہ میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مل کر قرآنی آیات گھڑا کرتے ہیں اس کا انجام بھی یہ ہوا تھا وہ واقعہ دوسرا ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ رَجُلٌ يَسْتَطْعِمُهُ فَاَطْعَمَهُ شَطْرَ وَسْقِ شَعِيْرٍ فَمَا زَالَ الرَّجُلُ يَاْكُلُ مِنْهُ وَامْرَاَتُهُ وَضَيْفُهُمَا حَتّٰى كَالَهُ فَفَنِيَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْلَمْ تَكِلْهُ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ وَلَقَامَ لَكُمْ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۶۷۹) روایت ہے حضرت جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کھانا مانگنے آیا حضور نے اسے جو کا آدھا وسق عطا فرمایا ۱؎ وہ شخص اس کی بیوی اس کے مہمان اس سے کھاتے رہے حتی کہ اس نے ناپ لیا تو ختم ہوگیا ۲؎ پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا فرمایا اگر وہ اسے نہ ناپتے تو تم سب اس سے کھاتے رہتے تو وہ تمہارے پاس رہتا ۳؎ (مسلم)

(۵۶۷۹) ۱؎ پہلے کہا جاچکا ہے کہ وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع ساڑھے چار سیر کا تو آدھا وسق تیس صاع ہوا یعنی ایک سو پینتیس یہ تین من پندرہ سیر۔ ۲؎ معلوم ہوتا ہے کہ برسہا برس تک کھاتے رہے یہ ہوا حضور انور کا معجزہ کہ تھوڑے غلہ میں بہت ہی برکت ہوئی ۳؎ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ایسی برکت والی چیزوں کا ناپ تول توکل کے خلاف ہے اس لئے اس کی برکت ختم ہو جاتی ہے۔

وَعَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةٍ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْقَبْرِ يُوْصِي الْحَافِرَ يَقُوْلُ اَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ اَوْسِعْ مِنْ قِبَلِ رَاْسِهٖ فَلَمَّا رَجَعَ اسْتَقْبَلَهُ دَاعِيْ امْرَاَتِهٖ فَاَجَابَ وَنَحْنُ مَعَهُ فَجِيْءَ بِالطَّعَامِ فَوَضَعَ يَدَهُ ثُمَّ وَضَعَ الْقَوْمُ فَاَكَلُوْا فَنَظَرْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوْكُ لُقْمَةً فِيْ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ اَجِدُ لَحْمَ شَاةٍ اُخِذَتْ بِغَيْرِ اِذْنِ اَهْلِهَا

(۵۶۸۰) روایت ہے حضرت عاصم ابن **کلیب** سے وہ اپنے والد سے وہ ایک انصاری سے راوی ۱؎ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں گئے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ قبر پر تشریف فرما تھے کھودنے والے کو سمجھاتے تھے فرماتے تھے کہ اس کے پاؤں کی طرف فراخ کرو اس کے سر کی طرف فراخ کرو پھر جب واپس ہوئے تو آپ کے سامنے اس کی بیوی کی طرف سے بلانے والا آیا ۲؎ آپ نے منظور فرمایا ہم آپ کے ساتھ تھے کھانا لایا گیا ۳؎ حضور نے اپنا ہاتھ رکھا پھر قوم نے کہ سب کھانے لگے ۴؎ تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

فَاَرْسَلَتِ الْمَرْاَةُ تَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ اَرْسَلْتُ اِلَى النَّقِيْعِ وَهُوَ مَوْضِعٌ يُبَاعُ فِيْهِ الْغَنَمُ لِيَشْتَرِىَ لِىْ شَاةً فَلَمْ تُوْجَدْ فَاَرْسَلْتُ اِلٰى جَارٍ لِّىْ قَدِ اشْتَرٰى شَاةً اَنْ يُّرْسِلَ بِهَا اِلَىَّ بِثَمَنِهَا فَلَمْ تُوْجَدْ فَاَرْسَلْتُ اِلَى امْرَاَتِهٖ فَاَرْسَلَتْ اِلَىَّ بِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَطْعِمِىْ هٰذَا الطَّعَامَ الْاَسْرٰى۔ (رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَالْبَيْهَقِىُّ فِىْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

کو دیکھا کہ آپ اپنے منہ میں لقمہ پھرا رہے ہیں ۵۔ پھر فرمایا کہ میں ایسی بکری کا گوشت محسوس کرتا ہوں جو اس کے مالک کی بغیر اجازت لی گئی ہے ۶۔ اس عورت نے کہلا کر بھیجا کہ یا رسول اللہ میں نے **نقیع** کی طرف بھیجا تھا یہ وہ جگہ تھی یہاں بکریاں فروخت کی جاتی تھیں تاکہ میرے لئے بکری خریدے ۷۔ بکری ملی نہیں میں نے اپنے پڑوسی کے پاس آدمی بھیجا جس نے بکری خریدی تھی یہ کہ مجھے وہ بکری قیمتاً" بھیج دے وہ ملا نہیں ۸۔ تو میں نے اس کی بیوی کے پاس بھیجا اس نے وہ میرے پاس بھیج دی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کھانا قیدیوں کو کھلا دو ۹۔ (ابوداؤد' بیہقی' دلائل النبوۃ)

(۵۶۸۰) ا۔ خیال رہے کہ تمام صحابہ عادل ہیں۔ ان میں کوئی فاسق نہیں اس لئے صحابی کا نام معلوم نہ ہو تا حدیث کو مجہول نہیں کرتا ہاں صحابہ کے سوا کسی اور راوی کا نام مذکور نہ ہو تو حدیث مجہول ہو جاتی ہے کہ خبر نہیں وہ راوی کون ہے کیسا ہے فاسق ہے یا عادل ۲۔ یعنی عرض کیا یا رسول اللہ میت کی بیوی حضور کو بلا رہی ہے کھانے کی دعوت نہیں تھی۔ جیسا کہ الفاظ حدیث سے معلوم ہو رہا ہے یہ بات خیال میں رکھی جاوے ۳۔ یہاں کھانا دعوت کے طور پر نہیں پکایا گیا تھا نہ حضور کو دعوت طعام کے لئے بلایا گیا تھا۔ اس کے گھر حضور تشریف لے گئے تھے کھانے کا وقت تھا۔ اس نے کھانا بھی پیش کر دیا۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ میت والوں سے دعوت لینا ممنوع ہے اس مسئلہ کی بہت صورتیں ہیں۔ نمبر ا بعض وارث نابالغ ہوں۔ نمبر ۲ بعض وارث غائب ہوں۔ نمبر ۳ قوم دعوت دینے پر مجبور کرے کہ میت کی روٹی دے۔ نمبر ۴ اہل میت رواج کے ماتحت شرم و حیا سے روٹی دیں۔ پہلی دو صورتوں میں دعوت دینا دعوت کھانا دونوں حرام ہیں کہ اس میں یتیم کا مال کھانا ہے اور غائب کا مال اس کی اجازت کے بغیر کھانا ہے۔ آخری دو صورتوں میں کھانا مکروہ ہے۔ اگر یہ چار صورتیں نہ ہوں۔ مثلاً مہمانوں کے لئے کسی خاص وارث نے یا سارے بالغ وارثوں نے کھانا پکا دیا۔ یا اتفاقاً" کسی کو کھلا دیا تو بلا کراہت جائز ہے۔ یہاں جو واقعہ بیان ہو رہا ہے اس میں یہ چاروں صورتیں نہ تھیں لہٰذا فقہاء کا یہ مسئلہ اس حدیث کے خلاف نہیں۔ مسئلہ میت کا کفن دفن اس کے سارے مال سے کیا جاوے مگر اس کی نیاز فاتحہ میں یہ خیال رکھا جاوے کہ اگر بعض وارث یتیم نابالغ یا غائب ہوں تو اولاً" متروکہ مال تقسیم کیا جاوے پھر بالغین حاضرین اپنے حصہ میں سے نیاز فاتحہ کریں اور یہ کھانا صرف فقراء مسکین کو کھلایا جاوے۔ غرض کہ میت والوں کے ہاں کھانے کی بہت صورتیں ہیں۔ بعض حرام ہیں بعض مکروہ بعض مباح ہیں۔ یہاں مکمل تفصیل کی گنجائش نہیں۔ ۴۔ قوم سے مراد صاحب خانہ کے مہمان ہیں۔ جن کے لئے کھانا تیار کیا گیا تھا۔ اور وہ صحابہ کرام جو حضور انور کے ساتھ تھے جو اتفاقاً" وہاں پہنچ گئے تھے۔ اور کھانے میں شریک ہو گئے تھے۔ ۵۔ یعنی لقمہ منہ میں لے لیا چبایا منہ میں گھمایا مگر نگلا نہیں۔ ہم نے یہ محسوس کر لیا تو یا تو کسی نے حضور سے پوچھایا حضور انور نے خود ہی وہ فرمایا جو آگے آ رہا ہے۔ ۶۔ یعنی یہ گوشت نہ تو حرام جانور کا ہے نہ مردار کا مگر ایسا ہے جس میں احتیاط نہیں برتی گئی۔ اس فرمان عالی سے دو

marfat.com

مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور انور کو پس پردہ چیز کی خبر دی گئی وہاں وحی الٰہی نہیں آئی تھی بلکہ زبان شریف نے گوشت کی لذت کے ساتھ اس کی کیفیت بھی محسوس کرلی دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے حلق اور شکم کو ہمیشہ حرام بلکہ مکروہ بلکہ مشتبہ بلکہ غیر احتیاطی چیزوں سے محفوظ رکھا۔ بخاری شریف میں ہے کہ بچپن شریف میں حضور نے کبھی بتوں کے نام پر ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت نہیں کھایا۔ خیال رہے کہ کفار کی مشترک کمائیاں مومن کے لئے حلال ہیں۔ لہٰذا حضور انور کا ابوطالب کے ہاں اور موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے ہاں پرورش پانا یوں ہی حضور انور کا کفار کے ہدیے قبول فرمانا بالکل درست تھا اب بھی ایسے مشترکہ مال والے کی دعوت کھالینا جائز ہے۔ ۷؎ نقیع نون سے مدینہ پاک کے قریب وادی عقیق کی طرف ایک بازار تھا جہاں اور چیزوں کے ساتھ جانور بھی فروخت ہوتے تھے جن لوگوں نے بقیع ب سے پڑھا غلط ہے۔ بقیع تو مدینہ منورہ کا مشہور قبرستان ہے وہاں بازار کہاں یہ تفسیر کسی راوی کی ہے۔ ۸؎ یعنی میرا پڑوسی اپنے لئے ایک بکری خرید کرلایا تھا۔ میں نے کہلا کر بھیجا تھا کہ وہ بکری میرے ہاتھ فروخت کردے کہ مجھے اس کی فوری ضرورت ہے ۹؎ اس سے معلوم ہوا کہ بیوی اپنے خاوند کا مال اس کی بغیر اجازت نہ تو فروخت کرسکتی ہے۔ نہ ہبہ 'اگر کرے گی تو درست نہ ہوگا ہاں وہ معمولی حقیر چیزیں جس کے ہبہ کرنے کی اجازت عادۃً' خاوند کی طرف سے ہوتی ہے۔ وہ ہبہ خیرات کرسکتی ہے۔ جیسے روٹی کا ٹکڑا پھٹا پرانا کپڑا۔ واقعہ یہ تھا کہ مالک بکری والا اب تک گھر نہ آیا تھا کہ اس سے اجازت لی جاتی اور گوشت بگڑ جانے کا اندیشہ تھا دونوں کفار تھے جن پر شرعی احکام جاری نہ تھے حکم دیا کہ یہ مشتبہ کھانا ان قیدیوں کو کھلادو اور بکری کی بازاری قیمت مالک بکری کو ادا کردی جاوے کہ یہ مال غصب ہے غصب کے یہ ہی احکام ہیں۔ معلوم ہوا کہ کھانا نہ تو ضائع کیا جاوے اور نہ بگڑنے دیا جاوے۔

وَعَنْ حِزَامِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ حُبَيْشِ بْنِ خَالِدٍ وَهُوَ اَخُ اُمِّ مَعْبَدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اُخْرِجَ مِنْ مَكَّةَ خَرَجَ مُهَاجِرًا اِلَى الْمَدِيْنَةِ هُوَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَمَوْلٰى اَبِيْ بَكْرٍ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَدَلِيْلُهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ اللَّيْثِيُّ مَرُّوْا عَلٰى خَيْمَتَيْ اُمِّ مَعْبَدٍ فَسَاَلُوْهَا لَحْمًا وَتَمْرًا لِيَشْتَرُوْا مِنْهَا فَلَمْ يُصِيْبُوْا عِنْدَهَا شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ وَكَانَ الْقَوْمُ مُرْمِلِيْنَ مُسْنِتِيْنَ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى شَاةٍ فِيْ كَسْرِ الْخَيْمَةِ فَقَالَ مَا هٰذِهِ الشَّاةُ يَا اُمَّ مَعْبَدٍ

(۵۶۸۱) روایت ہے حضرت حرام ابن ہشام سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا حبیش ابن خالد سے راوی وہ ام معبد کے بھائی ہیں ۱؎ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ معظمہ سے باہر کئے گئے آپ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرکے روانہ ہوئے آپ اور ابوبکر صدیق اور ابوبکر کے غلام عامر ابن فہیرہ اور ان کے رہبر عبداللہ لیثی ام معبد کے خیمے پر گزرے ۲؎ انہوں نے آپ سے گوشت چھوہارے مانگے تاکہ ان سے خریدیں انہوں نے یہ کوئی چیز ام معبد کے پاس نہ پائی یہ حضرات بے توشہ تھے ۳؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری دیکھی جو خیمے کے کنارہ میں تھی فرمایا اے ام معبد یہ بکری کیسی ہے انہوں نے عرض کیا کہ یہ ایسی بکری ہے جسے دبلے پن نے بکریوں سے پیچھے کردیا ہے ۴؎ فرمایا گیا اس میں دودھ ہے وہ بولیں کہ وہ اس سے بہت دور ہے ۵؎ فرمایا کیا تم مجھے اجازت دیتی ہو کہ اسے دوہ لوں بولیں آپ پر میرے ماں باپ فدا

marfat.com

قَالَتْ شَاةٌ خَلَّفَهَا الْجَهْدُ عَنِ الْغَنَمِ قَالَ هَلْ بِهَا مِنْ لَبَنٍ قَالَتْ هِيَ أَجْهَدُ مِنْ ذَالِكَ قَالَ أَتَأْذَنِيْنَ لِيْ أَنْ أَحْلُبَهَا قَالَتْ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ إِنْ رَأَيْتَ بِهَا حَلَبًا فَاحْلُبْهَا فَدَعَا بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ بِيَدِهٖ ضَرْعَهَا وَسَمّٰى اللّٰهَ تَعَالٰى وَدَعَا لَهَا فِيْ شَاتِهَا فَتَفَاجَّتْ عَلَيْهِ وَدَرَّتْ وَاجْتَرَّتْ فَدَعَا بِإِنَاءٍ يُرْبِضُ الرَّهْطَ فَحَلَبَ فِيْهِ ثَجًّا حَتّٰى عَلَاهُ الْبَهَاءُ ثُمَّ سَقَاهَا حَتّٰى رَوِيَتْ وَسَقٰى أَصْحَابَهٗ حَتّٰى رَوُوْا ثُمَّ شَرِبَ اٰخِرُهُمْ ثُمَّ حَلَبَ فِيْهِ ثَانِيًا بَعْدَ بَدْءٍ حَتّٰى مَلَأَ الْإِنَاءَ ثُمَّ غَادَرَهٗ عِنْدَهَا وَبَايَعَهَا وَارْتَحَلُوْا عَنْهَا۔

رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي الْاِسْتِيْعَابِ وَابْنُ الْجَوْزِيِّ فِيْ كِتَابِ الْوَفَاءِ وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ۔

ہوں اگر آپ اس میں دودھ دیکھیں تو دوہ لیں ۶۔ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا اس کے تھن پر اپنا ہاتھ پھیرا اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور ان کے لئے ان کی بکری میں دعا کی تو اس نے ٹانگیں چیر دیں ۷۔ اور دودھ اتار لائی جگالی کرنے لگی تو حضور نے ایسا برتن منگایا جو ایک جماعت کو سیراب کردے اس میں دوہا چھلکتا ہوا حتی کہ جھاگ اوپر گئے ۸۔ پھر حضور نے ام معبد کو پلایا حتی کہ وہ سیر ہو گئیں اور اپنے ساتھیوں کو پلایا حتی کہ وہ بھی سیر ہوگئے پھر ان کے آخر میں خود پیا ۹۔ پھر اس میں پہلی بار کے بعد دوہا حتی کہ برتن بھر دیا یہ ام معبد کے پاس چھوڑ دیا اور ان سے بیعت لی اور وہاں سے ان سب نے کوچ کر دیا ۱۰۔ (شرح سنہ) ابن عبدالبر نے استیعاب میں اور ابن جوزی نے کتاب الوفاء اور اس حدیث میں ایک بڑا قصہ ہے۔

(۵۶۸۱) ۱۔ ام معبد کا نام عاتکہ بنت خالد خزاعیہ ہے۔ یہ امیری بی تھیں۔ مسافروں کو کھانا پانی مفت دیتی تھیں مدینہ منورہ کے راہ میں رہتی تھیں۔ یہ اس دن یا بعد میں مدینہ منورہ آکر ایمان لائیں (مرقات) مکہ معظمہ سے دو حضرات چلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق، مالک ابن فہیرہ اور عبداللہ لیثی بعد میں ملے عبداللہ اس وقت کافر تھے، معلوم ہوا کہ کفار سے دینی کام میں مدد لینا درست ہے کہ حضور نے ہجرت میں عبداللہ لیثی سے رہبری کا کام لیا۔ ۲۔ یعنی ان حضرات کو اس وقت کھانے کی سخت ضرورت تھی اور ساتھ میں کھانا نہیں تھا۔ ام معبد کے پاس کھانا نہ خریدا جاسکا کہ ان کے پاس تھا ہی نہیں ۳۔ یعنی یہ بکری کمزور دبلی ہے کہ دبلے پن اور کمزوری کی وجہ سے دوسری بکریوں کے ساتھ چرنے کے لئے باہر نہیں جاسکتی اس لئے میرے خیمہ میں بندھی ہے۔ ۴۔ یعنی یہ بکری اولاً تو بکرے کے پاس نہیں گئی۔ دوسرے یہ کمزور بہت ہے تیسرے یہ بیمار ہے اس میں دودھ کہاں سے آیا۔ بیاہی بکری بھی ایسی کمزور ہو تو دودھ نہیں دیتی چہ جائیکہ یہ کنواری بھی ہے۔ ۵۔ اگرچہ حضور علیہ السلام نے یہ دودھ اللہ کی قدرت سے نکالا مگر چونکہ ام معبد کی بکری کے تھن سے نکالا اس لئے ان سے ان تھنوں کے استعمال کی اجازت لی اب ان سے جو دودھ نکلا وہ حضور انور کی ملک تھا یا ام معبد کی اس میں گفتگو ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی ملک تھا کیونکہ حضور انور نے اس دودھ کے پینے کی ام معبد سے اجازت نہ لی نہ انہیں قیمت دی۔ خیال رہے کہ بعض غزوات میں حضور انور نے بدوی کے مشکیزے سے پانی تمام لشکر کو پلا دیا اور پانی اتنا ہی رہا، وہاں مشکیزے والے کی اجازت نہ لی وہاں اپنی ملکیت مطلقہ کا اظہار تھا اور یہاں مسئلہ شرعیہ بتانا تھا جیسے ایک دعوت میں ایک آدمی چلا گیا تو حضور نے صاحب خانہ سے اجازت لی اور حضرت جابر کے ہاں سارے لشکر کو بغیر دعوت ہی لے گئے۔ ۶۔ بکری دوہتے وقت دوہنے والے کے لئے اپنی ٹانگیں چیر دیتی ہے اور اگر دودھ نہ دینا ہو تو نہیں چیرتی یہاں اس کا ذکر ہے۔ ۷۔ یہ ہے چھلکنے کی تفسیر یعنی جھاگ تو اوپر آگئے اور دودھ لبالب بھر گیا۔ ۸۔ ترتیب یہ رکھی کہ پہلے ام معبد کو پلایا پھر اپنے

marfat.com

ساتھیوں کو پھر آخر میں خود پیا۔ اس ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور اس دودھ کے مالک تھے اور یہ سب حضور کے مہمان تھے ۹۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے بکری کو دو بار دوہا پہلی بار کا دودھ تو پی لیا پلا دیا دوسری بار کا دودھ خیمہ میں چھوڑ دیا اور ام معبد اسی وقت مسلمان ہوگئیں پھر جب ام معبد کے خاوند آئے تو انہوں نے گھر میں عجیب خوشبو محسوس کی اور دودھ سے گھر بھرا ہوا پایا۔ تعجب سے پوچھا ام معبد کے جواب کو کسی شاعر نے یوں بیان کیا ہے **شعر:۔**

☆ تھوڑی دیر ہوئی اک آیا کالیاں زلفاں والا ☆ دو گھڑیاں اس گھروچ بیٹھا کر گیا نور اجالا ☆

(مرقاۃ) اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ کے بعض پہاڑوں پر یہ شعر سنے گئے۔

☆ جزی اللہ رب الناس خیر جزائہ ☆ رفیقین خلا خیمۃ ام معبد ☆

☆ ھما نزلا بالبر ثم ترحلا ☆ فافلح من امسی رفیق محمد ☆

اللہ ان دونوں ساتھیوں کو جزاء خیر دے جو ام معبد کے خیمہ میں اترے کچھ دیر رہے پھر کوچ کر گئے کامیاب ہے وہ جو محمد مصطفیٰ کا ساتھی بنا۔ تتمہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تین قسم کے ہیں بعض وہ جو آپ کے ساتھ لازم تھے۔ جیسے جسم شریف کا بے سایہ ہونا، جسم اقدس سے بے مثال خوشبو وغیرہ بعض وہ جو آپ کے اختیار میں تھے جیسے چاند چیرنا سورج واپس فرمانا۔ بعض بے اختیاری جیسے آیات قرآنیہ کا نزول پھر بعض معجزات وقتی تھے جو حضرات صحابہ نے دیکھے جو آپ نے مشکوۃ شریف میں پڑھ لئے، بعض معجزات دائمی ہیں جو قیامت تک دیکھے جائیں گے جیسے آیات قرآنیہ کہ ہر آیت حضور کا معجزہ ہے۔ حضور کا ذکر کثیر کہ ہر جگہ آپ کا چرچہ ہے آپ کی محبوبیت کہ بغیر دیکھے دنیا آپ کی عاشق ہے آپ کے نام پر سر کٹا دیتی ہے۔ آپ کے اولیاء اللہ کی کرامات کہ ہر کرامت حضور کا معجزہ ہے تاقیامت آپ کے دین کا بقاء علماء حقانی کا وجود کہ یہ سب چیزیں حضور کے زندہ جاوید معجزات ہیں۔ وقتی معجزات جو روایات میں آگئے وہ تقریباً چھ ہزار ہیں۔ بلکہ آپ بذات خود معجزہ تھے آپ کا نام معجزہ ہے۔

بَابُ الْکَرَامَاتِ۔ کرامات کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ پہلی فصل

کرامات جمع ہے کرامت کی۔ بمعنی تعظیم و احترام اصطلاح شریعت میں کرامت وہ عجیب و غریب چیز ہے جو ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہو حق یہ ہے کہ جو چیز نبی کا معجزہ بن سکتی ہے وہ ولی کی کرامت بن سکتی ہے سواء اس معجزہ کے جو دلیل نبوت ہو جیسے وحی اور آیات قرآنیہ معتزلہ کرامات کا انکار کرتے ہیں اہل سنت کے نزدیک کرامت حق ہے۔ آصف بن برخیا کا پلک جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس کو یمن سے شام میں لے آنا حضرت مریم کا بغیر خاوند حاملہ ہونا اور غیبی رزق کھانا اصحاب کہف کا بے کھانا پانی صدہا سال تک زندہ رہنا کرامات اولیاء ہیں جو قرآن مجید سے ثابت ہیں۔ حضور غوث پاک کی کرامات شمار سے زیادہ ہیں (اشعۃ) حضور انور کے معجزات بے شمار سرکار بغداد کے کرامات بیشمار حضور کی نبوت سب کو عام سرکار بغداد کی ولایت سب کو عام فرماتے ہیں کہ میرا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔ آپ کی ولایت تاقیامت جاری ہے۔

marfat.com

☆ غوث اعظم درمیان اولیاء ☆ چوں جناب مصطفیٰ در انبیاء ☆

ولایت اور کرامات دین کی حقانیت اور اس کے منسوخ نہ ہونے کی دلیل ہیں۔ اب عیسائیوں یہودیوں میں کوئی ولی نہیں کیونکہ وہ نبوتیں منسوخ ہو چکیں آج سواء اہل سنت کے کسی فرقے میں اولیاء نہیں۔ دیوبندی وہابی شیعہ مرزائی چکڑالوی کسی دین میں ولی نہیں۔ کیونکہ یہ فرقے باطل ہیں جس شاخ کا تعلق جڑ سے قائم نہ رہے وہاں جڑ سے فیض آنا بند ہو جاوے اس شاخ میں پھل پھول نہیں لگتے۔ اسلام کی جڑ ہری ہے کہ اس میں اب بھی اولیاء اللہ اور کرامات پائے جاتے ہیں۔ مگر ان فرقوں کا تعلق جڑ سے نہیں۔ دوسرے دینوں کی جڑیں خشک ہو چکیں لہٰذا ان میں ولایت نہیں۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ اُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَّعَبَّادَ بْنَ بِشْرٍ تَحَدَّثَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَاجَةٍ لَّهُمَا حَتّٰى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ فِيْ لَيْلَةٍ شَدِيْدَةِ الظُّلْمَةِ ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقَلِبَانِ وَبِيَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عُصَيَّةٌ فَاَضَاءَتْ عَصَا اَحَدِهِمَا لَهُمَا حَتّٰى مَشَيَا فِيْ ضَوْءِهَا حَتّٰى اِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيْقُ اَضَاءَتْ لِلْاٰخَرِ عَصَاهُ فَمَشٰى كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فِيْ ضَوْءِ عَصَاهُ حَتّٰى بَلَغَ اَهْلَهٗ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۶۸۲) روایت ہے حضرت انس سے کہ اسید ابن حضیر اور عباد ابن بشر۱ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے کاموں کے متعلق بات چیت کرتے رہے حتیٰ کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا۔ یہ واقعہ سخت اندھیری رات میں ہوا۲۔ پھر وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپسی کے لئے نکلے ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں چھوٹی لاٹھی تھی تو ان میں سے ایک کی لاٹھی چمک گئی ۳۔ حتیٰ کہ وہ دونوں اس کی روشنی میں چلتے حتیٰ کہ جب ان کو راستہ نے علیحدہ کیا تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہو گئی ۴۔ تو ان میں سے ہر ایک اپنی لاٹھی کی روشنی میں چلا حتیٰ کہ اپنے گھر پہنچ گیا ۵۔ (بخاری)۶۔

(۵۶۸۲) ۱۔ اسید ابن حضیر انصاری اوسی ہیں بدر وغیرہ میں شریک ہوئے ۲۰ بیس ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور عباد ابن بشر بھی انصاری ہیں۔ بدر وغیرہ میں آپ بھی شریک رہے۔ کعب ابن اشرف یہودی کے قتل میں آپ بھی شریک تھے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے ۴۵ پینتالیس سال کی عمر ہوئی (مرقات) ۲۔ یہ حضرات اندھیری رات میں حضور انور کے پاس سے اپنے گھر جانے والے تھے روشنی کا کوئی سامان نہ تھا۔ تب یہ کرامات ظاہر ہوئیں ۳۔ یا تو پوری لاٹھی چمکی ٹیوب کی طرح یا اس کا سرا چکا بیڑی کی طرح پہلے معنی زیادہ ظاہر ہیں کہ پوری لاٹھی چمکی۔ ۴۔ چونکہ اب دونوں صاحبوں کے راستے الگ الگ ہو گئے۔ ایک کی روشنی دوسرے کے لئے کافی نہ تھی۔ اس لئے دوسرے صحابی کی لاٹھی بھی ٹیوب بن گئی۔ اس کا چمکنا بھی قدرۃ ہوا پہلی لاٹھی کو مس کر کے نہیں ہوا۔ جیسا کہ ظاہر ہے۔ ۵۔ یعنی گھر پہنچنے پر ان کی روشنی ختم ہو گئی۔ ٹیوب سے لاٹھی بن گئی معلوم ہوا کہ کرامت ولی معجزہ کی جنس سے ہو سکتی ہے۔ دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضاء عطا ہوا وہ تھا نبی کا معجزہ اور ان صحابیوں کو عصاء بیضا عطا ہوا یہ تھی کرامت۔ ۶۔ بخاری شریف میں یہ واقعہ باب علامات النبوۃ کے آخر میں اور مناقب انصار کے ماتحت باب مناقب اسید ابن حضیر میں نقل فرمایا۔ مگر اس کے الفاظ یہ نہیں۔ یہ الفاظ مصنف عبد الرزاق اور مستدرک حاکم اور مسند حاکم میں نقل ہوئے۔ (مرقات)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا حَضَرَ اُحُدٌ دَعَانِيْ اَبِيْ مِنَ

(۵۶۸۳) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ جب غزوہ

marfat.com

اللَّیْلِ فَقَالَ مَا اُرَانِی اِلَّا مَقْتُوْلًا فِی اَوَّلِ مَنْ یُّقْتَلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنِّی لَا اَتْرُکُ بَعْدِیْ اَعَزَّ عَلَیَّ مِنْکَ غَیْرَ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنَّ عَلَیَّ دَیْنًا فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِاَخَوَاتِکَ خَیْرًا فَاَصْبَحْنَا فَکَانَ اَوَّلَ قَتِیْلٍ وَدَفَنْتُہٗ مَعَ اٰخَرَ فِیْ قَبْرٍ۔
(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

احد ہوا تو رات میں مجھے میرے باپ نے بلایا کہا کہ میں اپنے متعلق خیال کرتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں پہلا شہید میں ہوں گا۱۔ اور میں اپنے نزدیک تم سے زیادہ پیارا کسی کو نہیں چھوڑتا سواء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے۲۔ اور مجھ پر قرض ہے تم ادا کر دینا۳۔ اور اپنی بہنوں کے لئے بھلائی کی وصیت قبول کرو۴۔ ہم نے سویرا پایا تو پہلے شہید وہ ہی تھے اور میں نے انہیں دوسرے کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیا۵۔

(۵۶۸۳) ۱۔ یہ ہے صحابی کا علم غیب کہ اپنی موت نوعیت موت حسن خاتمہ وغیرہ سب کی خبر پہلے سے دے دی۔ ۲۔ یعنی مجھے سب سے زیادہ پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان کے بعد تم مجھے سب سے زیادہ پیارے ہو جو دل میں ہے وہ ہی آپ کی زبان پر ہے۔ آپ کا یہ قول اس حدیث کی تفسیر ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اولاد ماں باپ اور سارے لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں۔ رب تعالٰی حضور کی ایسی محبت نصیب کرے۔ ۳۔ اس ادائے قرض کا واقعہ باب المعجزات میں گزر چکا۔ آپ پر بہت کھجوریں قرض تھیں جو حضور انور نے کھجوروں کے ایک ڈھیر سے ادا کر دیں اور اس ڈھیر کی ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی۔ ۴۔ یعنی تم اکیلے تو میرے بیٹے ہو اور میری آٹھ یا نو بیٹیاں ہیں۔ تم ہی ان کے اکیلے منتظم ہو تم ان سے اچھا برتاؤ کرنا ترجیح اس کو ہے کہ حضرت جابر کی نو بہنیں تھیں بھائی کوئی نہ تھا (اشعہ، مرقات) غالبًا آپ کی والدہ نہ تھیں۔ پہلے ہی فوت ہو چکی تھیں واللہ و رسولہ اعلم۔ ۵۔ چونکہ اس موقعہ پر کفن بہت کم تھا۔ اس لئے سرکاری حکم تھا کہ ایک ایک قبر میں چند شہید دفن کئے جاویں۔ اسی فرمان کے مطابق حضرت عبداللہ کو ان کے دوست اور ان کے بہنوئی حضرت عمرو ابن جموح کے ساتھ دفن کیا گیا۔ خیال رہے کہ حضرت عمرو ابن جموح حضرت عبداللہ کے گہرے دوست بھی تھے۔ اور ان کے بہنوئی بھی (مرقات و اشعہ) پھر بعد میں حضرت عبداللہ کو وہاں سے منتقل کر کے جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ فقیر نے قبر شریف کی زیارت کی ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ اِنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّۃِ کَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَآءَ وَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ عِنْدَہٗ طَعَامُ اثْنَیْنِ فَلْیَذْھَبْ بِثَالِثٍ وَمَنْ کَانَ عِنْدَہٗ طَعَامُ اَرْبَعَۃٍ فَلْیَذْھَبْ بِخَامِسٍ اَوْ سَادِسٍ وَاِنَّ اَبَا بَکْرٍ جَآءَ بِثَلٰثَۃٍ وَانْطَلَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعَشَرَۃٍ وَاِنَّ اَبَا بَکْرٍ تَعَشّٰی عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَتّٰی صُلِّیَتِ الْعِشَآءُ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتّٰی تَعَشّٰی

(۵۶۸۴) روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن ابوبکر سے ۱۔ کہ صفہ والے مسکین لوگ تھے ۲۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے کو لے جائے اور جس کے پاس چار کا کھانا ہو وہ پانچویں کو یا چھٹے کو لے جاوے ۳۔ اور حضرت ابوبکر تین شخص لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دس حضرات لائے ۴۔ ابوبکر صدیق نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات کا کھانا کھایا پھر کچھ ٹھہرے حتی کہ عشاء کی نماز پڑھ لی گئی آپ پھر لوٹ گئے پھر کچھ ٹھہرے حتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کا کھانا کھا لیا ۵۔ پھر آپ آئے اس کے بعد رات کا مشیت الٰہی کے

marfat.com

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَآءَ بَعْدَ مَا مَضٰى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَآءَ اللّٰهُ قَالَتْ لَهٗ امْرَاَتُهٗ مَا حَبَسَكَ عَنْ اَضْيَافِكَ قَالَ اَوَمَا عَشَّيْتِهِمْ قَالَتْ اَبَوْا حَتّٰى تَجِيْئَ فَغَضِبَ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَطْعَمُهٗ اَبَدًا فَحَلَفَتِ الْمَرْاَةُ اَنْ لَّا تَطْعَمَهٗ وَحَلَفَ الْاَضْيَافُ اَنْ لَّا يَطْعَمُوْهُ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ كَانَ هٰذَا مِنَ الشَّيْطَانِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَاَكَلَ وَاَكَلُوْا فَجَعَلُوْا لَا يَرْفَعُوْنَ لُقْمَةً اِلَّا رَبَتْ مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرُ مِنْهَا فَقَالَ لِامْرَاَتِهٖ يَا اُخْتَ بَنِيْ فِرَاسٍ مَا هٰذَا قَالَتْ وَقُرَّةِ عَيْنِيْ اِنَّهَا الْاٰنَ لَاَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلٰثِ مِرَارٍ فَاَكَلُوْا وَبَعَثَ بِهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذُكِرَ اَنَّهٗ اَكَلَ مِنْهَا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَذُكِرَ حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ فِي الْمُعْجِزَاتِ۔

بقدر حصہ گزر گیا۔ ان سے ان کی بیوی نے کہا کہ تمہیں تمہارے مہمانوں سے کس چیز نے روکا۶۔ آپ نے کہا کیا تم نے انہیں کھانا نہیں کھلایا وہ بولیں کہ انہوں نے تمہارے آنے تک کھانے سے انکار کیا۷۔ آپ ناراض ہوئے اور بولے خدا کی قسم میں یہ کبھی نہ کھاؤں گا۸۔ آپ کی بیوی نے قسم کھالی کہ وہ بھی نہ کھائیں گی اور مہمانوں نے قسم کھالی کہ وہ بھی نہ کھائیں گے۹۔ جناب صدیق نے کہا کہ یہ قسم شیطان کی طرف سے ہوگئی آپ نے کھانا منگایا پھر کھایا پھر ان سب نے کھایا۱۰۔ تو وہ لوگ کوئی لقمہ نہ اٹھاتے تھے مگر اس کے نیچے سے اس سے زیادہ بڑھتا تھا۱۱۔ آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ اے بنی فراس کی بہن ۱۲۔ یہ کیا وہ بولیں میری آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم ۱۳۔ یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے ۱۴۔ ان سب نے یہ کھانا کھایا اور اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا گیا کہا گیا ہے کہ حضور نے بھی اس میں سے کھایا ۱۵۔ (مسلم بخاری) اور حضرت عبداللہ ابن مسعود کی حدیث کہ ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے' باب المعجزات میں ذکر کردی گئی ۱۶۔

(۵۶۸۴) ۱۔ حضرت عبدالرحمٰن جناب صدیق اکبر کے بڑے بیٹے اور جناب عائشہ صدیقہ کے سگے بھائی ہیں۔ ان دونوں کی والدہ جناب ام رومان ہیں۔ آپ کا نام پہلے عبدا لکعبہ تھا۔ حدیبیہ کی سال اسلام لائے حضور انور نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا (اشعہ و مرقات) ۲۔ صفہ کا ترجمہ ہے چبوترہ مسجد نبوی شریف کے متصل ایک چھتا ہوا چبوترہ بنایا گیا تھا جس میں وہ حضرات رہتے تھے جنہوں نے اپنے کو طلب علم اور خدمت دین کے لئے وقف کردیا تھا یہ حضرات ستر تھے انہیں اصحاب صفہ کہتے تھے۔ ان حضرات میں مشہور صحابہ کرام یہ ہیں۔ ابو ذر غفاری عمار ابن یاسر' سلمان فارسی' صہیب بلال' ابو ہریرہ' جناب ابن ارت' حذیفہ ابن یمان' ابو سعید خدری' بشیر ابن خصاصہ' ابو موہبہ وغیرہم رضی اللہ عنہم انہیں حضرات کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی **واصبر نفسک مع الذین یدعون ربهم** الخ (مرقات) ۳۔ ان حضرات کا کھانا پینا مدینہ والوں کے ذمہ تھا۔ اب تک یہ ہی دستور چلا آ رہا ہے کہ دینی علم کے طلبا مساجد میں رہتے ہیں اور مسلمان محلہ والے ان کے مصارف برداشت کرتے ہیں۔ اسی طرح دین چل رہا ہے۔ اور چلتا رہے گا۔ ۴۔ یعنی آج واقعہ یہ ہوا کہ جناب ابو بکر صدیق تین طالب علم لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دس طلباء کو مہمان بنایا یہ لانا ہمیشہ کے لئے نہ تھا۔ صرف رات کے لئے تھا۔ بعض سخی مسلمان اپنے ہاں طالبعلموں کا مستقل کھانا لگا دیتے ہیں یہ ان کی ہمت ہے سب سے بہتر صدقہ جاریہ یہ ہے کہ کسی کو اپنے خرچہ سے عالم بنایا جاوے جیسے امام اعظم نے امام ابو یوسف کو اپنے خرچہ پر اپنی تعلیم سے جید عالم بلکہ امام مجتہد بنا دیا۔ جن کا فیض تا قیامت رہے گا۔ ۵۔ یعنی حضرت ابو بکر صدیق عشاء کی نماز

marfat.com

تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر شریف پر رہے۔ پھر حضور کے ساتھ نماز عشاء پڑھی پھر بعد عشاء حضور کے گھر لوٹ گئے۔ اور بعد نماز عشاء حضور کے ساتھ کھانا کھایا اس میں رات کافی گزر گئی۔ ادھر حضرت صدیق اکبر کے مہمان سارے گھر والے آپ کے منتظر رہے کسی نے کھانا نہیں کھایا۔ ان کا خیال تھا کہ جناب صدیق کے آنے پر سب مل کر کھائیں گے صاحب خانہ کا انتظار سنت صحابہ ہے جیسا کہ معلوم ہوا۔ ۶۔ یعنی تمہارے دیر سے آنے سے تمہارے مہمانوں کو تکلیف ہوئی' وہ اب تک بھوکے ہیں۔ تم بہت دیر سے آئے ایسی باتیں ہوا ہی کرتی ہیں۔ اس میں بے ادبی یا گستاخی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ ۷۔ آپ نے سوال کیا کہ تم نے مہمانوں کو میرے بغیر ہی کیوں کھانا نہیں کھلا دیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے کھانا پیش کیا تھا مگر مہمانوں نے کہا کہ ہم جناب صدیق اکبر کے ساتھ ہی کھائیں گے۔ اس زمانہ میں قاعدہ تھا کہ مہمان میزبان مل کر کھانا کھاتے تھے۔ اب بھی عرب میں یہ ہی دستور ہے۔ ۸۔ جناب صدیق اکبر کو خیال ہوا کہ ہمارے گھر والوں نے مہمانوں سے یوں ہی رسما" کھانے کے لئے کہا ہو گا۔ اصرار نہیں کیا ہو گا ورنہ وہ ضرور کھالیتے۔ اس لئے آپ گھر والوں پر ناراض ہوئے اور کھانا نہ کھانے کی قسم کھالی۔ (مرقات) ۹۔ بی بی صاحبہ کا نہ کھانے کی قسم کھالینا اس لئے تھا کہ خاوند کے بغیر بیوی کھانا کھالینا معیوب سمجھتی ہیں یعنی اگر آپ بھوکے رہیں گے۔ تو میں بھی بھوکی رہوں گی۔ مہمانوں نے خیال کیا کہ ہماری وجہ سے یہ آپس کی شکر رنجی ہوئی تو وہ بولے ہم بھی نہیں کھائیں گے۔ ہم لوگ اس خانہ جنگی کا باعث بنے مطلب یہ ہے کہ آپ لوگ پہلے آپس میں صلح کریں پھر ہم کھانا کھائیں گے۔ ۱۰۔ اہل عرب خصوصاً مسلمان مدینہ اپنے مہمانوں کا بڑا احترام کرتے تھے اور کرتے ہیں۔ ان کی ہر ضد پوری کرتے ہیں۔ اس لئے آپ نے اپنے مہمانوں کی خاطر اپنی قسم توڑ دی۔ اب بھی مہمان کی خاطر نفلی روزہ توڑ دینا جائز ہے جبکہ مہمان روزے دار میزبان کے بغیر کھانا نہ کھائے۔ یوں ہی اگر مہمان روزہ دار ہو' اور میزبان کھانے کی ضد کرے تو مہمان نفلی روزہ توڑ سکتا ہے مگر قضا واجب ہو گی۔ ۱۱۔ یہ ہوئی جناب صدیق اکبر کی کرامت یعنی خو آپ اور آپ کے مہمان بلکہ سب گھر والے جب ایک لقمہ برتن سے اٹھاتے تو اس جگہ پیالہ میں نیچے سے کھانا اور نمودار ہو جاتا جو اٹھائے ہوئے لقمہ سے زیادہ ہوتا۔ سبحان اللہ کرامت معجزے کی قسم سے ہے کہ کھانے کی برکت حضور کا معجزہ بھی ہے حضرت صدیق کی کرامت بھی۔ ۱۲۔ آپ کی بیوی صاحبہ کا نام ام رومان ہے۔ آپ قبیلہ بنی فراس سے تھیں۔ اس لئے جناب صدیق نے انہیں اخت بنی فراس فرمایا یعنی اس قبیلہ والوں کی بہن ۱۳۔ قرۃ عینی یعنی آنکھ کی ٹھنڈک سے مراد حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو میری آنکھوں کی ٹھنڈ ہیں (اشعہ) ۱۴۔ یعنی یہ کھانا کھا چکنے کے بعد پہلے سے تین گنا زیادہ ہو گیا۔ یہ فقط اندازہ ہے۔ ۱۵۔ سبحان اللہ کیسا مبارک کھانا تھا کہ اسے جناب صدیق اکبر ان کے گھر والوں ان کے مہمانوں نے بھی کھایا اور آخر میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کھایا وہ کھانا تو مبارک در مبارک ہو گیا۔ ۱۶۔ یعنی وہ حدیث مصابیح میں یہاں تھی مگر ہم نے مناسبت کے لحاظ سے باب المعجزات میں بیان کر دی۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَاتَ النَّجَاشِیُّ كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّهٗ لَا يَزَالُ يُرٰى عَلٰى قَبْرِهٖ نُوْرٌ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

(۵۶۸۵) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ جب نجاشی نے وفات پائی تو ہم چرچہ کرتے تھے کہ ان کی قبر پر نور دیکھا جاتا رہتا ہے ۱۔ (ابوداؤد) روایت ہے انہیں سے فرماتی ہیں کہ جب

marfat.com

وَعَنْهَا قَالَتْ لَمَّا اَرَادُوْا غُسْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لَا نَدْرِيْ اَنُجَرِّدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثِيَابِهٖ كَمَا نُجَرِّدُ مَوْتَانَا اَمْ نَغْسِلُهٗ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهٗ فَلَمَّا اخْتَلَفُوْا اَلْقَى اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّوْمَ حَتّٰى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَذَقْنُهٗ فِيْ صَدْرِهٖ ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مُكَلِّمٌ مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ لَا يَدْرُوْنَ مَنْ هُوَ اغْسِلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهٗ فَقَامُوْا فَغَسَلُوْهُ وَعَلَيْهِ قَمِيْصُهٗ يَصُبُّوْنَ الْمَاءَ فَوْقَ الْقَمِيْصِ وَيُدَلِّكُوْنَهٗ بِالْقَمِيْصِ. (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا ۲؎ تو بولے ہم کو خبر نہیں کہ کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے اتاریں جیسے کہ ہم اپنے مردوں کو برہنہ کرتے ہیں یا ہم اسی طرح آپ کو غسل دیں کہ آپ پر کپڑے ہوں ۳؎ جب ان میں اختلاف ہوا تو اللہ نے ان پر نیند طاری کردی حتی کہ ان میں کوئی شخص نہ تھا مگر اس کی تھوڑی اس کے سینہ میں تھی ۴؎ پھر گھر کے گوشہ سے کسی بولنے والے نے گفتگو کی وہ نہیں جانتے تھے کہ کون ہے ۵؎ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح غسل دو کہ آپ پر کپڑے ہوں چنانچہ لوگ اٹھے آپ کو غسل دیا ۶؎ کہ آپ پر آپ کی قمیض تھی قمیض کے اوپر پانی ڈالتے تھے قمیض ہی سے ملتے تھے ۷؎ (بیہقی دلائل النبوۃ)

(۵۶۸۵) ۱؎ یعنی اصحمہ شاہ حبشہ جن کا لقب نجاشی تھا۔ جب وہ وفات پاگئے تو عرصہ تک عام لوگوں نے آپ کی قبر پر ظاہر ظہور نور دیکھا امیر علی نے حاشیہ اشعۃ اللمعات میں لکھا کہ یہ نور حضرت ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما نے اپنے حبشہ کے قیام کے زمانہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھا اور عام لوگوں نے بھی اس سے معلوم ہوا کہ کرامت بعد وفات بھی ظاہر ہوسکتی ہے بلکہ ہوتی ہے کچھ عرصہ بعد یہ کرامت بند ہوگئی۔ صاحب دلائل الخیرات شریف سلیمان جذولی رحمتہ اللہ علیہ کی قبر سے عرصہ تک مشک کی خوشبو آتی رہی پھر ہلکی پڑگئی پھر بند ہوگئی (شرح دلائل) ۲؎ ارادوا کا فاعل یا صحابہ کرام ہیں یا اہل بیت عظام یا دونوں حضرات وفات شریف پیر کے دن ہوئی۔ غسل شریف اور نماز و دفن بدھ کے دن غسل کے وقت حضرات صحابہ دولت خانہ سے باہر تھے اور اور اندر ازواج مطہرات پانی دیتی اور ڈالتی تھیں۔ حضرت علی مرتضیٰ حضور کو غسل دیتے تھے۔ یہ سب کچھ حضرت ابوبکر صدیق کے بتانے سے کیا گیا۔ دیکھو ترمذی شریف کا آخر۔ ۳؎ یہاں قانون اور احترام میں یا یوں کہو کہ علم و عشق میں مقابلہ ہوا قانون کہتا تھا کہ حضور انور کے کپڑے اتارے جائیں ناف سے گھٹنوں تک تہبند رہے جیسا کہ عام مسلمان میت سے کیا جاتا ہے مگر احترام کہتا تھا کہ کپڑوں کو ہاتھ نہ لگایا جائے۔ ۴؎ یعنی اس وقت اندر والے اور باہر والے صحابہ کرام اہل بیت عظام اونگھ رہے تھے جو جس حال میں تھا اسی حال میں اونگھ رہا تھا۔ ۵؎ محدثین فرماتے ہیں کہ یہ کلام فرمانے والے حضرت خضر علیہ السلام تھے جو ان حضرات کو نظر نہیں آتے تھے (مرقات) خیال رہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اپنے وقت کے نبی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ولی ہیں۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جو بیعت الرضوان لی گئی اس میں خضر علیہ السلام شامل تھے۔ اور الیاس علیہ السلام بھی اب بھی ہر سال یہ دونوں حضرات حج میں جمع ہوتے ہیں جیسے کہ باب ذکر انبیاء میں گزر چکا ۶؎ ان سب کے غسل دینے کے وہ ہی معنی ہیں جو ابھی عرض کیے گئے یعنی ان سب نے غسل دینے انتظام کیا کوئی پانی لایا کسی نے دوسرے انتظامات کیے۔ ۷؎ اس طرح غسل دینا حضور انور کی خصوصیات سے ہے۔ دوسروں کو غسل دیتے وقت کرتہ وغیرہ اتارا جاوے گا مگر خیال رہے کہ حضور انور کو کفن اس قمیص کے ساتھ

marfat.com

نہیں دیا بلکہ بعد غسل قمیض اتاری اس طرح کہ جسم شریف کو برہنہ نہیں کیا۔ جن لوگوں نے کہا کہ مع قمیض کفن دیا گیا انہوں نے غلطی کی (مرقات واشعہ)

وَعَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ اَنَّ سَفِينَةَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْطَاَ الْجَيْشَ بِاَرْضِ الرُّوْمِ اَوْ اُسِرَ فَانْطَلَقَ هَارِبًا يَلْتَمِسُ الْجَيْشَ فَاِذَا هُوَ بِالْاَسَدِ فَقَالَ يَا اَبَا الْحَارِثِ اَنَا مَوْلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ اَمْرِيْ كَيْتَ وَكَيْتَ فَاَقْبَلَ الْاَسَدُ لَهٗ بَصْبَصَةٌ حَتّٰى قَامَ اِلٰى جَنْبِهٖ كُلَّمَا سَمِعَ صَوْتًا اَهْوٰى اِلَيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَ يَمْشِيْ اِلٰى جَنْبِهٖ حَتّٰى بَلَغَ الْجَيْشَ ثُمَّ رَجَعَ الْاَسَدُ (رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ)

(۵۶۸۶) روایت ہے ابن منکدر سے ۱؎ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ ۲؎ روم کی زمین میں لشکر سے بھک گئے یا قید کرلئے گئے ۳؎ وہ بھاگتے ہوئے چلے لشکر کی تلاش کرتے تھے کہ اچانک شیر سامنے تھا تو بولے اے ابوالحارث کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں ۴؎ میرا واقعہ ایسا ایسا ہوا ہے تو شیر دم ہلاتا ہوا آیا حتی کہ ان کی برابر کھڑا ہوگیا ۵؎ جب کوئی آواز سنتا تو ادھر چلا جاتا پھر آپ کی برابر چلنے لگتا حتی کہ یہ لشکر تک پہنچ گئے پھر شیر لوٹ گیا ۶؎ (شرح سنہ)

(۵۶۸۶) ۱؎ محمد ابن منکدر تیمی مشہور تابعی ہیں بہت صحابہ سے آپ کی ملاقات ہے ۱۳۰ ایک سو تیس ھ میں وفات ہوئی۔ ستر سال سے زیادہ عمر ہوئی۔ ۲؎ حضرت سفینہ جناب ام سلمہ کے غلام ہیں آپ نے انہیں آزاد کیا اس شرط پر کہ زندگی بھر حضور کی خدمت کریں۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں اس شرط کے بغیر بھی حضور ہی کے پاس رہوں گا۔ ایک سفر میں حضور انور اور بعض صحابہ نے ان پر اپنا سامان لاد دیا۔ حضور انور نے فرمایا کہ تم ہمارا سفینہ ہو یعنی کشتی ہو اس دن سے آپ کا نام سفینہ ہوگیا۔ اور پہلا نام گم ہو گیا جو آپ سے آپ کا نام پوچھتا تھا تو فرماتے تھے کہ اب میں سفینہ ہوں مجھے حضور نے جو بنادیا میں وہ ہی بن گیا۔ (اشعہ' مرقات) آپ کا نام رباح یا مہران یا رومان ہے۔ واللہ اعلم۔ آپ کے بیٹے عبدالرحمن' محمد' زیاد' کثیر ہیں (اکمال) ۳؎ غالبًا یہ واقعہ خلافت معاویہ کا ہے۔ کیونکہ روم پر حملے آپ ہی کے زمانہ سے شروع ہوئے۔ جناب سفینہ اسی کسی جہاد میں قید کرلئے گئے راتوں رات بھاگ کر لشکر اسلام کی تلاش میں جارہے تھے کہ یہ واقعہ پیش آیا۔ ۴؎ اس ازلی مشکل میں حضرت سفینہ نے حضور کی نسبت کو یاد کیا یہ نہ کہا کہ اے شیر میں اللہ کا بندہ ہوں کیونکہ شیر کہہ سکتا تھا کہ تم گائے بکری مرغی کو جو اللہ کے بندے ہیں کھالیتے ہو تو میں تجھ اللہ کے بندے کو کھا سکتا ہوں اس سے پتہ لگا کہ مشکل کے وقت اچھوں کی نسبت کام آجاتی ہے۔ بعض بزرگ اپنے پیر کا نام لے کر دریا سے گزر گئے۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔ ۵؎ اور زبان حال سے گویا یہ کہنے لگا۔ **شعر:۔**

☆ شیر کہیا **سفینے** تائیں سن راہی راہ جاندے ☆ جو غلام رسول اللہ دے اسیں غلام اونہاندے ☆

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جانور حضور کے غلاموں کو پہچانتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور کا نام اور حضور کی نسبت دافع بلا مشکل کشا ہے۔ تیسرے یہ کہ جانور اولیاء اللہ کی اطاعت کرتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ اولیاء اللہ کے دلوں میں مخلوق کا خوف نہیں جناب سفینہ شیر سے ڈرے نہیں' بھاگے نہیں مگر بعض وقت انہیں خوف ایذا ہو جاتا ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کو سانپ یا فرعون سے ایذا کا خوف ہوا۔ ۶؎ شیر نے حضرت سفینہ کی حفاظت بھی کی اور رہبری بھی پتہ لگا کہ شیر کو لشکر اسلام کا پتہ تھا کہ کہاں ہے جیسے بعض کھانوں کی خوشبو دور تک پہنچتی ہے ایسے ایمان و تقویٰ کی خوشبو جانوروں کو بلکہ بعض اولیاء کو دور سے محسوس ہوتی

marfat.com

ہے۔ دیکھو ایک شیر نے ابولہب کے بیٹے عتبہ کا منہ سونگھ کر اسے پھاڑ دیا تھا۔ وہ پہچان گیا کہ گستاخ کا منہ یہ ہے۔ اسی طرف قصیدہ بردہ نے اشارہ کیا شعر:۔

☆ ومن تکن برسول اللہ نصرتہ ☆ ان تلقہ الاسر فی اجامھا نجم ☆

وَعَنْ اَبِی الْجَوْزَآءِ قَالَ قُحِطَ اَھْلُ الْمَدِیْنَةِ قَحْطًا شَدِیْدًا فَشَکَوْا اِلٰی عَائِشَةَ فَقَالَتْ اُنْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوْا مِنْهُ کُوًی اِلَی السَّمَآءِ حَتّٰی لَا یَکُوْنَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ السَّمَآءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوْا فَمُطِرُوْا مَطَرًا حَتّٰی نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْاِبِلُ حَتّٰی تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّیَ عَامَ الْفَتْقِ۔ (رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ)

(۵۶۸۷) روایت ہے ابو الجوزء سے ا؎ فرماتے ہیں کہ مدینہ کے لوگ سخت قحط میں مبتلا ہو گئے تو انہوں نے جناب عائشہ سے شکایت کی ۲؎ انہوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف غور کرو اس سے ایک طاق آسمان کی طرف بنادو ۳؎ حتی کہ قبر انور اور آسمان کے درمیان چھت نہ رہے لوگوں نے ایسا کیا تو خوب برسائے گئے حتی کہ چارہ اگ گیا اور اونٹ موٹے ہو گئے ۴؎ حتی کہ چربی سے گویا پھٹ پڑے تو اس سال کا نام پھٹن کا سال رکھا گیا ۵؎۔ (دارمی)

(۵۶۸۷) ا؎ آپ کا نام اوس ابن عبداللہ ہے ازدی ہیں بصری ہیں تابعی ہیں ۸۳ تراسی ھ ہجری میں شہید کئے گئے بہت صحابہ سے ملاقات کی ہے ۲؎ شکایت یہ کی کہ بارش نہیں ہوتی چیزیں مہنگی ہو گئیں۔ مقصد یہ تھا کہ آپ رب سے دعا کریں، معلوم ہوا کہ آسمانی آفات کی شکایت اللہ کے مقبول بندوں سے کرسکتے ہیں۔ ۳؎ یعنی میرے حجرے کی چھت قدرے پھاڑ دو تاکہ قبر انور اور آسمان کے درمیان کوئی آڑ نہ رہے۔ یہ طریقہ تھا قبر انور کے وسیلہ سے بارش مانگنے کا حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنے اجتہاد سے یہ طریقہ اختیار فرمایا۔ ۴؎ مرقات شریف اور اشعۃ اللمعات میں فرمایا کہ حضور انور کی حیات شریف میں حضور کے توسل سے دعائیں مانگتے تھے۔ بعد وفات جناب عائشہ صدیقہ نے حضور کی قبر انور بلکہ اس کی خاک کی برکت سے دعا کرائی یہ بھی درحقیقت حضور ہی کے وسیلہ سے دعاء ہے۔ یہ طریقہ بہت مبارک ہے اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ وفات یافتہ بزرگوں کے وسیلہ سے دعائیں کرنا جائز ہے دوسرے یہ کہ ان کے تبرکات کے وسیلہ سے دعائیں کرنا جائز بلکہ سنت صحابہ ہے۔ تیسرے یہ کہ بزرگوں کی قبریں باذن الہی دافع البلاء اور مشکل کشا ہیں یوسف علیہ السلام کی قمیص دافع البلاء تھی کہ اس کی برکت سے یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ (قرآن مجید) ایوب علیہ السلام کے پاؤں کا دھوون شفا تھا (قرآن مجید) **ارکض برجلک** اس کی تحقیق ہماری کتاب فہرست القرآن میں دیکھو۔ بعض صوفیا ننگے سر آسمان کے نیچے بیٹھ کر دعائیں یا وظیفے کرتے ہیں۔ یہ حدیث ان کی اصل ہے۔ خیال رہے کہ آسمان ہماری روزی کا خزانہ ہے **وفی السماء رزقکم وما توعدون** لہذا آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یا قبر انور کی چھت کھول کر دعا کرنا جائز ہے۔ ۵؎ یعنی قبر انور کی برکت سے بارش نہ تو بہت زیادہ ہوئی جو کھیتیاں برباد کرے نہ بہت تھوڑی جو کافی نہ ہو نہ بے وقت ہوئی بلکہ بروقت ہوئی اور بقدر ضرورت ہوئی جو بے ضرر بلکہ نہایت مفید ہوئی۔ یہ واقعہ حضرت عائشہ صدیقہ کی کرامت ظاہر کر رہا ہے۔

وَعَنْ سَعِیْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ قَالَ لَمَّا کَانَ

(۵۶۸۸) روایت ہے سعید ابن عبدالعزیز سے ا؎ فرماتے ہیں کہ

marfat.com

اَیَّامُ الْحَرَّةِ لَمْ یُؤَذَّنْ فِیْ مَسْجِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا وَلَمْ یُقَمْ وَلَمْ یَبْرَحْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ الْمَسْجِدَ وَكَانَ لَا یَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلٰوةِ اِلَّا بِهَمْهَمَةٍ یَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ - (رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ)

جب جنگ حرہ کا زمانہ ہوا ۲؎ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں تین دن نہ اذان کہی گئی نہ تکبیر کہی گئی اور سعید ابن مسیب مسجد سے نہ ہٹے ۳؎ وہ نماز کا وقت نہیں پہچانتے تھے مگر ایک گنگناہٹ سے جسے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے سنتے تھے ۴؎ (دارمی)

(۵۶۸۸) ۱؎ آپ تنوخی دمشقی ہیں۔ اہل شام کے مفتی ہیں بڑے متقی زاہد تھے۔ امام اوزاعی کے ہم زمانہ ہیں امام احمد فرماتے ہیں کہ آپ کے زمانہ میں آپ اور امام اوزاعی بڑے ثقہ تھے۔ ۲؎ یہ واقعہ یزید ابن معاویہ کے زمانہ کربلا کے واقعہ کے بعد ہوا اس مردود نے مسلم ابن عقیل کے سرکردگی میں مدینہ منورہ پر حملہ کردیا۔ اہل مدینہ پر بڑے ظلم ڈھائے۔ چونکہ یہ حملہ مقام حرہ کی طرف سے ہوا تھا۔ اس لئے اسے جنگ حرہ کہا جاتا ہے۔ حرہ مدینہ منورہ کے باہر ایک پتھریلا میدان ہے۔ یہ واقعہ ۶۳ھ میں ہوا۔ یہاں مرقات میں ہے کہ اہل مدینہ نے ایک شامی قافلہ کو تاراج کردیا اس پر یہ واقعہ پیش آیا۔ حرہ کے واقعہ کے بعد ہی یزید ہلاک ہوگیا۔ حرہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں ہوا۔ ۳؎ سعید ابن مسیب تابعی ہیں۔ انہوں نے چالیس حج کئے بڑے عابد زاہد تھے ۷۳ھ تہتر میں وفات پائی۔ زمانہ حرہ میں لوگ سمجھتے کہ آپ دیوانہ ہو گئے ہیں ۴؎ قبر انور سے نماز کے اوقات میں آواز آنا حضور انور کا معجزہ تھا۔ اور اس آواز کا سعید ابن مسیب کا سن لینا یہ کرامت ہے۔ اس لئے یہ حدیث اس باب میں لائی گئی۔

وَعَنْ اَبِیْ خَلْدَةَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِی الْعَالِیَةِ سَمِعَ اَنَسٌ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَدَمَهٗ عَشْرَ سِنِیْنَ وَدَعَا لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لَهٗ بُسْتَانٌ یَحْمِلُ فِیْ كُلِّ سَنَةٍ الْفَاكِهَةَ مَرَّتَیْنِ وَكَانَ فِیْهَا رَیْحَانٌ یَجِیْءُ مِنْهُ رِیْحُ الْمِسْكِ - (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ)

(۵۶۸۹) روایت ہے ابو خلدہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے ابو العالیہ سے کہا ۱؎ کہ کیا حضرت انس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے فرمایا انہوں نے دس سال حضور کی خدمت کی ہے اور حضور نے ان کے لئے دعا فرمائی ہے ۲؎ ان کا ایک باغ تھا جو ہر سال میں دو بار میوہ دیتا تھا اور اس باغ میں ایک گھاس تھی جس سے مشک کی خوشبو آتی تھی ۳؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن ہے غریب ہے۔

(۵۶۸۹) ۱؎ ابو خلدہ کا نام خالد ابن دینار ہے تمیمی ہیں سعدی بصری ہیں۔ وہاں درزی گری کی دکان کرتے تھے۔ تابعی ہیں۔ ابو العالیہ کا نام رفیع ابن مہران ریاحی ہے۔ آپ بھی تابعی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق سے ملاقات ہے۔ ۹۰ھ نوے میں آپ کی وفات ہے۔ ۲؎ غالباً یہ قول ابو العالیہ کا ہے۔ اس سے مقصود ہے حضرت انس کی عظمت بیان کرنا ۳؎ شاید اس گھاس پر حضور نے محبت و کرم سے ہاتھ شریف پھیر دیا ہوگا۔ حضرت انس کے لئے حضور نے زیادتی عمر و اولاد کی دعا بھی کی تھی۔ تو آپ کی عمر سو برس سے زیادہ ہوئی۔ آپ کی اولاد اور اولاد در اولاد آپ کی زندگی میں ایک سو تک پہنچی جن میں تہتر لڑکے تھے اور ستائیں لڑکیاں اور مال کی برکت تو یہاں مذکور ہے۔ شعر:۔

☆ ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا ☆ موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام ☆

یہ سب حضور پاک کے معجزات ہیں اور حضرات انس کی کرامات۔

marfat.com

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ خَاصَمَتْهُ أَرْوٰى بِنْتُ أَوْسٍ إِلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَادَّعَتْ أَنَّهُ أَخَذَ شَيْئًا مِنْ أَرْضِهَا فَقَالَ سَعِيدٌ أَنَا كُنْتُ آخُذُ مِنْ أَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِي سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا طُوِّقَهُ إِلٰى سَبْعِ أَرَضِينَ فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ لَا أَسْأَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هٰذَا فَقَالَ سَعِيدٌ اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَأَعْمِ بَصَرَهَا وَاقْتُلْهَا فِي أَرْضِهَا قَالَ فَمَا مَاتَتْ حَتّٰى ذَهَبَ بَصَرُهَا وَبَيْنَمَا هِيَ تَمْشِي فِي أَرْضِهَا إِذْ وَقَعَتْ فِي حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بِمَعْنَاهُ وَأَنَّهُ رَآهَا عَمْيَاءَ تَلْتَمِسُ الْجُدُرَ تَقُولُ أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعِيدٍ وَأَنَّهَا مَرَّتْ عَلٰى بِئْرٍ فِي الدَّارِ الَّتِي خَاصَمَتْهُ فِيهَا فَوَقَعَتْ فِيهَا فَكَانَتْ قَبْرَهَا۔

تیسری فصل

(۵۶۹۰) روایت ہے حضرت عروہ ابن زبیر سے ۱؎ کہ سعید ابن زید ابن عمرو ابن نفیل سے ۲؎ اروی بنت اوس نے ۳؎ مروان ابن حکم کی کچہری میں جھگڑا (مقدمہ) کیا ۴؎ اور دعویٰ کیا کہ انہوں نے اس کی زمین کا ایک حصہ لے لیا ہے ۵؎ تو سعید نے کہا کہ کیا میں اس کی زمین کا کچھ حصہ لے سکتا ہوں اس کے بعد کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن چکا ہوں ۶؎ مروان نے کہا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا سنا ہے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو کسی کی ایک بالشت زمین ظلمًا لے لے تو سات زمین تک کی زمین گلے میں طوق ڈالا جائے گا ۷؎ ان سے مروان نے کہا کہ اس کے بعد میں تم سے کوئی دلیل نہیں مانگتا ۸؎ تو سعید نے کہا الٰہی اگر یہ جھوٹی ہو تو اس کی آنکھیں اندھی کردے اور اسے اس کی زمین میں مار دے ۹؎ راوی نے فرمایا کہ وہ نہ مری حتی کہ اس کی آنکھیں جاتی رہیں اور جب کہ وہ اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ وہ ایک گڑھے میں گر گئی مر گئی ۱۰؎ (مسلم بخاری) اور مسلم کی روایت میں محمد ابن زید ابن عبداللہ ابن عمرو سے ۱۱؎ اس کے معنی مروی ہیں کہ انہوں نے اسے اندھا دیکھا جو دیواریں ٹٹولتی تھی کہ مجھے سعید کی دعا لگ گئی ۱۲؎ اور وہ اس کنویں پر گزری جو اس کے گھر میں تھا جس کے بارے میں اس نے سعید سے جھگڑا کیا تھا تو وہ اس میں گر گئی وہ ہی اس کی قبر بن گئی ۱۳؎۔

(۵۶۹۰) ۱؎ آپ حضرت زبیر ابن عوام کے بیٹے ہیں **تابعی** ہیں آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ آپ کی والدہ اسماء ہیں یعنی عائشہ صدیقہ کی بہن عبداللہ ابن زبیر کے بھائی ہیں۔ آپ ۲۲ھ بائیس میں پیدا ہوئے قراء مدینہ میں سے تھے ۲؎ حضرت سعید عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ حضرت عمر کے بہنوئی ہیں۔ بہت مقبول الدعاء تھے۔ آپ کی تلاوت سن کر حضرت عمر اولاً غصہ میں آئے پھر مسلمان ہو گئے۔ آپ سوا بدر کے تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے۔ حضرت عمر کی بہن فاطمہ آپ کی بیوی تھیں۔ آپ کی عمر ستر سال سے زیادہ ہوئی ۵۱ھ اکیاون میں وفات پائی۔ مقام عقیق میں وفات ہوئی وہاں سے مدینہ منورہ لائے گئے۔ جنت البقیع میں دفن کئے گئے۔ (اکمال) ۳؎ غالبًا اروی تابعہ ہیں۔ آپ کے والد اوس ابن اوس صحابی ہیں۔ بعض نسخوں میں اروی بنت اویس ہے۔ ۴؎۔

marfat.com

مروان کی کنیت ابو عبدالملک ہے قرشی اموی ہیں حضرت عمر ابن عبدالعزیز کا دادا ہے مروان حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوا مگر حضور کی زیارت نہ کرسکا لہذا تابعی ہیں کیونکہ حضور انور نے اس کے باپ حکم کو طائف کی طرف نکال دیا تھا یہ اس کے ساتھ تھا۔ دمشق میں فوت ہوا ۶۵ھ میں مرا اس سے بہت صحابہ حتی کہ حضرت عثمان و علی اور عروہ ابن زبیر اور امام زین العابدین نے بھی اس سے احادیث لیں (اکمال) یہ امیر معاویہ کی طرف سے مدینہ منورہ کا حاکم تھا ۵۔ یعنی میری کچھ زمین حضرت سعید ابن زید نے غصب کرلی ہے مجھے واپس دلوائی جاوے ۶۔ یعنی یہ ناممکن ہے کہ میں صحابی رسول ہو کر اور زمین کے غصب کے متعلق سرکار کا فرمان عالی سن کر پھر کسی کی انچ بھر زمین غصب کروں۔ ۷۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ آسمان کی طرح زمین بھی سات ہیں اور وہ سات زمینیں سات ملک نہیں بلکہ اوپر تلے تہ بہ تہ سات طبق ہیں۔ ورنہ سات زمینیں حنسلی بنا کر گلے میں ڈالنے کے کیا معنی اس کی تائید اس آیت سے ہے **سبع السمٰوٰت ومن الارض مثلھن** ۸۔ یہاں **بینہ** سے مراد دلیل ہے نہ کہ گواہ کیونکہ حضرت سعید ابن زید مدعی علیہ تھے۔ آپ پر گواہ لازم نہ تھے قسم ضروری تھی یعنی میں آپ سے قسم بھی نہ لوں گا بغیر قسم آپ کے حق میں فیصلہ کرتا ہوں۔ ایسا شخص کسی کی زمین غصب نہیں کرسکتا۔ ۹۔ حضرت سعید نے یہ زمین اروی بنت اوس کے حوالہ کردی اور یہ بددعا ساتھ میں دی۔ کہ خدایا یہ زمین اگر اس کی نہ ہو تو اسے اندھا بھی کردے اور اس زمین میں اسے ہلاک بھی کردے جو میں نے اس کے حوالہ کی ہے۔ (مرقات) ارضھا سے مراد ہے اس عورت کی یہ مقبوضہ زمین نہ کہ اس کی مملوکہ زمین ۱۰۔ اس زمین میں ایک کنواں تھا اس کنویں میں گر کر مری۔ ۱۱۔ محمد ابن عبداللہ تابعی ہیں حضرت عمر کے پوتے ہیں۔ حضرت عمر اور حضرت ابن عباس سے ملاقات کی ہے۔ ان سے احادیث لی ہیں۔ ۱۲۔ یعنی اس عورت نے آج اقرار کرلیا کہ حضرت سعید بچے تھے میں جھوٹی اور ان کی بددعا سے مجھ پر یہ آفات آئی ہیں۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں **شعر**:

☆ تواں بہ حلق فرو بردن استخوان درشت ☆ ولے شکم بہ درد چوں بگیر داندر ناف ☆

ظلم کی چیز ایک سخت ہڈی ہے جو نگل لینے کے بعد پیٹ پھاڑ ڈالتی ہے۔ ۱۳۔ اس سے بظاہر معلوم ہو رہا ہے کہ اس کی نعش کنویں سے نکالی نہ جاسکی نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جاسکی نہ کفن دفن ہوسکا یہ ہے اللہ کے مقبول بندے کی بددعا **شعر**:

☆ بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن ☆ اجابت ازدرحق بہر استقبال می آید ☆

مظلوم کی بددعا قبولیت کے پاس نہیں جاتی بلکہ قبولیت اس کے پاس آتی ہے۔ اس حدیث میں حضرت سعید کی کرامت کا ثبوت ہے کہ جو آپ کے منہ سے نکلا وہ ہو بہو پورا ہوا۔ اسی لئے اسے باب کرامات میں لائے۔

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بَعَثَ جَیْشًا وَّاَمَّرَ عَلَیْھِمْ رَجُلًا یُّدْعٰی سَارِیَةَ فَبَیْنَمَا عُمَرُ یَخْطُبُ فَجَعَلَ یَصِیْحُ یَا سَارِ اَلْجَبَلَ فَقَدِمَ رَسُوْلٌ مِّنَ الْجَیْشِ فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَقِیْنَا عَدُوَّنَا فَھَزَمُوْنَا فَاِذَا بِصَائِحٍ یَصِیْحُ یَا سَارِیَ الْجَبَلَ فَاَسْنَدْنَا ظُھُوْرَنَا اِلَی الْجَبَلِ فَھَزَمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

(۵۶۹۱) روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ جناب عمر نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر ایک شخص کو امیر بنایا جنہیں ساریہ کہا جاتا تھا ۱۔ تو جبکہ جناب عمر خطبہ پڑھ رہے تھے ۲۔ کہ اچانک چیخنے لگے اے ساریہ پہاڑ کو لو ۳۔ پھر لشکر سے ایک قاصد آیا بولا اے امیر المومنین ہم کو ہمارا دشمن ملا انہوں نے ہم کو بھگا دیا تو کوئی چیخنے والا بولا اے ساریہ پہاڑ کو لو ہم نے اپنی پیٹھیں پہاڑ کی طرف لگالیں تب انہیں

marfat.com

رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ دَلَآئِلِ النُّبُوَّۃِ

اللہ تعالٰی نے بھگا دیا (بیہقی دلائل النبوۃ)

(۵۶۹۱) ا۔ یہ لشکر مقام نہاوند میں بھیجا گیا تھا۔ نہاوند جنوبی ہمدان کے پہاڑوں کے پاس مشہور بستی ہے۔ ہمدان ملک فارس میں ہے۔ ان سردار کا نام حضرت ساریہ ابن زینم ہے۔ (مرقات) ۲۔ یعنی جمعہ کے دن نماز سے قبل خطبہ دے رہے تھے کہ آپ نے حضرت ساریہ کو پکارا دوران خطبہ خطیب لوگوں سے کلام دنیاوی بھی کر سکتا ہے۔ اور یہ کلام تو خالص دینی تھا کہ جہاد میں مدد فرمانا مقصود تھا۔ ۳۔ حضرت ساریہ نہاوند میں جہاد کر رہے تھے۔ کفار نے اپنی فوج کا کچھ حصہ پہاڑ کے پیچھے کر لیا تاکہ وہ پہاڑ کے پیچھے سے مسلمانوں سے حملہ کر دیں انہیں گھیرے میں لے رہے تھے۔ حضرت ساریہ اس سازش سے بے خبر تھے مدینہ منورہ سے حضرت عمر نے انہیں پکارا کہ اے ساریہ پہاڑ کو دیکھو یا یہ مطلب ہے کہ اے ساریہ پہاڑ کو اپنی پناہ بنا کر لڑو تاکہ تم پر پیچھے سے حملہ نہ ہو سکے حضرت ساریہ اس ہدایت سے سنبھل گئے رب نے فتح دی۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ والے دور کو نزدیک کی طرح دیکھ لیتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اپنی آواز دور تک پہنچا دیتے ہیں۔ تیسرے یہ اللہ والے دور سے مدد کرتے ہیں۔ حضرت آصف ابن برخیا کا واقعہ تو قرآن مجید میں مذکور ہے کہ آپ ایک آن میں ملک یمن کے شہر سبا سے تخت بلقیس فلسطین میں دربار سلیمانی میں اٹھا لائے **انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک** آج سائنس نے یہ سارے کام کر کے دکھا دیئے۔ تو کیا نوری قوت ناری طاقت سے کم ہے۔ ابھی حال میں روس نے ایک راکٹ میں کتیا بٹھا کر فضا آسمانی میں بھیجی۔ وہ بتیس ہزار میل بلند فضا میں راکٹ میں اڑ رہی تھی۔ اور روس کا محکمہ اطلاعات تاس خبر دے رہا تھا۔ کہ اب کتیا سو رہی ہے۔ اب کھا رہی ہے اب بھونک رہی ہے۔ اب اس کے خون کا دباؤ کتنا ہے۔ اب اس کا علاج یہاں سے کیا جا رہا ہے۔ پھر خبر دی کہ آج وہ کتیا مر گئی۔ اس کتیا کا نام لائیکا تھا۔ اخبارات میں یہ خبریں برابر شائع ہوتی رہیں۔ ریڈیو بولتا رہا سارے توحید پرست اس پر ایمان لاتے رہے کسی نے اس پر شرک کا فتویٰ نہ دیا۔

وَعَنْ نُبَیْہَۃَ بْنِ وَھْبٍ اَنَّ کَعْبًا دَخَلَ عَلٰی عَائِشَۃَ فَذَکَرُوْا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ کَعْبٌ مَا مِنْ یَوْمٍ یَّطْلُعُ اِلَّا نَزَلَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ حَتّٰی یَحُفُّوْا بِقَبْرِ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَضْرِبُوْنَ بِاَجْنِحَتِہِمْ وَیُصَلُّوْنَ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِذَا اَمْسَوْا عَرَجُوْا وَھَبَطَ مِثْلُھُمْ فَصَنَعُوْا مِثْلَ ذٰلِکَ حَتّٰی اِذَا انْشَقَّتْ عَنْہُ الْاَرْضُ خَرَجَ فِیْ سَبْعِیْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ یَزِفُّوْنَہٗ۔

(رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ)

(۵۶۹۲) روایت ہے حضرت جناب **نبیہہ** ابن وہب سے ا۔ کہ کعب حضرت عائشہ کی خدمت میں آئے ا۔ سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو جناب کعب بولے نہیں ہے کوئی دن مگر ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو گھیر لیتے ہیں ۲۔ اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے رہتے ہیں ۳۔ حتی کہ جب شام پاتے ہیں تو وہ چڑھ جاتے ہیں اور ان کی مثل اترتے ہیں وہ بھی اسی طرح کرتے ہیں ۴۔ حتی کہ جب حضور سے زمین کھلے گی تو حضور ستر ہزار فرشتوں میں نکلیں گے جو حضور کو پہنچائیں گے (دارمی)

(۵۶۹۲) ا۔ حضرت نبیہ تصغیر سے تابعی ہیں شیبہ ابن عثمان حجبی کے بھتیجے ہیں بہت صحابہ سے آپ کی ملاقات ہے۔ کعب احبار

marfat.com

یہود کے بڑے عالم ہیں آپ کا نام کعب ابن ماتع ہے کنیت ابو اسحاق آپ نے حضور انور کا زمانہ پایا مگر اس وقت نہ ایمان لائے نہ حضور سے ملے۔ عہد فاروقی میں ایمان لائے اور عہد عثمانی میں مقام حمص میں وفات پائی ۳۲ ہجری میں وہاں ہی آپ کی قبر ہے (مرقات) ۲؎ ظاہر یہ ہے کہ **ملائکہ** کی یہ حاضری اور ان کی ڈیوٹیوں کی یہ تبدیلی حضرت کعب نے اپنی آنکھوں سے بطور کشف ملاحظہ کی اس لئے یہ حدیث باب الکرامات میں لائی گئی۔ اگر توریت سے دیکھ کر آپ یہ کہتے تو یہ حدیث باب الکرامات میں نہ لائی جاتی۔ (اشعہ) ۳؎ خیال رہے کہ ہمیشہ سارے فرشتے ہی حضور پر درود بھیجتے ہیں۔ **ان اللّٰہ وملئکتہ یصلون علی النبی** مگر یہ ستر ہزار فرشتے وہ ہیں جن کو عمر میں ایک بار حاضری دربار کی اجازت ہوتی ہے۔ یہ حضرات حضورؐ کی برکت حاصل کرنے کو حاضری دیتے ہیں۔ ۴؎ **شعر:۔**

☆ معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار دار ☆ مجرم پڑے رہیں تو رضا عمر بھر کی ہے ☆

جو فرشتہ ایک بار حاضری دے جاتا ہے اسے دوبارہ حاضری کا شرف نہیں ملتا۔ ساری عمر میں صرف چند گھنٹے یعنی آدھا دن کی حاضری نصیب ہوتی ہے۔ یزفون بنا ہے زف سے زف کے معنی ہیں محبوب کو محبوب تک پہنچانا اسی سے ہے زفاف (رخصتی) کہ اس میں دولھا کو دولہن کے گھر تک پہنچایا جاتا ہے۔ یعنی قیامت کے دن اُس دن کی ڈیوٹی والے فرشتے حضور کو اپنی جھرمٹ میں لے کر رب تعالٰی تک پہنچائیں گے دولھا کی طرح یہاں مرقات نے فرمایا کہ حضرت کعب احبار نے یہ بات گزشتہ آسمانی کتب سے دیکھ کر فرمائی ہے۔ چونکہ اس میں حضور کا احترام و اکرام ہے لہٰذا اسے باب الکرامات میں لائے کرامت بمعنی عزت و عظمت (مرقات) ممکن ہے کہ یہ فرمان حضرت کعب کا انکشاف بھی ہو اور گزشتہ کتب سے ثابت بھی۔

بَاب
باب

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ
پہلی فصل

اس باب میں دو قسم کے مضامین ہوں گے۔ حضرات صحابہ کرام کی ہجرت مدینہ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے مقدمات اس لئے صرف باب کہا کہ اس کا مضمون ایک نہیں چند ہیں۔ خیال رہے کہ حضور انور ماہ صفر کے آخری تاریخوں میں شنبہ کے دن درد سر بخار سے بیمار ہوئے سترہ دن بیمار ہے۔ بارھویں ربیع الاول دو شنبہ کو وفات ہوئی۔ بدھ کو دفن ہوئے۔ زمانہ مرض میں چالیس غلام آزاد کئے۔ آخری دن میں مسجد تشریف نہ لائے۔ حضرت صدیق اکبر کو اپنی جگہ امام مقرر کیا۔ صرف ایک نماز میں تشریف لائے جس کے بعد خطبہ دیا۔ بعد وفات حضرت ابوبکر صدیق کی ہدایت پر ازواج پاک اور علی مرتضٰی نے غسل دیا (ترمذی) بعد غسل آنکھ کے کوئے شریف میں پانی کا قطرہ رہ گیا۔ وہ حضرت علی نے چاٹ لیا تھا جس سے آپ کا حافظہ بہت ہی قوی ہوگیا۔ آپ کی قبر انور میں آپ کے غلام شقران نے آپ کا کمبل بچھا دیا۔ قبر انور لحد یعنی بغلی تھی جسے نو اینٹوں سے بند کیا گیا (اشعۃ اللمعات)

وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ اَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَیْنَا مِنْ اَصْحَابِ (۵۶۹۳) روایت ہے حضرت براء سے ا؎ فرماتے ہیں کہ رسول

رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ وَابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ فَجَعَلَا یُقْرِاٰنِنَا الْقُرْاٰنَ ثُمَّ جَآءَ عَمَّارٌ وَّبِلَالٌ وَّسَعْدٌ ثُمَّ جَآءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِیْ عِشْرِیْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَآءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاَیْتُ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ فَرِحُوْا بِشَیْءٍ فَرْحَھُمْ حَتّٰی رَاَیْتُ الْوَلَائِدَ وَالصِّبْیَانَ یَقُوْلُوْنَ ھٰذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ جَآءَ فَمَا جَآءَ حَتّٰی قَرَاْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی فِیْ سُوَرٍ مِّثْلِھَا مِنَ الْمُفَصَّلِ۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے جو پہلے ہمارے پاس پہنچے وہ مصعب ابن عمیر اور ابن ام مکتوم تھے وہ دونوں ہم کو قرآن پڑھانے لگے ۲۔ پھر جناب عمار و بلال اور سعد آگئے پھر حضرت عمر ابن خطاب بیس صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت میں آپہنچے ۳۔ پھر خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تشریف لائے ۴۔ تو میں نے مدینہ والوں کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی چیز سے خوش ہوئے جیسا کہ حضور کی تشریف آوری سے خوش ہوئے حتیٰ کہ میں نے بچیوں اور بچوں کو کہتے سنا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ۵۔ پھر آپ نہ آئے حتیٰ کہ **سبح اسم ربک الاعلی** ان جیسی مفصل کی سورتوں کے درمیان میں پڑھ چکا تھا ۶۔ (بخاری)

(۵۶۹۳) ۱۔ براء ابن عازب مشہور انصاری صحابی ہیں پہلے آپ غزوہ خندق میں شریک ہوئے اس سے پہلے بچہ تھے۔ حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ جمل و صفین میں شریک ہوئے۔ عبداللہ ابن زبیر کی خلافت میں کوفہ میں وفات پائی۔ (اشعہ) ۲۔ ان دونوں حضرات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار مدینہ کی عرض معروض پر مدینہ منورہ بھیجا تاکہ یہ دونوں انصار کو قرآن اور احکام اسلام کی تعلیم دیں۔ اولاً" مدینہ منورہ میں یہ دونوں حضرات آئے (اشعہ) ۳۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ پاک تشریف لے جانے سے پہلے پچیس صحابہ مدینہ منورہ ہجرت کر کے پہنچ چکے تھے۔ اسلام وہاں پھیل چکا تھا ۴۔ حضور انور جناب ابو بکر صدیق کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کر کے پہنچے۔ دن دو شنبہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ نبوت کے تیرھویں سال ۵۔ مسلم شریف باب حدیث الہجرت میں ہے کہ اس دن بچیاں بچے مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں یہ کہتے پھرتے تھے یا محمد یا رسول اللہ اور چھتوں پر عورتیں وغیرہا اس جلوس کا نظارہ کرتی تھیں مگر یہ روایت مسلم کی اس روایت کے خلاف نہیں۔ بعض بچے یہ کہتے تھے اور بعض دوسرے بچے جلوس نکالتے تھے یا اولاً" یہ کہا بعد میں جلوس نکالا اور وہ کلمات کہے ۶۔ یعنی حضور انور کے مدینہ منورہ تشریف لانے تک میں ان آنے والے صحابہ کرام سے سورہ اعلیٰ اور اس جیسی دوسری سورتیں اوساط مفصل کی سیکھ چکا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ اعلیٰ مکیہ ہے مگر اس پر اعتراض یہ ہے کہ اس سورۃ کے آخر میں ہے۔ **قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی** یہاں تزکی سے مراد ہے صدقہ فطر ادا کرنا اور صلی سے مراد ہے نماز عید پڑھنا صدقہ فطر اور نماز عید دونوں ۲ھ ہجری میں آئیں پھر یہ سورت مکیہ کیسے ہوئی' اس لئے بعض نے فرمایا کہ ساری سورہ اعلیٰ تو مکیہ ہے مگر یہ آیت مدنیہ ہے مگر حق یہ ہے کہ پوری سورہ اعلیٰ مکیہ ہے اس آیت میں نماز عید اور فطرہ کی ترغیب ہے جو مکہ معظمہ میں دی گئی اس پر عمل بعد ہجرت ہوا (مرقات) اور ہو سکتا ہے کہ یہاں تزکی سے مراد تزکیہ نفس دل کی صفائی ہو اور صلی سے مراد نماز پنج گانہ ہو اس صورت میں کوئی اشکال نہیں۔

marfat.com

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنَّ عَبْدًا خَیَّرَہُ اللّٰہُ بَیْنَ اَنْ یُّؤْتِیَہٗ مِنْ زَھْرَۃِ الدُّنْیَا مَاشَآءَ وَبَیْنَ مَاعِنْدَہٗ فَاخْتَارَ مَاعِنْدَہٗ فَبَکٰی اَبُوْبَکْرٍ قَالَ فَدَیْنَاکَ بِاٰبَآئِنَا وَاُمَّھَاتِنَا فَعَجِبْنَا لَہٗ فَقَالَ النَّاسُ اُنْظُرُوْا اِلٰی ھٰذَا الشَّیْخِ یُخْبِرُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَیَّرَہُ اللّٰہُ بَیْنَ اَنْ یُّؤْتِیَہٗ مِنْ زَھْرَۃِ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَاعِنْدَہٗ وَھُوَ یَقُوْلُ فَدَیْنَاکَ بِاٰبَآئِنَا وَاُمَّھَاتِنَا فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُوَ الْمُخَیَّرُ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ اَعْلَمَنَا۔
(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

(۵۶۹۴) روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے ۱۔ تو فرمایا کہ ایک بندے کو اللہ نے اس کا اختیار دیا کہ اسے دنیا کی تروتازگی اتنی عطا کرے جتنی وہ چاہے اور وہ نعمتیں جو اس کے پاس ہیں ۲۔ تو اس بندے نے اللہ کے پاس کی نعمتیں اختیار کرلیں ۳۔ حضرت ابوبکر رونے لگے عرض کیا آپ پر ہمارے ماں باپ فدا ۴۔ ہم نے ان پر تعجب کیا لوگ بولے ان بزرگ کو تو دیکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اللہ نے اختیار دیا کہ اسے دنیا کی سرسبزی دے اور وہ جو اس کے پاس ہے وہ دے اور آپ کہتے ہیں...... کہ آپ پر ہمارے ماں باپ فدا ہوں ۵۔ پھر پتہ لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اختیار دیئے ہوئے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق ہم سب میں زیادہ علم والے تھے ۶۔ (مسلم بخاری)

(۵۶۹۴) ۱۔ یہ واقعہ مرض وفات میں وفات شریف سے پانچ دن پہلے ہوا (اشعہ، مرقات) یعنی جمعرات کے دن اور پیر کے دن وفات شریف ہوئی۔ ۲۔ یعنی ان بندہ کو رب نے اختیار دیا کہ یا تو وہ دنیا میں بہت دراز عمر اور ہر طرح کا عیش و آرام قبول کریں یا رب تعالٰی کی ملاقات اور آخرت کی نعمتیں اختیار کریں جو ان کی مرضی ہو وہ ہی رب کی طرف سے عطا ہو۔ ۳۔ یعنی ان بندے نے دنیا کو چھوڑ دیا۔ آخرت اور وہاں کی نعمتوں کو پسند کرلیا کیونکہ وہ نعمتیں اعلیٰ بھی ہیں اور غیر فانی بھی (مرقات) ۴۔ یعنی یا رسول اللہ اگر آپ میرے اور میرے ماں باپ کے فدا ہو جانے سے دنیا میں رہنا قبول فرمالیں تو مجھے فدا ہونے قربان ہونے میں کوئی تامل نہ ہو میں مع اپنے ماں باپ کے آپ پر قربان ہو جاؤں آپ یہاں سے نہ جاویں (مرقات) ۵۔ یعنی حضور انور نے کوئی رونے والی بات فرمائی نہیں۔ حضرت صدیق اکبر روئے کیوں اور فدا ہو جانے پر تیار کیوں ہوئے حضور تو کسی بندے کا ایک واقعہ بیان فرمارہے ہیں۔ اس میں رونے اور فدا ہونے کی کیا بات ہے یہ ہماری سمجھ میں نہ آیا ۶۔ یعنی جب پانچ دن کے بعد حضور انور کی وفات ہوئی تب ہم کو پتہ لگا کہ حضور انور نے یہ واقعہ اپنا بیان فرمایا ایک بندہ سے مراد اپنی ذات مبارک تھی یہ راز سوائے حضرت ابوبکر کے کوئی نہ سمجھا اس لئے آپ روئے اور یہ کلمات فرمائے معلوم ہوا کہ جناب صدیق اکبر تمام صحابہ اور اہل بیت سے بڑے عالم بہت ذکی و فہیم اور سب سے زیادہ مزاج شناس رسول تھے رضی اللہ عنہ اسی لئے حضور انور نے اپنے مصلے پر آپ کو کھڑا کیا امام وہ ہی بنایا جاتا ہے جو سب سے بڑا عالم ہو۔ سارے صحابہ میں آپ سب سے بڑے عالم تھے۔ ہم نے عرض کیا ہے۔ **شعر:۔**

☆ علم میں فضل میں بے شبہ تو سب سے افضل ☆ اس امامت سے ترے کھل گئے جوہر صدیق ☆
☆ اس امامت سے کھلا تم ہو امام اکبر ☆ تھی یہ ہی رمز نبی کہتے ہیں حیدر صدیق ☆

marfat.com

وَعَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَتْلٰى اُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِ سِنِيْنَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْاَحْيَآءِ وَالْاَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ اِنِّيْ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ فَرَطٌ وَاَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيْدٌ وَاِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ وَاِنِّيْ لَاَنْظُرُ اِلَيْهِ وَاَنَا فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا وَاِنِّيْ قَدْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ وَاِنِّيْ لَسْتُ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنِّيْ اَخْشٰى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا وَزَادَ بَعْضُهُمْ فَتَقْتَتِلُوْا فَتَهْلِكُوْا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۶۹۵) روایت ہے حضرت عقبہ ابن عامر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد پر آٹھ سال کے بعد نماز پڑھی ا۔ زندوں مردوں کو رخصت فرمانے والوں کی طرح ۲۔ پھر آپ منبر پر چڑھے فرمایا کہ میں تمہارے آگے پیشرو ہوں ۳۔ اور میں تمہارا نگران گواہ ہوں ۴۔ اور تمہارے وعدہ کی جگہ حوض ہے ۵۔ اور میں اسے اپنی اس جگہ سے دیکھ رہا ہوں ۶۔ اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں ۷۔ میں تم پر یہ خوف نہیں کرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے ۸۔ لیکن میں تم پر دنیا کا خوف کرتا ہوں کہ تم اس میں رغبت کر جاؤ اور بعض نے یہ زیادتی کی پھر تم جنگ کرو تو اسی طرح ہلاک ہو جاؤ جیسے تم سے پہلے والے ہلاک ہوئے ۹۔ (مسلم بخاری)

(۵۶۹۵) ا۔ شوافع کہتے ہیں کہ یہاں صلوٰۃ سے مراد دعاء مغفرت ہے نہ کہ نماز جنازہ ان کے ہاں شہید پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جاتی مگر یہ بات قوی نہیں۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہداء احد کی زیارت کرتے اور ان کے لئے دعاء مغفرت فرماتے تھے۔ پھر اس دعا کا ذکر خصوصیت سے کیوں ہوا **اللھم الا ان یقال** کہ یہ دعاء خصوصی تھی۔ یعنی دعاء وداع جس میں وداعیہ کلمات تھے۔ ہمارا قوی جواب یہ ہے کہ حضور انور نے شہداء احد کی آج نماز جنازہ پڑھی۔ آٹھ سال بعد نماز جنازہ پڑھنا حضور انور کی خصوصیت ہے۔ بعض روایت میں اس کی تصریح بھی ہے کہ یہ نماز جنازہ تھی۔ لہذا یہ حدیث امام اعظم کی دلیل ہے کہ شہید پر نماز جنازہ پڑھی جاوے گی اس کی مفصل بحث صلوٰۃ جنازہ میں گزر چکی۔ ۲۔ یعنی اس دعا یا نماز جنازہ سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ حضور انور زندہ اور مردہ مسلمانوں کو وداع فرما رہے ہیں زندوں کو اس لئے کہ اب وفات کا وقت قریب ہے۔ لوگ اب حضور کی زیارت نہ کر سکیں گے مردوں کو اس لئے کہ اب مردوں کے لئے حضور کی دعائیں وغیرہ بند ہونے والی ہیں۔ یہ واقعہ مرض وفات شروع ہونے سے پہلے ہوا۔ ۳۔ فرط ۔ بمعنی فارط ہے جیسے تبع ۔ بمعنی تابع فرط وہ شخص ہے جو کسی جماعت سے آگے منزل پر پہنچ کر ان کے طعام قیام وغیرہ تمام ضروریات کا انتظام کرے جس سے وہ جماعت آ کر ہر طرح آرام پائے مطلب یہ ہے کہ میں تم سے پہلے جا رہا ہوں تاکہ تمہاری شفاعت تمہاری نجات تمہاری ہر طرح کارسازی کروں تم میں سے جو بھی ایمان پر فوت ہو گا وہ میرے پاس میری حفاظت میرے انتظام میں اس طرح آوے گا جیسے مسافر اپنے گھر آتا ہے بھرے گھر میں (از اشعہ) مومن مرتے ہی حضور کے پاس پہنچتا ہے بلکہ بعض مومنوں کی جانکنی کے وقت خود حضور انور انہیں لینے تشریف لاتے ہیں جیسا کہ امام بخاری کا واقعہ ہوا اور بہت مرنے والوں سے سنا گیا کہ حضور آ گئے۔ خیال رہے کہ چھوٹے فوت شدہ بچوں کو بھی فرط فرمایا گیا ہے۔ مگر وہ فرط ناقص ہیں۔ حضور انور فرط کامل یعنی ہر طرح کے منتظم نیز ایدیکم میں خطاب ساری امت سے ہے نہ کہ صحابہ کرام سے حضور اپنی امت کے دائمی منتظم ہیں۔ ۴۔ اس کی تائید اس آیت سے ہے **ویکون الرسول علیکم شھیدا** شہید ۔ بمعنی نگران گواہ ہے نہ کہ فقط گواہ ورنہ

marfat.com

علیٰ نہ آتا بلکہ لام آتا۔ شہادت کے ساتھ اگر علیٰ ہو تو خلاف گواہی مراد ہوتی ہے۔ یعنی اے مسلمانوں میں تمہارے ایمان، اعمال قلبی حالات کا علیم و خبیرو حفیظ و نگران ہوں تم سب کے ایمان کی نبض پر میرا ہاتھ ہے مجھے ہر شخص کے ایمان اور درجہ ایمان کی ہر وقت خبر ہے اس کی نہایت لذیذ و نفیس تفسیر ہماری تفسیر نعیمی پارہ دوم کے شروع میں ملاحظہ کرو۔ ۵۔ یعنی میں نے جس شفاعت خاصہ کا تم سے وعدہ کیا ہے وہ شفاعت حوض کوثر پر کروں گا۔ (مرقات) یا قیامت میں میری تمہاری خصوصی ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے (اشعہ) اس صورت میں یہاں خصوصی ملاقات مراد ہے ورنہ حضور کی ملاقات حضور کا دیدار تو مومن کو قبر میں ہی نصیب ہوتا ہے۔ پھر قیامت میں بہت جگہ دیدار ہو گا۔ بعض لوگ بعد وفات تاقیامت حضور ہی کے پاس رہتے ہیں **اللھم اجعلنا منھم** ۶۔ یہ ہے حضور کا حاضر و ناظر ہونا کہ مدینہ منورہ میں کھڑے ہوئے اس حوض کوثر کو دیکھ رہے ہیں جو جنت میں ہے۔ اور جنت ساتوں آسمان سے اوپر ہے جس کی نگاہ مدینہ سے جنت تک کو دیکھ سکتی ہے اس کی نظر ساری روئے زمین کو یہاں کے رہنے والوں کو بھی دیکھ سکتی ہے کیونکہ زمین حوض کوثر سے قریب ہے۔ ۷۔ اس طرح کہ مجھے زمین کے تمام خزانوں کا مالک مختار قاسم بنایا جسے جو ملے گا ہماری عطا سے ملے گا فرماتے ہیں **اللہ المعطی وانا قاسم** اشعہ نے فرمایا کہ یہ تو ظاہری خزانوں کا حال ہے رہے باطنی خزانے سو آسمان و زمین ملک و ملکوت کی چابیاں حضور کو عطا ہوئیں۔ شعر:۔

☆ دی کنجی تمہیں اپنے خزانوں کی خدانے ☆ سرکار کیا مالک و مختار بنایا ☆

۸۔ یعنی مجھے یہ خطرہ نہیں کہ تم سارے یا تم عموماً کافر ہو جاؤ لہٰذا یہ فرمان عالی اس کے خلاف نہیں کہ حضور انور کے بعد چند لوگ مرتد ہو گئے (مرقات) ۹۔ امام نووی فرمایا کہ اس میں حضور کے بہت سے معجزات کا ذکر ہے کہ حضور انور نے بہت سی غیبی خبریں دیں جو ہو بہو پوری ہوئیں۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ عَلَيَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ فِيْ بَيْتِيْ وَفِيْ يَوْمِيْ وَبَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ وَاَنَّ اللّٰهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيْقِيْ وَرِيْقِهٖ عِنْدَ مَوْتِهٖ دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ وَبِيَدِهٖ سِوَاكٌ وَاَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَيْتُهٗ يَنْظُرُ اِلَيْهِ وَعَرَفْتُ اَنَّهٗ يُحِبُّ السِّوَاكَ فَقُلْتُ اٰخُذُهٗ لَكَ فَاَشَارَ

(۵۶۹۶) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ مجھ پر اللہ کی نعمتوں میں سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں اور میرے دن میں اور میرے گلے اور سینہ کے درمیان وفات پائی ا۔ اور اللہ نے میرے تھوک اور آپ کے تھوک کو حضور کی وفات کے وقت جمع فرمایا ۲۔ کہ میرے پاس عبدالرحمٰن ابن ابوبکر صدیق آئے کہ ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ دیئے بیٹھی تھی میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ عبدالرحمٰن کی طرف دیکھ رہے ہیں ۳۔ میں پہچان گئی کہ آپ مسواک چاہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ کیا میں اسے آپ کے لئے لے دوں تو آپ نے سر سے اشارہ فرمایا کہ ہاں ۴۔ تو میں نے وہ لے لی آپ پر مسواک سخت ہوئی میں نے کہا کہ کیا اسے آپ کے لئے نرم کردوں تو سر مبارک سے اشارہ فرمایا کہ ہاں ۵۔ چنانچہ میں نے

marfat.com

بِرَأْسِهِ اَنْ نَعَمْ فَتَنَاوَلْتُهُ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ وَقُلْتُ
اُلَيِّنُهُ لَكَ فَاَشَارَ بِرَأْسِهِ اَنْ نَعَمْ فَلَيَّنْتُهُ فَاَمَرَّهُ
وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فِيْهَا مَآءٌ فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ
فِى الْمَآءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَيَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ فَجَعَلَ يَقُوْلُ
فِى الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى حَتّٰى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ۔
(رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ)

نرم کردی تو حضور نے اسے اپنے دانتوں پر پھیرا اور آپ کے سامنے برتن تھا جس میں پانی تھا۔ پھر آپ اپنے دونوں ہاتھ پانی میں ڈالتے پھر انہیں منہ پر پھیرنے لگے ۶۔ فرماتے تھے کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں بیشک موت کی بہت سختیاں ہیں ۷۔ پھر اپنا ہاتھ کھڑا کیا پھر فرمانے لگے کہ اوپر والے ساتھیوں میں حتیٰ کہ جان شریف قبض کرلی گئی اور آپ کا ہاتھ جھک گیا ۸۔ (بخاری)

(۵۶۹۶) ۱۔ اس طرح کہ وفات شریف کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کے سینہ پر تکیہ لگائے تھے اس وقت آپ کا سینہ عرش اعظم سے افضل تھا۔ شعر:۔

☆ جس کا پہلو ہو نبی کی آخری آرامگاہ ☆ جن کے حجرہ میں قیامت تک نبی ہیں جاگزین ☆

۲۔ یہ ام المومنین پر رب تعالٰی کا دوسرا احسان عظیم ہے کہ آخری فیض حضور انور کا انہیں اس طرح نصیب ہوا، اس وقت آپ وہ عبادات کررہی تھیں جو عرش و فرش میں کسی کو میسر نہ تھی۔ خیال رہے کہ جیسے حضور انور کی نظر سے نظر ملنا حضور کے ہاتھ سے ہاتھ ملنا حضور کے قدم سے کسی کا سر ملنا اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ یونہی حضور کے لعاب سے لعاب ملنا بھی اس کی بڑی نعمت بلکہ یہ آخری نعمت اور خاص کر اس آخری وقت میں جب کہ حضور کے ظاہر فیوض بظاہر ختم ہو رہے تھے۔ صرف حضرت ام المومنین ہی کو نصیب ہوئی ۳۔ یا تو عبدالرحمٰن کو دیکھ رہے ہیں۔ یا ان کے ہاتھ کی مسواک کو اور یہ دیکھنا محبت کی نگاہ سے ہے۔ ۴۔ یہ حیات شریف کی آخری ساعتیں تھیں۔ اس وقت نقاہت بہت زیادہ ہوگئی تھی اس لئے زبان شریف سے ہاں نہیں فرمایا۔ بلکہ سر مبارک کی ہلکی سی جنبش سے اشارہ فرمایا ۵۔ یعنی مسواک نئی تھی سخت تھی اسے آپ اپنے منہ سے چبا کر نرم نہ کرسکے خیال رہے کہ مقبولین بارگاہ پر یہ کمزوری بدنی ہوتی ہے روحانی نہیں روح ان کی بہت قوی ہوتی ہے لہٰذا یہ اعتراض نہیں کہ جب وہ خود اتنے کمزور ہو جاتے ہیں تو بعد وفات کسی کی مدد کیا کریں گے۔ ۶۔ جانکنی کے وقت حرارت اور تپش بہت ہوتی ہے۔ اس لئے اس وقت میت کو پانی پلایا بھی جاتا ہے اور وضو بھی کرایا جاتا ہے کہ پانی کی ٹھنڈک سے تسکین ہوتی ہے حضور انور کا اپنے منہ پر پانی پھیرنا اس میں بھی امت کو اس عمل کی تعلیم ہے ۷۔ سکرات جمع ہے سکرۃ کی، بمعنی غشی نشہ موت کی سختی کو سکرۃ اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے مرنے والے کو غش پر غش آتے ہیں۔ چونکہ موت کی سختی کئی قسم کی ہوتی ہے اس لئے سکرات جمع ارشاد ہوا بدن کی رگ رگ سے جان کا نکلنا آسان نہیں۔ حضور پر یہ سختی ساری امت کے لئے تسکین خاطر کا باعث ہے کہ کوئی شخص اس سختی سے گھبرا نہ جاوے اپنے نبی کی سکرات کو پیش نظر رکھے۔ حضور کی ہر ادا بے چین دلوں کا چین ہے۔ اس موقعہ پر لا الہ الا اللہ فرمانا بھی تسکین دل کے لئے ہے۔ اللہ کے ذکر سے چین آتا ہے۔ **الا بذکر اللہ تطمئن القلوب** یہ کلمات اس قدر آہستہ کہے ہوں گے کہ صرف ام المومنین کان لگا کر سن سکیں۔ اللہ کے مقبول بندے بعض حالات میں دنیاوی باتیں نہیں کرسکتے مگر ذکر اللہ کرتے ہیں۔ جیسے زکریا علیہ السلام ایک موقع پر تین دن تک کسی سے کلام نہ کرسکے مگر ذکر اللہ کرتے رہے۔ اسی طرح حضور انور نے اس وقت مسواک زبان سے نہ مانگی مگر یہ ذکر کے الفاظ زبان سے ادا کئے ۸۔ رفیق بنا ہے رفق سے۔ بمعنی نرمی یا۔ بمعنی قرب یہ ایک اور

marfat.com

جماعت سب پر بولا جاتا ہے جیسے صدیق یا خلیط اس سے مراد یا تو جماعت ملائکہ ہے یا جماعت انبیاء کرام یا رب تعالیٰ کی ذات حدیث شریف میں ہے اللہ رفیق یحب الرفق یا اس سے مراد ہے جنت کیونکہ وہ رفق یعنی نرمی کی جگہ ہے۔ غرض کہ اس میں بہت احتمل ہیں (مرقات' اشعہ) ہاتھ شریف کے گود میں گر جانے پر جناب ام المومنین کو آپ کی وفات کا علم ہوا۔

وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرَضُ اِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَكَانَ فِيْ شَكْوَاهُ الَّذِيْ قُبِضَ اَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِيْدَةٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ خُيِّرَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۶۹۷) روایت ہے انہیں سے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ نہیں بیمار ہوتے کوئی نبی مگر انہیں دنیا و آخرت کے درمیان اختیار دیا جاتا ہے ا۔ اور آپ اپنے اس مرض میں تھے جس میں وفات دیئے گئے تو آپ کو سخت خرانٹے نے پکڑ لیا ۲۔ میں نے آپ کو کہتے سنا کہ ان لوگوں کے ساتھ جن پر تو نے انعام فرمایا یعنی انبیاء صدیقین' شہداء اور صالحین کے ساتھ ۳۔ تو میں نے جان لیا کہ آپ کو اختیار دے دیا گیا ہے ۴۔ (مسلم بخاری)

(۵۶۹۷) ا۔ یعنی ساری مخلوق کی موت اضطراری ہوتی ہے۔ مگر حضرت انبیاء کرام کی وفات اختیاری کہ پہلے انہیں رب کی طرف سے اختیار دیا جاتا ہے کہ چاہیں تو دنیا ہی میں رہیں چاہیں تو ہمارے پاس آجاویں جو کہتے ہیں کہ نبی ہماری طرح ہوتے ہیں وہ اس حدیث میں غور کریں۔ وہ حضرات زندگی و موت اور ان کے ہر شعبہ میں دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں۔ ۲۔ بحۃ ب کے پیش ح کے شد سے ۔ بمعنی کھانسی یا خراٹہ یا غرغرہ یعنی گہری سانس جو تکلیف سے لی جاوے جسے اردو میں سلگی کہتے ہیں یعنی آخری سانس ۳۔ یعنی خدایا اب میں دنیا میں رہنا نہیں چاہتا میں تیرے ان مقبول بندوں کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔ یا اللہ ہم گنہگاروں کو بھی ان مقبولوں کی ہمراہی نصیب فرما۔ شعر:-

☆ گر محمد کا ساتھ ہو جائے ☆ پھر تو سمجھو نجات ہو جائے ☆

۴۔ یعنی رب العالمین نے حضور انور کو اختیار دے دیا اور حضور نے ہم سے منہ موڑ کر ان حضرات کی ہمراہی قبول فرمائی اب حضور کی روانگی ہے۔ حضور کا یہ کلام رب کے فرمان کا جواب ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ الْكَرْبُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ وَا كَرْبَ اَبَاهُ فَقَالَ لَهَا لَيْسَ عَلٰى اَبِيْكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ يَا اَبَتَاهُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا اَبَتَاهُ مِنْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ مَاْوَاهُ يَا اَبَتَاهُ اِلٰى جِبْرِيْلَ نَنْعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ يَا اَنَسُ اَطَابَتْ اَنْفُسُكُمْ اَنْ تَحْثُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

(۵۶۹۸) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری سخت ہو گئی تو آپ پر بے چینی چھانے لگی ا۔ جناب فاطمہ بولی ہائے ابا جان کی تکلیف ۲۔ تو فرمایا کہ آج کے بعد تمہارے باپ کو تکلیف اب کبھی نہ ہو گی ۳۔ پھر جب وفات پائی تو فاطمہ بولیں ہائے ابا جان آپ نے اپنے رب کا بلاوا قبول کر لیا ۴۔ ہائے ابا جان آپ کا مقام تو جنت الفردوس ہو گیا ہائے ابا جان ہم جبریل کو تعزیت دیتے ۵۔ پھر جب دفن کئے گئے۔ تو جناب

marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ۔
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

فاطمہ بولیں کہ اے انس کیا تمہارے دلوں نے گوارہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالو۶۔ (بخاری)

(۵۶۹۸) ا۔ کرب سے مراد یا شدت مرض ہے یا بے چینی یا سخت تکلیف۔ جس سے غشی آجاوے ۲۔ یعنی اب میں کیا کروں آپ کی تکلیف مجھ سے دیکھی نہیں جاتی۔ دفع کرنے یا اپنے پر لینے سے مجبور ہوں ۳۔ یعنی اے بیٹی تیرے باپ پر بس یہ آخری تکلیف ہے۔ اس کے بعد کبھی تکلیف نہ ہوگی کیونکہ اب میں دارالتکلیف سے رخصت ہو رہا ہوں وہاں جارہا ہوں جہاں راحت ہی راحت ہے ۴۔ یعنی اباجان آپ نے ہم کو بے کس چھوڑ دیا۔ اپنے رب کا بلاوا قبول کرلیا اب میں کہاں جاؤں کسے ابا کہہ کر پکاروں تم نے مجھے کس پر چھوڑا ۵۔ یعنی آپ تو جنت کو سدھار گئے ہم کو یہاں تڑپتا چھوڑ گئے ہم حضرت جبریل کو آپ کی خبر وفات سنائیں جن کا اب زمین پر آنا وحی لانا ختم ہوگیا ۶۔ یعنی اے انس تم نے کن ہاتھوں اور کس دل سے حضور انور پر قبر کی مٹی ڈالی اور تم نے کیسے اس چاند کو قبر میں چھپایا تم سے یہ کیسے برداشت ہوا' خیال رہے کہ سیدہ کے یہ الفاظ نہ تو نوحہ ہیں نہ بے صبری بلکہ حضور کے فراق پر بے چینی ہے جو بذات خود عبادت ہے نوحہ یہ ہے کہ میت کے ایسے اوصاف بیان کئے جاویں جو اس میں نہ ہوں اور پیٹا جاوے۔ بے صبری یہ ہے کہ رب تعالٰی کی شکایت کی جاوے۔ جناب سیدہ ان دونوں سے محفوظ ہیں یہ بھی خیال رہے کہ دنیا میں پانچ حضرات بہت روئے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام فراق جنت میں۔ حضرت نوح علیہ السلام و یحیٰی علیہ السلام خوف خدا میں۔ حضرت فاطمہ زہرا فراق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت امام زین العابدین واقعہ کربلا کے بعد حضرت حسین کی پیاس یاد کر کے جناب سیدہ زینب فرماتی تھیں شعر:۔

☆ صبت علی مصائب لوانها ☆ صبت علی الایام صرن لیالیا ☆

مجھ پر ایسی مصیبتیں پڑیں کہ اگر روز روشن پر پڑتیں تو وہ شب تاریک بن جاتے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ
دوسری فصل

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ لَعِبَتِ الْحَبَشَةُ بِحِرَابِهِمْ فَرَحًا لِقُدُوْمِهِ (رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ) وَفِيْ رِوَايَةِ الدَّارِمِيِّ قَالَ مَا رَاَيْتُ يَوْمًا قَطُّ كَانَ اَحْسَنَ وَلَا اَضْوَءَ مِنْ يَوْمٍ دَخَلَ عَلَيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا رَاَيْتُ يَوْمًا كَانَ اَقْبَحَ وَلَا اَظْلَمَ مِنْ يَوْمٍ مَاتَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الَّذِيْ دَخَلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ اَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ

(۵۶۹۹) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو حبشی بچے اپنے نیزوں سے کھیلتے تھے آپ کی تشریف آوری کی خوشی میں ا۔ (ابوداؤد) اور دارمی کی روایت میں یوں ہے کہ میں نے کوئی دن نہ برا نہ بہت تاریک دیکھا اس دن سے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی ۲۔ اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ جب وہ دن تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو مدینہ کی ہر چیز چمک گئی ۳۔ پھر جب وہ دن ہوا جس میں حضور نے وفات پائی تو مدینہ کی ہر چیز تاریک ہوگئی اور ہم نے مٹی

marfat.com

الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ اَظْلَمَ مِنْہَا کُلُّ شَیْءٍ وَمَا نَفَضْنَا اَیْدِیَنَا عَنِ التُّرَابِ وَاِنَّا لَفِیْ دَفْنِہٖ حَتّٰی اَنْکَرْنَا قُلُوْبَنَا۔

سے اپنے ہاتھ نہ جھاڑے حالانکہ ہم حضور کے دفن میں مشغول تھے حتی کہ ہم نے اپنے دلوں کو غیر پایا ۳؎۔

(۵۶۹۹) ۱؎ حراب چھوٹا نیزہ بعض روایات میں لحنا جر ھم ہے یعنی حضور انور کی تشریف آوری کی خوشی میں مدینہ منورہ میں رہنے والے حبشی لوگ نیزہ بازی یا خنجر بازی کرنے لگے کہ نیزے یا خنجروں کو لے کر یہ لوگ ناچتے کودتے تھے۔ اپنے کرتب دکھاتے تھے معلوم ہوا کہ خوشی میں بچوں کا گانا' بجانا' کھیل کود کرنا جائز بلکہ سنت صحابہ' صحابہ سے ثابت ہے۔ عید میلاد کے موقعہ پر جلوس نکالنا' اور جلوس کے آگے تلوار نیزہ گتکہ پٹا وغیرہ لے کر تب دکھانا سب جائز ہے۔ جس طریقہ سے حضور کی خوشی کی جائے درست ہے۔ اس موقع پر نبی نجار کی بچیاں بھی دف بجاتی تھیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرکے گاتی تھیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں شریک ہونا اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ ۲؎ یہ عبارت بالکل ظاہری معنی پر ہے۔ اس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں' واقعی اس دن سورج نکلا تھا۔ دھوپ بھی تھی مگر سورج میں بھی تاریکی اور سیاہی تھی اور دھوپ میں بھی وفات شریف کا اثر ہر در و دیوار پر ظاہر تھا۔ یہ غلط احساس نہ تھا کیوں نہ ہو تاکہ یہ فراق رسول کا دن ہے جیسے شہادت امام حسین کے روز سارا دن سرخ خونی رنگ تھا اور جو پتھر وغیرہ اٹھایا گیا اس کے نیچے خون نمودار ہوا۔ ۳؎ یہ چمک دھوپ سے نہ تھی بلکہ قدرتی نورانیت تھی۔ جو بیان میں نہیں آسکتی صرف دیکھنے سے ہی تعلق رکھتی ہے جیسے قیامت میں نورانی چمک ہوگی رب فرماتا ہے **و اشرقت الارض بنور ربھا** آج بھی بعض اہل بصر باخبر حضرات کو کبھی یہ تجلی ربیع الاول کی بارہویں تاریخ دن میں بلکہ رات میں بھی اور شب قدر میں نظر آتی ہے۔ فرق یہ ہے کہ اس دن وہ تجلی سب کو نظر آتی تھی۔ اب کسی قسمت والے کو نظر آتی ہے۔ یہاں مرقات نے فرمایا کہ یہ چمک محسوس تھی ۴؎۔ یعنی ابھی ہم حضور انور کے دفن سے فارغ نہیں ہوئے تھے۔ کہ ہمارے دلوں میں وہ نورانیت' صفائی' نرمی' رغبت الی اللہ نہ رہی جو کہ حضور کی حیات شریف میں تھی۔ کیونکہ اب وحی آنا بند ہوگئی۔ حضور کے جمال کا مشاہدہ ختم ہوگیا۔ تعلیم و تائید ظاہری انتہاء کو پہنچ گئی (مرقات و اشعہ) غرضیکہ ایمانی حالت' تصدیق میں فرق آنا مراد نہیں۔ خیال رہے کہ حضور سب کچھ دے گئے مگر اپنا دیدار ساتھ لے گئے جس سے لوگ صحابی بنتے تھے۔ اس لئے تاقیامت حاجی' قاری' قاضی نمازی بنتے رہیں گے مگر صحابی نہ بنیں گے کیونکہ صحابی بنانے والی چیز تو قبر انور میں چھپ گئی۔ شعر:۔

☆ خوشا وہ وقت کہ دیدار عام تھا اس کا ☆ خوشا وہ وقت کہ طیبہ مقام تھا اس کا ☆

ہم خواب میں دیدار کو بھی ترس گئے۔ شعر:۔

☆ تم آتے خواب میں ہم پتلیاں تلووں سے مل لیتے ☆ ہم اپنی سوئی قسمت کو جگاتے اپنی آنکھوں سے ☆

وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اخْتَلَفُوْا فِیْ دَفْنِہٖ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا قَالَ مَا قَبَضَ اللّٰہُ نَبِیًّا اِلَّا فِی الْمَوْضِعِ الَّذِیْ یُحِبُّ اَنْ یُّدْفَنَ فِیْہِ اُدْفُنُوْہُ فِیْ مَوْضِعِ فِرَاشِہٖ۔

(۵۷۰۰) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوئی تو آپ کے دفن میں لوگوں نے اختلاف کیا ۱؎ تو ابوبکر صدیق نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بات سنی ۲؎۔ کہ اللہ نے کسی نبی کو وفات نہیں دی مگر اس جگہ جہاں ان کا دفن کیا جانا پسند تھا ۳؎۔ حضور کو

marfat.com

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

آپ کے بستر کی جگہ میں ہی دفن کرو ۴۔ (ترمذی) ۵۔

(۵۷۰۰) ۱۔ چنانچہ بعض صحابہ نے کہا کہ حضور کو مکہ معظمہ میں دفن کیا جاوے بعض نے کہا بیت المقدس میں جہاں حضرات انبیاء کرام سو رہے ہیں۔ بعض نے کہا کہ مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں (اشعہ و مرقات) بلکہ بعض نے کہا کہ حضور انور کو دفن کیا ہی نہ جاوے (مرقات) تاکہ تاقیامت لوگ اس چاند کا دیدار کرتے رہیں ۲۔ صحابہ نے پہلے تو حضرت صدیق سے پوچھا کہ کیا حضور انور کو دفن کیا جاوے گا فرمایا ہاں پھر پوچھا کہ کہاں فرمایا وہاں ہی جہاں وفات ہوئی ہے (شمائل، مرقات) ۳۔ یعنی جس جگہ اللہ تعالٰی کو یا ان رسول کو دفن ہونا پسند تھا وہاں ہی ان کو وفات دی گئی۔ لہذا رب کو یہی پسند ہے کہ حضور انور حضرت عائشہ کے حجرہ میں دفن ہوں تاکہ آپ سے جگہ کو عزت ملے کسی جگہ سے آپ کو عزت نہ ملے۔ خیال رہے کہ حضرت موسیٰ نے دعا کی کہ مجھے فلسطین پہنچا کر وفات دی جاوے۔ چنانچہ وہاں ہی آپ کی وفات اور آپ کا دفن واقع ہوئے یوسف علیہ السلام اولاً مصر ہی میں دفن ہوئے اپنی جائے وفات میں پھر چار سو برس کے بعد آپ کا تابوت فلسطین لایا گیا۔ یعقوب علیہ السلام زندگی شریف میں فلسطین پہنچے پھر وہاں وفات پا کر دفن ہوئے۔ لہذا ان واقعات سے اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ یہ حضرات اپنی وفات کی جگہ دفن نہ ہوئے یا یہ کہو کہ نبی جس جگہ وفات پائیں اس جگہ ان کا دفن ہونا بہتر ہے۔ اگر اور جگہ دفن کردیئے جائیں تو بہتر نہ ہوگا۔ غرضیکہ یہاں ذکر بہتری کا ہے نہ کہ ۴۔ یہ حضور کی خصوصیت ہے کہ حضور انور اپنے گھر میں دفن ہوئے کیونکہ آپ کا گھر آپ کی وفات کے بعد کسی وارث کی ملک نہ بنا بلکہ وقف ہو گیا۔ اور وقف میں قبر بنائی جاسکتی ہے۔ پھر حضرت صدیق و فاروق اس وقف شدہ جگہ میں حضور کے پہلو میں دفن ہوئے۔ ہم لوگ اپنے گھر میں دفن نہیں ہو سکتے۔ یوں ہی ہم مسجد میں دفن نہیں ہو سکتے کہ مسجد اور قسم کا وقف اور قبر دوسری قسم کا وقف ۵۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔ اس کی اسناد میں عبدالرحمٰن ابن ابوبکر ملکی یہ ضعیف ہے (مرقات) مگر یہ ضعف ترمذی کے لئے ہے۔ صدیق اکبر کے لئے نہیں۔ کیونکہ یہ حدیث دوسری اسنادوں سے بھی مروی ہے۔ مالک نے یہ حدیث یوں روایت کی کہ حضور کی وفات کے بعد بعض لوگوں نے کہا کہ حضور کو منبر شریف کے پاس دفن کرو۔ بعض نے کہا کہ بقیع میں تب جناب صدیق نے یہ فرمایا اور حجرہ عائشہ صدیقہ میں قبر کھودی گئی۔ (مرقات)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ اِنَّهٗ لَنْ يُّقْبَضَ نَبِيٌّ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلَ بِهٖ وَرَاْسُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ غُشِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَاَشْخَصَ بَصَرَهٗ اِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى قُلْتُ اِذَنْ لَّا يَخْتَارُنَا

(۵۷۰۱) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تندرستی میں فرماتے تھے کہ اللہ تعالٰی کسی نبی کو وفات نہیں دیتا حتی کہ انہیں ان کا جنتی مقام دکھا دیا جائے ۱۔ پھر انہیں اختیار دیا جاوے جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ جب حضور پر نزع طاری ہوا اور آپ کا سر میری ران پر تھا ۲۔ تو آپ پر غشی آگئی پھر افاقہ ہوا تو اپنی نظر چھت کی طرف اٹھائی پھر فرمایا الٰہی میں نے اوپر کے ساتھی قبول کئے ۳۔ میں بولی کہ اب حضور ہم کو نہیں اختیار

قَالَتْ دَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا بِهٖ وَهُوَ صَحِيْحٌ فِيْ قَوْلِهٖ اَنَّهٗ لَنْ يُّقْبَضَ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يُرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَ اٰخِرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهٗ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

کریں گے فرماتی ہیں کہ میں پہچان گئی کہ یہ وہ ہی حدیث ہے جو حضور ہم کو اپنی تندرستی میں خبر دیتے تھے ہے۔ اس فرمان کے متعلق کہ کوئی نبی وفات نہیں دیا جاتا حتی کہ اسے اس کا جنتی مقام دکھادیا جاتا ہے پھر اختیار دیا جاتا ہے جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ آخری بات جو حضور نے کی وہ یہ ہی تھی کہ میں نے اپنے اوپر کے ساتھی قبول کئے (مسلم و بخاری)

(۵۷۰۱) ا۔ ظاہر یہ ہے کہ نبی کو بیداری میں ان کا جنتی مقام دکھا کر انہیں اختیار دیا جاتا ہے۔ اور یہ اختیار دینا ان کی عظمت کے اظہار کے لئے ہوتا ہے ورنہ رب ان کے وقت موت کو جانتا ہے اور وہ حضرات وہ ہی اختیار کرتے ہیں جو رب کا فیصلہ ہے (اشعہ) ۲۔ پہلے حضور کا جسم اطہر جناب عائشہ صدیقہ کی گود میں اور سر شریف آپ کے سینہ پر تھا چونکہ اس طرح جانکنی میں تکلیف ہوتی ہے اس لئے عین قبض روح کے وقت حضور انور کو سیدھا قبلہ رو لٹایا گیا اور سر شریف ام المومنین کی ران پر رکھا لہذا یہ حدیث اس گزشتہ حدیث کے خلاف نہیں جس میں ہے کہ حضور کی وفات میرے سینے اور گلے کے درمیان ہوئی ۳۔ رفیق اعلیٰ یعنی اوپر کے ساتھیوں کے متعلق بیان کیا جاچکا ہے۔ بعض شارحین کا خیال ہے کہ حضور کے چار ساتھی زمین کے ہیں یعنی خلفاء راشدین اور چار ساتھی آسمان کے حضرت جبریل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل علیہم السلام یہاں رفیق اعلیٰ سے وہ مراد ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم۔ ۴۔ یعنی اس حدیث کا ظہور اب ہو رہا ہے۔

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ يَا عَائِشَةُ مَا اَزَالُ اَجِدُ اَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِيْ اَكَلْتُ بِخَيْبَرَ وَهٰذَا اَوَانُ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ اَبْهَرِيْ مِنْ ذٰلِكَ السَّمِّ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۷۰۲) روایت ہے انہیں سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس مرض میں فرماتے تھے جس میں وفات پائی کہ اے عائشہ میں اس کھانے کا اثر پاتا رہتا ہوں جو میں نے خیبر میں کھایا تھا ا۔ اور یہ وہ وقت ہے کہ میں اپنا دل کی رگ کا ٹوٹنا اس زہر سے محسوس کر رہا ہوں ۲۔ (بخاری)

(۵۷۰۲) ا۔ یعنی ایک یہودیہ نے بکری کے گوشت میں ہم کو زہر کھلا دیا تھا خیبر میں اس وقت سے آج تک ہر سال اس زہر کا اثر ظاہر ہوتا رہتا ہے اس وقت وفات نہ ہونا حضور کا معجزہ تھا ہر سال تکلیف ہوتے رہنا حضور کے اجر کی زیادتی کے لئے تھا کہ ہر سال آپ کو تکلیف کا ثواب ملتا رہا ۲۔ ابھر یا تو دل کی رگ کو کہتے ہیں یا گردن کی رگ کو یا وہ شہ رگ جو سر سے پاؤں تک پھیلی ہوئی ہے ان میں سے کسی رگ کا ٹوٹ جانا موت کا باعث ہوتا ہے۔ اس وقت وہ زہر لوٹا تاکہ آپ کو شہادت حکمی عطا ہو زہر سے موت شہادت ہے۔ غرضیکہ حضور انور کی وفات زہر کے عود کرنے سے ہوئی اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق کی وفات اس وقت سانپ کے زہر لوٹ آنے سے ہوئی جس نے ہجرت کی رات غار میں آپ کو کاٹا تھا۔ حضرت صدیق کو فنافی الرسول کا وہ درجہ حاصل ہے کہ آپ کی وفات بھی حضور انور کی وفات کا نمونہ ہے۔ پیر کے دن میں حضور کی وفات اور پیر کا دن گزار کر شب میں حضرت صدیق کی وفات۔ حضور کی وفات کے دن شب کو چراغ میں تیل نہ تھا۔ حضرت صدیق کی وفات کے وقت گھر میں کفن کے لئے پیسے نہ تھے۔

marfat.com

یہ ہے فنا رضی اللہ عنہ۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمُّوْا اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ فَقَالَ عُمَرُ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْاٰنُ حَسْبُكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ فَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوْا فَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا اَكْثَرُوا اللَّغَطَ وَالْاِخْتِلَافَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا عَنِّيْ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ اَنْ يَّكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ لِاخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ وَفِيْ رِوَايَةِ سُلَيْمَانَ ابْنِ اَبِيْ مُسْلِمٍ الْاَحْوَلِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمُ الْخَمِيْسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ ثُمَّ بَكٰى حَتّٰى بَلَّ دَمْعُهُ الْحَصٰى قُلْتُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ قَالَ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهٗ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِكَتِفٍ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ اَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا مَا شَأْنُهٗ اَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوْهُ فَذَهَبُوْا يَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ فَقَالَ دَعُوْنِيْ ذَرُوْنِيْ فَالَّذِيْ اَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنَنِيْ اِلَيْهِ فَاَمَرَهُمْ بِثَلَاثٍ فَقَالَ اَخْرِجُوْا

(۵۷۰۳) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت وفات آیا ا، اور گھر میں کچھ لوگ تھے جن میں حضرت عمر ابن خطاب بھی تھے ۲، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاؤ میں تمہارے لئے ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی نہ بہکو ۳، تو حضرت عمر نے کہا کہ آپ پر تکلیف کا غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے تم کو اللہ کی کتاب کافی ہے ۴، گھر والے اختلاف کر بیٹھے جھگڑنے لگے ۵، بعض کہتے تھے کہ پیش کرو تاکہ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحریر لکھ دیں بعض تھے جو وہ ہی کہتے تھے جو حضرت عمر نے کہا پھر جب انہوں نے شور اور اختلاف زیادہ کیا ۶، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ جاؤ ۷، عبید اللہ کہتے ہیں ۸، کہ حضرت ابن عباس کہتے تھے کہ پوری مصیبت وہ تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی تحریر فرمانے کے درمیان حائل ہوگئی ان کے اختلاف اور شور کی وجہ سے ۹، اور سلیمان ابن ابی مسلم احول کی روایت میں ہے ۱۰، کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ہائے جمعرات کا دن اور کیا ہی تھا جمعرات کا دن پھر آپ روئے حتی کہ آپ کے آنسو نے کنکر تر کردیئے میں نے کہا اے ۱۱، ابن عباس جمعرات کا دن کیا ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی بیماری سخت ہوگئی تو فرمایا کہ میرے پاس کندھے کی ہڈی لاؤ میں تمہارے لئے ایسی تحریر لکھ دوں کہ تم اس کے بعد کبھی بہکو گے نہیں مگر لوگ جھگڑ پڑے نبی کے پاس جھگڑا نہیں چاہیے ۱۲، تو لوگ بولے کہ حضور کا خیال مبارک کیا ہے کیا آپ پریشان باتیں کررہے ہیں آپ سے پوچھ لو ۱۳، چنانچہ وہ آپ سے بار بار پوچھنے لگے ۱۴، تو فرمایا کہ مجھے چھوڑ دو جس میں میں مشغول ہوں وہ اس سے اچھا ہے جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو ۱۵، پھر ان کی تین

marfat.com

اُلْمُشْرِکِیْنَ مِنْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ وَ اَجِیْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا کُنْتُ اُجِیْزُھُمْ وَسَکَتَ عَنِ الثَّالِثَۃِ اَوْ قَالَھَا فَنَسِیْتُھَا قَالَ سُفْیَانُ ھٰذَا مِنْ قَوْلِ سُلَیْمَانَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

چیزوں کا حکم دیا۱۶۔ مشرکوں کو جزیرہ عرب سے نکالو۱۷۔ وفود کو ان کا حق دو جیسا کہ انہیں ہم دیا کرتے تھے۱۸۔ اور تیسری سے خاموشی فرمائی یا حضور نے وہ بات کہی مگر میں بھول گیا۱۹۔ سفیان کہتے ہیں کہ یہ سلیمان کا قول ہے (مسلم بخاری)

(۵۷۰۳) ا۔ یعنی زمانہ وفات قریب ہوا یہ واقعہ جمعرات کے دن کا ہے اور وفات شریف دو شنبہ یعنی پیر کو ہے۔ تو یہ واقعہ وفات سے پانچ دن پہلے کا ہے۔ ۲۔ یہ تمام حضرات حضور کی بیماری پرسی کرنے آئے تھے۔ اسی جماعت میں حضرت ابن عباس حضرت علی وغیرہم بھی تھے رضی اللہ عنہم۔ ۳۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تین چیزوں سے معصوم ہیں گناہ سے خصوصاً جھوٹ سے، شرعی احکام بدلنے سے، شرعی حکم چھپانے سے اور مخلوق تک نہ پہنچانے سے۔ حتی کہ جب حضور انور پر جادو ہوا تب بھی آپ کوئی عبادت کوئی حکم شرعی نہ بھولے اور نہ تبدیل فرما سکے لہٰذا آج جو حکم لکھوانا چاہتے تھے وہ وہی تھا جو تندرستی شریف میں بیان کر چکے تھے کوئی نئی چیز نہ تھی۔ اس میں گفتگو ہے کہ حضور انور اس وقت کیا لکھنا چاہتے تھے بعض کے نزدیک نماز کی تاکید۔ لونڈی غلاموں سے اچھا سلوک، مہمانوں سے اچھا برتاؤ، بعض کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق کے لئے خلافت نامہ جس کا ذکر ایک بار حضور نے عائشہ صدیقہ سے کیا بھی تھا کہ ابوبکر کو بلاؤ، میں ان کے لئے خلافت لکھ دوں پھر فرمایا چھوڑو کوئی ضرورت نہیں اللہ تعالٰی اور مسلمان ابوبکر کے ہوتے کسی کو خلیفہ نہ بنائیں گے۔ پھر عملی طور پر آپ کو خلیفہ بنا بھی دیا کہ اپنے مصلے پر امام بنا کر کھڑا کر دیا۔ یہ امامت صغریٰ آپ کی امامت کبریٰ کی دلیل ہے۔ جیسے کہ کسی بزرگ کا اپنے کسی خلیفہ کو دستار بندی کر دینا سجادہ پر بٹھا دینا۔ شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کو خلافت لکھنا چاہتے تھے مگر اس کی کوئی دلیل نہیں۔ اگر یہ ارادہ ہوتا تو حضور کسی کی نہ مانتے ضرور لکھواتے نیز ابھی وفات میں پانچ دن باقی تھے اس دوران میں فرما دیتے۔ یا لکھوا دیتے۔ نیز شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کی خلافت قطعی اور منصوص ہے کہ غدیر خم پر حضور انور نے انہیں اپنا خلیفہ مقرر کر دیا تھا۔ اس صورت میں شیعہ حضرات کی یہ توجیہ درست نہیں۔ ۴۔ یہ حضرت عمر کی قوت اجتہاد ہے کہ آپ سمجھ گئے کہ حضور کا یہ حکم شرعی نہیں ہے بلکہ مشورہ ہے اور حضور انور وہ ہی کوئی چیز لکھوائیں گے جو پہلے حضور نے ہم کو بتا دی سمجھا دی ہے۔ محض کرم کریمانہ سے اس تکلیف کے باوجود لکھوانے کا ارادہ فرما رہے ہیں، عرض کرو کہ ہم نے حضور سے سب کچھ سیکھ لیا ہے اب حضور اس تکلیف کی زحمت نہ فرمائیں لہٰذا یہ عرض حضور کے حکم کی مخالفت نہیں۔ رب تعالٰی نے فرشتوں کو ایک خلیفہ کے تقرر کا اعلان فرمایا تو فرشتوں نے اس پر **سلمنا** نہیں کہا بلکہ اپنی رائے پیش کر دی کہ ہم کو ہی خلافت دی جائے یہ امر الٰہی کی مخالفت نہ تھی بلکہ مشورہ میں رائے پیش کرنا تھی۔ اس فرمان کا مقصد یہ بھی ہے کہ اے گروہ صحابہ تم کو قرآن مجید کافی ہے۔ حدیث شریف کی روشنی میں حضور نے سارا قرآن تم کو سمجھا دیا ہے۔ اس سے حدیث کا انکار مقصود نہیں ۵۔ اہل بیت سے مراد اس گھر میں موجود لوگ ہیں۔ ازواج یا اولاد مراد نہیں۔ اختلاف سے مراد یہ ہے کہ بعض نے کہا کہ کاغذ اور دوات قلم لاؤ بعض نے کہا کہ نہ لاؤ یعنی اختلاف رائے سے لڑنا بھڑنا مراد نہیں۔ ۶۔ لغط وہ آواز جس کے الفاظ سمجھ میں نہ آئیں۔ جب چند شخص بیک وقت بولیں تو یہی حال ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ اس وقت ان لوگوں میں سے کوئی بھی شور نہیں مچا رہا تھا۔ بلکہ چند ہلکی آوازیں مل کر شور بن گئیں۔ جیسا کہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔ یا یہاں بلند آواز سے بولنا ضرورۃً تھا بے ادبی کے طور پر نہ تھا۔ جیسے حضور کے سامنے اذان یا اعلان بلند آواز سے کرنا۔ لہٰذا صحابہ کرام کا یہ عمل اس آیت کے خلاف

نہیں لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی یہ بھی خیال رہے کہ ان حضرات صحابہ کا یہ اختلاف اجتہادی اختلاف تھا جیسے حنفی شافعی کا اختلاف۔ بعض صحابہ ظاہری الفاظ حدیث کی بنا پر کہہ رہے تھے کہ کاغذ قلم لاؤ بعض صحابہ مقصد حدیث پہچان کر کہہ رہے تھے کہ نہ لاؤ، حضور سب کچھ بتا چکے ہیں۔ اب اس شدت مرض میں حضور کو تکلیف لکھنے کی نہ دو اگر یہ کام گناہ ہوتا تو حضور ان سب سے توبہ کراتے بلکہ آیت قرآنیہ توبہ کے لئے آجاتی۔ جیسے رب نے فرمایا ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما یہ ناممکن ہے کہ حضور کے سامنے گناہ ہو اور حضور توبہ سے باز رہنے کا حکم نہ دیں ۷۔ یعنی ہم کچھ نہیں لکھتے تم سب یہاں سے چلے جاؤ معلوم ہوا کہ حضرت عمر کی رائے کو حضور نے پسند فرمایا اور کچھ لکھوایا نہیں قوموا فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کا یہ کوئی عمل ناجائز نہ تھا ۸۔ آپ عبداللہ ابن عبداللہ ابن عتبہ ابن مسعود ہزلی ہیں یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود کے بھتیجے ہیں تابعی ہیں فقیہ ہیں، محدث ہیں یہ حدیث آپ نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ اس حدیث کے آپ ہی راوی ہیں ۹۔ حضرت ابن عباس کی رائے تھی کہ حضور انور ضرور لکھ دیں اس لئے آپ یہ فرمارہے ہیں خیال رہے کہ حضرت ابن عباس بھی اس عمل کو گناہ یا کفر قرار نہیں دیتے بلکہ صرف افسوس کررہے ہیں۔ ۱۰۔ آپ ابی نجیح کے ماموں ہیں تابعی ہیں اس حدیث کی بعض روایات کے ایک راوی ہیں۔ ۱۱۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ وفات شریف سے پانچ دن پہلے یعنی جمعرات کا ہے وفات شریف پیر کے دن ہے۔ آپ کا یہ گریہ وزاری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں تھا محبوب کی وفات کے بعد اس کی ہربات یاد آتی ہے۔ اور رونا آتا ہے۔ ایک بچہ کو حکیم نے پانی سے منع کردیا تھا بچہ فوت ہوگیا تو ماں اس پانی بند کرنے کو یاد کرکے روتی تھی۔
۱۲۔ لا ینبغی فرمانے سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ واقعہ نہ کفر تھا نہ حرام نہ فسق صرف غیر مناسب تھا پھر آپ کا یہ اعتراض دونوں جماعتوں پر ہے لاؤ کہنے والوں پر بھی نہ لاؤ کہنے والوں پر بھی کیونکہ تنازع تو دونوں نے ہی کیا تھا۔ ۱۳۔ ہجر کے معنی ہیں چھوڑنا اسی سے ہے ہجرت اور ہجران، اصطلاح میں اس لفظ کے چند معنی ہیں۔ ہذیان، فحش کلام، خواب میں بربڑانا، بیہوشی یا نشہ میں مخلوط کلام یعنی بہکی بہکی باتیں کرنا کہ ان سب میں انسان عقل چھوڑ کر باتیں کرتا ہے۔ یہاں آخری معنی مراد ہیں۔ یعنی حضور انور سے پوچھ لو کیا واقعی آپ کاغذ قلم منگا رہے ہیں یا غشی کی حالت میں یہ کلام فرمارہے ہیں۔ ان حضرات کو تعجب یہ تھا کہ حضور انور نے حیات شریف میں ہم کو سارا دین بتادیا۔ سمجھادیا اب کونسی بات باقی ہے۔ جس پر ہماری ہدایت پر موقوف ہے جواب لکھی جاوے گی۔ شاید آپ مرض کی غشی میں یہ فرمارہے ہیں۔ بعض بے دین کہتے ہیں کہ ہجر بمعنی ہذیان (بکواس) ہے اور ان لوگوں نے حضور کی سخت توہین کرتے ہوئے یہ لفظ بولا مگر یہ غلط ہے مگر بولنے والے اور سن کر خاموش ہونے والے دونوں کافر ہو جاتے ہیں کیا حضرت علی و عباس اور ابن عباس آج کے علم دین لاہوری سے بھی گئے گزرے تھے جس نے توہین کرنے والے راجپال کو قتل کرکے پھانسی پالی۔ یہ حضرات ایسی توہین سنتے رہے اور خاموش رہے نعوذ باللہ معلوم ہوا کہ یہ لفظ توہین کا نہ تھا بعض شارحین نے فرمایا کہ ہجر میں سوال انکاری ہے اور روئے سخن انکار کرنے والوں سے ہے یعنی تم جو کاغذ لانے سے انکار کرتے ہو کیا حضور غشی میں یہ حکم دے رہے ہیں حالانکہ حضور کا ہر کلام وحی الٰہی ہوتا ہے۔ سوتے میں ہو یا جاگتے میں حضور سے پھر پوچھ کر دیکھ لو ۱۴۔ باربار پوچھنے کا منشا یہ تھا کہ حضور کے کلام کی نوعیت معلوم کریں آیا کہ یہ فرمان عالی حکم ہے یا مشورہ ہے یا غشی کی حالت کا کلام ہے اگر اب بھی حکم دیں کہ کاغذ قلم دوات لاؤ تو یہ حکم ہے فوراً حاضر کردیا جاوے ۱۵۔ یعنی اس وقت میں متوجہ الی اللہ ہوں اس کے پاس جانے کی تیاری کر رہا ہوں تم لوگ مجھے اپنے اختلافات طے کرنے کی طرف بلاتے ہو تم جاؤ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ اس جواب عالی سے بھی معلوم

marfat.com

ہوتا ہے کہ کاغذ قلم لانے کا فرمان حکم نہ تھا صرف مشورہ تھا ورنہ حضور انور فرماتے کہ ضرور لاؤ ہم ضرور لکھوائیں گے۔ پھر کسی کی کیا مجال تھی کہ کاغذ نہ لاتا یا لانے سے منع کرتا۔ حضور انور کو سارے عرب نے تبلیغ سے روکا آپ نہ رکے تو یہاں صرف ایک دو کے عرض کرنے سے کیسے رک سکتے تھے۔ ۱۶۔ یہ ہی تین باتیں وہ تھیں جو حضور انور لکھوانا چاہتے تھے۔ یہ تینوں باتیں پہلے بھی فرما چکے تھے اور اب بھی فرمادیں انہیں کی تحریر ہوتی۔ ۱۷۔ اس فرمان عالی کی تحقیق باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب میں ہو چکی کہ عرب میں خصوصاً حجاز میں سواء اسلام کے اور کوئی دین نہیں رہنا چاہیے شاہی محل میں دشمن نہیں رہا کرتے۔ ۱۸۔ یعنی تاقیامت جو کفار اپنی قوم کے نمائندے بن کر اسلام قبول کرنے کے لئے یہاں آئیں یوں ہی جو مسلمان ہماری قبر انور کی زیارت کرنے یا علم دین سیکھنے یہاں آئیں ان کی خاطر مدارات کرو جیسے ہم کرتے تھے کیونکہ وہ ہمارے اور رب کے مہمان ہیں۔ ۱۹۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ وہ تیسری بات یہ تھی کہ اسامہ ابن زید کے لشکر کو تیار کرکے جلد پر روانہ کردینا حضور انور اس لشکر کو تیار کر رہے تھے کہ بیمار ہو گئے۔ بعض نے کہا کہ وہ تیسری بات یہ تھی کہ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اسکی پرستش کرو اس کی تحقیق اس مقام پر ہو چکی (مرقات، اشعہ)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ لِعُمَرَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلِقْ بِنَا اِلٰى اُمِّ اَيْمَنَ نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُوْرُهَا فَلَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَيْهَا بَكَتْ فَقَالَا لَهَا مَا يُبْكِيْكِ اَمَا تَعْلَمِيْنَ اِنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّيْ لَا اَبْكِيْ اَنِّيْ لَا اَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ اَبْكِيْ اَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَآءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَآءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۷۰۴) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے جناب عمر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد فرمایا کہ ہم کو ام یمن کے پاس لے چلو ۱۔ ہم ان کی ملاقات کریں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ملاقات فرماتے تھے ۲۔ تو جب ہم ان تک پہنچے تو وہ رونے لگیں ان سے ابوبکر صدیق نے کہا کہ آپ کو کیا چیز رلاتی ہے کیا آپ نہیں جانتیں کہ اللہ کے پاس کی نعمتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہتر ہیں ۳۔ وہ بولیں کہ میں اس لئے نہیں روتی کہ میں یہ نہیں جانتی کہ اللہ کے پاس کی نعمتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہتر ہیں مگر میں تو اس لئے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی آنا بند ہو گئی ۵۔ انہوں نے ان دونوں کو بھی رونے پر بھڑکا دیا وہ دونوں بھی ان کے ساتھ رونے لگے ۶۔ (مسلم)

(۵۷۰۴) ۱۔ جناب ام یمن کا نام شریف برکت ہے حبشہ کی تھیں۔ حضرت عبداللہ یعنی حضور کے والد ماجد کی لونڈی تھیں۔ حضور کی پرورش انہوں نے بھی کی ہے۔ حضور انور نے آپ کا نکاح حضرت زید ابن حارثہ سے کر دیا تھا۔ انہیں کے بطن شریف سے حضرت اسامہ ابن زید پیدا ہوئے آپ جہادوں میں جاتی تھیں۔ زخمیوں کی مرہم پٹی غازیوں کی خدمت کرتی تھیں۔ حضرت عمر فاروق کی وفات سے بیس دن بعد آپ کی وفات ہوئی۔ حضرت زید ابن حارثہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے غلام بن گئے تھے۔ حضور انور نے جناب خدیجہ سے انہیں مانگ لیا اور آزاد کرکے اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا (مرقات) ۲۔ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جناب

marfat.com

ام ایمن کی ملاقات کے لئے ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ چلو ہم بھی اس سنت پر عمل کریں ام یمن کی زیارت کریں۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کی وفات کے بعد ان کے معمولات قائم رکھنا ان کے دوستوں سے محبت کرنا بلکہ جن کی وہ حضرات ملاقات کرتے ہوں ان سے ملاقات کے لئے جانا سنت صحابہ ہے۔ ۳؎ مشکوۃ کے عام نسخوں میں **فلما انتهيا** ہے جمع متکلم سے تو اس میں حضرت انس بھی شامل ہیں یعنی حضرت انس کہتے ہیں کہ جب ہم تینوں یعنی میں حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق ام ایمن کے پاس پہنچے بعض نسخوں میں ہے۔ **فلما انتهينا** سیہ مذکر غائب ہے یعنی جب وہ دونوں صدیق و فاروق ام یمن کے پاس پہنچے بہر حال ان بزرگوں کو دیکھ کر ام ایمن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یاد آگئے کیونکہ یہ دونوں حضرات حضور کے ساتھی اور خاص محبوب دوست تھے بعد وفات مرحوم کی چیزیں اس کی اولاد اس کے دوست دیکھ کر مرحوم یاد آتا ہے اور لوگ رونے لگتے ہیں۔ یہ رونا ایسا ہی تھا۔ ۴؎ یعنی جہاں حضور اب ہیں وہ جگہ دنیا سے بہتر ہے کہ یہاں تکالیف تھیں وہاں آرام و راحت ہے۔ وہاں ہر وقت اپنے رب سے قرب خاص حاصل ہے۔ پھر تم اتنی بیقرار ہو کر روتی کیوں ہو۔ ۵؎ یعنی میرا رونا اپنی محرومی پر ہے کہ حضور کی وفات کی وجہ سے ہم اللہ کی بہت نعمتوں سے محروم ہو گئے۔ آیات قرآنیہ کا آنا بند ہو گیا۔ احادیث نبویہ کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ مسلمانوں کا صحابی بننا ختم ہو گیا حضور سب کچھ ہم کو دے گئے مگر یہ چیزیں اپنے ساتھ لے گئے۔ شعر:۔

☆ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ☆ روئے گل سیر نہ دیدیم بہار آخر شد ☆

اب حضرت جبریل کیوں آئیں گے اور کہاں آئیں گے ۶؎ یعنی یہ سن کر حضرات صدیق و فاروق اعظم بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے یہ رونا تو امت کو قیامت تک رہے گا کہ کسے دیکھ کر صحابی بنیں گے کس کے منہ سے آیات و احادیث کے پھول جھڑتے ہوئے دیکھیں حضرت بلال یہ ہی سوچ کر مدینہ چھوڑ کر دمشق چلے گئے کہ اب میں کس کی طرف اشارہ کر کے اذان کہا کروں گا حالت یہ ہو گئی تھی کہ شعر:۔

☆ قافلہ سالار سفر کر گیا ☆ قافلہ کو زیر و زبر کر گیا ☆

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ وَنَحْنُ فِی الْمَسْجِدِ عَاصِبًا رَاْسَهٗ بِخِرْقَةٍ حَتّٰی اَهْوٰی نَحْوَ الْمِنْبَرِ فَاسْتَوٰی عَلَیْهِ وَاتَّبَعْنَاهُ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَی الْحَوْضِ مِنْ مَقَامِیْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ اِنَّ عَبْدًا عُرِضَتْ عَلَیْهِ الدُّنْیَا وَزِیْنَتُهَا فَاخْتَارَ الْاٰخِرَةَ قَالَ فَلَمْ یَفْطِنْ لَهَا اَحَدٌ غَیْرُ اَبِیْ بَکْرٍ فَذَرَفَتْ عَیْنَاهُ فَبَکٰی ثُمَّ قَالَ بَلْ نَفْدِیْكَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَاَنْفُسِنَا وَاَمْوَالِنَا

(۵۷۰۵) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس مرض میں ہمارے سامنے آئے جس میں آپ کی وفات ہوئی ہم لوگ مسجد میں تھے آپ ایک کپڑے سے پٹی باندھے آئے ۱؎ حتی کہ منبر کی طرف تشریف لے گئے اس پر جلوہ گر ہوئے ہم حضور کے پیچھے ہو گئے ۲؎ فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میں اپنی اس جگہ سے حوض کو دیکھ رہا ہوں ۳؎ پھر فرمایا کہ ایک بندہ پر دنیا اور اس کی زینت پیش کی گئی تو اس نے آخرت کو اختیار کر لیا ۴؎ فرماتے ہیں کہ یہ بات سواء ابوبکر کے کوئی نہیں سمجھا تو آپ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں پھر عرض کیا بلکہ ہم آپ پر اپنے ماں باپ

marfat.com

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ ثُمَّ ھَبَطَ فَمَا قَامَ عَلَیْہِ حَتّٰی السَّاعَۃِ۔ (رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ)

اپنی جانیں اپنے مال فدا کریں گے یا رسول اللہ فرماتے ہیں کہ پھر آپ اترے پھر منبر پر اس گھڑی تک نہ کھڑے ہوئے ۵۔ (دارمی)

(۵۷۰۵) ا۔ حضور انور کو بخار اور درد سر تھا انہیں بیماریوں میں وفات شریف واقع ہوئی درد سر کی وجہ سے پٹی باندھی تھی معلوم ہوا کہ درد میں پٹی وغیرہ باندھنا توکل کے خلاف نہیں نہ اس میں رب تعالٰی کی شکایت ہے یہ تو ایک قسم کا علاج ہے۔ ۲۔ یعنی ہم سب مسجد نبوی میں متفرق طور پر بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور انور کے پیچھے پیچھے ہولئے اور منبر شریف کے قریب جمع ہو کر بیٹھ گئے تاکہ بہ آسانی کلام مبارک سن سکیں سبحان اللہ کیا نظارہ ہوگا جیسے شمع کے اردگرد پروانے جمع ہیں ۳۔ اس فرمان عالی کے متعلق ابھی کچھ پہلے عرض کیا جاچکا ہے۔ حضور انور کا منبر شریف حوض کوثر کے بالمقابل ہے۔ حضور نے منبر پر کھڑے ہو کر خبر دی کہ میں اپنا حوض کوثر یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔ اس حدیث سے حضور کی نظر کی وسعت ثابت ہوئی۔ ہماری نظر دوربین لگادی جاوے تو میلوں تک دیکھ لیتی ہے تو جن کی آنکھ پر نبوت کی دوربین ہو وہ کہاں تک دیکھیں گے پھر یہ نہ فرمایا کہ اس کے بعد میں حوض نہ دیکھوں گا دیکھنے کا ثبوت تو ہے پھر چھپ جانے کا ثبوت نہیں۔ ۴۔ یہاں اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ حضور انور کی خدمت میں جبریل امین نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ رب تعالٰی فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو دنیا میں رہیں۔ ہم دنیا کے خزانے آپ کو دے دیں اور یہاں کے پہاڑوں کو سونا چاندی بنادیں۔ ان آسائشوں سے آپ کا ثواب آخرت بالکل کم نہ ہوگا۔ اگر آپ چاہیں تو ہمارے پاس تشریف لائیں۔ حضور انور کا ایک غلام اس وقت موجود تھا اس نے عرض کیا ابھی کچھ عرصہ حضور ہمارے پاس رہیں تاکہ ہم حضور سے نفع حاصل کرلیں آپ کے سایہ میں رہیں تب حضور انور نے جناب جبریل کی طرف بطور مشورہ نظر کی اور فرمایا کہ ہم اب وہاں ہی جانا چاہتے ہیں (اشعۃ اللمعات) ۵۔ ساعۃ سے مراد یہ گھڑی ہے یا قیامت یعنی حضور اس گھڑی تک یا قیامت تک پھر منبر پر تشریف نہیں لائے بلکہ وفات واقع ہوگئی۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاطِمَۃَ قَالَ نُعِیَتْ اِلَیَّ نَفْسِیْ فَبَکَتْ قَالَ لَا تَبْکِیْ فَاِنَّکِ اَوَّلُ اَھْلِیْ لَاحِقٌ بِیْ فَضَحِکَتْ فَرَاٰھَا بَعْضُ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ یَا فَاطِمَۃُ رَاَیْنَاکِ بَکَیْتِ ثُمَّ ضَحِکْتِ قَالَتْ اِنَّہٗ اَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ قَدْ نُعِیَتْ اِلَیْہِ نَفْسُہٗ فَبَکَیْتُ فَقَالَ لَا تَبْکِیْ فَاِنَّکِ اَوَّلُ اَھْلِیْ لَاحِقٌ بِیْ فَضَحِکْتُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَجَآءَ اَھْلُ الْیَمَنِ

(۵۷۰۶) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ جب آیت **اذا جاء نصر اللہ** الخ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب فاطمہ کو بلایا فرمایا مجھے اپنی موت کی خبر دے دی گئی ا۔ وہ روئیں تو فرمایا مت روؤ کیونکہ میرے گھروالوں میں سے پہلے مجھ سے تم ملوگی ۲۔ آپ ہنس پڑیں ۳۔ انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بیویوں نے دیکھ لیا وہ بولیں اے فاطمہ ہم نے تم کو دیکھا کہ تم روئیں پھر ہنس پڑیں ۴۔ آپ بولیں کہ حضور نے مجھے خبر دی کہ آپ کو آپ کی وفات کی خبر دی گئی تو میں رونے لگی تو فرمایا مت روؤ کیونکہ تم میرے سب گھروالوں سے پہلے مجھ سے ملوگی تو میں ہنس پڑی ۵۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **اذا جاء نصر اللہ والفتح** الخ اور یمن والے

marfat.com

هُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً وَالْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ۔ (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

آئے ۶؎ وہ دلوں کے نرم ہیں ایمان تو یمن والوں کا ہے اور حکمت یمن والی ۷؎ (دارمی)

(۵۷۰۶) ا؎ یعنی اے فاطمہ یہ سورۃ کریمہ میری وفات کی خبردے رہی ہے۔ کیونکہ میرے دنیا میں تشریف لانے کا مقصد پورا ہو چکا۔ یعنی دین کی تکمیل مکہ معظمہ کی فتح خانہ کعبہ کا بتوں سے پاک ہو جانا۔ چنانچہ گزشتہ آسمانی کتب میں لکھا تھا کہ اللہ تعالٰی نبی آخر الزمان کو وفات نہ دے گا حتی کہ ان کے ذریعہ ٹیڑھی ملت کو سیدھا کردے گا۔ یہ کام ہو چکا۔ اب ہمارے یہاں رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ رب کی تسبیح و حمد وغیرہ میں مصروف ہو جاؤں۔ یہ اس سفر کی تیاری ہے۔ (از مرقات) ۲؎ اس فرمان عالی سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرت فاطمہ زہرا حضور انور کی اہل بیت میں سے ہیں۔ ازواج پاک اہل بیت سکونت ہیں آپ اہل بیت ولادت دوسرے یہ کہ حضور انور نے حضرت فاطمہ زہرا کے وقت وفات کی بھی خبردی اور طریقہ وفات کی بھی بعد وفات ان کے مقام کی بھی یعنی ہمارے گھر والوں میں سب سے پہلے تمہاری وفات ہو گی تم کو ایمان پر خاتمہ قبر کے امتحان میں کامیابی عطا ہوگی تمہارا مقام میرے پاس ہوگا۔ یہ ہے حضور کا علم غیب کلی کہ علوم خمسہ پر بھی مطلع فرمادیا گیا ہے۔ شعر:۔

☆ خدا مطلع ساخت برجملہ غیب ☆ علی کل شئی و خبیر آمدی ☆

۳؎ سبحان اللہ حضرت فاطمہ زہرا کے لئے موت عید ہو گئی۔ اپنی وفات کی خبر پر خوشی منارہی ہیں کیوں نہ ہو کہ یہ وفات حضور کی ملاقات کا ذریعہ ہے۔ اس لئے بزرگوں کی وفات کو عرس کہتے ہیں۔ یعنی برات اس کا ماخذ حضرت فاطمہ کی یہ خوشی ہے۔ رضی اللہ عنہا۔ ۴؎ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال کرنے والی چند بیویاں ہیں دوسری حدیث میں ہے کہ یہ سوال حضرت عائشہ صدیقہ نے کیا تھا ہو سکتا ہے کہ سوال تو حضرت عائشہ نے کیا ہو دوسری ازواج پاک بھی سوال میں شریک ہو گئی ہوں۔ لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں۔ ۵؎ خیال رہے کہ حضرت فاطمہ زہرا نے یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد دی۔ آپ کی حیات شریف میں جواب دینے سے انکار کر دیا تھا۔ یہاں یہ ہی مراد ہے حضرت فاطمہ سیدہ نے حضور کی وفات کے بعد یہ فرمایا۔ جبکہ دوبارہ ازواج پاک نے پوچھا۔ چنانچہ فاطمہ حضور کی وفات کے بعد قریبا چھ ماہ زندہ رہیں۔ ۶؎ یعنی اس سورۃ میں اشارہ ہے **ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا** تو یہاں الناس سے مراد اہل یمن ہیں کہ یہ لوگ فتح مکہ کے بعد جوق در جوق اسلام لائے خیال رہے کہ اس حدیث کا مقصد یہ نہیں ہے کہ یہاں الناس سے صرف اہل یمن مراد ہی نہیں۔ بلکہ فتح مکہ کے دن ایمان لانے والے اور اس کے بعد حضور کی بارگاہ میں حاضری دے کر ایمان لانے والے سب ہی مراد ہیں۔ ان سب لوگوں کے مومن ہونے کی قرآن نے گواہی دی لہذا ابو سفیان ہندہ' امیر معاویہ وحشی' یہ سب لوگ بحکم قرآن مومن ہیں ان کے ایمان اور دین اسلام میں داخل ہونے کی خبر تو قرآن نے دی ان کے ایمان سے نکل جانے کی کوئی آیۃ نہیں ہے۔ نیز اگر یہ لوگ آئندہ مرتد ہو جانے والے ہوتے تو ان کے ایمان لانے پر حضور کو شکر کا حکم نہ دیا جاتا۔ خیال رہے کہ اللہ تعالٰی نے صحابہ کرام کو حضرات انبیاء سے بہت ہی مناسبت دی ہے۔ چنانچہ کل انبیاء کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں جن میں رسول تین سو تیرہ ہیں۔ مرسل چار اور مرسلین میں سردار مرسلین ایک ہیں۔ یعنی محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح حضرات صحابہ کرام ایک لاکھ چوبیس ہزار ان میں اصحاب بدر تین سو تیرہ ہیں اور خلفاء راشدین چار ہیں۔ اور سید الخلفاء ایک یعنی حضرت ابو بکر صدیق ۷؎ یعنی علم و ایمان یمن کا پیارا ہے۔ کیوں نہ ہو کہ وہ علاقہ حجاز سے متصل داہنی طرف واقع اس لئے اسے یمن کہتے ہیں۔ یمین سے مشتق ہے وہ عشاق

marfat.com

رسول کا علاقہ ہے۔ چنانچہ حضرت اویس قرنی یمن ہی کے ہیں۔ رضی اللہ عنہ' ابو موسیٰ اشعری یمن کے ہیں۔ بلکہ حضرات انصار بھی اصل میں یمن ہی کے باشندے ہیں۔ بعد میں مدینہ میں بسے۔ حدیث شریف میں ہے۔ **انی لاجد نفس الرحمٰن من جانب الیمن** فتوحات مکیہ شریف میں اس حدیث کے یہ ہی معنی بیان کئے (اشعۃ اللمعات' مرقات)

وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ وَا رَأْسَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِ لَوْ كَانَ وَاَنَا حَيٌّ فَاَسْتَغْفِرُ لَكِ وَاَدْعُوْ لَكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَا ثُكْلِيَاهُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِيْ فَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ لَظَلِلْتَ اٰخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ اَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ اَنَا وَا رَأْسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ اَوْ اَرَدْتُ اَنْ اُرْسِلَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَابْنِهٖ وَاَعْهَدَ اَنْ يَّقُوْلَ الْقَائِلُوْنَ اَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ يَاْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ اَوْ يَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَاْبَى الْمُؤْمِنُوْنَ۔
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۷۰۷) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ انہوں نے کہا ہائے میرا سر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ ہو گیا اور میں زندہ ہوا تو تمہارے لئے دعا مغفرت کروں گا ا۔ تو جناب عائشہ بولیں ہائے ہلاکت رب کی قسم میں آپ کے متعلق گمان کرتی ہوں کہ آپ میری موت چاہتے ہیں اگر ایسا ہو گیا تو آپ اس دن کے آخر میں اپنی بعض بیویوں سے آرام فرمائیں گے ۲۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ ہائے میرا سر ۳۔ میں نے قصد یا ارادہ کیا تھا کہ ابوبکر اور ان کے بیٹے کو بلاؤں اور ولی عہد کروں اس خطرہ سے کہ کہنے والے کہیں یا تمنا کرنے والے تمنا کریں ۴۔ پھر میں نے سوچا کہ اللہ انکار کرے گا اور مسلمان دفع کریں گے یا اللہ دفع کرے گا اور مسلمان انکار کریں گے ۵۔ (بخاری)

(۵۷۰۷) ا۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ کے سر میں درد تھا۔ انہوں نے فرمایا ہائے میرا سر پھٹا جا رہا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر تم اس مرض سے وفات پاگئیں تو ہم تمہارے لئے دعاء مغفرت کریں گے۔ تمہاری نماز جنازہ پڑھائیں گے (مرقات) ۲۔ یعنی آپ میری موت کے دن ہی مجھے بھول جائیں گے۔ مجھے دفن کرنے کے بعد اسی دن دوسری بیوی کے ساتھ آرام فرمائیں گے میں اپنی جان سے جاؤں گی یہ کلام اور یہ شکایت محبوبانہ ہے۔ پیاروں کی پیاروں سے شکایت کے انداز نرالے ہوتے ہیں۔ ۳۔ یعنی اے عائشہ تمہارے درد سر کو تو انشاء اللہ آرام ہو جاوے گا۔ درد سر ابھی مجھے شروع ہوا ہے۔ یہ درد مرض وفات کی ابتداء ہے یہاں مرقات نے فرمایا کہ درد سر اصل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا اس کا اثر حضرت عائشہ صدیقہ پر ہوا کہ اس درد کی چمک ان کے سر شریف میں محسوس ہوئی کمال محبت کی وجہ سے۔ جیسے فصد لی لیلیٰ نے اور خون نکلا مجنون عامری کے جسم سے (مرقات) اب بھی دیکھا جاتا ہے کہ پردیس میں بیٹا بیمار ہو تو گھر پر ماں کا دل دھڑکتا ہے بلکہ ماں بیمار پڑ جاتی ہے۔ دلی محبت کے انداز نرالے ہیں جس امتی کو حضور اب بھی یاد فرماتے ہیں وہ امتی کہیں ہو تڑپنے لگتا ہے جب رب بندے کو عرش پر یاد کرتا ہے تو بندہ رب کی یاد میں دیوانہ ہوتا ہے۔ شعر:۔

☆ گفت اللہ گفتنت لبیک ماست ☆ ایں گداز و سوز و درد از پیک ماست ☆

دل کا دل سے عجیب کشش ہوتا ہے خدا کرے دل ان محبوب سے لگ جاوے یہ بہاریں دل کے لگنے کی ہیں۔ ۴۔ یعنی میرا دل چاہتا ہے کہ ابوبکر صدیق کو ان کے بیٹے عبدالرحمٰن کے ساتھ بلا کر باقاعدہ ابوبکر کو اپنا خلیفہ جانشین کردوں اور ان کے ولی عہد ہونے کا

marfat.com

عبدالرحمن کے گواہ ہونے کا اعلان کردوں۔ ۵؎ یعنی ابوبکر صدیق کی خلافت کا ارادہ الٰہی ہوچکا ہے وہ میری خلافت کے لئے منتخب ہو چکے ہیں۔ نیز مسلمانوں کے دل کہیں گے کہ میرے بعد خلیفہ وہ ہی ہوں اس لئے میں ان کی خلافت کا اعلان نہیں کرتا۔ خیال رہے کہ حضور انور نے عملی طور پر حضرت صدیق کو اپنا ولی عہد مقرر کردیا تھا کہ اپنے سامنے آپ کو اپنے مصلے پر کھڑا کردیا۔ مسلمانوں کا امام بنادیا یہ امامت گویا آپ کی دستار خلافت تھی۔ حضور نے دستار بندی خود کردی تھی۔ صراحۃً اعلان نہیں کیا تاکہ ولی عہد بنانے کا یہ بھی ایک طریقہ رہے بلکہ حجۃ الوداع سے ایک سال پہلے حج میں حضور نے حضرت صدیق کو ہی اپنا نائب بناکر سورۃ توبہ کے احکام کا اعلان کرنے بھیجا کہ آئندہ سے کوئی مشرک حج نہ کرے کوئی ننگا طواف نہ کرے۔ ان امور سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت صدیق کا خلافت کے لئے انتخاب اللہ کی طرف سے تھا۔ مسلمانوں کا اس پر اجماع ہوا حضور انور نے اس کی عملی وضاحت فرمادی۔ لہٰذا اس خلافت کا انکار کفر ہے۔ خیال رہے کہ اسلام میں جمہوریت بھی ہے اور شخصیت بھی محض جمہوریت لعنت ہے۔ اقبال کہتے ہیں۔
شعر:۔

☆ گریز از طرز جمہوری غلام مرد کامل شو ☆ کہ از مغزدو صد خر فکر انسانے نمی آید ☆

وَعَنْهَا قَالَتْ رَجَعَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ مِّنْ جَنَازَةٍ مِّنَ الْبَقِيْعِ فَوَجَدَنِيْ وَاَنَا اَجِدُ صُدَاعًا وَاَنَا اَقُوْلُ وَارَاْسَاهُ قَالَ بَلْ اَنَا يَا عَائِشَةُ وَارَاْسَاهُ قَالَ وَمَا ضَرَّكِ لَوْمُتِّ قَبْلِيْ فَغَسَّلْتُكِ وَكَفَّنْتُكِ وَصَلَّيْتُ عَلَيْكِ وَدَفَنْتُكِ قُلْتُ لَكَاَنِّيْ بِكَ وَاللّٰهِ لَوْفَعَلْتَ ذٰلِكَ لَرَجَعْتَ اِلٰى بَيْتِيْ فَعَرَّسْتَ فِيْهِ بِبَعْضِ نِسَائِكَ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بُدِئَ فِيْ وَجْعِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ۔
(رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ)

(۵۷۰۸) روایت ہے انہیں سے فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ سے بقیع سے واپس ہوئے ا؎ تو مجھے پایا کہ میں درد سر محسوس کرتی تھی اور کہتی تھی ہائے رے سر۔ فرمایا اے عائشہ بلکہ میں کہتا ہوں کہ ہائے رے سر ۲؎ فرمایا کہ تم کو مضر نہیں اگر تم مجھ سے پہلے مرگئیں تو میں تم کو غسل دوں گا کفن پہناؤں گا اور تم پر نماز پڑھوں گا ۳؎ اور تمہیں دفن کروں گا میں بولی گویا میں آپ کو محسوس کرتی ہوں خدا کی قسم اگر آپ یہ کرتے تو آپ میرے گھر واپس آئیں گے اس میں بعض بیویوں کے ساتھ آرام کریں گے ۴؎ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے پھر آپ کا وہ مرض شروع ہوگیا جس میں آپ کی وفات ہوئی ۵؎۔
(دارمی)

(۵۷۰۸) ا؎ یہ پتہ نہیں چلا کہ وہ جنازہ کس خوش نصیب کا تھا۔ جو حضور کے ہاتھوں دفن ہوا۔ ۲؎ یعنی اے عائشہ تمہارے سر میں درد نہیں ہے۔ بلکہ میرے سر میں درد ہے جس کا اثر تم پر پڑ رہا ہے کہ تم اس کی چمک محسوس کر رہی ہو جیسا کہ ابھی کچھ پہلے بیان کیا گیا۔ ۳؎ یعنی اے عائشہ تمہارا میری حیات میں وفات پانا بہتر ہے۔ کہ تم میرے ہاتھوں غسل، کفن، نماز جنازہ پاؤ گی (مرقات) خیال رہے کہ خاوند اپنی بیوی کو نہ تو غسل دے سکتا ہے نہ ہاتھ لگا کر کفن پہنا سکتا ہے۔ یہ حضور انور کی خصوصیت ہے کہ اپنی ازواج پاک کو بعد وفات کفن۔ غسل دے سکتے ہیں اسی طرح حضرت علی بھی اپنی زوجہ فاطمہ کو غسل اور کفن دے سکتے تھے بلکہ دیا اور حضور انور کی وفات کے بعد حضرت علی اور ازواج پاک نے مل کر غسل دیا یہ سب اس لئے تھا کہ حضور انور کی وفات یا ازواج پاک

marfat.com

کی وفات سے ان کا نکاح نہیں ٹوٹتا قائم رہتا ہے اسی طرح حضور نے حضرت علی سے فرمایا کہ فاطمہ دنیاو آخرت میں تمہاری بیوی ہیں۔ اوروں کے نکاح موت سے ٹوٹ جاتے ہیں۔ **مسئلہ** خاوند کی موت سے بیوی کا نکاح کسی قدر باقی رہتا ہے کہ اس پر عدت واجب ہے لہٰذا وہ ضرورۃ" خاوند کو غسل دے سکتی ہے مگر بیوی کی موت سے نکاح بالکل ہی ختم ہو جاتا ہے کہ وہاں عدت بھی نہیں۔ اس لئے خاوند ضرورت پر بھی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا وہ بالکل ہی اجنبی ہو جاتا ہے یہ غلط مشہور ہے کہ خاوند بیوی کے جنازہ کو کندھا بھی نہ دے ضرور دے بلکہ ضرورت پڑنے پر قبر میں وہ ہی اتارے۔ نبی کی نیند وضو نہیں توڑتی اور نبی کی وفات نکاح نہیں توڑتی' شہید کی موت غسل نہیں توڑتی۔ ۴۔ یعنی میرا گمان یہ ہے کہ اگر میں وفات پا گئی تو آپ مجھے دفن کر کے اس ہی دن میرے ہی گھر میں دوسری بیوی سے آرام فرما ہوں گے یہ ہے حضور پر بخل جو عین عبادت ہے کسی نے کیا خوب کہا۔ **شعر:**

☆ نینّاں میں جو آن بسو تو نینّاں جھانپ ہی لوں ☆ نہ میں دیکھوں اور کو نہ تو ہے دیکھن دوں ☆

۵۔ حضور کی وفات شریف درد سر اور بخار سے ہوئی ہے۔ بخار مبارک بیماری ہے دوسری بیماریاں ایک ایک عضو کو ہوتی ہیں اسی کے گناہ اس سے معاف ہوتے ہیں۔ مگر بخار سارے جسم پر چھا جاتا ہے اور رگ رگ کے گناہ نکال کر معاف کرا دیتا ہے۔

وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ قُرَيْشٍ دَخَلَ عَلٰى اَبِيْهِ عَلِيِّ ابْنِ الْحُسَيْنِ فَقَالَ اَلَا اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلٰى حَدِّثْنَا عَنْ اَبِى الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَنِىْ اِلَيْكَ تَكْرِيْمًا لَّكَ وَتَشْرِيْفًا لَّكَ يَسْئَلُكَ عَمَّا هُوَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنْكَ يَقُوْلُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَ اَجِدُنِىْ يَا جِبْرَئِيْلُ مَغْمُوْمًا وَّاَجِدُنِىْ يَا جِبْرَئِيْلُ مَكْرُوْبًا ثُمَّ جَاءَهُ الْيَوْمَ الثَّانِىْ فَقَالَ لَهٗ ذٰلِكَ فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا رَدَّ اَوَّلَ يَوْمٍ ثُمَّ جَاءَهُ الْيَوْمَ الثَّالِثَ فَقَالَ لَهٗ

روایت ہے جعفر ابن محمد سے وہ اپنے والد سے راوی (۵۷۰۹) کہ ایک قریش آدمی ان کے والد علی ابن حسین کے پاس آیا۱۔ بولا کیا میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہ سناؤں آپ نے فرمایا ہاں ہم کو ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناؤ وہ بولا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ کے پاس جبریل آئے ۲۔ عرض کیا اے محمد مجھے اللہ نے آپ کے پاس بھیجا ہے خصوصیت سے آپ کی عزت افزائی فرمانے احترام فرمانے کے لئے ۳۔ رب آپ سے اس کے متعلق پوچھتا ہے جو آپ سے زیادہ جانتا ہے کہ آپ اپنے کو کیسا پاتے ہیں ۴۔ فرمایا اے جبریل میں اپنے کو غمگین پاتا ہوں اور اپنے کو ملول پاتا ہوں ۵۔ پھر حضور کی خدمت میں دوسرے دن حاضر ہوئے آپ سے یہ ہی عرض کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ویسا ہی جواب دیا جو پہلے دن دیا تھا پھر آپ کے پاس تیسرے دن آئے تو وہی عرض کیا جو پہلے دن عرض کیا تھا اور حضور نے انہیں وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا۶۔ اور ان کے ساتھ ایک فرشتہ آیا جسے اسمٰعیل کہا جاتا ہے ۷۔ وہ ایک لاکھ ایسے فرشتوں کا سردار ہے جو ہر ایک ایک لاکھ پر سردار ہے اس نے حضور سے اجازت مانگی پھر آپ سے اس کے متعلق پوچھا پھر جبریل نے کہا کہ یہ

marfat.com

كما قال أول يوم ورد عليه كما رد عليه وجاء معه ملك يقال له إسمعيل على مائة ألف ملك كل ملك على مائة ألف ملك فاستأذن عليه فسأله عنه ثم قال جبرئيل هذا ملك الموت يستأذن عليك ما استأذن على آدمي قبلك ولا يستأذن على آدمي بعدك فقال ائذن له فأذن له فسلم عليه ثم قال يا محمد إن الله أرسلني إليك فإن أمرتني أن أقبض روحك قبضت وإن أمرتني أن أتركه تركته فقال وتفعل يا ملك الموت قال نعم بذلك أمرت وأمرت أن أطيعك قال فنظر النبي صلى الله عليه وسلم إلى جبرئيل عليه السلام فقال جبرئيل يا محمد إن الله قد اشتاق إلى لقائك فقال النبي صلى الله عليه وسلم لملك الموت امض لما أمرت به فقبض روحه فلما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم وجاءت التعزية سمعوا صوتا من ناحية البيت السلام عليكم أهل البيت ورحمة الله وبركاته إن في الله عزاء من كل مصيبة وخلفا من كل هالك ودركا من كل فائت فبالله فاتقوا وإياه فارجوا فإنما المصاب من حرم الثواب فقال علي أتدرون من هذا هو الخضر عليه السلام (رواه البيهقي في دلائل النبوة)

موت کا فرشتہ آپ سے اجازت مانگ رہا ہے ۸۔ اس نے آپ سے پہلے کسی آدمی سے اجازت نہ مانگی اور نہ آپ کے بعد کسی آدمی سے اجازت مانگے گا ۹۔ فرمایا اسے اجازت دے دو انہوں نے اسے اجازت دے دی پھر کہا اے محمد اللہ نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تو اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کی جان قبض کر لوں اور اگر آپ مجھے چھوڑنے کا حکم دیں تو اسے چھوڑ دوں ۱۰۔ تو فرمایا اے ملک الموت کیا تم یہ کام کرو گے ۱۱۔ عرض کیا ہاں مجھے اسی کا حکم ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ کی اطاعت کروں فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل کی طرف دیکھا ۱۲۔ تو جبریل نے عرض کیا کہ اے محمد اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے ۱۳۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک الموت سے فرمایا کہ جس کا تم کو حکم دیا گیا ہے وہ کر گزرو چنانچہ انہوں نے آپ کی روح قبض کر لی ۱۴۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور تعزیت کا وقت آیا ۱۵۔ تو لوگوں نے گھر کے ایک کنارہ سے آواز سنی کہ اے گھر والو تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں اللہ کی راہ میں ہر مصیبت سے صبر کرنا ہے ۱۶۔ اور ہر فوت شدہ کا خلیفہ ہے ۱۷۔ اور ہر گزر جانے والے کا عوض ہے ۱۸۔ تو اللہ سے ہی ڈرو اور اس سے امید رکھو پورا مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم کر دیا گیا ۱۹۔ حضرت علی نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے یہ خضر علیہ السلام ہیں ۲۰۔ (بیہقی دلائل النبوۃ) ۲۱۔

(۵۷۰۹) ۱۔ یعنی حضرت امام جعفر صادق اپنے والد محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ ایک قریشی ان کے والد حضرت امام زین العابدین کے پاس آیا۔ امام حسین کے تین بیٹے تھے تینوں کے نام علی تھے۔ علی اکبر، علی اوسط، علی اصغر، علی اوسط امام زین العابدین ہیں۔ علی اکبر علی اصغر کربلا میں شہید ہوئے ۲۔ یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ اس میں صحابی کا ذکر نہیں۔ امام زین العابدین صحابی نہیں بلکہ تابعی ہیں۔ تابعی کا کسی حدیث کو حضور کی طرف نسبت کرنا ارسال ہے ۳۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مرض وفات میں آپ کے سوا کسی کی مزاج پرسی نہیں فرمائی۔ یہ آپ کی خصوصیت ہے۔ خیال رہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری میں بھی رب تعالیٰ ان کی مزاج پرسی فرماتا تھا۔ جیسا کہ تفسیر روح البیان وغیرہ میں ہے۔ اسی لئے آپ صحت یاب ہونے کے بعد اس مزاج پرسی کے بند ہو

marfat.com

جانے پر رویا کرتے تھے فرماتے تھے کہ وہ خطاب بڑا ہی لذیذ ہوتا تھا مگر وہ مزاج پرسی مرض و وفات میں نہ تھی۔ لہٰذا یہ مزاج پرسی حضور کی خصوصیت ہے اور خاصتہ "لک" فرمانے پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۴۔ سبحان اللہ کیسی بیماری ہے اور کیسی پیاری مزاج پرسی اس بیماری پر ہزارہا تندرستیاں قربان ہوں جس میں رب تعالیٰ مزاج پوچھے **شعر:۔**

☆ سر بالیں انہیں رحمت کی ادا لائی ہے ☆ حال بگڑا ہے تو بیمار کی بن آئی ہے ☆

۵۔ غم اور کرب یعنی تکلیف میں فرق ظاہر ہے یہ غم و تکلیف اپنی امت اور اپنے دین کے فکر سے تھی کہ میری امت اور میرے دین کا میرے بعد کیا بنے گا (اشعۃ اللمعات) لہٰذا یہ فرمان بے صبری نہیں اور اگر مرض کی تکلیف مراد ہے تب بھی بے صبری نہیں تیماردار جب اپنا غمگسار بھی ہو تو اس سے اپنی تکلیف کا اظہار بے صبری نہیں۔ یہ عرض رب تعالیٰ سے ہے۔ یعقوب علیہ السلام سید الصابرین ہیں مگر فرماتے ہیں **انما اشکوبثی وحزنی الی اللّٰہ** رب کی بھیجی ہوئی تکلیف مزیدار ہوتی ہے اور اس کی مزاج پرسی زیادہ لذیذ **شعر:۔**

☆ اب حالت زخم جگری پوچھتے کیا ہو ☆ جب تم ہی نمک پاش ہو پھر کیوں نہ مزہ ہو ☆

۶۔ خیال رہے کہ ان تینوں دنوں میں صرف مزاج پرسی کی گئی نہ تو صبر کی تلقین کی گئی نہ تخفیف تکلیف کا وعدہ فرمایا گیا کہ اچھا ہم مرض ہلکا فرمادیں گے مطلب یہ ہے کہ مرض ویسا ہی رہے گا ہاں مزاج پرسی فرماتے رہیں گے تاکہ اس کی لذت سے مرض کی تکلیف محسوس نہ ہو۔ حسن یوسفی سے مست ہو کر مصری عورتیں ہاتھ کٹنے کی تکلیف محسوس نہ کرسکیں تو خطاب الٰہی کی لذت میں مرض کی تکلیف کا احساس کیا ہو ۷۔ اسماعیل فرشتے کا ہیڈ کوارٹر پہلا آسمان ہے یعنی آسمان دنیا یہ فرشتہ جبریل علیہ السلام کے ساتھ ہی آیا تھا۔ اس فرشتہ نے بھی حضور سے حاضری کی اجازت مانگی تھی۔ ۸۔ حضرت جبریل اور اسمٰعیل دونوں فرشتے پہلے حضور کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے تھے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے بعد میں آنے کی اجازت مانگی ۸۔ خیال رہے کہ حضرت ملک الموت نے تمام نبیوں کی جان ان کی اجازت سے قبض فرمائی مگر کسی نبی سے ان کے گھر میں آنے کی اجازت نہیں مانگی یہ حاضری کی اجازت مانگنا حضور کے لئے خاص ہے لہٰذا حدیث واضح ہے **شعر:۔**

☆ بے اجازت ان کے گھر میں جبریل آتے نہیں ☆ آنکھ والے جانتے ہیں احترام اہل بیت ☆

رب فرماتا ہے۔ **یایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم** اس حکم میں فرشتے بھی داخل ہیں **الذین امنو** میں کبھی صرف انسان مومن داخل ہوتے ہیں کہیں جن و انس مسلمان اور کہیں جن و انس فرشتے سارے مومنین یہاں آخری صورت ہے اس کی تحقیق ہماری تفسیر میں دیکھو۔ ۱۰۔ حضرت ملک الموت کی یہ دوسری اجازت طلبی ہے پہلی اجازت دولت خانہ میں حاضری کی تھی اور یہ اجازت طلبی قبض روح کی ہے یہ اجازت سارے نبیوں سے لی جاتی ہے۔ یہ فرق خیال میں رہے۔ اترکہ میں ہ کا مرجع روح ہے۔ روح کے لئے ضمیر مذکر و مونث دونوں آتی ہیں (مرقات) خیال رہے کہ فرشتوں کے یہ سوال و جواب اس طرح ہوئے جو دوسروں کو محسوس نہ تھے یا حضور انور کو خبر ہوئی۔ یا ان فرشتوں کو یا حضور کے بتانے سے یا خاص کشف سے جو صاحب کشف صحابہ کو معلوم ہوئے۔ لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اس وقت تو صرف حضرت عائشہ حاضر تھیں جن کے سینہ پر حضور انور کا سر تھا وہ تو یہ روایات بیان نہیں فرماتیں۔ جیسے ام المومنین کے بستر میں وحی آتی تھی۔ انہیں خبر بھی نہ ہوتی تھی حضور فرماتے تھے کہ اے عائشہ تم کو جبریل سلام کہہ رہے ہیں ایسے ہی یہ گفتگو ہوئی۔ بعض واعظین بیان کر دیتے ہیں کہ ملک

marfat.com

الموت سے حضرت فاطمہ کی طویل گفتگو ہوئی کہ ملک الموت نے آنے کی اجازت مانگی' جناب فاطمہ نے انکار کیا پھر بہت دراز گفتگو ہوئی حضور نے پوچھا فاطمہ کیا ہے۔ آپ نے واقعہ بیان کیا۔ فرمایا یہ تیرے گھر کا ادب ہے جو وہ اجازت مانگ رہے ہیں۔ یہ ملک الموت ہیں کسی سے اجازت نہیں مانگا کرتے یہ سب غلط ہے حضور اس وقت نہ تو فاطمہ زہرا کے گھر میں تھے نہ فاطمہ زہرا وہاں موجود تھیں اس روایت کا کہیں ثبوت نہیں۔ ۱۱۔ یعنی کیا تم جان قبض کرنے نہ کرنے میں میری بات مانو گے میری اطاعت کرو گے ۱۲۔ حضور کا حضرت جبریل کو دیکھنا مشورہ لینے کے لئے تھا کہ بولو کیا رائے ہے چلیں یا یہیں رہیں ۱۳۔ یعنی رب تعالیٰ کا آپ کو بلانا محبت خاص کی بناء پر ہے۔ رب تعالیٰ کو آپ کی وہاں تشریف آوری کا شوق ہے۔ خیال رہے کہ رب تعالیٰ ہر جگہ سے ہر چیز کو دیکھتا ہے۔ وہ حضور انور سے دور نہیں تھا مگر حضور کو اپنے قرب خصوصی اور عالم انوار میں بلا کر آپ کو دیکھنے آپ سے کلام کرنے کا مشتاق تھا۔ لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اللہ تعالیٰ تو ہر وقت حضور سے قریب ہے۔ **نحن اقرب الیه من حبل الورید** پھر مشتاق ہونے کے کیا معنی' اپنے گھر اپنے قرب میں بلانے کا مشتاق تھا۔ رب تعالیٰ کو مشتاق کہا جا سکتا ہے۔ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو شوق ملاقات تھا اسے اشتیاق تھا ۱۴۔ قبض روح کی صورت پہلے مذکور ہو چکی کہ حضور کا ہاتھ دعا کے لئے اٹھا ہوا تھا۔ کہ اچانک حضرت عائشہ صدیقہ کی گود میں گر گیا جس سے پتہ چلا کہ وفات ہو گئی ۱۵۔ اس طرح کہ گوشہ گوشہ سے تعزیت کے پیغام آنے لگے تعزیت کے معنی ہیں پس ماندگان کو تسلی دینا تعزیت دفن سے پہلے بھی ہوتی ہے اور بعد دفن بھی یہ تعزیت دفن سے پہلے تھی ابھی سرکار کا جسم اطہر گھر میں تھا۔ ۱۶۔ یعنی آپ لوگ اللہ کو راضی کرنے کے لئے اس مصیبت عظمیٰ پر صبر کرو اس کا بڑا اجر ہے۔ ۱۷۔ جس کسی کو رب تعالیٰ وفات دیتا ہے تو اس کے پیچھے والوں کا خود انتظام فرماتا ہے اس کی بیوہ اس کے یتیموں کو خود سنبھالتا ہے۔ یہ معنی ہیں خلیفہ کے حضور کی وفات سے امت یتیم رہ گئی اللہ تعالیٰ اسے خود سنبھالے گا ۱۸۔ یعنی رب تعالیٰ بندہ سے جب کوئی نعمت لے لیتا ہے تو اس کا عوض دنیا یا آخرت میں عطا فرماتا ہے۔ بشرطیکہ بندہ صابر رہے۔ **شعر:۔**

☆ لکل شیئی اذا فارقته خلف ☆ ولیس للّٰہ ان فارقت من عوض ☆

یعنی ہر فوت شدہ چیز کا عوض مل جاتا ہے مگر جس سے اللہ کا راہ چھوٹ گیا اس کا عوض کچھ نہیں اللہ اس سے محروم نہ کرے۔ ۱۹۔ یعنی بڑی مصیبت والا شخص وہ ہے جو مصیبت پر بے صبری کر کے اس کے ثواب سے محروم ہو جائے ۲۰۔ ظاہر یہ ہے کہ علی سے مراد حضرت علی ابن ابی طالب ہیں انہوں نے اس وقت حاضرین سے یہ فرمایا آواز پہچان کر بتایا ممکن ہے کہ علی سے مراد حضرت امام زین العابدین ہوں جنہوں نے اس وقت یہ فرمایا یعنی اس حدیث کی روایت کے وقت امام جزری نے حصن حصین شریف میں روایت کی کہ پہلے فرشتوں نے تعزیت کی۔ حاکم نے مستدرک میں فرمایا کہ فرشتوں کی تعزیت کے بعد ایک سفید ریش نہایت حسین و جمیل تندرست لوگوں کو چیرتے ہوئے حضور انور کے جسم اطہر تک پہنچے اور یہ الفاظ کہے جو یہاں مذکور ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق اور علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں بہر حال اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں (مرقات و اشعہ) ۲۱۔ بعض محدثین نے اسے ضعیف بلکہ موضوع کہا ہے مگر چونکہ یہ حدیث بہت سندوں سے مروی ہے ان سندوں کے تعدد سے متن حدیث قوی ہو گیا اور یہ حدیث حرام حلال احکام شرعیہ کی نہیں۔ صرف فضائل کی ہے فضائل میں حدیث ضعیف بھی مقبول ہے (مرقات) مگر اس حدیث کا مطلب وہ ہی ہے جو فقیر نے ابھی عرض کیا۔

marfat.com

بَابٌ
باب

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ
پہلی فصل

یہ باب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا تتمہ ہے۔ اس میں وفات شریف کے متعلق متفرق چیزیں بیان ہوں گی اس لئے اس باب کا ترجمہ مقرر نہیں فرمایا۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا شَاةً وَّلَا بَعِيْرًا وَّلَا اَوْصٰى بِشَيْءٍ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۷۱۰) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ دینار چھوڑا نہ درہم نہ بکری نہ اونٹ ا۔ اور نہ کسی چیز کی وصیت فرمائی ۲۔ (مسلم)

(۵۷۱۰) ا۔ یعنی ان چیزوں میں سے کچھ بھی میراث بنا کر نہ چھوڑی جو کچھ چھوڑا وہ وقف فی سبیل اللہ کر کے چھوڑا کہ ان کا وارث کوئی نہ ہو سارے مسلمان فائدہ اٹھائیں۔ لہذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ حضور انور نے اپنے ایک خچر اور قصوا اونٹنی اور نو حجرے اور بنی نضیر کے مال اور فدک باغ چھوڑے کیونکہ یہ سب کچھ وقف فی سبیل اللہ ہوئے کسی وارث کا کچھ نہ ملا دیکھو لوکہ نو حجرے روضہ اطہر بنا دیئے گئے۔ اس میں حضور انور اور جناب صدیق و فاروق کی قبریں بنیں مقبرہ وقف ہوتا ہے کسی کی ملک نہیں ہوتا بقیہ سارے مالوں کا یہ ہی حال ہوا کتب تواریخ میں جو آتا ہے کہ حضور انور کی بیس اونٹنیاں بہت سے اونٹ اور سات بکریاں ساتھ بھیڑیں تھیں وہ غلط ہے۔ اس حدیث نے ان سب کی نفی کردی وہ جانور صدقات کے تھے جن کا حضور انور انتظام فرماتے تھے (از مرقات و لمعات) اس کی تصریح ابھی آگے آرہی ہے۔ ۲۔ یعنی اپنے کسی مال کی وصیت کسی کے لئے نہیں کی کہ فلاں فلاں کو دینا ورنہ حضور انور نے نماز تقویٰ طہارت کی وصیت ساری امت کو فرمائی۔ خیال رہے کہ جس مال کی میراث تقسیم نہیں ہوتی اس کی وصیت بھی نہیں ہو سکتی میراث اور وصیت گویا ہم جنس ہیں۔ جب حضور انور کا مال قابل میراث نہیں تو قابل وصیت بھی نہیں۔ بعض لوگ ام المومنین سے کہتے تھے کہ حضرت علی حضور کے وصی ہیں۔ آپ نے باغ فدک وغیرہ کی وصیت انہیں کی تھی تو آپ تردید میں فرماتی تھیں کہ حضور انور کا وصال تو میرے سینہ پر ہوا وصیت کس وقت کردی وصال کے وقت تو میں موجود تھی۔

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ اَخِيْ جُوَيْرِيَةَ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهٖ دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا عَبْدًا وَلَا اَمَةً وَلَا شَيْئًا اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهٗ وَاَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۷۱۱) روایت ہے حضرت عمرو ابن حارث سے جو جناب جویریہ کے بھائی ہیں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت نہ اشرفی چھوڑی نہ درہم نہ غلام نہ لونڈی ا۔ نہ کوئی اور چیز سوا اپنے سفید خچر کے ۲۔ اور اپنے ہتھیار ۳۔ اور زمین کے جنہیں وقف فرمایا ۴۔ (بخاری)

(۵۷۱۱) ا۔ حضور انور کے جو لونڈی غلام تھے یا تو حضور کی حیات شریف میں وفات پا گئے تھے یا حضور انور نے انہیں آزاد فرمادیا تھا۔ آپ نے کوئی غلام یا لونڈی نہ چھوڑی ۲۔ اس خچر کا نام دلدل تھا یہ مقوقس شاہ اسکندریہ نے حضور انور کی خدمت میں تحفہ پیش کیا تھا (اشعہ) ۳۔ ان ہتھیاروں میں ایک زرہ تھی جو ایک یہودی کے پاس گروی تھی ایک نیزہ تھا۔ ایک خود ایک تلوار ذوالفقار

marfat.com

تھی۔ گھر کے کپڑے کمبل شریف وغیرہ کا یہاں ذکر نہیں کہ وہ معمولی چیزیں ہیں (مرقات) ۴؎۔ جعلھا کا مرجع مذکورہ تینوں چیزیں ہیں۔ یعنی یہ سب چیزیں حضور نے وقف فرمادی تھیں اپنے اس فرمان عالی سے کہ **ما ترکناہ صدقۃ** حضور انور کی ملک چار چیزیں تھیں۔ فدک کا نصف حصہ وادی قریٰ کا تہائی خیبر کا پانچواں حصہ اور کچھ بنی نضیر کی زمین کل۔ یہ تمام چیزیں وقف ہو گئیں تھیں۔ بعد وفات حضرت فاطمہ نے اور حضور انور کی ازواج مطہرات نے حضرت صدیق اکبر سے میراث مانگی۔ آپ نے سب کو انکار فرمادیا۔ حضرت عمر نے ان زمینوں کی تولیت حضرت علی و عباس کو دی۔ جھگڑا ہو جانے پر ان دونوں نے تقسیم کی درخواست کی جو نامنظور ہوئی تمام خلفاء کے زمانوں میں یہ وقف ہی رہیں۔ مروان ابن حکم نے ان پر قبضہ کرلیا۔ (از اشعہ و مرقات)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَقْتَسِمُ وَرَثَتِیْ دِیْنَارًا مَا تَرَکْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِیْ وَمُؤْنَةِ عَامِلِیْ فَهُوَ صَدَقَةٌ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۷۱۲) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے وارثین اشرفی تقسیم نہ کریں ہم جو چھوڑیں ہماری بیویوں کے خرچہ ۱؎ اور ہمارے نوکروں کی تنخواہ کے بعد وہ وقف ہے ۲؎۔ (مسلم بخاری)

(۵۷۱۲) ۱؎ حق یہ ہے کہ حضور انور کی وفات سے آپ کا نکاح ٹوٹتا نہیں اس لئے کہ حضور انور زندہ ہیں لہذا حضور پر اپنی ازواج کا خرچہ بعد وفات بھی واجب ہے جو آپ کا خلیفہ ادا کرے گا۔ بعض نے فرمایا کہ حضور کی ازواج ہمیشہ گویا عدت میں رہتی ہیں اور عدت کا خرچہ خاوند پر ہوتا ہے۔ لہذا ان کا خرچہ حضور پر لازم ہے۔ عامل سے مراد یا تو خلیفہ ہے یا حضور کی زمین میں کام کاج کرنے والے مگر حق یہ ہے کہ جو مسلمانوں کا کام کرے وہ حضور کا نوکر ہے۔ اس کی تنخواہ حضور کی طرف سے جاری ہوتی ہے۔ (مرقات) لہذا ہم سب لوگ علماء مشائخ، سلاطین وزراء حکام سب حضور کے نوکر چاکر ہیں انہیں تنخواہ حضور کے ہاں سے ملتی ہے کسی کو تو کسی نوکری وغیرہ کے ذریعہ سے اور کسی کو محض توکل کے وسیلہ سے، فقیر کی آزمائش تو یہ ہے کہ جو محض ان کی نوکری کرے۔ اسے گھر بیٹھے تنخواہ ملتی ہے۔ جس جانور کو کھونٹے سے باندھ دیا جاوے اس کی ساری ضرورتیں چارہ، پانی، دوا وغیرہ کھونٹے پر ہی پہنچایا جاتا ہے خدا کرے کہ ان کی نوکری مل جاوے وہ نوکر رکھ لیں۔ یعنی ان دو خرچوں کے بعد جو باقی بچے وہ عام مسلمانوں پر صدقہ ہے مرقات نے یہاں فرمایا کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے مروان کے تمام مظالم ختم کئے۔ اس کے قبضہ سے حضور کی زمینیں واگذار کر کے وقف کیں۔ (مرقات) ۲؎۔ یعنی ہماری وفات کے بعد ہماری میراث تقسیم نہیں ہوتی۔ سارے انبیاء کرام کا یہ ہی حکم ہے۔ قرآن کریم میں جو ہے، وورث سلیمن داؤد وہاں علم کی میراث مراد ہے نہ کہ مال کی اسی لئے آگے ہے۔ **قال یایها الناس علمنا منطق الطیر** نیز اگر مالی میراث مراد ہوتی تو صرف حضرت سلیمان کا ذکر نہ ہوتا بلکہ حضرت داؤد کے بارہ بیٹے ۹۹ بیویوں وغیرہم سب کا ذکر ہوتا۔ خیال رہے کہ عموماً وراثت مال نسب سے ملتی ہے وراثت کمال نسبت سے اور وراثت احوال فنا سے حضور کا مال نہیں بٹتا۔ حضور کے کمال حضور کے احوال تقسیم ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہم کو حضور سے نسبت دے۔

وَعَنْ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَاهُ صَدَقَةٌ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۷۱۳) روایت ہے حضرت ابوبکر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم مورث نہیں ہوتے ۱؎۔ جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے (مسلم بخاری)

marfat.com

(۵۷۱۳) ا۔ صدقہ سے مراد ہے وقف وقف کے منافع لوگ حاصل کرتے ہیں اصل محفوظ رہتی ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَرَادَ رَحْمَۃَ اُمَّۃٍ مِّنْ عِبَادِہٖ قَبَضَ نَبِیَّہَا قَبْلَہَا فَجَعَلَہٗ لَہَا فَرَطًا وَّسَلَفًا بَیْنَ یَدَیْہَا وَاِذَا اَرَادَ ھَلَکَۃَ اُمَّۃٍ عَذَّبَہَا وَنَبِیُّہَا حَیٌّ فَاَہْلَکَہَا وَھُوَ یَنْظُرُ فَاَقَرَّ عَیْنَیْہِ بِہَلَکَتِہَا حِیْنَ کَذَّبُوْہُ وَعَصَوْا اَمْرَہٗ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

(۵۷۱۴) روایت ہے حضرت ابو موسیٰ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی یکہ آپ نے فرمایا کہ اللہ جب اپنے بندوں میں سے کسی گروہ پر رحمت چاہتا ہے تو اس کے نبی کو اس سے پہلے وفات دیتا ہے پھر اس نبی کو اس کے آگے پیشرو بناتا ہے ا۔ اور جب کسی گروہ کی ہلاکت کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اس کے نبی کی زندگی میں عذاب دیتا ہے کہ نبی اسے دیکھتا ہے پھر اس کی ہلاکت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے جب وہ اسے جھٹلاتے ہیں ۲۔ اور اس کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں (مسلم)

(۵۷۱۴) ا۔ یہاں سلف اور فرط ایک ہی معنی میں ہیں۔ اس کی تحقیق پہلے ہو چکی ہے۔ مومن مرکر نہ تو لاوارث ہوتا ہے نہ اجنبی گھر میں جاتا ہے اس کے والی وارث حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے وہاں پہنچ چکے ہیں۔ ان کی آغوش رحمت میں جاتا ہے بھرے گھر میں اترتا ہے ۲۔ اللہ تعالٰی نے گزشتہ جلالی نبیوں کی نافرمان امتوں کو ان کے سامنے ہلاک فرما کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی کیں اور ہمارے حضور کی نافرمان امت کو حضور کے سامنے ہی ہدایت دے کر آپ کا مطیع بنا کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ چنانچہ مکہ معظمہ کے نافرمان کافر فتح مکہ کے دن سارے ایمان لائے حضور کے مطیع ہوئے جلالی پیغمبروں کی آنکھ کی ٹھنڈک اور ہے حضور کے آنکھ کی ٹھنڈک کچھ اور ہر آنکھ کے لئے ٹھنڈا سرمہ علیحدہ ہے۔ خیال رہے کہ حضور انور بھی ہر مومن کی آنکھ کی ٹھنڈک دل کا چین بیقراروں کا قرار بیکسوں کے کس بے بسوں کے بس بے سہاروں کے سہارا ہیں۔ **شعر:**

☆ تم ہو دوائے درد دل تم ہو قرار بے قرار ☆ دل کی لگی میرے نبی تیرے سوا بجھائے کون ☆

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَیَاْتِیَنَّ عَلٰی اَحَدِکُمْ یَوْمٌ وَّلَا یَرَانِیْ ثُمَّ لَاَنْ یَّرَانِیْ اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنْ اَھْلِہٖ وَمَالِہٖ مَعَھُمْ۔

(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

(۵۷۱۵) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے۔ کہ تم میں سے کسی پر وہ دن آوے گا کہ وہ مجھے نہ دیکھے ا۔ تو اسے میرا دیکھنا زیادہ پیارا ہوگا اپنے گھر والوں سے جب کہ اس کا مال بھی ان کے ساتھ ہو ۲۔ (مسلم)

(۵۷۱۵) ا۔ یعنی اے میرے صحابہ اس وقت کو غنیمت جانو کہ تم کو میرا دیدار میسر ہے۔ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ تم میرے دیدار کو ترس جاؤ گے اور کہا کرو گے **شعر:**

☆ قافلہ سالار سفر کر گیا ☆ قافلہ کو زیر و زبر کر گیا ☆

۲۔ یعنی مسلمان تمنا کریں گے کہ کوئی ہمارے گھر والوں اہل و عیال کو بمع مال کے لے لے اور ہم کو ایک نظر حضور کا جمال دکھا دے۔ بلکہ خواب میں ہی دیدار کرا دے۔ دیکھ لو آج مدینہ کی گلیوں کے لئے ہم لوگ ترستے ہیں۔ میں نے مدینہ منورہ کے ایک جلسے

marfat.com

میں اہل مدینہ کو خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ مدینہ والو تمہیں کیا خبر کہ مدینہ کیا ہے یہ تو ہم مجبوروں سے پوچھو سات آٹھ سال تک قرعہ میں نام نہیں نکلتا۔ جب خدا خدا کر کے نام نکلتا ہے تو ہم لوگوں کی عید ہو جاتی ہے۔ پھر ہزاروں روپیہ خرچ کر کے مدینہ منورہ پہنچتے ہیں صرف آٹھ دس دن کے بعد نکلنے کا حکم مل جاتا ہے تو تمہارا منہ تکتے ہوئے چلے جاتے ہیں اس پر لوگ چیخیں مار کر رونے لگے ہمارا قصیدہ وداعیہ پڑھو۔

☆ دور سے آئے تھے پردیسی غلام ☆ عرض کرنے کو غلامانہ سلام ☆
☆ آستانہ سے وداع ہوتے ہیں اب ☆ یہ تو فرماؤ کہ بلواؤ کے کب ☆
☆ چشم رحمت سے نہ تم کریو جدا ☆ رکھیو اپنے سایہ میں ہم کو سدا ☆

بَابُ مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ وَذِكْرِ الْقَبَائِلِ ۔

قریش کے فضائل اور قبائل کے ذکر کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

مناقب جمع ہے منقبۃ کی جس کا مادہ ہے نقب ۔بمعنی پہاڑی دشوار گزار راستہ اصطلاح میں فضیلت بزرگوں کی منقبت کو کہتے ہیں کہ انسان بمشکل اسے حاصل کرتا ہے اسی سے ہے نقیب ۔بمعنی سردار قریش اس بڑی مچھلی کو کہتے ہیں جو اور مچھلیوں کو کھائے اسے کوئی نہ کھائے اصطلاح میں نضر ابن کنانہ کی اولاد کو قریش کہتے ہیں کہ یہ سب سے افضل ہے قبیلہ ایک دادا کی اولاد کو کہتے ہیں اونچا قبیلہ شعب ہے اس کے نیچے قبیلہ اس کے نیچے عمارت اس کے نیچے بطن اس کے نیچے فخذ ہے۔ جیسے اردو میں قبیلہ' خاندان' نسب' کنبہ وغیرہ۔

وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِّقُرَيْشٍ فِي هٰذَا الشَّاْنِ مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِّمُسْلِمِهِمْ وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۷۱۶) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ اس کام میں قریش کے تابع ہیں ان کے مسلم قریش کے مسلمانوں کے تابع ہیں اور ان کے کافر قریش کے کافروں کے تابع ا۔ (مسلم)

(۵۷۱۶) ا۔اس فرمان عالی کے بہت معنی کیے گئے ہیں قوی معنی یہ ہیں کہ زمانہ کفر میں بھی قریش تمام لوگوں کے سردار تھے کہ یہ حرم شریف کے باشندے کعبہ کے پاسبان کلید بردار وغیرہ تھے حتی کہ کفار عرب ان کا لباس لے کر طواف کرتے تھے ورنہ ننگے۔ پھر ہدایت و اسلام میں بھی بقیہ لوگوں کے سردار ہوئے کہ حضور انور انہیں میں تشریف لائے خلافت انہیں میں ہے کفار عرب فتح مکہ کے منتظر تھے یہ فتح ہوا تو سب لوگ دھڑا دھڑ مسلمان ہو گئے بہرحال قدرتی طور پر ہمیشہ سے ہمیشہ تک قریش افضل تھے اور ہیں اور رہیں گے۔

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۵۷۱۷) روایت ہے حضرت جابر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

نے فرمایا کہ لوگ بھلائی برائی میں قریش کے تابع ہیں ا۔(مسلم)

(۵۷۱۷) ا۔ خیر سے مراد اسلام اور شر سے مراد ہے کفر یعنی کفار قریش دوسرے کفار کے سردار تھے۔ اور مومنین قریش دوسرے مومنوں کے سردار ہیں یہ مضمون بہت طرح سے احادیث میں وارد ہے احمد نے حضرت علی سے مرفوعاً" روایت کی کہ اگر میں جنت کی زنجیر کھولوں تو پہلے بنی ہاشم کو وہاں داخل کروں (مرقات) معلوم ہوا کہ خاندانی بزرگیاں قابل قبول ہیں رب نے بنی اسرائیل سے فرمایا **وانی فضلتکم علی العلمین**

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمُ اثْنَانِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۷۱۸) روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ چیز قریش میں ہے جب تک کہ ان میں سے دو بھی رہیں ا۔(مسلم بخاری)

(۵۷۱۸) ا۔ خلافت وہ سلطنت ہے جس میں نیابت رسول بھی ہو یہاں ہذا الامر سے مراد خلافت اسلامیہ ہے اور یہ خبر بمعنی امر ہے یعنی اگر دنیا میں دو قریشی بھی رہ جائیں تب بھی خلیفتہ المسلمین قرشی ہی ہونا چاہیے کہ ایک قرشی خلیفہ ہو اور دوسرا قرشی اور باقی لوگ اس کی رعایا لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ آج تو عرصہ سے حکومت قریشیوں سے نکل چکی ہے خیال رہے کہ خلیفہ صرف قرشی ہی ہو سکتا ہے مگر سلطان اسلام ہر مسلمان ہو سکتا ہے خلافت اور ملوکیت میں یہ فرق ہے کہ خلافت قریش کے ساتھ خاص ہے ملوکیت و سلطنت عام پھر خلافت دو قسم کی ہے خلافت راشدہ اور غیر راشدہ خلافت راشدہ خلفاء اربعہ ابوبکر صدیق' عمر فاروق' عثمان غنی اور حضرت علی پر ختم ہو گئی اس کے چھ ماہ حضرت امام حسن نے پورے کئے بعد میں خلافت غیر راشدہ یا ملوکیت ہوئی بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ خبر ہی ہے مگر اس میں عدل و انصاف کی قید ہے جیسا کہ اگلی حدیث میں آرہا ہے کہ اگر قریش عادل و منصف رہیں تو خلافت ان ہی میں رہے گی اگرچہ دو قرشی ہوں جبکہ ان میں انصاف نہ رہا تو ان سے خلافت نکل جاوے گی تب بھی حدیث ظاہر ہے۔

وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ فِي قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيْهِمْ اَحَدٌ اِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ مَا اَقَامُوا الدِّيْنَ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۷۱۹) روایت ہے حضرت معاویہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ یہ چیز قریش میں ہے کہ نہیں دشمنی کرے گا ان کی کوئی مگر اسے اللہ اس کے منہ کے بل اوندھا ڈال دے گا جب تک کہ دین قائم کریں ا۔(بخاری)

(۵۷۱۹) ا۔ یعنی جب تک کہ قریش عدل و انصاف کریں دین اسلام قائم رکھیں تب تک ان کی شان یہ ہو گی کہ وہ خلیفتہ المسلمین ہوں گے اور ان کا دشمن ذلیل و خوار ہو گا مگر جب قریش ہی دین سے الگ بلکہ دین کے دشمن ہو جاویں تو نہ وہ اس خلافت کے مستحق رہیں گے نہ ان کا مخالف ذلت و خواری کا حق دار بلکہ پھر حکومت دوسروں کو ملے گی۔ اس حدیث نے پچھلی حدیث کو واضح کر دیا۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ الْاِسْلَامُ عَزِيْزًا اِلٰى

(۵۷۲۰) روایت ہے حضرت جابر ابن سمرہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اسلام بارہ

marfat.com

اِثْنَیْ عَشَرَ خَلِیْفَۃً کُلُّھُمْ مِنْ قُرَیْشٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَا یَزَالُ اَمْرُ النَّاسِ مَاضِیًا مَا وَلِیَھُمْ اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا کُلُّھُمْ مِنْ قُرَیْشٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَا یَزَالُ الدِّیْنُ قَائِمًا حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَۃُ اَوْ یَکُوْنَ عَلَیْھِمْ اثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَۃً کُلُّھُمْ مِنْ قُرَیْشٍ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

خلیفوں تک غالب رہے گا ا جو سارے کے سارے قریش کے ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ لوگوں کا دین جاری رہے گا۔ جب تک ان میں بارہ شخص والی ہوں جو سب قریش سے ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ دین قائم رہے گا حتی کہ قیامت قائم ہو جاوے یا ان پر بارہ خلیفہ ہوں جو سارے قریش سے ہوں ۲۔ (مسلم بخاری)

(۵۷۲۰) ا۔ یہاں خلافت سے مراد خلافت نبوت نہیں یعنی خلافت راشدہ کیونکہ اس کی مدت صرف تیس سال ہے۔ جو امام حسن پر ختم ہوگئی۔ بلکہ خلافت امارت مراد ہے خلیفہ بمعنی امیر ہے اہل سنت کے نزدیک اس فرمان عالی کے چند معنی کئے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ واقعہ امام مہدی کے بعد سے قیامت تک ہوگا ڈیڑھ سو سال میں یہ بارہ خلفاء ہوں گے پہلے پانچ خلیفہ سبط اکبر یعنی امام حسن کی اولاد ہو۔ پھر پانچ خلیفہ سبط اصغر یعنی امام حسین کی اولاد میں پھر ایک خلیفہ امام حسین کی اولاد میں جیسا کہ بعض احادیث میں ہے۔ دوسرے یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے لیکر قیامت تک یہ خلفاء مختلف وقتوں میں ہوں گے۔ تیسرے یہ کہ حضور انور کے بعد سے مسلسل بارہ امیروں کے زمانہ تک دین غالب رہے گا کفار کا غلبہ نہ ہوسکے گا۔ اگرچہ ان میں سے بعض فاسق، ظالم ہوں جیسے یزید ابن معاویہ وغیرہ۔ چوتھے یہ کہ آخری زمانہ میں بیک وقت بارہ بادشاہ مختلف ممالک میں ایسے ہوں گے جن کے سبب اسلام غالب ہوگا واللہ اعلم (اشعۃ اللمعات) اس حدیث سے شیعہ اپنے بارہ امام ثابت کرتے ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں۔ علی، حسن، حسین امام زین العابدین، محمد باقر، جعفر صادق، موسیٰ کاظم، علی رضا، محمد تقی، علی تقی، حسن عسکری، آخر میں امام مہدی کہ یہ حضرات خلفاء برحق ہیں یعنی مستحق خلافت اگرچہ ان میں سے اکثر بظاہر خلیفہ نہ ہوئے۔ (مرقات) مگر یہ قول صراحۃً باطل ہے کہ شیعہ کے نزدیک ان کا زمانہ تاقیامت ہے ان کے زمانوں میں دین کہاں غالب رہا۔ دین مغلوب ہوگیا حتی کہ امام مہدی کو غار میں چھپ جانا پڑا اب وہ قریب قیامت ہی آئیں گے۔ اہل سنت کی مذکورہ چار شرحوں میں تیسری شرح قوی معلوم ہوتی ہے۔ ان میں بارہ بادشاہوں میں آخری بادشاہ ولید ابن یزید ابن عبدالملک ابن مروان ہے۔ اس بادشاہ کے قتل ہونے پر مسلمانوں میں بڑا اختلاف پیدا ہوگیا۔ دیکھو اشعۃ اللمعات یہ ہی مقام خلافت راشدہ اور غیر راشدہ اور امارت و سلطنت کا فرق ملحوظ رہے۔ ۲۔ ان دونوں روایتوں کے الفاظ مختلف ہیں مطلب دونوں کا ایک ہی ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غِفَارُ غَفَرَ اللّٰہُ لَھَا وَاَسْلَمُ سَالَمَھَا اللّٰہُ وَعُصَیَّۃُ عَصَتِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

(۵۷۲۱) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غفار کی اللہ مغفرت کرے سالم کو اللہ سلامت رکھے ا اور عصیہ نے اللہ رسول کی نافرمانی کی ۲۔ (مسلم بخاری)

(۵۷۲۱) ا۔ قبیلہ غفار اور اسلم بغیر جنگ وجدال اسلام لائے ان میں بڑے بڑے نامور صحابہ ہوئے۔ جیسے حضرت ابوذر غفاری ان وجوہ سے ان کی تعریف فرمائی قبیلہ غفار پہلے حاجیوں کی چوری میں بدنام تھا۔ حضور نے ان کی مغفرت کی دعا فرمائی کہ خدایا زمانہ

marfat.com

جاہلیت میں جو انہوں نے گناہ کئے ہیں وہ معاف فرمادے قبیلہ اسلمہ والوں کو اسلمی کہتے ہیں۔ ۲۔ عصیہ قبیلہ وہ ہے جنہوں نے دھوکہ سے ستر قاری صحابہ کو بیر معونہ لے جاکر شہید کردیا۔ جن پر حضور انور نے ایک ماہ تک قنوت نازلہ پڑھی۔ یہ واقعہ مشہور ہے ان کے متعلق ارشاد ہو رہا ہے کہ اس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی لہٰذا یہ ہماری دعاؤں کا مستحق نہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُرَیْشٌ وَالْاَنْصَارُ وَجُهَیْنَةُ وَمُزَیْنَةُ وَاَسْلَمُ وَغِفَارُ وَاَشْجَعُ مَوَالِیَّ لَیْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۷۲۲) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قریش اور انصار اور جہینہ اور مزینہ اور اسلم اور غفار اور اشجع آپس میں دوست ہیں ۱۔ ان کا اللہ رسول کے سوا کوئی دوست نہیں ۲۔ (مسلم بخاری)

(۵۷۲۲) ۱۔ موالی اگری کے شد سے ہو تو معنی ہیں کہ یہ ساتوں قبیلے میرے دوست' میرے پیارے ہیں' اور اگری کے سکون سے ہو تو معنی یہ ہیں کہ یہ ایک دوسرے کے اسلامی دوست ہیں۔ ان کے دلوں میں غبار نہیں۔ ۲۔ یعنی ان ساتوں قبیلوں کو صرف اللہ رسول سے محبت ہے ان کی وجہ سے مسلمانوں سے الفت ہے یہ کفر اور کفار سے بالکل محبت نہیں رکھتے ان سے کٹے ہوئے اور ان سے بے تعلق ہیں۔ معلوم ہوا کہ کفار سے کٹا ہوا رہنا ایک محمود وصف ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَیْنَةُ وَجُهَیْنَةُ خَیْرٌ مِّنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ وَّمِنْ بَنِیْ عَامِرٍ وَالْحَلِیْفَیْنِ بَنِیْ اَسَدٍ وَغَطْفَانَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۷۲۳) روایت ہے حضرت ابو بکرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسلم اور غفار اور مزینہ **جہنیہ** بہتر ہیں۔ بنی تمیم اور بنی عامر اور دونوں حلیفوں بنی اسد اور بنی غطفان سے ۱۔ (مسلم بخاری)

(۵۷۲۳) ۱۔ یعنی یہ مذکورہ چار قبیلہ بنی تمیم و بنی عامر سے افضل ہیں۔ کیونکہ یہ چاروں قبیلے بنی تمیم سے پہلے اسلام لائے اور ان میں ایمان کے آثار بہت قوی ہیں۔ خیال رہے کہ تمیم اس قبیلہ کے مورث اعلیٰ کا نام ہے۔ ایک بار حضور انور نے بنی تمیم سے فرمایا تھا کہ بشارت قبول کرو یہ بولے حضور آپ نے ہم کو بشارتیں تو دے دیں ہم کو کچھ مال دیجئے۔ حضور انور کو اس جواب سے بہت صدمہ ہوا اور بنی اشعر قبیلہ سے فرمایا کہ اگر بنی تمیم نے بشارت قبول نہ کی تو تم قبول کرو اور انہوں نے بہت خوشی سے کہا کہ ہم قبول کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ قبیلہ بنی اسعد اور بنی غطفان زمانہ جاہلیت میں ایک دوسرے کے حلیف تھے کہ ہم میں سے جس پر کوئی آفت آئے تو دوسرا اس کی مدد کرے جیسا کہ عرب میں دستور تھا۔ بہرحال وہ چار قبیلے ان قبیلوں سے افضل ہیں۔ وجہ افضلیت حضور ہی جانتے ہیں۔ ہمارا تو ان کی زبان ان کے فرمان پر ایمان ہے۔ جس کو افضل کردیا وہ افضل ہے جسے نیچا کردیا وہ نیچا ہے۔ **شعر:۔**

☆ قسم خدا کی نہ اٹھ سکا قیامت تک ☆ کہ جس کو تو نے نظر سے گرا کے چھوڑ دیا ☆

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ مَازِلْتُ اُحِبُّ بَنِیْ تَمِیْمٍ مُنْذُ ثَلٰثٍ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْهِمْ سَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ هُمْ اَشَدُّ اُمَّتِیْ

(۵۷۲۴) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ میں تین وجہوں سے بنی تمیم سے محبت کرتا رہا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے متعلق فرماتے سنا میں نے حضور کو فرماتے سنا کہ یہ لوگ میری امت ہیں دجال پر سخت تر ہوں گے ۱۔

marfat.com

عَلَى الدَّجَّالِ قَالَ وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا وَ كَانَتْ سَبِيَّةٌ مِّنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ اَعْتِقِيْهَا فَاِنَّهَا مِنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِيْلَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

فرمایا کہ ان کے صدقے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ہماری قوم کے صدقے ہیں ۲۔ اور جناب عائشہ کے پاس ان میں کی ایک لونڈی تھی تو فرمایا کہ اسے آزاد کردو کہ یہ حضرت اسماعیل کی اولاد سے ہے (مسلم بخاری) ۳۔

(۵۷۲۴) ا۔ یعنی دجال کے خروج کے وقت بنی تمیم بہت زیادہ ہوں گے دجال کا مقابلہ سب سے زیادہ یہ ہی کریں گے۔ یہ مقابلہ ان کے قوت ایمان کی دلیل ہے۔ معلوم ہوا کہ بعض افراد کی عظمت کی وجہ سے ساری قوم کو عظمت مل جاتی ہے۔ خواہ وہ افراد اب ہوں یا پہلے ہو چکے ہوں یا آئندہ ہونے والے ہوں یہاں تیسری قسم کی عظمت ہے کہ دجال سے مقابلہ کرنے والے تمیمی قریب قیامت ہوں گے مگر اس قوم کا احترام محبت آج ہی سے ہے۔ ۲۔ یعنی حضور انور نے بنی تمیم کو اپنی قوم فرمایا۔ اس نسبت سے ان کی عظمت کو چار چاند لگ گئے۔ **شعر:۔**

☆ بدہیں تو تمہارے ہیں بھلے ہیں تو تمہارے ☆ نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے ☆

ہم لاکھوں بار کہیں کہ حضور ہمارے رسول ہیں۔ اگر وہ ایک بار فرمادیں کہ تو ہمارا امتی ہے تو تقدیر کھل جاوے **شعر:۔**

☆ رضا قسمت ہی کھل جاوے جو طیبہ سے خطاب آئے ☆ کہ تو ادنیٰ سگ درگاہ دربار معالی ہے ☆

خیال رہے کہ ہم مذہب، ہم مشرب، ہم وطن، ہم پیشہ، ہم نسب، ہم زبان، ہم استاذ، ہم پیران سب کو قوم کہا جاتا ہے۔ یہاں ہم وطن یا ہم زبان کے معنی سے قوم فرمایا گیا ورنہ بنی تمیم قریشی ہاشمی نہیں ہیں۔ ۳۔ یعنی بنی تمیم عرب میں اولاد اسمٰعیل سے ہیں اس خاندان اور عرب اس نسل کا غلام آزاد کرنا افضل ہے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی اولاد پر احسان کرنا دوسروں پر احسان کرنے سے افضل ہے۔ اولاد سے سلوک آباؤ اجداد کی خوشنودی کا باعث ہے۔ بعض مسلمان گیارہویں شریف کا کھانا حضور غوث پاک کی اولاد یعنی حسنی سیدوں کو کھلاتے ہیں یعنی انہیں ترجیح دیتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہو سکتی ہے۔ اصل سے نسل کو شرف ملتا ہے مگر کبھی نسل سے اصل کو۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ
دوسری فصل

وَعَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يُّرِدْ هَوَانَ قُرَيْشٍ اَهَانَهُ اللّٰهُ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۷۲۵) روایت ہے حضرت سعد سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ جو قریش کو ذلیل کرنا چاہے گا خدا اسے ذلیل کرے گا ا۔ (ترمذی)

(۵۷۲۵) ا۔ جو شخص قریشی خاندان کو ذلیل کرے وہ دنیا و آخرت میں یا فقط آخرت میں ذلیل و رسوا کیا جاوے گا اور جو قریشی کو اس لئے ذلیل جانے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم ہے تو وہ کافر ہے۔ اگر کسی قرشی سے ذاتی جھگڑا ہو جائے تو وہ دوسری بات ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

(۵۷۶۷) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا

marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَذَقْتَ اَوَّلَ قُرَيْشٍ نَكَالًا فَاَذِقْ اٰخِرَهُمْ نَوَالًا۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الٰہی تونے اگلے قریش کو تکلیف چکھائی ہے تو ان کے پچھلوں کو بخشش چکھا۔ (ترمذی)

(۵۷۲۶) ا۔ یعنی قریش پر اسلام لانے سے پہلے بدر، احزاب میں شکستیں اور اس سے پہلے خشک سالی قحط کی آفات آچکی ہیں۔ اب جب یہ لوگ مسلمان ہو چکے تو انہیں نعمتیں فتوحات ارزانی وغیرہ عطا فرمایہ ہے کرم نواز کہ دشمنی کے زمانہ کی تکالیف کا بھی انعام دلوارہے ہیں۔

وَعَنْ اَبِيْ عَامِرِ الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الْحَيُّ الْاَسَدُ وَالْاَشْعَرُوْنَ لَا يَفِرُّوْنَ فِي الْقِتَالِ وَلَا يَغُلُّوْنَ هُمْ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُمْ۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۵۷۲۷) روایت ہے حضرت ابو عامر اشعری سے ا۔ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسد اور اشعری لوگ بہترین قبیلے ہیں ۲۔ وہ لوگ جنگ میں بھاگتے نہیں خیانت کرتے نہیں وہ مجھ سے ہیں میں ان سے ہوں ۳۔ (ترمذی)

(۵۷۲۷) ا۔ آپ حضرت ابو موسیٰ اشعری کے چچا ہیں۔ عظیم الشان صحابی ہیں۔ غزوہ حنین میں شہید ہوئے۔ حضور انور نے آپ کی وفات پر دعا کی کہ الٰہی اسے بہت سوں کی سرداری عطا فرما (اشعتہ اللمعات) ۲۔ یہ دونوں قبیلے یمن کے ہیں ان میں بڑے بڑے صحابہ ہوئے ۳۔ یعنی ان قبیلوں میں تین وصف ہیں بہادری کہ جنگ میں دشمن کے مقابلہ سے بھاگتے نہیں۔ امانت داری کہ کبھی خیانت نہیں کرتے۔ مجھ سے قرب روحانی کہ وہ مجھ سے قریب ہیں میں ان سے قریب۔ یہ تیسری بات سب سے اعلیٰ ہے۔ قرب سے مراد روحانی اور دلی قرب ہے۔ اس فرمان میں اشارہ اس جانب ہے کہ یہ لوگ متقی ہیں۔ کیونکہ ان اولیائی الا المتقون۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَزْدُ اَزْدُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ يُرِيْدُ النَّاسُ اَنْ يَّضَعُوْهُمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يَّرْفَعَهُمْ وَلَيَاْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقُوْلُ الرَّجُلُ يَا لَيْتَ اَبِيْ كَانَ اَزْدِيًّا وَيَا لَيْتَ اُمِّيْ كَانَتْ اَزْدِيَّةً۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۵۷۲۸) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ازد اللہ کا لشکر ہے زمین میں ا۔ لوگ انہیں پست کرنا چاہیں گے اور اللہ نہ چاہے گا مگر انہیں بلند کرنا ۲۔ اور لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آوے گا کہ کوئی کہے گا ہائے ہائے کاش کہ میرا باپ ازدی ہوتا اور ہائے کاش کہ میری ماں ازدیہ قبیلہ کی ہوتی ۳۔ (ترمذی) اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۷۲۸) ا۔ ازد شنوہ ایک مشہور قبیلہ ہے جو ازد ابن یغوث کی اولاد سے ہے۔ سارے انصاری اس کی اولاد سے ہیں یہ ازد ابن یغوث یمن میں رہتا تھا۔ وہ ازد ابن یغوث ابن لیث ابن مالک ابن کہلان ابن سبا ہے۔ ان لوگوں کو ازد اللہ اس لئے کہا گیا کہ وہ پہلے ہی سے بڑے بہادر جنگ میں ثابت قدم رہنے والے تھے پھر اس قبیلہ یعنی انصار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت شاندار خدمات انجام دیں اسلام کے پھیلانے میں ان کا بڑا ہاتھ ہے (مرقات) ۲۔ یعنی کفار انہیں ذلیل کرنا چاہیں گے مگر اللہ تعالیٰ ہمیشہ انہیں غالب اور عزت والا رکھے گا۔ اس میں غیبی خبر ہے۔ ایسا ہی ہوا اب تک انصار کا بڑا احترام ہے اور رہے گا۔ ۳۔ یعنی قبیلہ ازد کی ایسی عزت ہوگی کہ لوگ اس پر رشک کریں گے۔ حتیٰ کہ بڑی عزت والے انسان بھی کہا کریں گے کہ کاش ہم بھی ازدی ہوتے حتیٰ کہ کہا جاوے گا کہ ہماری ماں ہی ازدی ہوتی تو ہم کو اس نسبت سے شرف حاصل ہوتا معلوم ہوا کہ قبیلہ ازد کی بڑی عزت ہوگی۔

marfat.com

وَعَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَكْرَهُ ثَلَاثَةَ اَحْيَاءٍ ثَقِيْفٍ وَبَنِيْ حَنِيْفَةَ وَبَنِيْ اُمَيَّةَ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۵۷۲۹) روایت ہے حضرت عمران ابن حصین سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حالانکہ آپ تین قبیلوں کو ناپسند کرتے تھے' ثقیف اور بنی حنیفہ اور بنی امیہ ۲؎ (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۷۲۹) ۱؎ آپ مشہور صحابی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ کے ساتھ خیبر کے سال اسلام لائے تیس سال بستر علالت پر رہے۔ چلنے پھرنے سے معذور تھے آپ کو فرشتے سلام کرتے تھے۔ ایک دوست آپ کی حالت زار دیکھ کر رونے لگے۔ آپ نے فرمایا اگر تم کو میری اندرونی حالت کی خبر ہوتی تو تم مجھ پر خوشی حاصل کرتے مجھے فرشتے برملا سلام کرتے ہیں۔ انہیں جواب دیتا ہوں۔ اس لذت میں مجھے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ میری زندگی میں یہ بات کسی سے نہ کہنا (اشعہ) آپ نے ۵۲ھ باون میں بصرہ میں وفات پائی (مرقات) ۲؎ ثقیف بنی ہوازن کا ایک خاندان ہے اس خاندان کے مورث کا لقب ثقیف تھا۔ اس کا نام قسی ابن منبہ ابن اکبر ابن حنفیہ ہوازن ہے (مرقات) اور بنی حنیفہ بھی ایک قبیلہ ہے جو اثال ابن الحلیم کی اولاد ہے۔ اثال کا لقب حنیفہ تھا۔ اسی قبیلہ کی عورت خولہ بنت جعفر حنفیہ ہے۔ جو حضرت علی کی بیوی ہے اس کے بطن سے محمد ابن حنفیہ پیدا ہوئے۔ اس سے جو نسل چلی انہیں علوی کہا جاسکتا ہے۔ یعنی حضرت علی کی اولاد (از مرقات) اور بنی امیہ مشہور قبیلہ ہے۔ اس قبیلہ سے حضرت عثمان ابن عفان ہیں۔ امیہ ہاشم کا بھائی تھا ہاشم کی اولاد ہاشمی کہلاتی ہے ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور امیہ کی اولاد اموی یا بنی امیہ کے نام سے موسوم ہے۔ ان تینوں قبیلوں کو ناپسند فرمانے کی وجہ سے یہ ہے کہ ان میں بعض لوگ بڑے موذی و خطرناک ہوئے ہیں۔ بنی ثقیف میں ظالم حجاج ابن یوسف اور بنی حنیفہ میں مسیلمہ کذاب جس نے دعویٰ نبوت کیا بنی امیہ میں یزید' عبید اللہ ابن زیاد جیسے ظالم ہوئے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ بنی امیہ کا ہر فرد حضور کو ناپسند تھا ورنہ حضرت عثمان بنی امیہ میں وہ ہستی ہیں جو حضور کی دو بیٹیوں کے خاوند ہوئے اس لئے آپ کو ذوالنورین یعنی دو نور والا کہا جاتا ہے۔ اس دنیا میں کوئی شخص کسی نبی کی دو صاحبزادیوں کا خاوند نہیں ہوا' سوا آپ کے ایسے ہی عمر ابن عبدالعزیز بنی امیہ سے ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَقِيْفٍ كَذَّابٌ وَمُبِيْرٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عِصْمَةَ يُقَالُ الْكَذَّابُ هُوَ الْمُخْتَارُ بْنُ اَبِيْ عُبَيْدٍ وَالْمُبِيْرُ هُوَ الْحَجَّاجُ بْنُ يُوْسُفَ وَقَالَ هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ اَحْصَوْا مَا قَتَلَ الْحَجَّاجُ صَبْرًا فَبَلَغَ مِائَةَ اَلْفٍ وَعِشْرِيْنَ اَلْفًا (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

وَرَوٰى مُسْلِمٌ فِي الصَّحِيْحِ حِيْنَ قَتَلَ الْحَجَّاجُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَتْ اَسْمَاءُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا اَنَّ فِيْ ثَقِيْفٍ كَذَّابًا وَمُبِيْرًا فَاَمَّا

(۵۷۳۰) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ثقیف میں ایک جھوٹا ہوگا اور ایک ہلاک کرنے والا عبداللہ ابن عمر نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ جھوٹا تو مختار ابن ابی عبید ہے ۱؎ اور ہلاک کرنے والا حجاج ابن یوسف ہے ۲؎ ہشام ابن حسان نے کہا کہ انہیں گو جنہیں حجاج نے باندھ کر قتل کیا ان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے ۳؎ (ترمذی) مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کی کہ جب حجاج نے عبداللہ ابن زبیر کو قتل کیا تو بی بی اسماء نے کہا ۴؎ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی کہ ثقیف میں ایک جھوٹا ہے اور ایک ہلاک کرنے والا جھوٹے کو

marfat.com

الْكَذَّابُ فَرَأَيْنَاهُ وَأَمَّا الْمُبِيرُ فَلَا إِخَالُكِ إِلَّا إِيَّاهُ وَ سَيَجِيْئُ تَمَامُ الْحَدِيْثِ فِي الْفَصْلِ الثَّالِثِ۔

تو ہم نے دیکھ لیا۵۔ لیکن مہلک نہیں خیال کرتی میں تجھ کو مگر وہ ہی ۶۔اور پوری حدیث تیسری فصل میں آوے گی۔

(۵۷۳۰) ا۔خیال رہے کہ بنی ثقیف میں مختار ابن عبید ابن مسعود ثقفی ہوا ہے۔ جو واقعہ کربلا کے بعد شہداء کربلا کا بدلہ لینے کے بہانہ اٹھا لشکر عظیم اس کے ساتھ ہو گیا۔ اس نے عبداللہ ابن زیاد کو قتل کیا پھر دعوئی نبوت کیا اور عبدالملک ابن مروان کے زمانہ میں مارا گیا اسی مختار کی قبر کوفہ میں ہے شیعہ لوگ اس قبر کا بڑا احترام کرتے ہیں مگر یہ مرا ہے مرتد ہو کر۔ مختار کا باپ صحابی تھا۔ مختار ہجرت کے سال پیدا ہوا ۶۷ ستر میں اسے مصعب ابن عمیر نے قتل کیا سولہ مہینے حکومت کی (مرقات) ۲۔ حجاج ابن یوسف بادشاہ عبدالملک ابن مروان کی طرف سے عراق اور خراسان کا حاکم تھا یہ واسط میں ہلاک ہوا شوال ۷۵ پچھتر میں مرا عمر چون سال ہوئی ۳۔ یعنی جن مسلمانوں کو حجاج نے قتل کیا ان کی تعداد تو ایک لاکھ بیس ہزار ہے اور جو مسلمان معرکہ جنگ میں شہید ہوئے ان کی تعداد پچاس ہزار ہے (اشعہ) دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا ظالم ہوا ہو خدا کی پناہ ۴۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر کے قتل کا واقعہ ابھی تیسری فصل میں آرہا ہے حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق حضرت زبیر کی بیوی اور عبداللہ ابن زبیر کی والدہ' عائشہ صدیقہ ام المومنین کی بہن ہیں رضی اللہ عنہا ۵۔ یعنی مسیلمہ کذاب جس نے جھوٹا دعوئی نبوت کیا بہت لوگوں کو گمراہ کیا آخر وحشی کے ہاتھوں خلافت صدیقی میں مارا گیا تواریخ اس واقعہ سے بھری ہوئی ہیں ۶۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ظالم کا نام نہیں بتایا مگر تیرے کام بتا رہے ہیں کہ تو وہی ہے کہ تو نے امت رسول کو بہت ہی قتل کیا۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَحْرَقَتْنَا نِبَالُ ثَقِيْفٍ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ ثَقِيْفًا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۷۳۱) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو ثقیف کے تیروں نے جلا ڈالا ۱۔ حضور ان پر بددعا کریں فرمایا الٰہی ثقیف کو ہدایت دے ۲۔ (ترمذی)

(۵۷۳۱) ا۔ یہ عرض و معروض غزوہ طائف میں ہوئی جبکہ مسلمانوں کو بنی ثقیف سے بہت تکلیف پہنچی (مرقات) صحابہ نے عرض کیا تھا کہ ان کی ہلاکت کی دعا فرمادیں ۲۔ چنانچہ حضور کی دعا سے سارے ثقفی لوگ ایمان لائے یہ ہے شان رحمتہ اللہ للعالمین۔

وَعَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مِيْنَاءَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ اَحْسِبُهُ مِنْ قَيْسٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْعَنْ حِمْيَرًا فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ حِمْيَرًا اَفْوَاهُهُمْ سَلَامٌ وَاَيْدِيْهِمْ طَعَامٌ وَهُمْ

(۵۷۳۲) روایت ہے عبدالرزاق سے وہ اپنے والد سے راوی ا۔ وہ میناء سے وہ حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا میرا خیال ہے کہ وہ قبیلہ بنی قیس سے تھا ۲۔ بولا یا رسول اللہ حمیر پر لعنت کیجئے ۳۔ حضور نے اس سے منہ پھیر لیا وہ آپ کے پاس دوسری طرف سے آیا آپ نے اس سے منہ پھیر لیا پھر وہ اور طرف سے آیا حضور نے اس سے منہ پھیر لیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ حمیر پر رحم کرے ۴۔ ان کے منہ میں سلام ہے ان کے ہاتھوں میں کھانا

marfat.com

أَهْلُ أَمْنٍ وَإِيمَانٍ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَيُرْوٰى عَنْ مِينَاءَ هٰذَا أَحَادِيثُ مَنَاكِيرُ۔

ہے وہ امن اور ایمان والے ہیں ۵۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے اسے ہم نہیں جانتے مگر عبدالرزاق کی حدیث سے اور ان مینا سے منکر حدیثیں روایت کی جاتی ہیں۔

(۵۷۳۲) ۱۔ آپ عبدالرزاق ابن ہمام ابن نافع ہیں۔ تبع تابعین میں سے ہیں اور یہ تا.عی ہیں۔ ضعیف ہیں' عبدالرحمٰن ابن عوف کے غلام ہیں (اشعہ) ۲۔ یعنی وہ آنے والا شخص قبیلہ بنی قیس سے تھا۔ قیس غیلان ایک شخص تھا جس کا نام الیاس ابن مضر تھا لقب قیس اس کی اولاد کو بنی قیس کہا جاتا ہے (مرقات) ۳۔ شاید ان دونوں قبیلوں یعنی قیس اور حمیر کی آپس میں مخالفت ہوگی۔ اس لئے اس نے بددعا کے لئے کہا' اس وقت تک حمیر قبیلہ ایمان نہ لایا ہوگا ۴۔ حمیر بروزن درہم یمن کے مغربی شہر کا نام بھی ہے اور حمیر ابن سبا ابن یشحب ایک آدمی کا نام بھی ہے اس کی اولاد کو حمیر کہا جاتا ہے۔ اب یہ بہت بڑا قبیلہ ہے ۵۔ یعنی ان میں چار صفات ہیں۔ نرم زبان' سخی ہاتھ' دل میں امن کہ کسی کو ستاتے نہیں کامل ایمان یا تو فی الحال ایمان والے ہیں یا آئندہ ایمان والے ہونے والے ہیں میں ان پر بددعا کیسے کروں۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ أَنْتَ قُلْتُ مِنْ دَوْسٍ قَالَ مَا كُنْتُ أُرٰى أَنَّ فِي دَوْسٍ أَحَدًا فِيهِ خَيْرٌ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۷۳۳) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کس قبیلہ سے ہو ۱۔ میں نے کہا کہ دوس سے ہوں فرمایا میں نہیں سمجھتا تھا کہ دوس میں کوئی ایسی چیز ہے جس میں بھلائی ہو ۲۔ (ترمذی)

(۵۷۳۳) ۱۔ یعنی جب حضرت ابوہریرہ ایمان لائے تو حضور انور نے ان سے ان کے قبیلہ کا نام پوچھا تو انہوں نے فرمایا میں قبیلہ دوس سے ہوں خیال رہے کہ دوس ابن عدنان ابن عبداللہ اس قبیلہ کا مورث اعلیٰ ہے اس کی طرف یہ قبیلہ منسوب ہے (مرقات) ۲۔ یعنی ہمارا خیال تھا کہ قبیلہ دوس میں سارے لوگ ہی برے ہیں مگر ماشاء اللہ تم دوسی ہو اور اچھے ہو اس میں دوس قبیلہ کی برائی ہے اور حضرت ابوہریرہ کی بہت تعریف۔

وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبْغِضْنِي فَتُفَارِقَ دِينَكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ أُبْغِضُكَ وَبِكَ هَدَانَا اللّٰهُ قَالَ تُبْغِضُ الْعَرَبَ فَتُبْغِضُنِي (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ۔

(۵۷۳۴) روایت ہے حضرت سلمان فارسی سے فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے بغض نہ رکھنا ورنہ اپنا دین چھوڑ بیٹھو گے ۱۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ سے کیسے بغض رکھ سکتا ہوں آپ کے ذریعہ تو اللہ نے ہم کو ہدایت دی ۲۔ فرمایا کہ تم عرب سے بغض رکھو تو مجھ سے ہی بغض رکھو گے ۳۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۵۷۳۴) ۱۔ حضرت سلمان فارسی یعنی ایران کے رہنے والے تھے۔ عرب میں رہنے لگے بعض طبیعتوں میں صوبائی یا ملکی تعصب ہوتا ہے کہ ہمارا ملک ہمارا صوبہ اچھا دوسرا صوبہ وہاں کے لوگ برے اس کی پیش بندی فرماتے ہوئے یہ ارشاد ہوا کہ یہاں فارسیت اور عربیت کا فرق نہ کرنا یہ کلام شریف اگلے کلام کی تمہید ہے۔ ان عصبوں سے اللہ بچائے۔ مگر کس نفیس طریقہ سے تعلیم

marfat.com

فرمائی سبحان اللہ اپنے ذکر سے ابتداء فرمائی تاکہ ان کے قلب پر گہرا اثر ہو ۲۔ یعنی جب انسان اپنے ماں باپ سے عداوت نہیں کرتا جن سے جان ملتی ہے تو حضور سے تو ہم کو ایمان، قرآن عرفان، بلکہ رحمان ملا تو کیسے ہو سکتا ہے کہ میں حضور سے بغض رکھوں ۳۔ یعنی عرب سے اس لئے نفرت کرنا کہ وہ عرب ہیں حضور سے بغض ہے کیونکہ حضور سرکار عربی ہیں قرآن عربی میں ہے لہذا مدینہ منورہ کے منافقین اور عرب کے یہودیوں، بحد کے وہابیوں سے نفرت کرنا ان سے بغض رکھنا بالکل درست ہے۔ کہ اس میں کفر سے نفرت ہے نہ کہ ان کے عربی ہونے سے حضور کی ہر منسوب چیز سے الفت رکھنا علامت ایمان ہے اس نسبت سے نفرت کرنا علامت کفر ہے۔ دیکھو صفا مروہ پہاڑوں کو حضرت ہاجرہ سے نسبت ہے تو انہیں شعائر اللہ فرمایا۔ **ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ** اور شعائر اللہ کی تعظیم دلی تقویٰ ہے۔ **ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب**

وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَشَّ الْعَرَبَ لَمْ يَدْخُلْ فِيْ شَفَاعَتِيْ وَلَمْ تَنَلْهُ مَوَدَّتِيْ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ حُصَيْنِ بْنِ عُمَرَ وَلَيْسَ هُوَ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيْثِ بِذَاكَ الْقَوِيِّ.

(۵۷۳۵) روایت ہے حضرت عثمان ابن عفان سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو عرب سے خیانت کرے ۱ے وہ میری شفاعت میں داخل نہ ہوگا اور اسے میری محبت نصیب نہ ہوگی ۲۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے اسے ہم نہیں پہچانتے مگر حصین ابن عمرو کی حدیث ہے اور وہ محدثین کے نزدیک ایسے قوی نہیں ۳۔

(۵۷۳۵) ۱ے غش کے لفظی معنی ہیں ملاوٹ کرنا یہاں مراد ہے ان کی طرف سے دل میں کھوٹ رکھنا عداوت رکھنا ان سے خیانت کرنا (اشعہ، مرقات، لمعات) ۲۔ حضور کی شفاعت کی بہت قسمیں ہیں میدان محشر سے نجات دلانے کی شفاعت گناہ معاف کرانے کی شفاعت درجے بلند کرانے کی شفاعت۔ پہلی شفاعت سے کفار بھی فائدہ اٹھائیں گے اور دوسری شفاعت ہم جیسے گنہگاروں کے لئے ہے آخری شفاعت ولیوں حتی کہ نبیوں کے لئے بھی ہے۔ دوسری شفاعت کے لحاظ سے حضور کو شفیع المذنبین کہا جاتا ہے۔ یہاں آخری شفاعت کی نفی ہے۔ کیونکہ دوسری شفاعت تو گناہ کبیرہ والوں کی بھی ہوگی فرماتے ہیں **شفاعتی لاھل الکبائر من امتی** اور اگر کسی نے عرب سے عربی ہونے کی وجہ سے بغض رکھا تو وہ کافر ہے اس کے لئے یہ شفاعت بھی نہیں۔ ۳۔ یعنی یہ حدیث قوی نہیں مگر چونکہ فضائل اعمال میں ہے۔ لہذا قبول ہے۔ خیال رہے کہ یہ حدیث اتنی اسنادوں سے مروی ہے کہ معنی متواتر ہے۔ چنانچہ حاکم نے انس سے مرفوعاً روایت فرمایا کہ عرب کی محبت ایمان سے ہے۔ اور ان سے نفرت منافقت ہے طبرانی میں ہے کہ قریش سے محبت ایمان ہے ان سے عداوت کفر ہے جس نے عرب سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔ جس نے عرب سے عداوت رکھی اس نے مجھ سے عداوت رکھی۔ حاکم نے حضرت ابو ہریرہ سے مرفوعاً" روایت کی کہ فقیروں سے محبت رکھو ان کے پاس بیٹھو عرب سے دلی محبت کرو وغیرہ (مرقات) بہر حال یہ حدیث مختلف طریقوں سے مختلف اسنادوں سے مروی ہے۔

وَعَنْ أُمِّ الْحَرِيْرِ مَوْلَاةِ طَلْحَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَتْ سَمِعْتُ مَوْلَايَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِ اقْتِرَابِ السَّاعَةِ هَلَاكُ الْعَرَبِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۵۷۳۶) روایت ہے ام جریر سے جو طلحہ ابن مالک کی لونڈی ہیں فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے مولا کو کہتے سنا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کا نزدیک ہونا عرب کی ہلاکت ہے ۱ے۔

marfat.com

(ترمذی)

(۵۷۳۶) ا۔اس سے معلوم ہوا کہ تمام ملکوں سے آخر میں ملک عرب فنا ہوگا۔ اس کے بعد قیامت ہی ہے۔ یہ جگہ دنیا کا تعویذ ہے کیوں نہ ہو کہ یہ جگہ حضور کی ہے اور حرمین شریفین ہے جو دنیا کا مرکز ہیں۔ مرکز سے دائرہ کی بقا ہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُلْكُ فِي قُرَيْشٍ وَالْقَضَاءُ فِي الْأَنْصَارِ وَالْأَذَانُ فِي الْحَبَشَةِ وَالْأَمَانَةُ فِي الْأَزْدِ يَعْنِي الْيَمَنَ وَفِي رِوَايَةٍ مَوْقُوفًا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا أَصَحُّ)

(۵۷۳۷) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سلطنت قریش میں ہے اور قضاء انصار میں ا۔ اور اذان حبشہ میں ۲۔ اور امانتداری ازد یعنی یمن میں ہے ۳۔ اور ایک روایت میں یہ حدیث موقوف ہے (ترمذی) اور فرمایا یہ بہت صحیح ہے۔

(۵۷۳۷) ا۔یعنی مناسب یہ ہے کہ سلطان اسلام قرشی ہو نقیب یا وزیر انصاری ہوں چنانچہ حضور انور نے ہجرت سے پہلے ستر انصاریوں کو مدینہ منورہ کی نقابت اور سرداری کے لئے منتخب فرمایا بعض شارحین نے کہا کہ قضا سے مراد مخصی قاضی ہوتا ہے۔ انصار اسلام کا ستون ہیں انہیں کے شہر میں انہیں کے ذریعہ سے اسلام پھیلا۔ حضرت معاذ کو حضور انور نے یمن کا قاضی مقرر فرمایا۔ ۲۔ کیوں نہ ہو کہ مؤذنوں کے سردار حضرت بلال حبشی ہیں۔ جن کی اذان کی آواز عرش معلی تک پہنچتی تھی۔ ایک دن حضرت بلال کو اذان سے روک دیا گیا۔ دوسرے شخص نے اذان دی۔ تو وحی الٰہی آئی۔ **شعر:۔**

☆ گفت ہاتف بردر خیر الورا ☆ چہ سبب بے بانگ شدبیت خدا ☆

آج بغیر اذان نماز کیوں پڑھ لی حضور انور نے فرمایا کہ مولی آج تو بڑی خوش الحانی سے اذان ہوئی ہے تو فرمایا۔ **شعر:۔**

☆ گفت ہاتف بازاز بانگ بلال ☆ خوش شدے برعرش رب ذوالجلال ☆

۳۔ ازد ملک یمن کا ایک قبیلہ ہے ازد فرمانے سے شبہ ہو سکتا تھا کہ شاید یمن کے دوسرے قبیلوں میں امانت داری نہ ہو تو فرمایا کہ ازد سے ہماری مراد سارا یمن ہے سارے یمنی امین ہوتے ہیں کیوں نہ ہوں کہ حضرت اویس قرنی کے ہم وطن ہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُطِيعٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا يُقْتَلُ قُرَشِيٌّ صَبْرًا بَعْدَ هٰذَا الْيَوْمِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۷۳۸) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مطیع سے وہ اپنے والد سے راوی ا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ میں فرماتے سنا کہ اس دن کے بعد قیامت تک کوئی قرشی باندھ کر قتل نہیں کیا جاوے گا ۲۔ (مسلم)

(۵۷۳۸) ا۔ مطیع کا نام عاصی ہے حضور انور نے ان کا نام مطیع رکھا۔ عبداللہ ابن مطیع قرشی سرداروں میں سے ہیں۔ جب اہل مدینہ نے یزید سے بغاوت کی تو انہیں کو اپنا امیر بنایا تھا۔ آپ حضرت عبداللہ ابن زبیر کے ساتھ قتل کئے گئے ۷۳ھ میں عبداللہ ابن زبیر نے آپ کو کوفہ کا حاکم بنایا مختار نے انہیں قتل کیا (مرقات) ۲۔ یعنی آئندہ کوئی قرشی مرتد نہ ہوگا تاکہ اپنے ارتداد کی وجہ سے

marfat.com

باندھ کر قتل کیا جاوے یا یہ خبر بمعنی ممانعت ہے کہ کسی قرشی کو بلاوجہ باندھ کر قتل نہ کیا جاوے یا کسی معرکہ میں کوئی قرشی باندھ کر قتل نہ کیا جاوے گا۔ لہٰذا اس فرمان عالی پر یہ اعتراض نہیں کہ حضور انور کے بعد ظالم حجاج نے بہت سے قرشی باندھ کر قتل کیے یوں ہی اگر قرشی کسی کو قتل کردے تو اسے قصاص میں باندھ کر قتل کرنا جائز ہے (لمعات، مرقات)

وَعَنْ اَبِیْ نَوْفَلٍ مُعَاوِیَةَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ رَاَیْتُ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ الزُّبَیْرِ عَلٰی عَقَبَةِ الْمَدِیْنَةِ قَالَ فَجَعَلَتْ قُرَیْشٌ تَمُرُّ عَلَیْهِ وَالنَّاسُ حَتّٰی مَرَّ عَلَیْهِ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ فَوَقَفَ عَلَیْهِ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَبَا خُبَیْبٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَبَا خُبَیْبٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَبَا خُبَیْبٍ اَمَا وَاللّٰہِ لَقَدْ كُنْتُ اَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا اَمَا وَاللّٰہِ لَقَدْ كُنْتُ اَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا اَمَا وَاللّٰہِ لَقَدْ كُنْتُ اَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا وَاللّٰہِ اِنْ كُنْتَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا وَصُوْلًا لِلرَّحِمِ اَمَا وَاللّٰہِ لَاُمَّةٌ اَنْتَ شَرُّهَا لَاُمَّةُ سُوْءٍ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَاُمَّةُ خَیْرٍ ثُمَّ نَفَذَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ فَبَلَغَ الْحَجَّاجَ مَوْقِفُ عَبْدِ اللّٰہِ وَقَوْلُهٗ فَاَرْسَلَ اِلَیْهِ فَاُنْزِلَ عَنْ جِذْعِهٖ فَاُلْقِیَ فِیْ قُبُوْرِ الْیَهُوْدِ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰی اُمِّهٖ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ فَاَبَتْ اَنْ تَاْتِیَهٗ فَاَعَادَ عَلَیْهَا الرَّسُوْلَ لَتَاْتِیَنِّیْ اَوْ لَاَبْعَثَنَّ اِلَیْكِ مَنْ یَّسْحَبُكِ بِقُرُوْنِكِ قَالَ فَاَبَتْ وَقَالَتْ وَاللّٰہِ لَا اٰتِیْكَ حَتّٰی تَبْعَثَ اِلَیَّ مَنْ یَّسْحَبُنِیْ بِقُرُوْنِیْ قَالَ فَقَالَ اَرُوْنِیْ سِبْتَیَّ فَاَخَذَ نَعْلَیْهِ ثُمَّ انْطَلَقَ یَتَوَذَّفُ حَتّٰی دَخَلَ عَلَیْهَا فَقَالَ كَیْفَ رَاَیْتِنِیْ صَنَعْتُ بِعَدُوِّ اللّٰہِ قَالَتْ رَاَیْتُكَ اَفْسَدْتَ عَلَیْهِ دُنْیَاهُ وَاَفْسَدَ عَلَیْكَ اٰخِرَتَكَ بَلَغَنِیْ اَنَّكَ تَقُوْلُ لَهٗ یَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَیْنِ اَنَا وَاللّٰہِ ذَاتُ النِّطَاقَیْنِ اَمَّا اَحَدُهُمَا

(۵۷۳۹) روایت ہے ابو نوفل معاویہ ابن مسلم سے فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ ابن زبیر کو مدینہ کی گھاٹی پر دیکھا۱ فرماتے ہیں کہ قریش اور لوگ ان پر گزرنے لگے حتی کہ ان پر عبداللہ ابن عمر گزرے ۲ تو ان پر رک گئے پھر بولے اے ابو **خبیب** تم پر سلام اے ابو **خبیب** تم پر سلام اے ابو **خبیب** ۳ خدا کی قسم میں تم کو اس سے منع کیا کرتا تھا خدا کی قسم میں تم کو اس سے منع کیا کرتا تھا خدا کی قسم تم کو اس سے منع کیا کرتا تھا۴ خدا کی قسم جہاں تک میں جانتا ہوں تم بہت روزہ نماز والے صلہ رحمی کرنے والے تھے ۵ خدا کی قسم جس گروہ کے نزدیک تم برے ہو وہ برا گروہ ہے ۶ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اچھا گروہ ہے ۷ پھر عبداللہ ابن عمر چلے گئے۔ پھر حجاج کو عبداللہ کے ٹھہرنے اور ان کی گفتگو کی خبر پہنچی تو ان کی لاش پر آدمی بھیجا وہ اپنی شاخ سے اتارے گئے پھر یہود کے قبرستان میں ڈال دیئے گئے ۸ پھر اس نے ان کی والدہ اسماء بنت ابو بکر کو بلوایا انہوں نے آنے سے انکار کیا اس نے دوبارہ قاصد سے کہلا بھیجا کہ یا تو میرے پاس آجاؤ ورنہ تمہارے پاس اس کو بھیجوں گا جو تم کو بالوں سے کھینچے گا ۹ فرماتے ہیں کہ انہوں نے انکار ہی کیا بولیں خدا کی قسم میں تیرے پاس نہیں آؤں گی حتی کہ میرے پاس اسے بھیجے جو میرے بال پکڑ کر مجھے گھسیٹے ۱۰ فرماتے ہیں وہ بولا میری جوتی ۱۱ دکھاؤ اس نے اپنی جوتی لی پھر اکڑتا ہوا چلا ۱۲ حتی کہ ان کے پاس پہنچ گیا بولا تم نے مجھے دیکھ لیا کہ میں نے اللہ کے دشمن سے کیسا سلوک کیا ہے آپ بولیں کہ میں نے تجھے دیکھا کہ تو نے ان کی دنیا ان پر بگاڑ دی اور انہوں نے تجھ پر تیری آخرت بگاڑ دی ۱۳ مجھے خبر پہنچی ہے کہ تو ان سے کہتا ہے کہ اے دو کمر بند

marfat.com

فَكُنْتُ بِهٖ اَرْفَعُ طَعَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَعَامَ اَبِيْ بَكْرٍ مِّنَ الدَّوَابِّ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَنِطَاقُ الْمَرْاَةِ الَّتِيْ لَا تَسْتَغْنِيْ عَنْهُ اَمَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا اَنَّ فِيْ ثَقِيْفٍ كَذَّابًا وَّمُبِيْرًا فَاَمَّا الْكَذَّابُ فَرَاَيْنَاهُ وَاَمَّا الْمُبِيْرُ فَلَا اِخَالُكَ اِلَّا اِيَّاهُ قَالَ فَقَامَ عَنْهَا فَلَمْ يُرَاجِعْهَا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

والی کے بیٹے خدا کی قسم میں دو کمر بند والی ہوں ان میں سے ایک تو ۱۴؎ اس سے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا اور حضرت ابوبکر کا کھانا جانوروں سے اٹھاتی تھی ۱۵؎ رہا دوسرا تو وہ ہی کمربند ہے جس سے عورت بے نیاز نہیں ہوتی آگاہ رہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی تھی کہ قبیلہ ثقیف میں ایک جھوٹا ہو گا اور ایک فسادی ہلاکت والا جھوٹا تو ہم نے دیکھ لیا رہا فسادی تو میں تجھے نہیں سمجھا مگر وہی ۱۶؎ راوی فرماتے ہیں کہ ان کے پاس سے اٹھ گیا انہیں کوئی جواب نہ دیا ۱۷؎ (مسلم)

(۵۷۳۹) ۱؎ سیدنا عبداللہ ابن زبیر کو حجاج ابن یوسف نے سولی پر چڑھایا۔ یہ واقعہ مکہ معظمہ میں ہوا مگر انہیں مدینہ منورہ کے راستہ پر سولی دی گئی اس لئے عقبۃ المدینہ ارشاد ہوا۔ بعد کو ان کی قبر مقام جیجون میں بنائی گئی۔ یہاں مرقات میں ہے کہ مکہ معظمہ میں جنت معلٰی کی تمام قبریں حتی کہ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کی قبر بھی حضرات اولیاء اللہ کے کشف سے بنائی گئی ہے تاریخی لحاظ سے ان کی قبروں کے مقامات کا پتہ نہیں چلتا ۲؎ حضرت عبداللہ ابن زبیر کو برسرراہ سولی پر لٹکایا گیا تھا لوگ گزرتے تھے اور ان کی لاش کو لٹکا ہوا دیکھتے تھے ان پر حضرت ابن عمر بھی گزرے ان کی لٹکی ہوئی لاش دیکھی ۳؎ حضرت ابن زبیر کے بڑے بیٹے کا نام خبیب تھا اس لئے آپ کی کنیت ابوخبیب ہے اس لئے معلوم ہوا کہ میت کو دفن سے پہلے بھی سلام کرنا جائز ہے اور تین بار سلام کرنا ثابت ہے۔ ۴؎ حضرت ابن زبیر نے اولاً تو یزید کی بیعت نہیں کی بلکہ بہت سے علاقہ پر خود حاکم بن گئے پھر مروان پھر عبدالملک ان میں سے کسی کی بیعت نہ کی تھی حتی کہ عبدالملک نے حجاج ابن یوسف کو آپ کے مقابل بھیجا۔ حجاج نے آپ کو قتل کرکے آپ کا سر مدینہ منورہ بھیج دیا اور جسم کو راستہ میں سولی پر لٹکا دیا۔ جو لشکر یزید نے مدینہ پر حملہ کرنے بھیجا تھا۔ جس نے وہاں قیامت ڈھادی وہ لشکر اس موقعہ پر مکہ معظمہ آیا اس نے حضرت ابن زبیر سے جنگ کرکے آپ کو قتل کیا۔ حضرت ابن عمر اسی کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں۔ کہ میں نے تم کو منع کیا تھا۔ کہ خلافت و امارت کے جھگڑوں میں نہ پڑو تم نے میری بات نہ مانی دیکھ لو اس کا انجام کیا ہوا (اشعہ) اس سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد لاشوں سے کلام سلام جائز ہے۔ حضور نے ابوجہل وغیرہ کی لاشوں سے صالح اور شعیب علیہ السلام نے عذاب شدہ کفار کی لاشوں سے کلام فرمایا ۵؎ یعنی جہاں تک مجھے علم ہے تم بڑے عابد و زاہد صحیح معاملات والے تھے۔ حضرت ابن زبیر بہت روزے رکھتے تھے۔ حتی کہ کبھی مسلسل پندرہ دن تک روزے رکھتے قائم اللیل تھے ۶؎ یعنی حجاج ابن یوسف کی قوم جو تم کو برا سمجھتی ہے وہ بدترین قوم ہے تم اچھے ہو وہ قوم ہی بری ہے حجاج ابن زبیر کو عدو اللہ یعنی اللہ کا دشمن کہتا تھا اس کی تردید میں آپ نے یہ فرمایا ۷؎ یہ عبارت یا تو راوی کی غلطی ہے یا آپ نے بطور تمسخریہ فرمایا کہ وہ بڑی اچھی جماعت ہے یعنی وہ اپنے کو اچھا سمجھتی ہے حالانکہ ہے بری ۸؎ سیدنا عبداللہ ابن عمر ان تمام جنگوں میں الگ تھلگ رہے تھے نیز حضرت عمر فاروق کے صاحبزادے بڑے متبع سنت علم و عمل کے جامع تھے ان وجوہ سے ان کا بڑا احترام تھا۔ جب حجاج کو پتہ چلا کہ حضرت ابن عمر نے یہ فرمایا ہے تو اسے خطرہ ہوا کہ اگر اب عبداللہ ابن زبیر کی لاش سولی پر رہی تو لوگوں میں زبردست اشتعال پیدا ہو

marfat.com

گا۔ ممکن ہے کہ لوگ بھڑک جاویں اور ملک میں فساد ہو جاوے۔ اس لئے آپ کی لاش یہود کے قبرستان میں ڈلوا دی۔ اب وہ قبرستان لاپتہ ہے پھر مسلمانوں نے ان کی لاش جنت معلی میں دفن کی۔ بہت عرصہ کے بعد (اشعہ) ۹۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ صدیقہ کی بہن حضور انور کی سالی ہیں، صحابیہ ہیں حجاج ظالم کو کسی کی بزرگی کا بھی لحاظ نہ تھا اس نے بی بی اسماء کو اپنے دربار میں حاضر کرنا چاہا۔ ۱۰۔ یعنی میں اپنی خوشی اپنے اختیار سے تیرے پاس نہیں آؤں گی ہاں اگر تو نے جبراً بلا لیا تو میں مجبور ہوں گی۔ ۱۱۔ سبت وہ جوتا جس پر بال نہ ہوں یعنی بال منڈے ہوئے چمڑے کی جوتی سبت بمعنی مونڈنا صاف کرنا بعض نے فرمایا کہ سبت ایک جگہ کا نام ہے۔ جسے سوق السبت کہتے ہیں عرب میں وہاں کا جوتا عام پہنا جاتا ہے۔ جیسے ہمارے ملک میں تلہ گنگ کا جوتا یا ہندوستان میں دہلی کا جوتا۔ ۱۲۔ توذف کے معنی ہیں قریب قریب قدم ڈال کر چلنا جیسا کہ متکبرین کا طریقہ ہے یعنی وہ اکڑتا مٹکتا ہوا چلا نہایت فخر و تکبر سے۔ ۱۳۔ اس بدنصیب نے حضرت اسماء سے تعزیت کرنے کی بجائے الٹا ان کو طعنہ دیا۔ ان کا جوان بیٹا شہید کیا اور پھر زخم دل پر یہ نمک چھڑکا اپنے دشمن کو اللہ کا دشمن کہا۔ یعنی اے اسماء تم نے دیکھ لیا کہ میں نے تمہارے بیٹے اللہ کے دشمن کو کس طرح تکالیف کے ساتھ شہید کیا۔ سبحان اللہ کیسا پیارا جواب دیا کہ تو نے انہیں شہید کرکے ان کی دنیا کی ختم کردی مگر انہوں نے تیرے ہاتھوں شہید ہو کر تجھے ظالم بنا کر تیری آخرت تباہ کردی۔ تجھے دوزخ کا مستحق بنا دیا۔ انہیں صرف پانچ منٹ کی تکلیف ہوئی تو دائمی عذاب کا مستحق ہو گیا **شعر:-**

☆ پنداشت ستمگر کہ ستم برما کرد ☆ برگردن او بماند برما بگذشت ☆

۱۴۔ حجاج مردود حضرت عبداللہ ابن زبیر کو ماں کی گالی دیتا تھا کہ اے دو کمر بند والی عورت کے بیٹے اس کا مقصد یہ تھا کہ تمہاری ماں لونڈی ہیں کہ مولٰی کی خدمت کے لئے اپنی کمر دو نالوں سے باندھتی ہیں تم لونڈی کے بیٹے ہو۔ آپ فرماتی ہیں کہ اے مردود یہ لقب میرے لئے باعث فخر ہے مجھے حضور کی طرف سے ایک خدمت کے صلہ میں بطور خطاب ملا ہے تو اسے میرے لئے بطور گالی بناتا ہے۔ ۱۵۔ اس عبارت کے دو مطلب بیان کئے گئے ہیں ایک یہ کہ دواب بمعنی کیڑے مکوڑے ہے اور ارفع کے معنی، میں محفوظ کرتی تھی۔ یعنی ہجرت کے دن میں نے اپنے کمر بند کے ایک ٹکڑے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر کا کھانا باندھا تھا تاکہ وہ مکھی مچھر وغیرہ سے محفوظ رہے حضور اپنے ساتھ لے جائیں دوسرے یہ کہ دواب سے مراد گھوڑے ہیں یعنی میں نے اپنے کمر بند سے کھانا باندھا تاکہ وہ گھوڑے کی پیٹھ سے گر نہ جائے (اشعہ) مگر پہلے معنی قوی ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب صدیق اپنے گھر سے ہجرت کے وقت گھوڑے پر سوار نہ تھے پیدل گئے تھے غار ثور سے نکل کر اونٹ پر سوار ہوئے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ لقب میرے لئے باعث فخر ہے میں نے اپنے کمر بند سے حضور انور کی خدمت کی تھی۔ کہ ہجرت کے وقت جلدی میں کوئی مجھے ڈوری یا چیز نہیں ملی تو میں نے اپنا کمر بند کاٹ کر اس سے حضور کے کھانے کا دسترخوان باندھ دیا دوسرا اپنے پاجامہ میں رکھا۔ حضور انور نے محبت میں فرمایا کہ تم ذات نطاقین یعنی دو کمر بند والی ہو۔ اس دن سے میرا لقب یہ ہی ہو گیا اور مجھے اس لقب پر ناز ہے۔ ۱۶۔ **مبیر** بنا ہے ابارۃ سے جس کا مادہ بور ہے بمعنی ہلاکت، **کنتم** قوما بورا۔ یہاں مراد ہے قاتل ظالم سفاک واقعی حجاج جیسا ظالم قاتل کوئی نہ ہوا ہو گا یعنی جھوٹا نبی مسیلمہ کذاب تو ہم سب نے دیکھ لیا اسے عہد صدیقی میں فنا بھی کر دیا مگر حسادی قاتل تو ہی معلوم ہوتا ہے چونکہ تو اسلامی لباس میں ہے اس لئے محفوظ و سلامت ہے۔ ۱۷۔ یہ حضرت اسماء کی کرامت ہی سمجھو کہ حجاج جیسے ظالم نے یہ سب کچھ سنا اور جواب نہ دیا چپکا چلا گیا۔ حضرت عبداللہ ابن زبیر کی شہادت کے دس دن بعد بی بی اسماء

marfat.com

کا انتقال ہو گیا۔ غالبًا اسی صدمہ میں آپ کی عمر شریف ایک سو برس ہوئی کوئی دانت نہ گرا تھا (مرقات)

وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَتَاهُ رَجُلَانِ فِيْ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا اِنَّ النَّاسَ صَنَعُوْا مَا تَرٰى وَاَنْتَ ابْنُ عُمَرَ وَصَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَخْرُجَ فَقَالَ يَمْنَعُنِيْ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيَّ دَمَ اَخِي الْمُسْلِمِ قَالَا اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ قَاتَلْنَا حَتّٰى لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ وَكَانَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ وَاَنْتُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تُقَاتِلُوْا حَتّٰى تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۷۴۰) روایت ہے حضرت نافع سے کہ حضرت ابن عمر کے پاس ابن زبیر کے فتنہ کے زمانہ میں دو آدمی آئے ا۔ بولے کہ لوگ جو کر رہے ہیں وہ آپ دیکھتے ہیں اور آپ حضرت عمر کے بیٹے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں آپ کو بغاوت سے کون چیز مانع ہے ۲۔ فرمایا کہ مجھے مانع یہ ہے کہ اللہ نے مجھ پر میرے مسلمان بھائی کا خون حرام کر دیا ۳۔ وہ بولے کہ کیا اللہ نے یہ نہ فرمایا کہ ان سے جنگ کرو حتی کہ فتنہ نہ رہے ۴۔ ابن عمر بولے کہ وہ جنگ تو ہم کر چکے حتی کہ فتنہ نہ رہا ۵۔ اور دین اللہ کا ہو گیا اور تم لوگ چاہتے ہو کہ جنگ کرو حتی کہ فتنہ ہو جاوے اور دین غیر اللہ کا ہو جاوے ۶۔ (بخاری)

(۵۷۴۰) ا۔ ابھی حضرت ابن زبیر شہید نہیں ہوئے تھے بلکہ حجاج سے جنگ کی تیاری تھی اس وقت ان دونوں نے حضرت عبداللہ ابن عمر سے یہ کہا۔ ۲۔ یعنی آپ امام المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور امیر المومنین فاروق اعظم کے فرزند آپ خلافت کے زیادہ مستحق ہیں۔ آپ خلافت کا اعلان فرمادیں اور حجاج کا مقابلہ کریں۔ یا کم از کم حضرت عبداللہ ابن زبیر کی امداد فرما دیں۔ ۳۔ یعنی ان جنگوں میں دو طرفہ مسلمان ہیں۔ میں جس کے ساتھ شریک ہوا تو میرے ہاتھ سے مسلمان ہی مارے جائیں گے اور قتل مسلم حرام ہے۔ خیال رہے کہ حضرت ابن عمران صحابہ سے ہیں جو ان تمام جنگوں کو فتنہ سمجھتے تھے اور ان سے علیحدگی میں عافیت و ثواب جانتے تھے۔ بعض صحابہ نے ان جنگوں کو بغاوت سمجھا وہ حکومت کے ساتھ شریک ہو گئے بعض نے حکومت کو غلط سمجھا وہ مخالفین کے ساتھ شریک ہوئے حضرت ابن عمر ہمیشہ ان تمام جنگوں میں علیحدہ رہے۔ ہر جماعت کے علیحدہ دلائل تھے۔ ان کا یہ اختلاف اجتہادی تھا ان میں سے کوئی گنہگار نہ تھا۔ ۴۔ یعنی اے ابن عمر یہ جنگ برحق ہے فتنہ مٹانے کے لئے ہے آپ ضرور اس میں شرکت کریں ۵۔ یعنی اس آیت میں فتنہ سے مراد شرک و کفر ہے۔ اور جنگ سے مراد ہے کفار سے جہاد یعنی ہم کفار سے جہاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں کر چکے اب یہ جنگیں مسلمانوں کی آپس میں ہیں جو نرا فساد ہیں۔ ۶۔ یعنی تمہاری لڑائیوں کا انجام یہ ہو گا کہ مسلمان کمزور پڑ جائیں گے۔ کافر حکومتیں تمہارے مقابل دلیر ہو جائیں گی۔ خطرہ ہے کہ اسلام کمزور ہو جائے گا یہ ملکی جنگ ہے دینی جہاد نہیں شعر:۔

☆ جنگ شاہاں فتنہ و غارت گری است ☆ جنگ مومن سنت پیغمبری است ☆

آپ کے کلام میں پہلے فتنہ سے مراد کفر اور اس دوسرے فتنہ سے مراد ہے امن سوزی یعنی گزشتہ جہاد دفع کے لئے تھے اور اب یہ قتال اسلام کی جڑیں ہلا دینے کے لئے ہے۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو

(۵۷۴۱) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ طفیل

marfat.com

الدَّوْسِيُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ دَوْسًا قَدْ هَلَكَتْ عَصَتْ وَاَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ فَظَنَّ النَّاسُ اَنَّهٗ يَدْعُوْا عَلَيْهِمْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَاْتِ بِهِمْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ابن عمرو دوسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ا۔ بولے کہ دوس تو ہلاک ہو گئے انہوں نے نافرمانی کی اور انکار کیا تو ان پر اللہ سے بددعا کریں لوگ سمجھے کہ حضور ان پر بددعا کریں گے مگر فرمایا الٰہی دوس کو ہدایت دے اور انہیں یہاں پہنچا دے ۲۔ (مسلم بخاری)

(۵۷۴۱) ا۔ طفیل ابن عمرو کا لقب ذوالنور ہے کیونکہ جب حضور نے انہیں اپنی قوم کی طرف نمائندہ بنا کر بھیجا تو ان کے عرض کرنے پر کہ میری نمائندگی کی کوئی نشانی عطا ہو' حضور نے ان کی پیشانی چمکا دی یہ نور آپ کے سامنے رہتا تھا پھر وہ نور ان کی لاٹھی میں منتقل ہو گیا وہ لاٹھی رات میں مشعل کی طرح چمکتی تھی۔ آپ نے اپنی قوم کو تبلیغ کی تو آپ کی تبلیغ پر حضرت ابو ہریرہ اور طفیل کے والد تو ایمان لائے والدہ ایمان نہ لائیں آپ خلافت صدیقی میں غزوہ یمامہ میں شہید ہوئے ۲۔ سبحان اللہ یہ ہے کرم کریمانہ کہ خود دوسی شخص اپنی قوم کی ہلاکت کے لئے بددعا چاہتے مگر رحمت والے محبوب انہیں دو دعائیں دیتے ہیں ایک ایمان کی دوسری ان کے مدینہ منورہ حاضر ہو کر حضور کو دیکھ کر صحابی بن جانے کی اللہ نے حضور کی یہ دونوں دعائیں قبول فرمائیں۔ یعنی الٰہی انہیں مومن بنا کر میرے پاس لا۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلٰثٍ لِاَنِّيْ عَرَبِيٌّ وَالْقُرْاٰنُ عَرَبِيٌّ وَكَلَامُ اَهْلِ الْجَنَّةِ عَرَبِيٌّ۔ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ)

(۵۷۴۲) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تین وجہ سے عرب سے محبت کرو ا۔ کیونکہ میں عربی ہوں قرآن عربی ہے اور جنتی لوگوں کی بولی عربی ہے ۲۔ (بیہقی شعب ایمان)

(۵۷۴۲) ا۔ عرب سے مراد عرب کے مومنین ہیں کفار عرب اور عرب کے یہود و نصاریٰ سے نفرت و عداوت ضروری ہے کہ یہ نفرت ان کے کفر سے ہے نہ کہ عربی ہونے سے مومنین عرب ہمارے سروں کے تاج ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسی ہیں ۲۔ یہاں مرقاۃ میں فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عربی قرآن مجید عربی جنتیوں کی زبان عربی قبر کا حساب عربی' زبان میں ہے' عربی زبان تمام زبانوں سے زیادہ فصیح زیادہ مختصر ہے۔ عرب نے حضور سے شریعت لی ہم کو پہنچائی۔ انہوں نے ہی کفار سے اولاً" جہاد کئے۔ انہوں نے ہی حضور کے اقوال و اعمال دیکھے اور سنے وہ اسلام کی اصل ہیں۔ انہوں نے ہی اطراف عالم میں اسلام پھیلایا۔ بدر و حنین بلکہ یرموک اور قادسیہ وغیرہ غزوات انہوں نے ہی جیتے وہ حضرت اسمٰعیل کی اولاد ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دوزخیوں کی عربی زبان نہیں ہو گی (مرقات) یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن وہ ہے جو عربی میں ہے۔ اس کے ترجمے قرآن نہیں نہ ان کی تلاوت نماز میں درست حضرت جبریل علیہ السلام نے جو قرآن حضور کو سنایا وہ عربی تھا بعض علماء فرماتے ہیں کہ مرتے ہی سب کی زبان عربی ہو جاتی ہے اس لئے قبر و حشر کے سارے کاروبار عربی میں ہوں گے اہل جنت کی زبان عربی ہی رہتی ہے۔ دوزخیوں کی زبان بدل جاتی ہے۔

marfat.com

بَابُ مَنَاقِبِ الصَّحَابَةِ حضرات صحابہ کے فضائل

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ پہلی فصل

مناقب جمع ہے منقبۃ کی ۔بمعنی فضیلت و بزرگی (مرقات) صحابہ جمع ہے صاحب کی یا صحابی کی ۔بمعنی ساتھی، شریعت میں صحابی وہ انسان ہے جو ہوش و ایمان کی حالت میں، حضور انور کو دیکھے یا صحبت میں حاضر ہوا اور ایمان پر اس کا خاتمہ ہو جاوے۔ اگر درمیان میں مرتد ہو گیا۔ پھر مسلمان ہو کر مراتب بھی صحابی ہے جیسے اشعس ابن قیس کے متعلق مشہور ہے (از اشعہ) جنات فرشتے یوں ہی حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ صحابی نہیں۔ صحابہ کی تعداد ان کے اقسام ہم ابھی کچھ پہلے عرض کر چکے ہیں۔ صحابی تمام جہان کے مسلمانوں سے افضل، روئے زمین کے سارے ولی غوث قطب ایک صحابی کے گرد قدم کو نہیں پہنچتے، صحابہ میں خلفاء راشدین بہ ترتیب خلافت افضل ہیں۔ پھر عشرہ مبشرہ پھر بدر والے پھر بیعت رضوان والے، پھر صاحب تبلیغین، کوئی صحابی فاسق نہیں سب عادل ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ **والزمهم كلمة التقوى وكانوا احق بها** اور فرماتا ہے۔ **وكره اليكم الكفرو الفسوق والعصيان** صحابہ کے متعلق پوری بحث ہماری کتاب امیر معاویہ میں دیکھو۔

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِيْ فَلَوْاَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَّا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۷۴۳) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے فرماتے ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے صحابہ کو برا نہ کہو کیونکہ اگر تم میں کا کوئی احد (پہاڑ) بھر سونا خیرات کرے تو ان کے ایک کے نہ مد کو پہنچے نہ آدھے کو۔ (مسلم بخاری)

(۵۷۴۳) ۱ے چار مد کا ایک صاع ہوتا ہے اور ایک صاع ساڑھے چار سیر کا تو مد ایک سیر آدھ پاؤ ہوا۔ یعنی میرا صحابی قریباً سوا سیر جو خیرات کرے اور ان کے علاوہ کوئی مسلمان خواہ غوث و قطب ہو یا عام مسلمان پہاڑ بھر سونا خیرات کرے تو اس کا سونا قرب الٰہی اور قبولیت میں صحابی کے سوا سیر کو نہیں پہنچ سکتا۔ یہ ہی حال روزہ نماز اور ساری عبادات کا ہے۔ جب مسجد نبوی کی نماز دوسری جگہ کی نمازوں سے پچاس ہزار گنا ہے۔ تو جنہوں نے حضور کا قرب اور دیدار پایا۔ ان کا کیا پوچھنا اور ان کی عبادات کا کیا کہنا۔ یہاں قرب الٰہی کا ذکر ہے جس حدیث میں ہے کہ آخر زمانہ کے فلاں جہاد کے مجاہدین کی ایک جماعت کو فی کس پچاس صحابہ کے برابر ثواب ملے گا۔ وہاں ثواب کا ذکر ہے۔ قرب اور درجہ کا ذکر نہیں درجہ اور ثواب میں بڑا فرق ہے۔ اگر کسی سپاہی کو بادشاہ انعام دے دے تو وہ وزیر اعظم کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت صحابہ کا ذکر ہمیشہ خیر سے ہی کرنا چاہیے کسی صحابی کو ہلکے لفظ سے یاد نہ کرو، یہ حضرات وہ ہیں جنہیں رب نے اپنے محبوب کی صحبت کے لئے چنا۔ مہربان باپ اپنے بیٹے کو بروں کی صحبت میں نہیں رہنے دیتا تو مہربان رب نے اپنے نبی کو بروں کی صحبت میں رہنا کیسے پسند فرمایا۔ **شعر:۔**

☆ رسول اللہ طیب ان کے سب ساتھی بھی طاہر ہیں ☆ چنیدہ بہرپا کاں حضرت فاروق اعظم ہیں ☆

وَعَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَفَعَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَآءِ وَكَانَ كَثِيْرًا

(۵۷۴۴) روایت ہے حضرت ابو بردہ سے وہ اپنے والد سے راوی ۱ے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا

marfat.com

مِمَّا يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ النُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي فَإِذَا ذَهَبْتُ أَنَا أَتَى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

اور آپ بہت دفعہ اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاتے تھے ۲۔ فرمایا کہ تارے آسمان کے لئے امان ہیں جب تارے جاتے رہیں گے تو آسمان کو وہ پہنچے گا ۳۔ جس کا وعدہ ہے اور میں اپنے صحابہ کے لئے امان ہوں ۴۔ تو جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ پر وہ گزرے گا جس کا ان سے وعدہ ہے ۵۔ اور میرے صحابہ میری امت کے لئے امان ہیں تو جب میرے صحابہ چلے گئے تو میری امت کو وہ پہنچے گا جس کا ان سے وعدہ ہے ۶۔ (مسلم)

(۵۷۴۴) ا۔ یعنی حضرت ابو موسیٰ اشعری سے ابو بردہ انہیں کے فرزند ہیں ۲۔ حضور انور کا اکثر آسمان کو دیکھنا یا تو انتظار وحی میں ہوتا تھا یا اس لئے کہ آپ کا وطن اصلی وہ ہی ہے۔ یا اس لئے کہ حضور کو انوار **غیبیہ** اور عالم بالا کی چیزیں نظر آتی تھیں۔ ۳۔ قیامت میں پہلے آسمان سے تارے جھڑیں گے پھر آسمان پھٹیں گے جب تک تارے آسمان پر ہیں آسمان پھٹنے سے امن میں ہے فرماتا ہے۔ **واذا النجوم انکدرت**۔ ۴۔ اس طرح کہ میری موجودگی میں وہ حضرات آپس کے جنگ و قتال وغیرہ آفات سے محفوظ ہیں۔ ۵۔ خیال رہے کہ صدیقی فاروقی زمانہ میں جو صحابہ میں امن و امان رہا وہ حضور ہی کا فیض تھا سورج ڈوبنے کے بہت بعد تک شفق رہتی ہے وہ سورج ہی کی روشنی ہوتی ہے خلافت عثمانی کے نصف تک امن رہی پھر دنیاوی فتنے بہت پھیلے بلکہ عثمان غنی کی شہادت سے فتنوں کا دروازہ کھل گیا ۶۔ یعنی صحابہ کے بعد دینی فتنے اسلامی فرقے اور بدعات مسلمانوں میں بہت پھیل جائیں گی۔ صحابہ کرام کے زمانہ میں اگرچہ فتنے ہوئے مگر مسلمانوں کا دین ایسا نہ بگڑا تھا جیسا کہ بعد میں بگڑا اور اب اس زمانہ کا تو پوچھنا ہی کیا ہے اللہ محفوظ رکھے **ما یوعدون** سے مراد ہے خیر اور خیر والوں کا اٹھ جانا' شر اور شر والوں کا پھیل جانا اسی لئے حضور انور نے فرمایا اصحابی کالنجوم میرے صحابہ آسمان ہدایت کے تارے ہیں۔

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُو فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيَقُولُونَ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُو فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُو فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ

(۵۷۴۵) روایت ہے حضرت ابو سعید الخدری سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا ا۔ کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو لوگ کہیں گے کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہو تو کہیں گے کہ ہاں پھر انہیں فتح دی جاوے گی ۲۔ پھر لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا تو لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو کہا جاوے گا کہ تم میں وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ رہا ہو لوگ کہیں گے ہاں پھر انہیں فتح دی جاوے گی پھر لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی تو کہا جاوے گا کہ کیا تم میں وہ ہے جو ان کے ساتھ رہا ہو جو رسول

marfat.com

فَيُقَالُ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُبْعَثُ مِنْهُمُ الْبَعْثُ فَيَقُولُونَ انْظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ فِيكُمْ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُوجَدُ الرَّجُلُ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّانِي فَيَقُولُونَ هَلْ فِيهِمْ مَنْ رَأَى أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّالِثُ فَيُقَالُ انْظُرُوا هَلْ تَرَوْنَ فِيهِمْ مَنْ رَأَى مَنْ رَأَى أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَكُونُ الْبَعْثُ الرَّابِعُ فَيُقَالُ انْظُرُوا هَلْ تَرَوْنَ فِيهِمْ أَحَدًا رَأَى مَنْ رَأَى أَحَدًا رَأَى أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُوجَدُ الرَّجُلُ فَيُفْتَحُ لَهُ۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ رہے لوگ کہیں گے ہاں تو انہیں فتح دی جاوے گی ۳۔ (مسلم و بخاری) اور مسلم کی روایت میں ہے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ ان میں سے ایک لشکر بھیجا جاوے گا تو کہیں گے کہ دیکھو کیا تم اپنے میں کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی پاتے ہو تو ایک صحابی پائے جائیں گے تو انہیں فتح دی جاوے گی ۴۔ پھر دوسرا لشکر بھیجا جاوے گا تو کہیں گے کیا ان میں کوئی ایسا ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو دیکھا ہو ۵۔ پھر انہیں فتح دی جاوے گی پھر تیسرا لشکر بھیجا جاوے گا تو کہا جائے گا کہ دیکھو کیا تم ان میں وہ شخص دیکھتے ہو جس نے اسے دیکھا ہو جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والے کو دیکھا ہو پھر چوتھا لشکر ہو گا تو کہا جاوے گا کہ دیکھو کیا تم ان میں کوئی ایسا دیکھتے ہو جس نے اسے دیکھا ہو جس نے اسے دیکھا ہو جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے تو ایک شخص پایا جائے گا تب اسے فتح دی جاوے گی ۶۔

(۵۷۴۵) ا۔ اس زمانہ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کا زمانہ ہے جو زمانہ صحابہ کو بھی شامل ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے ۲۔ یعنی غازی لوگ ان صحابی کے توسل سے بارگاہ الٰہی میں دعا فتح کریں گے اور انہیں فتح نصیب ہو گی، یا صحابی کی صرف شرکت جہاد سے مطمئن اور خوش دل ہو جائیں گے ان کے وجود سے اللہ کی رحمت کی امید قوی کریں گے ۳۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے بعد صحابہ کے طفیل سے پھر صحابہ کے بعد تابعین کے طفیل سے پھر تابعین کے بعد تبع تابعین کے طفیل سے ان کے وسیلہ سے جہادوں میں فتح کی دعائیں کی جائیں گی اور فتح نصیب ہو گی اس حدیث سے توسل اولیاء کا ثبوت ہوا اور یہ کہ اولیاء اللہ کے وسیلہ سے اللہ کی رحمتیں آتی ہیں جہادوں میں فتح نصیب ہوتی ہے لکڑی کے طفیل لوہا بھی تر جاتا ہے۔ قرآن کریم سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ بزرگوں کے تبرکات، عمامہ، نعلین، بال، لباس وغیرہ کے ذریعہ فتح نصیب ہوتی ہے۔ فرماتا ہے۔ **ان ایته ملکه ان یاتیکم التابوت فیه سکینة من ربکم وبقیة مما ترک ال موسی وال هٰرون** دیکھو رب نے طالوت کے ساتھی اسرائیلیوں کے لئے ایک جہاد میں حضرت موسیٰ و ہارون کے تبرکات عمامہ، جوتا وغیرہ ایک صندوق میں رکھے ہوئے بھیجے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں سے نسبت بڑی چیز ہے اگرچہ نسبت دور ہی کی ہو حضرت جبریل علیہ السلام کی گھوڑی کی ٹاپ کے نیچے کی خاک سے سامری کے سونے کے بچھڑے میں جان پڑ گئی جو قرآن مجید سورہ طٰہٰ میں بالتفصیل مذکور ہے۔ **قبضت قبضة من اثر الرسول** الخ ۴۔ یعنی اس ایک صحابی کی برکت سے ان کے توسل دعا سے فتح نصیب ہو گی یہ مطلب نہیں کہ ان صحابی کی شجاعت، بہادری سے فتح ہو گی۔ ۵۔ یعنی کسی تابعی کو جہاد میں ساتھ لے لو یا ان کے توسل سے دعاء فتح کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ وسیلہ کے

marfat.com

لئے اولیاء اللہ کی تلاش کرنا سنت مسلمین ہے۔ حضور انور کو محبوب ہے۔ ۶۔ اس حدیث کی وجہ سے بعض لوگوں نے کہا ہے جیسے صحابیت کے لئے صرف ایک نظر حضور کے چہرہ پر یا ایک آن کی صحبت کافی ہے ایسے ہی تابعیت کے لئے صحابی کو ایک نظر دیکھ لینا یا ایک آن ان کی صحبت میں رہنا کافی ہے ایسے ہی تبع تابعیت کے لئے مگر حق یہ ہے کہ صحابیت کے لئے تو حضور کو ایک نظر دیکھنا کافی ہے مگر تابعیت کے لئے بہت عرصہ صحابی کی صحبت میں رہنا ضروری ہے (اشعہ) خیال رہے کہ سارے تابعی یا تبع تابعی عادل و ثقہ نہیں ان میں فساق و فجار بھی ہیں۔ اور ابرار و اخیار بھی' یزید' حجاج وغیرہم تابعی ہیں مگر ہزارہا فاسقوں کے ایک فاسق ہیں خیال رہے کہ اولیاء اللہ سے توسل تاقیامت جاری رہے گا حضور انور نے فرمایا کہ چالیس ابدال کی برکت سے بارشیں ہوں گی نیز وفات یافتہ بزرگوں کا وسیلہ بھی حق ہے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ نے حضور کے روضہ انور کی چھت کھلوادی جس سے بارش ہوئی یہاں منشایہ ہے کہ جس لشکر میں صحابی یا تابعی ہوں تو ان کی برکت سے اللہ فتح دیتا ہے۔ بہرحال یہ حدیث وفات یافتہ بزرگوں سے توسل کے خلاف نہیں۔

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ اُمَّتِىْ قَرْنِىْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ اِنَّ بَعْدَهُمْ قَوْمًا يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَ يَنْذُرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ وَ فِىْ رِوَايَةٍ وَيَحْلِفُوْنَ وَلَا يُسْتَحْلَفُوْنَ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِىْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَخْلُفُ قَوْمٌ يُحِبُّوْنَ السَّمَانَةَ ۔

(۵۷۴۶) روایت ہے حضرت عمران ابن حصین سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت میں بہترین میرا گروہ ہے ۱۔ پھر وہ لوگ جو اس سے قریب ہوں پھر وہ جو ان سے قریب ہوں ۲۔ پھر ان کے بعد ایسی قوم ہو گی جو گواہی دے گی حالانکہ گواہ بنائی نہ جائے گی ۳۔ خیانت کرے گی امانت نہ کرے گی ۴۔ اور نذر مانے گی اور نذر پوری نہ کرے گی ۵۔ اور ان میں موٹاپا ظاہر ہو گا اور ایک روایت میں ہے کہ قسم کھائیں گے حالانکہ قسم نہ لئے جائیں گے ۶۔ (مسلم بخاری) اور مسلم کی روایت میں حضرت ابو ہریرہ سے ہے کہ پھر ان کے پیچھے ایسے لوگ آئیں گے جو موٹاپا پسند کریں گے ۷۔

(۵۷۴۶) ۱۔ قرن کے لفظی معنی ہیں ملنا اسی سے ہے اقتران اور قرین اصطلاح میں زمانہ کو بھی قرن کہتے ہیں اور زمانہ والوں کو بھی جو بیک وقت موجود ہوں یہاں قرن ۔ بمعنی اہل زمانہ ہیں یعنی ساتھی اس لئے آگے ہے **ثم الذین یلونهم** قرن ۔ بمعنی زمانہ میں گفتگو ہے کہ کتنے زمانہ کو قرن کہتے ہیں بعض نے کہا چالیس سال بعض نے کہا اسی سال بعض نے کہا سو سال قوی یہ ہی ہے قرن ۲۔ یہاں پہلے قرن سے مراد صحابہ کرام ہیں دوسرے سے مراد تابعین تیسرے سے مراد تبع تابعین ہیں خیال رہے کہ زمانہ صحابہ حضور کی ظہور نبوت سے ایک سو بیس سال تک رہا یعنی قریباً ۱۰۰ سو ہجری تک اور زمانہ تابعین ۱۰۰ سے ۱۷۰ ایک سو ستر تک اور زمانہ تبع تابعین ۱۷۰ سے ۲۲۰ دو سو بیس تک اس کے بعد مسلمانوں میں بڑے فتنے۔ تفرقہ بازیاں شروع ہو گئیں۔ معتزلہ' فلاسفہ' جہمیہ وغیرہ فرقے بعد ہی کی پیداوار ہیں بدعات کا زور بعد ہی میں ہوا۔ ۳۔ اس فرمان عالی کے بہت مطالب بیان کئے گئے ہیں مگر آسان اور قوی مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ واردات کے موقعہ پر موجود نہ کئے گئے ہوں گے بلائے نہ گئے ہوں گے مگر قاضی کے ہاں گواہی دیں

marfat.com

گے یعنی جھوٹی گواہی جیسا کہ آج کل دیکھا جارہا ہے کہ کچہریوں میں لوگ مقدمہ والوں سے پوچھتے پھرتے ہیں کہ کیا تمہیں گواہ چاہئیں تو ہم حاضر ہیں اتنے روپیہ دو جو بتاؤ اس کی گواہی دے دیں لہٰذا یہ فرمان عالی اس حدیث کے خلاف نہیں کہ اچھے گواہ وہ ہیں جو بغیر بلائے گواہی دیں وہاں سچی گواہی مراد ہے۔ ۴؎ یعنی وہ لوگ امین نہ ہوں گے خائن ہوں گے یا وہ لوگ خائن ہوں گے انہیں کوئی امین نہ بنائے گا اپنی امانت ان کے سپرد نہ کرے گا جانتا ہوگا کہ یہ خائن ہے۔ ۵؎ یعنی مانی ہوئی نذریں پوری نہ کریں گے۔ معلوم ہوا کہ نذر پوری کرنا بڑا ضروری ہے رب فرماتا ہے **یوفون بالنذر ویخافون یوما کان شره مستطیرا**۔ خیال رہے کہ زیادہ نذریں ماننا اچھا نہیں مگر مانی ہوئی نذر کا پورا کرنا بہت ضروری ہے یہ شرعی نذر کا حکم ہے لغوی نذر جو اولیاء اللہ کے نام کی ہو اس کا پورا کرنا بہتر ہے۔ فرض نہیں۔ جیسے میلاد شریف یا گیارہویں شریف کی نذریں ماننا اس کی بحث ہماری کتاب جاء الحق میں دیکھو۔ یعنی وہ لوگ بہت عیش و آرام میں رہیں گے کام کاج کریں گے نہیں۔ جس سے موٹے ہو جائیں گے۔ انہیں موٹا ہونا بہت پسند ہوگا۔ قدرتی موٹاپے کا یہاں ذکر نہیں ہے یا یہ مطلب ہے کہ جھوٹی شیخی مارا کریں گے۔ یا یہ مطلب ہے کہ بہت مالدار ہونا پسند کریں گے تاکہ موٹے تازے رہیں وہ جو حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالٰی موٹے عالم کو پسند کرتا ہے وہاں بھی موٹاپے سے یہ ہی احتمالات ہیں (مرقات) ۶؎ یعنی بہت قسم کھانے کے عادی ہوں گے بلاوجہ قسمیں کھایا کریں گے جیسا کہ اب بھی بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ قسم پہلے بات پیچھے یا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ بے اعتبارے جھوٹے ہوں گے اپنا اعتبار دلانے کے لئے بات بات پر قسم کھایا کریں گے۔ پھر بھی لوگوں کو ان کا اعتبار نہ ہوگا۔ خیال رہے کہ بہت قسمیں کھانے سے روزی گھٹتی ہے یہ تو سچی قسموں کا اثر ہے۔ پھر جھوٹی قسموں کا کیا حال ہوگا۔ (دیکھو شامی) ۷؎ سمانت کے تین معنی ابھی ہم نے عرض کر دیئے۔ عیش و آرام سے حاصل کیا ہوا موٹاپا جھوٹی شیخی مالداری۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْرِمُوْا اَصْحَابِىْ فَاِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَظْهَرُ الْكَذِبُ حَتّٰى اَنَّ الرَّجُلَ لَيَحْلِفُ وَلَا يُسْتَحْلَفُ وَيَشْهَدُ وَلَا يُسْتَشْهَدُ اَلَا مَنْ سَرَّهٗ بَحْبُوْحَةُ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْفَذِّ وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ اَبْعَدُ وَلَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ ثَالِثُهُمْ وَمَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهٗ وَسَاءَتْهُ سَيِّئَتُهٗ فَهُوَ مُؤْمِنٌ۔ (رواه)

(۵۷۴۷) روایت ہے حضرت عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے صحابہ کی عزت کرو کیونکہ وہ تمہارے بہترین ہیں ۱؎ پھر وہ جو ان کے قریب ہیں پھر وہ جو ان کے قریب ہیں ۲؎ پھر جھوٹ ظاہر ہوگا حتی کہ آدمی قسم کھائے گا حالانکہ قسم لیا نہ جاوے گا اور گواہی دے گا حالانکہ گواہی لیا نہ جاوے گا آگاہ رہو کہ جو جنت کا وسط چاہے وہ جماعت کو مضبوط پکڑے ۳؎ کیونکہ شیطان اکیلے کے ساتھ ہوتا ہے ۴؎ اور وہ دو سے دور رہتا ہے ۵؎ کوئی شخص کسی اجنبی عورت سے خلوت نہ کرے کیونکہ شیطان ان کا تیسرا ہوتا ہے ۶؎ اور جس کو اس کی نیکی خوش کرے اور اس کی برائی غمگین کرے تو وہ مومن ہے ۷؎۔

marfat.com

(۵۷۴۷) ۱۔ جن صحابہ نے حضور انور کی صحبت پائی حضور سے علم و عمل حاصل کئے حضور کی تربیت پائی وہ تو انسان کیا فرشتوں سے بڑھ گئے۔ مگر جن کی صرف ایک نظر جمال جہاں آرا پر پڑ گئی انہیں ایمان شہودی حاصل ہو گیا۔ حضور کے جمال پر ایک نظر وہ کام کرتی ہے جو عمر بھر کے چلے خلوتیں عبادتیں نہیں کر سکتیں کوئی اس جیسا نہیں ہو سکتا (از اشعۃ اللمعات) ۲۔ یعنی تابعین و تبع تابعین بعد والوں سے افضل ہیں کہ ان میں اکثر عادل یا مستور الحال ہیں فاسق تھوڑے مگر ان کے بعد لوگ اس کے برعکس ہیں کہ ان میں فاسق زیادہ عادل کم ہیں بلکہ ان زمانوں کے فاسقوں میں جتنی حمیت دینی تھی بعد کے بعض عادلوں میں اتنی نہیں غیرت ایمان برابر گھٹ رہی ہے جیسا کہ آگے ارشاد ہے۔ محمد ابن قاسم کا سندھ فتح کرنا حجاج ابن یوسف کی ایک غیرت اسلامی کی بنا پر ہوا ۳۔ یعنی جماعت صحابہ کے عقیدے اختیار کرے ان کے سے اعمال کرنے کی کوشش کرے نیز عامۃ المومنین کی راہ چلے ہمیشہ عام مسلمانوں کی راہ چلے تا ابد بڑا گروہ اہل سنت والجماعت ہی کا رہے گا۔ اسی لئے اس کے نام میں جماعت داخل ہے اہل سنت والجماعت۔ ۴۔ یعنی جو عقائد و اعمال میں مسلمانوں کی جماعت سے الگ رہا وہ شیطان کا ساتھی ہے دوزخی ہے۔ ۵۔ شیطان انسان کا بھیڑیا ہے اور بھیڑیا بکریوں کے گلہ پر حملہ کم کرتا ہے دور والی یا کنارے والی بکری کو جلد پھاڑتا ہے یہ مضمون کتاب الاعتصام میں گزر چکا۔ ۶۔ عورت سے مراد اجنبی عورت ہے لہٰذا اپنی ذی رحم ماں، بہن بیٹی ساری ذی رحم محرمہ یوں ہی اپنی بیوی اس حکم میں داخل نہیں بلکہ جو عورت صرف محرمہ تو ہو کہ اس سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو مگر ذی رحم نہ ہو جیسے ساس اس سے بھی خلوت بہتر نہیں جب کہ وہ جوان ہو (دیکھو شامی) خیال رہے کہ دودھ کے بھائی، بہن دودھ کے چچا تائے سے پردہ فرض نہیں مگر خلوت ان سے بھی بہتر نہیں جبکہ دونوں جوان ہوں کیونکہ وہ اگرچہ محرم تو ہیں مگر ذی رحم نہیں۔ ۷۔ یعنی علامت ایمان یہ ہے کہ آدمی کو اپنی برائیاں اپنے گناہ برے معلوم ہوں ان پر وہ غم کرے اور اپنی نیکیاں اچھی معلوم ہوں ان پر خوشی کرے اس کا دل مفتی ہوتا ہے جو اسے برے بھلے کاموں کا فتویٰ دیتا رہتا ہے اللہ ایسا ایمان نصیب کرے مصنف کو اس حدیث کا حوالہ نہیں ملا یہ حدیث نسائی شریف کی ہے اس کی اسناد کے سارے راوی قوی ہیں سواء ابراہیم ابن حسن **خثعمی** کے کہ اس سے مسلم بخاری نے احادیث نہیں لیں مگر وہ بھی ثقہ ہیں لہٰذا حدیث صحیح ہے اور اس مضمون کی احادیث احمد ابن حبان، طبرانی، حاکم، بیہقی نے بھی روایت کیں (مرقات)

وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِيْ اَوْ رَاٰى مَنْ رَاٰنِيْ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۷۴۸) روایت ہے حضرت جابر سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا اس مسلمان کو آگ نہ چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا ۱۔ (ترمذی)

(۵۷۴۸) ۱۔ یعنی جس نے بحالت ایمان مجھے دیکھا اور ایمان پر ہی اس کا خاتمہ ہوا وہ دوزخ سے محفوظ رہے گا لہٰذا جو لوگ حضور انور کے بعد مرتد ہو کر مرے وہ اس بشارت سے علیحدہ ہیں یوں ہی جن لوگوں کو اخلاص سے صحابہ کرام کی صحبت نصیب ہوئی ان کی خدمات میسر ہوئیں وہ بھی دوزخ سے محفوظ ہیں ہم صحابیت اور تابعی کا فرق پہلے بیان کر چکے ہیں کہ صحابی کے لئے ایک نظر جمال مصطفوی دیکھ لینا کافی ہے مگر تابعیت کے لئے صحابی کی صحبت خدمت ضروری ہے اس فرمان عالی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالٰی انہیں نیک اعمال کرنے برے اعمال سے بچنے یا ان سے توبہ کرنے کی توفیق دے گا۔ جس سے وہ دوزخ سے بچ جائیں گے عوام میں مشہور ہے کہ جو پاک پٹن شریف میں حضرت بابا گنج شکر فرید الدین کے مقبرہ کے بہشتی دروازے میں داخل ہو جاوے وہ جنتی ہے وہاں بھی مطلب یہ ہے کہ خدا تعالٰی اسے جنتی اعمال کی توفیق دے گا اور اس دروازے میں داخلہ کی برکت سے گزشتہ گناہ صغیرہ معاف فرما

marfat.com

دے گا گناہ کبیرہ سے بچنے کی توفیق دے گا رب فرماتا ہے **ادخلوا الباب سجدا وقولو حطة نغفرلكم خطيكم** یہ مطلب نہیں کہ ان لوگوں کے لئے گناہ حلال ہو گئے۔ مولانا فرماتے ہیں **شعر**:۔

☆ گفت طوبیٰ من رانی مصطفیٰ ☆ والذی ـبصر لمن وجهی یرا ے ☆

☆ جن اکھیاں نے دلبرد یکھیا او ہ اکھیاں تک لیاں ☆ توں ملیوں تے ساجن ملیا ہن آسان لگ گیاں ☆

حضور کو دیکھنے والی آنکھ کی زیارت بھی بہشتی ہونے کا ذریعہ ہے۔ احمد اور ابن حبان نے اور عبدالحمید نے بروایت حضرت ابن عمر حدیث نقل فرمائی۔ **طوبى لمن رانى وامن بى وطوبى لمن لم يرانى وامن سبع مرات** (مرقات) جو مجھے دیکھ کر مجھ پر ایمان لائے اسے ایک بار مبارک اور جو مجھے بغیر دیکھے ایمان لائے اسے سات بار مبارک خیال رہے کہ سارے صحابہ جنتی ہیں مگر عشرہ مبشرہ وہ ہیں جنہیں ایک حدیث نے جمع فرمایا ورنہ سارے صحابہ جنتی ہیں عشرہ مبشرہ یہ ہیں۔

☆ دہ یار بہشتی اند قطعی ☆ ابوبکر و عمر علی و عثمان ☆

☆ سعد است و سعید و بوعبیدہ ☆ طلحہ زبیر و عبدالرحمٰن ☆

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِىْ اَصْحَابِىْ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِىْ اَصْحَابِىْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِىْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّىْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِىْ اَبْغَضَهُمْ وَمَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِىْ وَمَنْ اٰذَانِىْ فَقَدْ اٰذَى اللّٰهَ وَمَنْ اٰذَى اللّٰهَ فَيُوْشِكُ اَنْ يَّاْخُذَهٗ (رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۵۷۴۹) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مغفل سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے صحابہ کے متعلق اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے بعد انہیں نشانہ نہ بناؤ کیونکہ جس نے ان سے محبت کی تو میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا۱ اور جس نے انہیں ستایا اس نے مجھے ستایا اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے پکڑے ۲۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۷۴۹) ۱؎ یعنی میرے صحابہ سے بغض مجھ سے بغض ہے تو اس کے برعکس صحابہ سے محبت مجھ سے محبت ہے صحابہ کی شان تو بہت اونچی ہے، مدینہ طیبہ کے خاروخار سے محبت وہاں کے جانوروں وہاں کے کتوں سے محبت حضور انور سے محبت کا ذریعہ بھی ہے اور اس کا نتیجہ بھی ہے۔ حضرت امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہ مدینہ منورہ میں ایک دعوت میں کھانا کھا رہے تھے کہ ایک کتا آ گیا کسی نے لاٹھی ماری جس سے اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی آپ کھانا چھوڑ کر بھاگے یہ کہتے ہوئے کہ ارے یہ مدینہ کا کتا ہے اسے نہ مارو۔ کتے کو گود میں اٹھالیا اپنی پگڑی پھاڑ کر اس کی ٹانگ سے باندھی گھر لائے علاج کرایا۔ عشق سب کچھ کرالیتا ہے مجنوں سے پوچھو کہ لیلیٰ کے کتے کی شان کیا ہے۔ ۲؎ یعنی صحابہ کرام میں سے کسی کو ستانا درحقیقت مجھے ستانا ہے امام مالک فرماتے ہیں کہ صحابہ کو برا کہنے والا قتل کا مستحق ہے کہ اس کا یہ عمل عداوت رسول کی دلیل ہے (مرقاۃ) اور عداوت رسول عداوت رب ہے ایسا مرد دوزخ ہی کا مستحق ہے۔

marfat.com

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ اَصْحَابِیْ فِیْ اُمَّتِیْ کَالْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ لَا یَصْلُحُ الطَّعَامُ اِلَّا بِالْمِلْحِ قَالَ الْحَسَنُ فَقَدْ ذَھَبَ مِلْحُنَا فَکَیْفَ نَصْلُحُ۔
(رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ)

(۵۷۵۰) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے صحابہ کی مثال میری امت میں کھانے میں نمک کی سی ہے کہ کھانا بغیر نمک کے درست نہیں ہوتا۱ حسن نے فرمایا کہ ہمارا نمک تو چلا گیا ہم کیسے درست ہوں۲۔ (شرح سنہ)

(۵۷۵۰) ۱۔ یعنی جیسے نمک ہوتا ہے تھوڑا مگر سارے کھانے کو درست کردیتا ہے ایسے ہی میرے صحابہ میری امت میں ہیں تھوڑے مگر سب کی اصلاح انہی کے ذریعہ سے ہے۔ ریل کا پہلا ڈبہ جو انجن سے متصل ہے وہ ساری ریل کو انجن کا فیض پہنچاتا ہے انجن سے وہ کھنچتا ہے اور سارے ڈبہ اس کے ذریعہ کھنچتے ہیں۔ ۲۔ خواجہ حسن بصری فرماتے ہیں کہ اب ہم حضرات صحابہ کا دیدار کیسے کریں ان سے روایات کیسے لیں ان سے حضور کے حالات کیسے پوچھیں وہ تو چلے گئے اصلاح سے مراد ہے مزید اریعنی ہمارے اندر وہ لذت سوز و گداز کیسے پیدا ہو وہ حضرات نہ رہے خیال رہے کہ خواجہ حسن بصری کے زمانہ میں ایک سو دس صحابہ موجود تھے مگر چونکہ اب ان کا زمانہ ختم ہو رہا تھا اس لئے آپ یہ افسوس فرما رہے تھے (اشعہ)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِیْ یَمُوْتُ بِاَرْضٍ اِلَّا بُعِثَ قَائِدًا وَّنُوْرًا لَّھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَذُکِرَ حَدِیْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ لَا یُبَلِّغُنِیْ اَحَدٌ فِیْ بَابِ حِفْظِ اللِّسَانِ

(۵۷۵۱) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن بریدہ سے وہ اپنے والد سے روایت فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرا کوئی صحابی کسی زمین میں وفات نہیں پاتا مگر وہ قیامت کے دن ان کا پیشرو ان کا نور ہوگا۱ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے اور ابن مسعود کی حدیث کہ مجھے کوئی نہ پہنچائے الخ زبان کی حفاظت کے باب میں ذکر کردی گئی۲۔

(۵۷۵۱) ۱۔ یعنی جس سرزمین میں میرے کسی صحابی کی وفات و دفن ہوں گے قیامت کے دن اس سرزمین کے سارے مسلمان ان صحابی کے جلو میں محشر کی طرف چلیں گے اور یہ صحابی ان سب کے لئے روشن شمع ہوں گے ان کی روشنی میں سارے لوگ قبروں سے محشر تک اور محشر سے جنت تک پل صراط وغیرہ سے ہوتے ہوئے پہنچیں گے۔ ۲۔ یعنی مصابیح میں وہ حدیث یہاں تھی ہم نے مناسبت کا لحاظ رکھتے ہوئے باب حفظ اللسان میں بیان کردی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ — تیسری فصل

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی شَرِّکُمْ۔
(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۷۵۲) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم ان کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا کہتے ہیں۱ تو کہو کہ تمہاری شر پر اللہ کی پھٹکار۲۔

marfat.com

(ترمذی)

(۵۷۵۲) ا۔ اس فرمان عالی میں غیبی خبر بھی ہے کہ آئندہ مسلمانوں میں دشمنان صحابہ پیدا ہوں گے اور یہ کہ ایسے دشمن خود صحابہ کے زمانہ ہی میں پیدا ہو جائیں گے۔ چنانچہ خلافت حیدری میں عبداللہ ابن سبا یہودی نے مذہب رفض ایجاد کیا اور پھیلایا غرضیکہ اس فرمان عالی میں دو غیبی خبریں ہیں۔ ۲۔ یعنی صحابہ کرام تو خیر ہی خیر ہیں تم ان کو برا کہتے ہو تو وہ برائی خود تمہاری طرف ہی لوٹتی ہے اور اس کا وبال تم پر ہی پڑتا ہے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کسی پر لعنت کرے مگر وہ لعنت کے لائق نہ ہو تو لعنت خود اس لعنت کرنے والے پر پڑتی ہے **علی شرکم** میں اسی جانب اشارہ ہے کہ کسی کے کام پر لعنت کرنا آسان ہے اور فاعل پر لعنت کرنا دشوار دیکھو یہاں **علی شرکم** فرمایا **علیکم** نہیں فرمایا حضرت حسان نے ان کفار سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرتے تھے فرمایا **شعر**:۔

☆ **اتھجوہ ولست لہ بکفو ☆ فشر کما الخیر کما فداء** ☆

(مرقات) حدیث مرفوع میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی جنہیں رافضی کہا جاوے گا کیونکہ اسلام کو رفض کر چکے ہوں گے (چھوڑ چکے ہوں گے) وہ لوگ مشرکین ہیں وہ اپنے کو محبان اہل بیت کہیں گے مگر ہوں گے جھوٹے کیونکہ جناب ابوبکر و عمر کو گالیاں دیں گے (مرقات، صواعق) روافض دشمنان صحابہ ہیں خوارج دشمنان اہل بیت ان کی دشمنی سے ان صحابہ و اہل بیت کے درجات تاقیامت بڑھتے رہیں گے (مرقات)

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَاَلْتُ رَبِّيْ عَنِ اخْتِلَافِ اَصْحَابِيْ مِنْ بَعْدِيْ فَاَوْحٰى اِلَيَّ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اَصْحَابَكَ عِنْدِيْ بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِي السَّمَآءِ بَعْضُهَا اَقْوٰى مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلٍّ نُوْرٌ فَمَنْ اَخَذَ بِشَيْءٍ مِمَّا هُمْ عَلَيْهِ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِيْ عَلٰى هُدًى قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ۔

(رَوَاهُ رَزِيْنٌ)

(۵۷۵۳) روایت ہے حضرت عمر ابن خطاب سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میں نے اپنے رب سے اپنے صحابہ کے اختلاف کے متعلق سوال کیا جو میرے بعد ہوگا ا۔ تو مجھے وحی فرمائی کہ اے محمد تمہارے صحابہ میرے نزدیک آسمان کے تاروں کی طرح ہیں کہ ان کے بعض بعض سے قوی ہیں اور سب میں نور ہے تو جس نے ان کے اختلاف میں سے کچھ حصہ لیا جس پر وہ ہیں تو وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے ۲۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ تاروں کی طرح ہیں تو تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے ۳۔ (رزین)

(۵۷۵۳) ا۔ یہاں اختلاف سے اجتہادی علمی و عملی اختلاف مراد ہے اس میں غیبی خبر ہے کہ میرے صحابہ میں اختلاف ہوں گے خیال رہے کہ صحابہ کرام کی آپس کی جنگیں اختلاف کی بنا پر تھیں نہ کہ عداوت کی بنا پر جیسے حضرت سارہ اور جناب ہاجرہ کا اختلاف یا جیسے برادران یوسف علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام سے اختلاف اس کا انجام بخیر ہوتا ہے ہم کسی کو برا نہ کہیں اس کے باوجود وہ ایک دوسرے پر رحیم و کریم تھے رب فرماتا ہے **رحماء بینھم** ۲۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہاں اختلاف سے

marfat.com

مراد فقہی مسائل میں اختلاف ہے۔ جو شخص کسی صحابی کے فتویٰ پر عمل کرے گا نجات پا جاوے گا ائمہ دین جیسے امام اعظم اور امام شافعی وغیرہم صحابہ ہی کے مقلد ہیں امام اعظم حضرت عبداللہ ابن مسعود کے اور امام شافعی حضرت عبداللہ ابن عباس کے اکثر مسائل میں تابع ہیں دونوں ہدایت پر ہیں۔ ۳؎ سبحان اللہ کیسی نفیس تشبیہ ہے حضور نے اپنے صحابہ کو ہدایت کے تارے فرمایا اور دوسری حدیث میں اپنے اہل بیت کو کشتی نوح فرمایا سمندر کا مسافر کشتی کا بھی حاجت مند ہوتا ہے اور تاروں کی رہبری کا بھی کہ جہاز ستاروں کی رہنمائی پر ہی سمندر میں چلتے ہیں۔ اسی طرح امت مسلمہ اپنی ایمانی زندگی میں اہل بیت اطہار کے بھی محتاج ہے اور صحابہ کبار کی بھی حاجت مند۔ امت کے لئے صحابہ کی اقتداء میں ہی اہتداء یعنی ہدایت ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ اَبِیْ بَکْرٍ

حضرت ابوبکر صدیق کے فضائل

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

مناقب جمع ہے منقبت کی بمعنی فضیلت و بزرگی حضرت ابوبکر صدیق کا نسب شریف یہ ہے عبداللہ (ابوبکر) ابن عثمان (ابو قحافہ) ابن عامر ابن عمرو ابن کعب ابن سعد ابن تیم ابن مرہ آپ ساتویں دادا یعنی مرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے ہیں آپ کا لقب صدیق ہے کنیت عتیق معراج کی صبح کو حضور کی معراج کی شاندار تصدیق کی وجہ سے آپ کو صدیق کہا گیا اور حضرت بلال کو آزاد کرنے پر آپ کا لقب عتیق یعنی دوزخ سے آزاد یا لوگوں کو آزاد کرنے والے آپ کے فضائل آسمان کے تاروں زمین کے ذروں کی طرح بے شمار ہیں بعد انبیاء کرام آپ ہی افضل الخلق ہیں آپ اسلام کے بعد کبھی حضور انور سے جدا نہ ہوئے تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے سب سے پہلے آپ ہی اسلام لائے سفید رنگ دراز قد دبلے بدن والے چوڑی پیشانی تھے آپ اور آپ کے ماں باپ آپ کی ساری اولاد اور آپ کی اولاد کی اولاد صحابی ہیں یہ شرف کسی کو نصیب نہیں ہوا مکہ معظمہ میں آپ کی پیدائش واقعہ فیل سے دو سال چار ماہ بعد ہوئی اور جمادی الاخر کی بائیس تاریخ منگل کی شب ۱۳ھ میں مغرب و عشاء کے درمیان مدینہ منورہ میں آپ کی وفات ہوئی۔ بلا فصل حضور کے پہلو میں آرام فرما ہیں دو سال چار ماہ خلافت کا زمانہ ہے ۶۳ تریسٹھ سال عمر شریف ہوئی رضی اللہ عنہ۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُوْبَکْرٍ وَعِنْدَ الْبُخَارِیِّ اَبَا بَکْرٍ وَلَوْکُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِيْلًا وَلٰکِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهٗ لَا تُبْقَيَنَّ فِی الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ

(۵۷۵۴) روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ سارے انسانوں میں مجھ پر بڑا احسان کرنے والے اپنی صحبت اپنی محبت و مال میں ابوبکر ہیں ۱؎ اور بخاری کے نزدیک ابابکر ہے اور اگر میں کسی کو ولی دوست بناتا تو میں ابوبکر کو دوست بناتا ۲؎ لیکن اسلام کا بھائی چارا اور اس کی دوستی ہے ۳؎ مسجد میں کوئی کھڑکی نہ رکھی جاوے سواء ابوبکر کی کھڑکی کے

marfat.com

اِلَّا خَوْخَةَ اَبِیْ بَکْرٍ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا غَیْرَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

۴؎ دوسری روایت میں یوں ہے کہ اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو دوست بناتا تو ابو بکر کو دوست بناتا ۵؎۔(مسلم بخاری)

(۵۷۵۴) ا؎ خیال رہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے اپنا مال جان' اولاد وطن سب کچھ حضور پر قربان کر دیا غار ثور میں ہجرت کی رات اپنی جان حضور پر فدا کی کہ سانپ سے کٹوالیا اپنی صاحبزادی عائشہ صدیقہ کا نکاح حضور انور سے کیا جب آپ کی عمر چھ سال تھی اور حضور کی عمر ۴۵ سال حالانکہ آپ جانتے تھے کہ جب حضور کا وصال ہو گا تو حضرت عائشہ عین جوانی میں ہوں گی آپ کے بعد نہ آپ کو میراث ملے گی نہ آپ کا نکاح کسی سے ہو سکے گا یہ ہے اولاد کی قربانی جس وقت آپ ایمان لائے تو چالیس ہزار دینار اشرفیاں آپ کے پاس تھیں جو سب حضور پر خرچ کیں وفات کے وقت کفن کے لئے کپڑا بھی نہ تھا پرانے کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ حضور نے فرمایا کہ صدیق کا احسان مجھ پر بڑا ہے۔ **شعر:۔**

☆ آن امن الناس برمولائے **ما** ☆ آں **کلیمے** اول سینائے ما ☆

مسجد نبوی شریف کی اصل زمین حضرت ابو بکر صدیق نے دس دینار میں خرید کر وقف کی (ابن ماجہ کا حاشیہ ص ۵۴) بعد میں حضرت عثمان نے آس پاس کی زمین خرید کر ملحق کی۔ ۲؎ خلیل یا تو بنا ہے خلت خ سے کے پیش سے بمعنی دلی دوست جس کی محبت دل کی گہرائی میں اتر جاوے حضور کا ایسا محبوب صرف اللہ ہی ہے یا بنا ہے خلت خ' فتحہ سے بمعنی حاجت یعنی وہ دوست جس پر توکل کیا جاوے اور ضرورت کے وقت اس سے مشکل کشائی حاجت روائی کرائی جاوے حضور انور کا ایسا کارساز حاجت روا محبوب سواء خدا کے کوئی نہیں ورنہ اصل محبت حضور کو جناب صدیق سے بہت ہی ہے۔ ۳؎ یعنی ہم مطلقاً محبت کی نفی نہیں کر رہے ہیں محتاجی حاجت روائی کی محبت کی نفی ہے یا جگری و دلی محبت کی جو صرف ایک سے ہی ہو سکتی ہے ایمانی محبت ان سے **علی وجہ الکمال** ہے خیال رہے کہ حضرت صدیق نے کبھی حضور کو بھائی کہہ کر پکارا نہیں کہ یہ حرام ہے **لا تجعلو بعاء الرسول** الخ۔ ۴؎ **خوخة** بمعنی کھڑکی یا بمعنی چھوٹا دروازہ جن صحابہ کرام کے مکانات مسجد کے متصل تھے انہوں نے اپنے گھروں کی دیواروں میں مسجد کی طرف روشندان اور چھوٹے دروازے رکھے تھے کہ روشندانوں سے حضور کو دیکھ لیا کریں اور آسانی سے مسجد میں آتے جاتے رہیں ان سب کے بند کر دینے کا حکم دیا سواء صدیق اکبر کے دروازے کے خیال رہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کے دو گھر تھے ایک مسجد شریف سے متصل دوسرا مقام سخ میں یہ اس کھڑکی کا ذکر ہے جو مسجد سے ملے ہوئے مکان میں تھی اب باب الصدیق اس مکان کی یادگار ہے لہذا مرقات کا یہ فرمانا کہ آپ کا گھر تو مقام سخ میں تھا پھر کھڑکی مسجد نبوی کی طرف کیسی اور اس کی تاویل خلافت سے کرنا کچھ قوی نہیں۔ ۵؎ خیال رہے کہ آپ کا نام عبداللہ ہے اور کنیت ابو بکر ہے ابو کے معنی ہیں ولا جیسے ابو ہریرہ بلی والے بکر کے معنی ہیں اولیت اسی سے ہے بکرہ۔ باکرہ' اور باکور ابو بکر کے معنی ہوئے اولیت والے چونکہ آپ ایمان' ہجرت حضور کی وفات کے بعد وفات میں اور قیامت کے دن قبر کھلنے وغیرہ سب کاموں میں آپ ہی اول ہیں اس لئے آپ کو ابو بکر کہا گیا رضی اللہ عنہ یہ بھی خیال رہے کہ مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد حضور نے حضرت علی کے متعلق یہ ارشاد فرمایا تھا کہ مسجد میں صرف علی کی کھڑکی رہے جس پر جناب حمزہ نے شکایت کی تھی کہ یارسول آپ نے اپنے چچا کو تو اس کی اجازت نہیں دی اور چچا زاد بھائی کو اجازت دے دی فرمایا کہ میں نے نہیں حکم دیا بلکہ یہ حکم الہی ہے اور حضرت صدیق اکبر کو یہ اجازت وفات شریف سے تین دن پہلے دی ہے جو یہاں مذکور ہے (اشعۃ اللمعات) مرقات میں بھی اس کے قریب قریب ہے۔

marfat.com

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا وَلٰكِنَّهُ اَخِيْ وَصَاحِبِيْ وَقَدِ اتَّخَذَ اللّٰهُ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلًا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۷۵۵) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو دوست بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور میرے ساتھی ہیں اور اللہ نے تمہارے صاحب کو دوست بنایا ا۔ (مسلم)

(۵۷۵۵) ا۔ صاحبکم سے مراد خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے یعنی اللہ نے مجھے اپنا خلیل اپنا دوست بنالیا ہے تو میں نے بھی اس کو اپنا خلیل بنالیا اس کے سوا کوئی نہیں بنایا خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر مومن کے صاحب یعنی ساتھ رہنے والے ہیں رب فرماتا ہے **وما صاحبکم بمجنون** اور فرماتا ہے **ماضل صاحبکم وما غوی** کیونکہ حضور انور ہر مومن کے دل میں ایمان میں جان میں سفر میں قبر میں حشر میں ساتھ رہتے ہیں حضور ہر مومن کے ہر وقت ہر جگہ کے ساتھی ہیں جیسے جان جسم کی ساتھی خیال رہے کہ حضرت ابراہیم بھی خلیل اللہ ہیں اور حضور انور بھی مگر ان دونوں خلتوں میں فرق ہے خلت محمدی اعلیٰ واکمل ہے خلت ابراہیمی سے جناب ابراہیم اللہ کے ایسے خلیل ہیں کہ جو رب کہتا ہے وہ آپ کرتے ہیں مگر حضور اللہ کے ایسے خلیل کہ جو آپ کہتے ہیں وہ رب کرتا ہے دیکھو فرماتا ہے **فلنولینک قبلۃ ترضٰھا** اور فرماتا ہے **ولسوف یعطیک ربک فترضٰی** اسی لئے حضور کا لقب ہے حبیب اللہ۔ جو حضور انور کا ہو جاوے وہ بھی اللہ کا دوست ہو جاتا ہے۔ **فاتبعونی یحببکم اللہ** مسجد کی چٹائی۔ لوٹا وغیرہ سب مسجد کی طرح اللہ کی ہو جاتی ہیں۔ یعنی وقف۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهٖ اُدْعِيْ لِيْ اَبَا بَكْرٍ اَبَاكِ وَاَخَاكِ حَتّٰى اَكْتُبَ كِتَابًا فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَّتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ وَّيَقُوْلُ قَائِلٌ اَنَا وَلَا وَيَاْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَكْرٍ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ اَنَا اَوْلٰى بَدَلَ اَنَا وَلَا۔

(۵۷۵۶) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض میں فرمایا کہ میرے پاس اپنے والد ابوبکر کو اور اپنے بھائی کو بلاؤ تاکہ میں ایک تحریر لکھ دوں ا۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کوئی تمنا کرے والا تمنا کرے یا کہنے والا کہے کہ میں ۲۔ لیکن نہیں اللہ اور مومنین ابوبکر کے سوا کو منع کر دیں گے ۳۔ (مسلم) اور کتاب حمیدی میں بجائے انا ولا کے انا اولیٰ ہے۔

(۵۷۵۶) ا۔ بھائی سے مراد حضرت عبدالرحمٰن ابن ابوبکر الصدیق ہیں جیسا کہ بعض روایات میں ہے بھائی کو بلانا وصیت نامہ لکھانا کے لئے تھا (مرقات واشعہ) کتاب سے مراد خلافت نامہ ہے۔ اس ارادہ فرمانے سے معلوم ہوا کہ سلطان اسلام اپنا خلیفہ کسی کو بنا سکتا ہے ورنہ حضور انور اس کا ارادہ نہ کرتے لہذا حضرت ابوبکر صدیق کا جناب عمر کو اپنا جانشین خلیفہ مقرر فرمادینا بالکل درست ہوا خیال رہے کہ حضور انور نے تحریری طور پر حضرت صدیق کو خلیفہ نہ بنایا مگر عملی خلیفہ بنادیا کہ حج وداع سے پہلے حج کا امیر اور وفات کے وقت مسجد نبوی شریف کا امام جناب صدیق کو بنادیا یہ عملی طور پر ولی عہد بنانا تھا ۲۔ یعنی کوئی یہ نہ کہے کہ خلیفہ رسول اللہ میں ہوں حالانکہ ابوبکر کے ہوتے کسی کو خلافت کا حق نہیں۔ ولا کے بعد ایک عبارت پوشیدہ ہے یعنی **ولا یکون کذلک** ۳۔ یعنی نہ تو اللہ تعالیٰ کسی اور دوسرے کی خلافت پسند فرمائے گا کیونکہ وہ فیصلہ فرما چکا ہے کہ خلیفہ رسول جناب صدیق اکبر ہوں اور نہ مسلمان

marfat.com

کسی اور کو ووٹ دیں گے کیونکہ ان سب کو معلوم ہے کہ افضل خلیفہ ہونا چاہیے اور بعد رسول افضل خلق حضرت صدیق اکبر ہی ہیں اور ایسا ہی ہوا کہ سعد ابن عبادہ نے خلیفہ ہونے کی تمنا بلکہ کوشش کی مگر مسلمانوں کا متفقہ فیصلہ جناب صدیق اکبر کی خلافت پر ہوا۔ وفات کے وقت جو حضور نے کاغذ و قلم منگایا تھا شاید حضرت صدیق اکبر کے لئے خلافت لکھنا چاہتے تھے حضور انور کے خلافت نامہ نہ لکھنے میں بھی آئندہ مسلمانوں کو تعلیم تھی کہ خلیفہ کا چناؤ اس طرح بھی ہو سکتا ہے یعنی ووٹ کے ذریعہ۔

وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَاَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ فَاَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْهِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ جِئْتُ وَلَمْ اَجِدْكَ كَاَنَّهَا تُرِيْدُ الْمَوْتَ قَالَ فَاِنْ لَمْ تَجِدِيْنِيْ فَاْتِيْ اَبَا بَكْرٍ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۷۵۷) روایت ہے حضرت جبیر ابن مطعم سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی اس نے کسی چیز کے متعلق حضور سے بات کی ۲؎ تو اسے حضور نے دوبارہ حاضری کا حکم دیا وہ بولی یا رسول اللہ فرمایئے تو اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں شاید اس کی مراد موت تھی ۳؎ فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آجانا ۴؎ (مسلم بخاری)

(۵۷۵۷) ۱؎ آپ قرشی ہیں نوفل ابن عبد مناف کی اولاد سے آپ کا نام جبیر ہے کنیت ابو محمد فتح مکہ سے ایک سال پہلے خیبر کی فتح پر ایمان لائے حضرت ابوبکر صدیق کے شاگرد تھے۔ ۲؎ یا تو کوئی مقدمہ پیش کیا فیصلہ کے لئے یا حضور سے کچھ مانگا۔ یا کوئی مسئلہ پوچھا پہلا احتمال قوی ہے۔ کسی مقدمہ میں حاکم کا تاریخ دینا جائز ہے اس کی اصل یہ حدیث ہے کہ حضور نے اسے کل کی تاریخ دی۔ ۳؎ یہ واقعہ حضور کی وفات شریف سے قریب کا ہے اس بی بی کا مطلب یہ تھا کہ اگر حضور کل سے پہلے وفات پا جائیں تو کس سے فیصلہ کراؤں۔ ۴؎ یعنی اگر میری وفات ہو جاوے تو ابوبکر صدیق سے اپنا فیصلہ کرا لینا اس فرمان عالی میں حضرت صدیق اکبر کی خلافت کی طرف اشارہ ہے۔

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ عَلٰى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ فَاَتَيْتُهُ فَقُلْتُ اَيُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ اَبُوْهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالًا فَسَكَتُّ مَخَافَةَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ فِيْ اٰخِرِهِمْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۷۵۸) روایت ہے حضرت عمرو ابن عاص سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ذات سلاسل کے لشکر پر امیر بنا کر بھیجا ۱؎ فرماتے ہیں کہ میں حضور کے پاس آیا میں نے کہا لوگوں میں آپ کو زیادہ پیارا کون ہے فرمایا عائشہ میں نے کہا مردوں میں فرمایا ان کے والد ۲؎ میں نے عرض کیا پھر کون فرمایا عمر پھر حضور نے چند حضرات گنائے تو میں چپ ہو گیا اس خوف سے کہ مجھے ان سب کے آخر میں کر دیں ۳؎ (مسلم بخاری)

(۵۷۵۸) ۱؎ ذات سلاسل مدینہ منورہ سے دس روز کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام ہے یا تو یہاں مشرکین نے مسلمانوں کے مقابلہ میں اپنے کو زنجیروں سے باندھ لیا تھا تاکہ بھاگ نہ سکیں یا وہاں ایک کنویں کا نام سلاسل ہے جیسے آج خیبر کے راستہ میں ایک منزل کا نام سلسلہ ہے یا وہاں کا ریتہ زنجیروں کی طرح ہے ان وجوہ سے اسے ذات سلاسل کہتے ہیں پہلے حضور نے حضرت عمرو ابن عاص کو تین سو صحابہ پر امیر بنا کر وہاں بھیجا انہوں نے حضور سے کمک طلب کی تو ایک اور جماعت صحابہ بھیجی جس میں حضرت ابوبکر و عمر اور

marfat.com

اور ابوعبیدہ ابن جراح بھی تھے۔ حضرت عمرو ابن عاص نے جو دیکھا کہ حضور انور نے مجھے آج حضرت صدیق و فاروق پر بھی امیر بنا دیا تب واپسی پر یہ سوال کیا جو یہاں مذکور ہے وہ سمجھے کہ میں ان بزرگوں سے بھی افضل ہوں (اشعہ) ۲؎ محبت کی بہت قسمیں ہیں ایک محبت عائشہ صدیقہ سے زیادہ ہے دوسری قسم کی محبت حضرت فاطمہ سے زیادہ لہذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ اس سوال کے جواب میں فرمایا مجھے بہت پیاری فاطمہ زہرا ہیں اور مردوں میں ان کے خاوند ۳؎ یعنی میں تو اس خیال میں تھا کہ چونکہ حضور انور نے مجھے اس لشکر کا امیر بنایا جس میں حضرت صدیق و فاروق سپاہیانہ شان سے تھے لہذا میں ان سے بھی افضل ہوں گا مگر پتہ لگا کہ میں تو ان سے بہت ہی فاصلہ پر ہوں ایسا نہ ہو کہ میری باری سب سے آخر میں ان سے آئے اس لئے میں پوچھنے سے باز رہا تاکہ پردہ ہی رہے۔

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ وَخَشِيْتُ اَنْ يَقُوْلَ عُثْمَانَ قُلْتُ ثُمَّ اَنْتَ قَالَ مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۷۵۹) روایت ہے حضرت محمد ابن حنفیہ سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں کون بہتر ہے ۲؎ فرمایا ابوبکر میں نے کہا پھر کون فرمایا عمر میں ڈرا کہ آپ کہہ دیں گے کہ عثمان تو میں نے کہا پھر آپ فرمایا میں تو نہیں مگر مسلمانوں میں سے ایک شخص ۳؎ (بخاری)

(۵۷۵۹) ۱؎ آپ محمد بن علی ابن ابی طالب ہیں آپ کی والدہ کا نام خولہ بنت جعفر ابن قیس ہے قبیلہ بنی حنیفہ سے تھیں جو خلافت صدیقی میں گرفتار ہو کر جنگ یمامہ میں آئیں اور حضرت علی کو دی گئیں آپ تابعی مشہور عالم بڑے بہادر تھے ایک بار ایک زرہ حضرت علی کی خدمت میں پیش کی گئی جو آپ کے قد شریف سے بڑی تھی محمد ابن حنفیہ نے اپنے ہاتھ سے زائد زرہ توڑ کر حضرت علی کے قد پر فٹ کر دی۔ کسی نے آپ سے پوچھا کہ حضرت علی جنگ میں تم کو بھیجا کرتے ہیں۔ حسن و حسین کو نہیں بھیجتے فرمایا وہ دونوں آنکھیں ہیں میں بہادر ہاتھ ہوں آنکھوں کی حفاظت ہاتھ سے کی جاتی ہے۔ ۲؎ یہ سوال حضرت علی کی خلافت کے زمانہ میں ہوا تھا۔ جبکہ حضرات شیخین و عثمان غنی وفات پا چکے تھے۔ ۳؎ یہ فرمان حضرت علی کی انتہائی تواضع اور انکساری پر ہے ورنہ ان تین خلفاء کے بعد افضل الخلق آپ ہی ہیں رضی اللہ عنہ و کرم اللہ وجہہ (مرقات و اشعہ)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَعْدِلُ بِاَبِيْ بَكْرٍ اَحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ نَتْرُكُ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ۔

رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوُدَ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ اَفْضَلُ اُمَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَهٗ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔

(۵۷۶۰) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ابوبکر کے برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے پھر عمر کو پھر عثمان کو ۱؎ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو رہنے دیتے ان میں کسی کی بزرگی بیان نہ کرتے ۲؎ (بخاری) اور ابوداؤد کی روایت میں ہے فرمایا ہم کہتے تھے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیات تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں آپ کے بعد ابوبکر ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ پھر عثمان رضی اللہ عنھم اجمعین ۳؎

(۵۷۶۰) ا۔ کیونکہ یہ تینوں حضرات سید سیدہ تجربہ کار اور حضور انور کے مشیر خاص اور راز دار تھے ان کی عظمت لوگوں کے دلوں میں قدرتی طور پر جاگزین تھی ۲۔ یعنی ان تینوں صاحبوں کی سی بزرگی کسی اور صحابی کو نہ دیتے تھے خیال رہے کہ حضرت علی کا شمار اہل بیت نبی میں ہے اسی لئے ان کا ذکر نہ فرمایا یہاں ذکر صحابہ کا ہے کہ صحابہ میں ہم یہ ترتیب رکھتے تھے نیز حضور کے زمانہ میں حضرت علی بہت کم سن تھے اور وہ تین حضرات شیوخ میں سے تھے ورنہ حضرت ابن عمر کا عقیدہ تھا کہ اہل بدر' اہل بیعۃ رضوان اور علماء صحابہ ان کے مجتہد ہیں دوسرے صحابہ سے افضل ہیں خصوصاً حضرت علی بہت افضل و اعلیٰ ہیں (مرقات) لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ آپ نے حضرت علی' اصحاب بدر' عشرہ مبشرہ' بیعۃ الرضوان والے صحابہ کا ذکر کیوں نہیں کیا (مرقات) ۳۔ اس کا مطلب بھی وہ ہی ہے جو ابھی عرض کیا گیا کہ کسی صحابی کو ان تین جیسی فضیلت ہم نہیں دیتے تھے بقیہ حضرات کی اپنی اپنی افضلیت مسلم ہے خیال رہے کہ حضرت علی میں رب نے دو بزرگیاں جمع فرمائی ہیں صحابیت اور حضور کا اہل بیت میں سے ہونا آپ کے گھر میں حضور نے اور حضور کی گود میں آپ نے پرورش پائی غسل ولادت حضور نے جناب علی کو دیا اور غسل وفات جناب علی نے حضور کو دیا ادھر چاریار میں داخل اور ادھر پنج تن پاک میں شامل رضی اللہ عنہ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا یَدٌ اِلَّا وَقَدْ کَافَیْنَاهُ مَا خَلَا اَبَا بَکْرٍ فَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا یَدًا یُکَافِئُهُ اللّٰهُ بِهَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَمَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا اَلَا وَاِنَّ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلُ اللّٰهِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

تیسری فصل

(۵۷۶۱) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم پر کسی کا احسان نہیں مگر ہم نے اس کا بدلہ کر دیا ا۔ سوا ابوبکر کے کہ ہم پر ان کا احسان ہے کہ اللہ انہیں اس کا بدلہ قیامت کے دن دے گا ۲۔ مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہ دیا جتنا ابوبکر کے مال نے نفع دیا ۳۔ اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو دوست بناتا ۴۔ خیال رکھو کہ تمہارے صاحب اللہ کے دوست ہیں ۵۔

(۵۷۶۱) ا۔ یہاں شخصی خدمات و احسانات کا ذکر ہے کہ جس شخص نے ہم سے کچھ سلوک کیا تھا ہم نے اس سے بڑھ کر بدلہ دے دیا لہٰذا یہ حدیث اس فرمان کے خلاف نہیں کہ انصار کے احسانات و خدمات کا بدلہ نہ ہو سکا قیامت میں رب تعالیٰ سے دلوایا جاوے گا کہ وہ قومی اور جماعتی احسان و خدمات ہیں احادیث میں تعارض نہیں۔ ۲۔ اس احسان سے یا تو وہ بدنی' مالی' وطنی' اولادی قربانیاں مراد ہیں جو حضرت صدیق اکبر برابر کرتے رہے یا حضرت بلال کو خرید کر آزاد کرنا مراد ہے کہ حضور نے فرمایا کہ صدیق نے مجھ پر احسان کیا کہ بلال کو آزاد کیا رب نے فرمایا **وسیجنبها الاتقی الذی یؤتی ماله یتزکی** کہ آیت کریمہ میں اس آزادی بلال کا ذکر ہے (مرقات) حضرت بلال کی خریداری پر حضور نے صدیق اکبر کے لئے فرمایا تھا شعر:

☆ مصطفیٰ گفتش کہ اے اقبال جو ☆ در خریدن می شوم انباز تو ☆

اے ابوبکر بلال کی خریداری میں ہم کو بھی اپنے ساتھ ملالو آدھی قیمت ہم سے لے لو ہم تم دونوں ان کے خریدار تو حضرت صدیق

marfat.com

تڑپ گئے قدموں پر فدا ہو کر بولے۔ **شعر:۔**

☆ گفت ماد و بندگان کوئے تو ☆ کردمش آزاد ہم بروئے تو ☆

حضور میں بھی آپ کا غلام بلال بھی آپ کے غلام حضور میں نے انہیں آپ کے لئے ہی خریدا ہے میں نے انہیں آزاد کردیا بلال نے جب چہرہ مصطفیٰ دیکھا تو **شعر:۔**

☆ چوں بدید آں خستہ روئے مصطفیٰ ☆ خر مغشیا علیہ برقفا ☆

چہرہ پاک دیکھتے ہی غش کھا کر گئے۔ بے ہوش ہو گئے حضور نے اپنی چادر نے چہرے کا گردو غبار صاف کیا اور فرمایا **اوذیت فی اللہ کثیرا** اے بلال تجھے اللہ کی راہ میں بڑی اذیتیں پہنچیں رضی اللہ عنہ اے صدیق تم پر لاکھوں سلام کہ تم نے ہم سب مسلمانوں کے آقا حضرت بلال کو آزاد کیا تم نے ہمارے آقا حضرت بلال کو آزاد کیا تم ہمارے آقا کے آقا ہو۔ ۳؎ چنانچہ جب ابوبکر صدیق ایمان لائے تو آپ کے پاس چالیس ہزار دینار تھے آپ بڑے امیر کبیر تھے اتنی بڑی دولت حضور انور پر خرچ کردی بہت سے غریب مسلمان جو کفار کے غلام تھے بڑی مصیبت میں تھے انہیں خرید کر آزاد کیا ان سب میں حضرت بلال ابن ابی رباح اور مالک ابن فہیرہ بہت مشہور ہیں جب ہجرت میں حضور کے ساتھ گئے تو چند درہم آپ کے ساتھ تھے وہ بھی حضور پر خرچ کرنے کے لئے ساتھ لئے تھے۔ ۴؎ صوفیاء کے نزدیک خلیل وہ ہے جس کی محبت میں دل رہے اور رفیق وہ ہے جس کی محبت دل میں رہے کشتی دریا میں اور دریا کشتی میں فرق ہے ۵؎ **صاحبکم** سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ذات مبارک ہے۔

وَعَنْ عُمَرَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۵۷۶۲) روایت ہے حضرت عمر سے فرمایا ابوبکر ہمارے سردار ہیں ہم سب سے بہتر ہم سب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیارے ۱؎ (ترمذی)

(۵۷۶۲) ۱؎ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضرت صدیق افضل الخلق بعد انبیاء ہیں ان کی افضلیت مطلقہ قرآن سے ثابت ہے رب فرماتا ہے **ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ اولو الفضل منکم** میں خطاب سارے صحابہ اہل بیت سے ہے اور اولو الفضل مطلق ہے اسی طرح جناب صدیق کی صحابیت قرآن سے ثابت ہے **اذ یقول لصاحبہ لا تحزن** یوں ہی ان کا سب مسلمانوں سے بڑھ کر متقی ہونا ان کا دوزخ سے بہت دور رکھا جانا قرآنی مسئلہ ہے **وسیجنبھا الاتقی الذی** الخ اتقی اسم تفضیل یہ حدیث بھی اسی کی تائید کرتی ہے کہ سب مسلمانوں کے سردار سب سے بہتر رسول اللہ کو سب سے زیادہ پیارے حضرت ابوبکر صدیق ہیں رضی اللہ عنہ۔ ایک قسم کی محبت میں فاطمہ زہرا سب سے پیاری اور ایک قسم کی محبت میں عائشہ صدیقہ سب سے زیادہ پیاری۔ ایک اور قسم کی محبت میں ابوبکر صدیق سب سے بڑھ کر ایک اور قسم کی محبت میں حسن و حسین سب سے زیادہ پیارے ہیں پھر یہ سب اللہ تعالٰی کے پیارے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ اَنْتَ صَاحِبِيْ فِي الْغَارِ وَصَاحِبِيْ عَلَى الْحَوْضِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۵۷۶۳) روایت ہے حضرت ابن عمر سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ حضور نے ابوبکر سے فرمایا کہ تم میرے غار میں ساتھی ہوا ۱؎ اور حوض پر میرے ساتھی ۲؎ (ترمذی)

marfat.com

(۵۷۶۳) روایت ہے حضرت ابن عمر سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ حضور نے ابوبکر سے فرمایا کہ تم میرے غار میں ساتھی ہوا۔ اور حوض پر میرے ساتھی ۲۔ (ترمذی)

(۵۷۶۳) ا۔ غار سے مراد یا تو غار ثور ہے جہاں ہجرت کے موقعہ پر تین دن حضور کے ساتھ صدیق اکبر نے قیام فرمایا یا مراد قبر ہے پہلا احتمال قوی ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے **ثانی اثنین انهما فی الغار** حضرت صدیق اکبر کی صحابیت قطعی یقینی ہے اس کا انکار کفر ہے کیونکہ یہ قرآن سے ثابت ہے (از مرقاۃ) ۲۔ یعنی دونوں جہان میں تم میرے خاص ساتھی ہو جس ہمراہی میں کسی کی شرکت نہیں ورنہ حضور کے سارے غلام حوض پر حضور کے ساتھ ہوں گے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْبَغِيْ لِقَوْمٍ فِيْهِمْ اَبُوْ بَكْرٍ اَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهٗ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

(۵۷۶۴) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس قوم میں ابوبکر ہوں انہیں یہ لائق نہیں کہ ان کی امامت ابوبکر کے سوا کوئی اور کرے ا۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے ۲۔

(۵۷۶۴) ا۔ مرض وفات شریف میں جب شدت ہوئی اور حضور انور نماز کے لئے مسجد تشریف نہ لا سکے تب حکم دیا کہ میری جگہ جناب ابوبکر نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے حضرت عمر کو امام بنانے کی رائے دی تو آپ نے ان کے جواب میں یہ فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ جناب صدیق اکبر کو اپنی جگہ مصلے پر کھڑا فرمانا اتفاقا" نہ تھا بلکہ کسی حکمت اور وجہ سے تھا اس فرمان عالی سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرت صدیق اکبر کا یہ انتخاب امامت کبریٰ یعنی خلافت کے لئے دلیل بنانا تھا اس کی تمہید تھی دوسرے یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق تمام صحابہ سارے اہل بیت سے افضل بھی ہیں اور زیادہ عالم بھی کیونکہ امام اسی کو بنایا جاتا ہے جو سب سے زیادہ عالم اور افضل ہو معراج میں سارے نبیوں کی امامت حضور انور نے کی کہ سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی کیونکہ آپ ان سب حضرات سے افضل اور بڑے عالم تھے تیسرے یہ کہ امامت نماز میں عالم قاری پر مقدم ہو گا دیکھو تمام صحابہ میں بڑے قاری حضرت ابی ابن کعب تھے مگر حضرت صدیق کو امام بنایا گیا جو بڑے عالم تھے لہذا مذہب حنفی قوی ہے کہ عالم قاری پر مقدم ہے خیال رہے کہ غزوہ تبوک کے موقعہ پر حضور کا حضرت عبداللہ ابن مکتوم کو مسجد نبوی شریف کا امام بنانا اتفاقا" تھا وہاں یہ نہ فرمایا تھا کہ عبداللہ کے ہوتے کسی کو امامت کا حق نہیں لہذا ان دونوں اماموں میں فرق ہے ۲۔ یہ حدیث امام ترمذی کو غریب ہو کر ملی صحابہ کرام کے لئے غریب نہ تھی اس وقت میں غریب بنانے والا راوی شامل نہیں ہوا تھا اس پر صحابہ کا عمل ہو چکا یہاں لمعات میں ہے کہ حضرت علی نے صدیق اکبر سے فرمایا کہ آپ کو رسول اللہ نے ہمارے دین میں ہمارا پیشوا بنا دیا تو دنیا میں آپ کو پیچھے کرنے والا کون ہے (لمعات)

وَعَنْ عُمَرَ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَتَصَدَّقَ وَوَافَقَ ذٰلِكَ عِنْدِيْ مَالًا فَقُلْتُ الْيَوْمَ اَسْبِقُ اَبَا بَكْرٍ

(۵۷۶۵) روایت ہے حضرت عمر سے فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کا حکم دیا ا۔ اتفاقا" اس وقت میرے پاس مال بہت تھا تو میں نے سوچا کہ اگر میں کسی دن

marfat.com

اِنْ سَبَقْتُهٗ يَوْمًا قَالَ فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ فَقُلْتُ مِثْلَهٗ وَاَتٰى اَبُوْبَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهٗ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ فَقَالَ اَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قُلْتُ لَا اَسْبِقُهٗ اِلٰى شَيْءٍ اَبَدًا۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ)

ابوبکر سے بڑھ سکا تو آج بڑھ جاؤں گا ۲؎ فرماتے ہیں کہ میں اپنا آدھا مال لایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اپنے بال بچوں کے لئے کیا چھوڑا میں نے کہا کہ اتنا ہی اور ابوبکر سارا وہ مال لے آئے جو ان کے پاس تھا ۳؎ فرمایا اے ابوبکر تم نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا رکھا عرض کیا کہ میں نے ان کے لئے اللہ رسول کو رکھا میں نے سوچا کہ میں کسی چیز کی طرف ان سے آگے نہ بڑھ سکوں گا ۴؎ (ترمذی' ابوداؤد)

(۵۷۶۵) ۱؎ غزوہ تبوک کے موقعہ پر یہ حکم ہوا تھا۲؎ حضرت عمر کا گمان یہ تھا کہ صدقہ میں سبقت زیادتی مال سے ہوتی ہے اور مال تو میرے پاس زیادہ ہے لہذا میں ہی آج بڑھ جاؤں گا مگر بعد میں پتہ لگا کہ صدقہ میں سبقت اخلاص کی زیادتی سے ہوتی ہے کثرت اور برکت میں فرق ہے۔ ۳؎ سارے مال کی خیرات حضرت صدیق اکبر کی خصوصیت ہے ان کی اور ان کے بال بچوں کی طرح متوکل نہ کوئی ہو گا نہ سارا مال خیرات کرے گا ہم جیسوں کو بعض مال خیرات کرنے کا حکم ہے **وانفقوا مما رزقناکم** مما کا من بعضیت کا ہے اگر ہم سارا مال خیرات کردیں تو اگرچہ ہم صبر کر جاویں مگر ہمارے بیوی بچے پیٹ پیٹ کر مرجاویں۔ خیال رہے کہ عابدوں کی نماز و زکوٰۃ اور ہے عاشقوں کی اور نوعیت کی عارفوں کی اور طرح کی عابدوں کی زکوٰۃ سال کے بعد چالیسواں حصہ' عاشقوں کو زکوٰۃ اشارہ پاکر سارا مال' عابدوں کی نماز مسجدوں کی دیواروں کے سایہ میں عاشقوں کی نماز تلواروں کے سایہ میں اس جواب سے معلوم ہوا اللہ رسول کے نام پر خیرات اللہ رسول پر توکل شرک نہیں عین ایمان ہے کیا پیارا جواب ہے کہ میں نے گھر والوں کے لئے اللہ رسول کو چھوڑا معلوم ہوا کہ اللہ رسول کافی ہیں۔ ۴؎ خیال رہے کہ حضرت ابوبکر کا یہ کل مال جناب عمر کے آدھے مال سے مقدار میں کم تھا مگر درجہ میں بہت زیادہ تھا قبولیت میں سب سے بڑھ کر تھا۔ (اشعہ)

وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتَ عَتِيْقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ عَتِيْقًا۔
(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۷۶۶) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ جناب ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو فرمایا کہ تم آگ سے اللہ کی طرف سے آزاد شدہ ہو ۱؎ اس دن سے آپ کا نام عتیق رکھا گیا ۲؎ (ترمذی)

(۵۷۶۶) ۱؎ عتیق کے بہت معنی ہیں پرانا افضل جیسے کعبہ کو بیت عتیق کہتے ہیں آزاد شدہ آزاد کرنے والا آپ کا نام عبداللہ ہے کنیت ابوبکر لقب عتیق آپ کی زوجہ کا نام اسماء بنت عمیس ہے آپ نے وصیت کی تھی کہ مجھے یہ ہی غسل دیں ایسا ہی کیا گیا (مرقات) ۲؎ یہاں عتیق بمعنی آزاد کرنے والا ہے۔ حضرت صدیق کے غلام بھی دوزخ سے آزاد ہیں **شعر:**

☆ تو ہے آزاد سقر سے ترے بندے آزاد ☆ ہے یہ سالک بھی ترا بندہ بے زر صدیق ☆

حضور کے سارے صحابہ ہی آگ سے آزاد ہیں **وکلا وعد اللہ الحسنی** مگر جناب صدیق کی آزادی کسی خاص نوعیت کی ہے جیسے **یغفرلک اللہ ماتقدم من ذنبک**

marfat.com

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ ثُمَّ اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اٰتِيْ اَهْلَ الْبَقِيْعِ فَيُحْشَرُوْنَ مَعِيْ ثُمَّ اَنْتَظِرُ اَهْلَ مَكَّةَ حَتّٰى اُحْشَرَ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۷۶۷) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں پہلا وہ شخص ہوں جس سے زمین کھولی جاوے گی پھر ابوبکر پھر عمر ا۔ پھر میں بقیع والوں کے پاس آؤں گا تو وہ میرے ساتھ جمع کئے جائیں گے پھر میں مکہ والوں کا انتظار کروں گا ۲۔ حتی کہ ہم دونوں حرموں کے درمیان محشر کئے جائیں گے ۳۔ (ترمذی)

(۵۷۶۷) ا۔ یعنی قیامت میں جب دوسری بار صور پھونکا جاوے گا تو پہلے قبرانور ہماری پھٹے گی ہم اٹھیں گے پھر ترتیب وار ان دونوں بزرگوں کی خیال رہے کہ ان دونوں بزرگوں کی اولیت یا تو اس امت کے لحاظ سے ہے یا ساری امتوں کے اولیاء کے لحاظ سے (مرقات) ورنہ پہلے حضور کی قبرانور کھلے گی پھر دوسرے نبیوں کی قبور مگر گروہ اولیاء اللہ میں پہلے ان دونوں بزرگوں کی ۲۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور جنت بقیع والے مومنوں کے پاس خود تشریف لے جائیں گے پھر یہاں ہی مکہ کے جنت معلے کے مدفونین کا انتظار کریں گے وہ لوگ یہاں ہی پہنچیں گے پھر یہاں ہی حضور انور فلسطین کی زمین کی طرف چلیں گے۔ جہاں حشر قائم ہوگی مگر بعض روایات میں ہے کہ یہ اجتماع حرمین طیبین کے درمیان ہو گا اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور انور ادھر سے مکہ والوں کے لئے چلیں گے۔ ادھر سے مکہ والے حضور انور کی طرف درمیان میں ملاقات ہو گی مگر پہلی روایت قوی ہے کہ اہل مکہ مدینہ منورہ میں پہنچیں گے ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ حرمین طیبین کی زمین میں دفن ہونا بڑی ہی خوش نصیبی ہے اللہ تعالٰی زمین مدینہ میں دفن نصیب کرے مجھے اور حضور کے سارے غلاموں کو شعر۔

☆ کعبہ کے صدقہ دل کی تمنا مگر یہ ہے ☆ مرنے کے وقت منہ ہو شد کی طرف ☆
☆ اگر ایسی موت آئے تو کیا پوچھنا مرا ☆ ہوں خاک پر نگاہ دریار کی طرف ☆

خیال رہے کہ ان دونوں قبرستانوں کے مدفون تو حضور کے ساتھ یہاں ہی جمع ہو جائیں گے دوسرے مسلمان محبت والے شام کی زمین یعنی محشر میں حضور انور کے ساتھ ہو جائیں گے حضور فرماتے ہیں **من احب قوما حشر معهم** جو جس قوم سے محبت کرے گا اسی کے ساتھ اس کا حشر ہوگا (مرقات)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِيْ جِبْرَئِيْلُ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَاَرَانِيْ بَابَ الْجَنَّةِ الَّذِيْ يَدْخُلُ مِنْهُ اُمَّتِيْ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَدِدْتُ اَنِّيْ كُنْتُ مَعَكَ حَتّٰى اَنْظُرَ اِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّكَ يَا اَبَابَكْرٍ اَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ)

(۵۷۶۸) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے پاس جناب جبرئیل آئے میرا ہاتھ پکڑا پھر مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل ہو گی ا۔ جناب ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ میری آرزو ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا ۲۔ حتی کہ اسے دیکھتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر تم وہ شخص ہو جو میری امت میں سے سب سے پہلے جنت میں جائے گا ۳۔ (ابوداؤد)

marfat.com

(۵۷۶۸) ا۔ غالباً یہ واقعہ معراج کی رات کا ہے یا کسی اور وقت کا (اشعۃ اللمعات) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور کی امت کے داخلہ کے لئے جنت میں علیحدہ دروازہ بنایا گیا ہے وہاں بھی امتیازی شان اس امت کی ہے یہ سب حضور کے صدقے سے ہے ۲۔ سبحان اللہ کیسی پیاری تمنا ہے یعنی جب حضور وہ دروازہ دیکھنے گئے تو کاش میں بھی حضور کے ساتھ ہوتا اور وہ دروازہ دیکھتا ۳۔ یعنی اے ابوبکر اللہ نے تمہارے لئے اس سے اعلیٰ درجہ رکھا ہے وہ یہ کہ میری امت میں سب سے پہلے تم جنت میں جاؤ گے تمہارے بعد دوسرے لوگ خیال رہے کہ سب سے پہلے جنت میں حضور انور تشریف لے جائیں گے پھر سارے نبی پھر حضور انور کی امت پھر دوسرے نبیوں کی امتیں اور اس امت میں سب سے پہلے ابوبکر صدیق تو لازم آیا کہ بعد انبیاء سب سے پہلے جناب صدیق اکبر جنت میں جائیں گے اس سے پتہ لگا کہ حضرت ابوبکر صدیق بعد انبیاء ساری مخلوق سے افضل ہیں بعد انبیاء سب سے پہلے جنت میں داخلہ آپ کا ہی ہوگا۔ نوٹ ضروری۔ جنت میں ساری مخلوق سے پہلے حضرت بلال جائیں گے اس طرح کہ حضور کے داخلہ کے وقت آگے آگے بلال ہوں گے ہٹو بچو کرتے ہوئے جیسے غلام شاہوں کے آگے چلتے ہیں خادمانہ شان سے وہ جو حدیث شریف میں ہے کہ اے بلال تم کونسی نیکی کرتے ہو کہ میں نے جنت میں تمہارے قدموں کی آہٹ اپنے آگے سنی وہاں وہ ہی آہٹ سنائی گئی جو قیامت کے بعد جنت کے داخلہ کے وقت حضور کے آگے آگے چلنے کی ہوگی مگر وہ خدمت گاری کی حیثیت ہے جزاوالا داخلہ پہلے وہاں حضرت ابوبکر صدیق کو میسر ہوگا لہذا احادیث میں تعارض نہیں حضرت ادریس جنت میں پہلے ہی پہنچے ہوئے ہیں یا آدم پہلے وہاں رہ کر آئے ہیں مگر وہ داخلہ جزا کے لئے نہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

وَعَنْ عُمَرَ ذُكِرَ عِنْدَهُ أَبُوْبَكْرٍ فَبَكٰى وَقَالَ وَدِدْتُ أَنَّ عَمَلِيْ كُلَّهُ مِثْلُ عَمَلِهِ يَوْمًا وَاحِدًا مِنْ أَيَّامِهِ وَلَيْلَةً وَاحِدَةً مِنْ لَيَالِيْهِ أَمَّا لَيْلَتُهُ فَلَيْلَةٌ سَارَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْغَارِ فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَيْهِ قَالَ وَاللّٰهِ لَا تَدْخُلُهُ حَتّٰى أَدْخُلَ قَبْلَكَ فَإِنْ كَانَ فِيْهِ شَيْءٌ أَصَابَنِيْ دُوْنَكَ فَدَخَلَ فَكَسَحَهُ وَوَجَدَ فِيْ جَانِبِهِ ثُقْبًا فَشَقَّ إِزَارَهُ وَسَدَّهَا بِهِ وَبَقِيَ مِنْهَا اثْنَانِ فَأَلْقَمَهُمَا رِجْلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْخُلْ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَضَعَ رَأْسَهُ فِيْ حِجْرِهِ وَنَامَ فَلُدِغَ أَبُوْبَكْرٍ فِيْ رِجْلِهِ مِنَ الْجُحْرِ

تیسری فصل

(۵۷۶۹) روایت ہے حضرت عمر سے کہ ان کے پاس حضرت ابوبکر کا ذکر کیا گیا تو آپ روئے اور بولے کہ میری آرزو یہ ہے کہ میرے سارے عمل حضرت ابوبکر کے ایک دن کے اور ایک رات کے عمل کی طرح ہوتے ا۔ آپ کی رات وہ رات ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار کی طرف پہنچے تو جب وہ دونوں اس غار تک پہنچے عرض کیا واللہ آپ اس میں داخل نہ ہوں حتی کہ آپ سے پہلے میں داخل ہو جاؤں اگر اس میں کوئی چیز ہو تو مجھے پہنچے نہ کہ آپ کو تو آپ داخل ہوئے اسے صاف کیا ۲۔ اور اس کے ایک کنارہ میں سوراخ پایا۔ آپ نے تہبند پھاڑا اس سے سوراخ بند کیا ان میں سے دو سوراخ رہ گئے ان میں اپنے پاؤں دیدیئے ۳۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ تشریف لائیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنا سر آپ کی گود

marfat.com

وَلَمْ يَتَحَرَّكْ مَخَافَةَ اَنْ يَنْتَبِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَقَطَتْ دُمُوْعُهٗ عَلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالَكَ يَا اَبَا بَكْرٍ قَالَ لُدِغْتُ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ فَتَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ مَا يَجِدُهٗ ثُمَّ انْتَقَضَ عَلَيْهِ وَكَانَ سَبَبَ مَوْتِهٖ وَاَمَّا يَوْمُهٗ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ وَقَالُوْا لَا نُؤَدِّيْ زَكٰوةً فَقَالَ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عِقَالًا لَجَاهَدْتُهُمْ عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَاَلَّفِ النَّاسَ وَارْفُقْ بِهِمْ فَقَالَ لِيْ اَجَبَّارٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَّارٌ فِي الْاِسْلَامِ اِنَّهٗ قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْيُ وَتَمَّ الدِّيْنُ اَيَنْقُصُ وَاَنَا حَيٌّ۔

(رَوَاهُ رَزِيْنٌ)

میں رکھا اور سو گئے ۴؎ ابوبکر کے پاؤں میں سوراخ سے ڈس لیا گیا ۵؎ آپ نے بالکل جنبش نہ کی اس ڈر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاگ پڑیں ۶؎ پھر آپ کے آنسو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر گرے ۷؎ تو فرمایا اے ابوبکر کیا ہوا عرض کیا آپ پر میرے ماں باپ فدا میں تو ڈس لیا گیا تب رسول اللہ نے اپنا لعاب لگا دیا تو وہ تکلیف جاتی رہی ۸؎ جو وہ پاتے تھے پھر وہ زہر لوٹ آیا اور آپ کی وفات کا سبب بنا ۹؎ لیکن آپ کا دن تو جب رسول اللہ نے وفات پائی اہل عرب مرتد ہو گئے اور بولے کہ ہم زکوٰۃ نہ دیں گے ۱۰؎ تو فرمایا کہ اگر مجھے ایک رسی کا انکار کریں گے تو میں ان پر جہاد کروں گا ۱۱؎ میں نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ کے خلیفہ لوگوں پر موافقت کریں اور ان پر نرمی کیجئے ۱۲؎ تو مجھ سے فرمایا کہ تم جاہلیت میں سخت تھے اور اسلام میں نرم وحی بند ہو چکی اور دین مکمل ہو چکا کیا دین میں کمی کی جاوے گی حالانکہ میں زندہ ہوں ۱۳؎ (رزین) ۱۴؎

(۵۷۶۹) ۱؎ اس فرمان فاروقی کے تین مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ وہ نیکیاں اپنی مجھے دے دیتے اور میری ساری نیکیاں خود لے لیتے دوسرے یہ کہ مجھے بجائے ان تمام نیکیوں کے وہ دو نیکیاں میسر ہو جاتیں تیسرے یہ کہ قیامت میں رب تعالٰی میری تمام نیکیوں کو حضرت صدیق کہ ان دو نیکیوں کی طرح قرار دے دے ۲؎ اس سے معلوم ہوا کہ نگاہ فاروقی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حضور پر جان نچھاور کرنا ساری نیکیوں سے افضل ہے حضرت عمر اپنی ساری نمازوں سارے روزوں سارے جہادوں ساری فتوحات اسلامیہ کو اس غار کے جھاڑنے سوراخ میں پاؤں لگانے سانپ سے کٹوانے حضور انور کا سر اپنے زانو پر رکھنے پر قربان کر رہے ہیں حضرت صدیق نے اس رات تہجد، سجدے سجود نہیں کئے تھے بلکہ محبوب کی یہ خدمات کی تھیں اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔ شعر:۔

☆ مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز ☆ اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے۔ ☆

☆ صدیق بلکہ غار میں جاں اپنی دے چکے ☆ اور حفظ جاں تو اصل فروض غرر کی ہے ☆

☆ گو تو نے ان کو جان پھیر دی غار پر ☆ وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے ☆

☆ ثابت ہوا کہ جملہ فروع ہیں ☆ اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے ☆

اس رات جناب صدیق نے وہ عبادت کی جو روئے زمین پر اس وقت کوئی نہیں کر رہا تھا یعنی اپنے زانو پر حضور کا سر رکھ کر حضور کے چہرے کو تکتے رہنا اس وقت یہ عبادت کوئی نہیں کر رہا تھا رضی اللہ عنہ۔ ۳؎ یہ ہے درجہ فنافی الرسول اور عشق صادق کہ عشق نے

marfat.com

لباس کے ٹکڑے اڑادیئے دونوں پاؤں سوراخوں سے کٹوادیئے اس وقت عجیب کیفیت سے حضرت صدیق وہاں بیٹھے ہوں گے کہ پاؤں اوپر ہیں خود نیچے ہیں اس نشست پر ہزارہا نماز کی نشستیں قربان ہوں ۴۔ آج حضرت ابوبکر صدیق کا زانو کعبہ معظمہ بلکہ عرش معلیٰ سے افضل تھا رحل پر قرآن رکھا جاوے تو وہ محترم ہے جس کی گود صاحب قرآن کی رحل بنے وہ کیوں نہ افضل ہو گا۔ خیال رہے کہ جناب آمنہ، حلیمہ، ثوبیہ کی گود میں حضور نے پرورش پائی حضرت ابوبکر وعلی کی گود میں حضور نے سر رکھ آرام فرمایا ہجرت کی رات ابوبکر صدیق کی گود میں اور خیبر کے دن حضرت علی کی زانو پر۔ حضرت عائشہ صدیقہ کے سینہ پر حضور نے انور کی وفات ہوئی یہ گود اور یہ زانو بہت ہی افضل ہیں جیسے آل عبا کچھ دیر کے لئے حضور کی عبا کمبل شریف میں رہے تو افضل ہو گئے ایسے ہی یہ حضرات ان نسبتوں سے سارے جہان سے افضل ہوئے یہ فقیر ان گودوں ان زانوؤں کے توسل سے دعائیں کیا کرتا ہے رب تعالیٰ سے قبولیت کی امید ہے ۵۔ یعنی مار غار نے یار غار کو کاٹ لیا عرب کا سانپ بہت ہی زہریلا ہوتا ہے سانپ نے کئی بار کاٹا ایک ہی جگہ تاکہ آپ اپنا پاؤں ہٹالیں مگر پاؤں نہ ہٹا۔ جان کہتی ہے کہ ہٹاؤ ایمان کہتا ہے کہ جنبش نہ کرو وہاں ایمان جان پر غالب رہا ۶۔ جب سانپ کا زہر جسم میں اثر کرتا ہے تو اعضاء بدن میں سخت پھٹنی پڑتی ہے اس وقت انہیں روکنا بڑی ہی ہمت و جرائت کی بات ہے۔ ۷۔ آپ کے یہ آنسو سخت تکلیف کی وجہ سے غیر اختیاری طور پر جاری ہوئے جنہیں حضور انور کے نورانی چہرے پر جگہ ملی۔ ۸۔ حضور انور کے لعاب شریف کے معجزات بھی شمار سے باہر ہیں حضرت علی کی دکھتی آنکھوں میں لگا تو اس نے کحل الجواہر کا نفع دیا سیدنا عبداللہ بن عتیک کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی میں لگا تو ہڈی جوڑنے والے سریش کا کام کیا حضرت طلحہ کے گندھے ہوئے آٹے اور گوشت کی ہانڈی میں پڑا تو بے مثال برکت دی حضرت ابوبکر صدیق کے ڈسے ہوئے پاؤں کے انگوٹھے میں لگا تو تریاق کا کام دیا لعاب کیا ہے اللہ کی قدرتوں کا مظہر اتم ہے بعض صالحین کو فرماتے سنا گیا کہ جو شیخ صدیقی حضرت محمد ابن ابوبکر کی اولاد سے ہیں انہیں سانپ یا تو کاٹتا نہیں اگر کاٹے تو اثر نہیں کرتا اس لعاب شریف کا اثر ہے اور ان کی اولاد کے پاؤں کے انگوٹھے میں سیاہ تل ہوتا ہے حتی کہ اگر ماں باپ دونوں کی طرف سے شیخ صدیقی ہو تو دونوں پاؤں کے انگوٹھے میں یہ تل ہو گا۔ میں نے بہت صدیقی حضرات کے پاؤں کے انگوٹھے میں یہ تل دیکھے ہیں غرضیکہ یہ عجیب معجزات ہیں۔ ۹۔ اس طرح کہ حضرت ابوبکر صدیق کی وفات کے وقت یہ ہی سانپ کا اثر لوٹ آیا اسی زہر سے آپ کی وفات ہوئی اور آپ کو درجہ شہادت عطا ہوا یہاں بھی فنافی الرسول کی جلوہ گری ہے حضور انور کی وفات خیبر والے زہر سے ہوئی کہ اس کا اثر واپس آیا اور جناب صدیق کی وفات غار ثور والے سانپ کے زہر سے ہوئی حضور کی وفات کی شب چراغ میں تیل نہ تھا اور حضرت ابوبکر کی وفات کے وقت گھر میں کفن کے لئے کپڑا نہ تھا پہنے ہوئے کپڑے دھو کر انہیں میں کفن دیا گیا یہ ہے اسلام کا پہلا تاجدار رضی اللہ عنہ ۱۰۔ ظاہر یہ ہے کہ یہ لوگ زکوٰۃ کی فرضیت کے منکر ہو گئے لہذا مرتد ہو گئے تھے کہ فرض کا انکار کفر ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ ظاہری مال زکوٰۃ سلطان اسلام کو ادا کرنے کے منکر ہو گئے ہوں تو باغی ہوئے دونوں سے قتال جائز ہے اس کی تحقیق کتاب الزکوٰۃ میں گزر گئی وہاں کہا گیا ہے کہ اب مال باطن سونا چاندی اور مال ظاہری جانور وغیرہ سب کی زکوٰۃ خود مال والا ہی دے سلطان کو نہ دے ۱۱۔ عقال عین کے کسرہ سے بمعنی رسی بھی آتا ہے اور بمعنی بکری کا بچہ بھی یہاں دونوں احتمال ہیں بعض روایات میں بجائے عقال کے عناق آیا ہے بمعنی بکری کا بچہ مقصود یہ ہے کہ اگر معمولی زکوٰۃ بھی ہم کو سپرد نہ کریں تو ان پر جہاد ہو گا ۱۲۔ یعنی ان پر جہاد نہ کریں بلکہ کچھ ڈھیل دیں اور نرمی سے انہیں سمجھادیں حضرت علی بلکہ تمام صحابہ نے حضرت صدیق اکبر سے یہ ہی عرض کیا وہ بولے کہ حضور انور صاحب معجزات تھے مگر آپ نے تئیس سال میں احکام

marfat.com

شرعیہ جاری فرمائے ہم یک دم کیسے جاری کرسکتے ہیں آپ نے کسی کی بات نہ مانی اور حضرت فاروق اعظم کو جواب دیا جو یہاں مذکور ہے (حاشیہ اشعۃ اللمعات) ۱۳؎ یہ ہے حضرت ابوبکر صدیق کی قوت ایمانی کہ دین کے معاملہ میں کسی کی مخالفت کی پرواہ نہیں ۱۴؎ یعنی اپنے جیتے جی اسلام میں کوئی رخنہ نہیں پڑنے دوں گا میرے بعد اللہ حافظ ہے خیال رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے زمانہ جاہلیت میں کبھی کفرو شرک نہیں کیا مرقات میں بحوالہ معال العرش الحبیب روایت نقل فرمائی کہ ایک دن ابوبکر صدیق نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا یا رسول اللہ میں نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا ایک بار مجھے میرے باپ ابو قحافہ ایک بت کے سامنے لے گئے اور کہا یہ ہے ہمارا رب اسے سجدہ کرباپ کسی کام کو گئے میں نے بت سے کہا کہ میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے پھر میں نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا اگر تو خدا ہے تو میری مار سے اپنے کو بچالے یہ کہہ کر میں نے اسے اس پتھر سے توڑ دیا میرے باپ نے آکر یہ دیکھا تو بولے یہ کیا میں نے کہا دیکھ لو اپنے خدا کا حال جو میری مار سے نہ بچ سکا میرے باپ نے یہ شکایت میری ماں سے کی وہ بولیں کہ میں نے صدیق کی پیدائش کے وقت ایک غیبی آواز سنی کہ اے اللہ کی بندی بشارت ہو اس بچے کی جو عتیق ہے رسول اللہ کا رفیق ہے آسمان میں اس کا نام صدیق (مرقات) یہ ہی مقام جب حضرت صدیق حضور کو یہ واقعہ سناچکے تو حضرت جبریل نازل ہوئے اور فرمایا صدیق سچ کہہ رہے ہیں (مرقات) یہ حدیث نسائی نے بدین الالفاظ نقل کی اور بخاری مسلم نے اس کے معنی روایت کئے (مرقات)

بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ۔ حضرت عمر کے فضائل

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ پہلی فصل

عمر صفت مشبہ ہے اس کا مصدر عمران ہے۔ بمعنی آباد عمر کے معنی ہیں آباد رکھنے والا یا آباد کرنے والا حضرت عمر نے اسلام آباد کیا قدرت نے انہیں پہلے ہی عمر نام عطا فرمایا انسان کی زندگی کی مدت کو عمر کہتے ہیں یعنی جسم کی آبادی کا زمانہ جیسا کہ روح اسے آباد رکھتی ہے آپ کی کنیت ابو حفص ہے آپ کے فضائل بے شمار ہیں آپ اسلام کے مطلوب ہیں کہ حضور انور نے رب سے دعا کر کے انہیں لیا قرآن مجید کی بیس آیات سے زیادہ آپ کی رائے کے موافق آئیں۔ ان آیات کی تفصیل لمعات میں شیخ نے کی اشعۃ اللمعات میں صرف تعداد بتائی آپ نے اپنے دس سالہ دور خلافت میں اسلام دور دور پھیلایا جتنی فتوحات آپ کے زمانہ میں ہوئیں ان کی مثال ملنی مشکل ہے آپ مدینہ منورہ کی زمین مسجد نبوی شریف محراب النبی میں نماز فجر پڑھاتے ہوئے شہید ہوئے آپ ۲۶ چھبیس ذی الحجہ بدھ کے دن ۲۳ھ زخمی کئے گئے اور محرم یکم اتوار کے دن دفن کئے گئے تریسٹھ سال عمر پائی۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كَانَ فِيْمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ يَّكُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۷۷۰) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم سے پہلی امتوں میں الہام والے لوگ تھے تو اگر میری امت میں کوئی ہوا تو وہ عمر ہیں ۱؎ (مسلم

marfat.com

بخاری)

(۵۷۷۰) ۱؎ اس فرمان عالی کے بہت مطلب ہو سکتے ہیں آسان مطلب یہ ہے کہ **یحدثون** سے مراد ہیں صاحب وحی انبیاء کرام یعنی گزشتہ امتوں میں حضرات انبیاء کرام ہوتے تھے اگر میری امت میں کوئی نبی ہوتے تو وہ عمر ہوتے اس کی شرح وہ حدیث ہے **لو کان بعدی نبی لکان عمر** اگر میرے بعد نبی ہوتا تو جناب عمر نبی ہوتے ورنہ حضور کی امت میں ہر زمانہ میں ہزارہا الہام والے اولیاء اللہ ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے تمام صحابہ خصوصاً حضرت عثمان و علی و صدیق صاحب الہام اولیاء اللہ تھے (از مرقات)

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ اِسْتَاْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ نِسْوَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهٗ وَيَسْتَكْثِرْنَهٗ عَالِيَةً اَصْوَاتُهُنَّ فَلَمَّا اسْتَاْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِیْ كُنَّ عِنْدِیْ فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ قَالَ عُمَرُ يَا عَدُوَّاتِ اَنْفُسِهِنَّ اَتَهَبْنَنِیْ وَلَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ نَعَمْ اَنْتَ اَفَظُّ وَاَغْلَظُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيْهٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَقَالَ الْحُمَيْدِیُّ زَادَ الْبَرْقَانِیُّ بَعْدَ قَوْلِهٖ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَضْحَكَكَ۔

(۵۷۷۱) روایت ہے حضرت سعد ابن وقاص سے فرماتے ہیں حضرت عمر ابن خطاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاضری کی اجازت مانگی حضور کے پاس قریش کی کچھ عورتیں تھیں ۱؎ جو آپ سے کلام کر رہی تھیں اور زیادہ مانگتی تھیں ۲؎ اونچی آواز سے ۳؎ تو جب حضرت عمر نے اجازت مانگی تو ان سب نے حجاب میں جلدی کی ۴؎ تو عمر حاضر ہوئے اور رسول اللہ ہنس رہے تھے تو فرمایا یا رسول اللہ اللہ آپ کے دندان کو ہنستا رکھے ۵؎ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان عورتوں سے تعجب کرتا ہوں جو میرے پاس تھیں جب انہوں نے آپ کی آواز سنی تو پردہ میں جلدی کی ۶؎ حضرت عمر نے فرمایا اے اپنی جانوں کی دشمن ۷؎ کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں وہ بولی ہاں ۸؎ آپ سخت طبیعت اور سخت گیر ہیں ۹؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوب اے ابن خطاب اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے شیطان تم سے نہیں ملتا کسی راستہ میں چلتا ہوا مگر وہ آپ کی راہ کے سوا دوسرے راہ چلتا ہے ۱۰؎ (مسلم بخاری) حمیدی نے کہا کہ برقانی نے یا رسول اللہ کے بعد ما اضحکک سے زیادہ کیا ۱۱؎

(۵۷۷۱) ۱؎ یہ بیویاں حضور انور کی ازواج پاک تھیں حضرت عائشہ حفصہ، ام سلمہ، زینب بنت جحش وغیرہا (مرقاۃ، اشعہ) لہذا یہ اعتراض نہیں پڑ سکتا کہ حضور انور سے ان عورتوں نے پردہ کیوں نہیں کیا ۲؎ یعنی عرض یہ کرتی تھیں ہمارا خرچہ جو حضور سے ہم کو ملتا ہے وہ کم ہے زیادہ عطا ہوا کرے اس میں ہمارا گزارا نہیں ہوتا استکثار کے معنی ہیں زیادہ مانگنا ۳؎ یہ واقعہ یا تو اس وقت کا ہے جبکہ ابھی آیت کریمہ **لا ترفعوا اصواتکم** الخ نہیں آئی تھی یا ان میں سے ہر ایک بی بی صاحبہ آہستہ آہستہ آواز سے بولتی تھیں

marfat.com

مگر سب آوازیں مل کر بلند ہوتی تھی یا یہ کہو کہ حضور کی آواز شریف پر اپنی آواز بلند کرنا یا بے ادبی سے اونچی آواز کرنا حرام ہے مطلقاً بلند آواز کرنا منع نہیں یہ بلندی آواز حرام نہ تھی (مرقات) لہٰذا اس واقعہ پر یہ اعتراض نہیں کہ ازواج پاک حضور عالی کی بارگاہ میں اونچی آواز سے کیوں کلام کرتی تھیں کیا حضور انور کے سامنے اذان نہیں ہوتی تھی اور اونچی آواز سے ہوتی تھی مگر یہ بلندی آواز جائز تھی **عالیة اصواتھن** سے مراد ہے کہ وہ روزانہ عادی آواز سے زیادہ آواز بلند کئے تھیں ۴۔ ان بیویوں میں اکثر وہ تھیں جو حضرت عمر سے اجنبی تھیں ان سے پردہ فرض تھا جیسے حضرت صدیقہ وغیرہا اور بعض وہ بھی تھیں جو حضرت عمر کی محرم تھیں جیسے جناب حفصہ بنت عمر مگر یہ سب ہی چھپ گئیں کیوں! ہیبت فاروقی کی وجہ سے ۵۔ یعنی یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہنسی خوشی رکھے میرے آقا اس وقت تبسم کی وجہ کیا ہے معلوم ہوا کہ شاہوں کے آستانہ میں گفتگو کرنے کا بھی سلیقہ چاہیے۔ دعائیں دے رہے ہیں بات کچھ نہیں کہتے کہ حضور دعائیں سن لیں مقصد خود سمجھ لیں۔ ۶۔ یعنی یہ بیویاں مجھ سے نہ ڈریں تم سے ڈریں خیال رہے کہ مقام ناز اور ہے مقام خوف دوسرا حضور پر تو گنہگاروں کو بھی ناز ہے وہاں مچلنا اور مچل مچل کر مانگنا ہی رب کو محبوب۔ کشادہ دست کرم جب وہ بے نیاز کرے ☆ گنہگار نہ کیوں عاجزی پہ ناز کرے۔ ۷۔ یہ لفظ اس غضب کا ہے جس میں کرم شامل ہو جیسے حضور کا فرمان عقرِ حلق یا پنجابی میں اوڈیڑ جائے یا اردو میں منڈی ' منڈی وغیرہ یعنی تم خرچہ زیادہ کرانے کے لئے اپنے نفع نقصان کا بھی خیال نہیں کرتیں حضور انور کے سامنے زیادہ بے تکلفی کبھی ضبطی اعمال کا ذریعہ بھی بن جاتی ہے اس لئے تم اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال رہی ہو خود اپنی دشمن ہو۔ ۸۔ ہاں کا تعلق صرف ایک بات سے ہے یعنی ہاں ہم آپ سے ڈرتے ہیں یہ معنی نہیں کہ ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتے (مرقات) ۹۔ یعنی آپ کے ہاں پکڑ زیادہ ہے حضور کے ہاں کرم زیادہ ہے اس لئے اے عمر تم سے ڈر لگتا ہے۔ ۱۰۔ اس فرمان عالی کا مطلب صرف یہ ہے کہ یہ تو کمزور عورتیں ہیں تمہاری ہیبت کا تو یہ حال ہے۔ کہ شیطان جیسا مردود سخت تر جن بھی تم سے ڈرتا ہے تمہیں دیکھ کر بھاگتا ہے راستہ چھوڑ جاتا ہے یہ مطلب نہیں کہ ان عورتوں کا یہ کام شیطانی تھا یا اس وقت شیطان وہاں موجود تھا جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے تو نہ بھاگا حضرت عمر سے بھاگ گیا۔ ۱۱۔ برقان ملک خوارزم کا ایک شہر ہے یہ محدث وہاں کے رہنے والے تھے اس لئے انہیں برقان کہا جاتا ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا اَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ امْرَاَةِ اَبِي طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشَفَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ هٰذَا بِلَالٌ وَرَاَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهٖ جَارِيَةٌ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَدْخُلَهٗ فَاَنْظُرَ اِلَيْهِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ عُمَرُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعَلَيْكَ اَغَارُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۷۷۲) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں جنت میں گیا ۱۔ تو میں ابو طلحہ کی بیوی رمیصاء کے پاس پہنچا ۲۔ اور میں نے ایک آہٹ سنی تو میں نے کہا یہ کون ہیں فرمایا یہ بلال ہیں ۳۔ اور میں نے ایک محل دیکھا جس کے صحن میں ایک بی بی تھیں میں نے کہا یہ کس کا ہے سب نے کہا عمر ابن خطاب کا ۴۔ میں نے چاہا کہ وہاں داخل ہوں کہ اسے دیکھوں تو تمہاری غیرت یاد آگئی ۵۔ جناب عمر نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا یا رسول اللہ کیا میں آپ پر غیرت کر سکتا ہوں ۶۔ (مسلم، بخاری)

marfat.com

(۵۷۷۲) ۱؎ یہ واقعہ یا تو معراج کا ہے یا کشف کا یا خواب کا۲؎۔ رمیصاء نام ہے حضرت ام سلیم کا جو حضرت انس کی والدہ اور ابو طلحہ کی بیوی ہیں آپ پہلے مالک کی بیوی تھیں ان سے انس ابن مالک پیدا ہوئے پھر ابو طلحہ کے نکاح میں آئیں رمیصاء بنا ہے رمص سے رمص آنکھ کا کیچڑ جو آنکھ کے کوئے میں جمع ہو جائے آپ کے نام میں بہت روایات ہیں بعض میں غمیصا ہے بعض میں رمیصاء مں بے نقطہ والی ہے بعض میں رمیضاء ض نقطہ والی سے معنی سب کے ایک ہیں آپ رمیصاء بنت ملحان ہیں کنیت ام سلیم اگرچہ ابھی آپ جنت میں پہنچی نہ تھیں وہاں داخلہ قیامت کے بعد ہو گا مگر نبی کی نگاہ آئندہ واقعات بھی دیکھ لیتی ہے ام سلیم تو ابھی زندہ تھیں سبحان اللہ کیسی خوش نصیب بی بی ہیں کہ حضور انور نے ان کے جیتے جی انہیں جنت میں دیکھ لیا ۳؎۔ یہ فرمان عالی باب السطوع میں گزر چکا ایک روایت میں یوں ہے کہ ہم جب بھی جنت میں گئے تو ہم نے بلال کو اپنے آگے چلتے دیکھا۔ حضور انور کو قیامت میں جنت میں داخلہ کے وقت کا واقعہ آج دکھا دیا گیا کہ جب حضور انور سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے تو حضرت بلال آپ کے آگے خادمانہ شان سے ہٹو بچو کہتے ہوئے چلیں گے اے بلال تیری تقدیر کے قربان۔ ۴؎۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ ہم نے پوچھا یہ محل کس کا ہے **ملائکہ** نے عرض کیا ایک عربی شخص کا ہم نے کہا کہ عربی تو ہم بھی ہیں یہ کس شخص کا محل ہے کہا ایک قرشی کا میں نے کہا کہ قرشی ہم بھی ہیں یہ ہے کس کا فرشتوں نے کہا محمد مصطفیٰ کے ایک امتی کا ہم نے فرمایا محمد مصطفیٰ ہم ہی ہیں یہ کس کا محل ہے تب کہا عمر ابن خطاب کا (مرقات) ۵؎۔ یعنی چونکہ اس محل میں تمہاری بی بی حور عین بھی تھی اس لئے ہم تمہاری غیرت کا خیال کر کے اندر نہ گئے ورنہ خیال تھا کہ اس کے ہر گوشہ میں گھوم پھر کر اس محل کا معائنہ فرماویں۔ ۶؎۔ امام سیوطی نے اس کے ساتھ یہ الفاظ بھی روایت فرمائے **ھل رفعنی اللہ الابک وھل ھدانی اللہ الابک** مجھے اللہ نے آپ کے صدقہ تو یہ بلندی بخشی اور آپ ہی کے صدقہ سے ہدایت دی آپ میرے مائی باپ ہیں آپ پر کیا غیرت۔ **شعر:۔**

☆ شکر فیض تو چمن چوں کند اے ابر بہار ☆ کہ اگر خارہ گر گل ہمہ پروردہ تست ☆

برات کی ساری ب دولہا کے دم قدم سے ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُ النَّاسَ یُعْرَضُوْنَ عَلَیَّ وَعَلَیْهِمْ قُمُصٌ مِّنْهَا مَا یَبْلُغُ الثُّدِیَّ وَمِنْهَا مَا دُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَیَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَیْهِ قَمِیْصٌ یَجُرُّهٗ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَ ذٰلِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّیْنَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۷۷۳) روایت ہے حضرت ابو سعید سے فرماتے ہیں فرما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب میں سو رہا تھا تو میں نے لوگوں کو دیکھا کہ مجھ پر پیش کئے جارہے ہیں جن پر قمیضیں ہیں بعض وہ ہیں جو پستان تک پہنچتی ہیں بعض اس سے بھی کم ۱؎ اور مجھ پر عمر ابن خطاب پیش کئے گئے اس حال میں کہ ان پر وہ قمیص ہے جسے وہ کھینچ رہے ہیں ۲؎۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اس کی کیا تعبیر لی فرمایا دین ۳؎۔ (مسلم بخاری)

(۵۷۷۳) ۱؎ **دون ذلک** میں دو احتمال ہیں اس سے کم یا اس سے نیچی دوسرے معنی کی تائید وہ روایت کرتی ہے کہ بعض کی قمیص ناف تک تھی بعض کی گھٹنے تک بعض کی آدھی پنڈلی تک یہ حضور کا خواب ہے اور نبی کا خواب وحی ہوتا ہے جس پر شرعی احکام جاری ہوتے ہیں **یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک** ۲؎۔ یعنی حضرت عمر کی قمیص ان کے قدموں سے نیچے تھی جو

marfat.com

ان کے چلنے پر گھسٹ رہی تھی ۳۔ حضور انور نے لباس کی تعبیر دین سے فرمائی کیونکہ لباس تو بدن کا ستر اور زینت ہے اور دین دل و جان کا ستر بھی ہے زینت بھی اس خواب اور نبوی تعبیر سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر نہایت ہی کامل الایمان قوی دین والے ہیں اگر ہم جیسے گنہگاروں پر جناب فاروق کی نظر کرم ہو جائے تو ہمارے دین و ایمان کامل سے کامل تر ہو جائیں رضی اللہ عنہ غالب یہ ہے کہ ان پیش ہونے والوں میں حضرت ابوبکر صدیق نہ ہوں گے خیال رہے کہ دین یا ایمان کی مقدار میں زیادتی کمی نہیں ہوتی یعنی کوئی آدھا یا چوتھائی مسلمان نہیں ہوتا سارے پورے مومن ہوتے ہیں ہاں کیفیت میں فرق ہوتا ہے بعض مومن بعض کامل مومن بعض اکمل یعنی کامل تر مومن **ولکن لیطمئن قلبی**

(۵۷۷۴) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتّٰى اِنِّىْ لَاَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِىْ اَظْفَارِىْ ثُمَّ اَعْطَيْتُ فَضْلِىْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ اَلْعِلْمَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب ہم سو رہے تھے تو ہمارے پاس ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے پی لیا۱۔ حتی کہ میں نے دیکھا کہ سیرابی میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے ۲۔ پھر میں نے اپنا بچا ہوا عمر ابن خطاب کو دے دیا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اس کی تعبیر کیا دی فرمایا علم ۳۔ (مسلم بخاری)

(۵۷۷۴) ۱۔ دودھ لانے والا فرشتہ تھا اور دودھ علم دین تھا اور پیالہ یا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک منہ جس سے یہ علم جاری ہوتا ہے یا آپ کی وحی دوسرا احتمال قوی ہے۔ ۲۔ یعنی وہ دودھ میری رگ رگ میں سرایت کر گیا حتی کہ ناخنوں سے نکل کر بہنے لگا اس میں اشارہ ہے دودھ کی زیادتی کی طرف ۳۔ علم سے مراد علم دین ہے خیال رہے کہ دودھ انسان کی پہلی جسمانی غذا ہے اور علم پہلی روحانی غذا جس سے روح کی پرورش ہوتی ہے اس لئے دودھ کی تعبیر علم سے دی عالم اجسام اور عالم ارواح کے درمیان ایک عالم ہے جسے عالم مثال کہا جاتا ہے یہ عالم ہے تو نورانی مگر مشابہ ہے عالم جسمانی سے نیند میں ایک روح اس عالم کی سیر کرتی ہے اس سیر میں جو دیکھتی ہے وہ رؤیا صادقہ یعنی سچی خواب کہلاتی ہے علم چار صورتوں میں نظر آتا ہے۔ پانی' دودھ' شراب' شہد یہ ہی علم ان چار صورتوں میں جنت میں ہوگا کہ وہاں ان ہی چیزوں کی نہریں ہوں گی۔ پانی نظر آنا گویا علم لدنی ہے دودھ شریعت کے اسرار کا علم۔ شراب طہور علم کامل۔ شہد گویا نبوت کا علم ہے بعض عارفین فرماتے ہیں کہ خلفاء راشدین ان چار علوم کا منبع ہیں۔ حضرت عمر اس علم کا سرچشمہ ہیں جو دودھ کی شکل میں ہے اس علم میں حضرت عمر سب سے اعلیٰ دوسرے علوم میں باقی تین خلفاء سب سے اکمل۔ اس میں اختلاف ہے کہ علم یا استعداد علم کی انتہا ہے یا نہیں قوی یہ ہے کہ انتہا نہیں رب فرماتا ہے **وقل رب زدنی علما** حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی فرماتے ہیں۔ **شعر:۔**

☆ **شربت الحب کاسا بعد کاس** ☆ **فما نفد الشراب ولا رویت** ☆

یہ بحث مرقات شرح مشکوۃ میں ملاحظہ کرو۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ اگر تمام قبائل عرب کے علوم ایک پلے میں رکھے جائیں اور حضرت عمر کا علم دوسرے پلے میں تو حضرت عمر کا علم سب سے بڑھ جاوے گا صحابہ کرام کہا کرتے تھے کہ علم کے دس حصے کئے گئے نو حصے حضرت عمر کو دیئے گئے ایک حصہ دوسرے لوگوں کو یہ تقسیم حضور انور کی طرف سے ہوئی (از مرقات)

marfat.com

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِیْ عَلٰى قَلِيْبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِیْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَيْنِ وَفِیْ نَزْعِهٖ ضُعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهٗ ضُعْفَهٗ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَاَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا مِّنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ وَفِیْ رِوَايَةِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَّدِ اَبِیْ بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِیْ يَدِهٖ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِيًّا يَّفْرِیْ فَرِيَّهٗ حَتّٰى رَوِیَ النَّاسُ وَضَرَبُوْا بِعَطَنٍ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۷۷۵) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب ہم سو رہے تھے کہ میں نے اپنے کو ایک کنویں کے کنارہ پر دیکھا جس پر ڈول تھا تو میں نے جیسا اللہ نے چاہا نکالا پھر اسے ابو قحافہ کے فرزند نے لے لیا ۲؎ تو اس سے ایک یا دو ڈول نکالے ۳؎ اور ان کے کھینچنے میں کچھ ضعف تھا ۴؎ اللہ ان کے ضعف کو بخشے ۵؎ پھر وہ چرسا بن گیا ۶؎ تو اسے عمر ابن خطاب نے لے لیا میں نے لوگوں میں کسی پہلوان کو نہ دیکھا جو جناب عمر کی طرح کھینچتا ہو ۷؎ کہ لوگوں نے واڑہ اختیار کر لیا ۸؎ اور حضرت ابن عمر کی روایت میں یوں ہے کہ فرمایا پھر اسے عمر ابن خطاب نے ابو بکر کے ہاتھ سے لے لیا ان کے ہاتھ میں چرسا بن گیا تو میں نے کوئی پہلوان نہ دیکھا جو ان کی بہادری دکھائے حتی کہ لوگ سیراب ہو گئے اور واڑہ اختیار کر لیا ۹؎۔ (مسلم بخاری)

(۵۷۷۵) ۱؎ کچی کنویں جس کی من یعنی رکاوٹ کی دیوار نہ بنی ہو قلیب کہلاتا ہے اور پکا کنواں جس کی من ہو اسے طوی کہتے ہیں یعنی ہم ایک بغیر من والے کنویں کے کنارے پر تھے لوگ اور جانور اس کے پاس پیاسے کھڑے تھے ہم نے کچھ ڈول نکال کر انہیں پانی پلایا ۲؎ ابو قحافہ حضرت ابو بکر صدیق کے والد کی کنیت ہے ان کا نام عثمان ہے وہ حضرت ابو بکر صدیق کے بعد تک زندہ رہے (اشعہ) ۳؎ اس میں حضرت صدیق اکبر کی خلافت کی مدت کی کمی کی طرف اشارہ ہے کہ ان کی خلافت ایک دو سال ہی ہو گی حرف 'او'شک کے لئے نہیں بعض نے کہا کہ یہاں او . معنی بلکہ ہے (اشعہ) ۴؎ یہاں ضعف سے مراد سستی یا کمزوری نہیں بلکہ نرمی اور مہربانی ہے حضرت صدیق اکبر فطرتاً" نرم دل اور مہربان تھے (اشعۃ اللمعات) ۵؎ یہ دعاء مغفرت حضرت صدیق اکبر پر کرم کے اظہار کے لئے ہے جیسے کہا جاتا ہے میرا بیٹا اللہ اسے بخشے بہت اچھا ہے یا جیسے رب فرماتا ہے **لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک** لہٰذا اس سے حضرت ابو بکر کا کوئی گناہ ثابت نہیں ہوتا (اشعہ) حضرت ابو بکر صدیق نے اتنی تھوڑی سی مدت خلافت میں وہ کارہائے نمایاں کئے کہ سبحان اللہ حضرت عمر فاروق کی تمام فتوحات کی جڑ جناب صدیق اکبر نے ہی قائم فرمائی ملک کے اندرونی خلفشار کو آپ نے ہی دور کیا فتوحات اسلامیہ کی بنیاد آپ نے ہی رکھی آپ نے بہت ملک فتح فرمائے۔ دیکھو الفاروق جس کے آخر میں فتوحات صدیقیہ کا نقشہ دیا گیا ہے آپ نے ہی جھوٹے نبیوں کو ختم مرتدین کا قلع قمع فرمایا رضی اللہ عنہ ۶؎ ڈول کے چرسا بن جانے میں اس طرف اشارہ ہے کہ آپ کے زمانہ میں اسلامی سرحدیں بہت دور تک پہنچیں گی فتوحات بہت زیادہ ہوں گے ۷؎ اس قوت سے پانی نکالنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ آپ اتنے بڑے ملکوں کو فتح فرما کر ان کا انتظام سنبھال بھی لیں گے اور بڑی قوت و شوکت سے ان میں اسلام پھیلائیں گے کہ مشرق و مغرب میں آپ کی برکت سے اسلام پھیل جاوے گا عبقر ایک جنگل کا نام تھا جس کے متعلق عرب کا خیال تھا کہ وہاں جنات رہتے ہیں چنانچہ ہر بہادر قوی پہلوان کو عبقری کہہ دیتے تھے کہ یہ شخص انسانی طاقت سے

marfat.com

زیادہ کام کرتا ہے گویا یہ اس جنگل کا قوی جن ہے۔ یفری بنا ہے فری سے ۔بمعنی چمڑا کاٹنا مشکل کام کرنے کو فری بولا جاتا ہے (مرقات)۸۔ عطن عین اور ط کے فتح سے واڑالیعنی وہ جگہ جہاں جانوروں کو کھلا پلا کر باندھا جاوے اسے اردو میں باڑا کہتے ہیں پنجابی میں واڑہ کہتے ہیں۔ ۹۔ یعنی لوگ خود بھی سیراب ہوگئے اور انہوں نے اپنے جانوروں کو بھی سیراب کرلیا اس تعبیر میں اشارہ اس جانب ہے کہ اس سیرابی کی ابتداء حضرت صدیق اکبر سے ہوگی اور تکمیل حضرت عمر فاروق پر (مرقات)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ — دوسری فصل

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِہٖ۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاوٗدَ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یَقُوْلُ بِہٖ۔

(۵۷۷۶) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ نے جناب عمر کی زبان اور دل پر حق جاری فرمایا ۱۔ ترمذی اور ابوداؤد کی روایت میں حضرت ابوذر سے مروی ہے کہ فرمایا اللہ نے جناب عمر کی زبان پر حق رکھ دیا جسے وہ بولتے ہیں ۲۔

(۵۷۷۶) ۱۔ یعنی ان کے دل میں جو خیالات آتے ہیں وہ حق ہوتے ہیں اور زبان سے جو بولتے ہیں وہ حق بولتے ہیں ان کے خیالات ان کے کلام نفسانی یا شیطانی نہیں ہوتے بلکہ رحمانی ہوتے ہیں جعل فرما کر یہ بتایا کہ یہ حقانیت ان کی اپنی کوشش سے نہیں بلکہ قدرتی فطرتی ہے رب کی طرف سے۔ جو کبھی زائل نہیں ہوسکتی ۲۔ یہ عبارت پہلی عبارت کے قریباً ہم معنی ہے وہاں جعل تھا یہاں وضع ہے مطلب ایک ہی ہے کہ ان کی یہ حقانیت رب کی طرف سے ہے۔

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ مَا کُنَّا نُبْعِدُ اَنَّ السَّکِیْنَۃَ تَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ۔ (رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّۃِ)

(۵۷۷۷) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ ہم خیال کرتے تھے کہ جناب عمر کی زبان پر سکینہ بولتا ہے ۱۔ (بیہقی دلائل النبوۃ)

(۵۷۷۷) ۱۔ سکینہ کے لفظی معنی ہیں سکون قلب اور دلی اطمینان اصطلاح میں سکینہ وہ فرشتوں کی جماعت ہے جو مومنوں پر مصیبت کے وقت اترتی ہے ان کے دل ہاتھ میں لے لیتی ہے۔ جس سے ان کے دل ٹھہر جاتے ہیں گھبراتے نہیں رب فرماتا ہے **ھو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المؤمنین** اور فرماتا ہے **فانزل اللہ سکینۃ علی رسولہ وعلی المؤمنین** یہاں دونوں معنی بن سکتے ہیں یعنی حضرت عمر کے کلام ان کی زبان میں مسلمانوں کے دلوں کو چین ہوتا تھا یا وہ فرشتہ جسے سکینہ کہتے ہیں وہ حضرت عمر کی زبان پر بولتا تھا (لمعات) بعض بزرگوں کے کلام بلکہ ان کی صحبت میں دلوں کو چین نصیب ہوتا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰہُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَہْلِ بْنِ ہِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَصْبَحَ عُمَرُ فَغَدَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَ ثُمَّ

(۵۷۷۸) روایت ہے حضرت ابن عباس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی کہ حضور نے فرمایا الٰہی اسلام کو عزت دے یا ابوجہل ابن ہشام سے یا عمر ابن خطاب کے ذریعہ ۱۔ تو جناب عمر نے سویرے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صبح ہی حاضر ہوئے

marfat.com

صُلِّیَ فِی الْمَسْجِدِ ظَاھِرًا۔ اسلام قبول کرلیا۲؎، پھر مسجد میں ظاہر ظہور نماز پڑھی گئی ۳؎۔(احمدو
(رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ) بیہقی)

(۵۷۷۸) ا؎ یعنی الٰہی ان دونوں میں سے ایک کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دے تاکہ ان کے ذریعہ سے اسلام خوب پھیلے معلوم ہوا کہ عالم اسباب میں اسباب سے کام لینا جائز ہے حضرت عمر کا اسلام سبب بنا اشاعت اسلام کا حضور انور نے اس کی دعا مانگی رب تعالٰی بھی حضرت عمر کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔ **یایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین** اے نبی آپ کو اللہ تعالٰی اور یہ مومن کافی ہے جس نے اب آپ کی اتباع کی ہے یعنی حضرت عمر آپ کے اسلام لانے پر فرشتوں نے ایک دوسرے کو مبارک بادیاں دیں غرضیکہ سب طالب اسلام ہیں اور حضرت عمر مطلوب اسلام ۲؎۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے مختصر واقعہ یہ ہے کہ ابوجہل نے اعلان کیا کہ جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرے اسے ایک سو اونٹنیاں اور ایک سو اوقیہ چاندی انعام دوں گا۔ حضرت عمر نے اس سے کہا کہ کیا تو یہ وعدہ پورا کرے گا اس نے کہا نقد دوں گا ادھار نہ ہوگا آپ تلوار لے کر دار ارقم کی طرف چل دیئے۔ جہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مع مسلمانوں کے قیام فرماتھے راستہ میں کسی نے کہا کہ عمر تم نے اگر ان کو قتل کردیا تو بنی ہاشم کے مقابلہ سے کیسے بچو گے آپ نے فرمایا شاید تو بھی مسلمان ہوچکا ہے جو مجھے ڈراتا ہے اس نے کہا کہ اس سے عجیب یہ ہے کہ تمہاری بہن اور تمہارے بہنوئی بھی مسلمان ہوچکے ہیں آپ کو غیرت آئی اپنی بہن کے گھر پہنچے تو گھر سے قرآن مجید کی تلاوت کی آواز آرہی تھی حضرت سعید ابن زید جو ان دونوں کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے وہ چھپ گئے آپ نے اپنے بہنوئی سے کہا میں نے سنا ہے تم مسلمان ہوچکے ہو یہ کہہ کر انہیں لپٹ گئے مارنے لگے بہن چھڑانے لگیں تو انہیں بھی مارا بہن بولیں اے عمر تم چاہے ہم کو ہلاک کردو ہم تو مسلمان ہوچکے ہیں اس کلام نے اپنا کام کردیا دل پر چھری سی چل گئی فرمایا وہ کلام مجھے بھی سناؤ جو تم پڑھ رہی تھیں فرمایا پہلے غسل کرو آپ نے غسل کیا پھر کلام سنا سورہ طٰہٰ شریف تھی۔ جب یہ آیت اللہ لا الٰہ الا ھو لہ الاسماء الحسنٰی سنی تو نعرہ مار کر بولے کہ جس کی یہ صفت ہے وہ ہی لائق عبادت ہے اتفاقًا" حضرت خباب ابن ارت وہاں پہنچے فرمایا اے عمر آج رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے ایمان کی دعا مانگی ہے تم کو ایمان اس دعا کی برکت سے ملا پھر آپ حضرت خباب کے ساتھ حضور کے پاس بیت ارقم میں پہنچے **شعر:۔**

☆ گر کے قدموں پر وہ قربان ہوگئے ☆ پڑھ لیا کلمہ مسلمان ہوگئے ☆

(مرقات) بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور نے یہ دعا نہ کی تھی کہ خدایا اسلام کو عمر کے ذریعہ عزت دے بلکہ دعا یہ کی تھی **اللھم اعز عمر بالاسلام** خدایا عمر کو بذریعہ اسلام عزت دے مگر یہ غلط ہے حضور نے یہ ہی دعا کی تھی کہ خدایا عمر کے ذریعہ اسلام کو عزت دے یہ ایسا ہی ہے جیسے رب کا فرمانا **فعززنا بثالث** یا حضور فرماتے ہیں **زینوا القران باصواتکم** حضرت عمر نبوت کے پانچویں سال ایمان لائے آپ سے چالیس مسلمانوں کا عدد پورا ہوا آپ سے تین دن پہلے جناب حمزہ ایمان لائے تھے (مرقات) ۳؎۔ یعنی جناب عمر کے اسلام سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ سلم اور مسلمان چھپ کر نمازیں پڑھتے تھے آپ کے اسلام لانے پر مسلمانوں نے علانیہ مسجد حرام میں آکر نماز پڑھی یہاں نماز سے یہ نماز پنج گانہ فریضہ اسلام مراد نہیں کیونکہ حضرت عمر نبوت کے پانچویں سال ایمان لائے اور نماز پنج گانہ نبوت کے گیارہویں سال معراج میں فرض ہوئیں بلکہ اس سے وہ نمازیں مراد ہیں جو حضور انور اپنے الہام سے لوگوں کو پڑھاتے اور خود پڑھتے تھے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب حضور پر پہلی وحی آئی تو آپ غار حرا میں

marfat.com

اعتکاف و عبادات میں مصروف تھے بعض روایات میں ہے کہ اس دن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو فاروق کا خطاب دیا مگر بعض روایات میں ہے کہ آپ کو فاروق کا خطاب اس دن دیا گیا جب آپ نے اس منافق کو قتل کیا جو ایک یہودی کے ساتھ جھگڑے میں حضور انور کے فیصلہ سے راضی نہ ہوا تھا آپ کے پاس اپیل لایا تھا (مرقات)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِاَبِیْ بَکْرٍ یَا خَیْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَمَا اِنَّکَ اِنْ قُلْتَ ذٰلِکَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰی رَجُلٍ خَیْرٍ مِّنْ عُمَرَ. (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ)

(۵۷۷۹) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ جناب عمر نے ابوبکر صدیق سے کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں سے ا۔ بہتر تو جناب ابوبکر نے کہا کہ آگاہ ہو اگر تم نے یہ کہا ہے تو میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ کسی شخص پر سورج نہیں چمکا جو جناب عمر سے بہتر ہو ۲۔ (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۷۷۹) ا۔ یہ ہی اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق بعد انبیاء تمام خلق سے افضل ہیں یہاں بعد رسول اللہ سے مراد بعد انبیاء کرام ہے لہذا اس سے یہ لازم نہیں کہ آپ نبیوں سے افضل ہوں۔ ۲۔ یہاں یا تو زمانہ فاروقی کا ذکر ہے جب حضرت ابوبکر صدیق وفات پاچکے ہوں گے یا بعد ابوبکر صدیق مراد ہے یا یہ مطلب ہے کہ عدالت میں یا سیاست میں حضرت عمر سب سے افضل ہیں ان جیسا دنیا میں کوئی سیاست دان عادل نہ ہوا لہذا یہ فرمان اس کے خلاف نہیں کہ حضرت صدیق بعد انبیاء سب سے افضل ہیں (مرقات)

وَعَنْ عُقْبَۃَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ)

(۵۷۸۰) روایت ہے حضرت عقبہ ابن عامر سے فرماتے ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو جناب عمر ابن خطاب ہوتے ا۔ (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۷۸۰) ا۔ یعنی اگر ہمارے بعد کسی نبی کا ہونا ممکن ہوتا تو حضرت عمر نبی ہوتے۔ کیونکہ ان کے دل میں رب کی طرف سے الہام اور القاء بہت ہوتا ہے اور انہیں وحی سے بہت ہی مناسبت ہے اسی لئے قرآن مجید کی بہت سی آیات آپ کی رائے کے مطابق ہیں جیسے پردہ' شراب کی حرمت بدر کے قیدیوں کے بارے میں آیات۔

وَعَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ مَغَازِیْہِ فَلَمَّا انْصَرَفَ جَاءَتْ جَارِیَۃٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ کُنْتُ نَذَرْتُ اِنْ رَدَّکَ اللّٰہُ صَالِحًا اَنْ اَضْرِبَ بَیْنَ یَدَیْکَ بِالدُّفِّ وَاَتَغَنّٰی فَقَالَ لَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ کُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِیْ وَاِلَّا فَلَا فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْبَکْرٍ وَّھِیَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ

(۵۷۸۱) روایت ہے حضرت بریدہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی جہاد میں تشریف لے گئے ا۔ تو جب واپس ہوئے تو ایک سیاہ فام لونڈی آئی بولی یا رسول اللہ میں نے منت مانی تھی کہ اگر اللہ آپ کو صحیح سلامت واپس لائے تو آپ کے سامنے دف بجاؤں اور گاؤں ۲۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو نے منت مانی ہے تو بجالے ورنہ نہیں ۳۔ وہ دف بجانے لگی ابوبکر صدیق آئے وہ بجاتی رہی پھر جناب علی آئے

marfat.com

عَلِیٌّ وَهِیَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِیَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ نَالْقَتِ الدَّفَّ تَحْتَ اِسْتِهَا ثُمَّ قَعَدَتْ عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ اِنِّيْ كُنْتُ جَالِسًا وَّهِيَ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْ بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلْتَ اَنْتَ يَا عُمَرُ اَلْقَتِ الدَّفَّ۔

وہ بجاتی رہی پھر جناب عثمان آئے وہ بجاتی رہی ۴؎ پھر حضرت عمر آئے تو اس نے دف اپنے چوتڑوں کے نیچے رکھ لی پھر اس پر بیٹھ گئی ۵؎ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر شیطان تم سے ڈرتا ہے ۶؎ میں بیٹھا ہوا تھا اور وہ بجا رہی تھی پھر ابو بکر آئے وہ بجاتی رہی پھر علی آئے وہ بجاتی رہی پھر عثمان آئے وہ بجاتی رہی ۷؎ پھر اے عمر جب تم آئے تو اس نے دف پھینک دی ۸؎ (ترمذی)

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

(۵۷۸۱) ۱؎ یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ وہ کون ساغزوہ تھا ۲؎ یہ نذر شرعی نہیں تھی کہ نذر شرعی میں ضروری ہے کہ جنس واجب سے ہو دف بجانا اور گانا کہیں واجب نہیں نذر بمعنی نذرانہ عقیدت ہے ہر شخص اپنی حیثیت کے لائق ہی نذرانہ اس بارگاہ عالی میں پیش کرتا ہے اس لونڈی کے پاس یہ ہی نذرانہ تھا شعر:-

☆ کچھ پاس نہیں میرے کیا نذر کروں تیرے ☆ اک ٹوٹا ہوا دل ہے اور گوشہ تنہائی ☆

۳؎ ذکر بجانے کا ہے گانے کی اجازت بھی اس میں داخل ہے (مرقات) یعنی گاتے بجاتے اپنے دل کے ارمان پورے کرے خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی تشریف آوری پر خوشی منانا بہترین عبادت ہے اس لئے یہ نذر درست ہوئی نذر عبادت کی ہوتی ہے (مرقات و اشعہ) گناہ کی نذر درست نہیں حضور فرماتے ہیں **لا نذر فی معصیة** (نسائی شریف) خیال رہے کہ جھانجھ کے ساتھ دف وغیرہ ممنوع ہے بغیر جھانجھ بلا ضرورت کھیل کود کے لئے بھی ممنوع غرض صحیح کے لئے دف' تاشہ بجانا جائز ہے۔ لہذا اعلان نکاح روزے کے افطار یا سحری کے لئے یوں ہی غازیوں کے لئے دف بجانا جائز ہے یہ دف جھانجھ سے اور لہو لعب سے خالی تھی لہذا جائز تھی۔ لونڈی پر نہ تو پردہ واجب ہے نہ اس کی آواز عورت ہے اسے اجنبی شخص دیکھ بھی سکتا ہے اسکی آواز بھی سن سکتا ہے لہذا یہاں یہ اعتراض نہیں کہ حضور انور نے اجنبی عورت کو کیوں دیکھا اور اس کی آواز کیوں سنی نہ اس سے مروجہ ناچ گانے پر دلیل پکڑی جاسکتی ہے کہ اب آزاد عورتیں بن سنور کر گاتی ہیں یہ حرام قطعی ہے اس حدیث سے بہت لوگ دھوکہ کھا گئے ہیں ۴؎ یعنی وہ لونڈی ان حضرات میں سے کسی سے نہیں ڈری برابر دف بجاتی اور گیت گاتی رہی۔ ۵؎ یہ ہیبت فاروقی تھی کہ اس بی بی نے وہ کام بند کر دیا جو جائز بلکہ عبادت تھا مگر لہو و لعب کی صورت میں تھا۔ حضرت عمر کو دیکھ کر گھبرا گئی جیسے بعض ہیبت والے آدمیوں کو دیکھ کر بیٹھے ہوئے باتیں کرنے والے لوگ ادھر ادھر ہو جاتے ہیں جگہ خالی کر جاتے ہیں حالانکہ وہاں ان کا بیٹھنا باتیں کرنا حرام نہیں ہوتا لہذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اگر یہ کام جائز تھا تو حضرت عمر کو دیکھ کر اس بی بی نے بند کیوں کر دیا اور اگر حرام تھا تو پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیوں ہوا۔ مگر حضرات صوفیاء فرماتے ہیں کہ یہ کام ان حضرات کے لئے درست تھا۔ حضرت عمر کے لئے درست نہ تھا اس لئے ان حضرات کے سامنے ہوتا رہا۔ حضرت عمر کے آنے پر بند ہو گیا کہ اب لہو و لعب بن گیا قوالی درد والے کے لئے درست ہے مگر جو اس زمرہ کا نہ ہو جس کے عشق پر اطاعت کا غلبہ ہو اس کے لئے درست نہیں اور اگر قوالی میں ایک شخص غیر اہل آجاوے تو سب کے لئے لہو بن جاتی ہے ان کا ماخذ یہ حدیث ہے یہ واقعہ ایسا ہے

marfat.com

جیسے حضرت عائشہ نے حریرہ بنایا اور بی بی سودہ سے کہا کہ کھاؤ انہوں نے انکار کیا آپ نے حریرہ ان کے منہ سے مل دیا حضور انور نے سودہ سے فرمایا کہ تم بھی عائشہ کے منہ سے مل دو انہوں نے بھی مل دیا حضور انور تبسم فرمارہے تھے وہ دونوں ہنس رہی تھیں کہ حضرت عمر نے دروازے کے باہر سے آواز دی حضورؐ نے فرمایا تم دونوں جلدی اپنے منہ دھولو عمر آرہے ہیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اس دن سے میں جناب عمر سے ہیبت کرتی ہوں دیکھو (مرقات) ۶۔ یعنی اے عمر یہ تو ایک عورت ہے جو ایسا کام کررہی تھی جو حقیقتاً درست تھا صورۃ "کھیل تھا یہ کیوں نہ ڈر جاتی تمہاری ہیبت کا تو یہ عالم ہے کہ تم سے شیطان بھی ڈرتا ہے جو مردود دوسروں سے نہیں ڈرتا اس فرمان عالی میں نہ تو اس عورت کو شیطان فرمایا گیا اور نہ اس کے اس عمل کو شیطانی کہا گیا کہ یہ عمل حضور انور کی اجازت سے ہوا تھا لہذا حدیث بالکل ظاہر ہے یا یہ مطلب ہے کہ اب تمہارے آنے سے یہ کام غیر درست ہو گیا اور بند ہو گیا۔ جیسا کہ ابھی عرض کیا گیا۔ ۷۔ یعنی ہم چاروں ہستیوں سے یہ بی بی نہ گھبرائی ہمارے رحم و کرم پر بھولی رہی گاتی بجاتی رہی۔ ۸۔ اس حدیث سے بہت سے وہ مسائل حاصل ہوئے جو ابھی شرح کے ضمن عرض کئے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی اور تشریف آوری کی خوشی منانا عبادت مستحبہ ہے۔ لہذا میلاد شریف معراج شریف وغیرہ کی تاریخوں میں عید منانا خوشیاں کرنا عبادت ہے۔ لونڈی پر پردہ نہیں۔ لونڈی کی آواز اجنبی سن سکتا ہے۔ دف بجانا مطلقاً منع نہیں بلکہ لہو ولعب کے لئے ہو تو منع ہے۔ اچھے اور جائز اشعار گانا اور ان کا سننا منع نہیں۔ حضرت صدیق و عثمان و علی رضی اللہ عنہم پر غلبہ محبت ہے اور حضرت عمر پر غلبہ اطاعت لہذا ان حضرات کے مراتب جداگانہ ہیں۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فَسَمِعْنَا لَغَطًا وَصَوْتَ صِبْيَانٍ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا حَبَشِيَّةٌ تَزْفِنُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهَا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ تَعَالَيْ فَانْظُرِي فَجِئْتُ فَوَضَعْتُ لَحْيَيَّ عَلَى مَنْكِبِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهَا مَا بَيْنَ الْمَنْكِبِ إِلَى رَأْسِهِ فَقَالَ لِي أَمَا شَبِعْتِ أَمَا شَبِعْتِ فَجَعَلْتُ أَقُولُ لَا لِأَنْظُرَ مَنْزِلَتِي عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ عُمَرُ فَارْفَضَّ النَّاسُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى شَيَاطِينِ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ قَدْ فَرُّوا مِنْ عُمَرَ قَالَتْ فَرَجَعْتُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ۔

(۵۷۸۲) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے شور اور بچوں کی آواز سنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو ایک حبشی بچی ناچ رہی تھی اور بچے اس کے اردگرد تھے ۱۔ فرمایا اے عائشہ آؤ دیکھو ۲۔ چنانچہ میں آئی تو میں نے اپنے جبڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر رکھ دیئے ۳۔ میں حضور کے سر اور کندھے کے درمیان سے ادھر دیکھنے لگی مجھ سے فرمایا کیا تم سیر نہیں ہوئیں کیا تم سیر نہیں ہوئیں میں کہنے لگی نہیں تاکہ میں حضور کے نزدیک اپنا مقام دیکھوں ۴۔ کہ اچانک حضرت عمر نمودار ہوئے تو لوگ اسے چھوڑ کر بھاگ گئے ۵۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جن و انس کے شیطانوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ عمر سے بھاگ گئے ۶۔ فرماتی ہیں پھر میں لوٹ آئی (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی غریب بھی۔

(۵۷۸۲) ۱۔ یہ ناچنے والی لونڈی تھی وہ بھی بچی اور اس کا تماشہ دیکھنے والے بھی مدینہ منورہ کے بچے تھے تزفن بنا ہے زفن

marfat.com

سے ۔ بمعنی پاؤں زمین پر مارنا اس سے مراد ہے ناچنا عموماً بچے ایسی حرکتیں کرتے ہیں یہ ان کا کھیل کود اور شغل ہوتا ہے ۲۔ اس وقت ام المومنین بھی نو عمر بچی ہی تھیں آپ کو کھیل دیکھنے کا بہت شوق تھا یہ ہے حضور انور کا اخلاق کریمانہ ہم کو تعلیم دی کہ گھر والوں سے ایسا برتاؤ کرو اپنی بیوی کے جائز شوق حتی المقدور پورے کرو معلوم ہوا کہ بچوں کا کھیلنا اور انہیں کھیل دکھانا بالکل جائز ہے ۳۔ **لحیی تثنیه** ہے **لحی** کا ۔ بمعنی جبڑے یہ مصاف ہے متکلم کی ی کی طرف اس لئے ی مشدد ہے۔ یعنی حضور انورؐ میرے سامنے کھڑے ہو گئے آڑ بن گئے میں نے حضور انورؐ کے کندھے پر اپنی ٹھوڑی رکھ دی کندھے اور سر مبارک کے درمیان سے ان کا کھیل دیکھنے لگی شعر:۔

☆ ناز برداری تمہاری کیوں نہ فرمائے خدا ☆ نازنین حق نبی ہیں تم نبی کی نازنین! ☆

آپ کا لقب ہے محبوبہ محبوب رب العالمین رضی اللہ عنہا ہم سب کو فخر ہے کہ ہم اس عظمت والی ماں کی اولاد ہیں۔ ۴۔ یعنی میں بہت دیر تک یہ تماشا دیکھتی رہی اور حضور انور میری خاطر کھڑے رہے میں اگرچہ تماشہ سے سیر ہو چکی تھی مگر میں یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ حضور انور کو مجھ سے کتنی محبت ہے اور میری خاطر حضور کب تک یہاں قیام فرمارہیں گے۔ ۵۔ اس بھاگنے کی وجہ ابھی پچھلی حدیث میں عرض کی گئی کہ یہ کام جائز تھا مگر صورۃ کھیل تماشہ تھا۔ حضرت عمر کی ہیبت چھوٹوں بڑوں سب کے دلوں میں تھی یہ رعب و ہیبت رب تعالٰی کا عطیہ تھی۔ ۶۔ یہ شیاطین جو اس وقت بھاگے یہ وہ شیاطین تھے جو انسانوں کے ساتھ رہتے یا جو بازاروں میں مجمعوں میں رہتے ہیں حدیث شریف میں ہے کہ بازاروں میں مساجد میں مجمعوں میں شیاطین رہتے ہیں مسجدوں کے شیاطین وضو اور نماز میں بہکانے کے لئے رہتے ہیں بازاروں میں گناہ کرانے کے لئے اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ بازاروں اور مسجدوں میں جانا حرام ہو یا وہاں کی حاضری شیطانی کام ہو' دوسری روایات میں ہے کہ عید کے دن بچے حدود مسجد میں کھیل رہے تھے حضرت عمر نے انہیں بھگانا چاہا تو حضور انور نے فرمایا عمر آج عید ہے انہیں عید منانے دو۔ حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس کچھ بچیاں گا بجا رہی تھیں حضور انور چادر اوڑھے لیٹے تھے جناب صدیق اکبر نے انہیں منع کیا تو چہرہ انور کھول کر فرمایا کہ اے ابوبکر ہر قوم کی عید ہوتی ہے آج ہماری عید ہے انہیں خوشی منانے دو بہر حال یہ حدیث بالکل واضح ہے کہ حضرت ام المومنین بھی اس وقت بچی تھیں اور وہ ناچنے والی بھی بچی ناچ دیکھنے والے بھی بچے تھے لہٰذا یہاں بے پردگی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ اَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ قَالَ وَافَقْتُ رَبِّیْ فِیْ ثَلٰثٍ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی فَنَزَلَتْ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی وَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یَدْخُلُ عَلٰی نِسَاءِكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ اَمَرْتَهُنَّ یَحْتَجِبْنَ فَنَزَلَتْ اٰیَةُ الْحِجَابِ وَاجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْغَیْرَةِ فَقُلْتُ

(۵۷۸۳) روایت ہے حضرت انس اور ابن عمر سے کہ جناب عمر نے فرمایا کہ میں نے تین باتوں میں اپنے رب سے موافقت کی ا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم مقام ابراہیم کو جاء نماز بنالیتے تو یہ آیت ہوئی کہ مقام ابراہیم جاء نماز بناؤ ۲۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کی بیویوں کے پاس بھلے برے لوگ آجاتے ہیں ۳۔ مناسب تھا کہ آپ انہیں حکم دیتے کہ وہ پردہ کرلیتیں تو پردہ کی

marfat.com

عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ فَنَزَلَتْ كَذٰلِكَ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ رَبِّیْ فِیْ ثَلٰثٍ فِیْ مَقَامِ اِبْرَاهِیْمَ وَفِی الْحِجَابِ وَفِیْ اُسَارٰی بَدْرٍ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

آیت نازل ہوئی ۴؎ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں غیرت کھا کر جمع ہوئیں ۵؎ تو میں نے کہا کہ ممکن ہے کہ اگر وہ تم کو طلاق دیدیں تو ان کا رب انہیں تم سے اچھی بیویاں عطا فرمادے تو آیت بھی اسی طرح اتری ۶؎ حضرت ابن عمر کی روایت میں ہے کہ جناب عمر نے فرمایا کہ میں نے تین باتوں میں اپنے رب کی موافقت کی مقام ابراہیم میں اور پردہ میں اور بدر کے قیدیوں میں ۷؎۔ (مسلم بخاری)

(۵۷۸۳) ۱؎ سبحان اللہ کیسا پیارا ادب ہے یہ نہ کہا کہ رب نے میری موافقت فرمائی حالانکہ آپ کی رائے پہلے تھی نزول آیات بعد میں اس میں اشارۃً یہ فرمایا کہ رب کا حکم قدیم تھا میری یہ رائے حادث ادب کی انتہا ہے یہاں تین کا ذکر زیادتی کی نفی کے لئے نہیں کل پندرہ آیتیں آپ کی رائے کے مطابق آئی ہیں (مرقات) بدر کے قیدیوں کے متعلق آیت منافقوں کا جنازہ نہ پڑھنے کی آیت بھی آپ کی رائے کے مطابق آئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ۲؎ یعنی میرا دل چاہتا ہے طواف کے نفل کہ ہم مقام ابراہیم کے سامنے اس طرح پڑھا کریں کہ کعبہ کی طرف نماز ہو مگر سامنے یہ پتھر بھی ہو جس پر جناب خلیل کے قدم پڑے ہیں تاکہ عین نماز میں اس پتھر کا بھی ادب ہوتا رہے تو رب تعالیٰ نے اس ہی چیز کا حکم دیا کہ **واتخذوا من مقام ابرھیم مصلی** آج تک طواف کے نفل اس جگہ اسی طرح ادا ہوتے ہیں یہ ہے حضرت عمر فاروق کا احترام تبرکات آپ کا سنگ اسود سے فرمانا کہ اے پتھر تو ایک پتھر ہے نہ نفع دے نہ نقصان میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے دیکھا ہے۔ اس لئے چومتا ہوں اس کا مقصد سنگ اسود کی توہین فرمانا نہیں وہاں مقصد ہی کچھ اور ہے جو ہم حج کے بیان میں عرض کرچکے ہیں یہ بھی غلط ہے کہ حضرت عمر نے بیعت رضوان والا درخت کٹوایا وہ تبرکات کے دشمن نہ تھے آپ تبرکات کا ایسا احترام کرتے تھے جو یہاں مذکور ہے ۳؎ یعنی ابھی اسلام میں پردہ کا حکم نہیں اس لئے ہر طرح کے آدمی آپ کے دولت خانہ میں آجاتے ہیں حضور کی شان اس سے ارفع و اعلیٰ ہے آپ اپنی ازواج پاک کو پردہ کا حکم دیں ۴؎ یہاں اشعۃ اللمعات میں فرمایا کہ عام مومنہ عورتوں کا پردہ یہ ہے کہ اپنا چہرہ اجنبی کو نہ دیکھنے دیں مگر ازواج پاک کا پردہ یہ تھا کہ برقع اوڑھ کر بھی کسی اجنبی کے سامنے نہ ہوں۔ تاکہ ان کے جسم کا اندازہ بھی کسی کو نہ ہوسکے (اشعۃ اللمعات) یہاں مرقات میں ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب عائشہ صدیقہ ایک پیالہ میں حیس کھارہے تھے۔ حضرت عمر حاضر ہوئے فرمایا آؤ تم بھی کھاؤ وہ کھانے لگے کہ حضرت عمر کی انگلی حضرت عائشہ کی انگلی سے چھوگئی آپ نے کہا اوہ کاش آپ کی بیویوں کو کوئی آنکھ نہ دیکھ سکتی اس پر آیت حجاب نازل ہوئی ۵؎ اس کا واقعہ یہ ہوا کہ جناب زینب کے پاس شہد تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد بہت مرغوب تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ بعد عصر ان کے پاس تشریف لے جاتے شہد ملاحظہ فرماتے تھے حضرت عائشہ اور حفصہ وغیرہ کو اس سے بہت غیرت ہوئی کہ حضور روزانہ وہاں کیوں جاتے ہیں انہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں سے روکنے کے لئے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں وہ یہ کہہ دیں کہ حضور انور کے منہ شریف سے مغافیر گوند کی بو آتی ہے ان دونوں بیویوں نے یہ ہی عرض کیا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پر شہد حرام فرمالیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ **یایها النبی لم تحرم ما احل اللّٰه لک** وہ واقعہ

marfat.com

یہاں مذکور ہے اس موقعہ پر حضرت عمر نے یہ فرمایا تھا۔٦ ۔جو الفاظ حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمائے تھے انہی الفاظ میں آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ٧ ۔ ان مختلف روایتوں میں مختلف باتوں کا ذکر ہے اور سب روایات درست ہیں تقریباً پندرہ آیات حضرت عمر کی رائے کے مطابق آئی ہیں۔ متفرق روایات میں متفرق چیزوں کا ذکر ہے بدر کے قیدیوں کے متعلق جو واقعہ ہوا ہے وہ تو مشہور ہی ہے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ فُضِّلَ النَّاسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِاَرْبَعٍ بِذِكْرِ الْاُسَارٰى يَوْمَ بَدْرٍ اَمَرَ بِقَتْلِهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَا اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ وَبِذِكْرِهِ الْحِجَابَ اَمَرَ نِسَآءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّحْتَجِبْنَ فَقَالَتْ لَهٗ زَيْنَبُ وَاِنَّكَ عَلَيْنَا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالْوَحْيُ يَنْزِلُ فِيْ بُيُوْتِنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ وَبِدَعْوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ وَبِرَاْيِهٖ فِيْ اَبِيْ بَكْرٍ كَانَ اَوَّلَ نَاسٍ بَايَعَهٗ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

(۵۷۸۴) روایت ہے حضرت ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ عمر ابن خطاب کو چار باتوں میں لوگوں پر بزرگی عطا ہوئی بدر کے دن قیدیوں کے تذکرہ سے آپ نے ان کے قتل کا مشورہ دیا۱ ۔ تو اللہ تعالٰی نے یہ آیت اتاری کہ رب کی تحریر پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو تم کو اس لئے ہوئے مال میں بڑا عذاب پہنچتا ۲ ۔ اور ان کے پردہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو پردہ کا مشورہ دیا تو ان سے جناب زینب بولیں اے ابن خطاب کیا تم ہم پر حکم چلاتے ہو حالانکہ وحی ہمارے گھروں میں اترتی ہے ۳ ۔ تب رب نے یہ آیت نازل کی کہ جب تم ان سے سامان مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو ۴ ۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے کہ الٰہی تو عمر کے ذریعہ اسلام کو قوت دے اور ان کی رائے جناب ابوبکر کے متعلق رائے کی وجہ سے آپ نے لوگوں سے پہلے ان سے بیعت کی ۵ ۔ (احمد)

(۵۷۸۴) ۱ ۔ یعنی حضرت عمر کا مشورہ یہ تھا کہ سارے قیدی اس طرح قتل کئے جائیں کہ ہر مسلمان اپنے عزیز کافر قیدی کو قتل کرے اس طرح کہ یا رسول اللہ اپنے چچا عباس کو آپ قتل کریں اور اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو حضرت صدیق قتل کریں اور اپنے ماموں ہشام کو میں قتل کروں یہ لوگ سرداران کفر ہیں ان کے قتل ہو جانے سے کفر کا زور ٹوٹ جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ آخر ہمارے ہی بھائی بھتیجے وغیرہ ہیں ان سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا جاوے اس فدیہ کے مال سے اسلام کو قوت حاصل ہوگی اس سے ہم آئندہ غزوات کے لئے ہتھیار خریدیں گے اور یہ قیدی شاید آئندہ مسلمان ہو جاویں حضور انور نے جناب صدیق اکبر وغیرہ کی رائے کو ترجیح دی اور ان تمام قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ ۲ ۔ خیال رہے کہ ان خطابات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم داخل نہیں روئے سخن اور حضرات سے ہے اس لئے لمسکم اور اخذتم میں جمع کی ضمیریں ارشاد ہوئیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ ارادہ الٰہی یہ ہی تھا کہ یہ لوگ فدیہ لے کر چھوڑ دیئے جاویں اور بعد میں سب مومن ہو کر اسلام کی بڑی بڑی خدمات انجام دیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سارے چھوٹے ہوئے قیدی بعد میں مسلمان ہوئے اور اسلام کی بڑی خدمات انجام دیں نہ یہ چھوڑنا برا تھا اگر چھوڑنا برا ہوتا تو یہ آیت پہلے ہی آ جاتی اور چھوڑنے سے روک دیتی یہ کیا ہوا کہ جب چھوڑ دیئے گئے مال وصول کر لیا گیا پھر یہ آیت نازل ہوئی نیز اگر یہ کام برا ہوتا تو یہ لیا ہوا مال حرام ہوتا حلال نہ ہوتا مگر وہ مال

marfat.com

فدیہ حلال رہا رب نے فرمایا کہ **فکلوا مما غنمتم حلا طیبا** پھر لطف یہ ہے کہ یہاں تو فدیہ لینے پر بظاہر عتاب ہو رہا ہے مگر آئندہ کے لئے اجازت دی جا رہی ہے کہ قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا کرنا کہ ارشاد ہوا **فاما منا بعد واما فداء** اس آیت کا منشا یہ ہے کہ تم لوگوں نے اتنا بڑا کام خود اپنے اجتہاد سے کیوں کیا وحی کا انتظار کیوں نہ کیا لہٰذا اس واقعہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت عمر جناب ابوبکر صدیق یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہوں اور ان قیدیوں کا چھوڑنا گناہ ہو اس کی تحقیق ہماری تفسیر میں اسی آیت کے ماتحت دیکھو حضرت صدیق کی خطا ان سب کی سلامتی جان اور ایمان بلکہ صحابیت وغیرہ کا ذریعہ بنی اس خطا پر ہماری عمر بھر کی عبادتیں قربان ہوں۔ ۳؎ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کچھ تیز طبیعت تھیں اور ابھی پردہ کے احکام آئے نہ تھے حضرت عمر کی رائے تھی کہ پردہ ہو اس پر آپ ناراض ہوئیں ۴؎ حضرت عمر کے تاقیامت مسلمانوں پر بڑے ہی احسانات ہیں ہم کو پردہ کی نعمت ملی تو ان سرکار کے صدقہ سے رمضان کی راتوں میں بیویوں کے پاس جانے کی اجازت ملی تو ان کے طفیل نماز تراویح کی باقاعدہ دائمی جماعت ملی تو ان کے کرم سے اور آج تراویح کے ذریعہ حفظ قرآن بلکہ حفاظت قرآن ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کی طرف سے ان سرکار کو جزاء خیر دے۔ ۵؎ خیال رہے کہ دنیا میں چار انتخاب بہت ہی اعلیٰ و افضل ہوئے۔ جناب آسیہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انتخاب کیا کہ میں انہیں پرورش کروں گی **عسیٰ ان ینفعنا** بی بی صفورا نے موسیٰ علیہ السلام کا انتخاب کیا کہ اپنے والد سے کہا **یا ابت استاجرہ** ابا جان انہیں اپنے کام کے لئے رکھ لو زلیخا نے یوسف علیہ السلام کا انتخاب کیا انہیں خرید کر اپنے گھر کے لئے حضرت عمر نے جناب صدیق کا انتخاب کیا خلافت کے لئے اس آخری انتخاب کا فائدہ دنیا ہمیشہ اٹھائے گی۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ الرَّجُلُ اَرْفَعُ اُمَّتِیْ دَرَجَةً فِی الْجَنَّةِ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ وَاللّٰهِ مَا كُنَّا نَرٰی ذٰلِكَ الرَّجُلَ اِلَّا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَتّٰی مَضٰی لِسَبِیْلِهٖ. (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

(۵۷۸۵) روایت ہے حضرت ابو سعید سے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ شخص میری امت میں جنت کے بڑے درجہ والا ہے ۱؎ ابو سعید نے فرمایا اللہ کی قسم ہم یہ شخص حضرت عمر ابن خطاب ہی کو سمجھے رہے حتی کہ وہ اپنی راہ چلے گئے ۲؎ (ابن ماجہ)

(۵۷۸۵) ۱؎ اس فرمان عالی کے بہت مطلب بیان کئے گئے قوی یہ ہے کہ ذاک الرجل سے اشارہ حضرت خضر علیہ السلام کی طرف ہے کیونکہ حضور انور نے اس سے پہلے دجال کا ذکر فرماتے ہوئے کہا کہ ایک شخص اس سے کہے گا کہ تو کافر ہے تو وہی ہے جس کی خبر ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ دجال ان بزرگ کو آرے سے چروا کر دو ٹکڑے کردے گا۔ پھر زندہ کر لے گا وہ زندہ ہو کر فرمائیں گے کہ اب تو مجھے تیرے کافر ہونے کا اور بھی زیادہ یقین ہو گیا اس کے بعد حضور انور نے یہ فرمایا کہ یہ شخص میری امت میں بڑے درجہ والا جنتی ہو گا یعنی اس زمانہ کے لوگوں میں سب سے افضل ہو گا (مرقات) ۲؎ یعنی ہمارا خیال یہ تھا کہ دجال سے مقابلہ والے وہ صاحب حضرت عمر ہی ہوں گے آپ کے زمانہ میں دجال نکلے گا اور آپ اس کا مقابلہ کریں گے مگر جب آپ شہید کردیئے گئے تب ہم سمجھے کہ کوئی اور صاحب ہیں لہٰذا حدیث واضح ہے اس پر یہ اعتراض نہیں کہ کیا حضرت عمر جناب صدیق اکبر سے بھی بڑے درجے والے ہیں (مرقات) اس عبارت کے اور مطلب بھی بیان کئے گئے ہیں مگر یہ مطلب آسان بھی ہے واضح بھی اور قوی بھی۔

marfat.com

وَعَنْ اَسْلَمَ قَالَ سَأَلَنِیْ ابْنُ عُمَرَ بَعْضَ شَأْنِهٖ یَعْنِیْ عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ مَا رَأَیْتُ اَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حِیْنَ قُبِضَ کَانَ اَجَدَّ وَاَجْوَدَ حَتّٰی انْتَهٰی مِنْ عُمَرَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۷۸۶) روایت ہے اسلم سے ۱؎ فرماتے ہیں مجھ سے ابن عمر نے ان کے یعنی حضرت عمر کے بعض حالات پوچھے ۲؎ میں نے انہیں خبر دی تو فرمایا کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی میں نے حضرت عمر سا کوئی زیادہ کوشش والا زیادہ سخی نہیں دیکھا حتی کہ وفات پائی ۳؎ (بخاری)

(۵۷۸۶) ۱؎ آپ حضرت عمر کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ کی کنیت ابو خالد ہے حبشی تھے ۱۱ھ میں آپ کو حضرت عمر نے خریدا تھا آپ تابعی ہیں اور آپ کے بیٹے کا نام زید ابن اسلم ہے آپ نے مروان ابن حکم کی حکومت میں وفات پائی ایک سو چودہ سال عمر ہوئی (مرقات) ایک اسلم اور بھی ہیں جن کی کنیت ابو رافع ہے وہ صحابی ہیں وہ یہاں مراد نہیں ۲؎ چونکہ جناب اسلم حضرت عمر کے غلام اور خاص خادم تھے آپ کے علانیہ اور خفیہ حالات سے مطلع تھے اس لئے حضرت عبداللہ ابن عمر اگرچہ صاحبزادہ ہیں مگر آپ کے خفیہ حالات خادم خاص سے پوچھ رہے ہیں یعنی حضرت عبداللہ ابن عمر نے مجھ سے فرمایا کہ میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وہ خصوصی خفیہ حالت بیان کرو جس کی صرف تم کو خبر ہوگی اور کسی کو خبر نہیں۔ ۳؎ یعنی حضور انور کی وفات کے بعد خلافت فاروقی میں آپ سے بڑھ کر محنتی اللہ کی راہ میں جفاکشی راہ خدا میں زیادہ سخی کوئی نہ دیکھا (اشعۃ اللمعات) اس صورت میں حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تو آپ سے بڑھ کر سخی اور محنتی تھے یا یوں کہو کہ یہ حضرت عمر کی خصوصی فضیلت ہے آپ کی مثل مشقت و محنت اللہ کی راہ میں غالبًا کسی نے نہ کی ہوگی۔

وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ یَأْلَمُ فَقَالَ لَهٗ ابْنُ عَبَّاسٍ وَکَاَنَّهٗ یُجَزِّعُهٗ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا کُلَّ ذٰلِكَ لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهٗ ثُمَّ فَارَقَكَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ اَبَا بَکْرٍ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهٗ ثُمَّ فَارَقَكَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ الْمُسْلِمِیْنَ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُوْنَ قَالَ اَمَّا مَا ذَکَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرِضَاهُ فَاِنَّمَا ذٰلِكَ مَنٌّ مِّنَ اللّٰهِ مَنَّ بِهٖ عَلَیَّ وَاَمَّا مَا ذَکَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ اَبِیْ بَکْرٍ وَرِضَاهُ فَاِنَّمَا ذٰلِكَ مَنٌّ مِّنَ اللّٰهِ مَنَّ بِهٖ عَلَیَّ وَاَمَّا مَا تَرٰی مِنْ جَزَعِیْ فَهُوَ مِنْ اَجْلِكَ وَمِنْ اَجْلِ اَصْحَابِكَ وَاللّٰهِ لَوْ اَنَّ لِیْ

(۵۷۸۷) روایت ہے مسور ابن مخرمہ سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر کو نیزہ مارا گیا ۲؎ تو آپ غم کرنے لگے ان سے ابن عباس نے تسکین دیتے ہوئے عرض کیا ۳؎ اے امیر المومنین آپ ان تمام کی پرواہ نہ کریں ۴؎ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے تو ان کی رفاقت خوب نبھائی پھر وہ آپ سے جدا ہوئے وہ آپ سے راضی تھے پھر آپ حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ رہے تو ان کی رفاقت خوب نبھائی وہ آپ سے جدا ہوئے تو وہ آپ سے راضی تھے پھر آپ مسلمانوں کے ساتھ رہے ان کا ساتھ خوب نبھایا ۵؎ اگر آپ ان سے جدا ہوئے تو اس طرح جدا ہوں گے کہ وہ آپ سے راضی ہوں گے ۶؎ آپ نے فرمایا یہ جو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پاک کا اور آپ کی خوشنودی کا ذکر کیا یہ اللہ کا احسان ہے جو اس نے مجھ پر کیا ۷؎ لیکن جو تم نے حضرت ابوبکر کی صحبت اور ان کی خوشنودی کا ذکر کیا یہ بھی مجھ پر اللہ کا احسان ہے جو

marfat.com

طِلَاعَ الْاَرْضِ ذَهَبًا لَافْتَدَيْتُ بِهٖ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ اَرَاهُ۔
(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

اس نے مجھ پر کیا ۸۔ لیکن میری گھبراہٹ تم دیکھ رہے ہو وہ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی وجہ سے ہے ۹۔ اللہ کی قسم اگر میرے پاس زمین بھر کر سونا ہوتو میں عذاب الٰہی سے فدیہ دے دوں اسے دیکھنے سے پہلے ۱۰۔ (بخاری)

(۵۷۸۷) ۱۔ آپ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف کے بھانجے ہیں بہت کم عمر صحابی ہیں حضور انور کی ہجرت کے دو سال بعد مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے ذی الحجہ ۸ آٹھ ہجری میں مدینہ منورہ لائے گئے حضور انور کی زیارت کی آپ کی آٹھ سال کی عمر تھی جب حضور انور کی وفات شریف واقعہ ہوئی بڑے فقیہ عابد و زاہد تھے ۲۔ حضرت عمر کو مغیرہ ابن شعبہ کے غلام ابو لولو نے مدینہ منورہ میں چھبیس ذی الحجہ ۲۳ تیئس ہجری کو بدھ کے دن نیزہ مارا آپ زخمی ہونے کی حالت میں بہت ہی رنج و غم فرمانے لگے ۳۔ **یجزع** باب تفعیل کا مضارع ہے اور یہاں یہ باب سلب مادہ کے لئے ہے جزع بمعنی گھبراہٹ اور **یجزعه** بمعنی گھبراہٹ دور کرنے یعنی تسلی دینا۔ ۴۔ **کل ذالک** سے پہلے ایک فعل **لا بتال** پوشیدہ ہے یعنی آپ ان تکالیف کی پرواہ نہ کریں کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بڑے کرم سے نوازا ہے جن کا ذکر آگے آرہا ہے۔ ۵۔ یعنی تین نعمتیں تو آپ کو پہلے مل چکی ہیں۔ حضور انور کی صحبت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ سے راضی ہونا پھر حضرت ابوبکر کی صحبت و رفاقت کہ آپ ان کے وزیر باتدبیر رہے اور ان جناب کا آپ سے خوش رہنا پھر خلافت اسلامیہ اور اس میں آپ کا عدل و انصاف فرمانا مسلمانوں کا آپ سے راضی رہنا۔ ۶۔ یعنی اگر اس قاتلانہ حملہ سے آپ کی وفات ہوگئی تو سبحان اللہ شہادت وہ بھی مدینہ منورہ کی زمین میں نماز کی حالت میں مسجد نبوی شریف میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلے شریف پر یہ خوبیاں آپ کے سواء کسی کو میسر نہ ہوئیں نہ ہوں گی پھر مسلمانوں کا آپ سے راضی ہونا۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کا راضی رہنا بھی اللہ کی نعمت ہے اور مسلمانوں کا خوش رہنا بھی اللہ کی رحمت یہ ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی ۷۔ یعنی حضور انور کی صحبت حضور کا مجھ سے راضی رہنا یہ میری کسی خوبی نہیں ہے یہ خاص عطاء ذوالجلال ہے۔ شعر:۔

☆ ایں سعادت بزور بازو نیست ☆ تانہ بخشد خدا' بخشندہ ☆

صحابی رسول اللہ بننا وہ سعادت ہے کہ اس کے مقابل کوئی سعادت نہیں بنی تمام جہان کے ولی غوث قطب صحابی کی گرد قدم کو نہیں پہنچ سکتے ۸۔ یعنی حضور انور کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کی صحبت اور ان کا مجھ سے راضی ہونا یہ بھی اللہ کی نعمت ہے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کی صحبت اللہ کی رحمت ہے۔ شعر:۔

☆ آدھی سے آدھی بھلی اور آدھی سے بھی آدھ ☆ بھیگا سنگت سادھ کی کاٹے کوٹ اپرات ☆

یعنی اللہ کے مقبول بندوں کی صحبت ایک بلکہ آدھی گھڑی کی بھی مبارک ہے ان کی صحبت گناہوں کے پہاڑ توڑ دیتی ہے حضرت فرید کی والدہ ان سے فرماتی تھیں۔ شعر:۔

☆ اٹھ جاگ فرید استیا اوہ خلقت ویکھن جا ☆ مت کوئی بخشیا مل پوے کہ تو بھی بخشیا جا ☆

ان سب کی اصل یہ حدیث شریف ہے۔ ۹۔ یعنی میری یہ گھبراہٹ اپنی تکالیف کی وجہ سے نہیں بلکہ اس خیال سے ہے کہ میرے بعد مسلمانوں کا خصوصاً آپ اہل بیت لوگوں کا کیا بنے گا میں بڑے بڑے فتنوں کے سامنے مضبوط اور بند دروازہ ہوں میری شہادت کے بعد مسلمانوں میں بڑے بڑے فتنے ہوں گے جیسے کہ حدیث شریف میں ہے۔ چنانچہ شہادت عثمان جو مسلمانوں میں تلوار چلنے کا

marfat.com

مبداء بنی وہ آپ کے بعد ہی واقع ہوئی ۱۰۔ یہ ہے خوف الٰہی کی انتہا جو کمال ایمان کی دلیل ہے حضرت عمر وہ ہستی ہیں کہ ان کے طفیل لوگ بخشے جائیں گے مگر خود اپنی ہیبت کا یہ حال ہے یہاں مرقات نے حضرت عمر فاروق کی چند کرامات کا ذکر فرمایا۔

کرامات عمرؓ فاروق!

نمبر۱ جمعہ کے دن حضرت عمر خطبہ پڑھ رہے ہیں کہ پکارا اے ساریہ پہاڑ کو لو۔ دو یا تین بار فرمایا لوگوں نے بعد خطبہ پوچھا کہ اے امیر المومنین ساریہ تو نہاوند میں جہاد کر رہے ہیں آپ نے انہیں یہاں سے کیسے پکارا فرمایا میں نے ان سب کو جہاد کرتے دیکھا دشمن پہاڑ کے پیچھے سے حملہ کرنا چاہتا تھا میں نے انہیں اطلاع دے دی۔ بہت عرصہ بعد ساریہ آئے انہوں نے کہا کہ ہم کو حضرت عمر کی آواز نے شکست سے بچایا۔

نمبر۲ جب حضرت عمرو ابن عاص نے مصر فتح فرمایا تو وہاں دیکھا کہ ہر سال دریائے نیل میں ایک کنواری لڑکی بھینٹ چڑھائی جاتی ہے آپ نے یہ رواج روک دیا دریائے نیل سوکھ گیا آپ نے حضرت عمر کو مدینہ منورہ خط لکھا حضرت عمر نے دریائے نیل کے نام خط لکھا جس میں تحریر تھا کہ اے دریا اگر تو خدا کے حکم سے بہتا ہے تو اللہ کے حکم سے جاری ہو جا اور حکم دیا کہ میرا یہ خط دریا نیل میں ڈال دیا جاوے ڈالا گیا تو دریا قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔

نمبر۳ ابو مسلم خولان کو اسود ابن قیس نے کہا کہ تو مجھے نبی مان لے انہوں نے انکار کیا اس نے آگ جلوا کر ابو مسلم کو اس میں ڈال دیا آگ ان پر ٹھنڈی ہو گئی اس نے انہیں اپنے شہر سے نکلوا دیا اور مدینہ منورہ حضرت عمر کے پاس آئے آپ نے انہیں اپنے سینے سے لگا کر کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے تم کو آگ سے بچا لیا اور سنت خلیل نصیب کی حالانکہ کسی نے حضرت عمر کو یہ خبر نہ دی تھی۔ کہا کیا تم عبداللہ ابن ایوب نہیں ہو عرض کیا ہاں۔

نمبر۴ حضرت عمر ایک رات مدینہ کی گلیوں میں گشت لگا رہے تھے پہرہ دے رہے تھے کہ ایک گھر سے ایک بوڑھی عورت کی آواز آئی جو اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ اٹھ دودھ میں پانی ملا دے لڑکی بولی اماں یہ حضرت عمر نے منع فرمایا ہے بوڑھی بولی کہ عمر ہم کو نہیں دیکھ رہے ہیں لڑکی بولی کہ عمر کا رب دیکھ رہا ہے آپ نے صبح کو اپنے بیٹے عاصم سے کہا کہ تم فلاں گھر جاؤ اس لڑکی سے نکاح کر لو تم کو اس کے پیٹ سے نہایت ہی مبارک روح ملے گی عاصم ابن عمر نے اس سے نکاح کیا جس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی نام عاصم بنت عاصم ابن عمر اس سے عبدالعزیز ابن مروان نے نکاح کیا اس کے شکم سے عمر ابن عبدالعزیز پیدا ہوئے۔

نمبر۵ حضرت عمر نے ایک بدوی کو پہاڑ سے اترے ہوئے دیکھا فرمایا کہ غالباً اس کا بیٹا فوت ہو گیا ہے اس نے اس کے مرثیہ میں سات شعر بھی کہے ہیں اگر تم کہو تو میں اس کے اشعار سنا دوں اتنے میں وہ بدوی اترا آیا پوچھا تو کہاں سے آ رہا ہے بولا اس پہاڑ کی چوٹی پر امانت رکھ کر پوچھا کیا امانت بولا اپنا بیٹا دفن کر کے فرمایا اپنے مرثیہ کے سات شعر سنا جو تو نے کہے ہیں وہ بولا اے امیر المومنین وہ شعر تو میں نے ابھی دل میں سوچے ہیں اپ کو کیسے پتہ لگا پھر اس نے سات شعر سنا دیئے وہ اشعار یہاں مرقات نے نقل کئے جن کا پہلا شعر یہ ہے۔

marfat.com

☆ یا غائبا من نبوب من سفر ☆ عاجله علی موته علی صفره ☆

(مرقات)

نمبر٦ ایک عورت کا تیل زمین پر گر گیا وہ کھڑی رو رہی تھی زمین تیل چوس چکی تھی وہاں سے حضرت عمر گزرے وجہ رونے کی پوچھی اور کوڑا لے کر زمین کو مارنے لگے کہ اے زمین کیا میرے دور خلافت میں تو نے اس کا تیل غصب کیا واپس اگلا زمین نے تیل واپس اگلا عورت نے برتن میں بٹور لیا۔

نمبر٧ حضرت علی نے خلافت فاروقی میں خواب دیکھا کہ میری آنکھ دیر سے کھلی کہ فجر کا وقت تنگ ہو گیا مسجد نبوی میں پہنچا تو حضور انور کو محراب میں بیٹھا پایا فرمایا علی جلد نماز پڑھو وقت جا رہا ہے فجر پڑھی واپس ہوئے تو دیکھا اس محراب میں حضور انور کے آگے کھجوروں کا طباق رکھا ہے حضور انور نے ایک کھجور مجھے عطا کی یہ دیکھ کر آنکھ کھل گئی واقعی نماز کو دیر ہو گئی تھی دوڑے ہوئے مسجد نبوی شریف میں گئے دیکھا کہ حضرت عمر فاروق محراب میں بیٹھے ہیں دیکھ کر فرمایا علی جلدی نماز پڑھو وقت جا رہا ہے فوراً پڑھی واپس آکر دیکھا کہ حضرت عمر کے سامنے کھجوروں کا طباق رکھا ہے آپ نے حضرت علی کو ایک کھجور دی آپ نے کھالی دوسری مانگی تو فرمایا کہ ابھی تم کو حضور نے ایک ہی کھجور دی تھی مجھ سے دوسری کیوں مانگتے ہو یہ آخری دو کرامات دوسری کتب سے حاصل کی گئیں۔

بَابُ مَنَاقِبِ اَبِیْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا

حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

یعنی اس باب میں صرف وہ احادیث مذکور ہوں گی جن میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں کے فضائل یکجا ذکر ہیں اگرچہ دونوں حضرات یکجا ہی رہے تھے کہ دونوں حضور انور کے وزیر مشیر صاحب راز مقرب بارگاہ حضور کے ساتھی تھے حتی کہ یہ دونوں قبر میں بھی حضور کے ساتھ رہے (اشعہ)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوْقُ بَقَرَةً اِذْ اَعْيٰى فَرَكِبَهَا فَقَالَتْ اِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا اِنَّمَا خُلِقْنَا لِحَرَاثَةِ الْاَرْضِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ بَقَرَةٌ تَكَلَّمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(٥٧٨٨) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں فرمایا کہ ایک شخص گائے لئے جا رہا تھا کہ تھک گیا تو اس پر سوار ہو گیا وہ بولی کہ ہم اس کام کے لئے نہیں پیدا کئے گئے ہم زمین کی کھیتی کے لئے پیدا کئے گئے۔ تو لوگ بولے سبحان اللہ گائے بول رہی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

marfat.com

فَاِنِّیْ اُوْمِنُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ وَقَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ فِيْ غَنَمٍ لَهٗ اِذْ عَدَا الذِّئْبُ عَلٰى شَاةٍ مِّنْهَا فَاَخَذَهَا فَاَدْرَكَهَا صَاحِبُهَا فَاسْتَنْقَذَهَا فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ فَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِيْ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ اُوْمِنُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

فرمایا کہ اس پر میں اور ابوبکر و عمر ایمان لائے حالانکہ وہ دونوں وہاں نہ تھے ۲؂۔ اور فرمایا کہ جب ایک شخص اپنی بکریوں میں تھا کہ ان میں سے ایک بکری پر بھیڑیئے نے حملہ کیا اسے لے گیا اسے بکری والے نے پکڑ لیا اس سے چھڑا لیا تو اس سے بھیڑیئے نے کہا کہ درندوں کے دن اس کا کون محافظ ہوگا جس دن میرے سوا اس کا کوئی چرواہا نہ ہوگا تو لوگ بولے سبحان اللہ بھیڑیا بول رہا ہے حضور نے فرمایا کہ اس پر میں ایمان لایا اور ابوبکر اور عمر حالانکہ وہ دونوں وہاں نہ تھے ۳؂۔ (مسلم بخاری)

(۵۷۸۸) ا؂۔ یہ واقعہ گزشتہ زمانہ کا ہے شاید کسی اسرائیلی کا واقعہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ بیل کی پیٹھ پر سوار ہونا اس پر بوجھ لادنا بہتر نہیں اسے کھیتی میں ہی استعمال کرو کیونکہ حضور انور نے یہ واقعہ بغیر تردید نقل فرمایا (مرقات اشعہ) جانوروں کو مروجہ کاموں میں ہی استعمال کرنا بہتر ہے۔ ۲؂۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور کو ان دونوں حضرات کے ایمان پر بہت ہی اعتماد تھا کہ جس چیز کو ہم قبول فرمالیں اس کو وہ دونوں حضرات ضرور مان لیں گے بغیر تردد اور بغیر ہیر پھیر کئے جانور کا انسان سے کلام کرنا عقل سے وراء ہے مگر میری تصدیق کی وجہ سے وہ دونوں مان لیں گے ان کے ایمان کا ذمہ دار ہوں یہ ہی ان بزرگوں کی عظمت ہے۔ حضور کا ہاتھ شریف حضرت عثمان کا ہاتھ بنا بیعۃ الرضوان میں اور آج حضور انور کا دل دماغ اور حضور انور کی زبان شریف حضرت ابوبکر و عمر کے دل و دماغ و زبان بنے یہ ہے ان بزرگوں کی شان۔ ۳؂۔ یوم السبع یا توب سے ہے۔ بمعنی درندہ یوم السبع کے معنی درندوں والا دن اس سے کون سا دن مراد ہے اس میں بہت گفتگو ہے بعض شارحین نے فرمایا کہ اس سے مراد قرب قیامت وہ جنگ عظیم ہے جب کہ لوگ جنگ کی وجہ سے اپنے جانوروں سے غافل ہو جائیں گے اور بھیڑیئے ان کی بکریاں گائے خوب کھائیں گے بعض نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا ایک میلہ ہوتا تھا جس میں لوگ شرکت کرنے کے لئے اپنے گاؤں خالی کر جاتے تھے ان کے پیچھے درندے ان کے جانور آزادی سے کھاتے تھے بعض نے فرمایا کہ یہ لفظ یوم السبع ہے ی سے۔ بمعنی عید و میلہ تب بھی مطلب یہ ہی ہوگا۔ فقیر کے نزدیک یہ دونوں مطلب قوی نہیں کیوں کہ یہاں تو یہ ہے کہ اس دن بھیڑیئے کے سواء کوئی راعی چرواہا نہ ہوگا۔ جس سے معلوم ہو رہا ہے کہ بھیڑیئے بکریوں کی حفاظت کریں گے شکار مراد لینا بعید لہذا غالباً اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ ہے جب شیر اور بھیڑ ایک گھاٹ پر پانی پئیں گے اس دن بھیڑیئے گویا بکریوں کے چرواہے ہو جائیں گے؟ ۴؂۔ اس کا مطلب بھی وہ ہی ہے جو ابھی عرض کیا گیا کہ اس واقعہ کو میں جانتا ہوں اور حضرت ابوبکر و عمر کی طرف سے اس پر ایمان لاتا ہوں۔ یہ واقعہ درست ہے۔ جو مجھے بذریعہ وحی یا کشف معلوم ہوا جس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنِّیْ لَوَاقِفٌ فِیْ قَوْمٍ فَدَعَوُا اللّٰهَ لِعُمَرَ وَقَدْ وُضِعَ عَلٰى سَرِيْرِهٖ اِذَا رَجُلٌ مِّنْ خَلْفِيْ قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهٗ عَلٰى مَنْكِبِيْ

(۵۷۸۹) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرمایا کہ میں ایک قوم میں کھڑا ہوا تھا کہ لوگوں نے جناب عمر کے لئے دعائیں کیں جب کہ وہ اپنے تخت پر رکھے گئے ا؂۔ کہ ایک شخص میرے پیچھے سے

marfat.com

يَقُوْلُ يَرْحَمُكَ اللهُ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ يَّجْعَلَكَ اللهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ لِاَنِّیْ كَثِيْرًا مَّا كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُنْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَانْطَلَقْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَدَخَلْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَخَرَجْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ.
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

جس نے اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھی کہنے لگا اللہ تم پر رحمت کرے ۲؎ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تم کو اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا ۳؎ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے بہت سنا تھا کہ میں اور ابوبکر اور عمر وہاں تھے اور میں نے اور ابوبکر و عمر نے یہ کیا اور میں اور ابوبکر و عمر چلے اور میں ابوبکر و عمر داخل ہوئے اور میں ابوبکر و عمر نکلے میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ علی ابن ابی طالب تھے ۴؎ (بخاری، مسلم)

(۵۷۸۹) ۱؎ یعنی شہادت کے بعد آپ کو غسل دینے کے لئے تختہ پر رکھا چونکہ آپ کی شہادت فقہی نہ تھی کہ آپ زخم کھا کر کئی دن زندہ رہے اس لئے آپ کو غسل دیا گیا شہید فقہی کو نہ غسل دیا جاوے نہ کفن شہید فقہی میں ایک قید یہ ہے کہ زخمی ہوتے ہی وفات ہو جاوے دیر نہ لگے۔ ۲؎ حضرت علی کا یہ خطاب حضرت عمر کی نعش مبارک سے تھا ان سے کہہ رہے تھے کہ اللہ تم پر رحمت کرے خیال رہے کہ اللہ کی رحمت گنہگاروں پر مغفرت کی ہے نیک کاروں پر کرم نوازی کی حضرات صحابہ پر قرب خصوصی کی یہاں خاص رحمت مراد ہے اللہ کی رحمت کے سب حاجت مند ہیں مگر جیسا محتاج ویسی اس کی رحمت اس سے معلوم ہوا بزرگان دین بعد وفات سنتے ہیں ان سے خطاب کلام درست ہے۔ ۳؎ یعنی حضور انور نے تم دونوں کے نام اپنے نام سے ملائے تمہارے کام اپنے متصل رکھے نام و کام کے متصل ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام بھی متصل ہیں نام و کام پتہ دیتے ہیں مقام کا اور اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کے نام و کام کو اپنے نام سے متصل کیا ہے تو آپ کو رب سے بھی بہت قرب ہے۔ ۴؎ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ اکثر حضرت عمر کی بہت تعریف کرتے تھے حتی کہ فرماتے تھے کہ اب زمین پر ایسا شخص نہ رہا کہ جس کے اعمال کی میں تمنا کروں اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے آرزو ہے کہ میں رب تعالیٰ سے حضرت عمر کے سے نیک اعمال لے کر ملوں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَآءَوْنَ اَهْلَ عِلِّيِّيْنَ كَمَا تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّیَّ فِیْ اُفُقِ السَّمَآءِ وَاِنَّ اَبَابَكْرٍ وَّعُمَرَ مِنْهُمْ وَاَنْعَمَا. رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوٰى نَحْوَهٗ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

(۵۷۹۰) روایت ہے حضرت ابو سعید خدری سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی لوگ **علیین** والوں کو دیکھیں اور دکھائیں گے جیسے تم کنارہ آسمان پر چمک دار تارے کو دیکھتے ہو ۱؎ اور ابوبکر و عمر انہیں میں سے ہیں اور یہ دونوں بہت اچھے ہیں ۲؎ اور ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ نے اس کی مثل روایت کی۔

(۵۷۹۰) ۱؎ علیین ایک دفتر کا نام بھی ہے اور جنت کے اعلیٰ درجہ کا نام بھی قرآن مجید میں دفتر کو علیون میں فرمایا گیا **وما ادرک ما علیون کتاب مرقوم** یہاں جنت کے اعلیٰ درجہ کو مراد لیا گیا جیسے سجین دفتر کا نام بھی ہے جس میں دوزخیوں کے نام تحریر ہیں

marfat.com

اور دوزخ کے سب سے نیچے حصہ کا نام بھی۔ یعنی علیین، جنت کے درجوں سے ایسا اونچا ہے جیسا آسمان زمین سے اونچا اور علیین والے دوسرے جنتیوں کو ایسے نظر آئیں گے جیسے زمین والوں کو تارے نظر آتے ہیں وہ ایک دوسرے کو دکھائیں گے دیکھو وہ ہیں حضرت صدیق وہ ہیں حضرت عمر۔ ۲؎ یعنی حضرت ابوبکر و عمر سارے علیین والوں سے افضل و اعلیٰ ہوں گے جب یہ جنت کے نیچے درجوں میں جھانکیں گے تو ان درجوں میں ایسی چاندنی پھیل جاوے گی جیسے زمین پر چودھویں رات کے چاند سے پھیل جاتی ہے۔ ان کی شان انشاء اللہ وہاں دیکھیں گے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَلِيٍّ)

(۵۷۹۱) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابوبکر و عمر جنتی ادھیڑوں کے اگلے پچھلوں کے سردار ہیں ۱؎ سواء نبیوں اور رسولوں کے اور مرسلین کے ۲؎۔ (ترمذی) اور ابن ماجہ نے حضرت علی سے روایت کی۔

(۵۷۹۱) ۱؎ جوانی اور بڑھاپے کے درمیانی زمانہ کو کہولت کہا جاتا ہے یعنی تیس سال کے بعد سے پچاس سال تک عمر مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جو لوگ اس عمر میں فوت ہوئے اور وہ تھے جنتی ان سب کے سردار یہ دونوں ہیں ورنہ جنت میں سارے جنتی جوان تیس سالہ ہوں گے کوئی بوڑھا یا ادھیڑ عمر نہ ہوگا عورتیں اٹھارہ سالہ ہمیشہ یہ ہی عمر رہے گی کہ وہاں دن رات مہینے سال نہیں گزرتے جیسے **واتوا الیتمی اموالہم** حالانکہ بعد بلوغ انسان یتیم نہیں رہتا۔ ۲؎ رسول تین سو تیرہ ہیں مرسلین چار ان میں اکثر رسول ادھیڑ عمر میں وفات یافتہ ہوئے یعنی رسولوں کے بعد ان دونوں کا درجہ ہوگا۔ یہ حضرات ان ادھیڑ جنتیوں سے افضل ہیں جو نبی نہ ہوں کیونکہ کوئی غیر نبی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ جیسے کوئی غیر صحابی صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اور جب یہ دونوں حضرات جنتی ادھیڑوں سے افضل ہوئے تو جنتی جوانوں بچوں سے بھی افضل ہوئے۔ (مرقات) چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ **ھما سید کھول اھل الجنۃ وشبانھا بعد النبیین والمرسلین** ایک روایت میں ہے کہ حضور نے علی سے فرمایا کہ ابوبکر و عمر جنتی جوانوں بوڑھوں سے افضل ہیں مگر تم انہیں یہ خبر نہ دینا۔ چنانچہ حضرت علی نے ان دونوں بزرگوں کی وفات کے بعد یہ حدیث بیان فرمائی۔ (مرقات) ان حضرات کی یہ سرداری حضرات حسنین کریمین کی سرداری کے خلاف نہیں کیونکہ دونوں سرداریوں کی نوعیتیں مختلف ہیں۔ ضلع کا افسر اعلیٰ ڈپٹی کمشنر بھی ہوتا ہے اور ایس پی بھی مگر الگ الگ نوعیتوں سے۔

وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَا اَدْرِيْ مَا بَقَائِيْ فِيْكُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۷۹۲) روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نہیں جانتا کہ تم میں میری بقاء کتنی ہے ۱؎ تو میرے بعد والوں کی پیروی کرو ابوبکر و عمر کی ۲؎۔ (ترمذی)

(۵۷۹۲) ۱؎ لفظ لا ادری حضور کی اپنی بے خبری کے لئے نہیں ہے بلکہ لوگوں کی اطلاع نہ دینے کے لئے ہے ورنہ حضور انور کو اپنی وفات کی بھی خبر تھی اور دوسروں کی وفات کی بھی اس لئے حضور نے حج کی فرضیت کے سال حج نہ کیا اگلے سال کیا کہ آپ کو خبر تھی کہ اس سال ہماری وفات نہیں ورنہ فرض یہ ہے کہ حج فرض ہوتے ہی حج کرے۔ حضرت سعد بہت بیمار ہوئے ان سے فرمایا کہ

marfat.com

تم اس بیماری سے مرو گے نہیں، خیال رہے کہ درایت عقل سے جاننے کو کہتے ہیں علم اس سے عام ہے اس کی بحث ہماری کتاب جاء الحق میں حصہ اول میں ہے دیکھو حضور نے فاطمہ زہرا اور اپنی زوجہ مطہرہ زینب کی وفات کی خبر دی۔ غزوہ بدر میں ایک دن پہلے بتادیا کہ کل یہاں فلاں کافر مرے گا یہاں فلاں، عقلی علوم بتائے جاتے ہیں کشفی علوم اکثر چھپائے جاتے ہیں ۲۔ اس میں ان بزرگوں کی خلافت کی طرف اشارہ ہے کہ میرے بعد یہ حضرات خلیفہ ہوں گے حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت بلافصل قرآن کریم میں بھی مذکور ہے **ستدعون الی قوم اولی باس شدید** اس آیت میں جنگ یمامہ کا ذکر ہے جو خلافت صدیقی میں ہوئی دیکھو ہماری کتاب امیر معاویہ پر ایک نظر۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ لَمْ يَرْفَعْ اَحَدٌ رَأْسَهٗ غَيْرُ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ كَانَا يَتَبَسَّمَانِ اِلَيْهِ وَيَتَبَسَّمُ اِلَيْهِمَا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

(۵۷۹۳) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں تشریف لاتے تو سوائے ابوبکر و عمر کے کوئی اپنا سر نہ اٹھاتا تھا ۱۔ یہ دونوں حضرات حضور کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے اور حضور انہیں دیکھ کر مسکراتے تھے ۲۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۷۹۳) ۱۔ حضور کی مجلس اقدس میں سب لوگ نیچے سر نیچی نگاہ کئے خاموش بیٹھتے تھے جیسے پرندوں کا شکاری بالکل خاموش سکون سے بیٹھتا ہے یہ تھا اس بارگاہ کا ادب ۲۔ پیارا پیارے کو دیکھ کر خوشی سے مسکراتا ہے یہاں وہ رنگ تھا دوسرے صحابہ میں ادب کا ظہور ہے یہاں محبوبیت کا جلوہ گری یعنی یہ دونوں صاحب اسرار اور بارگاہ عالی میں بہت باریاب تھے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ وَّدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ اَحَدُهُمَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَالْاٰخَرُ عَنْ شِمَالِهٖ وَهُوَ اٰخِذٌ بِاَيْدِيْهِمَا فَقَالَ هٰكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

(۵۷۹۴) روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نکلے اور مسجد میں تشریف لائے اور ابوبکر و عمر بھی ان دونوں میں سے ایک صاحب آپ کے داہنی طرف تھے دوسرے بائیں طرف حضور ان دونوں کے ہاتھ پکڑے تھے تو فرمایا ہم یہ قیامت کے دن ایسے ہی اٹھائے جائیں گے ۱۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۷۹۴) ۱۔ سب سے بڑا خوش نصیب وہ ہے جسے قیامت میں حضور انور کا قرب نصیب ہو جاوے تو جو حضور انور کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے۔ بارگاہ الٰہی میں پیش ہو اس کے مقدمہ کا کیا پوچھنا، اس حدیث میں اپنی قبور کا بھی پتہ دے دیا گیا ہے **شعر:**

☆ میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو ☆ کہ رستہ میں ہیں جا بجا تھانے والے ☆

اس لحاظ سے بھی بعد انبیاء ساری مخلوق میں سب سے بڑے خوش نصیب یہ دونوں حضرات ہیں جنہیں حضور انور سے دنیا میں قبروں حشر میں ایسا قرب نصیب ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَقَالَ هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ۔

(۵۷۹۵) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن حنطب سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابوبکر و عمر کو دیکھا تو فرمایا یہ کان اور

marfat.com

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا)

آنکھیں ہیں ا۔ (ترمذی' مرسلا)

(۵۷۹۵) ا۔ اس فرمان عالی پر چار شرحیں ہوسکتی ہیں نمبرایک یہ دونوں مسلمانوں کے کان و آنکھیں ہیں کہ جیسے انسان بغیر کان و آنکھ سے کچھ نہ دیکھ سکے نہ سن سکے' ایسے ہی مسلمان ان کا دامن چھوڑ کر نہ راہ ہدایت دیکھ سکے نہ قران و حدیث نہ اللہ رسول کی بات سن سکے نمبر۲ یہ دونوں دین اسلام کی آنکھیں اور کان ہیں کہ جیسے جسم کی تکمیل آنکھوں کانوں سے ہوتی ہے ایسے ہی دین کی تکمیل ان بزرگوں سے ہے قرآن و حدیث ان کے ذریعہ سے سمجھو نمبر۳ یہ دونوں میرے کان و آنکھ ہیں جیسے ہر شخص کو اپنے آنکھ کان بڑے پیارے ہوتے ہیں کہ ان دونوں کی ہر طرح حفاظت کرتا ہے ایسے ہی یہ دونوں میرے پیارے وزیر ہیں مجھے بڑے محبوب ہیں۔ اعلیٰ وزیر بادشاہ کی آنکھ کان ہوتے ہیں اس معنی کی تشریح اگلی حدیث میں آرہی ہے نمبر۴ یہ دونوں سراپا آنکھ و کان ہیں جیسے آنکھ دیکھنے سے سیر نہیں ہوتی' کان سننے سے سیر نہیں ہوتے ایسے ہی یہ دونوں مجھے دیکھنے میری سننے سے کبھی سیر نہیں ہوتے (لمعات' مرقات' اشعہ) ان کا عقیدہ تو یہ ہے **شعر:۔**

☆ تجھی کو دیکھنا تیری ہی سننا تجھ میں گم ہونا ☆ حقیقت معرفت اہل طریقت اس کو کہتے ہیں ☆
☆ ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا ☆ تصور میں تیرے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں ☆

ان دونوں نے دیکھا تو حضور کو اور سنی تو حضور کی یہ وہ جسم ہیں جن کی جان حضور ہیں۔ رضی اللہ عنہما آنکھیں و کان سارے اعضاء سے افضل ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ **وجعل لکم السمع والابصار** یوں ہی سارے اہل اسلام میں یہ دونوں افضل ہیں۔ کان افضل ہیں آنکھ سے کہ آنکھ کے بغیر علم حاصل کیا جاسکتا ہے۔ مگر کان کے بغیر نہیں اس لئے کان کا ذکر پہلے فرمایا آنکھ کا بعد میں (مرقات)

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَامِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَلَهٗ وَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ وَوَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَمَّا وَزِيْرَايَ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ فَجِبْرَائِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ وَاَمَّا وَزِيْرَايَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۷۹۶) روایت ہے حضرت ابوسعید خدری سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہے کوئی نبی مگر اس طرح کہ ان کے دو وزیر آسمان والوں میں سے ہوتے ہیں اور دو وزیر زمین والوں میں ا۔ مگر ہمارے آسمانی دو وزیر جبریل اور میکائیل ہیں ۲۔ اور ہمارے زمین والوں میں سے دو وزیر ابوبکر و عمر ہیں ۳۔ (ترمذی) ۴۔

(۵۷۹۶) ا۔ وزیر جو بادشاہ کی سلطنت کا بوجھ اٹھائے اسے اچھے مشورے دے۔ اس کا صاحب راز ہو یہ لفظ بنا ہے وزر بمعنی بوجھ سے **لا تزر وازرۃ وزر اخری** ۲۔ حضور آسمانوں کے بھی بادشاہ ہیں اور زمین کے بھی۔ آسمانی سلطنت کا انتظام حضرت جبریل و میکائیل کرتے ہیں۔ حضور کے احکام وہاں نافذ کرتے ہیں ترتیب ذکری سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت جبریل درجہ میں جناب میکائیل سے بہت بڑے ہیں کہ ان کا ذکر پہلے فرمایا۔ ۳۔ اس فرمان عالی سے چند مسئلے معلوم ہوئے نمبرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سلطنت زمین میں بھی ہے آسمان میں بھی ورنہ دونوں جگہ وزیر ہونے کیا معنی بلکہ حضور عالمین کے سلطان بادشاہ اور نبی ہیں **لیکون للعلمین نذیرا** نمبر۲ حضرت ابوبکر صدیق جناب عمر فاروق سے افضل ہیں کہ پہلے ان کا نام شریف ارشاد ہوا بعد میں

marfat.com

حضرت عمر کا نمبر ۳ وزارت صدیقی و فاروقی افضل و اعلیٰ ہے۔ وزارت جبریلی و میکائیلی سے کہ حضرت صدیق و فاروق پایہ تخت کے وزیر ہیں۔ ہر دم حضور کے ساتھ رہنے والے زمین تمام انبیاء خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پایہ تخت ہے۔ **انی جاعل فی الارض خلیفۃ** ۴۔ یہ حدیث حاکم نے حضرت ابو سعید خدری سے حکیم ترمذی نے حضور ابو ہریرہ، عساکر نے حضرت ابوذر غفاری سے حافظ ابو الحسن علی ابن نعیم بصری نے حضرت انس ابن مالک سے بالفاظ مختلف روایت کی اور امام سمرقندی نے خواجہ حسن بصری سے روایت کیا کہ ساق عرش پر لکھا ہے **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وذیراہ ابوبکر وعمر** (مرقات)

وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ کَاَنَّ مِیْزَانًا نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ فَوُزِنْتَ اَنْتَ وَاَبُوْبَکْرٍ فَرَجَحْتَ اَنْتَ وَوُزِنَ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ فَرَجَحَ اَبُوْبَکْرٍ وَوُزِنَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَحَ عُمَرُ ثُمَّ رُفِعَ الْمِیْزَانُ فَاسْتَآءَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْنِیْ فَسَآءَہٗ ذٰلِکَ فَقَالَ خِلَافَۃُ نُبُوَّۃٍ ثُمَّ یُؤْتِی اللّٰہُ الْمُلْکَ مَنْ یَّشَآءُ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ)

(۵۷۹۷) روایت ہے حضرت ابوبکرہ سے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ۱۔ کہ آسمان سے ایک ترازو اتری تو آپ اور ابوبکر تولے گئے آپ بڑھ گئے ۲۔ اور حضرت ابوبکر و عمر تولے گئے تو ابوبکر بڑھ گئے اور تولے گئے عمر و عثمان تو عمر وزنی رہے ۳۔ پھر ترازو اٹھائی گئی ۴۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوئے یعنی یہ خواب حضور کو گراں گزری ۵۔ پھر فرمایا کہ یہ نبوت کی خلافتیں ہیں۔ پھر اللہ جسے چاہے گا ملک دے گا ۶۔ (ترمذی، ابوداؤد) ۷۔

(۵۷۹۷) ۱۔ یعنی میں نے خواب دیکھا خیال رہے کہ صحابہ کرام کے خواب خصوصاً وہ خواب جو بارگاہ رسالت میں پیش ہو کر تائید حاصل کرلیں وہ کشف و الہام بلکہ وحی کا پرتو ہیں۔ اسلام میں مروجہ اذان حضرات صحابہ کی خواب اور حضور کی تائید سے جاری ہوئی۔ خیال رہے کہ بکرہ کنوئیں کی گھڑی یا چرخی کو کہتے ہیں آپ غزوہ طائف میں مسلمان ہوئے اور اپنے کو طائف کے قلعہ سے مسلمانوں کے لشکر میں اس طرح پہنچایا کہ اپنے کو ایک کنوئیں کی چرخی پر ڈال دیا اور ڈھلکتے ہوئے مسلمانوں کے لشکر تک پہنچ گئے۔ لہٰذا ابوبکرہ کہلائے یعنی چرخی والے مومن۔ ۲۔ یہ وزنی ہونا ان بزرگوں کے درجات کی فضیلت کی بنا پر تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق جناب عمر سے افضل اور حضرت عمر حضرت عثمان سے افضل۔ ۳۔ خیال رہے کہ ان تینوں خلفاء کی خلافت راشدہ بھی ہے اور ان کی خلافتوں پر امت کا پورا اجماع بھی ہوا۔ صدیق و فاروق کی خلافت پر از ابتدا تا انتہا جناب عثمان کی خلافت پر از ابتداء اور حضرت علی کی خلافت راشدہ تو ہے مگر ان کی خلافت پر کبھی اجماع مسلمین نہ ہوا۔ اول ہی سے اختلاف ہوا اور آخر تک رہا۔ غالباً اسی وجہ سے خواب میں حضرت علی کا وزن نہ دکھایا گیا۔ خلفاء راشدین کاملین مجمع علیہم کا وزن دکھایا گیا۔ ۵۔ گراں اس لئے گزرا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معلوم فرمایا کہ حضرت عثمان کے بعد خلافت اسلامیہ کا زوال و انحطاط شروع ہو جائے گا۔ کیونکہ وزن نہیں دکھایا گیا۔ ۶۔ یعنی خلافت عثمانیہ کے بعد اسلام میں سلطنت و امارت قائم ہو جاوے گی۔ ایسا ہی ہوا کہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد امیر معاویہ نے سلطنت قائم کرلی۔ خیال رہے کہ خلافت، نبوۃ اور سلطنت میں فرق یہ ہے کہ خلافت نبوت میں لوگوں پر حکومت بھی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت بھی کہ ان کی بیعت، بیعت خلافت بھی اور بیعت ارادت بھی، لوگ ان کے رعایا بھی ہیں ان کے مرید بھی مگر سلطان کی بیعت بیعت حکومت تو ہے بیعت ارادت نہیں، اور مسلمانوں کو کسی مرشد کا بیعت ہونا ہو گا۔ جانشینی

marfat.com

رسول کا عہدہ ختم ہوگیا۔ سلطنت اسلامیہ بھی اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ گزشتہ کتب میں حضور کی صفات میں یہ بھی ذکر تھا کہ ملکہ بالشام' اور ظاہر ہے کہ شام میں سلطنت امیر معاویہ کی ہی قائم ہوئی۔ اسے حضور کی سلطنت قرار دیا گیا۔ ے۔یہ حدیث ابوداؤد نے کچھ فرق سے روایت کی ہے۔ مسند امام احمد میں ہے کہ خود حضور نے یہ خواب دیکھا مگر اس میں یوں ہے کہ میں اپنی ساری امت سے تولا گیا تو میں وزنی ہوا پھر ابوبکر پھر عمر پھر عثمان باری باری سے میری ساری امت سے تولے گئے تو ان میں سے ہر ایک ساری امت سے وزنی ہوا' پھر ترازو اٹھائی گئی اس میں اشارہ اسی جانب ہے کہ ان تین خلافتوں پر ساری امت کا اجماع ہوگا۔ (مرقات)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ — تیسری فصل

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَطَّلِعُ عَلَیْکُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطَّلَعَ اَبُوْ بَکْرٍ ثُمَّ قَالَ یَطَّلِعُ عَلَیْکُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطَّلَعَ عُمَرُ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ)

(۵۷۹۸) روایت ہے حضرت ابن مسعود سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر ایک جنتی آدمی نمودار ہوگا تو حضرت ابوبکر ظاہر ہوئے پھر فرمایا کہ تم پر ایک جنتی آدمی نمودار ہوگا تو حضرت عمر نمودار ہوئے ا۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۷۹۸) ا۔اس سے ان دونوں حضرات کا جنتی ہونا معلوم ہوا خیال رہے کہ یہ حدیث ان دونوں بزرگوں کی فضیلت بیان فرما رہی ہے نہ کہ افضلیت کیونکہ جنت کی بشارت اور صحابہ کرام کو بھی دی گئی ہے۔ چونکہ اس حدیث میں دونوں کا جنتی ہونا مذکور ہے اس لئے یہ حدیث یہاں لائے (اشعہ)

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَیْنَا رَاْسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجْرِیْ فِیْ لَیْلَةٍ ضَاحِیَةٍ اِذْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ یَکُوْنُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدُ نُجُوْمِ السَّمَآءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُ قُلْتُ فَاَیْنَ حَسَنَاتُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ اِنَّمَا جَمِیْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ کَحَسَنَةٍ وَّاحِدَةٍ مِّنْ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَکْرٍ۔ (رَوَاهُ رَزِیْنٌ)

(۵۷۹۹) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک ایک چاندنی رات میں میری گود میں تھا ا۔ کہ بولی یا رسول اللہ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہوں گی ۲۔ فرمایا ہاں وہ حضرت عمر ہیں ۳۔ میں بولی تو جناب ابوبکر کی نیکیاں کہاں گئیں ۴۔ فرمایا کہ حضرت عمر کی ساری نیکیاں ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کی طرح ہیں ۵۔ (رزین)

(۵۷۹۹) ا۔ضاحیۃ بنا ہے ضحو سے ۔ معنی چمکدار روشن اس سے مراد وہ رات ہے جس میں چاندنی ہو اور بادل نہ ہو آسمان صاف ہو چاند خوب چمک رہا ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ کی گود اس وقت عرش معلیٰ سے افضل ہوگئی ہوگی کہ وہ صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی رحل نبی رضی اللہ عنہا۔ ۲۔اس سوال سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر آسمان کے ہر گوشہ کی خبر ہے اور زمین کے ہر کونہ اور تاقیامت اپنے ہر امتی کے ہر عمل کی خبر ہے کیونکہ تارے مختلف آسمانوں پر ہیں اور امت کی عبادتیں زمین کے مختلف گوشوں میں دن کے اجیالے میں رات کے اندھیرے میں ہوں گی دو چیزوں کی برابری یا کمی بیشی وہ ہی بتا سکتا ہے جسے دونوں کی خبر ہو یہ ہے حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین کا عقیدہ۔ ۳۔یہ ہے

marfat.com

حضور انور کا علم کہ نہ یہ فرمایا کہ جبریل امین کو آنے دو پوچھ کر بتائیں گے نہ یہ کہ قلم دوات کاغذ لاؤ ٹوٹل لگا کر کہیں گے نہ یہ کہ ذرا مجھے سوچ کر حساب لگالینے دو بلا تامل فرمایا کہ میری ساری امت میں حضرت عمر وہ ہیں جن کی نیکیاں تعداد میں آسمانوں کے تاروں کی برابر ہیں۔ یہ ہے حضور کا علم غیب کلی۔ ۴۔ آپ سمجھیں کہ احد' میں حضرت ابوبکر صدیق بھی داخل ہیں۔ اور ان کی نیکیاں حضرت عمر کی نیکیوں سے کم ہیں۔ ۵۔ اس ایک نیکی میں بہت گفتگو ہے کہ اس سے کونسی نیکی مراد ہے۔ فقیر کے نزدیک اس سے مراد ہجرت کی رات غار ثور میں حضور انور کی خدمت مراد ہے۔ اس رات حضرت صدیق نے تہجد نہیں پڑھی تھی اور کوئی عبادت نہیں کی تھی۔ حضور انور کی بے مثال خدمت کی تھی اور آپ کا مبارک سر اپنے زانو پر رکھ کر خوب جی بھر کر اس صورت پاک کے نظارے کئے تھے۔ یہ ایک نیکی دنیا بھر کی ساری نیکیوں سے بڑھ کر قرار پائی شعر:۔

☆ ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں ☆ اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے ☆

بَابُ مَنَاقِبِ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

حضرت عثمان کے فضائل رضی اللہ عنہ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

آپ کا نام عثمان ابن عفان ابن ابی العاص' ابن امیہ ابن عبدالشمس ابن عبد مناف ہے آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ لقب ذوالنورین خطاب جامع القرآن۔ آپ یکم محرم ۲۴ھ چوبیس میں تخت خلافت پر جلوہ گر ہوئے۔ بارہ سال خدمت کی بیاسی سال عمر پائی آپ کے حالات جلد اول کے شروع میں بیان ہو چکے ہیں وہاں مطالعہ فرماؤ۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا فِيْ بَيْتِهٖ كَاشِفًا عَنْ فَخِذَيْهِ اَوْ سَاقَيْهِ فَاسْتَاْذَنَ اَبُوْ بَكْرٍ فَاَذِنَ لَهٗ وَهُوَ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَاْذَنَ عُمَرُ فَاَذِنَ لَهٗ وَهُوَ كَذٰلِكَ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَاْذَنَ عُثْمَانُ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَوّٰى ثِيَابَهٗ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ

(۵۸۰۰) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں لیٹے تھے اپنی رانیں یا اپنی پنڈلیاں کھولے ا۔ تو جناب ابوبکر نے اجازت مانگی انہیں اجازت دے دی اسی حالت پر انہوں نے کچھ بات چیت کی پھر حضرت عمر نے اجازت مانگی انہیں بھی اسی حالت میں اجازت دے دی ۲۔ پھر انہوں نے بھی بات چیت کی پھر جناب عثمان نے اجازت مانگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لئے ۳۔ جب وہ چلے گئے تو جناب عائشہ نے کہا کہ جناب ابوبکر آئے آپ نے ان کے لئے نہ تو جنبش کی اور نہ ان کی پرواہ کی پھر عمر آگئے تو آپ نے ان

marfat.com

عَائِشَةُ دَخَلَ اَبُوْ بَكْرٍ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهٗ وَ لَمْ
تُبَالِهٖ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهٗ وَلَمْ تُبَالِهٖ
ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسْتَ وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ فَقَالَ
اَلَا اَسْتَحْيِيْ مِنْ رَّجُلٍ تَسْتَحْيِيْ مِنْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ
وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ وَ اِنِّيْ
خَشِيْتُ اِنْ اَذِنْتُ لَهٗ عَلٰى تِلْكَ الْحَالَةِ اَنْ لَّا
يَبْلُغَ اِلَيَّ فِيْ حَاجَتِهٖ ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

کے لئے نہ تو جنبش کی اور نہ ان کی پرواہ کی پھر عمر آگئے تو آپ نے ان کے لئے نہ تو جنبش کی نہ پرواہ کی پھر جناب عثمان آئے پھر تو آپ بیٹھ گئے ۴؎ اور اپنے کپڑے درست کر لئے تو فرمایا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں ۵؎ اور ایک روایت میں ہے کہ جناب عثمان شرمیلے آدمی ہیں مجھے خوف ہوا کہ اگر میں نے انہیں اسی حالت پر اجازت دے دی تو وہ مجھ تک اپنی حاجت نہ پہنچا سکیں گے ۶؎ (مسلم)

(۵۸۰۰) ۱؎ یعنی بے پرواہی سے لیٹے ہوئے تھے جس سے آپ کی پنڈلیاں یا ران شریف کھلی تھیں۔ خیال رہے کہ حضرت امام مالک کے نزدیک مرد کی ران ستر نہیں باقی آئمہ کے ہاں یہ ستر ہے۔ حضرت امام مالک کی دلیل یہ حدیث ہے مگر یہ استدلال کچھ ضعیف سا ہے کیونکہ اول تو خود راوی کو شک ہے کہ ران کھلی تھی یا پنڈلی اس شک کے ہوتے ہوئے استدلال درست کیسے ہو سکتا ہے اور اگر مان بھی لیا جائے کہ ران کھلی تھی تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ بالکل ننگی تھی۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ران سے قمیض ہٹی ہوئی تھی تہبند شریف اس جگہ پر تھا۔ عاری اور کاشف میں بڑا فرق ہے (مرقات، اشعہ) ۲؎ یعنی ان دونوں صاحبوں کی آمد پر حضور انور نے کوئی تکلف نہیں فرمایا اسی طرح بے پرواہی سے آرام فرمارہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں حضرات باریاب بارگاہ اور صاحب اسرار بے تکلف محبوب ہیں ۳؎ اس فرمان عالی سے معلوم ہو رہا ہے کہ ران شریف کھلی ہوئی نہ تھی بلکہ اس سے قمیض ہٹی ہوئی تھی ورنہ ارشاد ہوتا **سترھا** اسے ڈھک لیا اس سوی ثیابہ نے کاشفا" کے معنی واضح کر دیئے کہ وہاں قمیض ہٹنا مراد تھا نہ کہ بالکل برہنہ ہونا۔ ۴؎ یعنی اس فرق کی وجہ کیا ہے یہ تینوں حضرات حضور کے خاص خدام ہیں پھر برتاوے میں یہ فرق کیوں ہے ۵؎ کبھی فرشتے بھی حضرت عثمان سے شرم کرتے ہیں ان کی توقیر و تعظیم کا اہتمام فرماتے ہیں ایک روایت میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین میں بھائی چارہ کا عقد فرمایا تو حضرت عثمان بھی وہاں موجود تھے ان کے سینے سے کرتہ ہٹ گیا تو وہاں کے موجود فرشتے اس مجلس سے ہٹ گئے حضور انور نے **ملائکہ** سے ہٹنے کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا حضرت عثمان سے ہم کو شرم آتی ہے۔ حضرت عثمان کی شرم و حیاء کا یہ حال تھا کہ آپ غسل خانہ میں تہبند باندھ کر غسل کرتے تھے صرف اوپر کا بدن برہنہ ہوتا تھا تب بھی آپ سیدھے نہ بیٹھتے تھے شرم سے جھکے ہوئے ہی غسل فرماتے تھے۔ (مرقات) آپ نے کبھی اپنی شرم گاہ کو نہ دیکھا۔ اس چمن کے ہر پھول کا رنگ و بو علیحدہ ہے۔ ۶؎ یعنی اگر ہم حضرات ان کے سامنے اسی بے تکلفی سے لیٹے رہے تو وہ اتنے شرمیلے ہیں کہ یہاں نہ بیٹھ سکیں گے نہ مجھ سے بات کر سکیں گے نہ وہ عرض پوری کر سکیں گے جس کے لئے ملنے وہ یہاں آئے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ مولیٰ میرا عثمان بڑا ہی شرمیلا ہے تو کل قیامت میں اس کا حساب نہ لینا کہ وہ شرم و حیا کی وجہ سے تیرے سامنے کھڑے ہو کر حساب نہ دے سکے گا۔ چنانچہ پہلے حساب ابوبکر کا ہو گا پھر عمر کا پھر علی کا پھر دوسروں کا حضرت عثمان کا حساب ہو گا ہی نہیں (مرقات)

marfat.com

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ وَّرَفِيْقِيْ يَعْنِيْ فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّلَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِيِّ وَهُوَ مُنْقَطِعٌ.

(۵۸۰۱) روایت ہے حضرت طلحہ ابن عبید اللہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کا کوئی ساتھی ہوتا ہے میرے ساتھی یعنی جنت میں عثمان ہیں ا۔ (ترمذی) اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اس کی اسناد قوی نہیں ۲۔ اور یہ منقطع ہے ۳۔

(۵۸۰۱) ا۔ فی الجنۃ کسی راوی کی تفسیر ہے یعنی میرے خصوصی ساتھی حضرت عثمان ہوں گے ورنہ مطلقاً ساتھی اور بہت سے خوش نصیب حضرات بھی ہوں گے۔ چنانچہ بعض روایات میں ہے کہ میرے خاص دوست ابوبکر و عمر ہوں گے (مرقات) ۲۔ یہ حدیث بہت اسنادوں اور مختلف الفاظ سے مروی ہے۔ اس کثرت اسناد سے اس کا ضعف جاتا رہا' نیز ترمذی کی اسناد ضعیف ہے باقی اسنادیں صحیح ہیں۔ چنانچہ یہ حدیث ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ سے امام سیوطی نے جامع صغیر میں ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ سے ریاض میں حضرت زید ابن اسلم سے مختلف الفاظ سے روایت کی (مرقات) یوں ہی امام احمد نے حضرت طلحہ سے روایت کی۔ ۳۔ منقطع حدیث وہ ہے جس کی اسناد میں ایک راوی یا دو راوی الگ الگ جگہ سے چھوٹ گئے ہوں اور اگر دو راوی مسلسل چھوٹ گئے ہوں تو اسے معضل کہتے ہیں' انشاء اللہ حدیث کے اقسام و احکام ہم شرح کے آخر میں لکھیں گے۔

وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَبَّابٍ قَالَ شَهِدْتُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَحُثُّ عَلٰى جَيْشِ الْعُسْرَةِ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ عَلَيَّ مِائَةُ بَعِيْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَيَّ مِائَتَا بَعِيْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ ثُمَّ حَضَّ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَيَّ ثَلٰثُمِائَةِ بَعِيْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَاَنَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۸۰۲) روایت ہے حضرت عبدالرحمٰن ابن خباب سے فرماتے ہیں ا۔ کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ عسرت کے لشکر پر رغبت دے رہے تھے ۲۔ تو جناب عثمان کھڑے ہو کر بولے یا رسول اللہ میرے ذمہ اللہ کی راہ میں سو اونٹ ان کے کمبل اور پلان کے ساتھ ۳۔ حضور نے اس لشکر کے متعلق پھر رغبت دی پھر جناب عثمان کھڑے ہو گئے عرض کیا میرے ذمہ دو سو اونٹ ہیں مع ان کے کمبل کے اور پلان کے حضور نے پھر رغبت دلائی تو عثمان کھڑے ہو گئے بولے میرے ذمہ اللہ کی راہ میں تین سو اونٹ ہیں مع ان کے کمبل و پالان کے ۴۔ تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور انور منبر سے اتر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اب اس کے بعد عثمان پر کوئی گناہ نہیں وہ جو بھی کریں اس کے بعد عثمان پر کوئی گناہ نہیں وہ جو بھی کریں ۵۔ (ترمذی)

marfat.com

(۵۸۰۲) ا۔ آپ حضرت خباب ابن ارت کے بیٹے ہیں آپ خود تو تابعی ہیں مگر آپ کے والد جناب ابن ارت صحابی ہیں آخر میں بصرہ میں قیام رہا وہاں ہی وفات ہوئی ۲۔ غزوہ عسرت غزوہ تبوک کا نام ہے اور اس غزوہ میں جانے والوں کو جیش عسرت کہتے ہیں کیونکہ یہ غزوہ مسلمانوں کی سخت تنگی ناداری بے سامانی کی حالت میں ہوا۔ گرمی سخت تھی۔ تبوک جگہ بہت دور تھی۔ چنانچہ خیبر مدینہ منورہ سے ایک سو ساٹھ میل ہے اور خیبر سے تبوک پانچ سو میل ہے تو تبوک مدینہ منورہ سے چھ سو ساٹھ میل ہوا یہاں سے عمان وہاں سے بیت المقدس یہ سب ایک ہی راستہ پر ہیں حضور انور نے لوگوں کو جہاد کے لئے چندہ دینے کا حکم دیا۔ غزوہ تبوک حضور انور کا آخری غزوہ ہے جو ۹ھ میں ہوا۔ اس کے بعد حضور نے کوئی غزوہ نہ کیا (مرقات) اس غزوہ میں لشکر اسلام بہت بڑا تھا خیال رہے کہ غزوہ بدر میں لشکر اسلام تین سو تیرہ تھا۔ احد میں سات سو حدیبیہ میں پندرہ سو فتح مکہ میں دس ہزار اور غزوہ حنین میں بارہ ہزار (مرقات) تبوک میں چالیس ہزار اور ستر ہزار کے درمیان تھے (مدارج) ۳۔ احلاس جمع ہے حلس کی حلس۔ کمبل جو اونٹ پر کاٹھی کے نیچے ڈالا جاتا ہے اس کا ترجمہ جھول کرلو اور اقتاب جمع ہے قتب کی ۔ بمعنی پالان جس میں سواری کی جاتی ہے (مرقات و اشعہ) مطلب یہ ہے کہ سو اونٹ مع تمام سامان کے میں حاضر کرتا ہوں۔ ۴۔ حضور انور نے تین بار چندہ کی اپیل کی ہر بار میں حضرت عثمان نے سو دو سو تین سو اونٹ کا مع سامان کے اعلان کیا کسی کو بولنے کا موقعہ ہی نہ دیا چھ سو اونٹ مع سامان کا بھی اعلان کیا اور ایک ہزار اشرفیوں کا بھی جیسا کہ دوسری روایات میں آ رہا ہے۔ خیال رہے کہ یہ تو ان کا اعلان تھا مگر حاضر کرنے کے وقت نو سو پچاس اونٹ پچاس گھوڑے اور ایک ہزار اشرفیاں پیش کیں پھر بعد میں دس ہزار اشرفیاں اور پیش کیں دیکھو مرقات۔ ہم نے حضرت عثمان کی شان میں یہ واقعہ یوں عرض کیا ہے **شعر:۔**

☆ دست عطا کھل گیا دیکھا جو یہ ماجرا ☆ غازیان مصطفیٰ بے سر و سامان ہیں ☆

خیال رہے کہ آپ نے پہلی بار میں ایک سو کا اعلان کیا دوسری بار سو کے علاوہ اور دو سو کا تیسری بار اور تین سو کا کل چھ سو کا اعلان فرمایا (مرقات) ۵۔ اس عبارت میں پہلا ما نافیہ ہے۔ ما علیٰ عثمان اور دوسرا ما موصولہ ہے ما عمل بعد ہذہ۔ یعنی عثمان اب اس کے بعد جو کام بھی کریں انہیں مضر نہ ہوگا اس فرمان عالی کا منشا یہ نہیں ہے کہ حضرت عثمان کو گناہوں کی اجازت دے دی گئی۔ بلکہ یہ ایسا ہے جیسے پرندے کے پر کاٹ کر اس سے کہا جاوے کہ جا اڑتا پھر اب اڑے کاہے سے یوں ہی حضور انور نے ان کے دل پر اپنا ہاتھ رکھ لیا۔ اب عثمان کے دل مین گناہ کرنے کا خیال بھی کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ یہاں عمل سے مراد نفلی عمل ہیں۔ یعنی اگر اب عثمان کوئی نفلی عبادت نہ کریں تو مضر نہیں مگر یہ غلط ہے نقصان نہیں ہوتا نفل تو ہوتا ہی وہ ہے جس کے نہ کرنے پر نقصان نہ ہو لہٰذا مطلب وہ ہی ہے جو ہم نے کہا کیونکہ عبادت نہ کرنے سے تو ہم کو بھی غرض کیا۔

وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَاءَ عُثْمَانُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَلْفِ دِيْنَارٍ فِيْ كُمِّهٖ حِيْنَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَنَثَرَهَا فِيْ حَجْرِهٖ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَلِّبُهَا فِيْ حَجْرِهٖ وَيَقُوْلُ مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ۔

(۵۸۰۳) روایت ہے عبدالرحمان ابن سمرہ سے فرماتے ہیں کہ عثمان نے جب لشکر عسرت کو سامان دیا تو اپنی آستین میں ہزار اشرفیاں لائے انہیں حضور کی گود میں ڈال دیا ا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی گود میں الٹ پلٹ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ آج کے بعد سے عثمان کو کوئی عمل جو وہ کریں

marfat.com

(رَوَاهُ اَحْمَدُ) نقصان نہ دے گا۔(احمد)

(۵۸۰۳) ا۔اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ایک یہ کہ صدقہ دینے میں جلدی کرے ٹال مٹول نہ کرے فوراً صدقہ دے دوسرے اللہ کی راہ کا صدقہ حضور کی بارگاہ پیش کر دو وہ موقعہ بموقعہ خرچ کریں جس سے وہ صدقہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہو جاوے' دیکھو حضرت عثمان نے یہ اشرفیاں خود غازیوں پر صرف نہ کیں حضور کی بارگاہ میں پیش کیں۔رب فرماتا ہے۔ **خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها صدقة** کے ذریعہ حضور مسلمانوں کو پاک فرماتے ہیں اس لئے آج بھی ایصال ثواب کرتے وقت مسلمان کہتے ہیں نذر اللہ نیاز رسول اللہ۔ ۲۔اس فرمان عالی میں حضرت عثمان غنی کو تین بشارتیں دی گئیں۔ایک یہ کہ ان کے سارے گزشتہ گناہ اور خطائیں معاف ہوگئیں ان کا آج کا یہ عمل ان کا کفارہ بن گیا۔دوسرے یہ آئندہ وہ گناہوں سے محفوظ رہیں گے۔تیسرے یہ کہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہوگا (از مرقات) یہ ہے حضور کا علوم خمسہ پر مطلع ہونا۔یہاں مرقات نے فرمایا کہ حضرت عثمان نے اعلان تو چھ سو کا کیا تھا مگر دیئے نو سو پچاس اونٹ پھر ہزار کے تکملہ کے لئے پچاس گھوڑے مع ساز و سامان کے حاضر کئے اس طرح کل ایک ہزار سواریاں اور ایک ہزار اشرفیاں حاضر کیں۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى مَكَّةَ فَبَايَعَ النَّاسَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُثْمَانَ فِيْ حَاجَةِ اللهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ فَضَرَبَ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى فَكَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِّنْ اَيْدِيْهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۸۰۴) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت الرضوان کا حکم دیا تو عثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد تھے ا۔مکہ کی طرف حضور نے لوگوں سے بیعت لی ۲۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان اللہ کے اور اس کے رسول کے کام میں گئے ہیں ۳۔پھر حضور نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ دوسرے پر رکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ عثمان کے لئے ان کے ہاتھوں سے بہتر ہو گیا جو ان کے اپنے لئے تھا ۴۔(ترمذی)

(۵۸۰۴) ا۔جیسے کفار مکہ کی طرف سے کچھ نمائندے حضور کی خدمت میں صلح کی بات چیت کرنے آئے تھے یوں ہی حضرت عثمان حضور کی طرف سے کفار مکہ کے پاس صلح کی بات کرنے گئے کیونکہ کفار پر ان کے بہت احسانات تھے وہ لوگ آپ کا احترام کرتے تھے ادھر لشکر اسلام میں یہ افواہ پھیل گئی کہ کفار مکہ نے حضرت عثمان کو قتل کر دیا۔اس پر حضور نے سب مسلمانوں سے بیعت جہاد لی کہ یہ بیعت حضرت عثمان کے لئے ہی لی گئی ہے۔بیعت الرضوان اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے متعلق رب نے فرمایا **لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذیبا یعونک تحت الشجرۃ** گویا یہ بیعت رضا الٰہی کا تمغہ ملنے کا ذریعہ تھی۔ ۲۔یہ بیعت بیعت جہاد تھی حضور انور نے لوگوں سے اسلام پر بھی بیعت لی ہے نیک اعمال کرنے پر بھی اور گناہوں سے بچنے پر بھی کسی سے سوال نہ کرنے پر بھی اور کسی خاص عمل پر بھی یہ بیعت یہ ہی آخری بیعت تھی یعنی خاص عمل پر' یہ بیعتیں موجودہ مروجہ بیعتوں کی اصل ہیں۔جو اولیاء اللہ سے کی جاتی ہے۔ ۳۔یہاں حاجت بمعنی ضرورت نہیں۔اللہ تعالیٰ ضرورت سے پاک ہے بلکہ بمعنی کام یا خدمت ہے۔چونکہ حضور انور کی فنافی اللہ کا درجہ حاصل تھا۔اس لئے حضور کا کام اللہ کا کام ہے ورنہ حضرت

marfat.com

عثمان حضور کے کام کے لئے گئے تھے (مرقات) روایات میں ہے کہ کفار نے حضرت عثمان سے کہا کہ کعبہ حاضر ہے آپ کو عمرہ کرنے کی اجازت ہے۔ آپ خوب طواف عمرہ کریں سنگ اسود کو بوسے دیں حضرت عثمان نے فرمایا کہ میں حضور انور کے بغیر کعبہ کو دیکھوں گا بھی نہیں۔ چنانچہ آپ کعبہ میں نہیں گئے یہاں صحابہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت عثمان تو خوب عمرہ کریں گے حضور نے فرمایا کہ میرا عثمان میرے بغیر نہ عمرہ کرے گا نہ طواف یہ ہے حضرت عثمان کا ایمان کہ وہ سمجھتے ہیں کہ دولھا کے بغیر برات کیسی۔ ۴؎ حضور انور نے خیال فرمایا کہ یہ بیعت بڑی ہی عظمت و عزت کا ذریعہ ہے اس کا چرچہ قرآن میں آوے گا اور تاقیامت رہے گا۔ اس سے میرا عثمان محروم نہ رہے تو سب کو دکھا کر فرمایا کہ میرا ایک ہاتھ عثمان کا ہے۔ اور دوسرا ہاتھ میرا اور میں خود عثمان کی طرف سے اپنے سے بیعت کرتا ہوں حضور کو یہ بھی علم غیب تھا آپ مکے میں شہید نہیں کیے گئے خود مرید خود مراد مصرع

خود کوزہ گر خود کوزہ خود گل کوزہ

وَعَنْ ثُمَامَةَ ابْنِ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ شَهِدْتُ الدَّارَ حِيْنَ اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ فَقَالَ اُنْشِدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُسْتَعْذَبُ غَيْرَ بِئْرِ رُوْمَةَ فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيْ بِئْرَ رُوْمَةَ يَجْعَلُ دَلْوَهٗ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ بِخَيْرٍ لَّهٗ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ وَاَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِيْ اَنْ اَشْرَبَ مِنْهَا حَتّٰى اَشْرَبَ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ فَقَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ اُنْشِدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِاَهْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّشْتَرِيْ بُقْعَةَ اٰلِ فُلَانٍ فَيَزِيْدُهَا فِي الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ لَّهٗ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ فَاَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِيْ اَنْ اُصَلِّيَ فِيْهَا رَكْعَتَيْنِ فَقَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اُنْشِدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ جَهَّزْتُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ مِنْ مَالِيْ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اُنْشِدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ

(۵۸۰۵) روایت ہے حضرت ثمامہ ابن حزن قشیری سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ میں دار کے دن حاضر تھا ۲؎ جب کہ ان پر حضرت عثمان نے جھانکا فرمایا میں تم کو اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے یہاں سوا رومہ کنویں کے میٹھا پانی نہ تھا ۳؎ تو فرمایا کہ کون رومہ کنواں خریدے اور اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈولوں کے ساتھ کردے بعوض جنت کی اس نعمت کے جو اس سے اچھی ہے ۴؎ تو اسے میں نے اپنے ذاتی مال سے خرید لیا ۵؎ اور تم آج مجھے اس کا پانی پینے سے روکتے ہو حتی کہ میں سمندر کا پانی پی رہا ہوں ۶؎ لوگ بولے ہاں ضرور پھر فرمایا کہ میں تم کو اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ مسجد نمازیوں پر تنگ ہوگئی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آل فلاں کا علاقہ کون خریدے گا کہ اسے مسجد میں بڑھادے جنت کی اس نعمت کی عوض جو اس سے بہتر ہے میں نے اسے اپنے ذاتی مال سے خرید لیا ۷؎ مگر تم آج مجھے اس میں دو رکعت پڑھنے سے روکتے ہو ۸؎ لوگ بولے ہاں ضرور انہوں نے فرمایا کہ میں تم کو اللہ تعالٰی اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے مال سے تنگی والے لشکر کو سامان دیا ۹؎ لوگ بولے ہاں ضرور فرمایا میں تم کو اللہ تعالٰی اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کیا

marfat.com

هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلٰى ثَبِيْرِ مَكَّةَ وَمَعَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَ اَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ حَتّٰى تَسَاقَطَتْ حِجَارَتُهٗ بِالْحَضِيْضِ فَرَكَضَهٗ بِرِجْلِهٖ قَالَ اسْكُنْ ثَبِيْرُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَانِ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ شَهِدُوْا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ اِنِّيْ شَهِيْدٌ ثَلٰثًا۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ)

تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ کے **ثبیر** پہاڑ پر تھے ۱۰۔ اور حضور کے ساتھ ابوبکر اور عمر اور میں تھا تو پہاڑ ہلا ۱۱۔ حتی کہ اس کے پتھر نیچے گر گئے ۱۲۔ تو اسے حضور نے اپنے پاؤں سے ایڑی ماری فرمایا اے **ثبیر** ٹھہر جا ۱۳۔ کہ تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں ۱۴۔ لوگ بولے ہاں ضرور ۱۵۔ آپ نے فرمایا اللہ اکبر قسم رب کعبہ کی انہوں نے گواہی دیدی میں شہید ہوں یہ تین بار کہا ۱۶۔ (ترمذی' نسائی' دار قطنی)

(۵۸۰۵) ۱۔ حضرت ثمامہ نے حضور انور کا زمانہ پایا۔ مگر دیدار نہ کر سکے اس لئے آپ تابعین میں سے ہیں۔ آپ نے حضرت عمر و عثمان عبداللہ ابن عمر' عائشہ صدیقہ' ابوالدرداء رضی اللہ عنہم کی زیارات کی ہیں۔ ۲۔ حضرت عثمان کے گھر شریف کا باغیوں نے محاصرہ کر لیا تھا۔ آپ اس گھر میں گھر گئے تھے باہر نہیں نکل سکتے تھے اس زمانہ کا نام یوم الدار ہے۔ آخر کار آپ اس زمانہ میں شہید کر دیئے گئے۔ ۳۔ حضرت عثمان غنی نے چھت پر چڑھ کر گھیر اڈالے ہوئے لوگوں کو آواز دی اور ان سے یہ کلام فرمایا رومہ اس کنوئیں کے مالک کا نام تھا جس سے عثمان غنی نے خریدا یہ مسجد قبلتین کے شمالی جانب واقع ہے۔ اس کا پانی بہت ہی میٹھا لذیذ اور ہلکا زود ہضم ہے۔ اب اسے بیر عثمان بھی کہتے ہیں اور بیر جنت بھی کیونکہ اس کنوئیں کی خرید پر حضرت عثمان سے جنت کا وعدہ فرمایا گیا فقیر نے اس کنوئیں کی زیارت کی ہے پانی پیا ہے۔ ۴۔ یعنی ایسا کون ہے جو یہ کنواں خرید کر وقف کر دے کہ خود بھی اس کا پانی استعمال کرے اور دوسرے لوگ بھی اس کی عوض اسے جنت کا حوض کوثر دیا جائے گا۔ خیال رہے کہ اوقاف بھی صدقہ ہوتے ہیں مگر ایسا کہ انہیں خود وقف کرنے والا بھی استعمال کر سکتا ہے جیسے کنواں' قبرستان' مسجد وغیرہ' اس لئے ارشاد ہوا کہ اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈول کے برابر کر دے۔ ۵۔ یہ کنواں ایک یہودی کا تھا وہ بہت مہنگا پانی فروخت کرتا تھا۔ اور مسلمانوں کو بہت تنگ کرتا تھا آپ نے پینتیس ہزار درہم میں یہ کنواں اس یہودی سے خریدا اور حضور سرکار عالی کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور میں یہ کنواں آپ کے ہاتھ کوثر کے عوض فروخت کرتا ہوں۔ حضور خرید کر وقف فرمادیں۔ حضور نے فرمایا میں نے خرید لیا اور وقف کر دیا۔ (مرقات) اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی تمام نعمتوں کے **بتملیک** الٰہی مالک و مختار ہیں جو نعمت جس کے ہاتھ چاہیں فروخت کر دیں رب تعالیٰ اس پر اعتراض نہیں فرماتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اب حوض کوثر عثمان غنی کی ملکیت ہے جو جنتی کوثر سے پئے گا وہ عثمان غنی کا پئے گا۔ اللہ نے ہم کو بیر رومہ کا پانی تو پلا دیا۔ اپنے فضل سے کوثر کا پانی بھی پلا دے۔ ۶۔ یعنی میں تمہارے محاصرہ کی وجہ سے کھاری کنوؤں کا پانی پی رہا ہوں۔ جن کا پانی سمندر کے پانی کی طرح کھاری ہے۔ (اشعہ و مرقات ولمعات) یہ مطلب نہیں کہ سمندر کا پانی پی رہا ہوں کہ سمندر مدینہ منورہ سے بہت دور ہے۔ ۷۔ مسجد نبوی شریف کی اصل زمین حضرت ابوبکر صدیق نے پچاس دینار کے عوض خریدی۔ اس پر مسجد اس طرح تعمیر ہوئی کہ کھجوروں کے ڈنڈ ستون بنائے گئے اور شاخیں گویا کڑیاں اور اس کے پتے چھت پھر چن کر محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی۔ مگر مسلمان برابر بڑھتے رہے۔ حتی کہ یہ مسجد تنگ ہو گئی۔ تب حضور انور نے یہ فرمایا۔ حضرت عثمان غنی نے پچیس ہزار درہم میں آس پاس کی متصل زمین خریدی اور مسجد میں شامل کر

marfat.com

دی- یہاں یہ واقعہ بیان ہو رہا ہے یہاں مرقات نے ایک عجیب واقعہ بیان فرمایا کہ حضور انور نے ایک مکہ والے سے کہا کہ تو اپنا مکان جو مسجد حرام سے متصل ہے جنت کے عوض میرے ہاتھ فروخت کردے تاکہ میں اسے مسجد حرام میں شامل کردوں اس نے انکار کردیا۔ حضرت عثمان اس کے گھر پہنچے اسے بیع پر راضی کرلیا دس ہزار اشرفیوں میں اس کا گھر خریدا۔ اور حضور انور سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا آپ وہ گھر جنت کی عوض مجھ سے خریدتے ہیں فرمایا ہاں آپ نے وہ گھر حضور کو دے دیا۔ حضور انور نے اسے مسجد حرام میں شامل فرمادیا۔ معلوم ہوا کہ مسجد کعبہ اور مسجد نبوی دونوں میں آپ کی زمین شامل ہے۔ (مرقات) حضور نے مسلمانوں کو گواہ بنایا۔ کہ میں عثمان کے لئے اس کی عوض جنت کے گھر کا ضامن ہوں۔ ۸۔ یعنی مسجد نبوی شریف کا وہ الحاقی حصہ جو میرے گھر سے بالکل متصل ہے تم مجھے اس میں بھی دو رکعت نہیں پڑھنے دیتے چہ جائیکہ ریاض الجنت یا منبر کے پاس نماز پڑھ سکوں آپ اس محاصرہ کے زمانہ میں مسجد نبوی شریف میں آنے کے لئے ترس گئے تھے ۹۔ غزوہ تبوک میں جانے والے لشکر اسلام کی سامان کی فہرست ابھی کچھ پہلے عرض کی گئی کہ آپ نے کل اونٹ نو سو پچاس گھوڑے پچاس اور کل دینار دس ہزار دیئے۔ لشکر کی تعداد میں اختلاف ہے۔ چالیس ستر ہزار یا ایک لاکھ معلوم ہوا کہ ضرورۃً اپنے نیک اعمال کا اعلان کرنا لوگوں سے ان کا اقرار کرانا جائز ہے تاکہ وہ ستانے سے باز آجائیں۔ ۱۰۔ ثبیر بروزن' زبیر ایک شخص کا نام تھا چونکہ وہ اس پہاڑ پر دفن کیا گیا تھا۔ اس لئے اس پہاڑ کا نام بھی ثبیر ہو گیا یہ مکہ معظمہ کا بہت بڑا پہاڑ ہے جو مکہ سے شروع ہو کر منی میں پہنچتا ہے دونوں جگہ سے نظر آتا ہے اس لئے بعض لوگوں نے اسے مکہ معظمہ کا پہاڑ کہا ہے بعض نے منی کا' دونوں قول درست ہیں جبل نور جس میں غار حرا واقع ہے اس مقابل کے ہے یہ پہاڑ ثبیر بھی گزرتا ہے (اشعہ' مرقات' لمعات) ۱۱۔ پہاڑ کیوں ہلا اس میں بہت قول ہیں قوی اور ظاہر تر قول یہ ہے کہ حضور انور کے قدم پڑنے سے اسے شوق و محبت میں وجد آگیا یہ حرکت اس کی وجدانی حالت تھی۔ ہوا چلتی ہے شاخیں ہلتی ہیں۔ حضور کے قدم پڑتے ہیں۔ پتھر اور پہاڑ ہلتے ہیں۔ قرآن کریم میں سارے صفات نور' ہدایت' شفا پہلے ہی سے تھی مگر حضور انور پر نازل ہونے سے اس میں مکی مدنی ہونے کی صفت پیدا ہوئی۔ اس میں درد سوز و گداز پیدا ہوا کہ لوگ اسے سن کر بغیر سمجھے ہوئے بھی تڑپتے ہیں۔ **تری اعینہم تفیض من الدمع** جیسے بیڑی جب کسی مشین سے چارج ہو جاوے تو اس میں پاور پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ حدیث حضرات صوفیاء کے وجدان کے حال آنے کی اصل ہے۔ ۱۲۔ پہاڑ کے نچلے حصے کو **حضیض** کہتے ہیں اونچی چوٹی کو ذروہ یعنی وہ پہاڑ ایسا زور سے ہلا کہ اس کے پتھر پہاڑ کے نیچے گر گئے۔ جو لوگ صوفیاء کے وجد پر اعتراض کرتے ہیں ان کے دل پتھر سے زیادہ سخت ہیں۔ **فهی کالحجارة اواشد قسوة** ۱۳۔ معلوم ہوا کہ پہاڑوں میں دانائی سمجھ (بوجھ) اور عشق رسول کی لگن ہے۔ اس لئے حضور انور نے اسے ایڑی بھی ماری اور اس سے کلام بھی کیا وہ اس خطاب سے ٹھہر بھی گیا۔ ۱۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی بلکہ نبیوں کے سردار حضرت ابو بکر صدیق' یعنی قول و فعل حال و قال کے سچے اور حضرت عمر و عثمان دونوں شہید' خیال رہے کہ یہاں شہید سے مراد حقیقی شہید ہے۔ یعنی نیزہ یا تلوار سے زخمی ہو کر وفات پانے والے ورنہ حکمی شہید تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں اور حضرت ابو بکر بھی کہ حضور انور نے خیبر والے زہر سے اور جناب ابو بکر نے غار ثور والے سانپ کے زہر سے وفات پائی۔ ان دونوں میں سے حضرت عمر شہید حقیقی ہیں مگر غیر فقہی اور حضرت عثمان شہید حقیقی بھی ہیں فقہی بھی۔ ۱۵۔ اللہم نعم کے معنی یہ ہیں کہ الہی ہم کو کوئی جواب بن نہیں پڑتا سوائے اقرار کے اور اس کے کہ ہم کہیں ہاں۔ ۱۶۔ یعنی اس حدیث کے مطابق میں شہید ہوں تو یقیناً میرا قاتل اور قاتل کے سارے مددگار ظالم خونخوار ہیں یہ حدیث تمہیں ظالم قرار دے رہی ہے میں حق پر ہوں

marfat.com

تم باطل پر'اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پہاڑ وغیرہ کو بھی حضور سے محبت ہے آپ ساری مخلوق کے محبوب ہیں کیوں نہ ہوں کہ خالق کے محبوب ہیں دوسرے یہ کہ حضور انور کو پتھروں کے دل کی خبر ہے تو انہیں ہمارے دلوں کی خبر کیسے نہ ہو گی ہمارے دکھ درد فراق کی جلن حضور سے مخفی نہیں۔ تیسرے یہ کہ پہاڑ وغیرہ حضور کی بات سمجھتے ہیں ورنہ آپ اس سے یہ کلام نہ فرماتے۔ چوتھے یہ کہ حضور انور کو سب کے انجام کی خبر ہے کہ کس طرح اور کس حال میں کس کی موت ہوگی کہ فرماتے ہیں ایک صدیق ہو کر اور دو شہید ہو کر وفات پائیں گے ایمان عرفان محبت رحمان عشق رسول میں دنیا سے جائیں گے اس سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کہتے ہیں حضور کو اپنی بھی خبر نہ تھی۔ پانچویں یہ کہ حضرت عثمان غنی قطعی یقینی شہید ہیں تو ان کے قاتل اور قاتل کے مددگار یقینی قطعی ظالم ہیں کہ شہید وہ ہی ہوتا ہے جو ظلماً" قتل کیا جاوے اسی طرح جو آج جناب عثمان کو برا کہتے ہیں وہ ظالم ہیں۔

وَعَنْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْفِتَنَ فَقَرَّبَهَا فَمَرَّ رَجُلٌ مُّقَنَّعٌ فِيْ ثَوْبٍ فَقَالَ هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى فَقُمْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَالَ فَاَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهٖ فَقُلْتُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ)

(۵۸۰۶) روایت ہے حضرت مرہ ابن کعب سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا جب کہ آپ نے فتنوں کا ذکر کیا اور انہیں بہت قریب بتایا ا، تو ایک شخص چادر پوش گزرا تو فرمایا کہ اس دن یہ ہدایت پر ہوگا ۲، میں اس شخص کی طرف اٹھا تو وہ عثمان ابن عفان تھے فرماتے ہیں کہ میں نے ان کا چہرہ حضور کے سامنے کیا اور کہا کہ کیا یہ فرمایا ہاں (ترمذی' ابن ماجہ) اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی۔

(۵۸۰۶) ا، یہاں فتنوں سے مراد وہ جنگ وجدال ہیں جو حضور انور کے بعد مسلمانوں میں ہونے والے تھے **قربھا** کے معنی یہ ہیں کہ فرمایا وہ فتنے قریب ہی ہونے والے ہیں۔ ۲، مقنع بنا ہے قناع سے معنی گھونگھٹ یعنی ایک صاحب چادر اوڑھے چادر میں اپنا منہ چھپائے ہوئے گزرے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عُثْمَانُ اِنَّهٗ لَعَلَّ اللّٰهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيْصًا فَاِنْ اَرَادُوْكَ عَلٰى خَلْعِهٖ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ فِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ طَوِيْلَةٌ)

(۵۸۰۷) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان ممکن ہے ا، کہ اللہ تعالٰی تم کو ایک قمیص پہنائے تو اگر لوگ تم سے اس کا اتار دینا چاہیں تو تم ان کی وجہ سے مت اتارنا ۲، (ترمذی' ابن ماجہ) ترمذی نے فرمایا کہ اس حدیث میں بڑا قصہ ہے ۳،

(۵۸۰۷) ا، سبحان اللہ کیسی تحقیق ہے کہ حضور انور کو ان کا چہرہ دکھا کر کہلوالیا کہ کیا یہ ہی اس دن ہدایت پر ہوں گے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ حضور انور کو دھوکا ہو گیا تھا آپ نے کسی اور کے لئے کہا تھا مگر وہ اتفاقاً" عثمان تھے آپ پہچان نہ سکے ہر زمانہ میں فاضل دیوبند موجود رہے ہیں یعنی حضور کے کمالات کے انکاری خیال رہے کہ اس حدیث کے راوی مرہ ابن کعب صحابی ہیں شام میں رہتے تھے ۵۵ھ پچپن میں اردن میں وفات پائی۔ ۲، یعنی اللہ تعالٰی آپ کو خلافت عطا فرمائے گا لوگ تم کو معزول کرنا چاہیں گے تم ان کے کہنے سے خلافت سے دست بردار نہ ہونا کیونکہ تم حق پر ہو گے وہ باطل پر اگر تم دست بردار ہو گئے تو لوگ شبہ کریں گے کہ شاید

marfat.com

تم حق پر تھے ہی نہیں نیز پھر یہ رواج پڑ جاوے گا کہ جس خلیفہ یا سلطان سے لوگ ناراض ہوئے اسے معزول کر دیا۔ اس سے ممالک اسلامیہ میں فساد پھیلے گا۔ حضور کے فرمان کے مطابق بالکل ایسا ہی ہوا کہ باغیوں نے آپ سے یہ ہی مطالبہ کیا کہ آپ خلافت سے الگ ہو جائیں آپ نے جام شہادت نوش فرما کر جان دے دی مگر خلافت سے علیحدگی قبول نہ کی یہ اس حکم پر عمل تھا۔ باغیوں سے جنگ بھی نہ کی تاکہ زمین مدینہ میری وجہ سے مسلمانوں کے خون سے رنگین نہ ہو جائے ۳۔ وہ قصہ یہ ہے کہ مصری لوگ حضرت عثمان کے عامل کی شکایت آپ کے پاس لائے اور اس کی معزولی اور محمد ابن ابوبکر کو عامل بنانے کا مطالبہ کیا آپ نے منظور کیا معزول نامہ لکھ کر انہیں دے دیا وہ چلے گئے کہ مصر کے راستہ میں مروان ابن حکم کی حرکت سے ایک واقعہ پیش آیا جس سے وہ سب پھر لوٹ آئے اور آپ سے مطالبہ کیا کہ مروان کو ہمارے حوالہ کرو آپ نے انکار کیا اس پر آپ کو بہت روز محصور رکھ کر شہید کر دیا۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون** اسلام میں یہ پہلا فتنہ واقع ہوا۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِتْنَةً فَقَالَ يُقْتَلُ هٰذَا فِيْهَا مَظْلُوْمًا لِعُثْمَانَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا۔

(۵۸۰۸) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا ا۔ تو جناب عثمان کے لئے فرمایا کہ یہ اس میں مظلوم قتل کئے جائیں گے ۲۔ (ترمذی) اور کہا کہ یہ حدیث اسناد میں حسن بھی ہے غریب بھی۔

(۵۸۰۸) ا۔ یعنی اسلام میں سب سے پہلے بڑے فتنہ کا ذکر فرمایا یہ فتنہ وہی ہے جو خلافت عثمانیہ میں واقع ہوا جسے فتنہ دار کہا جاتا ہے۔ جس میں حضرت عثمان اپنے گھر میں محصور کر کے شہید کئے گئے ۲۔ اس ارشاد عالی میں چند غیبی خبریں ہیں حضرت عثمان کی موت کی تاریخ آپ کی وفات کی جگہ آپ کی نوعیت کہ شہید ہو کر ہوگی آپ کا ایمان پر خاتمہ کیونکہ شہادت کے لئے اسلام پر موت ضروری ہے یہ ہے حضور انور کا علم غیب۔

وَعَنْ اَبِيْ سَهْلَةَ قَالَ قَالَ لِيْ عُثْمَانُ يَوْمَ الدَّارِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَهِدَ اِلَيَّ عَهْدًا وَاَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

(۵۸۰۹) روایت ہے ابو سہلہ سے ا۔ فرماتے ہیں کہ مجھے دار کے دن جناب عثمان نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد کیا ہے میں اس پر صابر ہوں ۲۔ (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی۔

(۵۸۰۹) ا۔ آپ کا نام سائب ابن خلاد ہے کنیت ابو سہلہ انصاری خزرجی ہیں صحابی ہیں ۹۱ھ میں وفات پائی۔ مگر بعض شارحین نے فرمایا کہ یہ ابو سہلہ حضرت عثمان غنی کے غلام ہیں اشعۃ اللمعات نے یہ ہی فرمایا اور یہ ابو سہلہ **تابعی** ہیں واللہ ورسولہ اعلم۔ ۲۔ اس عہد کا ذکر پہلے ہو چکا کہ اے عثمان رب تعالیٰ تم کو قمیص پہنائے گا تم سے لوگ اتروانا چاہیں گے تم اتارنا نہیں آپ فرما رہے ہیں کہ مجھے بھوکا پیاسا شہید ہو جانا منظور حضور انور کے حکم کی خلاف ورزی منظور نہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ — تیسری فصل

وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ

(۵۸۱۰) روایت ہے حضرت عثمان ابن عبداللہ ابن موہب سے

marfat.com

جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ مِصْرَ يُرِيْدُ حَجَّ الْبَيْتِ فَرَاٰى قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ مَنْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ قَالُوْا هٰؤُلَاءِ قُرَيْشٌ قَالَ فَمَنِ الشَّيْخُ فِيْهِمْ قَالُوْا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ اِنِّىْ سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِىْ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ اُحُدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّهٗ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَّلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّهٗ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ اُبَيِّنْ لَكَ اَمَّا فِرَارُهٗ يَوْمَ اُحُدٍ فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَاَمَّا تَغَيُّبُهٗ عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّهٗ كَانَتْ تَحْتَهٗ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهٗ وَاَمَّا تَغَيُّبُهٗ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ اَحَدٌ اَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهٗ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ اِلٰى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذِهٖ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهٖ وَقَالَ هٰذِهٖ لِعُثْمَانَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اِذْهَبْ بِهَا الْاٰنَ مَعَكَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ)

۱؎ فرماتے ہیں کہ ایک مصری آدمی بیت اللہ کے ارادے سے آیا تو اس نے ایک قوم کو بیٹھا ہوا دیکھا بولا یہ قوم کون ہے لوگوں نے کہا کہ یہ قریش ہیں بولا ان میں سردار کون ہے لوگ بولے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر ہیں ۲؎ وہ بولا اے ابن عمر میں آپ سے ایک چیز کے متعلق پوچھتا ہوں آپ مجھے خبر دیں ۳؎ کیا آپ جانتے ہیں کہ عثمان احد کے دن فرار ہو گئے تھے ۴؎ آپ نے فرمایا ہاں بولا کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ بدر سے غائب رہے تھے وہاں حاضر نہیں ہوئے تھے فرمایا ہاں بولا کیا آپ جانتے ہیں کہ بیعت الرضوان سے بھی غائب رہے ۵؎ اس میں حاضر نہ ہوئے فرمایا ہاں وہ بولا اللہ اکبر ۶؎ حضرت ابن عمر نے فرمایا آ میں تجھے بتاؤں ۷؎ احد کے دن آپ کے قدم اکھڑ جانا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے انہیں معاف فرمادیا ۸؎ رہا ان کا بدر سے غائب رہنا تو ان کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر رقیہ تھیں اور وہ تھیں بیمار ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو اس غازی کا ثواب اور حصہ ملے گا جو بدر میں حاضر ہوا ۹؎ رہا ان کا بیعت الرضوان سے غائب رہنا تو اگر کوئی اور شہر مکہ میں عثمان سے زیادہ بااثر ہوتا تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجتے ۱۰؎ حضور نے جناب عثمان کو وہاں بھیجا اور بیعت الرضوان ان کے جانے کے بعد ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے ۱۱؎ پھر اسے آپ نے دوسرے ہاتھ پر رکھا اور فرمایا کہ یہ بیعت عثمان کی ہے ۱۲؎ پھر حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ اب اسے تو اپنے ساتھ لیتا جا ۱۳؎ (بخاری)

(۵۸۱۰) ۱؎ آپ تابعی ہیں تیمی ہیں حضرت ابو ہریرہ عبداللہ ابن عمرو غیرہم صحابہ سے ملاقات ہے آپ سے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور سفیان ثوری وغیرہم نے روایات لیں۔ ۲؎ یہ مصری شخص کوئی خارجی دشمن حضرت عثمان تھا خیال رہے کہ مصریوں نے ہی حضرت عثمان کا گھر گھیرا تھا انہیں سے حضرت عثمان کی شہادت ہوئی یہ آدمی حج کرنے مکہ معظمہ آیا تھا ادھر سے حضرت عبداللہ ابن عمر اور بہت سے قرشی حضرات مدینہ منورہ سے حج کرنے مکہ معظمہ پہنچے ہوئے تھے کہ یہ اس جماعت کے پاس پہنچا۔ ۳؎ یعنی

marfat.com

آپ صحابی بھی ہیں حضرت عمر کے فرزند ارجمند بھی بڑے عالم بھی قرآن کریم کے ماہر بھی اور یہ واقعات جن کے متعلق میں پوچھنا چاہتا ہوں آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں ۴؎ اس مردود کا مقصد یہ تھا کہ حضرت عثمان احد کے دن غزوہ سے فرار ہو گئے تھے اور جہاد میں کفار کے مقابلہ سے بھاگنا بڑا گناہ ہے یہ گناہ حضرت عثمان نے کیا۔ ۵؎ یعنی غزوہ بدر اور بیعۃ الرضوان اللہ تعالیٰ کی بڑی ہی نعمتیں ہیں۔ ان دونوں سے حضرت عثمان محروم رہے کہ نہ بدر میں حاضر ہوئے نہ بیعۃ الرضوان میں۔ ۶؎ اس بدنصیب کا اللہ اکبر کہنا نہ تو اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کرنے کے لئے تھا نہ ذکر اللہ کے لئے بلکہ اپنی بے دینی پر خوشی کا اظہار کرنے کے لئے کہ ہم قتل عثمان میں حق بجانب ہیں ہم نے انہیں قتل کیا ٹھیک کیا یہ حمد الٰہی نہ تھی اپنے کفر کا اظہار تھا۔ معلوم ہوا کہ کبھی اللہ کا ذکر حرام بلکہ کبھی کفر بھی ہو جاتا ہے۔ اللہ کے ذکر کے لئے نیت خیر چاہیے۔ ۷؎ یعنی ابھی اللہ اکبر نہ کہہ خوشی نہ منا ان سب باتوں کے جواب بھی سنتا جا۔ ۸؎ آپ کا اشارہ اس آیت کریمہ کی طرف ہے **ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعن انما استزلھم الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنھم** حضرت عثمان ہی نہیں بلکہ سواء دس بارہ حضرات کے باقی سب کے قدم اکھڑ گئے تھے حالات ہی ایسے ہی ہو گئے تھے درہ والے حضرات کی غلطی سے درہ خالی رہ گیا کفار مکہ نے پیچھے سے حملہ کر دیا پیچھے کا حملہ بہت سنگین ہوتا ہے قدم اکھڑ گئے رب تعالیٰ نے خطا کی معافی کا اعلان قرآن کریم میں فرما دیا جس خطا کی معافی کا اعلان رب فرما دے وہ ہماری عمر بھر کی عبادات سے افضل ہے جن کی قبولیت کی کوئی خبر نہیں پھر اس پر طعن کرنا بے ایمانی ہے جیسے کوئی آدم علیہ السلام پر گندم کھانے کا طعن کرے وہ بے دین ہے۔ ۹؎ یعنی عثمان غنی غزوہ بدر سے غائب نہیں رہے وہ بدر میں تھے جہاد کر رہے تھے۔ مدینہ منورہ میں ان کا گھر ان کے لئے بدر کا میدان تھا اور اپنی زوجہ یعنی رقیہ بنت رسول اللہ کی خدمت ان کے لئے بدر کا جہاد تھا یہ ہے اس شہنشاہ کے اختیارات خداداد کہ عثمان غنی کے لئے مدینہ منورہ بلکہ حضرت عثمان کا گھر بدر بنا دیا اگر وہ چاہیں تو ہمارے لئے پاکستان کی زمین کو مدینہ بنا دیں۔

☆ بنا دو میرے سینہ کو مدینہ ☆ نکالو بحر غم سے یہ سفینہ ☆
☆ سینہ میں جو آ جاؤ بن آئے مرے دل کی ☆ سینہ تو مدینہ ہو دل اس کا ہو شیدائی ☆
☆ یہ دل ہو خدا کا گھر سینہ ہو ترا مسکن ☆ پھر طیبہ و کعبہ کی پہلو میں ہو یک جائی ☆

حضرت رقیہ اس مرض میں وفات پا گئیں عثمان غنی بہت ہی روئے حضور نے پوچھا عثمان کیوں روتے ہو عرض کیا میں حضور کی دامادی سے محروم ہو گیا فرمایا کہ مجھ سے جبریل امین نے فرمایا ہے کہ حکم رب العالمین یہ ہے کہ میں اپنی دوسری صاحبزادی ام کلثوم کا نکاح تم سے کر دوں بشرطیکہ وہ ہی مہر ہو جو رقیہ کا تھا اور تم اس سے وہ ہی سلوک کرو جو رقیہ سے کیا چنانچہ حضرت ام کلثوم کا نکاح آپ سے کر دیا دنیا میں ایسا کوئی نہیں جس کے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں آئی ہوں اس لئے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے یعنی دو نور والے معلوم ہوا کہ حضور بھی نور ہیں اور آپ کی اولاد بھی نور حضرت ام کلثوم کی وفات پر فرمایا کہ اگر میری ایک سو لڑکیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے تمہارے نکاح میں دے دیتا (مرقات) ۱۰؎ یعنی حضرت عثمان غنی کے کفار مکہ پر بہت احسانات تھے اور وہ لوگ اپنے محسن کا احترام کرتے تھے۔ اس لئے حضور انور نے ان کو اپنا نمائندہ بنا کر صلح کی بات چیت کرنے وہاں بھیجا اگر کوئی اور شخص ایسا بااثر ہوتا تو حضور اسے ہی بھیجتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور کو حضرت عثمان پر بہت ہی اعتماد تھا کہ اعتماد والے ہی کو اپنا نمائندہ بنایا جاتا ہے۔ آپ کی شہادت کی خبر پر ہی بیعت رضوان کا واقعہ پیش آیا۔ اس کے باعث آپ ہی ہیں۔ ۱۱؎ یعنی بیعت رضوان کے موقعہ پر

marfat.com

آپ موجود تھے ہی نہیں یہ بیعت مقام حدیبیہ میں ہو رہی تھی۔ اور حضرت عثمان اس وقت حضور انور کے بھیجے ہوئے مکہ معظمہ میں تھے۔ یہاں مرقات نے لکھا کہ حضرت عمر کو بھیجنے کی صلاح ہوئی تھی مگر آپ نے یہ ہی معذرت کی کہ مکہ والوں پر میرا کوئی احسان نہیں، جس کی وجہ سے وہ مجھ سے محبت کریں، عثمان کو بھیجا جائے۔ جب حضرت عثمان مکہ پہنچے تو اہل مکہ نے آپ کا استقبال کیا اور کہا کہ آپ عمرہ کرلیں آپ نے فرمایا **حاث انی اطوف فی غیبه** ناممکن ہے کہ میں کعبہ کا طواف بھی کروں حضور کی غیر موجودگی میں ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور کو خبر تھی کہ حضرت عثمان شہید نہیں کیے گئے وہ مکہ میں بخیریت ہیں ورنہ بیعت لینے کے کیا معنی یہ ہے حضور انور کا علم غیب ورنہ یہاں تو خبر اڑ چکی تھی کہ جناب عثمان شہید کر دیئے گئے۔ دیکھو مرقات یہی مقام۔ ۱۳۔ یعنی یہ جواب بھی اپنے گھر ساتھ لے جا۔ = خدا حسد سے بچائے حاسد صفات کو عیوب جانتا ہے۔ بیت الرضوان کا واقعہ حضرت عثمان کی انتہا درجہ کی فضیلت بتا رہا ہے وہ خارجی اسے آپ کے عیوب میں گن رہا ہے۔ سب کو شیطان گمراہ کرتا ہے۔ مگر شیطان کو حسد نے گمراہ کیا۔

وَعَنْ اَبِیْ سَهْلَةَ مَوْلٰی عُثْمَانَ قَالَ جَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُسِرُّ اِلٰی عُثْمَانَ وَلَوْنُ عُثْمَانَ یَتَغَیَّرُ فَلَمَّا کَانَ یَوْمُ الدَّارِ قُلْنَا اَلَا نُقَاتِلُ قَالَ لَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ اِلَیَّ اَمْرًا فَاَنَا صَابِرٌ نَفْسِیْ عَلَیْهِ۔

(۵۸۱۱) روایت ہے حضرت عثمان کے مولیٰ ابو **سہلہ** سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان سے کچھ چپکے سے کہنے لگے اور حضرت عثمان کا رنگ بدلنے لگا ۲؎ پھر جب دار والا دن آیا تو ہم نے کہا کہ کیا ہم جنگ نہ کریں فرمایا نہیں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عہد لیا ہے میں اس پر اپنے کو قائم رکھے ہوئے ہوں ۳؎۔

(۵۸۱۱) ۱؎ **ابوسہلہ** حضرت عثمان ابن عفان کے آزاد کردہ غلام تھے آپ کا نام اور آپ کے حالات معلوم نہ ہو سکے حضرت عثمان کے اس وقت مدینہ منورہ میں دو سو غلام موجود تھے ۲؎۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور نے شہادت عثمان کے ہر واقعہ کی حرف بہ حرف موبمو تفصیل وار خبر دے دی تھی یہ ہے حضور کا علم غیب ۳؎۔ یعنی مجھ سے حضور نے عہد لیا ہے کہ اس موقعہ پر صبر کروں قاتلوں کا مقابلہ نہ کروں خلافت نہ چھوڑوں اس عہد کی بنا پر حضرت عثمان نے نہ تو خود اپنا دفاع کیا نہ اپنے کسی غلام کو نہ کسی دوست کو جنگ کی اجازت دی ورنہ آپ کے اپنے اتنے غلام تھے کہ باقاعدہ باغیوں سے جنگ کر سکتے تھے آپ جانتے تھے کہ اب میری شہادت یقینی ہے میں زمین مدینہ کو خون سے کیوں رنگین کراؤں۔

وَعَنْ اَبِیْ حَبِیْبَةَ اَنَّهٗ دَخَلَ الدَّارَ وَعُثْمَانُ مَحْصُوْرٌ فِیْهَا وَاَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ یَسْتَاْذِنُ عُثْمَانَ فِی الْکَلَامِ فَاَذِنَ لَهٗ فَقَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّکُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِیْ فِتْنَةً وَّاخْتِلَافًا اَوْ قَالَ اخْتِلَافًا وَّفِتْنَةً

(۵۸۱۲) روایت ہے حضرت ابو حبیبہ سے ۱؎ کہ وہ حضرت عثمان کے گھر گئے جب عثمان اس میں محصور تھے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ کو سنا کہ وہ حضرت عثمان سے گفتگو کرنے کی اجازت مانگ رہے تھے ۲؎ آپ نے انہیں اجازت دے دی وہ کھڑے ہوئے ۳؎ اللہ کی حمد و ثنا کی پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تم میرے بعد فتنہ اور اختلاف دیکھو گے یا فرمایا کہ

marfat.com

فَقَالَ لَهٗ قَائِلٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ لَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْ مَا تَأْمُرُنَا بِهٖ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالْاَمِيْرِ وَاَصْحَابِهٖ وَهُوَ يُشِيْرُ اِلٰى عُثْمَانَ بِذٰلِكَ۔ (رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

اختلاف اور فتنہ ۴؎، تو لوگوں میں سے ہی کسی کہنے والے نے کہا کہ اس وقت ہمارا کون ہو گا یا اس وقت آپ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں فرمایا تم اس امیر کو اور اس کے ساتھیوں کو لازم پکڑنا اور آپ حضرت عثمان کی طرف اشارہ کرتے تھے ۵؎۔ (بیہقی دلائل النبوت)

(۵۸۱۲) ۱؎ آپ کا نام عمرو ابن نصیر ہے حازی ہیں ہمدانی ہیں **تابعی** ہیں۔ حضرت علی سے روایات لیتے ہیں ۲؎۔ یعنی ابو حبیبہ جب حضرت عثمان کے پاس حاضر ہوئے تو وہاں جناب ابو ہریرہ کو پایا کہ وہ آپ سے اجازت مانگ رہے تھے کہ مجھے اجازت دیجئے میں آپ کے متعلق ان محاصرہ کرنے والے باغیوں سے کچھ گفتگو اور فہمائش کروں کہ وہ اس حرکت سے باز آجائیں یا خود حضرت عثمان سے کچھ عرض معروض کرنے کی اجازت مانگ رہے تھے مگر پہلا احتمال زیادہ قوی ہے کیونکہ آپ سے اس وقت کلام کرنے کا کوئی فائدہ ہی نہ تھا ۳؎۔ حضرت ابو ہریرہ یا تو اس گھر کی چھت پر کھڑے ہوئے لوگوں سے خطاب کرنے کو یا ان باغیوں میں آکر کھڑے ہوئے بہرحال خطاب باغیوں ہی سے کیا۔ جہاں سے بھی کیا۔ ۴؎۔ یہ شک کسی اور راوی کو ہے حضرت ابو ہریرہ کو نہیں یعنی حضرت ابو ہریرہ نے فتنہ و اختلاف فرمایا یا اختلافاً" و فتنہ" فرمایا بہرحال اس اختلاف اور فتنہ سے مراد حضرت عثمان غنی کے زمانہ کا یہ فتنہ و اختلاف ہے جو آج موجود ہے۔ ۵؎۔ یعنی اس وقت حضرت عثمان خلیفہ برحق ہوں گے ان کے ساتھی حق پر ہوں گے تم سب کو امان عثمان کے دامن میں ملے گی تو اے باغیوں بغاوت سے باز آجاؤ۔ خیال رہے کہ ان صحابہ نے باغیوں کو فہمائش تو کی مگر کسی نے ان سے جنگ نہ کی جس کی وجہ ہم ابھی اوپر عرض کر چکے حضرت عثمان غنی نے قسمیں دے دے کر اپنے غلاموں اور دوستوں کو جنگ سے روکا خود جب شہید ہوئے تو بچاؤ کے لئے اپنا ہاتھ بھی نہ اٹھایا آپ سید العابدین ہیں حضور انور کے عہد پر قائم قاتل نے پہلے آپ کا ہاتھ کاٹا تو آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اسی ہاتھ نے قرآن لکھا تھا۔ آپ قرآن مجید پڑھ رہے تھے جب گردن کاٹی گئی تو خون کا پہلا قطرہ اس آیت پر گرا **فسیکفیکہم اللہ وھو السمیع العلیم** وہ قرآن اب بھی تاشقند میں موجود ہے جس پر خون عثمان کے دھبے ہیں اس کا فوٹو ہمارے صدر پاکستان محمد ایوب خان کو تاشقند والوں نے دیا ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ هٰٓؤُلَاۗءِ الثَّلٰثَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

ان تینوں کے فضائل

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

یعنی اس باب میں وہ حدیثیں پائی جائیں گی جن میں ان تینوں حضرات کے فضائل ہوں رضی اللہ عنہم۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ اُحُدًا وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ فَقَالَ اثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۸۱۳) روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق عمر و عثمان احد پر چڑھے تو وہ ان سب پر کانپا ۱؎ حضور نے اسے اپنے پاؤں سے مارا فرمایا اے احد ٹھہر جا کہ تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں ۲؎۔ (بخاری)

marfat.com

(۵۸۱۳) ا۔ یہ حضرات یا تو احد پہاڑ اور وہاں پر شہداء کے مزارات کی زیارت کرنے تشریف لے گئے تھے یا ویسے ہی سیر و سیاحت کے لئے چڑھے تھے پہاڑ خوشی پر وجد کرنے اور ہلنے لگا کہ آج مجھ پر ایسے قدم آئے معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بندے ولی ساری خلقت کے محبوب ہوتے ہیں ان کی تشریف آوری سے سب خوشیاں مناتے ہیں انہیں پتھر اور پہاڑ بھی جانتے ہیں۔ ۲۔ اس ترتیبِ ذکری سے معلوم ہوا کہ سب سے بڑا درجہ نبی کا پھر صدیق کا پھر شہید کا کیونکہ صدیق کا ذکر شہید سے پہلے ہوا قرآن مجید میں بھی اسی ترتیب سے ذکر ہے **من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین** یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سب کے انجام سے خبردار ہیں کہ فرمایا ان میں سے دو صحابہ شہید ہو کر وفات پا جائیں گے یہاں مرقات نے فرمایا کہ وجد والے صوفیا سے ضبط والے صوفی افضل ہوتے ہیں کہ حضور نے احد کو یہ ہی تلقین فرمائی کہ وجد نہ کر ضبط کر کسی نے حضرت جنید سے پوچھا کہ سماع کے وقت آپ کو وجد کیوں نہیں آتا تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی **وتری الجبال تحسبھا جامدۃ وھی تمر مر السحاب** (مرقات) یعنی ہم وہ پہاڑ ہیں جو بظاہر ٹھہرے معلوم ہوتے ہیں یہ باطن متحرک اسی قسم کا واقعہ جبل ثبیر جبل حراء پر بھی گزرا ہے حرا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر تھے وہ وجد میں آگیا تو فرمایا تجھ پر نبی۔ صدیق اور شہداء ہیں (مرقات)

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَائِطٍ مِّنْ حِیْطَانِ الْمَدِیْنَۃِ فَجَآءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ فَفَتَحْتُ لَہٗ فَاِذَا اَبُوْبَکْرٍ فَبَشَّرْتُہٗ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰہَ ثُمَّ جَآءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ فَفَتَحْتُ لَہٗ فَاِذَا عُمَرُ فَاَخْبَرْتُہٗ بِمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰہَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِیَ افْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ عَلٰی بَلْوٰی تُصِیْبُہٗ فَاِذَا عُثْمَانُ فَاَخْبَرْتُہٗ بِمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰہَ ثُمَّ قَالَ اللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

(۵۸۱۴) روایت ہے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں تھا ۱۔ کہ ایک صاحب آئے دروازہ کھولنے کو کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے لئے کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت دے دو ۲۔ وہ ابوبکر تھے میں نے انہیں حضور کے فرمان کی بشارت دے دی انہوں نے اللہ کا شکر کیا ۳۔ پھر اور صاحب آئے انہوں نے دروازہ کھلوایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے لئے بھی کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت دے دو ۴۔ میں نے کھولا تو وہ جناب عمر تھے میں نے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی خبر دی انہوں نے خدا کا شکر کیا پھر ایک اور صاحب نے دروازہ کھلوایا مجھ سے حضور نے فرمایا کہ ان کے لئے بھی کھول دو اور انہیں بھی جنت کی بشارت دو ایک مصیبت پر جو انہیں پہنچے گی ۵۔ میں نے انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی خبر دی انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور بولے اللہ مددگار ہے ۶۔ (مسلم بخاری)

(۵۸۱۴) ا۔ حائط دراصل دیوار کو کہتے ہیں پھر اس باغ کو کہہ دیتے ہیں جو چار دیواری سے گھرا ہو یہاں وہی مراد ہے اور حضرت ابو موسیٰ اس باغ کے دروازے پر حضور کے دربان بن بیٹھے تھے حضور وسط باغ میں جلوہ افروز تھے۔ ۲۔ حضرت ابوبکر صدیق نے دروازہ کھٹکھٹایا ابو موسیٰ اشعری نے عرض کیا یا رسول اللہ کوئی صاحب دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں۔ کیا کھول دوں تب یہ فرمایا معلوم ہوا

marfat.com

حضور انور نے نور نبوت سے یہ بھی دیکھ لیا کہ آنے والے جناب صدیق ہیں اور یہ بھی کہ وہ قطعی جنتی ہیں فرمایا دروازہ بھی کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت بھی دے دو۔ ۳؎ اس کا شکر کیا کہ اب میں رجسٹری شدہ جنتی ہو گیا کہ مالک جنت نے مجھے اپنی زبان سے جنتی فرمادیا صلی اللہ علیہ وسلم جسے حضور انور صرف مسلمان کہہ دیں اس کی تقدیر جاگ جاوے ۴؎ یہ ہے حضور انور کی شان بشری حضور انور کی بشارت و نذارت سن کر نہیں بلکہ دیکھ کر ہے جس درجہ کا جو جنتی ہے اس درجہ کی اسے بشارت ہے جنت کی بشارت میں حسن خاتمہ، قبر کے سوالات میں کامیابی حشر میں کامیابی، پل صراط پر خیریت سے گزرنا سب ہی آگیا کیونکہ جنت تو ان چیزوں کے بعد ملے گی اب ان حضرات کا دوزخی ہونا ایسا ہی ناممکن ہو گیا جیسے دو خدا ہونا بالکل ناممکن ہے کیونکہ ہم نے جس زبان سے اللہ کی وحدانیت سنی اسی زبان سے ان کا جنتی ہونا سنا حضور کی زبان وہ زبان ہے جس پر خود اللہ تعالٰی کلام فرماتا ہے ان کا ہر کلام وحی الٰہی **ان هو الاوحی یوحی** ان حضرات کو دوزخی ماننے والا ایسا ہی جہنمی ہے جیسے دو خدا ماننے والا ۵؎ یہاں علیٰ بمعنی مع ہے یعنی انہیں جنت کی بشارت دو مگر ایک مصیبت عظمٰی کے ساتھ خیال رہے کہ مومن کی تکلیف اور مصیبتیں بھی اللہ کی رحمتیں ہوتی ہیں اس لئے اس مصیبت کی بشارت دی گئی (مرقات) ۶؎ حضرت عثمان غنی نے دونوں چیزوں پر خدا کا شکر کیا مگر بلاوقفہ پھر اللہ سے مدد مانگی کہ مجھے صبر کی توفیق ملے خیال رہے کہ ایسے موقعہ پر دفعیہ کی دعا کرنا ممنوع ہے کہ اس میں ایک طرح کی بے صبری ہے۔ عبدیت کے اظہار کے لئے ہر وقت دعائیں مانگو مگر امتحان کے موقعہ پر دفعیہ کی دعا نہ کرو بلکہ صبر کر کے پاس ہونے کی کوشش کرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسین کی شہادت کی تفصیلی خبر دی تو فرمایا **اللھم اعط حسینی صبرا جمیلا واجرا جزیلا** خدایا میرے حسین کو صبر جمیل دے اور اجر جزیل یعنی بڑا ثواب دے دفعیہ کی دعا نہ کی بچہ کو امتحان سے بچاتے نہیں بلکہ محنت کرا کے کامیاب کراتے ہیں۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۸۱۵) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی شریف میں کہا کرتے تھے ابوبکر، عمر، عثمان، اللہ ان سے راضی رہے ۱؎ (ترمذی)

(۵۸۱۵) ۱؎ یعنی ہم حضور کی حیات شریف میں حضور کے سامنے ان تین صحابہ کو ایک ساتھ ذکر کرتے تھے اسی ترتیب کے ساتھ کہ پہلے حضرت ابوبکر صدیق کا نام پھر حضرت عمر کا پھر حضرت عثمان کا نام لیتے تھے ان کے مراتب میں بھی یہ ہی ترتیب ہے اور حضور انور ہماری یہ ترتیب سنتے اور خاموش رہتے تھے جس سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرِيَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ صَالِحٌ كَاَنَّ اَبَابَكْرٍ نِيْطَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنِيْطَ عُمَرُ بِاَبِيْ بَكْرٍ وَنِيْطَ عُثْمَانُ بِعُمَرَ قَالَ جَابِرٌ فَلَمَّا

(۵۸۱۶) روایت ہے حضرت جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج رات ایک نیک بندے کو خواب دکھایا گیا ۱؎ گویا ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیوستہ کئے گئے (جوڑے گئے) اور عمر ابوبکر کے ساتھ جوڑے گئے اور عثمان عمر کے

marfat.com

قُمْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْنَا اَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَمَّا نَوْطُ بَعْضِہِمْ بِبَعْضٍ فَہُمْ وُلَاۃُ الْاَمْرِ الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰہُ بِہٖ نَبِیَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ

ساتھ جوڑے گئے ۲؎ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھے تو ہم نے کہا کہ نیک بندے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۳؎ رہا ان کے بعض کا بعض سے جوڑا جانا یہ وہ خلفاء دین ہیں جس دین کے ساتھ اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ۴؎۔ (ابوداود)

(۵۸۱۶) ا؎ رجل صالح سے مراد خود حضور انور کی اپنی ذات بابرکات ہے خیال رہے کہ صالح یا بنا ہے صلح سے بمعنی نیکی یا صلاحیت سے بمعنی ہر کمال کی لیاقت و قابلیت یہاں دونوں معنی درست ہیں۔ پھر مومنین کی صالحیت اور قسم کی اولیاء اللہ کی اور قسم کی نبیوں کی اور قسم کی پھر حضور کی صالحیت اور ہی قسم کی ہے لفظ صالح ایک ہے مگر درجہ صالحیت میں زمین و آسمان کا فرق ہے حضرات انبیاء کرام نے دعا کی تھی "توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ بتاؤ یہاں صالح کے کیا معنی ہیں۔ جس کی دعا وہ حضرات مانگ رہے ہیں۔ ۲؎ یعنی ابوبکر صدیق کے ہاتھ میں میرا دامن پکڑایا گیا۔ اور جناب عمر کے ہاتھ میں صدیق اکبر کا اور حضرت عثمان کے ہاتھ میں فاروق اعظم کا دامن دیا گیا لہذا میرے بعد خلافت صدیقی ہے کہ وہ نبوت سے وابستہ ہے پھر خلافت فاروقی کہ وہ خلافت صدیقی سے وابستہ پھر خلافت عثمانی جو خلافت فاروقی سے وابستہ ہے ۳؎ خیال رہے کہ حضور انور کو رجل صالح کہہ کر پکارنا جائز نہیں کہ یہ القاب دوسروں کے لئے بھی بولے جاسکتے ہیں رب تعالٰی فرماتا ہے **لا تجعلو دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعض** حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے القاب سے پکارو جن سے کسی بادشاہ کو بھی نہ پکارو انہیں یا رسول اللہ یا نبی اللہ یا حبیب اللہ جیسے پیارے القاب سے پکارو۔ ۴؎ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف خواب سنائی تعبیر حضرات صحابہ نے خود دے لی معلوم ہوا کہ جب تعبیر بالکل ظاہر ہو تو اسے لوگوں کی فہم پر چھوڑ دینا بھی سنت رسول اللہ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

بَابُ مَنَاقِبِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

آپ کا نام علی بھی ہے اور حیدر بھی کرار آپ کا لقب ہے کنیت ابو الحسن اور ابو تراب ہے حیدر کے معنی ہیں شیر آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد ہیں انہوں نے اپنے والد کے نام پر آپ کا نام حیدر رکھا کرار کے معنی پلٹ پلٹ کر حملہ کرنے والا ابوطالب نے آپ کا نام علی رکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خطاب اسد اللہ دیا۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں اور حضور کے داماد اور حضور کی نسل کی اصل کہ حضور کی اولاد آپ ہی سے چلی حسنین کریمین کے والد ولایت کے

marfat.com

مرکز شریعت کے دریا ناپید اکنار آپ پنجتن پاک میں بھی داخل ہیں اور چار یار میں بھی ایک ہاتھ اس جماعت میں رکھتے ہیں دوسرا ہاتھ اس جماعت میں آپ کے گھر میں حضور کی پرورش ہوئی اور حضور نے آپ کو پرورش کیا غسل ولادت حضور نے جناب علی کو دیا اور غسل وفات حضرت علی نے حضور کو دیا۔ آپ آل عبا سے ہیں حضور کی امت میں قاسم ولایت آپ ہی ہیں ہر ولی کو آپ سے فیض ولایت ملتا ہے۔ غرضیکہ آپ کے فضائل ریت کے ذروں آسمان کے تاروں کی طرح بے شمار ہیں۔ مرقات نے فرمایا کہ آپ کے فضائل کی صحیح روایات دیگر صحابہ کے فضائل سے زیادہ ہیں کیونکہ آپ کے زمانہ میں خوارج نے آپ کے خلاف بہت بکواس کو تو اہل سنت نے آپ کے فضائل کی احادیث بہت تحقیق سے جمع کیں۔ اشعۃ اللمعات نے فرمایا کہ آپ کے فضائل میں روافض نے بہت احادیث گھڑ بھی لی ہیں۔

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ هٰرُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

(۵۸۱۷) روایت ہے حضرت سعد بن ابی وقاص سے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی سے فرمایا کہ تم مجھ سے اس درجہ میں ہو جو ہارون کو موسیٰ سے تھا۔ بجز اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ۲۔ (مسلم، بخاری)

(۵۸۱۷) ا۔ جب حضور غزوہ تبوک میں جانے لگے تو حضرت علی کو اہل مدینہ کی حفاظت پر اور حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم کو نماز کی جماعت کرانے پر مقرر فرمایا حضرت علی نے جہاد میں ساتھ جانے کی خواہش کی تو یہ فرمایا کہ جیسے موسیٰ علیہ السلام جب طور پر مناجات کے لئے گئے تو حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا نائب خلیفہ بنی اسرائیل میں چھوڑ گئے ایسے ہی میں تم کو اپنا نائب خلیفہ بنا کر مدینہ میں چھوڑتا ہوں اور خود جاتا ہوں۔ ۲۔ یعنی تم میں اور جناب ہارون علیہ السلام میں فرق یہ ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ بھی تھے اور نبی بھی تم میرے خلیفہ تو ہو مگر نبی نہیں کیونکہ مجھ پر نبوت ختم ہو چکی اب نہ تو میرے زمانہ میں کوئی نبی ہو نہ میرے بعد اس حدیث سے روافض یہ دلیل پکڑتے ہیں کہ حضرت علی حضور کے خلیفہ بلافصل ہیں ان میں اکثر تو کہتے ہیں کہ تمام صحابہ اس لئے کافر ہیں کہ انہوں نے حضرت علی کے ہوتے ہوئے اور کو خلیفہ مان لیا بعض روافض کا عقیدہ یہ ہے کہ خود حضرت علی بھی کافر ہیں کہ انہوں نے اپنی خلافت کے لئے صحابہ سے جنگ نہ کی بلکہ ان کی خلفاء کی بیعت کرلی (مرقات) یہ عقیدہ تو سارے روافض کا ہے کہ حضرت علی نے تقیہ کر کے دب کر ان خلفاء سے بیعت کی تھی نعوذ باللہ شیر نہ تقیہ کرتا ہے نہ دبتا ہے نہ مظلوم ہوتا ہے حضرت علی شیر تھے شعر:۔

☆ چوں علی شیر است و حق باشیر نر ☆ ظلم نتواں کرد بر شیر اے پسر ☆

روافض کا یہ استدلال بالکل غلط ہے اس لئے کہ یہاں اس وقتی خلافت کا ذکر ہے جو حضور کی غیر موجودگی میں حضرت علی کو عطا ہوئی واپسی پر ختم ہو گئی حضرت ہارون کے ساتھ مشابہت صرف اس عارضی وقتی خلافت میں ہے تشبیہ مطلق نہیں بلکہ تشبیہ مقید ہے ورنہ حضرت ہارون سگے بھائی تھے موسیٰ علیہ السلام کے حضرت علی چچازاد بھائی نیز حضرت ہارون عمر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑے تھے حضرت علی چھوٹے حضرت ہارون موسیٰ علیہ السلام سے چالیس سال پہلے وفات پا گئے تھے۔ حضرت علی بعد میں حیات رہے نیز حضور نے صرف حفاظت مدینہ کا حضرت علی کو خلیفہ کیا تھا نماز کا امام نہ بنایا تھا وہ تو ام مکتوم تھے رضی اللہ عنہ۔ لہٰذا خلافت بلافصل کو اس حدیث سے دور کا تعلق بھی نہیں۔

marfat.com

وَعَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَنْ لَا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۸۱۸) روایت ہے حضرت زربن حبیش سے فرماتے ہیں فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے اس کی قسم جس نے دانہ چیرا اور ہر جان کو پیدا کیا کہ مجھ سے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد فرمایا کہ مجھ سے محبت نہ کرے گا مگر مومن اور مجھ سے نہ بغض رکھے گا مگر منافق ا۔ (مسلم)

(۵۸۱۸) ا۔ حب علی ایمان کی نشانی ہے بغض علی نفاق کی علامت ہے مگر محبت سے مراد ہے سچی محبت نہ کہ محض دعوی کی محبت سچی محبت علی بفضلہ تعالیٰ اہل سنت کو حاصل ہے سچی محبت کی چند علامات ہیں ایک یہ کہ اعمال میں ان سرکار کی پیروی کرے ان کی مخالفت نہ کرے۔ حضرت علی کی ساری اولاد سارے دوستوں سے محبت کرے بغض صحابہ اور حب علی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے غضب تو دیکھو کہ حضرت علی کے دو بیٹوں سے محبت اور ان کے باقی بیٹوں' باقی بیٹیوں سے عداوت' ابوبکر' عثمان' ام کلثوم یہ سب اولاد علی ہیں ان کو گالیاں دیتے ہیں یہ محبت علی کیسی۔

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُونَ أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ قَالَ فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ فَأُتِيَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنَيْهِ فَبَرَأَ حَتّٰى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُونُوا مِثْلَنَا قَالَ انْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيهِ فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ۔

(۵۸۱۹) روایت ہے حضرت سہل ابن سعد سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا کہ کل میں یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا کہ جس کے ہاتھ اللہ تعالیٰ فتح دے گا ا۔ وہ اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ رسول اس سے محبت کرتے ہیں ۲۔ پھر جب لوگوں نے صبح پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سب حاضر ہوئے ہر ایک یہ آس لگائے کہ جھنڈا اسے دیا جاوے ۳۔ فرمایا علی ابن ابی طالب کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا آنکھوں کے بیمار ہیں فرمایا انہیں بلاؤ ۴۔ چنانچہ انہیں لایا گیا ۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب ان کی آنکھوں میں لگایا وہ ایسے اچھے ہو گئے گویا انہیں درد تھا ہی نہیں ۶۔ حضور نے انہیں جھنڈا دیا تو علی نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں ان سے جنگ کروں حتی کہ وہ ہماری مثل ہو جاویں ۷۔ فرمایا اپنے نرمی پر جاؤ حتی کہ ان کے میدان میں اترو پھر انہیں اسلام کی طرف بلاؤ اور انہیں اللہ کے ان حقوق کی خبر دو جو ان پر لازم ہیں اسلام میں ۸۔ خدا کی قسم اللہ تمہارے ذریعے ایک شخص کو ہدایت دے دے یہ تمہارے لئے اس سے اچھا ہے کہ تمہارے پاس سرخ اونٹ ہوں ۹۔ (مسلم

marfat.com

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَذُكِرَ حَدِيثُ الْبَرَاءِ قَالَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ فِي بَابِ بُلُوغِ الصَّغِيرِ)

بخاری) اور براء کی حدیث کہ حضور نے جناب علی سے فرمایا کہ تم مجھ سے قریب ہو میں تم سے بلوغ صغیر کے باب میں ذکر کردی گئی

ف

(۵۸۱۹) ا۔ یعنی تقدیر الٰہی یہ ہے کہ حضرت علی فاتح خیبر ہوں اور اس فتح کا سہرا ان کے سر رہے ورنہ اور صحابی بھی فتح کر سکتے تھے۔ جس پر حضور ہاتھ رکھ دیتے وہی ہی فتح کر لیتا انہیں صحابہ نے یرموک اور قادسیہ جیسی جنگیں فتح فرمائی ہیں۔ رضی اللہ عنھم۔ ۲۔ یعنی اللہ رسول اس کے ہاتھ پر خیبر فتح ہونا پسند کرتے ہیں اس فرمان عالی کا مطلب یہ نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو اللہ رسول کو پیارے ہیں باقی تمام صحابہ اور حضرت فاطمۃ زہرا حسنین کریمین خدا کو پیارے نہیں خدا تعالٰی ان سب سے ناراض ہے۔ نعوذ باللہ ۳۔ تمام صحابہ نے رات بھر صبح کا انتظار کیا کہ دیکھیں کس کی قسمت چمکتی ہے صبح کو تمام صحابہ اسی امید میں حضور انور کے سامنے پیش ہو گئے مگر یہ سعادت تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نصیب میں تھی چونکہ اس سعادت کے ملنے کی تمنا کرنا اس کا رات بھر انتظار کرنا بھی عبادت تھا اس لئے حضور نے صراحۃً حضرت علی کا نام نہیں لیا تاکہ سب لوگ انتظار اور تمنا کر کے ثواب پائیں۔ ۴۔ حضرت علی کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ اس لئے وہ فجر کی نماز میں حاضر نہ ہو سکے اپنے خیمہ میں رہے حضور انور نے بطور تعجب پوچھا کہ اس مبارک موقعہ پر علی کیوں نہیں یہ نہیں ہوا تھا کہ حضرت علی مدینہ منورہ میں تھے حضور نے پکارا اے علی میری مدد کو پہنچو میرا ساتھ صحابہ نے چھوڑ دیا آپ مدینہ سے اڑ کر خیبر پہنچے نعوذ باللہ یہ سب روافض کا بہتان ہے۔ ۵۔ یعنی آنکھوں میں اتنی تکلیف تھی کہ دوسرے صحابہ آپ کو پکڑ کر حضور تک لائے حضور نے آنکھوں کی تکلیف دیکھ کر لعاب دہن لگایا ۶۔ یہ ہے لعاب رسول کا معجزہ حضرت علی کی آنکھ کا سرمہ ہے حضرت عبداللہ ابن عتیک کی ٹوٹی ہڈی کا سریش ہے کھاری کنویں میں پڑے میٹھا کر دے خشک کنویں میں پڑے اس میں پانی پیدا کر دے غرضیکہ معجزات کا مجموعہ ہے اشعۃ اللمعات میں ہے کہ اس کے بعد آپ کی آنکھوں میں کبھی کوئی تکلیف نہ ہوئی خیال رہے کہ حضور انور کو یہ خبر تھی کہ خلافت حیدری میں اسلامی فتوحات نہ ہوں گی خانہ جنگی رہے گی اس لئے فتح خیبر کے لئے آپ کو چنا گیا۔ تاکہ تاقیامت خیبر کا ہر ذرہ آپ کی شجاعت کے خطبے پڑھے۔ **شعر:۔**

☆ اللہ تری شوکت تری صولت کا کیا کہنا ☆ کہ خطبہ پڑھ رہا ہے آج تک خیبر کا ہر ذرہ ☆

۷۔ یعنی کیا میں اہل خیبر کو جبراً مسلمان بناؤں کہ وہ یا مسلمان ہو جائیں یا قتل کر دیئے جائیں خیبر کے عام باشندے یہودی تھے ۸۔ یعنی ان پر یکدم حملہ مت کرو بلکہ پہلے انہیں مسلمان ہو جانے کی رغبت دو اسلام پر مجبور نہ کرو ۹۔ یعنی ایک کافر کو مسلمان بنانا دنیا کی بڑی دولت سے بھی بہتر ہے بلکہ کافر کو قتل کرنے سے بہتر ہے کہ اسے رغبت دے کر مسلمان کر لیا جاوے کہ اس سے اس کی ساری نسل مسلمان ہو گی یہاں مرقات نے فرمایا کہ پہلے دن حضور نے حضرت ابو بکر صدیق کی سرکردگی میں لشکر بھیجا سخت جنگ ہوئی مگر کامیابی نہ ہوئی دوسرے دن حضرت عمر کی سرکردگی میں لشکر بھیجا اس دن بہت گھمسان کا رن پڑا مگر خیبر فتح نہیں ہوا تیسرے دن فتح کی بشارت دی اور حضرت علی کی سرکردگی میں لشکر بھیجا آپ کے ایک ہاتھ پر خیبر فتح ہوا (مرقات) حضور کے غلام ابو رافع فرماتے ہیں کہ اس دن حضرت علی کے ساتھ خیبر کی جنگ میں میں تھا آپ کے ہاتھ میں ڈھال تھی دوسرے میں تلوار یہود خیبر قلعہ سے نکل آئے سخت جنگ ہوئی ایک یہودی نے آپ کے ایک ہاتھ پر کوئی چیز ماری جس سے ڈھال گر گئی آپ نے قلعہ کا دروازہ اٹھا لیا۔ اور اسے ڈھال کی طرح استعمال فرمایا خیبر فتح فرمانے کے بعد اسے رکھا ہم سات آدمیوں نے اسے اٹھانا چاہا تھا جن میں میں بھی تھا۔ مگر ساتوں

marfat.com

کے زور سے وہ ہل نہ سکا یہ ہے طاقت حیدری (مرقات) شعر:۔

☆ شیر شمشیر زن شاہ خیبر شکن ☆ پر تو دست قدرت پہ لاکھوں سلام ☆

اسے امام احمد نے باب مناقب' میں روایت کیا حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضرت علی نے دروازہ خیبر اکھیڑا اور مسلمانوں کو اس پر سے اتار دیا خیبر فتح ہوگیا۔ بعد میں چالیس آدمیوں نے اسے اٹھانا چاہا نہ اٹھا سکے بعض روایات میں ہے ستر صحابہ نہ اٹھا سکے حاکم نے اربعین میں حضرت علی سے روایت کی کہ جب سے حضور کا لعاب میری آنکھ میں لگا میری آنکھیں دکھنے نہ آئیں۔ احمد نے حضرت عبدالرحمٰن ابن ۔علی سے روایت کی کہ حضرت علی گرم کپڑے گرمیوں میں اور ٹھنڈے کپڑے سردی میں پہنتے تھے میں نے اس کی وجہ پوچھی آپ نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھ میں لعاب لگایا تو ساتھ میں یہ دعا دی الٰہی علی سے ٹھنڈک اور گرمی دور کردے اس دن سے مجھے نہ سردی لگتی ہے اور نہ گرمی (مرقات) ۱۰۔ اور اس کی شرح بھی وہاں ہی ہو چکی کہ علی مجھ سے قریب ہیں میں علی سے قریب ہوں اس کا مطلب وہ نہیں جو روافض کرتے ہیں کہ علی مجھ سے پیدا ہوئے اور علی کے نور سے میں پیدا ہوا نعوذ باللہ یا علی میرے جسم کا ٹکڑا ہیں اور میں علی کے جسم کا ٹکڑا ہوں۔ ورنہ دور لازم ہوگا نیز اس صورت میں حضرت علیؓ کا نکاح جناب فاطمہ زہرا سے درست نہ ہوتا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ — دوسری فصل

وَعَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَیْنٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ وَھُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ. (رواہ التِّرْمِذِیُّ)

وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ (رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ)

(۵۸۲۰) روایت ہے حضرت عمران ابن حصین سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہیں میں علی سے ہوں اور وہ ہر مومن کے ولی ہیں ۱۔ روایت ہے حضرت زید ابن ارقم سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں ۲۔ (احمد' ترمذی)

(۵۸۲۰) ا۔ یہاں ولی ۔بمعنی خلیفہ نہیں بلکہ ۔بمعنی دوست یا ۔بمعنی مددگار ہے جیسے رب فرماتا ہے **انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا** وہاں بھی ولی ۔بمعنی مددگار ہے اس فرمان سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مصیبت میں علی مدد کہنا جائز ہے کیونکہ حضرت علی ہر مومن کے مددگار ہیں تاقیامت' دوسرے یہ کہ آپ کو مولیٰ علی کہنا جائز ہے کہ آپ ہر مسلمان کے ولی اور مولیٰ ہیں۔ ۲۔ یہاں بھی مولیٰ ۔بمعنی خلیفہ نہیں بلکہ ۔بمعنی دوست ہے جسے حضور سے محبت ہے اسے حضرت علی سے محبت ہونی ضروری ہے اگر مولیٰ ۔بمعنی خلیفہ ہو تو بتاؤ کہ حضور انور کس کے خلیفہ تھے او جو لوگ حضور کے زمانہ میں شہید یا فوت ہوئے ان کے علی خلیفہ کیسے ہوئے ہاں آپ محبوب' مددگار' دوست ہر مومن کے ہیں۔

وَعَنْ حُبْشِیِّ بْنِ جُنَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلِیٌّ مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ وَلَا یُؤَدِّیْ عَنِّیْ اِلَّا اَنَا اَوْ عَلِیٌّ.

(۵۸۲۱) روایت ہے حضرت حبشی ابن جنادہ سے ۱۔ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علی مجھ سے ہیں میں علی سے ہوں ۲۔ اور میری طرف سے پیغام نہ دے گا مگر میں یا علی ۳۔

marfat.com

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاہُ اَحْمَدُ عَنْ اَبِیْ جُنَادَۃَ)

(ترمذی) اور احمد نے ابو جنادہ سے روایت کی۔

(۵۸۲۱) ا۔ آپ صحابی ہیں حضور کو حجۃ الوداع میں آپ نے دیکھا اہل کوفہ سے ہیں (مرقات، اشعہ) ۲۔ امام احمد نے مناقب میں ابو رافع سے روایت کی کہ جب غزوہ احد میں حضور کو کفار نے گھیر لیا ان میں سے بعض جھنڈے لئے ہوئے تھے حضرت علی نے ان جھنڈے والوں کو قتل کردیا حضرت جبریل نے حضور سے عرض کیا کہ علی نے حق ادا کردیا حضور نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں تو حضرت جبریل نے کہا کہ میں آپ دونوں سے ہوں (مرقات) ۳۔ یہ فرمان عالی اس وقت کا ہے جب فتح مکہ کے بعد حج کا موسم آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق کو چند احکام کا اعلان فرمانے مکہ معظمہ بھیجا جن میں یہ بھی تھا کہ اب کوئی مشرک مکہ معظمہ نہ آئے کوئی ننگا طواف نہ کرے اور اس زمانہ میں صلح یا پیغام یا صلح کا خاتمہ کرنا ہوتا تو یا تو حاکم خود اعلان کرتا تھا یا حاکم کا قریبی رشتہ دار اس لئے حضور انور نے بعد میں خیال فرمایا کہ کفار عرب حضرت ابو بکر صدیق کی زبان سے یہ اعلان قبول نہ کریں گے اس لئے حضور نے پیچھے سے حضرت علی کو بھیجا کہ وہ سورہ توبہ کا اعلان فرمادیں۔ حضرت علی راستہ میں ہی حضرت صدیق کو مل گئے۔ صدیق اکبر نے پوچھا کہ اے علی تم امیر بن کر آئے ہو یا مامور فرمایا نہیں بلکہ مامور بن کر آیا ہوں تب حضور نے فرمایا تھا کہ میں علی سے قریب ہوں علی مجھ سے قریب ہیں میری طرف سے علی ہی صلح وغیرہ کی گفتگو لوگوں سے کرسکتے ہیں یؤدی کے معنی ہیں ادا پیغام کرسکتے ہیں خیال رہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر وہاں نقض صلح یا صلح کی گفتگو کرنے حضرت عثمان کو نہ بھیجا گیا صلح نامہ تو خود حضور انور نے اس میدان میں لکھوایا تھا لہٰذا حدیث پر اعتراض نہیں کہ وہاں حضرت عثمان کو کیوں بھیجا علی کو کیوں نہ بھیجا۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اٰخٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ فَجَآءَ عَلِيٌّ تَدْمَعُ عَيْنَاهُ فَقَالَ اٰخَيْتَ بَيْنَ اَصْحَابِكَ وَلَمْ تُؤَاخِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اَحَدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ اَخِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔
(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ)

(۵۸۲۲) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے درمیان بھائی چارہ کرایا ا۔ تو علی آئے ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں عرض کیا کہ آپ نے اپنا صحابہ میں بھائی چارہ کرادیا مجھے کسی کا بھائی نہ بنایا ۲۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دین و دنیا میں میرے بھائی ہو ۳۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے غریب بھی۔

(۵۸۲۲) ا۔ اس طرح کہ مہاجرین کو انصار کا بھائی قرار دیا کہ فلاں مہاجر فلاں انصاری کا بھائی اور فلاں فلاں کا کہ ہر ایک دوسرے کے مال میں برابر کا حصہ دار ہے اور بعد وفات ایک دوسرے کا وارث بعد میں یہ حکم آیت میراث سے منسوخ ہوگیا انصار نے اپنا آدھا مال بخوشی اپنے مہاجر بھائی کو دیدیا ایسی بے مثال مہمانداری آسمان نے کبھی نہ دیکھی تھی ۲۔ یا رسول اللہ آپ نے مجھے کسی انصاری کا بھائی نہ بنایا میں بے یار و مددگار رہ گیا ۳۔ یعنی تم رشتہ میں بھی میرے چچا زاد بھائی ہو اور اب اس عقد مواخات میں بھی تم کو اپنا بھائی بنایا اور دنیا و آخرت میں اپنا بھائی بنایا۔ سبحان اللہ، مگر خیال رہے کہ اس کے باوجود کبھی حضرت علی نے حضور کو بھائی کہہ کر نہ پکارا جب پکارا تو یا رسول اللہ کہہ کر پھر کسی ایرے غیرے کو بھائی کہنے کا حق کیسے ہوسکتا ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

(۵۸۲۳) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی

marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَيْرٌ فَقَالَ اللّٰهُمَّ ائْتِنِي بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ يَأْكُلُ مَعِي هٰذَا الطَّيْرَ فَجَاءَهُ عَلِيٌّ فَأَكَلَ مَعَهُ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ)

اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چڑیا تھی ا۔ تو فرمایا الٰہی میرے پاس ایسے شخص کو لا جو ساری مخلوق سے تجھے پسند ہو کہ میرے ساتھ یہ چڑیا کھائے ۲۔ تو ان کے پاس علی آئے آپ کے ساتھ کھائی (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے ۳۔

(۵۸۲۳) ا۔ یعنی بھنی ہوئی بٹیریا کوئی اور ایک انصاری بی بی نے بھون کر بطور ہدیہ آپ کی خدمت میں بھیجی تھی۔ (مرقات) ۲۔ باحب خلقک میں ب . بمعنی من ہے یعنی جو جماعت تجھے بہت محبوب ہے ان میں سے ایک کو بھیج دے اور واقعی حضرت علی اس جماعت میں تھے یا یہ مطلب ہے کہ جس کا میرے ساتھ یہ چڑیا کھانا مجھے بہت پسند ہو اسے میرے پاس بھیج دے بہر حال اس کا مطلب یہ نہیں کہ جناب علی خدا کو محبوب تھے اور کوئی نہ تھا ورنہ لازم آوے گا کہ حضرات فاطمہ زہرا بلکہ خود حضور اور حسنین کریمین بھی خدا کے محبوب بندے نہ ہوں نعوذ باللہ خیال رہے کہ محبوبیت بہت قسم کی ہے ازواج اور قسم کی محبوبہ ہیں زہرا دوسری قسم کی محبوبہ۔ حضرت حسنین اور طرح کے محبوب علی مرتضیٰ اور طرح کے محبوب۔ ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور طرح کے محبوب ازواج، اولاد، دوست ان سب سے محبت ہوتی ہے مگر مختلف قسم کی ایک قسم کی محبت میں حضرت علی سب سے زیادہ ہیں دوسری قسم کی محبت میں حضرت ابوبکر صدیق یا عائشہ صدیقہ سب سے زیادہ محبوب ہیں لہٰذا تمام احادیث برحق ہیں ۳۔ ابن جوزی نے کہا کہ یہ حدیث موضوع ہے مگر حق یہ ہے کہ موضوع نہیں یہ حدیث بہت اسنادوں سے مروی جو سب ضعیف ہیں تعدد اسناد سے حدیث ضعیف بھی قوی ہو جاتی ہے اور فضائل میں حدیث ضعیف بھی معتبر ہے (مرقات)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِي وَإِذَا سَكَتُّ ابْتَدَأَنِي (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ۔

(۵۸۲۴) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگتا تھا تو آپ مجھے عطا فرماتے تھے ا۔ اور جب میں خاموش ہوتا تو آپ مجھ سے کلام کی ابتداء فرماتے ۲۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۵۸۲۴) ا۔ اگر سوال سے مراد ہے کچھ پوچھنا تو عطا سے مراد ہے جواب دینا اور اگر سوال سے مراد ہے کچھ مانگنا تو عطا سے مراد ہے عطا فرمانا دونوں احتمال درست ہیں خیال رہے کہ کسی اور سے مانگنا باعث شرم ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا باعث فخر ہے ہمارا ہاتھ دست سوال ہے حضور کے سامنے پھیلنے کے لئے حضور کا ہاتھ دست عطا ہے ہمارے پھیلے ہوئے ہاتھوں کو بھرنے کے لئے۔ ۲۔ اس جملہ کے بھی دو مطلب ہیں جب میں خاموش رہتا کچھ نہ پوچھتا نہ بولتا تو حضور انور خود مجھ سے کلام کی ابتدا فرماتے تاکہ میں بولوں دوسرے یہ کہ اگر میں کچھ نہ مانگتا تو حضور خود بغیر مانگے مجھے عطا فرماتے حضور بن مانگے دینے والے داتا ہیں صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی اس واقعہ سے اپنا قرب رسول بیان فرما رہے ہیں کہ مجھے اس بارگاہ میں بہت قرب تھا کیوں نہ ہو تاکہ علی نے آغوش رسول میں پرورش پائی تھی۔ رضی اللہ عنہ۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ)

(۵۸۲۵) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں علم کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ

marfat.com

وَقَالَ رَوٰى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ شَرِيْكٍ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الثِّقَاتِ غَيْرَ شَرِيْكٍ۔

ہیں ا۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے اور فرمایا کہ بعض محدثین نے یہ حدیث شریک سے روایت کی ہے اور اس میں صنا بحی کا ذکر نہ کیا اور ہم یہ حدیث سوائے شریک کے کسی ثقہ سے نہیں پہچانتے ۲۔

(۵۸۲۵) ا۔ یعنی جیسے گھر کی جو چیز ملتی ہے دروازہ سے ملتی ہے ایسے ہی میرے علم سے جو کچھ جسے ملے گا علی کے ذریعہ ملے گا۔ خیال رہے کہ حضور کے علوم بہت ہیں اور ان علوم کے بہت دروازے ہیں حضرت علی ولایت اور قضا کے دروازہ ہیں کہ فرمایا **واقضاھم علی۔** حضرت ابی ابن کعب علم تجوید یعنی قرات کے دروازے ہیں کہ فرمایا **انه اقراء کم** اور حضرت زید ابن ثابت علم فرائض کے دروازہ ہیں کہ فرمایا **انه افرضکم** اور حضرت معاذ ابن جبل علم حلال و حرام کے دروازہ ہیں کہ **ھو اعلمکم بالحلال والحرام** حضور کے علوم جنت سے زیادہ وسیع ہیں جب جنت کے دروازہ آٹھ ہیں **لھا ثمانية ابواب** تو نہ معلوم حضور کے علم کے کتنے دروازے ہیں جن میں سے ایک حضرت علی بھی ہیں ہر صحابی حضور کے کسی فیض کا دروازہ ہیں فرمایا **اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم** (مرقات) صوفیاء فرماتے ہیں کہ علم ولایت کے حضرت علی قاسم ہیں ہم نے عرض کیا ہے شعر:-

☆ ہو چشتی قادری یا سہروردی نقشبندی ہوں ☆ ولایت کا انہی کے ہاتھ سے سب کو ملا ٹکڑا ☆

غرضیکہ یہاں حصر کا کوئی لفظ نہیں کہ صرف علی دروازہ ہیں اور دوسرا نہیں بعض روایات میں ہے کہ میں علم کا شہر ہوں ابوبکر اس کی بنیاد ہیں عمر اس کی دیوار عثمان اس کی چھت اور علی دروازہ ہیں اسے مرقات نے بحوالہ کتاب الفردوس نقل فرمایا اسی جگہ غرض کہ اگر علم سے مراد علم طریقت ہے تو صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس کا دروازہ ہیں اور اگر علم شریعت مراد ہے تو حضرت علی دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں۔ ۲۔ اس حدیث کی اصل ابی الصلب عبد السلام ابن صالح حروی سے ہے یہ شخص شیعہ تھا مگر غالی نہ تھا اس سے دیگر صحابہ کرام کے مناقب کی روایات مروی ہیں بعض محدثین نے اسے موضوع کہا بعض نے ضعیف مگر حق یہ ہے کہ یہ حدیث حسن ہے (از مرقات و اشعۃ اللمعات)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا يَوْمَ الطَّائِفِ فَانْتَجَاهُ فَقَالَ النَّاسُ لَقَدْ طَالَ نَجْوَاهُ مَعَ ابْنِ عَمِّهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا انْتَجَيْتُهٗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ انْتَجَاهُ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۸۲۶) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے دن حضرت علی کو بلایا ان سے سرگوشی کی ا۔ تو لوگوں نے کہا کہ حضور کی سرگوشی اپنے چچا زادے کے ساتھ بہت دراز ہوئی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان سے میں نے سرگوشی نہیں کی لیکن اللہ نے سرگوشی کی ۲۔

(ترمذی)

(۵۸۲۶) ا۔ غزوہ طائف ۷ھ میں ہوا ہے فتح مکہ سے متصل یعنی فتح طائف کے دن حضور انور نے حضرت علی سے بہت دراز سرگوشی فرمائی لوگوں نے اس دراز سرگوشی پر تعجب کیا (اشعہ) یا مطلب یہ ہے کہ جب حضور نے حضرت علی کو طائف بھیجا

marfat.com

(مرقات) ۲۔ اس عبارت کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ مجھے رب تعالیٰ نے علی سے سرگوشی کرنے انہیں راز بتانے کا حکم دیا ہے میں اس کے حکم سے یہ عمل کر رہا ہوں دوسرے یہ کہ میری سرگوشی درحقیقت رب تعالیٰ کی سرگوشی ہے کہ میں فنافی اللہ ہوں میرا ہر کام گویا رب کی طرف سے ہے اس کی طرف منسوب ہے فرماتا ہے **وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی اعلیٰ حضرت** نے خوب فرمایا **شعر**:-

☆ سنگریزہ می زند دست جناب ☆ مارمیت از رمیت آید خطاب ☆
☆ تاابد گر شرح این معضل کنم ☆ جز تحیر ہیچ نبود حاصلم! ☆

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ یَا عَلِیُّ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ یُّجْنِبُ فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ غَیْرِیْ وَغَیْرُکَ قَالَ عَلِیُّ ابْنُ الْمُنْذِرِ فَقُلْتُ لِضِرَارِ ابْنِ صُرَدٍ مَا مَعْنٰی ھٰذَا الْحَدِیْثِ قَالَ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ یَّسْتَطْرِقُہٗ جُنُبًا غَیْرِیْ وَغَیْرُکَ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ)

(۵۸۲۷) روایت ہے حضرت ابو سعید سے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا اے علی میرے اور تمہارے سوا کسی کو جائز نہیں کہ اس مسجد سے جنبی ہو کر گزرے ا۔ علی ابن منذر کہتے ہیں کہ میں نے ضرار ابن صراد سے کہا کہ اس حدیث کے معنی کیا ہیں فرمایا یہ مطلب ہے کہ میرے اور تمہارے سواء کسی کو حلال نہیں کہ جنابت میں مسجد کو راستہ بنائے ۲۔ (ترمذی) اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے غریب ہے۔

(۵۸۲۷) ا۔ یہ حدیث اپنے ظاہری معنی میں نہیں ہے یہ مطلب نہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مسجد میں جنبی ہونے کی اجازت ہے بلکہ بحالت جنابت مسجد میں سے گزرنے کی اجازت دی گئی مطلب وہ ہے جو آگے آ رہا ہے ۲۔ اس فرمان کا مقصد یہ ہے کہ کسی کے گھر کا دروازہ مسجد کی طرف نہ ہو تاکہ اسے مسجد میں گزرنا پڑے سوائے حضرت علی کے کہ ان کے گھر کا دروازہ مسجد میں ہو سکتا ہے وہ مسجد میں گزریں اگرچہ بحالت جنابت ہوں یہ حکم حضور کی حیات شریف میں تھا وفات کے قریب فرمایا کہ جس کا دروازہ مسجد میں ہو وہ بند کر دیا جاوے سوائے ابوبکر کے دروازہ کے کہ وہ کھلا رہے **لا یبقین خوختہ** آخر میں ہے **الا خوخۃ ابی بکر** اس کی تحقیق پہلے ہو چکی ہے۔ خیال رہے کہ دوسری مسجدوں میں سے گزرنا بحالت جنابت احناف کے یہاں منع ہے شوافع کے ہاں جائز ہے **الا عابری سبیل** مگر مسجد نبوی شریف میں سے بحالت جنابت گزرنا سب کے نزدیک حرام ہے سواء حضرت علی اور حضرت ابوبکر صدیق کے اب بھی حضرت صدیق کے گھر کا دروازہ مسجد نبوی میں ہے جسے اب باب ابوبکر الصدیق میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

وَعَنْ اُمِّ عَطِیَّۃَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَیْشًا فِیْھِمْ عَلِیٌّ قَالَتْ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ رَافِعٌ یَدَیْہِ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ لَا تُمِتْنِیْ حَتّٰی تُرِیَنِیْ عَلِیًّا۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۸۲۸) روایت ہے حضرت ام عطیہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا جن میں جناب علی تھے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا حالانکہ آپ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے الٰہی مجھے موت نہ دینا حتی کہ تو مجھے علی کو دکھا دے ۲۔ (ترمذی)

marfat.com

(۵۸۲۸) ا۔ آپ کا نام شریف نصیبہ بنت کعب یا بنت حارث ہے انصاریہ ہیں اکثر جہادوں میں جاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں ۲۔ حضور صلی اللہ علیہ سلم نے یہ دعایا تو حضرت علی کو بھیجتے وقت مانگی یا جب حضرت علی چلے گئے تب مانگی یا جب اس لشکر کی واپسی کی خبر پہنچی تب مانگی بہرحال اس دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو حضرت علی سے انتہائی محبت تھی ان کی غیر موجودگی بہت شاق تھی (مرقات وغیرہ)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُحِبُّ عَلِیًّا مُّنَافِقٌ وَّلَا یُبْغِضُہٗ مُؤْمِنٌ (رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ) وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ اِسْنَادًا وَعَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ۔ (رَوَاہُ اَحْمَدُ)

(۵۸۲۹) روایت ہے حضرت ام سلمہ سے فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علی سے منافق محبت نہیں کرتا اور ان سے مومن بغض نہیں رکھتا ا۔ (احمد، ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث اسناد سے غریب ہے روایت ہے انہیں سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے علی کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا ۲۔ (احمد)

(۵۸۲۹) ا۔ سبحان اللہ حضرت علی ایمان کی کسوٹی ہیں جو اپنے ایمان کی تحقیق کرنا چاہے کہ میں مومن ہوں یا منافق وہ اپنے دل کی گہرائیوں میں غور کرے کہ مجھے ان سرکار سے کتنی محبت ہے خیال رہے کہ یہاں محبت علی کا ذکر ہے نہ کہ صرف دعویٰ محبت علی کا محض دعویٰ محبت کرنا اور ہر طرح ان سرکار کی مخالفت کرنا درحقیقت حضرت علی سے عداوت ہے بعض لوگ بے نماز، بھنگی، چرسی، اولاد علی کو حضرات صحابہ کو جو حضرت علی کے دوست ہیں انہیں گالیاں دیتے ہیں وہ محبان علی نہیں دشمنان علی ہیں رب فرماتا ہے **ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی** اطاعت علی بڑی چیز ہے اللہ وہ نصیب کرے۔ ۲۔ اس کے دو مطلب ہوسکتے ہیں ایک یہ کہ جو کوئی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نسبی خاندان کی گالی دے وہ درحقیقت اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دیتا ہے کیونکہ حضور بھی حضرت علی کے خاندان میں شامل ہیں یہ خالص کفر ہے دوسرے یہ کہ جو انہیں عناد سے برا کہے وہ درحقیقت مجھے برا کہتا ہے کیونکہ میں اور وہ گویا ایک ہی ہیں ان کی تعظیم میری تعظیم ہے ان سے عداوت مجھ سے عداوت ہے خیال رہے کہ کبھی کسی صحابی نے حضرت علیؓ سے نہ عداوت رکھی نہ انہیں برا کہا ان میں اختلاف رہے ان سے مخالفت یا عداوت نہ تھی یہ اختلاف ایسے ہی تھے جیسے حضرات برادران یوسف علیہ السلام کی مخالفت یوسف علیہ السلام سے یا جیسے حضرت سارہ کا حضرت ہاجرہ سے اختلاف کہ یہ نہ کفر ہے نہ فسق بلکہ اختلاف رائے ہے یہ حدیث بہت طریقوں سے مروی ہے چنانچہ امام احمد نے عروہ ابن زبیر سے روایت کی کہ ایک شخص نے حضرت عمر کے سامنے حضرت علی کی کچھ برائی کی تو حضرت عمر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ کیا تم اس قبر کے مکین کو جانتے ہو اس میں محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب جلوہ گر ہیں تم جب بھی علی کا ذکر کرو تو خیر سے کرنا اگر تم ان کی اہانت کی تو سمجھو کہ تم نے حضور کو ستایا (مرقات)

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

(۵۸۳۰) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول

marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْكَ مَثَلٌ مِّنْ عِيْسٰى اَبْغَضَتْهُ الْيَهُوْدُ حَتّٰى بَهَتُوْا اُمَّهٗ وَاَحَبَّتْهُ النَّصَارٰى حَتّٰى اَنْزَلُوْهُ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِيْ لَيْسَتْ لَهٗ ثُمَّ قَالَ يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ يُقَرِّظُنِيْ بِمَا لَيْسَ فِيَّ وَمُبْغِضٌ يَحْمِلُهٗ شَنَاٰنِيْ عَلٰى اَنْ يَبْهَتَنِيْ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں حضرت عیسیٰ کی مثال ہے ا۔ جن سے یہود نے بغض رکھا حتی کہ ان کی ماں کو تہمت لگائی ۲۔ اور ان سے عیسائیوں نے محبت کی حتی کہ انہیں اس درجہ میں پہنچادیا جو ان کا نہ تھا ۳۔ پھر فرمایا میرے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے محبت میں افراط کرنے والے مجھے ان صفات سے بڑھائیں گے جو مجھ میں نہیں ہیں ۴۔ اور بغض کرنے والے جن کا بغض اس پر ابھارے گا مجھے بہتان لگائیں گے ۵۔ (احمد)

(۵۸۳۰) ا۔ سبحان اللہ جو زبان حق ترجمان سے نکلا وہ ہو کے رہا۔ آج یہ نظارہ ہو رہا ہے روافض حب علی کے دعویٰ میں حد سے آگے نکل گئے۔ خوارج بغض علی میں حد سے آگے نکل گئے۔ ان شاء اللہ اہل سنت کا بیڑا پار ہے۔ الحمد للہ ہمارے ایک ہاتھ میں جناب علی کا دامن ہے دوسرے ہاتھ میں حضرت صدیق و فاروق کا ہم **بفضلہ** تعالیٰ اہل بیت کی کشتی میں سوار ہیں اور صحابہ کرام سے ہدایت لے رہے ہیں جو امت کے لئے ہدایت کے تارے ہیں۔ ۲۔ چنانچہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت تو کیا آپ کی عظمت و شرافت ہی کا انکار کردیا جناب مریم کے دامن پاک میں زنا کا دھبہ لگادیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دھبہ دھویا۔ قرآن کریم نے ان کی عصمت و عظمت کے خطبے ارشاد فرمائے رضی اللہ عنہا۔ ۳۔ چنانچہ بعض عیسائیوں نے آپ کو خدا کہہ دیا۔ بعض نے آپ کو خدا کا بیٹا کہا بعض نے تیسرا خدا غرض کہ عبدیت سے نکال کر الوہیت میں داخل کر دیا۔ ۴۔ چنانچہ بعض روافض حضرت علی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل کہتے ہیں ان کا شعر ہے۔

☆ علی کو مصطفیٰ سے میں تو افضل کہہ نہیں سکتا ☆ مگر اپنے سے بہتر دیکھ کر داماد کرتے ہیں ☆

بعض روافض آپ کو خدا کہتے ہیں۔ یہ نصیری فرقہ کا مذہب ہے عام شیعہ پر پڑھا کرتے ہیں۔

☆ دکھا دو یا علی جلوہ نصیری کے خدا تم ہو ☆ یہ آنکھیں طالب دیدار ہیں حاجت روا تم ہو ☆

☆ لوگ بے وجہ نصیری کو برا کہتے ہیں ☆ کچھ تو دیکھا ہے علی میں جو خدا کہتے ہیں ☆

۵۔ حضرت علی کے اس فرمان میں محبت کو افراط سے مقید کیا کیونکہ محبت علی اصل ایمان ہے ہاں محبت میں ناجائز افراط برا ہے مگر عداوت علی اصل ہی سے حرام بلکہ کبھی کفر ہے اس لئے شنان یعنی عداوت کو بغیر قید بیان فرمایا بڑا ہی فصیح و بلیغ فرمان ہے۔

وَعَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ وَزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ بِغَدِيْرِ خُمٍّ اَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَفْسِهٖ قَالُوْا بَلٰى فَقَالَ اللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ

(۵۸۳۱) روایت ہے حضرت براء ابن عازب اور زید ابن ارقم سے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خم تالاب پر اترے ا۔ تو جناب علی کا ہاتھ پکڑا فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں مومنوں سے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہوں سب نے کہا ہاں فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مسلمان کا والی ہوں اس کی جان سے زیادہ ۲۔ لوگ بولے ہاں تو فرمایا الٰہی جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ

marfat.com

اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ فَلَقِيَهٗ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهٗ هَنِيْئًا يَا ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ اَصْبَحْتَ وَاَمْسَيْتَ مَوْلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَ مُؤْمِنَةٍ۔

(رَوَاهُ اَحْمَدُ)

(دوست) ہیں ۳؎ الٰہی جو ان سے محبت کرے تو اس سے محبت کر اور جو ان سے دشمنی کرے تو اس کا دشمن رہ ۴؎ جناب علی سے اس کے بعد حضرت عمر ملے بولے اے ابو طالب کے فرزند مبارک ہو کہ تم نے صبح سویرا پایا اس طرح کہ تم ہر مومن مرد و عورت کے مولیٰ ہو ۵؎ (احمد)

(۵۸۳۱) ۱؎ غدیر بمعنی تالاب خم ایک جگہ ہے جحفہ منزل سے تین میل دور یہ واقعہ حجۃ الوداع سے واپسی پر ہوا بعض لوگ سمجھے کہ یہ واقعہ حج کو جاتے ہوئے ہوا اس وقت حضرت علی یمن میں تھے وہاں موجود ہی نہ تھے اس وہم سے انہوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں مگر یہ ان کی غلط فہمی ہے واپسی پر یہ واقعہ ہوا ہے اس وقت جناب علی ساتھ تھے۔ ۲؎ **اولی من انفسهم** میں عموم مراد ہے اور یہاں اولیٰ من نفسہ میں خصوصی حکم مراد ہے اس فرمان عالی میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے النبی اولی بالمومنین من انفسهم ۳؎ مولیٰ کے بہت معنی ہیں۔ دوست 'مددگار' آزاد شدہ غلام' آزاد کرنے والا مولیٰ۔ اس کے معنی خلیفہ یا بادشاہ نہیں۔ یہاں بمعنی دوست محبوب ہے یا بمعنی مددگار اور واقعی حضرت علی مسلمانوں کے دوست بھی ہیں مددگار بھی اس لئے آپ کو مولیٰ علی کہتے ہیں رب فرماتا ہے **فالله مولاه وجبريل وصالح المومنين** شیعہ کہتے ہیں کہ مولا بمعنی خلیفہ ہے اور اس حدیث سے لازم ہے کہ بجز حضرت علی کے خلیفہ کوئی نہیں آپ خلیفہ بلافصل ہیں مگر یہ غلط ہے چند وجہ سے ایک یہ کہ مولیٰ بمعنی خلیفہ یا بمعنی اولی بالخلافہ کبھی نہیں آتا بتاؤ اللہ تعالیٰ اور حضرت جبریل کس کے خلیفہ ہیں حالانکہ قران مجید میں انہیں مولیٰ فرمایا **فالله مولاه وجبريل** دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے خلیفہ نہیں پھر **من كنت مولاه** کے کیا معنی ہوں گے تیسرے یہ کہ حضرت علی حضور کی موجودگی میں خلیفہ نہ تھے حالانکہ حضور نے اپنی شریف میں یہ فرمایا پھر مولیٰ بمعنی خلیفہ کیسے ہو گا۔ چوتھے یہ کہ اگر مان لو کہ مولیٰ بمعنی خلیفہ ہی ہو تو بھی بلافصل خلافت کیسے ثابت ہوگی واقعی آپ خلیفہ ہیں مگر اپنے موقعہ اپنے وقت میں۔ پانچویں یہ کہ اگر یہاں مولیٰ بمعنی خلیفہ ہوتا تو جب سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار سے حضرت صدیق اکبر نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے **الخلافة فی القريش** خلافت قریشی میں ہے تم لوگ چونکہ قریش نہیں لہٰذا تم امیر نہیں بن سکتے وزیر بن سکتے ہو اس وقت حضرت علیؓ نے یہ واقعہ لوگوں کو یاد کیوں نہ کرا دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو مجھے خلافت دے گئے میرے سوا کوئی خلیفہ نہیں ہو سکتا بلکہ آپ خاموش رہے اور تینوں خلفاء کے ہاتھ پر باری باری بیعت کرتے رہے معلوم ہوا کہ آپ کی نظر میں بھی یہاں مولیٰ بمعنی خلیفہ نہ تھا چھٹے یہ کہ حضور کے مرض وفات میں حضرت عباس نے جناب علی سے کہا کہ چلو حضور سے خلافت اپنے لئے لے لو حضرت علی نے انکار کیا کہ میں نہیں مانگوں گا ورنہ حضور مجھے ہرگز نہ دیں گے (اشعہ و کتب احادیث) اگر یہاں مولیٰ بمعنی خلیفہ تھا تو یہ مشورہ کیسا ساتویں یہ کہ خلافت کے لئے روافض کے پاس نص قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت چاہیے یہ حدیث نہ تو قطعی الثبوت ہے کہ حدیث واحد ہے نہ قطعی الدلالت کہ مولیٰ کے بہت معنی ہیں اور مولیٰ بمعنی خلیفہ کہیں نہیں آتا۔ ۴؎ معلوم ہوا کہ جو حضرت علی کا دشمن ہے خدا تعالیٰ اس کا دشمن ہے صحابہ کرام کا آپس میں اختلاف رائے تھا دشمنی نہ تھی وہ تو **رحماء بينهم** تھے ابھی اس کی تحقیق گزر گئی اختلاف' مخالفت' دشمنی' میں بڑا فرق ہے ۵؎ یعنی اے علی تم کو اللہ نے

marfat.com

بڑی شان بخشی تمہاری محبت و الفت ایمان کی کسوٹی ہے تمہارا دشمن کافر ہے تمہارا محب مومن بشرطیکہ محبت صحیح ہو۔

وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ خَطَبَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فَاطِمَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا صَغِيْرَةٌ ثُمَّ خَطَبَهَا عَلِيٌّ فَزَوَّجَهَا مِنْهُ۔ (رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

(۵۸۳۲) روایت ہے حضرت بریدہ سے فرماتے ہیں کہ جناب ابوبکر و عمر نے حضرت فاطمہ کا پیغام دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ چھوٹی ہے ا۔ پھر ان کا پیغام جناب علی نے دیا حضور نے ان کا نکاح علی سے کر دیا ۲۔ (نسائی)

(۵۸۳۲) ا۔ یعنی تم دونوں کی عمریں بہت زیادہ ہیں اور فاطمہ بچی ہیں عمری مناسبت نہیں ہے دوسری وجہ یہ تھی ابھی جناب فاطمہ کے نکاح کے متعلق وحی الٰہی نہیں آئی تھی یہ نکاح وحی پر موقوف تھا جیساکہ دوسری روایت میں ہے (از مرقات) اس جواب سے معلوم ہوا کہ اگر حضرت ابوبکر یا عمر کی عمریں جناب فاطمہ سے مناسب ہوتیں تو ان سے نکاح کر دیا جاتا آخر رقیہ و ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان سے اور بی بی زینب کا نکاح ابوالعاص سے ہوا نکاح کے وقت جناب فاطمہ کی عمر سترہ سال اور حضرت علی کی عمر بائیس سال تھی اور حضرت ابوبکر و عمر کی عمریں بہت زیادہ تھیں ۲۔ اس نکاح کا پورا واقعہ یہاں مرقات میں تحریر ہے ہم نے بھی اپنی کتاب اسلامی زندگی میں نظم میں لکھا ہے۔ جب جناب فاطمہ کی عمر پندرہ سال ہوئی تب حضرت علی نے کسی ذریعہ سے پیغام نکاح دیا حضور نے فرمایا کہ مجھے رب نے یہ ہی حکم دیا ہے کہ فاطمہ کا نکاح علی سے کر دوں۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِسَدِّ الْاَبْوَابِ اِلَّا بَابَ عَلِيٍّ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۵۸۳۳) روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا سواء حضرت علی کے دروازے کے ا۔ (ترمذی)

(۵۸۳۳) ا۔ یعنی جن صحابہ کے گھروں کے دروازے مسجد نبوی میں تھے ان تمام دروازوں کے بند کر دینے کا حکم دیا سواء حضرت علی کے دروازے کے کہ وہ مسجد میں ہی رہا اس کی پوری بحث باب مناقب ابوبکر میں گزر چکی حضرت ابوبکر صدیق کا دروازہ بھی مسجد نبوی میں رکھا گیا حضرت صدیق اکبر کا دروازہ مسجد میں رہنا مسلم بخاری کی روایت سے ثابت ہے جیساکہ باب مناقب ابی اکبر الصدیق میں گزر گیا۔

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَتْ لِيْ مَنْزِلَةٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَكُنْ لِاَحَدٍ مِنَ الْخَلَائِقِ اٰتِيْهِ بِاَعْلَى سَحَرٍ فَاَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَاِنْ تَنَحْنَحَ انْصَرَفْتُ اِلٰى اَهْلِيْ وَاِلَّا دَخَلْتُ عَلَيْهِ۔ (رَوَاهُ النَّسَائِيُّ)

(۵۸۳۴) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ قرب و منزلت تھی جو مخلوق میں کسی کو نہ تھی ا۔ میں آپ کی خدمت میں سویرے تڑکے آتا تھا عرض کرتا تھا آپ پر سلام اے اللہ کے نبی ۲۔ تو اگر آپ کھکار دیتے تو میں اپنے گھر لوٹ جاتا ورنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ۳۔ (نسائی)

(۵۸۳۴) ا۔ واقعی حضرت علی کو بعض قرب حضور سے وہ حاصل ہے جو کسی بشر بلکہ کسی مخلوق کو حاصل نہیں آپ حضور کے چچا کے بیٹے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے گھر میں اور آپ نے حضور کی آغوش میں پرورش پائی ہے۔ جناب

marfat.com

فاطمہ کے خاوند ہیں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل کی اصل ہیں آپ ساری مخلوق میں منفرد ہیں۔ ۲۔ یعنی میں نماز فجر سے پہلے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آتا تو اجازت داخلہ کے لئے سلام کرتا تھا یہ سلام تحیت نہ تھا بلکہ سلام استیذان تھا۔ اجازت مانگنے کا سلام ۳۔ یعنی مجھ کو صریحی اجازت کی ضرورت نہ تھی مجھے حاضری کی اجازت عامہ مل چکی تھی حضور انور کا جواب سلام نہ دینا میرے لئے اجازت ہوتی تھی اس سے معلوم ہوا کہ اجازت لینے کے واسطے جو سلام ہو اس کا جواب دینا واجب نہیں سلام تحیت کا جواب دینا واجب ہے (از مرقات) سلام بہت قسم کے ہیں۔ سلام تحیت، سلام رخصت، سلام کرم، سلام غضب، سلام متارکہ وغیرہ ان سب کے احکام جداگانہ ہیں۔

وَعَنْهُ قَالَ كُنْتُ شَاكِيًا فَمَرَّ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ اَجَلِيْ قَدْ حَضَرَ فَاَرِحْنِيْ وَاِنْ كَانَ مُتَاَخِّرًا فَارْفَغْنِيْ وَاِنْ كَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ قُلْتَ فَاَعَادَ عَلَيْهِ مَا قَالَ فَضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَافِهٖ اَوِ اشْفِهٖ شَكَّ الرَّاوِيْ قَالَ فَمَا اشْتَكَيْتُ وَجْعِيْ بَعْدُ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

(۵۸۳۵) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ میں بیمار تھا تو مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے میں کہہ رہا تھا کہ الٰہی اگر میری موت آ گئی ہے تو اب مجھے چین دے اور اگر ابھی دیر ہے تو مجھے صحت دے اور اگر امتحان ہے تو مجھے صبر دے ۱ ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے کیا کہا انہوں نے دوبارہ آپ پر پیش کر دیا جو کہا تھا۔ حضور نے اپنے پاؤں سے ان کو ٹھوکر لگائی ۲ ۔ اور فرمایا الٰہی انہیں عافیت دے' انہیں شفا دے راوی کو شک ہے فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ بیماری نہ ہوئی ۳ ۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی۔

(۵۸۳۵) ۱ ۔ سبحان اللہ عجیب و غریب دعا ہے جس میں مرض کے ہر پہلو پر دعا کی گئی ہے راحت دینے سے مراد موت دے دینا کہ مومن کی موت بھی راحت ہوتی ہے کہ موت کے ذریعہ مومن دنیا کی آفات و تکالیف سے نجات پا جاتا ہے ارفع بنا ہے رفع سے بمعنی وسعت عیش اس سے مراد ہے صحت اور تندرستی کیونکہ زندگی کی بہار تندرستی سے ہے ۲ ۔ معلوم ہوا کہ حضور کے قدم شریف میں شفا ہے آپ کی ٹھوکروں سے بیمار اچھے ہوتے ہیں بعض صوفیاء بیمار کو ٹھوکر لگاتے ہیں اس عمل کی اصل یہ حدیث ہے شعر:۔

☆ سنگریزوں نے حیات ابدی پائی ہے ☆ ٹھوکروں میں ترے اعجاز مسیحائی ہے ☆

۳ ۔ یعنی اس ٹھوکر شریف کے بعد مجھے یہ بیماری کبھی نہ ہوئی دوسری بیماریاں ہوئی ہوں تو ہوئی ہوں سبحان اللہ حضور کے قدم سے صرف صحت ہی نہیں ہوتی بلکہ تندرست رہنے کی گارنٹی بھی ہوتی ہے۔

marfat.com

بَابُ مَنَاقِبِ الْعَشَرَةِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ - دس صحابہ کے فضائل رضی اللہ عنہم

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ پہلی فصل

یہ دس حضرات وہ مبارک جماعت ہے جسے خصوصی طور پر جنتی ہونے کی بشارت دی گئی ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا **شعر**:-

☆ وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا ☆ اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام ☆

وہ دس حضرات یہ ہیں جن کے نام شریف ان دو شعروں میں ہیں۔ **شعر**:-

☆ دہ یار بہشتی اند قطعی ☆ ابوبکر و عمرؓ علی و عثمان ☆

☆ سعد است و سعید و بوعبیدہ ☆ طلحہؓ زبیرؓ عبدالرحمان! ☆

یعنی ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی حیدر کرار، طلحہ، زبیر ابن عوام، سعد ابن ابی وقاص، عبدالرحمٰن ابن عوف، ابوعبیدہ ابن جراح، سعید ابن زید، یہ تمام حضرات قرشی ہیں ان کے بڑے درجے ہیں۔ (از اشعۃ اللمعات)

وَعَنْ عُمَرَ قَالَ مَا اَحَدٌ اَحَقَّ بِهٰذَا الْاَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ(۱) فَسَمّٰى عَلِيًّا وَعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ(۲)

(۵۸۳۶) روایت ہے حضرت عمر سے فرمایا کہ اس خلافت کا زیادہ حقدار اس جماعت سے کوئی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حالانکہ حضور ان سے راضی تھے ۱؎ تو حضرت علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمان کا نام لیا ۲؎۔ (بخاری)

(۵۸۳۶) ۱؎ عربی میں نفر، تین سے دس تک کی جماعت کو کہتے ہیں حضور کے راضی ہونے سے مراد اعلیٰ درجہ کی رضا و خوشی ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام صحابہ تمام اہل بیت سے راضی تھے یہاں مرقات نے فرمایا کہ اس فرمان فاروقی سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کو خلیفہ کرسکتے ہیں دیکھو اس وقت حضرت عثمان و علی سب سے افضل تھے مگر جناب عمر نے اور حضرات کا نام بھی خلافت کے لئے لیا دوسرے یہ کہ خلافت چند طرح سے ہو سکتی ہے نمبر ۱ خلیفہ خود کسی کو اپنا جانشین کردے جیسے حضرت صدیق نے عمر فاروق کو کیا نمبر ۲ مجلس شوریٰ کسی کو خلیفہ بنالے جیسے عثمان غنی کی خلافت (مرقات) خلافت کے لئے ہاشمی یا معصوم ہونا شرط نہیں ۲؎ جب ابو لولو نے عین نماز فجر میں محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت عمر کو خنجر مارا آپ سخت زخمی ہوئے صحت کی امید نہ رہی تو لوگوں نے عرض کیا کہ امیر المومنین کسی کو اپنا خلیفہ بنادیں تب آپ نے ان چھ بزرگوں کے نام لئے کہ ان میں سے کسی کو خلیفہ چن لینا خیال رہے کہ اس دس کی جماعت میں جناب صدیق اکبر پہلے وفات پا چکے تھے آپ اب شہادت کا جام نوش کررہے ہیں حضرت ابوعبیدہ ابن جراح بھی وفات پاچکے تھے رہے سعید ابن زید وہ حضرت عمر کے چچازاد بھائی بھی تھے اور سگے بہنوئی بھی اس لئے اپنی قرابت کی بناپر ان کا نام نہیں لیا جیسے اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہ ابن عمر کو

marfat.com

کہیں عہدہ پر نہ لگایا نہ اس وقت ان کا نام لیا آپ کی شہادت کے بعد حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف نے ان پانچ حضرات سے کہا کہ تم میں سے بعض حضرات بعض کے حق میں خلافت سے دست بردار ہو جائیں کیونکہ تم مع میرے چھ ہو اور خلیفہ بنے گا ایک تو حضرت زبیر نے کہا کہ میں علی کے حق میں دست بردار ہوتا ہوں۔ سعد ابن وقاص آپ کے حق میں طلحہ جناب عثمان کے حق میں دست بردار ہوگئے اب چھ میں تین رہ گئے عثمان علی اور عبدالرحمٰن ابن عوف پھر عبدالرحمٰن نے حضرت عثمان و حضرت علی سے فرمایا کہ تم دونوں میں سے ایک دوسرے کے حق میں دست بردار ہوجائے مگر وہ دونوں خاموش رہے تو آپ نے کہا اے علی و عثمان تم مجھے اختیار دو کہ میں جسے چاہوں خلیفہ بنادوں دونوں نے کہا ہاں آپ مختار ہیں پھر بہت تحقیق و تلاش کے بعد آپ نے حضرت علی کو تنہائی میں بلا کر کہا کہ آپ کے فضائل روز روشن کی طرح عیاں ہیں اگر آپ کو خلیفہ بنادوں تو آپ عدل کرنا اگر عثمان کو بنادوں تو آپ ان کی اطاعت کرنا یہ ہی حضرت عثمان سے کہا ان دونوں نے وعدہ کیا پھر عثمان سے کہا کہ ہاتھ پھیلایئے میں تمہارے ہاتھ میں بیعت کرتا ہوں پھر سب لوگوں نے اور حضرت علی نے جناب عثمان سے بیعت کرلی اس کا پورا واقعہ مرقات' اشعۃ اللمعات اور کتب تواریخ میں ملاحظہ کرو۔

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ رَاَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلَّاءَ وَقٰى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ۔
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۸۳۷) روایت ہے حضرت قیس ابن ابی حازم سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب طلحہ کا ہاتھ شل دیکھا ۲؎ جس سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احد کے دن حفاظت کی ۳؎۔ (بخاری)

(۵۸۳۷) ۱؎ قوی یہ ہے کہ آپ تابعی ہیں حضور انور کو زمانہ کفر میں دیکھا تھا۔ پھر جب اسلام کی بیعت کرنے حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی تھی جن لوگوں نے آپ کو صحابی کہا ہے انہوں نے اس دیدار رسول سے دھوکہ کھایا ہے جو آپ کو زمانہ کفر میں ہوا تھا۔ آپ نے عشرہ مبشرہ میں سے نو صحابہ سے احادیث روایت کیں یہ کسی تابعی کو میسر نہیں ہوا۔ نہروان کے جہاد میں حضرت علی کے ساتھ تھے آپ کی عمر سو برس سے زیادہ ہوئی ۹۸ اٹھانوے میں وفات ہوئی سواء عبدالرحمٰن ابن عوف کے عشرہ مبشرہ میں سے سب سے روایات لیں (مرقات) ۲؎ آپ طلحہ ابن عبداللہ ہیں کنیت ابو محمد ہے قرشی ہیں قدیم الاسلام سواء بدر کے سارے غزوات میں شریک ہوئے بدر کے موقعہ پر انہیں حضور انور نے ابو سفیان کے قافلہ کی تلاش کے لئے بھیجا ہوا تھا جب واپس آئے تو جہاد ہو چکا تھا (مرقاۃ) آپ کو اس غیر حاضری کا بہت صدمہ ہوا فرمایا کہ اچھا اب اگر کوئی غزوہ ہوا تو میں اپنے رب کو دکھادوں گا کہ میں کیسی خدمت اسلام کروں گا۔ اگلے سال احد میں آپ شریک ہوئے جب مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور کفار نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا گھیر لیا۔ تو آپ حضور کے آگے ڈھال بن کر کھڑے ہوگئے جو تیر' تلوار' نیزہ حضور پر آتا آپ اپنے جسم شریف پر لے لیتے حتی کہ پچھتر زخم کھائے جب صحابہ غزوہ احد کا ذکر کرتے تو کہتے کہ وہ دن ابو طلحہ کا دن تھا۔ آپ نہایت حسین تھے آپ جمعرات کو پچیس جمادی اولیٰ ۳۶ھ چھتیس جنگ جمل میں شہید ہوئے چونسٹھ سال عمر پائی بصرہ میں دفن ہوئے (مرقات) واشعہ) فقیر نے ان کے مزار کی زیارت کی ہے آپ کے متعلق یہ آیت آئی **منهم من قضى نحبه**۔ انہوں نے اپنا مقصد حیات پورا کردیا نذر پوری کردی اشعہ نے فرمایا کہ آپ نے اسی زخم کھائے حتی کہ **ننگیز** بھی زخمی ہو گیا تھا۔ ۳؎ لوگ آپ کے اس سوکھے ہوئے ہاتھ شریف کی زیارت کرتے ہوں گے اس لئے فرمایا **رایت**

marfat.com

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّاتِيْنِيْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ يَوْمَ الْاَحْزَابِ قَالَ الزُّبَيْرُ اَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۸۳۸) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے دن فرمایا کہ قوم کی خبر کون لائے گا ۱؎ تو جناب زبیر نے عرض کیا میں ۲؎ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے مخلص دوست ہوتے ہیں اور میرے مخلص دوست زبیر ہیں ۳؎۔ (مسلم بخاری)

(۵۸۳۸) ۱؎ احزاب غزوہ خندق کا نام ہے جو ۵ ہجری میں ہوا اسے غزوہ احزاب اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ہر قسم کے کفار نے جمع ہو کر مدینہ منورہ پر چڑھائی کی تھی احزاب جمع ہے حزب کی بمعنی گروہ یا ٹولہ حضور انور نے کفار کی کثرت دیکھ کر فرمایا تھا کہ مدینہ کے ارد گرد خندق کھود دو تاکہ وہ ہر طرف سے مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکیں اور خندق کے دروازہ پر پہرہ رکھو اس لئے اسے غزوہ خندق بھی کہتے ہیں کفار نے بہت دن تک مدینہ منورہ کا سخت محاصرہ رکھا ایک دن حضور نے خبر دی تھی کہ آج رات سخت آندھی آوے گی جو کفار کی جماعتوں کو تتر بتر کر دے گی چنانچہ رات کو آندھی آئی سخت سردی تھی جب حضور انور نے رات میں فرمایا کہ کون ہمت کرے گا۔ کہ کفار کے لشکر کی تحقیق کر کے آئے کہ ان کا کیا حال ہوا وہ تتر بتر ہو گئے یا کچھ باقی ہیں۔ ۲؎ اس رات سردی اس قدر تھی کہ ادھر جانے کی بلکہ گھر سے نکلنے کی کسی کو ہمت نہ پڑتی تھی اس وقت حضرت زبیر کا جرات کرنا بہت بڑی خدمت تھی خیال رہے کہ حضرت زبیر ابن عوام قرشی ہیں ان کی والدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب ہیں لہذا آپ حضور کے پھوپھی زاد بھائی ہیں اور بی بی اسماء بنت ابوبکر کے خاوند ہیں تو حضور کے سنڈھو ہوئے سولہ سال کی عمر میں ایمان لائے آپ کے چچا نے آپ کو دھوئیں میں بند کر دیا تاکہ گھبرا کر اسلام چھوڑ دیں مگر آپ ایمان پر قائم رہے آپ کو جنگ جمل میں عمرو ابن جرموز نے قتل کیا ۳۶ میں آپ کی عمر چونسٹھ سال ہوئی وادی سباع میں دفن کئے گئے پھر عرصہ کے بعد بصرہ میں نعش شریف لائی گئی وہاں دفن کئے گئے (مرقات) اس حقیر نے قبر شریف کی زیارت کی ہے۔ ۳؎ حواری بنا ہے حور سے بمعنی صفائی یا سفیدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر پہلے کچھ دھوبی ایمان لائے آپ کی بہت خدمت کی انہیں حواری کہا جاتا ہے۔ اب ہر مخلص دوست کو حواری کہا جاتا ہے وہ ہی یہاں مراد ہے۔

وَعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّاْتِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَيَاْتِيْنِيْ بِخَبَرِهِمْ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَوَيْهِ فَقَالَ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ۔

(۵۸۳۹) روایت ہے حضرت زبیر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی قریظہ کے پاس کون جائے گا جو ان کی خبر لائے ۱؎ میں چل دیا پھر جب میں لوٹا تو میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماں باپ دونوں جمع فرمادیئے کہ فرمایا تم پر میرے ماں باپ فدا ۲؎۔ (مسلم بخاری)

(۵۸۳۹) ۱؎ غالباً یہ واقعہ بھی غزوہ احزاب ہی کا ہے اسی غزوہ میں یہود مدینہ نے بغاوت کر دی تھی کفار مکہ سے انہوں نے یہ ساز باز کی تھی کہ باہر سے تم مدینہ پر حملہ کرو اندرون مدینہ ہم اور مسلمانوں کو دانہ کی طرح پیس کر رکھ دو۔ حضور انور کے حکم کے مطابق حضرت زبیر دوبار تفتیش کے لئے باہر گئے ایک بار کفار مکہ کے حال دیکھنے دوسری بار بنی قریظہ کا حال دیکھنے بعض نے فرمایا کہ یہ فرمان

marfat.com

عالی غزوہ بنی قریظہ میں ہوا جبکہ بنی قریظہ اپنے قلعوں میں چھپ گئے تھے حضور نے ان کا محاصرہ فرمایا یہ غزوہ بھی ۵ھ میں ہوا خندق کے متصل۔ ۲۔ اس موقعہ پر حضور نے حضرت زبیر سے یہ فرمایا اور غزوہ احد میں حضرت سعد ابن ابی وقاص سے یہ ہی فرمایا تھا۔ فداک ابی وامی خیال رہے کہ میں فدا میرے ماں باپ فدا انتہائی محبت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے کہے جاتے ہیں۔

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ إِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ أُحُدٍ يَا سَعْدُ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۸۴۰) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہ سنا کہ آپ نے کسی کے لئے اپنے ماں باپ جمع کئے ہوں سواء سعد ابن مالک کے ا۔ میں نے احد کے دن آپ کو فرماتے سنا کہ اے سعد تیر مارو تم پر میرے ماں باپ فدا (مسلم بخاری)

(۵۸۴۰) ا۔ خیال رہے کہ مالک نام ہے ابو وقاص کا لہذا یہ فرمان سعد ابن ابی وقاص سے ہے یعنی احد کے دن آپ کے سواء کسی سے یہ نہ فرمایا فداک ابی وامی یا حضرت علی کو خبر نہ ہوئی ورنہ حضور نے حضرت زبیر سے بھی یہ فرمایا خیال رہے کہ سعد ابن ابی وقاص ۵۵ھ پچپن میں مقام عقیق میں فوت ہوئے پھر آپ کی نعش مدینہ منورہ لاکر دفن کی گئی مروان ابن حکم نے جنازہ پڑھایا اس وقت وہ ہی وہاں کا حاکم تھا۔ آپ کی عمر ستر سال سے زیادہ تھی عشرہ مبشرہ میں سب سے پیچھے آپ کی وفات ہوئی۔

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ إِنِّي لَأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۸۴۱) روایت ہے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے فرماتے ہیں کہ میں پہلا وہ عرب ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا ا۔ (مسلم بخاری)

(۵۸۴۱) ا۔ اس کا واقعہ یہ ہوا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱ ایک ہجری میں حضرت ابو عبیدہ ابن حارث کی سرکردگی میں ساٹھ صحابہ کو ابو سفیان کے مقابلہ میں بھیجا کفار بہت ہی زیادہ تھے اس لئے جنگ نہ ہوئی مگر حضرت سعد ابن ابی وقاص نے ان کفار پر ایک تیر چلایا یہ مسلمانوں کی طرف سے پہلا تیر کفار پر چلا۔ (اشعہ)

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَهِرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْدَمَهُ الْمَدِينَةَ لَيْلَةً فَقَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا يَحْرُسُنِي إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلَاحٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ أَنَا سَعْدٌ قَالَ مَا جَاءَ بِكَ قَالَ وَقَعَ فِي نَفْسِي خَوْفٌ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ أَحْرُسُهُ فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَامَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۸۴۲) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آتے وقت ایک رات بے خواب رہے ا۔ پھر فرمایا کاش کوئی نیک شخص ہماری حفاظت کرتا ۲۔ اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی تو فرمایا یہ کون ہے عرض کیا میں سعد ہوں فرمایا کیا چیز تم کو یہاں لائی عرض کیا میرے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خطرہ گزرا تو میں ان کی حفاظت کرنے آیا ۳۔ ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی پھر سو گئے ۴۔ (بخاری مسلم)

(۵۸۴۲) ا۔ یہ واقعہ کسی غزوہ سے واپسی کے وقت ہوا کہ تمام رات حضور سفر کرتے رہے آخرت رات میں آرام فرمانے کے

marfat.com

لئے اترے۔ ۲؎ چونکہ اس زمانہ میں بغیر حفاظت سونا خطرناک تھا اس لئے یہ دعا کی حضور نے یہاں دو دعائیں کیں۔ ایک یہ کہ میری حفاظت کے لئے کسی کو بھیج دے۔ دوسرے یہ کہ وہ محافظ بندہ صالح ہو حالانکہ رب وعدہ فرماچکا تھا کہ **واللہ یعصمک من الناس** تاکہ احتیاطی تدابیر اختیار کرنا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو جاوے اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کی حفاظت غیر صالحین کی حفاظت سے بہتر ہے اللہ تعالٰی ہمیشہ صالحین کی حفاظت میں ہم سب کو رکھے یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر خدا کی مدد لینا نہ خلاف توحید ہے نہ خلاف توکل۔ ۳؎ سبحان اللہ یہ ہے حضور کی دعا کا اثر ادھر دعا فرمائی ادھر حضرت سعد کے دل میں یہ خیال آیا معلوم ہوا کہ حضرت سعد کا ایمان آپ کا تقویٰ وغیرہ رجسٹری شدہ ہے۔ ۴؎ ایسی دعا تیر بہدف ہوتی ہے۔ حضور انور نے بہت خوش ہو کر یہ دعا دی حضرت کا بیڑا ترگیا دعا کرانا اور دعا لینا اس میں بہت فرق ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ اُمَّۃٍ اَمِیْنٌ وَاَمِیْنُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَبُوْعُبَیْدَۃَ بْنُ الْجَرَّاحِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

(۵۸۴۳) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر امت کا کوئی امین ہوتا ہے، اور اس امت کا امین ابوعبیدہ ابن جراح ہیں ا؎ (مسلم بخاری)

(۵۸۴۳) ا؎ یعنی ہر امت میں بعض لوگ ایسے گزرے ہیں کہ ان پر قوم پورا پورا بھروسہ کرتی تھی سب کو ان پر اعتماد تھا ثقہ اور قوم میں پسندیدہ تھے میری امت میں ان صفات کے ایسے مظہر حضرت ابوعبیدہ ہیں جو اللہ تعالٰی اور مخلوق اور اپنے نفس کے حقوق پورے پورے ادا کرتے ہیں ان میں کسی قسم کی خیانت نہیں کرتے خیال رہے کہ یہ صفات تمام صحابہ میں تھیں مگر حضرت ابوعبیدہ میں علی وجہ الکمال تھیں اور حضرت ابوعبیدہ میں امانت داری کے سواء اور بہت صفات تھیں مگر یہ صفت نمایاں تھی اس لئے فرمایا کہ اس امت کے امین ابوعبیدہ ہیں لہذا اس سے نہ تو یہ لازم ہے کہ باقی صحابہ امین نہ تھے نہ یہ کہ جناب ابوعبیدہ میں سواء امانت داری کے اور کوئی صفت نہ تھی۔ حضرت ابوعبیدہ نے ۱۸ھ اٹھارہ میں ملک شام میں وفات پائی عمر شریف اٹھاون سال ہوئی۔ عہد فاروقی میں وفات ہوئی آپ مسلمانوں کے جرنیل اعظم تھے۔ آپ کی حتی الامکان کوشش یہ ہوتی تھی کہ جہاد میں مسلمانوں کا خون کم سے کم بہے اور زیادہ سے زیادہ فتح ہو جب حضرت عمر نے حضرت خالد ابن ولید کو معزول کرکے آپ کو سپہ سالار بنایا تو آپ نے بیس روز تک حضرت خالد کو اس کی خبر ہی نہ دی۔ سپاہیانہ شان سے کام کرتے رہے۔ دوسروں سے ان کو پتہ چلا کہ میں معزول ہو چکا رضی اللہ عنہما (مرقات) جب نجران کے لوگوں نے حضور سے عرض کیا کہ آپ ہمارے ہاں کوئی اپنا امین بھیج دیں تو حضور انور نے فرمایا کہ میں ایسا امین بھیجوں گا جیسا کہ چاہیے سب صحابہ منتظر رہے کہ ہم بھیجے جاویں مگر حضرت ابوعبیدہ کو بھیجا گیا (مرقات)

وَعَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَۃَ وَسُئِلَتْ مَنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْلِفًا لَوِاسْتَخْلَفَہٗ قَالَتْ اَبُوْبَکْرٍ فَقِیْلَ ثُمَّ مَنْ بَعْدَ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَتْ عُمَرُ قِیْلَ مَنْ بَعْدَ عُمَرَ قَالَتْ اَبُوْعُبَیْدَۃَ بْنُ الْجَرَّاحِ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

(۵۸۴۴) روایت ہے حضرت ابن ابی ملیکہ سے ا؎ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے سنا ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ بناتے تو کسے بناتے فرمایا ابوبکر کو پھر کہا گیا پھر ابوبکر صدیق کے بعد کسے بناتے فرمایا عمر کو کہا گیا کہ عمر کے بعد پھر کسے بولیں ابوعبیدہ ابن جراح کو ۲؎ (مسلم)

(۵۸۴۴) ا؎ آپ کا نام عبداللہ ابن عبید اللہ ابن ابی ملیکہ ہے اور ابو ملیکہ کا نام زہیر ابن عبداللہ ہے آپ تیمی قرشی ہیں تابعی

marfat.com

ہیں حضرت عبداللہ ابن زبیر کے زمانہ میں آپ قاضی رہے ۷۱ اکہتر میں وفات پائی بہت صحابہ سے ملاقات کی۔ ۲؎ یہ حضرت عائشہ صدیقہ کا اپنا اندازہ ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد خلفاء ترتیب وار مقرر فرماتے تو پہلے حضرت ابوبکر کو مقرر کرتے پھر حضرت عمر کو پھر حضرت ابوعبیدہ ابن جراح کو کیونکہ حضرت ابوعبیدہ میں خلافت کی تمام صلاحیتیں امانت داری سیاست دانی وغیرہ سب علی وجہ الکمال موجود تھیں' سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کے پہلے چناؤ کے موقعہ پر حضرت ابوبکر صدیق نے کہا تھا کہ مجھے خلافت کا شوق نہیں تم میں علی' عمر' ابوعبیدہ' ابن جراح موجود ہیں ان میں سے کسی کو خلیفہ بنالو لوگوں نے کہا آپ سے بہتر کون ہوسکتا ہے ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں (اشعۃ اللمعات) خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر صدیق اکبر کو اپنا خلیفہ بنادیا تھا کہ مرض وفات شریف میں اپنے مصلے پر حضرت صدیق کو کھڑا کردیا تھا مگر قول سے خلیفہ نہیں بنایا تھا یہاں قولی خلیفہ بنانا مراد ہے کہ اگر حضور کسی کو اپنے قول سے خلیفہ بناتے تو ان صاحبوں کو بناتے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلٰى حِرَاءٍ هُوَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اهْدَأْ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْصِدِّيْقٌ اَوْشَهِيْدٌ وَزَادَ بَعْضُهُمْ وَسَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَلَمْ يَذْكُرْ عَلِيًّا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۸۴۵) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہ حراء پر تھے اور ابوبکر و عمر اور عثمان و علی طلحہ اور زبیر تھے کہ پتھر کی چٹان ہلی ۱؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھہر جا نہیں ہیں تجھ پر مگر نبی یا صدیق یا شہید ۲؎ بعض محدثین نے یہ زیادہ کیا کہ سعد ابن ابی وقاص بھی تھے اور حضرت علی کا ذکر نہیں کیا ۳؎ (مسلم)

(۵۸۴۵) ۱؎ حراء شریف یعنی جبل نور کی یہ حرکت وجدانی تھی اس فخر میں کہ آج مجھ پر ان حضرات کے قدم ہیں جن کا درجہ عرش الٰہی سے بھی زیادہ ہے معلوم ہوا کہ پتھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ ان کے صحابہ کو جانتے پہچانتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں جس دل میں ان حضرات سے الفت نہ ہو وہ پتھر سے زیادہ سخت ہے ۲؎ یہاں او بمعنی واؤ ہے اور شہید سے مراد جنسی شہید ہے۔ کیونکہ یہ پانچ حضرات سب ہی شہید ہیں حضرت عمر' عثمان' علی کی شہادت تو دنیا میں مشہور ہے۔ حضرت طلحہ اور زبیر کی شہادت جنگ جمل کے موقعہ پر ہوئی جبکہ یہ دونوں حضرات جنگ سے علیحدہ ہو چکے تھے حضرت زبیر تو وادی السباع میں قتل کئے گئے۔ وہاں سے بصرہ لاکر دفن کئے گئے حضرت طلحہ جنگ سے الگ ہو گئے پھر بھی قتل کئے گئے (مرقات) ۳؎ حضرت سعد ابن ابی وقاص شرعی شہید نہ ہوئے بلکہ اپنے گھر میں آپ کی وفات ہوئی گھر وادی عقیق میں تھا وہاں سے مدینہ منورہ آپ کی نعش لائی گئی جنت البقیع میں دفن کی گئی مگر چونکہ آپ کی وفات کسی ایسے مرض سے ہوئی جس میں موت شہادت ہوتی ہے اس لئے آپ کو شہید کہا گیا (اشعہ' مرقات) پیٹ کی بیماری' طاعون کی بیماری سے مرنے والا حکماً شہید ہوتا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ — دوسری فصل

وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ فِی الْجَنَّةِ وَعُمَرُ

(۵۸۴۶) روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن عوف سے ۱؎ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر جنتی ہیں اور عمر جنتی ہیں اور

marfat.com

فِی الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِی الْجَنَّةِ وَعَلِیٌّ فِی الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِی الْجَنَّةِ وَالزُّبَیْرُ فِی الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِی الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ اَبِی وَقَّاصٍ فِی الْجَنَّةِ وَسَعِیْدُ بْنُ زَیْدٍ فِی الْجَنَّةِ وَاَبُوْ عُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِی الْجَنَّةِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ)

عثمان جنتی ہیں اور علی جنتی ہیں ۲؎ طلحہ جنتی ہیں اور زبیر جنتی ہیں اور حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف جنتی ہیں اور سعد ابن ابی وقاص جنتی ہیں' اور سعید ابن زید جنتی ہیں اور ابو عبیدہ ابن جراح جنتی ہیں ۳؎ (ترمذی) اور ابن ماجہ نے حضرت سعید ابن زید سے روایت کی ہے

(۵۸۴۶) ۱؎ آپ کا نام اسلام سے پہلے عبد الکعبہ تھا مسلمان ہو جانے پر حضور نے آپ کا نام عبدالرحمٰن رکھا آپ کی کنیت ابو محمد ہے زہری قرشی ہے حضرت ابو بکر صدیق نے آپ کو مسلمان کیا آپ صاحب ہجرتین ہیں پہلے مکہ معظمہ سے حبشہ کی طرف پھر حبشہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تمام غزوہ میں حضور انور کے ساتھ رہے غزوہ احد میں ڈٹے رہے حضور انور نے غزوہ تبوک کے موقعہ پر آپ کے پیچھے نماز فجر کی ایک رکعت پڑھی سواء آپ کے کسی کے پیچھے حضور نے نماز نہیں پڑھی احد کے دن آپ کو اکیس زخم لگے پاؤں کے زخموں کی وجہ سے آپ کے ایک پاؤں میں لنگ ہو گئی تھی آپ واقعہ فیل سے دس سال بعد پیدا ہوئے ۳۲ھ بتیس میں وفات پائی بہتر سال عمر ہوئی۔ بقیع شریف میں دفن ہوئے (مرقات) ۲؎ اکثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مبارک میں ان چار حضرات کا ذکر اسی ترتیب سے ہوتا ہے۔ ابو بکر' عمر' عثمان' علی اسی ترتیب ذکری سے ان کے ترتیب مراتب کی طرف اشارہ ہوتا ہے بعد رسل حضرت ابو بکر صدیق ساری خلقت سے افضل ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی' ترتیب خلافت کی طرف سے بھی اشارہ ہوتا ہے حضور کے ہر فرمان میں صدہا حکمتیں ہوتی ہیں (از مرقات) ۳؎ یہ وہ حدیث ہے جس کی بنا پر اس مبارک جماعت کو عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے۔ یعنی ایک حدیث میں ان دس کو نام بنام جنت کی بشارت دی گئی۔ ورنہ حضور کا ہر صحابی مبشر بالجنتہ ہے رب فرماتا ہے۔ **وکلا وعد اللہ الحسنی** ان ناموں کی یہ ترتیب خود حضور انور نے ہی دی ہے راوی نے نہیں دی اسی ترتیب سے ان کے درجات ہیں (اشعہ) ۴؎ آپ سعید ابن زید ابن عمرو ابن نفیل ہیں آپ کا لقب اعور ہے سواء بدر کے تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے آپ بدر میں حضرت طلحہ کے ساتھ جاسوسی کے لئے ابو سفیان کے قافلہ کی تلاش میں بھیجے گئے تھے حضور انور نے آپ کو بدر کی غنیمت سے حصہ دیا فاطمہ بنت خطاب یعنی حضرت عمر کی بہن آپ کے نکاح میں تھیں آپ ہی کے ذریعہ سے حضرت عمر ایمان لائے آپ کے والد حضرت زید ابن عمرو نے اسلام سے پہلے دین کی تلاش میں حضرت ورقہ ابن نوفل کے ساتھ بہت سفر کئے حضرت ورقہ تو عیسائی ہو گئے مگر آپ نہ ہوئے آپ دین ابراہیمی پر رہے مکہ والوں سے فرمایا کرتے تھے کہ اے قریشیو میرے سواء تم میں سے کوئی دین ابراہیمی پر نہیں۔ جب سنتے کہ فلاں جگہ زندہ بچی دفن کی جانے والی ہے تو وہ بچی آپ اس کے ماں باپ سے لے آتے اس کی پرورش کرتے جوان ہو جانے پر اس کے ماں باپ سے پوچھتے تھے اگر تم کو چاہیے تو لے جاؤ ورنہ اس کی بیاہ شادی سب میں اپنے خرچ سے کروں گا (بخاری شریف' مرقات) قرآن شریف نے تین شخصوں کے متعلق فرمایا کہ یہ لوگ زمانہ جاہلیت میں بھی شرک و کفر سے بچے' زید ابن عمرو ابن نفیل' ابوذر' سلمان فارسی ان کے بارے میں یہ آیت ہے **والذین اجتنبوا الطاغوت ان یعبدوھا** (مرقات)

وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

(۵۸۴۷) روایت ہے حضرت انس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ

marfat.com

قَالَ اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ وَّ اَشَدُّ هُمْ فِیْ اَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ وَاَصْدَقُهُمْ حَیَاءً عُثْمَانُ وَاَفْرَضُهُمْ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَاَقْرَأُهُمْ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ وَاَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَلِکُلِّ اُمَّةٍ اَمِیْنٌ وَاَمِیْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْعُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَرُوِیَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ مُرْسَلًا وَفِیْهِ وَاَقْضَاهُمْ عَلِیٌّ۔

وسلم سے راوی کہ فرمایا کہ میری امت میں میری امت پر بہت رحیم و کریم ابوبکر ہیں اور اللہ کی راہ میں سب سے زیادہ سخت عمر ہیں اور ان سب میں سچے جہادوالے عثمان ہیں اور زیادہ علم فرائض دان زید ابن ثابت ا۔ سب میں بڑے قاری ابی ابن کعب ہیں ۲۔ حرام و حلال کو بہت جاننے والے معاذ ابن جبل ہیں ۳۔ ہر امت میں ایک امین ہوتا ہے اس امت کے امین ابو عبیدہ ابن جراح ہیں ۴۔ (احمد' ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے اور معمر نے قتادہ سے مرسلاً" روایت کی اس میں یہ ہے کہ سب سے بڑھ کر فیصلہ فرمانے والے علی ہیں ۵۔

(۵۸۴۷) ا۔ حضرت زید ابن ثابت گیارہ برس کی عمر میں ایمان لائے آپ علم فرائض (میراث) کے امام ہیں آپ اس جماعت کے امیر تھے جس نے خلافت صدیقی و عثمانی میں قرآن جمع کیا بہت مخلوق نے آپ سے روایات لیں چھپن سال عمر پائی ۴۵ھ پینتالیس میں مدینہ منورہ میں وفات پائی (مرقات) ۲۔ ابی ابن کعب انصاری خزرجی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چھ مخصوں نے قرآن مجید حفظ کیا ان میں ایک آپ ہیں آپ کی کنیت ابو المنذر ہے حضور نے آپ کو سید الانصار کا لقب دیا آپ علم تجوید (قرات) کے امام ہیں ۱۹ انیس میں مدینہ منورہ میں وفات پائی (مرقات) ۳۔ یعنی معاذ ابن جبل بڑے فقیہ ہیں آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے انصاری خزرجی ہیں آپ ان ستر انصاریوں میں سے ہیں جنہوں نے حضورؐ کے ہاتھ پر بیعت عقبہ کی بدر اور تمام غزوات میں شامل ہوئے حضور نے آپ کو یمن کا قاضی بنایا۔ پھر حضرت عمر نے جناب ابو عبیدہ کے بعد آپ کو شام کا حاکم مقرر کیا' اس سال امواس طاعون میں آپ کی وفات ہوئی۔ یعنی ۱۸ اٹھارہ میں کل اڑتیس سال عمر ہوئی (مرقات) ۴۔ ابو عبیدہ ابن جراح بڑے زاہد تارک الدنیا صحابی ہوئے ہیں۔ جب حضرت عمر شام سے واپس ہوئے تو لشکروں کے آفیسران آپ سے ملنے آئے آپ نے پوچھا میرے بھائی ابو عبیدہ کہاں ہیں تھوڑی دیر میں ابو عبیدہ بھی آگئے حضرت عمر آپ سے گلے ملے اور فرمایا کہ میں تمہارے گھر ٹھہروں گا دیکھا تو ایک جھونپڑہ ہے جس میں سامان صرف تلوار' ڈھال' اور زین ہے حضرت عمر نے فرمایا کہ کل سامان خانہ یہ ہی ہے عرض کیا مجھے میری منزل تک یہ ہی پہنچادے گا فرمایا کچھ روٹی کھلاؤ تو آپ نے اپنے تھیلے سے کچھ سوکے ٹکڑے نکال کر پیش کئے حضرت عمر بہت روئے اور فرمایا اے ابو عبیدہ تم کو دنیا اپنے میں پھنسا نہ سکی یہ تھے اسلام کے جرنیل اعظم آپ ساتویں دادا میں حضور سے مل جاتے ہیں آپ خلافت فاروقی میں طاعون امواس میں فوت ہوئے آپ پر نماز معاذ ابن جبل نے پڑھائی ۵۔ یعنی مقدمات کا فیصلہ کرنے کے علم میں حضرت علی سب سے اعلیٰ و افضل ہیں اس لئے حضرت عمر آپ کی رائے لئے بغیر کوئی فیصلہ نہ کرتے تھے آپ کو حضورؐ نے یمن کا گورنر بنایا تھا آپ کے فیصلے بہت عجیب عجیب مشہور ہیں خیال رہے کہ اس حدیث میں ہر جگہ اسم تفضیل ارشاد ہوا ہے جس میں بتایا گیا کہ یہ تمام صفات دیگر صحابہ میں بھی موجود ہیں مگر فلاں صحابی میں فلاں صفت کامل تر ہے اس فرمان عالی میں حضرت علی کے بہت سے فضائل ہیں کیونکہ صحیح فیصلے وہ ہی کرسکے گا جس کا علم کامل ہو اسے اپنے نفس پر پورا اعتماد ہو طبیعت میں

marfat.com

اجتہادی ملکہ ہو یہ تمام صفات حضرت علی میں تھے۔

وَعَنِ الزُّبَیْرِ قَالَ کَانَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ اُحُدٍ دِرْعَانِ فَنَہَضَ اِلَی الصَّخْرَۃِ فَلَمْ یَسْتَطِعْ فَقَعَدَ طَلْحَۃُ تَحْتَہٗ حَتّٰی اسْتَوٰی عَلَی الصَّخْرَۃِ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَوْجَبَ طَلْحَۃُ۔ (رواہ الترمذی)

(۵۸۴۸) روایت ہے حضرت زبیر سے فرماتے ہیں کہ احد کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دو زرہیں تھیں ۱؎ آپ ایک چٹان پر چڑھنے لگے ۲؎ مگر نہ چڑھ سکے تو حضرت طلحہ آپ کے نیچے بیٹھ گئے حتی کہ حضور چٹان پر چڑھ گئے ۳؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے فرماتے سنا کہ طلحہ نے جنت واجب کرلی ۴؎ (ترمذی)

(۵۸۴۸) ۱؎ زرہ لوہے کی قمیص ہے جو جنگ میں پہنی جاتی تھی۔ یہ بہت وزنی ہوتی تھی۔ دو زرہ بہت بڑا طاقتور ہی پہن سکتا تھا کہ اتنے وزن کو پہن کر چلنا دوڑنا معمولی کام نہ تھا۔ ۲؎ یہ وہ وقت تھا جب مسلمانوں کے قدم اکھڑنے لگے تھے آپ اونچی جگہ کھڑے ہو کر جنگ کا حال اور مسلمانوں میں دوڑنے والے اور کھڑے رہنے والوں کو دیکھنا چاہتے تھے اسی جنگ میں عتبہ ابن ابی وقاص نے آپ کے دانت پر تیر مارا جس سے آپ کا دانت شہید ہوا اور نیچا ہونٹ زخمی ہوگیا۔ عبداللہ ابن شہاب نے آپ کا چہرہ زخمی کردیا ابن حمیہ نے حضور کی کنپٹی زخمی کردی اس زرہ کے دو حلقے آپ کے سر میں گڑھ گئے عامر نے ایک خفیہ گڑھا کھودا ہوا تھا اس میں حضور گر گئے ابو سعید خدری نے حضور کے چہرہ کا خون چوسا حضور نے فرمایا کہ جو میرا خون اپنے خون سے ملادے وہ جنتی ہے (مرقات) ۳؎ یہ حضرت طلحہ کی انتہائی ہمت و قوت ہے کہ بار نبوت مع دو زرہوں کے اپنی پشت پر اٹھالیا یہ طاقت رب نے عطا فرمائی حضور انور دو زرہوں کا بوجھ لیکر اس چٹان پر نہ چڑھ سکے ابو طلحہ سیڑھی بن کر نیچے بیٹھ گئے اور حضور انور چٹان پر چڑھ گئے آپ کی پیٹھ پر قدم رکھ کر ۴؎ یہ خدمت پسند آگئی فرمایا طلحہ کے لئے جنت واجب ہوگئی اسی خدمت کی وجہ سے معلوم ہوا کہ لاکھوں نماز روزے سجدے سجود جہاد سے حضور کی خدمت افضل ہے اسی غزوات میں حضرت طلحہ نے اپنے جسم کو حضور کی ڈھال بنا کر اسی زخم کھائے یہ جنتی نہ ہوں تو کون ہو آپ اتنے زخم کھاچکنے کے بعد حضور انور کے نیچے سیڑھی بن کر بیٹھے تھے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ یَمْشِیْ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ وَقَدْ قَضٰی نَحْبَہٗ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی شَہِیْدٍ یَمْشِیْ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ۔ (رواہ الترمذی)

(۵۸۴۹) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ ابن عبید اللہ کی طرف دیکھا فرمایا جو اس شخص کو دیکھنا چاہے جو روئے زمین پر چل رہا ہے اور اس نے اپنا عہد و پیمان پورا کردیا تو انہیں دیکھے ۱؎ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جو اس شہید کو دیکھنا چاہے جو روئے زمین پر چل رہا ہے وہ طلحہ ابن عبید اللہ کو دیکھے ۲؎ (ترمذی)

(۵۸۴۹) ۱؎ نحب بمعنی نذر بھی آتا ہے اور بمعنی موت بھی یہاں موت کی نذر مراد ہے ہم پہلے عرض کرچکے ہیں کہ حضرت طلحہ غزوہ بدر میں شریک نہ ہوسکے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے تھے ابوسفیان کے قافلہ کی تحقیقات کے لئے جب واپس ہوئے تو افسوس کیا اور فرمایا کہ اب اگر کوئی غزوہ ہوا تو میں اس کا بدلہ کرکے دکھادوں گا۔ جنگ احد میں وہ کارنامے کرکے دکھائے کہ سبحان اللہ قریبًا اسی زخم کھائے حضور کی حفاظت کرتے ہوئے حتی کہ آپ کا ایک ہاتھ خشک ہوگیا پھر حضور کے قدموں

marfat.com

کے نیچے بیٹھے کہ حضور ان کی پشت پر قدم رکھ کر پتھر کی چٹان پر چڑھے۔ اس پر یہ انعامات عطا ہوئے اس فرمان میں اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے کہ **من المؤمنین رجال صدقوا ما عاهد واالله علیه فمنهم من قضی نحبه** ۲۔ اس فرمان عالی کے تین مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ حضرت طلحہ جنگ احد میں درحقیقت شہید ہو چکے ہیں اب ان کی زندگی صرف ظاہری ہے جو اتنے کارنامے کر چکا ہو وہ شہید ہی ہے دوسرے یہ کہ آئندہ چل کر یہ جنگ جمل میں شہید ہوں گے یہ عنداللہ شہید ہیں ان کا نام شہداء کی فہرست میں ہے تیسرے یہ کہ ان کا جسم تو اس عالم شہادت میں ہے مگر ان کا دل عالم غیب میں پہنچ چکا ہے یہ روحانی جناتی شہید ہیں (مرقات)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعَتْ اُذُنِيْ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ جَارَايَ فِي الْجَنَّةِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

(۵۸۵۰) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ میرے کانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ۱؎ سنا کہ طلحہ اور زبیر میرے جنت کے پڑوسی ہیں ۲؎۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۸۵۰) ۱؎ یہ حدیث مختلف الفاظ سے ابن ماجہ، ابن عساکر وغیرہم نے روایت کی ریاض میں ہے کہ طلحہ کے بیٹے موسیٰ ابن طلحہ امیر معاویہ کے پاس پہنچے تو جناب امیر معاویہ نے ان سے فرمایا کیا میں تم کو خوشخبری نہ دوں میں نے حضور کو فرماتے سنا کہ طلحہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنی نذر موت پوری فرمادی (مرقات) ۲؎۔ یعنی دونوں حضرات جنت میں مجھ سے بہت ہی قریب ہوں گے پڑوسی قریب ہی ہوتا ہے قریب ہی رہتا ہے اس فرمان عالی میں ان دونوں حضرات کے مومن، متقی ہونے ان کا خاتمہ بالخیر قبر کے امتحان میں کامیابی محشر میں نجات پل صراط سے بخیریت گزرنا۔ جنت میں داخلہ وہاں کا مقام سب ہی بتادیا گیا۔

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَئِذٍ يَعْنِيْ يَوْمَ اُحُدٍ اَللّٰهُمَّ اُشْدُدْ رَمْيَتَهٗ وَاَجِبْ دَعْوَتَهٗ (رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ)

(۵۸۵۱) روایت ہے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن یعنی احد کے دن فرمایا کہ الٰہی اس کی تیراندازی کو مضبوط کر اور اس کی دعا قبول فرما ۱؎ (شرح سنہ)

(۵۸۵۱) ۱؎ اس فرمان عالی کے بھی دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ **اجب دعوته** تفسیر ہے **اشدد رمیته** کی اور معنی یہ ہیں کہ مولی اس کی دعا کو تیر بہدف بنادے کہ جو اس کے منہ سے نکلے تو پورا کردے۔ دوسرے یہ کہ دو دعائیں ہیں ایک یہ کہ ان کی تیر اندازی میں برکت دے کہ اس سے بہت کافر ہلاک ہوں اور ان کا نشانہ درست رہے دوسری دعا یہ کہ الٰہی انہیں مقبول الدعاء مستجاب الدعوات بنا۔

(۵۸۵۲) روایت ہے انہیں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی سعد جب بھی تجھ سے دعا کریں تو قبول فرمایا کر ۱؎۔ (ترمذی)

(۵۸۵۲) ۱؎ سعد سے مراد حضرت سعد ابن ابی وقاص ہیں جیسا کہ دوسری روایات میں صراحۃً مذکور ہے آپ بفضلہ تعالیٰ بڑے مقبول الدعاء تھے حضور انور کی اس دعا کی برکت سے۔

marfat.com

(۵۸۵۳) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کے سواء کسی کے لئے اپنے باپ و ماں جمع نہیں فرمائے ا۔ کہ ان سے احد کے دن فرمایا تیر چلاؤ تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں ۲۔ اور ان سے فرمایا اے بہادر لڑکے تیر چلا ۳۔ (ترمذی)

(۵۸۵۳) ا۔ یعنی احد کے دن کسی کے لئے ماں باپ جمع نہ کئے یا حضرت علی کو دوسرا واقعہ علم میں نہ ہوا لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ حضور نے جناب طلحہ سے یہ ہی فرمایا تھا **فداک ابی وامی** ۲۔ اس کا مطلب کچھ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ اس قسم کے فرمان انتہائی عزت افزائی کے لئے ہوتے ہیں تم پر میں فدا تم پر میرے ماں باپ فدا ۳۔ حزور ‧ بمعنی جوان' بہادر تجربہ کار' آپ جب مسلمان ہوئے تو سترہ سال کے تھے غزوہ احد کے وقت آپ جوان تھے جوان آدمی کو بزرگ بیٹا یا بچہ کہہ دیتے ہیں ایک روایت میں ہے کہ ایک مشرک نے بہت مسلمانوں کو زخمی یا شہید کیا تھا۔ میں نے اسے تاک کر تیر مارا جو اس کی پیشانی پر لگا جس سے وہ گر گیا اور اس کا تہبند اٹھ گیا وہ ننگا رہ گیا حضور انور ہنس پڑے اور مجھے دعائیں دیں (مرقات)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَقْبَلَ سَعْدٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَالِيْ فَلْيُرِنِي امْرُءٌ خَالَهٗ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ كَانَ سَعْدٌ مِنْ بَنِيْ زُهْرَةَ وَكَانَتْ اُمُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنِيْ زُهْرَةَ فَلِذٰلِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَالِيْ وَفِي الْمَصَابِيْحِ فَلْيُكْرِمَنَّ بَدَلَ فَلْيُرِنِيْ۔

(۵۸۵۴) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ جناب سعد حاضر ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ہیں میرے ماموں کوئی شخص مجھے اپنا ایسا ماموں دکھائے ا۔ (ترمذی) اور کہا کہ سعد بنی زہرہ سے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ بنی زہرہ سے تھیں ۲۔ اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میرے ماموں ہیں اور مصابیح میں بجائے فلیرنی کے فلیکرمن ہے ۳۔

(۵۸۵۴) ا۔ یعنی ایسا شاندار ماموں کسی کو نہیں ملا۔ جیسا ماموں اللہ نے مجھے دیا ہے۔ یہ حضرت سعد کی انتہائی عظمت ہے۔ شعر:۔

☆ **اولئک ابائی فجئنی بمثلھم ☆ انما جمعتنا یا جریر المجامع** ☆

۲۔ زہرہ زوجہ ہیں کلاب ابن کعب ابن لوی ابن غالب کی جناب آمنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتی ہیں کلاب میں اور زہرہ کی اولاد میں حضرت سعد بھی ہیں اس طرح حضرت سعد جناب آمنہ کے خاندان سے ہوئے اور ماں کا سارا خاندان خواہ دادا کی طرف سے ہو یا نانا کی طرف سے اپنے نانا ماموں ہوتے ہیں۔ خیال رہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی ددھیال مکہ معظمہ میں ہے اور ننھیال مدینہ طیبہ میں اس نسبت سے انصار مدینہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نانا ماموں ہیں۔ اور ادھر حضرت سعد ابن ابی وقاص بھی۔ ۳۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم نے دیکھ لیا کہ میں اپنے ماموں سعد کا کیسا ادب و احترام کرتا ہوں۔ تم لوگ بھی اپنے نانا ماموں کا اسی طرح احترام و ادب کیا کرو۔ میرا یہ عمل تمہارے لئے سبق ہے۔

marfat.com

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ اِنِّيْ لَاَوَّلُ رَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَرَاَيْتُنَا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا الْحُبْلَةُ وَوَرَقُ السَّمُرِ وَاِنْ كَانَ اَحَدُنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَالَهُ خِلْطٌ ثُمَّ اَصْبَحَتْ بَنُوْ اَسَدٍ تُعَزِّرُنِيْ عَلَى الْاِسْلَامِ لَقَدْ خِبْتُ اِذًا وَضَلَّ عَمَلِيْ وَكَانُوْا وَشَوْا بِهٖ اِلٰى عُمَرَ وَقَالُوْا لَا يُحْسِنُ يُصَلِّيْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۸۵۵) روایت ہے حضرت قیس ابن حازم سے فرماتے ہیں کہ میں نے سعد ابن وقاص کو فرماتے سنا کہ میں پہلا عربی مرد ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا اور میں نے اپنے کو دیکھا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے تھے ہمارے پاس سوا کیکر کے بیج ۲؎ اور کیکر کے پتوں کے اور کوئی کھانا نہ تھا اور ہم میں سے ہر ایک ایسا پاخانہ کرتا تھا جیسا کہ بکری کرتی ہے جس میں کوئی تری نہیں ہوتی ۳؎ پھر بنو اسد مجھے اسلام سکھانا چاہتے ہیں ۴؎ تب تو میں خسارہ والا ہو جاؤں گا اور میرے عمل برباد ہو جائیں گے ۵؎ لوگوں نے حضرت عمر کے پاس ان کی شکایت کی تھی کہا تھا کہ یہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھتے ۶؎ (مسلم بخاری)

(۵۸۵۵) ۱؎ اس کی شرح ابھی کچھ پہلے کی جا چکی ہے۔ کہ آپ نے کس موقعہ پر تیر چلایا تھا اول تیر چلانا بھی اللہ تعالٰی کی بڑی نعمت، رحمت ہے۔ ۲؎ حبلہ ح کے پیش ب کے سکون سے کیکر یعنی ببول کے بیج نہ معلوم وہ حضرات یہ کیسے کھاتے ہوں گے یہ ہیں ان حضرات کی قربانیاں بے مثال اسلام کی قدر ان سے پوچھو ہم نے کمایا ہوا اسلام پایا ہم کیا قدر کر سکتے ہیں ۳؎ یعنی ہم کو پاخانہ بکری کی مینگنی کی طرح بالکل خشک ہوتا تھا جس میں کوئی تری نہیں اگر کوئی تر چیز کھائیں تو تری ہو۔ جب پتے اور ببول کے بیج کھائے جائیں گے تو پاخانہ بھی ایسا ہی ہو گا۔ ۴؎ یہاں اسلام سے مراد نماز ہے کیونکہ اسلام کا بہت اہم رکن ہے قرآن مجید میں نماز کو ایمان کہا گیا ہے **ما کان اللہ لیضیع ایمانکم** تعزیر ۔ بمعنی سزا بھی آتا ہے اور ۔ بمعنی تعلیم اور ۔ بمعنی تعظیم بھی **وتعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ** یہاں ۔ بمعنی تعلیم ہے (اشعہ) ۵؎ یعنی اگر ان تمام خدمات اور صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باوجود مجھے نماز بھی نہیں آئی میں ان لوگوں کے سکھانے کا حاجت مند رہا تو میں بہت ہی خائب و خاسر ہوا یہ لوگ مجھے نماز سکھانے کی کوشش نہ کریں بلکہ مجھ سے نماز اور دوسرے احکام اسلام سیکھیں میں صحبت یافتہ مصطفٰی ہوں صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہاں بنی اسد سے مراد زبیر ابن عوام ابن خوید ابن اسد کی اولاد ہے اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت اپنے علمی کمالات و فضائل بیان کرنا جائز ہے کہ یہ بھی رب کا شکر ہے فخر نہیں۔ ۶؎ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد ابن ابی وقاص کو کوفہ کا گورنر مقرر فرمایا تھا وہاں قبیلہ بنی اسد آباد تھے ان لوگوں نے آپ کی شکایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کی اس شکایت میں یہ بھی کہا کہ یہ نماز غلط پڑھتے ہیں اور ہم کو غلط ہی پڑھاتے ہیں جس سے ہماری نمازیں برباد ہوتی ہیں حضرت عمر نے آپ کو طلب فرمایا اور ان کی شکایات پیش کیں تو آپ نے جواب میں یہ فرمایا کہ میں اولین مومنوں میں سے ہوں میں نے صدہا نمازیں حضور کے پیچھے پڑھی ہیں میری نماز غلط کیسے ہو سکتی ہے۔

marfat.com

وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُنِي وَأَنَا ثَالِثُ الْإِسْلَامِ وَمَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ فِيهِ وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَإِنِّي لَثُلُثُ الْإِسْلَامِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۸۵۶) روایت ہے حضرت سعد سے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کو اسلام کا تہائی دیکھا۱، اور کوئی آدمی نہیں لایا مگر اس دن جب میں اسلام لایا اور میں سات روز تک اس طرح رہا کہ میں اسلام کا تہائی حصہ تھا۲۔(بخاری)

(۵۸۵۶) ۱۔ یعنی بالغ اور آزاد مردوں میں دو صاحب مجھ سے پہلے ایمان لائے تھے تیسرا میں اسلام لایا لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ حضرت سعد ابن ابی وقاص ساتویں مومن ہیں وہاں کل تعداد مراد ہے یہاں آزاد مردوں کی۔ حضرت خدیجہ، ابوبکر صدیق علی مرتضیٰ حضرت بلال ان سے پہلے ایمان لا چکے تھے مگر جناب خدیجہ بی بی تھیں اور علی بچے بلال غلام تھے (اشعہ مرقات) ۲۔ اس کا مطلب بھی وہ ہی ہے جو ابھی عرض کیا گیا کہ میرے ایمان لانے کے بعد سات دن تک کوئی ایمان نہیں لایا۔ میں آزاد بالغ مردوں میں تیسرا حصہ مومنوں کا رہا سات دن تک۔

وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ لِنِسَائِهِ إِنَّ أَمْرَكُنَّ مِمَّا يُهِمُّنِي مِنْ بَعْدِي وَلَنْ يَصْبِرَ عَلَيْكُنَّ إِلَّا الصَّابِرُونَ الصِّدِّيقُونَ قَالَتْ عَائِشَةُ يَعْنِي الْمُتَصَدِّقِينَ ثُمَّ قَالَتْ عَائِشَةُ لِأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَقَى اللّٰهُ أَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ وَكَانَ ابْنُ عَوْفٍ قَدْ تَصَدَّقَ عَلَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِحَدِيقَةٍ بِيعَتْ بِأَرْبَعِينَ أَلْفًا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۸۵۷) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں سے فرماتے تھے کہ میرے بعد تمہارے حالات کی مجھے بڑی فکر ہے تم پر صبر نہ کریں گے مگر صبر اور صدق والے۱، جناب عائشہ سے فرمایا یعنی صدقہ والے پھر حضرت عائشہ نے جناب ابو سلمہ ابن عبدالرحمٰن سے فرمایا۲، کہ اللہ تمہارے والد کو جنت کے سلسبیل سے پلائے اور ابن عوف نے امہات المومنین پر ایک باغ صدقہ کیا تھا۳، جو چالیس ہزار میں فروخت ہوا۴۔(ترمذی)

(۵۸۵۷) ۱۔ ازواج مطہرات حضور انور کی وفات کے بعد کسی جگہ نکاح نہیں کر سکتیں اور حضور انور کی میراث پا سکیں نہ رہنے کے لئے گھر اس لئے کبھی کبھی حضور انور کو یہ خیال آجاتا تھا تو دل مبارک پر اس کا اثر ظاہر ہوتا تھا ان تمام ازواج مطہرات میں جناب عائشہ صدیقہ کا حال نہایت قابل فکر تھا کیونکہ آپ نکاح کے وقت سات سالہ تھیں حضور کی عمر شریف ۴۵ سال حضور کی وفات شریف کے وقت آپ کی عمر شریف قریبًا اٹھارہ سال تھی اور کل عمر شریف ترپن سال ہوئی عین جوانی میں حضور کا سایہ اٹھا پھر ساری عمر شریف ایسی بے سرو سامانی میں گزاری اس لئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر نے مجھ پر احسان کیا کہ اپنی بیٹی میرے نکاح میں دے دی۔ ہمارے برخوردار مفتی محمد مختار نے عرض کیا ہے **شعر:۔**

☆ پونجی راہ خدا میں دے دی ☆ بیٹی نبی کے نکاح میں دے دی ☆
☆ جان کی لگائی بازی اکبر! ☆ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ☆

یعنی میرے بعد تمہاری خدمت وہ ہی کرتے رہیں گے۔ جن میں صبر اور صدق دل کوٹ کوٹ کر بھری ہو کہ میرے بعد میری خاطر تمہاری خدمت عمر بھر کرتے رہیں۔ ۲۔ ابو سلمہ کی کنیت ہی نام ہے آپ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف کے بیٹے ہیں خود **تابعی** ہیں مدینہ منورہ کے مشہور سات فقہاء میں سے ہیں آپ نے بڑے بڑے صحابہ سے احادیث روایت فرمائیں آپ سے بڑے بڑے

marfat.com

محدثین نے روایات لیں ہیں ۹۷ ستانوے میں وفات پائی بہتر سال عمر ہوئی (مرقات) ۳۔ یہاں صدقہ سے مراد خیرات نہیں ہے کوئی بیٹا اپنی ماں کو خیرات دیتا نہیں۔ بلکہ اس سے مراد نذرانہ ہدیہ ہے۔ جو لائق بیٹا اپنی ماں کی خدمت میں پیش کرتا ہے صدقہ بہت معنی میں آتا ہے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا تھا کہ ہم کھوٹی پونجی لائے ہیں **فتصدق علینا ان اللہ یجزی المتصدقین** وہاں صدقہ بمعنی نذرانہ ہے۔ ۴۔ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف کی سخاوت ملاحظہ ہو۔ نمبر۱ حضور کی حیات شریف میں آپ نے ایک بار چار ہزار دینار خیرات کئے۔ نمبر۲ ایک بار چالیس ہزار دینار راہ خدا میں دیئے نمبر۳ ایک بار پانچ سو گھوڑے مجاہدوں کو دیئے۔ نمبر۴ ایک بار ڈیڑھ ہزار اونٹ راہ خدا میں دیئے نمبر۵ وفات کے وقت پچاس ہزار دینار خیرات کرنے کی وصیت کی۔ نمبر۶ ایک بار آپ بیمار ہوئے تو اپنا تہائی مال خیرات کرنے کی وصیت کی مگر بعد میں آرام ہو گیا تو وہ مال خود ہی خیرات کر دیا۔ نمبر۷ ایک بار صحابہ سے کہا کہ جو اہل بدر سے ہو اسے فی کس چار سو دینار میں دوں گا نمبر۸ ایک بار ایک دن میں ڈیڑھ لاکھ دینار خیرات کئے رات کو حساب لگایا۔ پھر بولے کہ میرے سارا مال مہاجرین و انصار پر صدقہ ہے حتی کہ فرمایا میری قمیص فلاں کو اور میرا عمامہ فلاں کو جبریل امین حاضر ہوئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ عبدالرحمٰن کے صدقات قبول انہیں بے حساب جنتی ہونے کی خبر دیجئے نمبر۹ آپ نے تیس ہزار غلام آزاد کئے نمبر۱۰ یہ واقعہ کہ ازواج مطہرات کی خدمت میں یہ باغ پیش کیا جس کا یہاں ذکر ہے (مرقات)

وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِاَزْوَاجِهٖ اِنَّ الَّذِيْ يَحْثُوْ عَلَيْكُنَّ بَعْدِيْ هُوَ الصَّادِقُ الْبَارُّ اَللّٰهُمَّ اسْقِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِيْلِ الْجَنَّةِ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

(۵۸۵۸) روایت ہے حضرت ام سلمہ سے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیویوں سے فرماتے سنا کہ جو شخص تم سب پر میرے بعد تم پر نچھاور کرے وہ سچا اور نیک ہوگا۔ الٰہی عبدالرحمٰن ابن عوف کو جنت کے سلسبیل سے پلا ۲۔ (احمد)

(۵۸۵۸) ۱۔ یحثو بنا ہے حثو سے بمعنی لپ بھر بھر کر کسی پر بکھیرنا یعنی نثار کرنا نچھاور کرنا یعنی جو میرے بعد تم پر دل کھول کر خرچ کرے۔ وہ بہت ہی نیک و صالح ہوگا۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا ہے کہ تاقیامت جو مسلمان تمہارے نام پر خیرات کرے تمہاری طرف سے حج بدل کرے تمہارے نام پر مسجدیں یا خانقاہیں بنائے وہ بہت ہی نیک و صلح ہے اس فرمان عالی میں تاقیامت مسلمانوں کو لے لیا گیا ہے۔ ۲۔ سلسبیل جنت کے ایک چشمہ کا نام ہے۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے **عینا فیها تسمى سلسبیلا** اہل عرب کہتے ہیں **ماء** سلسل، سلاسل، **سلسبیلا** یعنی بہت کثرت سے بہنے والا پانی۔ یہ دعا یا تو حضرت ام سلمہ کی ہے یا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ چونکہ عبدالرحمٰن ابن عوف نے میری ازواج پاک سے یہ سلوک کیا یا کرنے والے ہیں خدایا تو انہیں جنت کا چشمہ سلسبیل عطا فرما معلوم ہوا کہ حضور کی دعا لینے کا ذریعہ ازواج مطہرات کی خدمت کرنا ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جناب عائشہ صدیقہ کے گھر رہتے ہیں جو بھی ثواب ختم وغیرہ کا ہدیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کرنا ہو اس میں ام المومنین عائشہ صدیقہ کا نام شریف ضرور لیا جائے ان کے توسط سے بارگاہ رسالت میں پیش کیا جائے تب حضور کے ہاں قبول ہوتا ہے فقیر حقیر احمد یار کی نیت پختہ ہے کہ اگر اب کی بار رب نے حج نصیب کیا تو انشاء اللہ جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے حج بدل کروں گا اور عمرہ جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس گنہگار پر ان دونوں سرکاروں کے بڑے احسانات ہیں مجھے انہوں نے ہی اپنے قدموں سے لگا کر باریاب کیا ہے رضی اللہ عنہما اللہ ان کا بھلا کرے۔

marfat.com

وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ جَآءَ اَهْلُ نَجْرَانَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِبْعَثْ عَلَيْنَا رَجُلًا اَمِيْنًا فَقَالَ لَاَبْعَثَنَّ اِلَيْكُمْ رَجُلًا اَمِيْنًا حَقَّ اَمِيْنٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ قَالَ فَبَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ ابْنَ الْجَرَّاحِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۸۵۹) روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں کہ نجران والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ۱۔ عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے پاس ایک امین آدمی بھیجیں ۲۔ تو فرمایا کہ میں تمہارے پاس ایسا امین بھیجوں گا جیسا چاہیے ویسا امین ہے ۳۔ لوگوں نے اس کا انتظار کیا فرمایا کہ حضور نے ابو عبیدہ ابن جراح کو بھیجا (مسلم بخاری)

(۵۸۵۹) ۱۔ نجران تین بستیوں کا نام ہے یمن کا ایک شہر جو ۱۰ دس ہجری میں فتح ہوا یہ جگہ نجران ابن زید ابن سبا کے نام پر آباد ہوائی دوسرا نجران جو علاقہ حوران میں واقع ہے دمشق کے قریب تیسرے عراق کا نجران جو کوفہ کے پاس ہے یہاں پہلا نجران مراد ہے وہاں کے لوگ ہی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تھے (مرقات) ۲۔ امین کے معانی پہلے بیان کئے جاچکے ہیں یعنی ایسا امانت دار آدمی ہمارے علاقہ میں بھیجیں جو ہمارا قاضی امیر اور معلم ہو۔ ۳۔ حق امین کا مطلب ہے کہ نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا امین ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ زید۔ یسا عالم ہونے کا حق ہے ویسا عالم ہے سارے صحابہ امانت والے ہیں مگر حضرت حذیفہ اول نمبر امانت دار۔

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ تُؤَمِّرُ بَعْدَكَ قَالَ اِنْ تُؤَمِّرُوْا اَبَا بَكْرٍ تَجِدُوْهُ اَمِيْنًا زَاهِدًا فِى الدُّنْيَا رَاغِبًا فِى الْاٰخِرَةِ وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عُمَرَ تَجِدُوْهُ قَوِيًّا اَمِيْنًا لَايَخَافُ فِى اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عَلِيًّا وَلَا اُرَاكُمْ فَاعِلِيْنَ تَجِدُوْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا يَاْخُذُ بِكُمُ الطَّرِيْقَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

(۵۸۶۰) روایت ہے حضرت علی سے کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپ کے بعد ہم کسے امیر بنائیں ۱۔ فرمایا اگر تم ابو بکر کو امیر بناؤ تو تم انہیں امین دنیا سے بے رغبت آخرت میں رغبت والا پاؤ گے ۲۔ اور اگر تم عمر کو امیر بناؤ تو تم انہیں قوت والا امانت والا پاؤ گے کہ وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامتی کی ملامت سے نہیں ڈرتے ۳۔ اور اگر تم علی کو امیر بناؤ میں نہیں سمجھتا کہ تم ایسا کرو گے ۴۔ تو تم انہیں ہدایت یافتہ پاؤ گے جو تمہیں سیدھے راستہ پر چلائیں گے ۵۔ (احمد)

(۵۸۶۰) ۱۔ حضور اقدس سے یہ سوال جب کیا گیا جبکہ حضرات صحابہ کو یہ یقین ہو گیا کہ حضور انور کسی کو خلیفہ نہیں بنائیں گے ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ خلیفۃ المسلمین میں یہ صفات ہونا ضروری ہیں امانت' زہد و تقویٰ آخرت میں رغبت صوفیاء فرماتے ہیں کہ اخلاص ذریعہ خلاص ہے۔ ۳۔ یعنی حضرت عمر بھی خلافت کے لائق ہیں کہ ان میں قوت' امانت' دیانت' سیاست اور حق پر مضبوطی سے قائم رہنا کسی کی پرواہ نہ کرنا ساری صفات موجود ہیں دنیا نے دیکھ لیا کہ جناب عمر نے اپنے زمانہ خلافت میں اسلام اور مسلمین کی کیسی خدمات کیں ۴۔ یعنی تم سب لوگ حضرت علی کو خلیفہ نہیں بناؤ گے ان کی خلافت پر مسلمان متفق نہ ہوں گے اس میں غیبی خبر ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ کی خلافت پر امت کا اجتماع نہیں ہوا خیال رہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق کا ذکر پہلے کیا پھر عمر فاروق کا پھر جناب علی کا اسی ترتیب سے خلافت ہوئی اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم لوگ حضرت علی مرتضٰی کو پہلا خلیفہ نہ بناؤ گے کہ قلم الٰہی اسی طرح چل چکا ہے کہ حضرت علی کی عمران دونوں سے زیادہ ہو اور وہ دونوں

marfat.com

حضرات بھی خلیفہ بنیں اگر جناب علی پہلے خلیفہ ہو جاتے۔ تو وہ صاحب خلیفہ نہ ہو سکتے حالانکہ ان دونوں کی خلافت بھی تقدیر مبرم ہو چکی ہے اس صورت میں لا اراکم کے معنی ہیں کہ مجھے یقین ہے تم علی کو پہلا خلیفہ نہ بناؤ گے۔ حضور انور نے یا تو جناب عثمان کا ذکر فرمایا ہی نہیں یا فرمایا تھا مگر راوی نے یا اختصار کر دیا یا اسے نسیان ہو گیا (اشعہ) ۵۔ یعنی جناب علی مرتضیٰ رب کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں اور تم کو ہدایت دینے والے جو لوگ انہیں خلیفہ مانیں گے وہ ہدایت پر ہوں گے جو انہیں خلیفہ نہیں مانیں گے وہ اس معاملہ میں ہدایت پر نہ ہوں گے بلکہ باغی ہوں گے یہ ہی اہل سنت کا مذہب ہے کہ حضرت علی خلیفہ برحق ہیں امیر معاویہ اس زمانہ میں باغی تھے۔ حضرت علی کی ڈگری امیر معاویہ کی معافی اس کی تحقیق ہماری کتاب امیر معاویہ میں دیکھو۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ زَوَّجَنِي ابْنَتَهٗ وَحَمَلَنِي اِلٰى دَارِ الْهِجْرَةِ وَصَحِبَنِي فِي الْغَارِ وَاَعْتَقَ بِلَالًا مِنْ مَّالِهٖ رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا تَرَكَهُ الْحَقُّ وَمَا لَهٗ مِنْ صَدِيْقٍ رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ يَسْتَحْيِيْهِ الْمَلٰٓئِكَةُ رَحِمَ اللّٰهُ عَلِيًّا اَللّٰهُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَهٗ حَيْثُ دَارَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

(۵۸۱) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ ابوبکر پر رحمت کرے انہوں نے اپنی بیٹی کا مجھ سے نکاح کر دیا ۱۔ اور مجھے ہجرت گاہ تک پہنچایا ۲۔ اور غار میں میرے ساتھ رہے ۳۔ اور بلال کو اپنے مال سے آزاد کیا ۴۔ اللہ عمر پر رحمت کرے کہ وہ حق بات کہتے ہیں اگرچہ کڑوی ہو انہیں حق نے ایسا کر دیا کہ ان کا کوئی دوست نہیں ۵۔ اللہ عثمان پر رحمت کرے کہ ان سے فرشتے غیرت کرتے ہیں اللہ علی پر رحمت کرے الٰہی علی کے ساتھ حق کو گردش دے جدھر وہ گردش کریں ۶۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۸۶۱) ۱۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ زندہ کو رحمۃ اللہ علیہ کہہ سکتے ہیں (مرقات) خیال رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی دختر نیک اختر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کا نکاح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اس میں اپنی بیٹی کی قربانی ہے جس کی وجوہ ابھی ہم کچھ پہلے عرض کر چکے ہیں اس لئے حضور انور نے اسے صدیق اکبر کی قربانیوں کے سلسلے میں ذکر فرمایا۔ ۲۔ اس طرح کہ غار ثور تک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھے پر لے گئے اور اس سے آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مصاحب رفیق سفر رہے مدینہ منورہ تک۔ خیال رہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے دو اونٹ پالے تھے ہجرت کے لئے ایک اپنے واسطے دوسرا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جب حضور نے ہجرت کی خبر دی تو حضرت صدیق نے وہ اونٹ پیش فرمایا حضور نے ارشاد فرمایا کہ ہاں منظور ہے مگر قیمت سے چنانچہ حضور نے آٹھ سو درہم میں وہ اونٹ جناب صدیق سے خرید اگر قرض (اشعہ) یہ ثابت نہیں کہ حضور انور سے یہ قرضہ جناب صدیق نے وصول کیا بھی ہو گا اگر وصول کیا بھی ہو گا تو حضور ہی پر خرچ کیا ہو گا۔ ۳۔ یعنی غار ثور کی کئی راتیں کئی دن جناب صدیق نے میرے ساتھ گزارے کہ اس زمانہ میں ان کے سواء کسی نے مجھے نہ دیکھا اس زمانہ میں ان کی عبادت تھی میرا منہ **تکنا** جو کسی اور کو میسر نہ تھی اس غار میں مجھ پر جان فدا کی کہ میری حفاظت کرتے ہوئے سانپ سے اپنے پاؤں میں کٹوا لیا یہ قربانی صرف انہوں نے کی رضی اللہ عنہ ۴۔ سبحان اللہ حضرت بلال کی خریدی ان کا آزاد کرنا حضور نے جناب صدیق کی قربانیوں کے سلسلہ میں بیان فرمایا ہے حضرت بلال امیہ ابن خلف کے ہاتھوں بڑی مصیبت میں تھے حضور نے فرمایا کہ کوئی بلال کو

marfat.com

خرید لیتا اور آزاد کر کے مجھ پر احسان کرتا حضرت صدیق نے پانچ سو درہم اور ایک قیمتی غلام سطاس کے عوض جناب بلال رضی اللہ عنہ کو خرید ا۔ حضور نے فرمایا

☆ گفت پیغمبر کہ اے اقبال جو ☆ در خریدن می شوم انبار تو! ☆
☆ گفت ماد و بندگان کوئے تو ☆ کرو مش آزاد ہم بر روئے تو ☆

اے صدیق بلال کی آدھی قیمت ہم سے لے لو اور ہم تم دونوں بلال کے خریدار بنیں۔ جناب صدیق نے عرض کیا کہ میں اور بلال دونوں آپ کے آستانہ کے غلام حضور میں کس کا ہوں اور میرا پیسہ کس کا ہے حضور اسے میں نے آپ کی خدمت کے لئے آزاد کر دیا۔ **شعر:۔**

☆ چوں بدید آں خستہ روئے مصطفیٰ ☆ خر مغشیا علیہ برقفا ☆

جب بلال نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور دیکھا بیہوش ہو کر گر پڑے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کا سر اپنے زانو پر رکھا فرمایا کہ **اوذیت فی سبیل اللہ** اے بلال تو اللہ کی راہ میں بہت ہی ستایا گیا۔ حضرت عمر فرمایا کرتے تھے۔ **ھو سیدنا واعتق سیدنا** ابوبکر میرے آقا ہیں انہوں نے میرے آقا بلال کو آزاد کرایا ہے تاقیامت مسلمانوں کے محسن اعظم ہیں ابوبکر صدیق ہم سب کے آقا حضرت بلال کو آپ نے ہی آزاد کیا یوں ہی عامر ابن فہیرہ کو حضرت صدیق نے آزاد کیا جن کی لاش بعد شہادت آسمان پر اٹھائی گئی (بخاری شریف) رضی اللہ عنہم اجمعین خدا کرے مجھے صدیق بغیر قیمت ہی خرید لیں اور دوزخ سے آزاد کر دیں۔

☆ تو ہے آزاد سقر سے ترے بندے آزاد ☆ ہے یہ سالک بھی ترا بندہ بے زر صدیق ☆

حضرت صدیق نے بہت لونڈیاں اور غلام وہ آزاد کئے جو کفار کے ہاتھوں سخت مصیبت میں تھے۔ ۵۔ یعنی خوشامد کی بناء پر کوئی ان کا دوست نہیں، بہت لوگ خوشامدی ہوتے ہیں وہ خوشامدیوں کے دوست بھی ہوتے ہیں لہٰذا حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ رسول اور جناب صدیق اور مہاجرین و انصار بھی حضرت عمر کے دوست نہیں نہ یہ حدیث اس آیت کے خلاف ہے **انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا**۔ ۶۔ حق سے مراد قرآن مجید ہے اس کی شرح وہ حدیث ہے جو امام جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع میں نقل فرمائی القرآن مع القران یعنی قرآن علی کے ساتھ ہے اور علی قرآن کے ساتھ ہم نے جناب علی کی شان میں عرض کیا ہے **شعر:۔**

☆ یہ ہے خاموش قرآن اور وہ قرآن ناطق ہیں ☆ نہ ہوں جس دل میں یہ اس میں نہیں قرآن کا رشتہ

marfat.com

بَابُ مَنَاقِبِ اَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے فضائل رضی اللہ عنہم اجمعین

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

اہل بیت کے معنی ہیں گھر والے اہل بیت رسول چند معنی میں آتا ہے نمبرا جن پر زکوٰۃ لینا حرام ہے یعنی بنی ہاشم عباس، علی، جعفر، عقیل، حارث کی اولاد۔ نمبر۲ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں پیدا ہونے والے یعنی اولاد نمبر۳ حضور کے گھر میں رہنے والے جیسے ازواج پاک نمبر۴ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آنے جانے والے جیسے حضرت زید ابن حارثہ اور جیسے اسامہ ابن زید' یہاں ازواج پاک کے سواء باقی حضرات مراد ہیں۔ یعنی اولاد اور خدام خاص' کیونکہ ازواج پاک کے لئے مؤلف نے علیحدہ باب باندھا ہے۔ خیال رہے کہ بیویوں کا اہل بیت ہونا قرآنی آیات سے ثابت ہے رب نے حضرت سارہ کو جناب ابراہیم کی اہل بیت فرمایا رحمتہ اللہ وبرکتہ علیکم اہل البیت۔ حضرت صفورا کو جناب موسیٰ علیہ السلام کا اہل فرمایا **اذقال لاهله امكثوا انى آنست نارا**۔ حضرت عائشہ صدیقہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل بیت فرمایا **واذ غدوت من اهلك تبوى المؤمنين مقاعد للقتال**۔ اور اولاد کا اہل بیت ہونا حدیث سے ثابت ہے حضور نے جناب فاطمہ حسنین کریمین اور جناب علیؓ کے متعلق فرمایا **اللهم هؤلاء اهل بيتى**۔ خدایا یہ لوگ بھی میرے اہل بیت ہیں۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج اولاد سب ہی اہل بیت ہیں رضی اللہ عنہم خلاصہ یہ ہے کہ بیت تین قسم کے ہیں۔ بیت نسب' بیت سکن' بیت ولادت اس لئے اہل بیت بھی تین قسم کے ہیں (ازاشعہ)

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَّفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَّحُسَيْنًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ هٰؤُلَآءِ اَهْلُ بَيْتِىْ۔ (رواہ مسلم)

(۵۸۶۲) روایت ہے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ہم اپنے اور تمہارے بیٹوں کو بلائیں ا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی اور فاطمہ اور حسن و حسین کو بلایا ۲۔ عرض کیا الٰہی میرے گھر والے یہ ہیں ۳۔ (مسلم)

(۵۸۶۲) ا۔ اس طرح کہ انہیں اپنی ان بددعاؤں میں شامل کریں خواہ اس طرح کہ مباہلہ میں انہیں حاضر کریں یا اس طرح کہ وہ اگرچہ یہاں سے غائب رہیں مگر انہیں بددعا میں داخل کریں چنانچہ نجران کے عیسائیوں نے یہاں اپنے بچوں کو نجران سے نہیں بلایا تھا۔ ۲۔ اس وقت حضرت رقیہ' ام کلثوم اور جناب ابراہیم وفات پاچکے تھے اس لئے وہ نہ آئے حضرت علی اہل بیت سکونت اہل بیت نسب ہیں اور حضرت فاطمہ زہرا و حسنین کریمین اہل بیت ولادت۔ ۳۔ یعنی الٰہی یہ بھی میرے اہل بیت ہیں یہ مطلب نہیں کہ یہ میرے اہل بیت ہیں ان کے سواء اور کوئی نہیں ورنہ یہ حدیث ان آیات قرآنیہ کے بھی خلاف ہوگی اور ان احادیث کے بھی جو ابھی ہم نے عرض کیں۔ خیال رہے کہ انسان ایسے موقعہ پر اپنے بچوں کی قسم کھاتا ہے۔ بیویوں یا دوستوں کی قسم نہیں کھاتا اس لئے

marfat.com

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے ہمراہ لے گئے مگر تفسیر روح المعانی نے حوالہ سے فرمایا کہ اس موقعہ پر حضور انور حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کو مع ان کی اولادوں کے بھی ساتھ لے گئے تھے۔ دیکھو ہماری تفسیر نعیمی۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهٗ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَاَدْخَلَهٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۸۶۳) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ ایک صبح کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے آپ پر کالی اون کی مخلوط چادر تھی ا۔ حسن ابن علی آئے حضور نے انہیں داخل کرلیا پھر جناب حسین آئے وہ بھی ان کے ساتھ داخل ہوگئے پھر جناب فاطمہ آئیں انہیں بھی داخل کرلیا پھر جناب علی آئے انہیں بھی داخل کرلیا پھر فرمایا اے نبی کے گھروالوں اللہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کردے ۲۔ اور تم کو خوب پاک وصاف فرمادے ۳۔ (مسلم)

(۵۸۶۳) ا۔ یہ واقعہ اس وقت ہوا جبکہ آیت کریمہ **یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا** نازل ہوئی۔ ۲۔ خیال رہے کہ یہ آیت کریمہ ازواج مطہرات کے حق میں نازل ہوئی ہے کیونکہ اوپر سے انہیں کا ذکر ہے اور خود اس آیت کے اول میں انہیں سے خطاب ہے اور بعد میں بھی انہیں سے خطاب اگر اتنے ٹکڑے میں یہ حضرات مراد ہوں تو آیات بلکہ ایک آیت کے اجزاء میں سخت بے ربطی ہوجاوے گی مگر چونکہ انہیں ازواج پاک اہل بیت کے لفظ سے یاد فرمایا گیا لہذا یطہرکم ضمیر جمع مذکر ارشاد ہوئی کہ لفظ اہل بیت مذکر ہے جیسے فرشتوں نے حضرت سارہ زوجہ ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا تھا۔ اتعجبین من امر اللہ رحمتہ اللہ وبرکتہ علیکم اہل البیت وہاں بھی علیکم جمع مذکر کی ضمیر ارشاد ہوئی ہے حضور انور نے چاہا کہ ان حضرات کو بھی اس میں داخل فرمالیں لہذا دعا فرمائی کہ الٰہی یہ بھی میرے گھر والے ہی ہیں انہیں بھی خوب پاک فرمادے اسی لئے روایات میں ہے کہ جناب ام سلمہ نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے بھی اس کمبل شریف میں داخل فرمالیں فرمایا انت علی خیر تم تو اس آیت خیر میں ہو ہی تمہارے لئے دعا کرکے داخل کرنے کی کیا ضرورت ہے ہم تو ان کو داخل کرنے کی دعا کررہے ہیں جو اس میں داخل نہیں۔ ۳۔ ان ساری آیات میں حضور کی ازواج پاک سے خطاب ہے۔ **ینساء النبی** فرماکر انہیں حکم دیا گیا کہ پردے میں رہو تلاوت قرآن کرو نماز کی پابندی کرو اس جملہ یعنی **یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس** الخ میں ان احکام کی حکمت کا ذکر ہے کہ ہم نے تم کو یہ احکام اس لئے دیئے کہ اللہ چاہتا ہے کہ تم سے زمانہ جاہلیت کی گھنونی عادات کی گندگی دور رکھے اور تم کو پاک وصاف رکھے اس کا مطلب یہ نہیں کہ پہلے یہ حضرات پاک وصاف نہ تھے اب پاک ہوں گے خیال رہے کہ سواء انبیاء کرام اور فرشتوں کے معصوم کوئی نہیں ہاں حضرات صحابہ اور بعض اولیاء اللہ محفوظ ہیں اس آیت سے ان حضرات کی معصومیت ثابت نہیں ہوتی جیساکہ روافض نے سمجھا معصوم وہ جو گناہ نہ کرسکے محفوظ وہ جو گناہ نہ کرے بعض روایات میں ہے کہ حضرت ام سلمہ نے حضور سے اس موقعہ پر عرض کیا حضور میں بھی آپ کی اہل بیت ہوں فرمایا تم بھی اہل بیت ہو بعض روایات میں ہے کہ حضور انور نے ام سلمہ کو بھی کمبل میں لے لیا پھر یہ دعا فرمائی (مرقات) خیال رہے کہ لفظ پنجتن پاک اس حدیث سے لیا گیا ہے اور یہ واقعہ بہت بار ہوا

marfat.com

کبھی ام سلمہ کو کمبل شریف میں داخل نہیں کیا اور کبھی داخل فرمالیا ہے۔

وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ - (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۸۶۴) روایت ہے حضرت براء سے فرماتے ہیں کہ جب جناب ابراہیم کی وفات ہوئی ا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں اس کے لئے ایک دائی ہے ۲۔ (بخاری)

(۵۸۶۴) ا۔ جناب ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن شریف سے پیدا ہوئے باقی ساری اولاد حضرت خدیجہ سے یعنی طیب' طاہر' قاسم اور رقیہ' زینب کلثوم' فاطمہ رضی اللہ عنھم۔ ابراہیم مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے ذی الحجہ ۸ھ میں سولہ مہینہ عمر پاکر وفات پا گئے جنت البقیع میں عثمان ابن مظعون کے برابر دفن ہوئے فقیر نے زیارت کی ہے عثمان ابن مظعون حضور کے رضاعی بھائی تھے۔ ۲۔ یعنی جنت کی کوئی خاص مخلوق ان کی خدمت کرتی ہے اور جنت کی خاص نعمتوں سے ان کی پرورش کی جاتی ہے خیال رہے کہ مرضعہ' ت سے وہ ہے جو دودھ پلائے اور مرضع وہ جو یہ کام کر سکے اگرچہ نہ کرے جیسے حائض وہ عورت جسے حیض آ سکے یعنی بالغہ اور وہ جسے حیض آ رہا ہو یہ فرق دیکھو لمعات شریف اسی لئے قرآن کریم میں ہے **تذهل كل مرضعة عما ارضعت** وہاں **مرضع** نہیں فرمایا (مرقات)

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهُ فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ مَا تَخْفَى مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَآهَا قَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِي ثُمَّ أَجْلَسَهَا ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا فَلَمَّا رَأَى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَإِذَا هِيَ تَضْحَكُ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهُ فَلَمَّا تُوُفِّيَ قُلْتُ عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِي عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا أَخْبَرْتِنِي قَالَتْ أَمَّا الْآنَ فَنَعَمْ أَمَّا حِينَ سَارَّنِي فِي الْأَمْرِ الْأَوَّلِ فَإِنَّهُ أَخْبَرَنِي أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَإِنَّهُ عَارَضَنِي بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أُرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللهَ وَاصْبِرِي فَإِنِّي نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ فَبَكَيْتُ فَلَمَّا رَأَى جَزَعِي سَارَّنِي الثَّانِيَةَ قَالَ يَا فَاطِمَةُ

(۵۸۶۵) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آپ کے پاس تھیں جناب فاطمہ آئیں ا۔ آپ کی چال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال سے بالکل مختلف نہ تھی ۲۔ تو جب انہیں حضور نے دیکھا تو فرمایا خوش آمدید اے میری بچی پھر انہیں بٹھالیا پھر ان سے کچھ سرگوشی کی ۳۔ آپ بہت سخت روئیں تو جب ان کا رنج ملاحظہ فرمایا تو ان سے دوبارہ سرگوشی فرمائی تو وہ ہنس پڑی ۴۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو میں نے ان سے سرگوشی کے متعلق پوچھا ۵۔ آپ بولیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز فاش نہیں کر سکتی پھر جب حضور کی وفات ہوگئی تو میں نے کہا کہ میں تم کو اس کی وجہ سے جو میرا تم پر حق ہے قسم دیتی ہوں کہ تم مجھے بتادو ۶۔ آپ بولیں لیکن اب تو ہاں ضرور ۷۔ جس وقت حضور نے پہلی بار مجھ سے سرگوشی کی تو آپ نے مجھے خبر دی کہ حضرت جبریل ہر سال مجھ پر قرآن مجید ایک بار پیش کیا کرتے تھے اور انہوں نے اس سال مجھ پر دو بار پیش کیا ۸۔ میں نہیں خیال کرتا مگر یہ کہ میری وفات قریب ہے تم اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا ۹۔ میں تمہارا بہترین پیش رو

marfat.com

اَلَا تَرْضَیْنَ اَنْ تَکُوْنِیْ سَیِّدَۃَ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَوْ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَسَارَّنِیْ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ یُقْبَضُ فِیْ وَجْعِهٖ فَبَکَیْتُ ثُمَّ سَارَّنِیْ فَاَخْبَرَنِیْ اَنِّیْ اَوَّلُ اَهْلِ بَیْتِهٖ اَتْبَعُهٗ فَضَحِکْتُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

ہوں ۱۰؎ تو میں رونے لگی تو جب حضور نے میری گھبراہٹ دیکھی تو مجھ سے دوبارہ سرگوشی کی فرمایا اے فاطمہ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم جنتی لوگوں کی بیویوں یا مومنوں کی بیویوں کی سردار ہو ۱۱؎ اور ایک روایت میں ہے کہ مجھ سے حضور نے سرگوشی کی کہ اس بیماری میں حضور کی وفات ہوگی تو میں روئی پھر مجھ سے دوبارہ سرگوشی کی مجھے خبر دی کہ میں ان کے گھر والوں میں پہلی ہوں گی جو ان کے پیچھے پہنچوں گی ۱۲؎ تو میں ہنس پڑیں (مسلم بخاری)

(۵۸۶۵) ۱؎ فاطمہ بنا ہے فطم سے بمعنی دور ہونا اس لئے جس بچہ کا دودھ چھڑا دیا جاوے اس فطیم کہتے ہیں چونکہ اللہ تعالٰی نے جناب فاطمہ ان کی اولاد ان کے **محبین** کو دوزخ کی آگ سے دور کیا ہے اس لئے آپ کا نام فاطمہ ہوا (مرقات) آپ کا لقب ہے بتول اور زہرا بتول کے معنی ہیں منقطع ہونا کٹ جانا **وتبتل الیه تبتیلا** چونکہ آپ دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا سے الگ تھیں لہٰذا بتول لقب ہوا زہرا بمعنی کلی آپ جنت کی کلی تھیں حتی کہ آپ کو کبھی حیض نہیں آیا (مدارج) آپ کے جسم سے جنت کی خوشبو آتی تھی جسے حضور سونگھا کرتے تھے مبسوط سرخسی اس لئے آپ کا لقب زہرا ہوا رضی اللہ عنہا ہم نے عرض کیا ہے **شعر**:۔

☆ بتول و فاطمہ زہرا لقب اس واسطے پایا ☆ کہ دنیا میں رہیں اور دیں پتہ جنت کی نکہت کا ☆

۲؎ حضرت فاطمہ سر سے پاؤں تک ہم شکل مصطفٰی تھیں آپ کی چال ڈھال ہر وضع قطع حضور کے مشابہہ تھی اللہ نے رسول کی جیتی جاگتی تصویر بنایا تھا ہم نے عرض کیا **شعر**:۔

☆ رسول اللہ کی جیتی جاگتی تصویر کو دیکھا! ☆ کیا نظارہ جن آنکھوں نے تفسیر نبوت کا ☆

۳؎ حضور جب فاطمہ زہرا کو آتے دیکھتے تو خوشی میں کھڑے ہو جاتے تھے پیشانی اور ہاتھ کو بوسہ دیتے تھے اپنی جگہ بٹھالیتے تھے یہ واقعہ وفات شریف سے بالکل قریب ہی واقع ہوا۔ ۴؎ تمام ازواج پاک موجود تھیں مگر یہ راز کی بات صرف جناب فاطمہ سے فرمائی آپ صاحب راز ہیں۔ ۵؎ یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے تشریف لے گئے تو ہم نے حضرت فاطمہ سے پوچھا کہ حضور نے تم سے کیا فرمایا ۶؎ یعنی میں تمہاری ماں ہوں اور تم میری بیٹی ہو ماں کا بیٹی پر حق ہوتا ہے اس حق کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ اب تم مجھ کو بتادو کہ حضور انور نے تم سے کیا فرمایا تھا۔ ۷؎ جناب فاطمہؓ نے اپنی قوت اجتہادیہ سے معلوم فرمالیا تھا کہ حضورؐ کی حیات شریف میں یہ بات چھپانے کی تھی کیونکہ اس میں حضور کی وفات کی خبر تھی قبل از وقت اس کا اظہار مناسب نہ تھا اب جبکہ وفات شریف ہو چکی وہ راز نہ رہی تو اس گفتگو کا دوسرا حصہ یعنی میری وفات اور میرے درجہ کا اظہار بھی راز نہ رہا اس لئے اب بیان فرمادیا۔ ۸؎ ظاہر یہ ہے کہ قرآن سے مراد سارا قرآن مجید ہے حضرت جبریل علیہ السلام ہر ماہ رمضان میں پورے قرآن کا حضور کے ساتھ دور کرتے تھے مگر اس دور کا نام نزول قرآن نہ تھا نزول تو وہ تھا جو حسب موقع آیات کا ورود ہوتا تھا اس سے معلوم ہوا کہ ماہ رمضان میں قرآن مجید کا دور کرنا سنت رسولی بھی ہے اور سنت جبریلی بھی کہ ایک پڑھے دوسرا سنے پھر وہ پڑھے یہ سنے یہ واقعہ یعنی دوبار ایک ماہ میں دور فرمانا پندرہ دن میں دورہ ختم کر دینا حضور کے آخری رمضان شریف میں ہوا اور حضرت فاطمہ سے حضور کا یہ

marfat.com

فرمان رمضان کے بعد تھا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اول ہی سے سارے قرآن سے واقف تھے جسے قرآن نہ آتا ہو اس کے ساتھ دور نہیں کیا جاتا بلکہ اُسے پڑھایا جاتا ہے یہ بھی معلوم ہوا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وفات کی خبر تھی کہ اگلے رمضان سے پہلے ہماری وفات ہو جاوے گی۔ بعض سورتیں مکمل نہیں نازل ہوئی تھیں کچھ آیات آچکی تھیں کچھ آنے والی تھیں پھر دور کیسا۔ ۹۔ یعنی اے فاطمہ جیسے تم ہماری حیات شریف میں طیبہ طاہرہ متقیہ صابرہ رہی ہو ایسے ہی ہماری وفات کے بعد بھی رہنا تمہارے پائے استقلال میں جنبش نہ آنے پائے آپ نے اس پر عمل کرکے دکھادیا۔ رونا صبر کے خلاف نہیں نوحہ پیٹنا' ماتم کرنا صبر کے خلاف ہے یہ آپ نے کبھی نہیں کیا۔ ۱۰۔ پیش رو وہ جو کسی کے آگے کسی مقام پر جاکر اس کا انتظام وغیرہ کرے یعنی ہم تم سے پہلے جارہے ہیں۔ جب تم آؤ گی تو ہم تمہارے انتظار میں ہوں گے تمہارا گھر بار ساز و سامان ہماری نگرانی میں سب تیار ہو چکا ہوگا سبحان اللہ۔ ۱۱۔ یعنی مومن مردوں کی بیویوں کی تم سردار ہو گی لہٰذا جناب فاطمہ ازواج مطہرات خصوصاً جناب عائشہ صدیقہ اور خدیجۃ الکبریٰ کی سردار نہیں کہ وہ بیویاں مومنین کی بیویاں نہیں بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں سبحان اللہ کیسی پیاری اور جامع عبارت ارشاد فرمائی۔ ۱۲۔ یعنی میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تمہاری وفات ہو گی۔ یہاں یہ نہ فرمایا کہ تمہاری وفات ہو گی بلکہ فرمایا سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی اس میں کئی غیبی خبریں ہیں۔ حضرت فاطمہ زہرا کا وقت وفات۔ آپ کی نوعیت وفات کہ آپ کا خاتمہ ایمان' تقویٰ پرہیزگاری کے اعلیٰ درجہ پر ہو گا آپ کا قبر و حشر میں اول نمبر کامیاب ہونا آپ کا پل صراط سے بخوبی گزر جانا۔ آپ کا جنت کے اعلیٰ مقام پر حتیٰ کہ حضور کے ساتھ رہنا یہ ہی علوم خمسہ کی خبریں ہیں۔ خیال رہے کہ فضیلت فاطمہ زہرا کے متعلق چند قول ہیں ایک یہ کہ حضرت فاطمہ زہرا دنیا بھر کی تمام عورتوں سے افضل ہیں حتیٰ کہ بی بی مریم' جناب عائشہ اور جناب خدیجۃ الکبریٰ سے بھی۔ دوسرے یہ کہ حضرت خدیجہ و عائشہ جناب فاطمہ زہرا سے افضل ہیں۔ تیسرے یہ کہ یہ تینوں حضرات یعنی جناب خدیجۃ الکبریٰ' عائشہ صدیقہ فاطمہ زہرا ہم رتبہ ہیں کوئی کسی سے افضل نہیں برابر ہیں۔ ترجیح دوسرے قول کو ہے کہ جناب عائشہ و خدیجہ حضرت فاطمہ زہرا سے افضل ہیں کہ وہ ماں ہیں اور جناب فاطمہ زہرا بیٹی نیز جنت میں وہ دونوں حضور کے ساتھ ہوں گی حضرت فاطمہ علی کے ساتھ نیز عائشہ صدیقہ بڑی فقیہ عالمہ مجتہدہ ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے **ینساء النبی لستن** کاحد من النساء امام مالک فرماتے ہیں کہ طہارت نفس شرف نسب میں جناب فاطمہ زہرا کی برابر کوئی نہیں ہو سکتا۔

وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّيْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ يُرِيْبُنِيْ مَا اَرَابَهَا وَيُؤْذِيْنِيْ مَا اٰذَاهَا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۸۶۶) روایت ہے حضرت مسور ابن مخرمہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے ۱۔ جس نے انہیں ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا ۲۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جو چیز انہیں پریشان کرے مجھے کرتی ہے اور جو چیز انہیں تکلیف دے وہ مجھے ستاتی ہے ۳۔ (مسلم بخاری)

(۵۸۶۶) ۱۔ یعنی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے یا میرے گوشت کا ٹکڑا اس بنا پر جناب فاطمہ زہرا سب سے افضل ہیں بھلا حضور کے لخت جگر کی برابر کون ہو سکتا ہے آپ کا نام فاطمہ کبریٰ کے لئے حضور کی سب سے چھوٹی بیٹی ۲ دو ہجری رمضان میں آپ کا نکاح جناب علی سے ہوا ذی الحجہ میں رخصت۔ آپ کے چھ بچے ہوئے' حسن' حسین' محسن' زینب' ام کلثوم' رقیہ' حضور صلی اللہ علیہ

marfat.com

وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد وفات پائی عمر شریف اٹھائیس سال ہوئی آپ کو جناب علی کرم اللہ وجہہ نے غسل دیا آپ نے ہی نماز پڑھی اور شب میں دفن کیا(مرقات) مگر صحیح یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔ ۲؎ یعنی جو فاطمہ زہرا کو تکلیف دینے انہیں ستانے کے لئے کوئی کام یا کلام کرے اس نے مجھے ایذاء پہنچائی یہ کلمات انصار' صحابہ بلکہ ہر مومن کے لئے بھی آئے **من ابغض الانصار ابغضہ اللہ حب قریش ایمان وبغضہم کفر۔ حب العرب ایمان وبغضہم کفر۔ من ابغض العرب فقد ابغضنی** (مرقات) خیال رہے کہ کسی سے حضرت سیدہ کا ناراض ہونا کچھ اور ہے اور ان کو ناراض کرنا کچھ اور جب حضرت علی نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا تو آپ ناراض ہوئیں آپ کی شکایت حضور سے کی۔ حضرت ابوبکر صدیق سے اپنی میراث مانگی۔ آپ نے ایک حدیث سنا کر انکار کیا تو آپ اپنے مانگنے پر ناراض یعنی نادم ہوئیں اس ناراضگی کی حیثیت کچھ اور ہے قیامت میں اعلان ہو گا کہ تمام لوگ اپنے سر جھکالیں فاطمہ گزر رہی ہیں جناب فاطمہ ستر ہزار حواران بہشتی کے ہمراہ بجلی کی کوند کی طرح گزریں گی (صواعق' مرقات) ۳؎ غالباً یہ فرمان عالی جب صادر ہوا جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دوسرا نکاح کرنا چاہا اور جناب فاطمہ زہرا نے یہ شکایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی جائز بلکہ فرض کام سے حضور ناراض ہوں تو وہ کام حرام ہو جاتا ہے نکاح سنت ہے مگر فاطمہ زہرا کی موجودگی میں حضرت علی کے لئے حرام ہو گیا کہ یہ جناب فاطمہ کی تکلیف کا باعث تھا اور آپ کی تکلیف حضور کی تکلیف کا سبب خیال رہے کہ حضرت فاطمہ زہرا ابوبکر صدیق پر ناراض نہ ہوئیں نہ ہو سکتی تھیں کیونکہ انہوں نے حضور کی حدیث پیش کرکے میراث دینے سے معذرت کی تھی فرمان رسول پر ناراضی کسی مسلمان کا کام نہیں چہ جائیکہ حضرت فاطمہ۔

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فِيْنَا خَطِيْبًا بِمَآءٍ يُدْعٰى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَنِىْ رَسُوْلُ رَبِّىْ فَاُجِيْبَ وَاَنَا تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَرَغَّبَ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ وَاَهْلُ بَيْتِىْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِىْ اَهْلِ بَيْتِىْ اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِىْ اَهْلِ بَيْتِىْ وَفِىْ رِوَايَةٍ كِتَابُ اللّٰهِ هُوَ حَبْلُ اللّٰهِ مَنِ اتَّبَعَهٗ كَانَ عَلَى الْهُدٰى وَمَنْ تَرَكَهٗ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۸۶۷) روایت ہے حضرت زید ابن ارقم سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہم میں خطیب کھڑے ہوئے اس پانی پر جسے خم کہا جاتا ہے ۱؎ مکہ مدینہ کے بیچ تو اللہ کی حمد وثناء کی اور وعظ ونصیحت فرمائی پھر فرمایا کہ حمد کے بعد لوگو خبردار میں بشر ہوں ۲؎ قریب ہے کہ میرے رب کا قاصد میرے پاس آجائے میں اس کا بلاوا قبول کرلوں ۳؎ میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑتا ہوں ۴؎ جن میں سے پہلی تو اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے ۵؎ تم اللہ کی کتاب لو اسے مضبوط پکڑو ۶؎ پھر کتاب اللہ پر ابھارا اس کی رغبت دی ۷؎ پھر فرمایا اور میرے اہل بیت ۸؎ میں تم کو اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ سے ڈراتا ہوں میں تم کو اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ سے ڈراتا ہوں ۹؎ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ کی کتاب اللہ کی رسی ہے ۱۰؎ جس نے اس کی اتباع کی وہ ہدایت پر رہا جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہی پر ہوا ۱۱؎ (مسلم)

marfat.com

(۵۸۶۷) ۱؎ غدیر خم کی تحقیق پہلے ہو چکی ہے کہ حرمین شریفین کے درمیان جحفہ منزل کے قریب ایک جگہ کا نام خم ہے وہاں ایک تالاب ہے اس تالاب کو غدیر خم کہتے تھے۔ وہاں کا یہ واقعہ ہے۔ ۲؎ چونکہ میں بشر ہوں لہذا مجھے بھی موت یقیناً آنی ہے۔ **شعر:۔**

☆ جو یہاں آیا ہے اسکو ہوگا جانا ایک دن ☆ سب کو ہے منہا خلقنا کم کا صدمہ ایک دن ☆

۳؎ رسول رب سے مراد یا حضرت عزرائیل علیہ السلام ہیں جو سب کے پاس موت کے وقت آتے ہیں۔ یا حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں جو وفات شریف کے وقت ملک الموت کے ساتھ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے استقبال کے لئے بارگاہ الٰہی میں ساتھ لے جانے کے لئے۔ ۴؎ ثقلین بنا ہے ثقل سے ۔بمعنی بوجھ جن وانس کو بھی ثقلین کہتے ہیں کہ زمین میں ان کا بڑا وزن ہے پھر فرمان الٰہی احکام شرعیہ کو ثقل کہتے ہیں کہ ان پر عمل نفس پر بوجھ ہے **انا سلقی علیک قولا ثقیلا** چونکہ قرآن مجید پر عمل اہل بیت کی اطاعت نفس پر بھاری ہے لہذا انہیں ثقلین فرمایا۔ بعض شارحین نے فرمایا کہ ثقلین ۔بمعنی زینت کی چیز ہیں جن وانس کو ثقلین اس لئے فرمایا گیا ہے کہ ان سے زمین کی زینت ہے **سنفرغ لکم ایها الثقلن** محشر میں انہیں کا حساب وکتاب ہے چونکہ ایمان کی زینت دین کی رونق قرآن مجید اور اہل بیت اطہار سے ہے اس لئے انہیں ثقلین فرمایا (مرقات) یعنی دو بھاری بھر کم چیزیں یا نفیس ترین چیزیں، جو متاع ایمان میں سب سے زیادہ قیمتی ہیں۔ ۵؎ یعنی قرآن مجید میں عقائد و اعمال کی ہدایت ہے اور یہ دنیا میں دل کا نور ہے قیامت میں پلصراط کا نور۔ ۶؎ اسمساک کے معنی ہیں مضبوطی سے تھامنا کہ چھوٹ نہ جائے قرآن کریم کو ایسی مضبوطی سے تھامو کہ زندگی اس کے سایہ میں گزرے موت اس کے سایہ میں آئے کیونکہ **شعر:۔**

☆ گر تو می خواہی مسلمان زیستن ☆ نیست ممکن جز بقرآن زیستن! ☆

خیال رہے کہ کتاب اللہ میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہے کہ وہ کتاب اللہ کی شرح اور اس پر عمل کرانے والی ہے سنت کے بغیر کتاب اللہ پر عمل ناممکن ہے لہذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ صرف قرآن کافی ہے۔ حدیث کی ضرورت نہیں بلکہ فقہ بھی کتاب اللہ کی ہی شرح یا حاشیہ ہے۔ ۷؎ یعنی قرآن مجید پر عمل نہ کرنے سے ڈرایا عمل کرنے پر رغبت دی ثواب کا وعدہ فرمایا۔ ۸؎ یعنی میری اولاد میری ازواج جناب علی وغیرہم ان کی اطاعت ان سے محبت کرو صوفیاء فرماتے ہیں کہ بیت یعنی گھر دو ہیں ایک جسم کا گھر دوسرے ذکر کا گھر یہ دونوں آبادی دنیا کا ذریعہ ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم خانہ والے تو آپ کی اولاد وازواج ہیں اور ذکر خانہ والے تاقیامت علماء، اولیاء، صالحین ہیں ان کے دلوں میں حضور کا نور بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہیں (حکیم علی ترمذی، اشعۃ اللمعات) ۹؎ یعنی میں تم کو اپنے اہل بیت کے متعلق اللہ سے ڈراتا ہوں۔ ان کی نافرمانی بے ادبی بھول کر بھی نہ کرنا ورنہ دین کھو بیٹھو گے خیال رہے کہ حضرات صحابہ اور اہل بیت کی لڑائیاں جھگڑے عداوت وبغض کے نہ تھے بلکہ اختلاف رائے کے تھے جیسے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا اختلاف رائے یوسف علیہ السلام کے متعلق یا جناب سارہ کا اختلاف رائے حضرت ہاجرہ سے لہذا وہ نہ کفر ہیں نہ الحاد ورنہ لازم آوے گا کہ حضرت علی وعائشہ دونوں پر الزام آجاوے کہ دونوں اہل بیت ہیں ان دونوں بزرگوں کی جنگ ہوئی جمل میں اس پر مفصل گفتگو ہماری کتاب امیر معاویہ میں دیکھو۔ ۱۰؎ یہ فرمان عالی اس آیت کی طرف اشارہ ہے **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔** جیسے کنویں میں گیا ہوا ڈول رسی سے وابستہ رہے تو پانی لے آتا ہے وہاں کی کیچڑ میں نہیں پھنستا۔ لیکن اگر رسی سے کھل جاوے تو وہاں کی دلدل میں پھنس جاتا ہے دنیا کنواں ہے۔ جہاں نیک

marfat.com

اعمال و ایمان کا پانی بھی ہے اور کفرو گناہوں کی دلدل ہم لوگ گویا ڈول ہیں اگر قرآن اور صاحب قرآن سے وابستہ رہے تو یہاں کے کفرو عصیان میں نہیں پھنسیں گے نیک اعمال کا پانی لے کر بخیریت اپنے گھر پہنچیں گے خیال رہے کہ قرآن رسی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اوپر کھینچنے والے مالک ہیں اور اگر حضور رسی ہیں تو رب تعالٰی اوپر کھینچنے والا امام ابو میری کہتے ہیں شعر:۔

☆ دعا الی اللہ فالمستمسکون بہ ☆ مستمسکون بحبل غیر منفصمی ☆

رسی کا ایک کنارہ ڈول میں ہوتا ہے دوسرا کنارہ اوپر والے کے ہاتھ میں اگر اوپر والا ہاتھ نہ کھینچے تو رسی ڈول کو نہیں نکال سکتی۔اا۔ لہذا کوئی قرآن چھوڑ کر ہدایت پر نہیں آسکتا خیال رہے کہ بعض مومنین بغیر کتاب اللہ صرف نبی کے ذریعہ رب تک پہنچ گئے جیسے فرعونی جادوگر یا جیسے وہ لوگ جو عین جہاد میں ایمان لا کر فوراً شہید ہو گئے مگر کوئی شخص صرف کتاب اللہ سے بغیر نبی رب تک نہیں پہنچا۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا سَلَّمَ عَلٰى ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِى الْجَنَاحَيْنِ. (رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ)

(۵۸۶۸) روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ وہ جب حضرت ابن جعفر کو سلام کرتے تو کہتے تھے تم پر سلام ہو اے دو پروں والے کے فرزند ا۔(بخاری)

(۵۸۶۸) ا۔ حضرت جعفر ابن ابی طالب قدیم الاسلام مومن ہیں اپنے بھائی علی سے دس سال بڑے تھے غزوہ موتہ میں ۸ھ میں ستر زخم کھا کر شہید ہوئے اکتالیس سال عمر پائی انکے متعلق حضور نے فرمایا کہ میں جعفر کو فرشتوں کے ساتھ جنت میں اڑتا دیکھ رہا ہوں اس دن سے آپ کا لقب طیار یا ذوالجناحین پڑھ گیا اس لئے آپ کے فرزند عبد اللہ ابن جعفر کو لوگ ابن طیار ابن ذی الجناحین کہتے تھے۔

وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِىٍّ عَلٰى عَاتِقِهٖ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۸۶۹) روایت ہے حضرت براء سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حسن ابن علی آپ کے کندھے پر تھے آپ فرماتے تھے الٰہی میں اس سے محبت کرتا ہوں تو تو اس سے محبت کرا۔(مسلم، بخاری)

(۵۸۶۹) ا۔ یعنی جس درجہ کی محبت ان سے میں کرتا ہوں تو بھی اسی درجہ کی محبت کر یعنی بہت زیادہ ورنہ حضرت حسن تو پہلے ہی سے اللہ کے محبوب تھے پہلا احب الف کے پیش سے ہے مضارع متکلم دوسرا احبہ الف کے فتحہ سے صیغہ دعا۔ امام حسن پندرہ رمضان ۳ تین ہجری کو پیدا ہوئے ۵۰ پچاس ہجری میں وفات پائی۔ بقیع میں دفن ہوئے ۴۷ سال عمر پائی حضرت علی کی وفات کے بعد چالیس ہزار سے زیادہ لوگوں نے آپ سے بیعت کی ۴۱ اکتالیس ھ پندرہ جمادی اولیٰ کو آپ نے امیر معاویہ کے حق میں خلافت سے دستبرداری فرمائی (مرقات)

marfat.com

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَائِفَةٍ مِّنَ النَّهَارِ حَتّٰى اَتٰى خِبَاءَ فَاطِمَةَ فَقَالَ اَثَمَّ لُكَعُ اَثَمَّ لُكَعُ يَعْنِيْ حَسَنًا فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ جَاءَ يَسْعٰى حَتَّى اعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ وَاَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهٗ۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۸۷۰) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دن کے ایک حصہ میں نکلا حتی کہ آپ جناب فاطمہ کے ڈیرے پر آئے تو فرمایا کہ کیا یہاں بچہ ہے کیا یہاں بچہ ہے ا۔ یعنی جناب حسن تو نہ ٹھہرے کہ حسن دوڑتے ہوئے آ گئے حتی کہ ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے صاحب کے گلے لگ گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی میں اس سے محبت کرتا ہوں تو تو بھی اس سے محبت کر اور جو اس سے محبت کرے اس سے محبت کر ۲۔ (مسلم بخاری)

(۵۸۷۰) ا۔ **لکع** کے معنی ہیں کم عقل یا بے عقل بچہ کو **لکع** اس لئے کہتے ہیں کہ وہ بے عقل ہے اس کے اور بہت معنی ہیں ۲۔ حضور کی یہ دعا تاقیامت محبین حسنین کے متعلق قبول ہے۔ بشرطیکہ محبت واقعی ہو محض دعویٰ کی نہ ہو ورنہ ہم نے بعض جاہل پیروں کو دیکھا کہ بھنگ گھوٹ رہے ہیں اور گاتے جاتے ہیں گھٹے بھنگ تو چڑھے رنگ' یا علی مدد پنج تن پاک کی جے۔ لاحول ولا قوۃ یہ محبت حسین نہیں عداوت حسنین ہے حضرات حسنین نے کبھی نماز چھوڑی نہیں۔ انہوں نے کبھی پڑھی نہیں۔

وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اِلٰى جَنْبِهٖ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَّعَلَيْهِ اُخْرٰى وَيَقُوْلُ اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۸۷۱) روایت ہے حضرت ابو بکرہ سے ا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا کہ حسن ابن علی آپ کی ایک کروٹ پر تھے آپ کبھی لوگوں پر توجہ فرماتے اور کبھی ان پر اور فرماتے تھے ۲۔ کہ میرا یہ بیٹا سید ہے ۳۔ شاید کہ اللہ تعالٰی اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرا دے ۴۔ (بخاری) ۵۔

(۵۸۷۱) ا۔ آپ کا نام نفیع ابن حارث ہے ثقفی ہیں آپ کے حالات بارہا بیان ہو چکے ہیں مشہور صحابی ہیں ۲۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف توجہ فرماتے ہیں وعظ کے لئے کبھی امام حسن کی طرف محبت بھری نگاہ سے دیکھتے ہیں پیار و الفت سے ۳۔ سید بمعنی سردار رب تعالٰی حضرت یحیٰی علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے **سید او حصور اونبیامن الصالحین** حضور انور کی اولاد کو آج ہمارے ہاں سید کہتے ہیں وہ یہاں سے لیا گیا ہے سید اصل میں سیود تھا واوی ہو کری میں مدغم ہو گئی بعض نے فرمایا کہ سید وہ جس کا غصہ اس کی عقل پر غالب نہ ہو بعض نے فرمایا کہ سید وہ جو خیر و برکات میں دوسروں سے بڑھ کر ہو حضرت حسن نسب حسب، علم و عمل، سیادۃ میں دوسروں سے اونچے ہیں۔ (مرقات) ۴۔ اس فرمان عالی میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو حضرت علی کی شہادت کے بعد اور امام حسن کی خلافت کے زمانہ میں پیش آیا کہ آپ کے ہاتھ پر چالیس ہزار آدمیوں نے موت پر بیعت کر لی تھی۔ قلت اور ڈر سے آپ پاک تھے امیر معاویہ سے جنگ کی تیاری تھی کہ آپ نے امیر معاویہ کے حق میں سلطنت سے دست برداری کر لی آپ کے بعض ساتھیوں پر یہ بات بہت گراں گزری حتی کہ کسی نے آپ سے کہا اے مسلمانوں کی عار آپ

marfat.com

نے فرمایا کہ عار نار سے بہتر ہے صرف اس خیال سے آپ نے یہ کام کیا کہ ناناجان کی امت میں قتل و خون نہ ہو۔ ان دونوں جماعتوں کو مسلمان فرمانے میں یہ بتایا گیا کہ امیر معاویہ اور امام حسن رضی اللہ عنہما دونوں اور ان دونوں کی جماعتیں مسلمان ہوں گی بغاوت اسلام سے نہیں نکال دیتی اسی لئے فقہاء فرماتے ہیں کہ باغی کی گواہی قبول ہے باغی کی طرف سے قضا قبول کرنا جائز ہے ان کے قاضی کے فیصلے نافذ ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم غیب بخشا کہ حضور نے آنے والے واقعہ کی خبر اس وضاحت سے دی یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور انور اس صلح سے راضی اور خوش ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ امام حسن کی یہ دست برداری صحیح ہے۔ جب دست برداری درست ہے تو امیر معاویہ کی سلطنت بھی درست ہے مذہب اہل سنت یہ ہے کہ اولاً امیر معاویہ باغی تھے امام حسن کی اس دست برداری کے بعد آپ پہلے سلطان المسلمین ہوئے خلافت راشدہ امام حسن پر ختم ہو گئی۔ حضور کے متعلق توریت و انجیل میں خبر دی گئی تھی کہ ان کا ملک شام میں ہو گا یہ وہی ملک ہے ملک شام جہاں امیر معاویہ سلطان ہیں سلف صالحین فرماتے ہیں کہ اللہ نے ہمارے ہاتھ ان کے خون سے ملوث نہیں کیے تو اپنی زبانیں لعن سے ملوث نہ ہونے دیں۔ امیر معاویہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ کہ آپ حضرت حسن کے لب اور زبان چوستے ہیں جو لب و زبان حضور نے چوسے ہوں اس سے دوزخ کی آگ بہت دور رہے گی۔ (احمد' مرقات) ۵۔ اس صلح کے وقت واقعہ یہ ہوا کہ امیر معاویہ نے امام حسن کے پاس سادہ کاغذ بھیجا اور فرمایا کہ آپ جو شرائط صلح چاہیں لکھ دیں مجھے منظور ہے امام حسن نے لکھا کہ اتنا روپیہ سالانہ بطور وظیفہ ہم کو دیا جایا کرے اور آپ کے بعد پھر خلیفہ ہم ہوں گے آج آپ نے کہا کہ منظور ہے چنانچہ آپ سالانہ وظیفہ دیتے رہے اس کے علاوہ اکثر عطیہ نذرانے پیش کرتے رہتے تھے۔ ایک بار فرمایا کہ آج میں آپ کو وہ نذرانہ دیتا ہوں جو کبھی کسی نے کسی کو نہ دیا ہو چنانچہ آپ نے اربعۃ الف الف نذرانہ کئے یعنی چالیس کروڑ روپیہ (مرقات) جب امام حسن امیر معاویہ کے پاس آتے تو امیر معاویہ انہیں اپنی جگہ بٹھاتے خود سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے کسی نے پوچھا آپ ایسا کیوں کرتے ہیں فرمایا کہ امام حسن ہم شکل مصطفیٰ ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اس مشابہت کا احترام کرتا ہوں ان امور کی پوری تحقیق ہماری کتاب امیر معاویہ میں ملاحظہ کرو۔

وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ نُعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَسَاَلَهٗ رَجُلٌ عَنِ الْمُحْرِمِ قَالَ شُعْبَةُ اَحْسِبُهٗ یَقْتُلُ الذُّبَابَ قَالَ اَهْلُ الْعِرَاقِ یَسْاَلُوْنِیْ عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هُمَا رَیْحَانَایَ مِنَ الدُّنْیَا۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۸۷۲) روایت ہے حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی نعم ا؎ سے فرماتے ہیں کہ میں نے جناب عبداللہ ابن عمر کو سنا جب کہ آپ سے ایک شخص نے محرم کے متعلق پوچھا شعبہ کہتے ہیں کہ مجھے خیال ہے کہ یہ پوچھا کہ محرم مکھی مار سکتا ہے ۲؎۔ تو فرمایا عراقی لوگ مجھ سے مکھی کے متعلق پوچھتے ہیں اور رسول اللہ کی دختر کے بیٹے کو قتل کر چکے ہیں' فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں ۳؎۔ (بخاری)

(۵۸۷۲) ا؎ آپ تابعی ہیں بڑے عالم متقی درویش و صابر بندے تھے فقر و فاقہ پر قانع ایک بار حجاج نے آپ کو تاریک جگہ بند کر کے دروازہ اینٹوں سے چن دیا پندرہ دن بعد نکالا اگر زندہ ہوں تو قتل کر دو اگر وفات پا چکے ہوں تو دفن کر دیا جاوے دروازہ کھولا تو

marfat.com

آپ نماز پڑھ رہے تھے آکر آپ کو آزاد کردیا(اشعہ) ۲؎ کسی عراقی حاجی نے آپ سے پوچھا تھا کہ بحالت احرام محرم مکھی مار سکتا ہے یا نہیں مکھی شکار ہے یا نہیں ۳؎ یعنی یہ لوگ مجھ سے مکھی کے قتل کا مسئلہ پوچھتے ہیں حالانکہ کربلا میں حضرت حسین کو شہید کرکے آئے ہیں وہاں نہیں پوچھا کہ قتل حسین جائز ہے یا نہیں اس فرمان نبوی کا مطلب یہ ہے کہ حضرت حسن و حسین دنیا میں جنت کے پھول ہیں جو مجھے عطا ہوئے ان کے جسم سے جنت کی خوشبو آتی ہے اس لئے حضور انہیں سونگھا کرتے تھے اور حضرت علی سے فرماتے تھے۔ اسلام علیک یا ابا ریحانین اے دو پھولوں کے والد اس فرمان عالی کے اور بہت معنی کیے گئے اعلیٰ حضرت نے فرمایا ہے۔
شعر:۔

☆ کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی ☆ زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول ☆

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ اَحَدٌ اَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَقَالَ فِي الْحُسَيْنِ اَيْضًا كَانَ اَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۸۷۳) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ جناب حسن ابن علی سے زیادہ کوئی بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ نہ تھا۱؎ اور جناب حسین کے بارے میں ۲؎ بھی فرمایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل تھے (بخاری)

(۵۸۷۳) ۱؎ یعنی حضرت حسین و حسن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل تھے حضرت حسن نصف بالائی جسم میں حضرت حسین نصف زیریں حصہ میں ۲؎ امام حسین کا نام شریف حسین ابن علی ابن ابی طالب ابن عبدالمطلب ہے کنیت ابو عبداللہ ہے پانچ شعبان ۴ھ کو پیدا ہوئے اور جمعہ کے دن دس محرم ۶۱ھ کو کربلا میں شہید ہوئے کربلا کوفہ بلا کے درمیان مشہور جگہ ہے آپ کو سنان ابن انس نخعی نے شہید کیا یا شمر ابن ذالجوشن نے آپ کا سر مبارک خولی ابن یزید اصبحی نے تن شریف سے جدا کیا اور عبیداللہ ابن زیاد سے یہ اشعار پڑھ کر انعام مانگا۔

☆ اوقر کابی فضة ذ هبا ☆ انی قتلت الملک محجبا ☆
☆ قتلت خیر الناس اماو ابا ☆ وخیرهم اذ ینسبون نسبا ☆

آپ کے ساتھ آپ کے گھر والے تیئس آدمی شہید ہوئے آپ کی عمر اٹھاون سال ہوئی ۶۷ میں عبیداللہ ابن زیاد کو ابراہیم ابن مالک ابن اشتر نخعی نے قتل کیا اس کا سر مختار کے پاس مختار نے عبداللہ ابن زبیر کے پاس اور ابن زبیر نے امام زین العابدین کے پاس بھیجا (مرقات)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى صَدْرِهٖ فَقَالَ اللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَلِّمْهُ الْكِتٰبَ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۸۷۴) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ سے لگایا پھر فرمایا الٰہی انہیں حکمت سکھا اور ایک روایت میں ہے کہ انہیں قرآن سکھا (بخاری) ۱؎

(۵۸۷۴) ۱؎ حضور کی یہ دعا قبول ہوئی حضرت عبداللہ ابن عباس بڑے فقیہ مجتہد صحابی ابن صحابی ہیں اللہ نے آپ کو علم قرآن علم فقہ بہت وسیع عطا فرمایا ہے آپ کا لقب حبر امت ہے۔

marfat.com

وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْخَلَاءَ فَوَضَعْتُ لَهٗ وَضُوْءً فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ مَنْ وَضَعَ هٰذَا فَاُخْبِرَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ. (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۸۷۵) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاخانہ تشریف لے گئے تو میں نے آپ کے لئے وضو کا پانی رکھا۱، تو آپ باہر آئے فرمایا یہ کس نے رکھا ہے حضور کو خبر دی گئی تو فرمایا الٰہی اسے دین کا فقیہ بنادے ۲۔(مسلم بخاری)

(۵۸۷۵) ۱۔ حضور انور اس دن حضرت عبداللہ ابن عباس کی خالہ جناب میمونہ ام المومنین کے گھر قیام فرماتھے تہجد کا وقت تھا حضور استنجا خانہ میں تشریف لے گئے حضرت ابن عباس جو اس رات وہاں ہی سوئے تھے تاکہ حضور کی رات کی زندگی شریف دیکھیں آپ اٹھے اور وضو کے لئے پانی استنجا خانہ کے دروازے پر رکھ دیا یہ خدمت بارگاہ نبوت میں قبول ہوگئی ۲۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ فقہ فی الدین یعنی دینی سمجھ مسائل دینیہ کا استنباط کرسکنا اللہ کی بڑی نعمت ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے خوش ہو کر انہیں یہ دعا دی دین کا علم اور چیز ہے دین کا فقہ اور چیز ہے رب فرماتا ہے **ومن یؤت الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا** اور فرمایا ہے **یؤتی الحکمته من یشاء** ان آیات میں حکمت سے مراد فقہ فی الدین ہے اسی فقہ سے انسان کتاب و سنت کو سمجھتا ہے اسی سے الہام اور وسوسہ میں فرق کرتا ہے حضرت ابن عباس ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کی عمر تیرہ سال تھی آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دوبار دیکھا آخر عمر شریف میں نابینا ہوگئے ۶۸ھ میں طائف میں وفات ہوئی اکہتر سال عمر پائی۔ آپ بہت سے علوم کے جامع تھے رضی اللہ عنہ (مرقات)

وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ کَانَ یَاْخُذُهٗ وَالْحَسَنَ فَیَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَحِبَّهُمَا فَاِنِّیْ اُحِبُّهُمَا وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْخُذُنِیْ فَیُقْعِدُنِیْ عَلٰی فَخِذِهٖ وَیُقْعِدُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ عَلٰی فَخِذِهِ الْاُخْرٰی ثُمَّ یَضُمُّهُمَا ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَاِنِّیْ اَرْحَمُهُمَا. (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۸۷۶) روایت ہے حضرت اسامہ ابن زید سے ۱۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہے کہ حضور انہیں اور جناب حسن کو پکڑتے تھے عرض کرتے تھے الٰہی میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر ۲۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پکڑتے اور مجھے اپنی ران پر بٹھاتے تھے اور حسن ابن علی کو اپنی دوسری ران پر بٹھالیتے تھے پھر ان دونوں کو لپٹاتے تھے ۳۔ پھر فرماتے الٰہی ان دونوں پر رحم فرماکہ میں ان پر رحم کرتا ہوں ۴۔(بخاری)

(۵۸۷۶) ۱۔ آپ اسامہ ابن زید ابن حارثہ خزاعی ہیں آپ کی والدہ کا نام برکت ہے کنیت ام ایمن جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ کی آزاد کردہ لونڈی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کرنے والیوں میں سے۔ اسامہ ابن زید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت اسامہ صرف دس سال کے تھے ۵۴ چون میں وفات ہوئی۔ ۲۔ یہ حضرات اسامہ کی انتہائی عظمت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعا میں انہیں حضرت حسن کے ساتھ ملایا اس لئے صاحب مشکوۃ یہ حدیث اہل بیت کے بیان میں لائے تاکہ معلوم ہو کہ اسامہ ابن زید بھی اہل بیت اطہار سے ہیں یعنی حضور

marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رہنے سہنے آنے جانے والے اس محبت سے مراد ہے کوئی خصوصی محبت جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر مبنی ہے ورنہ اللہ تعالٰی کو ہر مسلمان مومن سے محبت ہے محبت بالمومنین بالصالحین بالاولیاء بالانبیاء بالمصطفٰی اور محبوبین المصطفٰی ان سب محبتوں میں بڑا فرق ہے۔ ۳۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں صاحبوں کو اپنی الگ الگ رانوں پر بٹھال کر ان دونوں کو اپنے سینے سے لگالیتے تھے گویا تین سینے ایک جگہ ہو جاتے تھے سینہ محمد مصطفٰی سینہ حسن مجتبٰی اور سینہ اسامہ ابن زید خیال رہے کہ سارے قرآن مجید میں سواء زید ابن حارثہ کے کسی صحابی یا اہل بیت کا نام نہیں آیا **فلما قضی زید منھا وطرا۔** اور سواء مریم کے کسی عورت کا نام نہ آیا سواء رمضان کے کسی مہینے کا نام نہ آیا۔ ۴۔ یعنی میں ان دونوں پر خصوصی رحمت کرتا ہوں تو بھی ان پر خاص ہی رحمت کرورنہ حضور کی عمومی رحمت سارے عالم پر ہے **وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین** (مرقات)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ اِمَارَةِ اَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَاَيْمُ اللّٰهِ اِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْاِمَارَةِ وَاِنْ كَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ وَاِنَّ هٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ بَعْدَهٗ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ نَحْوُهٗ وَفِيْ اٰخِرِهٖ اُوْصِيْكُمْ بِهٖ فَاِنَّهٗ مِنْ صَالِحِيْكُمْ۔

(۵۸۷۷) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر حضرت اسامہ ابن زید کو امیر بنایا ا۔ تو بعض لوگوں نے ان کی امارت میں اعتراض کیا ۲۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لوگ ان کے امیر ہونے میں طعنہ کرتے ہو تو تم ان کے والد کے امیر ہونے میں بھی اس سے پہلے طعنہ کرتے تھے ۳۔ اللہ کی قسم وہ امیری کے لائق تھے ۴۔ اور وہ مجھے لوگوں سے زیادہ پیارے تھے اور یہ بھی ان کے بعد مجھے لوگوں میں پیارے ہیں ۵۔ (مسلم بخاری) اور مسلم کی دوسری روایت میں اسی کی مثل ہے اس کے آخر میں ہے کہ تم کو ان کے متعلق وصیت کرتا ہوں کہ وہ تمہارے صالحین میں سے ہیں ۶۔

(۵۸۷۷) ا۔ حضرت اسامہ ابن زید کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات شریف میں بہت بار امیر لشکر بنایا تھا وفات کے قریب بھی ایک لشکر پر آپ ہی کو امیر بنایا اسے سریہ اسامہ کہتے ہیں جب پہلی بار انہیں امیر بنایا تب یہ واقعہ پیش آیا یا ہر دفعہ یہ ہی واقعہ ہوا کہ لوگ ان کی امارت پر اعتراض کرتے رہے۔ ۲۔ یہ طعن کرنے والے منافقین اور عرب کے بدوی لوگ تھے جو حضرت زید اور اسامہ ابن زید کی امارت پر اس لئے اعتراض کرتے تھے کہ یہ حضرات غلام تھے اور اہل عرب کبھی غلاموں کو کسی کا سردار نہیں بناتے تھے اسلام نے غلاموں کو اٹھا کر سردار بنادیا **شعر:۔**

☆ اس نے ذروں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا ☆ اس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا! ☆

۳۔ خیال رہے کہ غزوہ موتہ میں جو شام کے علاقہ میں ہے حضور انور نے حضرت جعفر طیار جیسے بزرگوں کے ہوتے ہوئے حضرت زید ابن حارثہ کو امیر لشکر بنایا لوگ حیران ہو گئے منافقین اور ناواقفین نے اس انتخاب پر اعتراض کیا کہ غلام کی امیری کیسی حضور انور

marfat.com

یہاں اس کا ذکر فرمارہے ہیں ۴۔ یعنی اسلام میں غلامی آزادی کا فرق غلط ہے یہاں ہر مومن غلام ہو یا آزاد سب برابر ہیں عظمت تقوٰی سے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس عمل سے یہ فرق توڑ دیا۔ ۵۔ خیال رہے کہ حضرت زید ابن حارثہ غزوہ موتہ میں شہید ہوگئے تھے اس بار حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ کو امارت کے لئے منتخب کیا اس لشکر کی امیری جس میں حضرت فاروق عام مہاجرین وانصار تھے عام منافقین نے اعتراض کیا کہ ایسے لوگوں کے ہوتے ہوئے اسامہ کو امیر بنانا درست نہیں (اشعۃ اللمعات) ۶۔ زید ابن حارثہ کی والدہ سعدی بنت علبہ قبیلہ بنی معن سے تھیں اپنی قوم سے ملنے جارہی تھیں کہ بنی قین نے حملہ کرکے زید کو اغوا کرلیا آپ اس وقت آٹھ سالہ تھے بازار عکاظ میں حکیم ابن حزام ابن خویلد کے ہاتھ فروخت کردیا۔ حکیم نے اپنی پھوپھی جناب خدیجہ کو ہبہ کردیا جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی خدیجہ سے نکاح کیا تو بی بی خدیجہ نے حضور کو بخش دیا۔ حضور نے ان پر قبضہ کرلیا یہ خبر زید کے گھر والوں کو پہنچی تو زید کے والد حارثہ اور ان کے چچا کعب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ہمارا بچہ ہم کو عطا فرمادیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ جائیں تو لے جاؤ۔ حضرت زید نے کہا کہ حضور انور پر میرے ماں باپ سارا کنبہ فدا میں حضور کے قدموں میں ہی رہنا چاہتا ہوں آپ نے مقام حجر میں کھڑے ہوکر فرمایا کہ لوگو گواہ رہنا میں زید کو اپنا بیٹا بناتا ہوں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کا نکاح ایک عالی نسب قرشیہ بی بی زینب سے کردیا مگر زید اور زینب میں سلوک نہ ہوا انہوں نے طلاق دے دی تب زینب سے حضور نے نکاح کیا یہ واقعہ نکاح قرآن مجید میں موجود ہے زینب حضور کی پھوپھی زاد بہن تھیں زید غزوہ موتہ میں ۸ ہجری جمادی اولیٰ میں شہید ہوئے پچپن سال عمر پائی (مرقات)

وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنَّا نَدْعُوْهُ اِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْاٰنُ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَائِهِمْ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَذُكِرَ حَدِيْثُ الْبَرَاءِ قَالَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّيْ فِيْ بَابِ بُلُوْغِ الصَّغِيْرِ وَحِضَانَتِهٖ۔

(۵۸۷۸) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ زید ابن حارثہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہم انہیں زید ابن محمد ہی کہہ کر پکارتے تھے ۱۔ حتی کہ قرآن مجید نازل ہوا کہ لوگوں کو ان کے باپوں کے نام سے بلاؤ ۲۔ (مسلم بخاری) حضرت براء کی حدیث کہ حضور نے علی سے فرمایا انت منی، بلوغ صغیر اور پرورش کے باب میں ذکر کردی گئی۔

(۵۸۷۸) ۱۔ اس کی وجہ ابھی ہم بیان کرچکے کہ حضور نے حضرت زید کو اپنا بیٹا بنایا تھا اور عرب میں دستور تھا کہ اپنے منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹا سمجھتے تھے اسے میراث بھی ملتی تھی اس کی بیوی کو اپنی بہو سمجھتے تھے اپنی طرف اس کی نسبت کرتے تھے اس قاعدے سے لوگ حضرت زید کو زید ابن محمد کہتے تھے ۲۔ جب حضرت زید ابن حارثہ نے جناب زینب کو طلاق دی اور وہ حضور کے نکاح میں آئیں تب لوگوں نے کہنا شروع کردیا حضور انور نے اپنی بہو سے نکاح کرلیا ان سب کی تردید میں یہ آیت اور بہت سی آیات نازل ہوئیں مثلاً **فلما قضی زید منها وطراز وجنکها** کہا اور جیسے **ما کان محمد ابا احد من رجالکم** یا جیسے **ما جعل ادعیاء کم ابناء کم** وغیرہ اس مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ انسان کی نسبت اس کے باپ کی طرف ہونی چاہیے مگر قرآن کریم نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو ہر جگہ عیسیٰ ابن مریم ہی فرمایا یعنی ماں کی طرف نسبت کیا اگر آپ کا کوئی باپ ہوتا تو باپ ہی کی طرف نسبت کی جاتی۔

marfat.com

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّتِهٖ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَخْطُبُ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِيْ اَهْلَ بَيْتِيْ۔

(۵۸۷۹) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے حج میں عرفہ کے دن دیکھا جب آپ اپنی اونٹنی قصواء پر خطبہ پڑھ رہے تھے ا۔ میں نے آپ کو فرماتے سنا کہ اے لوگو میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے کہ جب تک تم ان کو تھامے رہو گے گمراہ نہ ہو گے اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنی اہل بیت ۲۔ (ترمذی)

(۵۸۷۹) ا۔ قصواء حضور کی اونٹنی کا نام تھا بعض لوگوں نے سمجھا ہے کہ چونکہ اس کا کان کٹا ہوا تھا اس لئے اسے قصواء کہتے تھے واللہ اعلم (مرقات) **شعر:۔**

☆ ہوتے صدقہ کبھی ناقہ کے کبھی محمل کے ☆ ساربان کے کبھی ہاتھوں کی بلائیں لیتے ☆

☆ دشت طیبہ میں ترے ناقہ کے پیچھے پیچھے ☆ دھجیاں جیب و گریبان کی اڑاتے جاتے ☆

حضور انور نے حجۃ الوداع کا خطبہ اسی اونٹنی پر دیا تھا۔ ۲۔ عترت کے بہت معنی ہیں۔ قوم' اقارب' نزدیکی لوگ' ایک دادا کی اولاد' اور گھر والے' اہل بیتی فرما کر عترت کی تفسیر فرمادی کہ یہاں عترت سے مراد اہل بیت ہیں قرآن پکڑنے سے مراد ہے اس کے پر عمل کرنا عترت کو پکڑنے سے مراد ہے ان کا احترام کرنا انکی روایات پر اعتماد کرنا ان کے فرمانوں پر عمل کرنا اس کا مطلب یہ نہیں کہ صرف اہل بیت ہی کو پکڑو باقی کو چھوڑو صحابہ کرام کے متعلق ارشاد ہے **اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اهتدیتم** اہل بیت امت کے لئے کشتی ہیں صحابہ امت کے لئے تارے ہیں۔ سمندر کے سفر میں دونوں کی ضرورت ہے اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواہ ازواج پاک ہوں یا اولاد سب ہمیشہ ہدایت پر رہیں گے کبھی گمراہ یا بے راہ نہ ہوں گے بعض شارحین نے کہا کہ اہل بیت کی اطاعت ان احکام میں ضروری ہے جو خلاف شرع نہ ہوں مگر حق یہ ہے کہ وہ حضرات نہ تو خلاف شرع کوئی کام کرتے ہیں نہ اس کا حکم دیتے ہیں (مرقات) بعض جاہل کہتے ہیں کہ یہاں اہل بیت سے مراد قیامت تک کے سید ہیں مگر یہ غلط ہے سید کہلانے والے لوگ بعض مرزائی' شیعہ وغیرہ ہیں بعض فساق پھر ان کی اطاعت کیسی ان لوگوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی جاوے۔

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمْ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِيْ اَحَدُهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ كِتَابُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ مِّنَ السَّمَاءِ اِلَى الْاَرْضِ وَعِتْرَتِيْ اَهْلُ بَيْتِيْ وَلَنْ يَّتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنِيْ فِيْهِمَا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۸۸۰) روایت ہے حضرت زید ابن ارقم سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تم میں وہ چیز چھوڑتا ہوں کہ اگر تم اسے تھامے رہو تو میرے بعد گمراہ نہ ہو گے ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے ا۔ اللہ کی کتاب جو آسمان سے زمین تک دراز رسی ہے ۲۔ اور میری عترت یعنی میرے اہل بیت یہ دونوں جدا نہ ہوں گے حتی کہ میرے پاس حوض پر آجاویں ۳۔ تو غور کرو تم ان دونوں سے میرے بعد کیا معاملے کرتے ہو (ترمذی)

marfat.com

(۵۸۸۰) ا۔ یعنی قرآن اہل بیت سے بڑا ہے اور عظمت والا ہے **احدھما** سے مراد قرآن کریم ہے اور **اخر** سے مراد اہل بیت ہیں (مرقات) یہ مطلب نہیں کہ ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے سے بڑا قرآن اہل بیت سے بڑا اہل بیت قرآن سے بڑے ورنہ پھر تو' کل واحد منہما ہوتا یہاں بھی اہل بیت میں سارے گھر والے داخل ہیں خواہ ازواج پاک ہوں یا اولاد۔ ۲۔ جیسے اوپر سے لٹکی ہوئی رسی ترقی کا ذریعہ بھی ہوتی ہے۔ تنزل کا ذریعہ بھی کہ اسی سے چڑھا جاتا ہے اسی سے اترا جاتا ہے ایسے ہی قرآن ہی کے ذریعہ اس پر عمل کرکے ترقی ہوگی۔ قرآن چھوڑ کر تنزل قرآن اللہ کی امان ہے جس نے اسے پکڑ لیا اللہ کی امان میں آگیا (مرقات) یہ فرمان عالی اس کی دلیل ہے کہ قرآن اہل بیت سے افضل ہے کیونکہ وہ اللہ کی رسی ہے (مرقات) ۳۔ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ قرآن اور اہل بیت آپس میں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے اہل بیت ہمیشہ قرآن و حدیث پر عامل رہیں گے قرآن ان کے دل و دماغ اور عمل میں رہے گا۔ دوسرے یہ کہ قرآن اور اہل بیت کبھی مجھ سے جدا نہ ہوں گے حتی کہ یہ دونوں میرے پاس حوض پر پہنچ جاویں گے۔ اور حضور کی بارگاہ عالی میں ان کی سفارش کریں گے جنہوں نے ان دونوں کا حق ادا کیا۔

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ وَّفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ اَنَا حَرْبٌ لِّمَنْ حَارَبَهُمْ وَسِلْمٌ لِّمَنْ سَالَمَهُمْ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۵۸۸۱) روایت ہے انہیں سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب علی اور فاطمہ اور حسن و حسین سے فرمایا کہ جو ان سے لڑے میں ان سے لڑنے والا ہوں اور جو ان سے صلح کرے میں ان سے صلح جو ہوں ا۔ (ترمذی)

(۵۸۸۱) ا۔ اس حدیث کی بنا پر روافض حضرت عائشہ صدیقہ اور امیر معاویہ اور ان دونوں کے ساتھیوں کو کافر کہتے ہیں کہ انہوں نے جناب علی سے جنگ کی تو گویا حضور سے جنگ کی اور حضور سے جنگ کفر ہے۔ اس کے تین جواب ہیں ایک الزامی دو تحقیقی جواب الزامی تو یہ ہے کہ پھر ان حضرات کی آپس میں صلح بھی ہوگئی جناب علی و عائشہ کی صلح تو ہو ہی گئی امیر معاویہ سے جناب علی نے صلح کی کوشش کی پھر امام حسن نے صلح کرلی لہٰذا ان پر **انا سلم لمن سالمھم** صادق آگیا جواب تحقیقی ایک یہ ہے کہ جنگ کا لفظ اظہار غضب کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے کفر مراد نہیں ہوتا جیسے قرآن کریم سود خوار کے لئے فرماتا ہے **فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ** اور حضور فرماتے کہ جو ولی اللہ سے دشمنی کرے **اذنتہ بالحرب** تیسرے یہ کہ دشمنی کی جنگ کو حرب کہتے ہیں ان بزرگوں کی جنگیں اختلاف رائے کی بنا پر تھیں دشمنی کی نہ تھیں جب برادران یوسف علیہ السلام یوسف علیہ السلام کو اتنا ستا کر برسوں رلا کر کافر نہ ہوئے اور حضرت سارہ جناب ہاجرہ اور اسماعیل علیہ السلام کو بے آب و دانہ جنگل میں ڈلوا کر کافرہ نہ ہوئیں تو وہ حضرات صحابہ کافر کیسے ہوں گے دیکھو ہماری کتاب امیر معاویہ۔

وَعَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِيْ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَأَلْتُ اَيُّ النَّاسِ كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاطِمَةُ فَقِيْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا۔

(۵۸۸۲) روایت ہے جمیع ابن عمیر سے ا۔ فرماتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ حضرت عائشہ کے پاس گیا میں نے پوچھا کون شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پیارا تھا ۲۔ آپ نے فرمایا فاطمہ پھر کہا گیا کہ مردوں میں فرمایا ان کے خاوند ۳۔ (ترمذی)

(۵۸۸۲) ا۔ یہ تابعی ہے کوفہ کے باشندے ہیں کہا جاتا ہے کہ خفیہ شیعہ تھا واللہ اعلم (اشعہ) ۲۔ ان پھوپھی صاحبہ کا نام

marfat.com

معلوم نہ ہو سکا یہ سوال یا تو خود جمیع نے کہا یا ان کی پھوپھی نے سالت یا تو متکلم ہے یا واحد غائب (مرقات) ۳؎ یہ ہے حضرت عائشہ صدیقہ کی حق گوئی کہ آپ نے یہ نہ فرمایا کہ حضور کو سب سے زیادہ پیاری میں تھی اور میرے بعد میرے والد بلکہ جو آپ کے علم میں حق تھا وہ صاف صاف کہہ دیا اگر یہ ہی سوال حضرت فاطمہ زہرا سے ہوتا تو آپ فرماتیں کہ حضور کو زیادہ پیاری جناب عائشہ تھیں پھر ان کے والد معلوم ہوا کہ ان کے دل بالکل پاک و صاف تھے افسوس ان پر جو ان حضرات کو ایک دوسرے کا دشمن کہتے ہیں (اشعہ) خیال رہے کہ محبت بہت قسم کی ہے اور محبوبیت کی نوعیتیں مختلف ہیں اولاد میں سب سے زیادہ پیاری جناب فاطمہ ہیں بھائیوں میں سب سے زیادہ پیارے علی مرتضیٰ ہیں ازواج پاک میں بہت پیاری جناب عائشہ صدیقہ ہیں۔ غرضیکہ ایک محبت کے سلسلہ میں جناب فاطمہ بہت پیاری دوسرے سلسلہ میں حضرت عائشہ صدیقہ بہت پیاری رضی اللہ عنہما۔ مقابلہ ایک سلسلہ کے افراد میں ہوتا ہے یہاں مرقات نے فرمایا کہ جس حدیث کا راوی رافضی ہو اور روایت فضائل اہل بیت کی ہو تو سمجھ لو کہ وہ حدیث موضوع ہے (مرقات)

وَعَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ اَنَّ الْعَبَّاسَ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُغْضَبًا وَاَنَا عِنْدَهٗ فَقَالَ مَا اَغْضَبَكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَنَا وَلِقُرَيْشٍ اِذَا تَلَاقَوْا بَيْنَهُمْ تَلَاقَوْا بِوُجُوْهٍ مُبْشَرَةٍ وَاِذَا لَقُوْنَا لَقُوْنَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهٗ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْاِيْمَانُ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ ثُمَّ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ اٰذٰى عَمِّىْ فَقَدْ اٰذَانِىْ فَاِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَفِى الْمَصَابِيْحِ عَنِ الْمُطَّلِبِ۔

(۵۸۸۳) روایت ہے حضرت عبدالمطلب ابن ربیعہ سے ا؎ کہ جناب عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بہت غصہ کی حالت میں آئے ۲؎ میں حضور کے پاس تھا حضور نے فرمایا آپ کو کس چیز نے غصہ میں کیا عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو قریش سے کیا تعلق ہے کہ جب آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو ہنس کھ ہو کر ملتے ہیں اور جب ہم سے ملتے ہیں تو اس کے سوا اور طریقہ سے ملتے ہیں ۳؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے حتی کہ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا ۴؎ پھر فرمایا اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کسی کے دل میں ایمان داخل نہ ہو گا حتی کہ اللہ رسول کے لئے تم لوگوں سے محبت کرے ۵؎ پھر فرمایا اے لوگو جس نے میرے چچا کو ستایا اس نے مجھے ستایا ۶؎ کیونکہ آدمی کا چچا اس کے باپ کی مثل ہے ۷؎ (ترمذی) اور مصابیح میں مطلب سے روایت کی۔

(۵۸۸۳) ا؎ آپ عبدالمطلب ابن ربیعہ ابن حارث ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ہیں حضور کے چچازاد صحابی ہیں اولاً مدینہ منورہ میں رہے پھر شام ہی میں ۶۲ باسٹھ میں وفات پائی یعنی دمشق میں (مرقات، اشعہ) ۲؎ یعنی کسی نے آپ کو کسی کام یا کسی بات سے غصہ دلا دیا تھا اسی حالت میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ۳؎ یعنی غیر ہاشمی جو قریشی ہیں وہ ہم ہاشمیوں اور غیر ہاشمیوں میں فرق کرتے ہیں ہم نبی ہاشم کو اپنا غیر سمجھتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے سے اچھی طرح ملتے ہیں اور بنی ہاشم سے منہ بنا کر ملتے ہیں ۴؎ حضور انور کا چہرہ انور مائل بسرخی تو ویسے ہی تھا جب کبھی ناراضی ہوتی تو اس سرخی میں تیزی آجاتی تھی یہ آپ کی

marfat.com

ناراضی کی علامت ہوتی تھی یہ معنی ہیں حتیٰ احمر کے (مرقات) ۵۔ اس سے مراد حضور کے سارے اہل بیت اولاد ازواج اور حضور کے سارے قرابت دار ہیں جن میں حضرت عباس داخل ہیں ان سب سے محبت اس لئے کرے کہ ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے یہ حضرات حضور کا کنبہ ہیں جب حضور پیارے تو حضور کا سارا کنبہ بھی پیارا۔ ۶۔ اس کا مطلب پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جو کوئی حضرت عباس کو عداوت سے ستائے وہ حضور کا دشمن ہے جس کا جھگڑا یا اختلاف حضرت عباس سے ہو جاوے وہ اس حکم میں داخل نہیں لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ حضرت علی اور عباس کا ایک باغ کے متعلق سخت جھگڑا ہوا تھا جو بارگاہ فاروقی میں پیش ہوا لہٰذا حضرت علی بھی اس زد میں آگئے کیونکہ وہ دشمنی کی جنگ نہ تھی۔ ۷۔ **صنو** ایک جڑ کی چند شاخوں کو کہتے ہیں چونکہ باپ اور چچا دونوں ہی ایک دادا کے بیٹے ہوتے ہیں اس لئے چچا کو باپ کا صنو کہا گیا مطلب ہے مثل یعنی چچا والد کی مثل ہوتا ہے اس کا ادب و احترام باپ کا سا کرو۔ طبرانی نے بروایت ابو ایوب انصاری حدیث نقل کی کہ ایک بار حضور نے فاطمہ زہرا سے فرمایا کہ تمہارے باپ نبیوں کے سردار تمہارے باپ کے چچا حمزہ شہیدوں کے سردار تمہارے دوسرے چچا دو پروں والے تمہارے بیٹے حسن و حسین سبط ہیں (مرقات)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَبَّاسُ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۸۸۴) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عباس مجھ سے ہیں اور میں عباس سے ہوں ا۔ (ترمذی)

(۵۸۸۴) ا۔ اس حدیث کا مطلب بھی پہلے بیان ہو چکا کہ میں عباس سے قریب ہوں اور عباس مجھ سے قریب ہیں جناب عباس حضور سے صرف دو سال بڑے تھے کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ بڑے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہیں تو فرمایا کہ بڑے تو وہ ہی ہیں عمر میری زیادہ ہے **انا اسن وھو اکبر** حضرت عباس بچپن میں گم ہو گئے تھے تو آپ کی والدہ نے منت مانی تھی کہ الٰہی میرا عباس مل جاوے تو میں کعبہ کو ریشم کا غلاف پہناؤں آپ مل گئے تو انہوں نے ریشمی غلاف کعبہ کو پہنایا آپ نے ہی پہلے ریشمی غلاف چڑھایا۔ حضرت عباس نے اپنی وفات کے وقت ستر غلام آزاد کئے آپ نے بیاسی سال عمر پائی رجب ۳۲ بتیس میں وفات ہوئی۔ جنت البقیع میں دفن ہوئے فقیر نے قبر انور کی زیارت کی ہے آپ کی وفات بارہ ماہ رجب جمعہ کے دن ہوئی جنگ بدر میں حضور نے اعلان فرمایا تھا کہ کوئی عباس کو قتل نہ کرے وہ جبراً فوج کفار میں لائے گئے ہیں۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ اِذَا كَانَ غَدَاةُ الْاِثْنَيْنِ فَأْتِنِيْ اَنْتَ وَوَلَدُكَ حَتّٰى اَدْعُوَ لَكُمْ بِدَعْوَةٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا وَوَلَدَكَ فَغَدَا وَغَدَوْنَا مَعَهُ وَاَلْبَسَنَا كِسَاءَهُ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهٖ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً لَا تُغَادِرُ ذَنْبًا اَللّٰهُمَّ احْفَظْهُ فِيْ وَلَدِهٖ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَزَادَ رَزِيْنٌ وَاجْعَلِ الْخِلَافَةَ

(۵۸۸۵) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس سے فرمایا کہ جب پیر کا سویرا ہو تو تم اور تمہارے فرزند میرے پاس آؤ ا۔ تاکہ میں تمہارے لئے ایسی دعا کروں جس سے اللہ تم کو اور تمہارے فرزند کو نفع دے چنانچہ وہ اور ان کے ساتھ ہم سب سویرے ہی گئے حضور نے ہم کو اپنا کمبل اوڑھایا ۲۔ پھر فرمایا الٰہی عباس اور ان کے بیٹے کی ظاہری و باطنی بخشش کر ۳۔ جو کوئی گناہ نہ چھوڑے الٰہی ان کی حفاظت فرما ان کی

marfat.com

بَاقِيَةً فِي عَقِبِهٖ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

اولاد میں ۴۔(ترمذی) اور رزین نے زیادہ کیا کہ الٰہی ان کی اولاد میں خلافت مقرر فرما۵۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۸۸۵) ا۔ معلوم ہوا کہ سوموار کے دن کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے ورنہ آپ ابھی اس وقت دعا کردیتے یا اس دن حضور کی کوئی خاص خوشی ہوگی خوشی اور جوش کے وقت کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے حضرت یعقوب علیہ السلام سے جب ان کے لڑکوں نے کہا **یٰابانا استغفرلنا**۔ اباجان ہمارے لئے بخشش کی دعا کرو تو آپ نے فرمایا **سوف استغفرلکم ربی** ابھی نہیں آئندہ دعا کروں گا یعنی جب میں یوسف علیہ السلام کو دیکھوں گا دل خوش ہو گا تب دعا کروں گا۔ دعا کرانے اور دعا لینے میں بڑا فرق ہے یہاں ولد سے مراد ساری اولاد ہے۔ ۲۔ لہٰذا حضرت عباس اور ان کے سارے لڑکے بھی اصحاب عبا ہیں کہ حضور انور نے انہیں اپنے کمبل شریف میں اپنے ساتھ لیا یہ ہی واقعہ حضرات فاطمہ و حسنین کریمین کے ساتھ ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوشنبہ کا دن اور دوشنبہ کا سویرا بہت اعلیٰ اور اعلیٰ وقت ہے کیوں نہ ہو کہ یہ حضور انور کی ولادت پاک کا دن اور وقت ہے ہم کو بھی چاہیے کہ دو شنبہ کے دن صبح سویرے درود شریف اور دعاؤں کی کثرت کیا کریں۔ جس دن، جس مہینہ، جس وقت میں اللہ کی کوئی نعمت دنیا کو ملے وہ دن مہینہ وہ وقت تاقیامت برکت والا ہو جاتا ہے ماہ رمضان اور شب قدر میں ایک بار قرآن مجید آچکا مگر تاقیامت وہ مہینہ وہ رات برکت والی ہو گئی یوں ہی ماہ ربیع الاول دوشنبہ کا سویرا برکت والا ہے خصوصاً جبکہ ربیع الاول کا مہینہ بارہ تاریخ سویرے کا وقت ان کا اجتماع ہو جائے تب تو سبحان اللہ۔ ۳۔ یعنی ظاہری ذنوب باطنی عیوب جو جانے علام الغیوب سب کو معافی دیدے آئندہ کے لئے اصلاح فرمادے کہ نہ ان تک ذنوب پہنچیں نہ عیوب (از مرقات) ۴۔ یعنی حضرت عباس کو مع ان کی اولاد کے اپنی حفظ و امان میں رکھ یا حضرت عباس کو ان کی اولاد میں رہتے ہوئے محفوظ رکھ۔ مطلب ایک ہی ہے خیال رہے کہ ان بزرگوں کو کمبل شریف میں لے کر یہ اشارہ فرمایا کہ یہ لوگ بظاہر چند ہیں مگر درحقیقت ایک ہیں کہ ایک کمبل رحمت میں ہیں کل قیامت میں ایک جھنڈے کے نیچے ہوں گے (مرقات) ۵۔ نبی کی خلافت باطنی ولایت ہے مطلب یہ ہے کہ الٰہی تاقیامت ان کی اولاد میں ولایت قائم رہے ان میں اولیاء اللہ ابدال غوث و قطب علم شریعت و طریقت رہے ان کی نسل ولایت سے خالی نہ ہو جاوے اشعۃ اللمعات نے خلافت کے معنی کئے سلطنت، دولت پائیدار چنانچہ بہت عرصہ خلافت و سلطنت بنی عباس میں رہی (اشعہ)

وَعَنْهُ اَنَّهٗ رَاٰى جِبْرَئِيْلَ مَرَّتَيْنِ وَدَعَالَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۸۸۶) روایت ہے انہیں سے کہ انہوں نے جبریل کو دوبار دیکھا۱۔ اور ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار دعا کی ۲۔(ترمذی)

(۵۸۸۶) ا۔ چنانچہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں ایک بار اپنے والد صاحب کے ساتھ حضور انور کی بارگاہ میں حاضر ہوا حضور کے پاس ایک صاحب تھے جو بہت ہی حسین و جمیل تھے کچھ دیر بعد حضرت عباس حضور انور کے پاس پھر حاضر ہوئے پوچھا حضور وہ حسین صاحب کہاں گئے فرمایا وہ جبریل تھے جب تم دونوں یہاں آئے تو جبریل نے مجھ سے پوچھا یہ دونوں کون تھے میں نے فرمایا میرے چچا اور میرے چچا کا بیٹا فرمایا یہ بچہ محل خیر ہے ہم نے فرمایا جبریل تم ان کے لئے دعا خیر کرو انہوں نے کہا **اللھم بارک علیہ اللھم اجعل منہ کثیرا طیبا** (مرقات) دوسری بار اور جگہ حضور انور کے پاس بیٹھا ہوا حضرت دحیہ کلبی کی شکل میں

marfat.com

دیکھا آپ وہاں پہنچے اتفاقاً" سلام نہ کیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اگر یہ سلام کرتے تو میں انہیں بہت اچھا جواب دیتا۔ حضرت جبریل علیہ السلام چلے گئے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن عباس تم کو اسلام سے کس چیز نے منع کیا یہ واقعہ امام سیوطی نے جمع الجوامع میں بروایت ابن عساکر اور شیخ نے اشعۃ اللمعات میں نقل کیا خیال رہے کہ حضرت جبریل کو بشکل انسان ابن عباس نے دوبار دیکھا۔ ان کی اصل شکل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سواء کسی نے نہ دیکھا حضور نے بھی صرف دوبار ان کی اصلی شکل میں دیکھا۔

وَعَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ دَعَا لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّؤْتِیَنِیَ اللّٰہُ الْحِکْمَةَ مَرَّتَیْنِ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۸۸۷) روایت ہے انہیں سے کہ انہوں نے فرمایا کہ میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبار دعا کی کہ الٰہی انہیں حکمت عطا کر ا۔ (ترمذی)

(۵۸۸۷) ا۔ ایک بار تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کمبل شریف میں لے کر دعا دی دوسری بار جب حضرت ابن عباس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کے لئے پانی رکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم استنجا خانہ میں تشریف لے گئے تھے باہر تشریف لائے پانی رکھا ہوا دیکھ کر دعا دی (اشعہ' مرقات) جب حضرت عبداللہ ابن عباس کو قبر میں رکھا گیا تو لوگوں نے غیبی آواز سنی **یایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة** دیکھو اشعۃ اللمعات حکمت سے مراد ہے قرآن مجید کا علم حدیث شریف کی باریکیوں تک ذہن کی رسائی قرآن و حدیث سے مسائل شرعیہ فرعیہ کا استنباط۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ جَعْفَرٌ یُحِبُّ الْمَسَاکِیْنَ وَیَجْلِسُ اِلَیْهِمْ وَیُحَدِّثُهُمْ وَیُحَدِّثُوْنَهٗ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُکَنِّیْهِ بِاَبِی الْمَسَاکِیْنِ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۸۸۸) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ جناب جعفر فقراء سے بہت محبت کرتے تھے ا۔ اور ان کے پاس بیٹھتے تھے ان سے باتیں کرتے تھے ۲۔ وہ آپ سے باتیں کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی کنیت ابو المساکین رکھتے تھے ۳۔ (ترمذی)

(۵۸۸۸) ا۔ اگرچہ تمام صحابہ و اہل بیت مساکین سے محبت کرتے تھے مگر حضرت جعفر ابن ابی طالب ان سے بہت ہی زیادہ محبت کرتے تھے اس لئے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا ۲۔ یعنی حضرت جعفر کی اکثر نشست و برخاست زیادہ بات چیت غرباء و مساکین سے ہوتی تھی۔ ۳۔ عربی میں ابو بہت معنی میں آتا ہے۔ باپ' والا' مہربان یہاں آخری دو معنی میں ہے یعنی مسکینوں والے یا مسکینوں پر بہت مہربان۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ جَعْفَرًا یَطِیْرُ فِی الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلٰٓئِکَةِ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ۔

(۵۸۸۹) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے جعفر کو فرشتوں کے ساتھ جنت میں اڑتے دیکھا ا۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۸۸۹) ا۔ یہ فرمان عالی حضرت جعفر کی شہادت کے بعد کا ہے آپ غزوہ موتہ میں شہید ہوئے لہذا یہاں دیکھنے سے مراد معراج میں دیکھنا نہیں بلکہ بیداری میں مدینہ منورہ سے دیکھنا مراد ہے معلوم ہوا کہ حضور کی نگاہ مدینہ میں رہ کر جنت کو دیکھتی ہے تو یقیناً ہم کو

marfat.com

بھی دیکھتی ہے حضور بفضلہ تعالٰی ناظر ہیں بلکہ حاضر ہیں کہ نماز کسوف میں حضور نے ہاتھ بڑھایا پھر سمیٹ لیا بعد میں فرمایا کہ جنت کا خوشہ ہم نے پکڑ لیا تھا مگر چھوڑ دیا۔ جب ان کی نگاہ ان کا ہاتھ مدینہ میں رہتے ہوئے جنت میں پہنچ سکتا ہے تو ہم غریبوں کے پاس بھی پہنچ سکتا ہے شعر:۔

☆ اے فروغت صبح آثار و دھور ☆ چشم تو بینندہ ما فی الصدور ☆

اس حدیث کی بنا پر آپ کا لقب ہے جعفر طیار۔

وَعَنْ اَبِی سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۸۹۰) روایت ہے حضرت ابو سعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حسن اور حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں ا۔ (ترمذی)

(۵۸۹۰) ا۔ یعنی جو لوگ جوانی میں وفات پائیں اور ہوں جنتی حضرات حسنین کریمین ان کے سردار ہیں ورنہ جنت میں تو سب ہی جوان ہوں گے لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں کہ حضرات حسنین کریمین حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا دوسرے نبیوں کے بھی سردار ہوں شباب جمع ہے شاب کی بمعنی جوان جوانی کی عمر اٹھارہ برس سے تیس سال تک ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ ھُمَا رَیْحَانَیَّ مِنَ الدُّنْیَا۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۸۹۱) روایت ہے حضرت ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسن اور حسین یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں ا۔ (ترمذی) یہ حدیث پہلی فصل میں گزر چکی ۲۔

(۵۸۹۱) ا۔ اس فرمان عالی کی شرح گزر گئی کہ جیسے باغ والے کو سارے باغ میں پھول پیارا ہوتا ہے ایسے ہی دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں میں مجھے حضرات حسنین کریمین پیارے ہیں اولاد پھول ہی کہلاتی ہے سارے نواسی نواسوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دونوں فرزند بہت پیارے تھے ۲۔ صاحب مشکوۃ نے صاحب مصابیح پر یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ حدیث تو پہلی فصل میں لا چکے تھے پھر اب یہاں مکرر کیوں لے آئے مگر قارئین کو معلوم ہے کہ وہاں بخاری کی روایت تھی یہاں ترمذی کی روایت ہے نیز الفاظ حدیث میں کسی قدر فرق ہے محدثین ان وجوہ سے ایک حدیث کئی بار لے آتے ہیں۔

وَعَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ طَرَقْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فِیْ بَعْضِ الْحَاجَۃِ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰی شَیْءٍ لَا اَدْرِیْ مَا ھُوَ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِیْ قُلْتُ مَا ھٰذَا الَّذِیْ اَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَیْہِ فَکَشَفَہٗ فَاِذَا الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ عَلٰی وَرِکَیْہِ فَقَالَ ھٰذَانِ اِبْنَایَ وَاِبْنَا اِبْنَتِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّھُمَا۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۸۹۲) روایت ہے حضرت اسامہ ابن زید سے ا۔ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات کسی کام سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا ۲۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح تشریف لائے کہ آپ کسی چیز کو گود میں لئے تھے مجھے خبر نہ تھی کہ وہ کیا ہے ۳۔ تو جب میں اپنی ضرورت سے فارغ ہوا میں نے پوچھا یہ کیا ہے جو آپ گود میں لئے ہیں ۴۔ حضور نے اسے کھولا تو حسن و حسین آپ کی رانوں پر تھے فرمایا یہ میرے دونوں بیٹے میری بیٹی کے بیٹے ہیں ۵۔ الٰہی میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور جو

marfat.com

ان سے محبت کرے اس سے بھی محبت کر ۶۔(ترمذی)

(۵۸۹۲) ا۔ حضرت اسامہ ابن زید ابن حارثہ کے حالات وفضائل پیچھے گزر چکے ۲۔ طروق کے معنی ہیں طریق طے کرکے کسی کے پاس پہنچنا اب اصطلاح میں رات کے جانے کو طروق کہتے ہیں ماخوذ ہے طروقۃ الفحل سے اس لئے تارے کو طارق کہتے ہیں کہ وہ رات میں گویا سفر کرتا ہے **والسماء والطارق** ۳۔ یعنی مجھے یہ تو محسوس ہوتا تھا کہ حضور انور کی گود میں کچھ ہے کہ آپ کی گود ابھری ہوئی تھی۔ مگر یہ پتہ نہ چلتا تھا کہ کیا چیز' رات اندھیری تھی اور وہ چیز بھی کمبل شریف میں چھپی ہوئی تھی۔ ۴۔ حضرت اسامہ بہت دیر تک حاضر رہے باتیں کرتے رہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح بیٹھے رہے بغیر جنبش کئے ہوئے اس لئے آپ نے یہ پوچھنے کی ہمت کی۔ ۵۔ یہ عبارت بیان ہے ابنائی' کا یعنی یہ حکماً" میرے بیٹے ہیں اور حقیقتاً میری بیٹی کے بیٹے ہیں مجھے ان سے بیٹوں جیسی محبت ہے۔ خیال رہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کی اولاد حضور کی نسل ہے اس سے حضور کی نسل چلی گویا حسن و حسین حضور کی نسل بھی ہیں اور نسل کی اصل بھی ورنہ نسب باپ سے ہوتا ہے نہ کہ ماں سے 'ہاں شرف ماں سے بھی ہو جاتا ہے لفظ آل دونوں پر بولا جاتا ہے بیٹے کی اولاد پر بھی اور بیٹی کی اولاد پر بھی حضرت حنہ اور مریم اور عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن کریم نے عمران کی آل فرمایا حتی کہ ایک سورۃ کا نام آل عمران ہوا۔ ۶۔ اس دعا کا مقصود حضرت اسامہ کو سنانا اور بتانا ہے کہ اسامہ میرے حسن و حسین سے محبت کرو۔ کہ ان کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبوبیت کا ذریعہ ہے خیال رہے کہ دلی محبت بجلی کی کرنٹ کی طرح ایک متعدی چیز ہے۔ جس سے محبت ہوتی ہے اسکی اولاد گھر والے نوکروں چاکروں حتی کہ اس کے شہر سے محبت ہو جاتی ہے۔ **لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد** شعر:۔

☆ خاک طیبہ از دو عالم خوشتر است ☆ اے خنک شہرے کہ دروے دلبر است ☆

وَعَنْ سَلْمٰى قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ سَلَمَةَ وَهِيَ تَبْكِيْ فَقُلْتُ مَا يُبْكِيْكِ قَالَتْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْنِيْ فِي الْمَنَامِ وَعَلٰى رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ فَقُلْتُ مَا لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ اٰنِفًا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۵۸۹۳) روایت ہے حضرت سلمیٰ سے ا۔ فرماتی ہیں کہ میں ام سلمہ کے پاس گئی وہ رو رہی تھیں میں نے کہا آپ کو کیا چیز رلاتی ہے۔ آپ بولیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا یعنی خواب میں ۲۔ آپ کے سر اور ڈاڑھی مبارک پر مٹی ہے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا یہ حال کیسا ہے فرمایا میں ابھی قتل حسین کے موقع پر حاضر تھا ۳۔(ترمذی) اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۸۹۳) ا۔ بی بی سلمیٰ جناب ابو رافع جو حضور کے آزاد کردہ غلام ہیں ان کی زوجہ ہیں۔ حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائی ازواج مطہرات کی خدمت کیا کرتی تھیں جناب فاطمہ زہرا کو اسماء بنت عمیس زوجہ ابوبکر صدیق نے غسل میت دیا ان کے ساتھ مدد کے لئے بی بی سلمیٰ موجود تھیں (اشعہ' مرقات) ۲۔ حضرت ام سلمہ نے یہ خواب دسویں محرم جمعہ کے دن دوپہری میں دیکھی تھی وہ وقت تھا حضرت حسین کی شہادت کا۔ مگر حق یہ ہے کہ خواب واقعہ کربلا سے پہلے کا ہے۔ جس میں حضور انور نے آئندہ آنے والے واقعہ کی ام سلمہ کو خبر دی ہے خاص شہادت کے دن کا واقعہ نہیں ۳۔ خیال رہے کہ ام سلمہ کا نام ہند بنت ابی امیہ

marfat.com

ہے اولاً" ابو سلمہ کے نکاح میں تھیں ۴ھ میں ابو سلمہ کی وفات ہوئی اسی سال حضور کے نکاح میں آئیں چوراسی سال عمر پائی ۵۹ انسٹھ میں وفات ہوئی (اکمال، اشعہ) اور واقعہ کربلا آپ کی وفات سے دو سال بعد ہوا۔ حضور انور نے آنے والے واقعہ کی حضرت ام سلمہ کو اس طرح خبر دے دی جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں شاہ مصر نے گایوں اور بالیوں کو کھاتے ہوئے دیکھا حالانکہ واقعہ قحط سالی کئی سال بعد ہوا خواب میں آئندہ یا گزشتہ واقعات موجودہ شکل میں دکھائے جاتے ہیں۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے مومن خصوصاً اہل بیت خصوصاً جناب حسین کی تکلیف سے حضور انور کو قبر شریف میں تکلیف ہوتی ہے حضورؐ اس دنیا سے بے خبر نہیں رب فرماتا ہے **عزیز علیه ما عنتم** دوسرے یہ کہ حضور اپنی وفات کے بعد بھی عالم کی سیر فرماتے ہیں اپنی امت کے حالات کا مشاہدہ فرماتے ہیں وہ جو کہا جاتا ہے کہ حضور میلاد شریف میں تشریف لاتے ہیں اس کا ماخذ یہ حدیث ہے تیسرے یہ کہ مقبولوں کی رفتار نور نظر کی رفتار سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔ چوتھے یہ کہ حضور انور کہیں تشریف لے جاویں مدینہ آپ سے خالی نہیں ہوتا جیسے نور نظر آسمان کی سیر کرے مگر آنکھ میں بھی رہتا ہے حضور نے ہاتھ بڑھا کر جنت کا خوشہ پکڑ لیا۔ مگر حضور رہے مدینہ میں۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ اَهْلِ بَيْتِكَ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَكَانَ يَقُوْلُ لِفَاطِمَةَ ادْعِيْ لِيَ ابْنَيَّ فَيَشُمُّهُمَا وَيَضُمُّهُمَا اِلَيْهِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۵۸۹۴) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اہل بیت میں آپ کو زیادہ پیارا کون ہے فرمایا حسن اور حسین۱؎ اور حضور فاطمہ سے فرماتے تھے کہ میرے پاس میرے بچوں کو بلاؤ پھر انہیں سونگھتے تھے اور اپنے سے لپٹاتے تھے ۲؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے ۳؎۔

(۵۸۹۴) ۱؎ اس کی شرح پہلے کی جاچکی ہے کہ محبت کی بہت قسمیں ہیں اولاد سے محبت اور قسم کی ہے ازواج سے اور قسم کی دوستوں سے اور قسم کی اولاد میں حضرات حسنین بہت پیارے ہیں ازواج میں حضرت عائشہ صدیقہ محبوبہ محبوب رب العالمین ہیں دوست و احباب میں حضرت ابوبکر صدیق بہت پیارے ہیں لہذا احادیث میں تعارض نہیں ۲؎ حضور انہیں کیوں نہ سونگھتے وہ دونوں تو حضور کے پھول تھے پھول سونگھے ہی جاتے ہیں انہیں کلیجے سے لگانا لپٹانا انتہائی محبت و پیار کے لئے تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ چھوٹے بچوں کو سونگھنا ان سے پیار کرنا انہیں لپٹانا چمٹانا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۳؎ ذخائر میں ہے کہ یہ حدیث دوسری روایت میں حسن بھی ہے صحیح بھی (مرقات)

وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُنَا اِذْ جَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا قَمِيْصَانِ اَحْمَرَانِ يَمْشِيَانِ وَيَعْثُرَانِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللّٰهُ اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ نَظَرْتُ اِلٰى هٰذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ يَمْشِيَانِ وَ

(۵۸۹۵) روایت ہے حضرت بریدہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو خطبہ دے رہے تھے ۱؎ اچانک حسن و حسین آئے جن پر دو سرخ قمیصیں تھیں ۲؎ وہ چلتے تھے اور گرتے تھے ۳؎ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر آئے ان دونوں کو اٹھا لیا اور اپنے سامنے بٹھا لیا ۴؎ پھر فرمایا سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں ۵؎ میں نے ان دونوں بچوں کو دیکھا کہ چلتے گرتے ہیں تو میں صبر نہ کر سکا حتی کہ میں نے

marfat.com

يَعْثُرَانِ فَلَمْ اَصْبِرْ حَتّٰى قَطَعْتُ حَدِيْثِي وَرَفَعْتُهُمَا (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ)

اپنی بات بند کر دی اور ان دونوں کو اٹھا لیا ۶۔ (ترمذی' ابوداؤد' نسائی)

(۵۸۹۵) ا۔ غالب یہ ہے کہ یہ خطبہ وعظ نہ تھا بلکہ خطبہ جمعہ تھا ان دونوں کے لئے حضور نے خطبہ جمعہ توڑا جب ان کے لئے نماز کا سجدہ دراز کیا جا سکتا ہے تو انہیں کے لئے خطبہ جمعہ بھی توڑا جا سکتا ہے ۲۔ یعنی ان دونوں فرزندوں کو قیصوں میں سرخ دھاریاں تھیں خالص سرخ نہ تھیں کہ خالص سرخ کپڑا مردوں اور لڑکوں کو پہننا پہنانا ممنوع ہے (مرقات) ۳۔ یعنی یہ دونوں فرزند بہت چھوٹے تھے نیا نیا چلنا سیکھا تھا اس لئے برابر چل نہ سکتے تھے چلتے گر جاتے پھر اٹھ کر چلتے گر جاتے تھے جیسا کہ بہت چھوٹے بچوں میں دیکھا جاتا ہے۔ ۴۔ خیال رہے کہ اس موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین میں سے کسی سے نہ منگایا نہ کسی اور کی گود میں بٹھایا بلکہ خود منبر شریف سے اتر کر خطبہ چھوڑ کر بچوں کے پاس گئے انہیں اٹھا کر لائے اپنے برابر بٹھایا یہ ہے حضور کی انتہائی محبت ان دونوں سے ۵۔ اس آیت کریمہ میں فتنہ بمعنی آفت یا مصیبت نہیں بلکہ محنت یا آزمائش ہے اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ مومن کو ثواب دیتا ہے۔ ۶۔ خیال رہے کہ حضرات حسنین کریمین کے لئے خطبہ قطع کرنا حضور کی خصوصیت ہے نہ تو ہم کو جائز ہے کہ ہم اپنے بچوں کے لئے خطبہ جمعہ چھوڑیں یا توڑیں نہ حضرت علی و فاطمہ زہرا کو جائز تھا کہ انہیں صاحبزادوں کے لئے خطبہ یا نماز چھوڑیں حضور نے ان دونوں کے لئے اپنا سجدہ دراز فرمایا حضرت امامہ بنت ابو العاص یعنی اپنی نواسی کو کندھے پر لے کر نماز پڑھی اس طرح کہ رکوع سجدہ کے وقت انہیں اتار دیا بعد میں پھر کندھے پر لے لیا اگر ہم ایسا کریں گے تو نماز ٹوٹ جائے گی اور ہم گنہگار ہوں گے اس لئے حضرت امامہ کو گود میں لے کر نہ تو ابو العاص نے نماز پڑھی نہ جناب زینب نے احکام شرعیہ اور ہیں خصوصیات کچھ اور۔

وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُسَيْنٌ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْ حُسَيْنٍ اَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ اَحَبَّ حُسَيْنًا حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْاَسْبَاطِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۸۹۶) روایت ہے حضرت یعلی ابن مرہ سے ۱۔ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں ۲۔ اللہ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرے حسین اسباط میں سے ایک سبط ہیں ۳۔ (ترمذی)

(۵۸۹۶) ا۔ حضرت یعلی صحابی ہیں غزوہ خیبر' حنین' حدیبیہ' طائف میں شریک ہوئے آخر میں بصرہ میں قیام رہا (مرقات' اشعہ) ۲۔ یعنی میں اور حسین گویا ایک ہی ہیں ہم دونوں سے محبت ہر مسلمان کو چاہیے مجھ سے محبت حسین سے محبت ہے اور حسین سے محبت مجھ سے محبت ہے چونکہ آئندہ واقعات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر تھے اس لئے اس قسم کی باتیں امت کو سمجھائیں (مرقات) احمد اور ابن عساکر نے روایت کی کہ حسن میرے ہیں اور حسین علی کے اس کا مطلب یہ ہے کہ بڑا بیٹا دادا نانا کا ہوتا ہے چھوٹا بیٹا باپ کا یہ تقسیم اظہار کرم کے لئے ہے دیکھو مرقات۔ ۳۔ سبط وہ درخت جس کی جڑ ایک ہو اور شاخیں بہت یعنی جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے اسباط کہلاتے تھے کہ ان سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل شریف بہت چلی رب فرماتا ہے **وقطعناهم اثنتی عشرة اسباطا امما** ایسے ہی میرے حسین سے میری نسل چلے گی اور ان کی اولاد سے مشرق و مغرب بھرے گی دیکھ لو آج سادات کرام مشرق و مغرب میں ہیں اور یہ بھی دیکھ لو کہ حسنی سید تھوڑے ہیں حسینی سید بہت زیادہ ہیں اس فرمان عالی کا ظہور ہے۔

marfat.com

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ الْحَسَنُ اَشْبَهَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ اِلَى الرَّأْسِ وَالْحُسَيْنُ اَشْبَهَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۸۹۷) روایت ہے حضرت علی سے فرمایا کہ حسن سینے اور سر کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ تھے ۱ے اور حسین اس سے نیچے کے حصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے ۲ے (ترمذی)

(۵۸۹۷) ۱ے خیال رہے کہ حضرت فاطمہ زہرا از سر تا قدم بالکل ہم شکل مصطفیٰ تھیں صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے عرض کیا ہے شعر:۔

☆ رسول اللہ کی جیتی جاگتی تصویر کو دیکھا ☆ کیا نظارہ جن آنکھوں نے تفسیر نبوت کا ☆

اور آپ کے صاحبزادگان میں یہ مشابہت تقسیم کردی گئی تھی یہاں اشبہ یا تو ماضی ہے باب افعال کا یا اسم تفضیل ہے سمع۔سمع کا حضرت حسین کی پنڈلی قدم شریف اور ایڑی بالکل حضور کے مشابہ تھی۔ **علی جده وعليه الصلوة والسلام** ۲ے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قدرتی مشابہت بھی اللہ کی نعمت ہے جو اپنے کسی عمل کو حضور کے مشابہ کردے تو اس کی بخشش ہو جاتی ہے **من تشبه بقوم فهو منهم** تو جسے خدا تعالیٰ اپنے محبوب کے مشابہ کرے اس کی محبوبیت کا کیا حال ہو گا اس لئے یہ حدیث فضائل اہل بیت کے سلسلے میں لائی گئی۔

وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قُلْتُ لِاُمِّيْ دَعِيْنِيْ اٰتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُصَلِّيْ مَعَهُ الْمَغْرِبَ وَاَسْأَلُهُ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لِيْ وَلَكِ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ فَصَلّٰى حَتّٰى صَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ انْفَتَلَ فَتَبِعْتُهُ فَسَمِعَ صَوْتِيْ فَقَالَ مَنْ هٰذَا حُذَيْفَةُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا حَاجَتُكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِاُمِّكَ اِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْاَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اسْتَاْذَنَ رَبَّهُ اَنْ يُّسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِيْ بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(۵۸۹۸) روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ مجھے اجازت دو کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤں آپ کے ساتھ مغرب پڑھوں ۱ے اور آپ سے عرض کروں کہ میرے اور تمہارے لئے دعائے مغفرت کریں ۲ے تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کے ساتھ مغرب پڑھی آپ نے مغرب پڑھی حتیٰ کہ عشاء پڑھی ۳ے پھر حضور واپس ہوئے میں آپ کے پیچھے حضور نے میری آواز سنی تو فرمایا یہ کون ہے کیا حذیفہ میں نے کہا ہاں فرمایا تمہاری کیا حاجت ہے اللہ تمہیں اور تمہاری ماں کو بخشے ۴ے یہ ایک فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے زمین پر کبھی نہیں اترا ۵ے اس نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ مجھے سلام کرے اور مجھے بشارت دے کہ فاطمہ جنتی لوگوں کی بیویوں کی سردار ہیں ۶ے اور حسن و حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں ۷ے (ترمذی) اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ۸ے

(۵۸۹۸) ۱ے حضرت حذیفہ کا گھر مسجد نبوی شریف سے کچھ فاصلے پر تھا۔ اس لئے ان کو ان کی والدہ نے شام کے وقت گھر رہنے

marfat.com

کی تاکید فرمائی تھیں مسجد نبوی شریف میں حاضر ہونے کی اجازت نہ دیتی تھیں انہیں یا تو حضرت حذیفہ پر خوف تھا یا اپنے پر اس لئے آپ نے فرمایا کہ اماں جان مجھے آج وہاں حاضری کی اجازت دے دیجئے ۲۔ یعنی رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجوم کم ہوتا ہے۔ مجھے عرض معروض کرنے کا اچھا موقعہ ملے گا۔ اس لئے رات میں حاضری کی اجازت مانگی۔ ۳۔ یعنی میں نے نماز مغرب حضور انور کے ساتھ پڑھی پھر عشاء تک حضور کے پاس حاضر رہا۔ بعض مشائخ کرام مغرب سے عشاء تک نوافل اور وظائف پڑھتے ہیں اسے احیاء مابین العشائین کہتے ہیں اب بھی مدینہ منورہ میں مسلمان مغرب کی نماز کے لئے مسجد نبوی شریف میں جاتے ہیں تو عشاء پڑھ کر آتے ہیں ۴۔ حضور انور نے نور نبوت سے حضرت حذیفہ کو بھی جان لیا ان کے دل کی حاجت بھی معلوم کرلی کہ یہ کیوں آرہے ہیں بھلا جس پر پتھر کے دل کی بات ظاہر ہو کہ فرمایا احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں اس پر انسانوں کے دل کے حالات دلی تمنائیں کیسے مخفی رہ سکتی ہیں وہاں عرض کرنے کی ضرورت ہی نہیں انہیں ہماری حاجتیں مرادیں سب معلوم ہیں۔ **شعر:۔**

☆ قدرت کی تحریریں جانے ☆ امی اور تقریریں جانے ☆
☆ بخشش کی تدبیریں جانے ☆ وہ ہے رحمت والا ☆
☆ جن کا نام ہے محمد ان سے دو جگ ہے اجیالا! ☆

۵۔ اس فرشتہ کا نام روایات میں نہیں آیا بہرحال رحمت کا خاص فرشتہ ہے خادم بارگاہ ہے ۶۔ اس کی شرح پہلے گزر چکی کہ جناب سیدہ فاطمہ زہرا جنتی مومنین کی بیویوں کی سردار ہیں لہٰذا اس سے لازم یہ نہیں آتا کہ وہ جناب خدیجۃ الکبریٰ اور عائشہ صدیقہ کی بھی سردار ہوں کیونکہ وہ تو سید الانبیاء کی زوجہ مطہرہ ہیں ۷۔ اس کی شرح پہلے گزر گئی جو لوگ جوانی میں وفات پاگئے اور تھے جنتی ان کے سردار حضرات حسنین کریمین ہیں لہٰذا آپ دونوں نبیوں کے سردار نہیں کیونکہ کوئی نبی جوانی میں دنیا سے تشریف نہیں لے گئے۔ جنت میں سب ہی جوان ہوں گے۔ ۸۔ یہ حدیث احمد نے بروایت حسن روایت فرمائی (مرقات)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَامِلَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلٰى عَاتِقِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنِعْمَ الرَّاكِبُ هُوَ. (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۸۹۹) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن ابن علی کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے کہا اے صاحبزادے تم بہت اچھی سواری پر سوار ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سوار بھی تو اچھا ہے ۱۔ (ترمذی)

(۵۸۹۹) ۱۔ یعنی اے دیکھنے والے تو نے یہ تو دیکھا کہ جناب حسن کی سواری سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا کندھا ہے یہ نہ دیکھا کہ سوار سید الشہداء ہے اور سید الاولیاء حضرت علی کا فرزند دلبند ہے اور سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کا لخت جگر ہے سید الانبیاء کا نور نظر ہے رضی اللہ عنہ آپ کا لقب ہے راکب دوش رسول۔

وَعَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ فَرَضَ لِاُسَامَةَ فِيْ ثَلٰثَةِ اٰلَافٍ وَّخَمْسِمِائَةٍ وَفَرَضَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ

(۵۹۰۰) روایت ہے حضرت عمر سے کہ آپ نے اسامہ کے لئے تین ہزار پانچ سو مقرر فرمائے اور عبداللہ ابن عمر کے لئے صرف تین

marfat.com

فِیْ ثَلٰثَۃِ اٰلَافٍ فَقَالَ عَبْدُ اللہِ بْنُ عُمَرَ لِاَبِیْهِ لِمَ فَضَّلْتَ اُسَامَةَ عَلَیَّ فَوَاللہِ مَا سَبَقَنِیْ اِلٰی مَشْهَدٍ قَالَ لِاَنَّ زَیْدًا کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَبِیْكَ وَکَانَ اُسَامَةُ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْكَ فَاٰثَرْتُ حِبَّ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی حِبِّیْ۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

ہزار فرمائے ا۔ تو عبداللہ ابن عمر نے اپنے والد سے عرض کیا کہ آپ نے اسامہ کو مجھ پر ترجیح کیوں دی ۲۔ اللہ کی قسم وہ کسی موقعہ میں مجھ سے آگے نہ بڑھے ۳۔ فرمایا اس لئے کہ زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے باپ سے زیادہ پیارے تھے ۴۔ اور اسامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تم سے زیادہ محبوب تھے ۵۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے کو اپنے پیارے پر ترجیح دی ۶۔ (ترمذی)

(۵۹۰۰) ا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں مشہور صحابہ کے لئے بیت المال سے سالانہ وظیفے مقرر فرمائے تھے۔ ان کے گزارے کے واسطے اس سلسلہ میں اپنے محبوب ترین فرزند کا سالانہ وظیفہ تین ہزار درہم مقرر فرمائے اور حضرت اسامہ کے لئے ساڑھے تین ہزار درہم مقرر کئے یعنی پانچ سو درہم زیادہ ۲۔ چونکہ وظیفے کی زیادتی کمی درجہ کی زیادتی کمی کی علامت ہوتی ہے اس لئے جناب عبداللہ نے سوال فرمایا مال کی ہوس یا حضرت اسامہ پر حسد سے نہ کہا ۳۔ مشہد کے معنی ہیں حاضری کی جگہ یعنی مجلس اس سے مراد عام مجلس خیر ہے علمی ہو یا عملی جہاد کی ہو یا حج کی بعض شارحین نے فرمایا کہ اس سے مراد جہاد ہے یعنی ایسی کوئی مجلس خیر نہیں گزری جس میں اسامہ شریک ہوئے ہوں میں شریک نہیں ہوا ہوں ۴۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان عالی تواضع اور انکسار کی بنا پر ہے ورنہ حضرت عمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے ہی محبوب صحابی ہیں یا یوں کہو کہ گھر میں رہنے سہنے کی محبوبیت حضرت زید کو زیادہ حاصل ہے ہروقت گھر میں نظر آنے والے پر زیادہ کرم رہتا ہے غرضیکہ اس سے کوئی خاص محبت مراد ہے ۵۔ یہاں بھی وہ ہی تحقیق ہے کہ اس مخصوص محبت میں جناب اسامہ حضرت ابن عمر سے بڑھے ہوئے تھے۔ ۶۔ سبحان اللہ یہ ہے حضرت عمر کا عشق رسول آپ نے حضرات حسین کریمین کے لئے پانچ پانچ ہزار درہم سالانہ مقرر فرمایا تھا۔ حضرات خلفاء ثلثہ اہل بیت اطہار کے لئے امان تھے ان کے زمانہ میں حضرات حسنین بلکہ حضرت علی کسی غزوہ میں نہ بھیجے گئے۔ ان کے پردہ فرمانے کے بعد حضرت علی پر مصیبت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے حتی کہ آپ کو مدینہ منورہ چھوڑنا پڑا یہ ہی حال حضرات حسنین کریمین کا ہوا۔

وَعَنْ جَبَلَةَ بْنِ حَارِثَةَ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ ابْعَثْ مَعِیَ اَخِیْ زَیْدًا قَالَ هُوَ ذَا فَاِنِ انْطَلَقَ مَعَكَ لَمْ اَمْنَعْهُ قَالَ زَیْدٌ یَا رَسُوْلَ اللہِ وَاللہِ لَا اَخْتَارُ عَلَیْكَ اَحَدًا قَالَ فَرَاَیْتُ رَاْیَ اَخِیْ اَفْضَلَ مِنْ رَاْیِیْ۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۹۰۱) روایت ہے حضرت جبلہ ابن حارثہ سے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ساتھ میرے بھائی زید کو بھیج دیں ا۔ فرمایا وہ یہ ہیں اگر وہ تمہارے ساتھ جائیں تو میں انہیں منع نہ کروں گا ۲۔ جناب زید نے کہا یا رسول اللہ اللہ کی قسم میں آپ پر کسی کو ترجیح نہ دوں گا ۳۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کی رائے اپنی رائے سے بہتر دیکھی ۴۔ (ترمذی)

(۵۹۰۱) ا۔ حضرت زید کا پورا واقعہ پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ آپ آٹھ سال کی عمر میں دشمنوں کے ہاتھ قید ہو گئے تھے بازار میں

marfat.com

فروخت کردیئے گئے حکیم ابن حزام نے آپ کو خرید اور اپنی پھوپھی خدیجۃ الکبریٰ کو ہدیۃً دے دیا جب حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضور کے نکاح میں آئیں تو آپ نے حضرت زید کو حضور کی خدمت کے لئے مقرر فرمادیا۔ حضور نے انہیں اپنا بیٹا بنالیا۔ آپ کے بڑے بھائی جبلہ ابن حارثہ کو پتہ لگا کہ زید ابن حارثہ حضور انور کے پاس ہیں۔ تو وہ انہیں لینے آئے تب یہ عرض کیا۔ خیال رہے کہ حضرت زید غزوہ موتہ میں حضرت جعفر کے ساتھ شہید ہوئے پچپن سال عمر ہوئی حضور نے انہیں حضرت جعفر کا بھائی بنادیا تھا۔ (اشعہ) ۲؎ یعنی اگر یہ اپنے گھر جانا چاہیں تو لے جاؤ میں انہیں منع نہیں کروں گا ۳؎ یعنی آپ پر میرے ماں باپ بھائی برادر فدا ہوں میں آپ کے پاس رہنا چاہتا ہوں ماں باپ کے پاس جانا نہیں چاہتا۔ مجھے اپنے در سے دور نہ کریں آپ کی خدمت دین و دنیا کی ساری نعمتوں سے افضل ہے۔ ۴؎ یعنی میں نے انہیں حضور کے فراق کا مشورہ دیا انہوں نے وصال چاہا وہ مجھ سے بہتر رائے والے تھے انہوں نے حضور کو اختیار کیا۔

وَعَنْ اُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَبَطْتُ وَهَبَطَ النَّاسُ الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اُصْمِتَ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَيَّ وَيَرْفَعُهُمَا فَاَعْرِفُ اَنَّهٗ يَدْعُوْلِيْ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

(۵۹۰۲) روایت ہے حضرت اسامہ ابن زید سے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت بھاری بیمار ہو گئے تو میں اور دوسرے لوگ مدینہ آئے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ۱؎ جب کہ کلام فرمانا بند ہو چکا تھا تو حضور نے کوئی بات نہ کی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ مجھ پر رکھنے اور اٹھانے لگے میں پہچان گیا کہ آپ میرے لئے دعائیں فرما رہے ہیں ۲؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۹۰۲) ۱؎ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے کچھ پہلے مہاجرین و انصار کا ایک لشکر روانہ فرمایا جس کے سردار حضرت اسامہ ابن زید تھے یہ لشکر ابھی مقام جرف میں پہنچا تھا جو مدینہ منورہ سے باہر قریب ہی ہے کہ اسے پتہ لگا کہ حضور انور کو سخت بخار اور درد سر ہے یہ سب لوگ یہ خبر وحشت اثر سن کر مدینہ منورہ واپس آگئے یہاں یہ واقعہ مذکور ہے چونکہ جرف مدینہ منورہ سے ایسا اونچا ہے جیسے عرفات مکہ معظمہ سے اس لئے ہبطت فرمایا یعنی میں اترا (لمعات) مدینہ منورہ کے اردگرد کی زمین مدینہ سے اونچی ہے خود مدینہ پاک نشیبی حصہ میں واقع ہے اس لئے اردگرد کی زمین کو عوالی کہا جاتا ہے (مرقات) ۲؎ حضرت اسامہ اب جو حاضر بارگاہ ہوئے تو حیات شریف کے آخری لمحات تھے زبان مبارک سے کلام فرمانا بند کر دیا تھا اس لئے حضور انور نے اشارہ سے دعا فرمائی جسے حضرت اسامہ نے فراست ایمانی سے سمجھ لیا حضرت اسامہ خوش تھے کہ انہوں نے حضور کی آخری دعائیں لے لیں۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّنَحِّيَ مُخَاطَ اُسَامَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَعْنِيْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا الَّذِيْ اَفْعَلُ قَالَ يَا عَائِشَةُ اَحِبِّيْهِ فَاِنِّيْ اُحِبُّهٗ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۰۳) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ کی ناک صاف کرنے کا ارادہ کیا ۱؎ تو جناب عائشہ نے عرض کیا مجھے اجازت دیجئے کہ یہ کام میں کروں فرمایا اے اے عائشہ اس سے محبت کرو کیونکہ میں اس سے محبت کرتا ہوں ۲؎ (ترمذی)

marfat.com

(۵۹۰۳) ا۔ حضرت اسامہ ابن زید بچے تھے۔ حضور کی گود میں تھے کہ ناک آگئی حضور انور نے اپنے دست اقدس سے ناک صاف کرنا چاہی جیسے عموماً گود کے بچوں کے لئے کیا جاتا ہے ۲۔ حضور کی محبت رکن ایمان ہے۔ اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی علامت یہ ہے کہ حضور کے ہر محبوب سے محبت ہو حتیٰ کہ مدینہ منورہ کی گلی کوچوں سے دوستی کرے گوشت سے چھوٹے کدو سے محبت کرے۔ شعر:۔

☆ ومن مذهبی حب الدیار لا هلها ☆ وللناس فیما یعشقون مذاهب ☆

وَعَنْ اُسَامَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا اِذْ جَاءَ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَاْذِنَانِ فَقَالَا لِاُسَامَةَ اسْتَاْذِنْ لَنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَاْذِنَانِ فَقَالَ اَتَدْرِيْ مَا جَاءَ بِهِمَا قُلْتُ لَا قَالَ لٰكِنِّيْ اَدْرِيْ ائْذَنْ لَهُمَا فَدَخَلَا فَقَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْنَاكَ نَسْئَلُكَ اَيُّ اَهْلِكَ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ قَالَا مَا جِئْنَاكَ نَسْاَلُكَ عَنْ اَهْلِكَ قَالَ اَحَبُّ اَهْلِيْ اِلَيَّ مَنْ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتُ عَلَيْهِ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَا ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلْتَ عَمَّكَ اٰخِرَهُمْ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا سَبَقَكَ بِالْهِجْرَةِ

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

وَذُكِرَ اَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ فِيْ كِتَابِ الزَّكٰوةِ

(۵۹۰۴) روایت ہے حضرت اسامہ سے فرمایا کہ میں بیٹھا ہوا تھا ا۔ کہ جناب علی و عباس آئے اجازت داخلہ چاہتے تھے انہوں نے اسامہ سے کہا کہ ہمارے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے دو ۲۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ علی اور عباس اجازت مانگ رہے ہیں فرمایا کیا تم جانتے ہو کیا مقصد انہیں یہاں لایا ہے میں نے کہا نہیں فرمایا لیکن میں جانتا ہوں ۳۔ انہیں اجازت دے دو وہ دونوں حاضر ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ ہم یہ پوچھنے حاضر ہوئے ہیں کہ حضور کو اپنے گھر والوں میں کوئی زیادہ پیارا ہے ۴۔ فرمایا فاطمہ بنت محمد وہ بولے ہم آپ کے اہل بیت کے متعلق پوچھنے نہیں آئے ہیں ۵۔ فرمایا میرے گھر والوں میں مجھے زیادہ پیارا وہ ہے جس پر اللہ نے بھی انعام کیا اور میں نے بھی انعام کیا ۶۔ یعنی اسامہ ابن زید ۷۔ وہ بولے پھر کون فرمایا علی ابن ابی طالب ۸۔ تو جناب عباس نے کہا یا رسول اللہ آپ نے اپنے چچا کو ان سب سے آخر کر دیا ۹۔ فرمایا کہ علی تم سے ہجرت میں سبقت لے گئے ہیں ۱۰۔ (ترمذی) یہ حدیث کہ عم الرجل صنوابیہ کتاب الزکوٰۃ میں ذکر کر دی گئی۔

(۵۹۰۴) ا۔ یعنی میں حضور کے دروازے پر دربان بن کر بیٹھا تھا۔ جسے اس در کی دربانی مل جاوے وہ بادشاہ سے افضل ہو جاوے ۲۔ اگر دروازہ پر کوئی نہ ہو تو سلام اجازت بلند آواز سے کرے کہ اندر آواز پہنچے اور اگر کوئی ہو تو اس کے ذریعہ سے اجازت حاصل کرے یہاں یہ ہی دوسری صورت تھی ۳۔ یعنی ہم نور نبوت سے ان کے دل کے ارادے جانتے ہیں جس پر عرش و فرش کی ہر چیز ظاہر ہو اس سے کیا چھپے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے خوب فرمایا۔ شعر:۔

☆ دل فرش پر ہے تری نظر سر عرش پر ہے تری گزر ☆
☆ ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں جو تجھ پہ عیاں نہیں ☆

marfat.com

۴۔ یعنی حضور فرمادیں کہ آپ کو زیادہ پیارا کون ہے۔ تاکہ ہم اس کی محبوبیت پر ایمان لائیں اور ہم بھی اس سے محبت کریں ۵۔ یہاں اہل سے مراد اولاد ہے یعنی ہم محبت ولادت کے متعلق نہیں پوچھتے ہم تو دوستوں کی دوستی کی محبت کے متعلق حضور سے پوچھنے آئے معلوم ہوا کہ محبت کی بہت قسمیں ہیں ولادت کی محبت زوجیت کی دوستی وغیرہ وغیرہ ان ہر قسم کے محبوبوں میں ایک ایک سردار محبت ولادت میں فاطمہ زہرا سردار ہیں اور محبت زوجیت میں عائشہ صدیقہ اور خدیجۃ الکبریٰ اعلیٰ و اکمل ۶۔ اس فرمان عالی میں اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے۔ **اذ تقول للذی انعم اللّٰہ علیہ وانعمت علیہ امسک علیک زوجک** یہ آیت حضرت زید ابن حارثہ کے متعلق ہے ان پر اللہ نے یہ احسان کیا کہ انہیں ایمان عرفان کی دولت بخشی حضور انور یہ احسان کیا کہ انہیں اپنا صحابی بلکہ اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا معلوم ہوا کہ حضور بھی اللہ کے بندوں پر انعام احسان کرتے ہیں ۷۔ اگرچہ یہ انعام و اکرام حضرت زید پر ہوئے مگر چونکہ جناب اسامہ ان کے فرزند ہیں۔ اس لئے وہ بھی اسی انعام سے فیض یاب ہوئے ۸۔ سبحان اللہ یہاں حضرت علی کو محبوبیت میں جناب اسامہ ابن زید کے بعد فرمایا معلوم ہوا کہ محبوبیت افضلیت کو لازم نہیں تمام کے نزدیک حضرت علی جناب اسامہ سے افضل ہیں مگر یہاں محبوبیت میں ان کو مقدم فرمایا گیا۔ ہم پہلے عرض کرچکے ہیں محبت کی نوعیتیں مختلف ہیں ایک قسم وہ ہے جس میں جناب اسامہ حضرت علی سے پہلے اور ان پر مقدم ہیں ۹۔ یعنی یا رسول اللہ میں تو حضور انور کا چچا ہوں اور جناب علی چچا زاد ہیں پھر ان کو مجھ پر مقدم کیوں فرمادیا اس کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آئی خیال رہے کہ یہ سوال اعتراض نہیں حضور انور پر اعتراض کفر ہے جو فرمایا بالکل حق فرمایا۔ ۱۰۔ کیونکہ اے عباس تم نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فتح مکہ کے دن کی جبکہ ہم تم کو راہ میں مل گئے تمہاری ہجرت قبول ہوگئی مگر جناب علی تو ہماری ہجرت کے بعد ہی ہجرت کرکے مدینہ منورہ پہنچ چکے تھے خیال رہے کہ حضرت عباس کے ایمان کے متعلق اختلاف ہے کہ ایمان کب لائے بعض نے فرمایا کہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے اور ایمان لاتے ہی ہجرت کے لئے نکلے بعض نے فرمایا کہ آپ بدر کے دن ایمان لائے جبکہ حضور نے خبردی کہ عباس آپ میری چچی صاحبہ کو چار سو درہم دے کر جنگ بدر میں شرکت کے لئے نکلے تھے حضور کا یہ علم دیکھ کر ایمان لائے بعض کے نزدیک حضور کی ہجرت سے پہلے ایمان لاچکے تھے بہرحال ظہور ایمان فتح مکہ کے دن ہوا دیلمی نے فردوس میں نقل فرمایا کہ حضور فرماتے ہیں میرے بھائیوں میں بہتر علی ہیں چچاؤں میں بہتر حمزہ ہیں بعض روایات میں ہے کہ ایک دن حضرت عباس، ابوسفیان، بلال اور سلمان فارسی حضرت عمر کے دروازے پر گئے داخلہ کی اجازت مانگی خادم نے کہا کہ پہلے بلال آئیں اس پر ابوسفیان نے جناب عباس سے کہا کہ عمر ہمارے غلاموں کو ہم پر ترجیح دیتے ہیں حضرت عباس نے کہا کہ ہم اسلام میں بلال کے بعد آئے ہماری جزا یہی ہے (مرات)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ　تیسری فصل

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحٰرِثِ قَالَ صَلَّى اَبُوْبَكْرٍ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِىْ وَمَعَهٗ عَلِىٌّ فَرَاَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَحَمَلَهٗ عَلٰى عَاتِقِهٖ وَقَالَ بِاَبِىْ شَبِيْهٌ بِالنَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ شَبِيْهًا

(۵۹۰۵) روایت ہے حضرت عقبہ ابن حارث سے ۱ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے عصر کی نماز پڑھی پھر نکلے چل رہے تھے آپ کے ساتھ حضرت علی تھے تو حسن کو دیکھا بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے انہیں اپنے کندھے پر اٹھالیا اور فرمایا میرے باپ صدقے

marfat.com

بِعَلِیٍّ وَعَلِیٌّ یَضْحَکُ۔
(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

۲۔ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم شکل ہو علی کے ہم شکل نہیں اور علی ہنس رہے تھے ۳۔ (بخاری)

(۵۹۰۵) ا۔ آپ صحابی ہیں نوفل ابن عبد مناف کی اولاد سے ہیں فتح مکہ کے دن ایمان لائے مکہ معظمہ میں رہے (مرآت) ۲۔ یعنی حضرت ابوبکر صدیق نے جناب حسن کو پیار، محبت سے اپنے کندھے پر اٹھالیا بابی کے معنی یہ نہیں کہ میرے باپ کی قسم کہ غیر خدا کی قسم ممنوع ہے بلکہ اس کے معنی ہیں کہ میرے باپ تم پر فدا تم پر قربان یہ ہے جناب صدیق کی محبت اہل بیت اطہار سے ۳۔ یعنی اے حسن تمہاری شکل حضور انور سے ملتی جلتی ہے اپنے والد جناب علی سے نہیں ملتی جلتی خیال رہے کہ حضور سے بالکل مشابہت مخلوق میں کسی کو نہیں ہو سکتی اللہ تعالیٰ نے حضور کو بے مثال بنایا ہے۔ **شعر:۔**

☆ انہیں خالق نے اپنے حسن کے سانچے میں ڈھالا ہے ☆
☆ وہ آئے اس جہاں میں سب حسینوں سے حسین ہو کر ☆
☆ عرب کے واسطے رحمت عجم کے واسطے رحمت ☆
☆ وہ آئے لیکن آئے رحمۃ للعالمین ہو کر ☆

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی شکل نمونہ ہے حضور کے شکل مبارک کی لہٰذا یہ حدیث حضرت علی کی اس روایت کے خلاف نہیں کہ حضور کا مثل نہ پہلے دیکھا گیا نہ بعد میں (مرقات) کہ وہاں پوری مثلیت مراد ہے روافض کا ایک فرقہ غرابیہ ہے وہ کہتا ہے کہ حضرت علی حضور سے ایسے مشابہ تھے جیسے کوا کوے سے جب پہلی وحی آئی تو حضرت علی حضور کے پاس تھے ہم **شکلی** کی وجہ سے جبریل دھوکا کھا گئے اور بجائے علی کے حضور کو وحی اور نبوت دے گئے (مرقات) شاید بعد میں رب نے فرمایا ہو گا خیر اب چلنے دو۔ ۳۔ یہ شخص عبید اللہ ابن عبد اللہ ابن زیاد ثقفی ہے۔ یہ یزید ابن معاویہ کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں لشکر تیار کیا یہ مردود ۶۶ چھیاسٹھ ہجری میں مقام موصل میں ابراہیم ابن مالک ابن اشتر نخعی کے ہاتھوں قتل کیا گیا۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اُتِیَ عُبَیْدُ اللّٰہِ ابْنُ زِیَادٍ بِرَاْسِ الْحُسَیْنِ فَجُعِلَ فِیْ طَسْتٍ فَجَعَلَ یَنْکُتُ وَقَالَ فِیْ حُسْنِہٖ شَیْئًا قَالَ اَنَسٌ فَقُلْتُ وَاللّٰہِ اِنَّہٗ کَانَ اَشْبَہَہُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ مَخْضُوْبًا بِالْوَسْمَۃِ۔
رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَفِیْ رِوَایَۃِ التِّرْمِذِیِّ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِیَادٍ فَجِیْءَ بِرَاْسِ الْحُسَیْنِ فَجَعَلَ یَضْرِبُ بِقَضِیْبٍ فِیْ اَنْفِہٖ وَیَقُوْلُ مَا رَاَیْتُ مِثْلَ ھٰذَا حُسْنًا فَقُلْتُ اَمَا اِنَّہٗ کَانَ مِنْ اَشْبَہِہِمْ

(۵۹۰۶) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ عبید اللہ ابن زیاد کے پاس حضرت حسین کے سر لایا گیا ا۔ تو طشت میں رکھا گیا ۲۔ وہ ٹھونکنے لگا ۳۔ اور ان کے حسن کے متعلق کچھ کہا ۴۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم شکل تھے ۵۔ اور آپ وسمہ کا خضاب لگائے ہوئے تھے (بخاری) اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ میں ابن زیاد کے پاس تھا کہ حضرت حسین کا سر لایا گیا تو وہ آپ کی ناک میں چھڑی مارنے لگا اور کہنے لگا کہ میں نے اس جیسا حسین نہ دیکھا تو میں نے کہا کہ آپ سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

marfat.com

بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

وسلم کے ہم شکل تھے ۶۔ اور ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح بھی ہے حسن بھی غریب بھی۔

(۵۹۰۶) ا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک ایک طشت میں رکھ کر اس مردود کے سامنے پیش کیا گیا واقعہ کربلا کے موقعہ پر یہاں اس کا ذکر ہے ۲۔ یعنی ایک چھڑی سے جو اس کے ہاتھ میں تھی اس سر مبارک دانت اور ناک شریف میں ٹھونکیں لگانے لگا کچھ سوچتے ہوئے یہ حرکت کر رہا تھا۔ ۳۔ اس نے یا تو آپ کے حسن کی تعریف کی خواہ بطور تمسخر یا واقعی یا آپ کے متعلق برے الفاظ بولے کہ آپ حسین نہیں میں نے تو آپ کے حسن کا بڑا شہرہ سنا تھا یہ تو کچھ بھی نہیں مگر پہلے معنی قوی ہیں ابھی ترمذی کی روایت سے آ رہا ہے۔ ۴۔ ظاہر یہ ہے کہ حضرت انس کا یہ فرمان ابن زیاد کی تائید کے لئے ہے یعنی واقعی امام حسین بڑے ہی خوبصورت و حسین تھے تجھے ان کے مقابلہ میں شرم کرنی چاہیے تھی۔ یہ حضور کے ہم شکل تھے تو نے کس چاند کی صورت کو خاک میں سلا دیا ۵۔ اس کی تحقیق ہم گزشتہ احادیث میں کر چکے ہیں کہ خالص وسمہ سبز رنگ دیتا ہے مگر مہندی سے مل کر تو پکا لال رنگ دیتا ہے اور اگر مہندی سے غالب ہو سیاہ رنگ دیتا ہے ظاہر یہ ہے کہ حضرت حسین نے خالص وسمہ لگایا ہوا تھا اور داڑھی شریف کا رنگ ہرا تھا اور اگر سیاہ رنگ ہو تب بھی آپ کو جائز تھا کہ آپ غازی تھے۔ غازی کو سیاہ خضاب جائز ہے بلاوجہ ممنوع ہے لہذا اس حدیث سے سیاہ خضاب کے جواز پر دلیل نہیں پکڑی جا سکتی۔ ۶۔ طبرانی کی روایت میں ہے کہ ابن زیاد نے حضرت حسین کی آنکھوں اور ناک شریف میں چھڑی لگائی میں نے کہا کہ یہاں سے اپنی چھڑی ہٹا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ان مقامات کو بوسہ دیتے تھے جہاں تو چھڑی لگا رہا ہے۔ تب وہ باز آیا۔ ذخائر میں بروایت عمارہ ابن عمر ہے کہ جب ابن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے کٹے ہوئے سر لائے گئے تھے۔ یہ سب سر ایک طشت میں تھے کہ شور مچا وہ آیا وہ آیا دیکھا تو ایک سانپ آیا جو ابن زیاد کے منہ ناک اور آنکھوں میں پھرا اور چلا گیا۔ وہ پھر شور مچا وہ آیا وہ آیا پھر وہی سانپ آیا اور اسی طرح ابن زیاد کے منہ اور ناک میں گھسا۔ پھر چلا گیا (از مرقات) رب نے اس کی گستاخی کی سزا دنیا میں یہ دی اخروی سزا باقی ہے یہ حدیث ترمذی نے بھی روایت فرمائی۔

وَعَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّهَا دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ رَاَيْتُ حُلْمًا مُنْكَرًا اللَّيْلَةَ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَتْ اِنَّهٗ شَدِيْدٌ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَتْ رَاَيْتُ كَاَنَّ قِطْعَةً مِّنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِىْ حِجْرِىْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتِ خَيْرًا تَلِدُ فَاطِمَةُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ غُلَامًا يَكُوْنُ فِىْ حِجْرِكِ فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ فَكَانَ فِىْ حِجْرِىْ كَمَا قَالَ

(۵۹۰۶) روایت ہے ام الفضل بنت حارث سے ا۔ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں بولیں یا رسول اللہ میں نے آج رات ایک خطرناک خواب دیکھا ہے ۲۔ فرمایا کیا ہے بولیں حضور بہت خطرناک ہے فرمایا وہ کیا ہے بولیں میں نے دیکھا جیسے کہ آپ کے جسم کا ٹکڑا کٹا اور میری گود میں رکھا گیا ۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اچھی خواب دیکھی ہے ان شاء اللہ فاطمہ لڑکا جنے گی وہ بچہ تمہاری گود میں رہے گا ۴۔ چنانچہ جناب فاطمہ نے حضرت حسین کو جنم دیا وہ میری گود میں رہے جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۵۔ پھر میں ایک دن

marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ یَوْمًا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُہٗ فِیْ حَجْرِہٖ ثُمَّ کَانَتْ مِنِّیْ اِلْتِفَاتَۃٌ فَاِذَا عَیْنَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُھْرِیْقَانِ الدُّمُوْعَ قَالَتْ فَقُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ مَالَکَ قَالَ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اُمَّتِیْ سَتَقْتُلُ ابْنِیْ ھٰذَا فَقُلْتُ ھٰذَا قَالَ نَعَمْ وَاَتَانِیْ بِتُرْبَۃٍ مِّنْ تُرْبَتِہٖ حَمْرَاءَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی انہیں آپ کی گود میں دیا پھر میرا دھیان بٹ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۶۔ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں یہ کیا ہے۷۔ فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے تھے مجھے خبر دی کہ میری امت میرے اس فرزند کو قتل کرے گی۸۔ میں نے کہا اس کو فرمایا ہاں اور وہ میرے پاس وہاں کی سرخ مٹی میں سے کچھ مٹی لائے۹۔

(۵۹۰۶) ۱۔ آپ کا نام لبابہ عامریہ ہے کنیت ام الفضل حضرت عباس کی زوجہ ہیں اور عباس کی اکثر اولاد آپ سے ہی ہے حضرت میمونہ کی بہن ہیں۔ جناب خدیجہ کے بعد پہلے آپ ہی ایمان لائیں رضی اللہ عنہا (مرقات) ۲۔ یہاں منکر بمعنی ممنوع یا حرام نہیں بلکہ بمعنی خطرناک ہیبت ناک ہے یعنی میں نے ایسی خواب دیکھی ہے جو میرے خیال میں بڑی ہی خطرناک اور ہیبت ناک ہے ۳۔ حجرح کے کسرہ سے بمعنی کوکھ اور ح کے فتح سے بمعنی پرورش آپ سمجھیں کہ حضور انور کے گوشت کا ٹکڑا میری گود میں آنا بہت ہی خطرناک ہے ۴۔ یعنی جناب فاطمہ زہرا امید سے ہیں ان کے بیٹا ہوگا اور تم اسے اپنی گود میں کھلایا کرو گی۔ حضرت حسین میرے جسم بلکہ میرے قلب و جگر کا ٹکڑا ہیں اس خواب کی یہ ہی تعبیر ہے۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ حضرت ام الفضل بطور خدمت جناب امام حسین کی پرورش کرتی تھیں مبارک ہیں امام حسین جو فاطمہ زہرا کے بطن شریف میں اور ام الفضل کی پرورش میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں رہے۔ ۶۔ یعنی مجھے یہ پتہ نہیں لگا کہ حضور انور کے رونے کی ابتدا کیسے ہوئی کیونکہ میرا دھیان اتفاقاً "بٹ گیا جب میں نے حضور کی طرف دھیان کیا تو آپ کو زار و قطار روتے پایا۔ ۷۔ یعنی حضور بلا سبب کیوں رو رہے ہیں۔ لخت جگر گود میں ہے یہ وقت تو خوشی کا ہے خوشی کے موقعہ پر غم کیسا۔ ۸۔ امتی فرما کر یہ بتایا کہ جناب امام حسین کو قتل کرنے والے لوگ کلمہ گو ہوں گے اپنے کو مسلمان کہیں گے عیسائی یہودی یا مشرکین نہ ہوں گے۔ خیال رہے کہ قتل امام حسین گناہ کبیرہ تو یقیناً ہے مگر جن لوگوں نے اس فعل کو حلال سمجھ کر کیا یا حضرت امام حسین سے ذاتی عداوت کی بنا پر وہ تو کافر ہو گئے۔ اور جنہوں نے دنیاوی لالچ میں یہ حرکت کی وہ بد ترین فاسق ہیں۔ قتل نبی کفر ہے غیر نبی کا قتل مطلقاً" کفر نہیں یوں ہی جس نے حضرت امام حسن کو زہر دیا وہ بھی بد ترین فاسق ہے اسے کافر نہیں کہا جا سکتا یہ ہی حال قاتل علی اور قاتل عثمان کا ہے کہ یہ سب لوگ فاسقین ہیں جیسے یوسف علیہ السلام کے دسوں بھائی جنہوں نے انہیں ستایا کنویں میں ڈالا فروخت کیا۔ یعقوب علیہ السلام کو جھوٹی خبر دی وہ سب لوگ فاسق ہوئے کافر نہیں ہوئے پھر توبہ کرنے اور ان دونوں بزرگوں سے معافی حاصل کر لینے پر ان کا فسق ختم ہوا امتی فرمانے میں یہی اشارہ ہے جو لوگ قتل حسین کو کفر کہتے ہیں امام حسن قتل علی قتل عثمان کو کفر کیوں نہیں کہتے یوں ہی برادران یوسف علیہ السلام کو کافر کیوں نہیں کہتے۔ ۹۔ یعنی حضرت جبریل امین علیہ السلام نے مجھے کربلا کی مٹی لا کر دکھائی جو خون امام حسین سے سرخ تھی خیال رہے کہ کربلا معلی کی مٹی سرخ نہ تھی اور نہ اب سرخ قتل امام حسین علیہ السلام کے وقت یا تو ساری مٹی سرخ ہو گئی تھی یا خاص وہ مٹی جس پر حضرت امام حسین علیہ السلام کا خون گرا وہ ہی مٹی لا کر دکھائی مقبولین آئندہ کے واقعات کو دیکھ لیتے اور سن لیتے ہیں۔

marfat.com

حضور انور نے معراج کی رات جنت میں اپنے آگے حضرت بلال کے قدم کی آہٹ سنی حالانکہ یہ واقعہ بعد قیامت ہوگا کہ حضرت بلال حضور کے آگے ہٹو بچو کرتے جنت میں جائیں گے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَرَی النَّائِمُ ذَاتَ یَوْمٍ بِنِصْفِ النَّهَارِ اَشْعَثَ اَغْبَرَ بِیَدِهٖ قَارُوْرَةٌ فِیْهَا دَمٌ فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا دَمُ الْحُسَیْنِ وَاَصْحَابِهٖ وَلَمْ اَزَلْ اَلْتَقِطُهٗ مُنْذُ الْیَوْمِ فَاُحْصِیَ ذٰلِكَ الْوَقْتُ فَاُجِدَ قُتِلَ ذٰلِكَ الْوَقْتَ رَوَاهُمَا الْبَیْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ وَاَحْمَدُ الْاَخِیْرَ۔

(۵۹۰۷) روایت ہے حضرت ابن عباس سے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن دوپہری میں خواب میں دیکھا پراگندہ بال گرد آلود آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی جس میں خون تھا ا۔ میں نے کہا کہ میرے ماں باپ فدا ہوں یہ کیا ہے فرمایا یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے آج میں اس خون کو اٹھاتا رہا ۲۔ میں وہ وقت خیال میں رکھنے لگا میں نے یہ وقت قتل کا پایا ۳۔ یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیں اور احمد نے آخری حدیث۔

(۵۹۰۷) ا۔ غالبًا یہ خواب دسویں محرم الحرام ۶۱ھ کو دیکھا ہوگا جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ ۲۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بعد وفات بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دین اور دنیا کے واقعات کی خبر ہے کہ کہاں کیا ہو رہا ہے دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جہاں بھر کی سیر فرماسکتے ہیں کربلا عراق میں ہے مدینہ منورہ حجاز میں مگر مدینہ والے محبوب اس موقعہ پر وہاں تشریف لے گئے۔ تیسرے یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی جگہ جانے آنے میں قطعاً دیر نہیں لگتی دیکھو وہاں حضرت امام حسین شہید ہو رہے ہیں یہاں سے حضور آن کی آن میں تشریف لے بھی گئے آ بھی گئے۔ حضرت ابن عباس کو خبر بھی دے دی۔ چوتھے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے اعمال ان کے تحفے ہدیے ہاتھ شریف میں لے سکتے ہیں انہیں قبول کراسکتے ہیں خون امام حسین علیہ السلام جو اعلیٰ درجہ کی عبادت رب کی بارگاہ میں تحفہ تھا دیکھو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں ہے پانچویں یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جہاں بھی تشریف لے جائیں مدینہ منورہ آپ سے خالی نہیں ہوتا اس لئے ہر وقت آپ پر سلام زائرین عرض کرتے ہیں جیسے ہمارا نور نظر جب آسمان کی سیر کررہا ہوتا ہے تب آنکھ اس سے خالی نہیں ہو جاتی ورنہ آندھی ہو جاتی۔ ۳۔ یعنی میری اس خواب اور قتل امام حسین کا وقت بالکل ایک تھا پل بھر کا فرق نہ تھا رفتار نبی کا یہ عالم ہے معراج کی رات نبیوں نے حضور کے پیچھے نماز بیت المقدس میں پڑھی۔ حضور برق رفتار براق پر آسمانوں پر تشریف لے گئے تو انبیاء کرام کو وہاں موجود پایا یہاں سے نبیوں نے حضور کو وداع کیا آسمانوں پر استقبال کیا۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا یَغْذُوْكُمْ مِنْ نِعَمِهٖ وَاَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ اللّٰهِ وَاَحِبُّوْا اَهْلَ بَیْتِیْ لِحُبِّیْ. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

(۵۹۰۷) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ سے محبت کرو کیونکہ وہ تمہیں اپنی نعمت سے روزی دیتا ہے ا۔ اور اللہ کی محبت کے لئے مجھ سے محبت کرو ۲۔ اور میری محبت کے لئے میرے اہل بیت سے محبت کرو ۳۔ (ترمذی)

marfat.com

(۵۹۰۷) ۱؎ یہاں انسان کی ابتدائی منزل کا ذکر ہے رب کی نعمتوں کی وجہ سے اس سے محبت کرنا ابتداء ہے اور بذات خود اس سے محبت کرنا وہ نعمت دے یا نہ دے یہ ہے انسان کی انتہا ابتداء محبت کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے **فلیعبدوا رب هذا البیت الذی اطعمهم من جوع** رب تعالٰی اپنی ذات و صفات سے محبوب ہے کرم نوازیاں تو بعد کی چیزیں ہیں۔ ۲؎ یعنی اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لئے مجھ سے محبت کرو کیونکہ میں اللہ تعالٰی کا محبوب ہوں محبوب کا محبوب خود اپنا محبوب ہوتا ہے رب فرماتا ہے **فاتبعونی یحببکو اللہ**۔ ۳؎ یعنی میری محبت حاصل کرنے کے لئے میرے گھر والوں اولاد پاک ازواج مطہرات سے محبت کرو کیونکہ وہ میرے محبوب ہیں خلاصہ یہ ہے کہ ان محبتوں میں ترتیب یہ ہے کہ اہل بیت کی محبت زینہ ہے حضور کی محبت کا اور حضور کی محبت ذریعہ ہے رب تعالٰی کی محبت کا (از مرقات) مطلب یہ ہے کہ محبت اہل بیت اس لئے چاہیے کہ وہ محبت رسول کا ذریعہ ہے اس لئے نہیں کہ وہ بغض صحابہ کا ذریعہ بنے۔ جیسا کہ آج کل بعض مدعیان اہل بیت کا طریقہ ہے کہ ان کے نزدیک محبت اہل بیت تبرا صحابہ سے مکمل ہوتا ہے۔ یہ لوگ محبت اہل بیت کو بہانہ بناتے ہیں صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّهٗ قَالَ وَهُوَ اٰخِذٌ بِبَابِ الْكَعْبَةِ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَهْلِ بَیْتِیْ فِیْكُمْ مَثَلُ سَفِیْنَةِ نُوْحٍ مَّنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ. (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

(۵۹۰۸) روایت ہے حضرت ابوذر سے ۱؎ کہ انہوں نے کعبہ کا دروازہ پکڑے ہوئے فرمایا ۲؎ کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ آگاہ رہو کہ تم میں میرے اہل بیت کی مثال جناب نوح کی کشتی کی طرح ہے۔ جو اس میں سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہ گیا ہلاک ہو گیا ۳؎۔ (احمد)

(۵۹۰۸) ۱؎ آپ کا نام جندب ابن جنادہ غفاری ہے آپ اسلام سے پہلے ہی بڑے زاہد تھے آپ چھٹے مسلمان ہیں مکہ معظمہ آکر ایمان لائے۔ پھر حضور کے حکم سے اپنے وطن چلے گئے۔ پھر بعد غزوہ خندق مدینہ منورہ میں آئے۔ پھر خلافت عثمانیہ میں مقام ربذہ میں رہے وہاں ہی ۳۲ھ میں وفات پائی (مرقات) ۲؎ دروازہ کعبہ اس لئے پکڑا تاکہ اس حدیث کی اہمیت سننے والوں کو معلوم ہو جاوے ۳؎ یعنی جیسے طوفان نوحی کے وقت ذریعہ نجات صرف کشتی نوح علیہ السلام تھی ایسے ہی تاقیامت ذریعہ نجات صرف محبت اہل بیت اور ان کی اطاعت ان کی اتباع ہے بغیر اطاعت و اتباع دعوٰی محبت بے کار ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ میرے صحابہ تارے ہیں تم جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے گویا دنیا سمندر ہے اس سفر میں جہاز کی سواری اور تاروں کی رہبری دونوں کی ضرورت ہے۔ الحمد للہ اہل سنت کا بیڑا پار ہے کہ یہ اہل بیت اور صحابہ دونوں کے قدم سے وابستہ ہیں خوارج کے پاس کشتی نہیں روافض کی نظر ان تاروں پر نہیں یہ دونوں اس سمندر سے پار نہیں لگ سکتے۔

marfat.com

بَابُ مَنَاقِبِ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے فضائل

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

اللہ تعالیٰ کی تعریف کو حمد کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کو نعت کہتے ہیں بزرگان دین کی تعریف کو منقبت کہا جاتا ہے خواہ نثر میں ہو یا نظم میں۔ ازواج جمع ہے زوج کی یہ خاوند اور بیوی دونوں پر بولا جاتا ہے یہاں مراد بیویاں ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں بعض وہ ہیں جو نکاح میں بھی آئیں اور قرب سے بھی مشرف ہوئیں بعض وہ ہیں جو نکاح میں آئیں مگر قربت سے پہلے انہیں طلاق ہو گئی بعض کو حضور نے صرف پیغام دیا مگر ان سے نکاح نہ ہوا۔ بعض حضور کے زمانہ میں وفات پا گئیں۔ بعض حضور کے بعد فوت ہوئیں جو نکاح اور مقاربت دونوں سے مشرف ہوئیں ان کی تعداد بارہ یا چودہ ہے۔ اور ترتیب یہ ہے۔ خدیجہ بنت خویلد، سودہ بنت زمعہ، عائشہ صدیقہ، حفصہ بنت عمر، زینب بنت خزیمہ، ام سلمہ بنت امیہ، زینب بنت جحش، ام حبیبہ بنت ابوسفیان، جویریہ بنت حارث، میمونہ بنت حارث، صفیہ بنت **حیی**، ریحانہ بنت زید، اور بیس بیویاں وہ ہیں جن سے نکاح ہوا مگر مقاربت سے پہلے طلاق ہو گئی۔ دیکھو اشعۃ اللمعات میں یہ ہی مقام ان نکاحوں کی ترتیب یہ ہے کہ حضور نے پہلا نکاح بی بی خدیجہ سے کیا پچیس سال کی عمر شریف میں بی بی خدیجہ کی عمر شریف چالیس تھی اور ہجرت سے تین سال پہلے جناب خدیجہ کی وفات ہوئی۔ پھر سودہ بنت زمعہ سے نکاح کیا اس کے بعد جناب عائشہ صدیقہ سے ہجرت سے پہلے نکاح کیا چھ سال عمر میں نو سال کی عمر میں رخصت ہوئی آپ کی وفات ۵۴ ہجری میں ہوئی پھر ۲ یا ۳ میں بی بی حفصہ سے نکاح کیا ان کی وفات ۴۵ میں ہوئی ۳ میں زینب بنت خزیمہ سے نکاح کیا۔ اور ۴ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ ۴ھ میں ام سلمہ بنت امیہ مخزومیہ سے نکاح کیا ۵۹ میں آپ کی وفات ہوئی ۵ھ میں زینب بنت جحش سے نکاح کیا ۲۱ھ میں وفات ہوئی۔ پھر ۶ھ میں ام حبیبہ بنت ابوسفیان سے نکاح ہوا۔ نجاشی شاہ حبشہ نے آپ کا نکاح کیا یہ پہلے عبداللہ ابن جحش کے نکاح میں تھیں جو حبشہ پہنچ کو وفات پا گئے اسی ۶ھ میں حضرت جویریہ سے نکاح کیا ۵۹ میں وفات ہوئی ۷ھ میں میمونہ بنت حارث سے نکاح کیا اسی ۷ھ میں صفیہ بنت حیی سے نکاح کیا آپ اس وقت سترہ سالہ تھیں ۵۲ میں وفات پائی۔ خیال رہے کہ حضور کی ساری اولاد بی بی خدیجہ سے ہے سواء ابراہیم کے وہ جناب ماریہ قبطیہ کے شکم سے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں حقیقی ہیں، زینب، کلثوم، رقیہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ اور چار صاحبزادیاں سوتیلی ہیں جناب ام سلمہ کی بیٹیاں۔

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ خَیْرُ نِسَآئِھَا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَیْرُ نِسَآئِھَا خَدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ۔

(۵۹۱۰) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا اور اس کی بہترین بی بی مریم بنت عمران ہیں اور اس کی بہترین بی بی خدیجہ بنت خویلد ہیں

marfat.com

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ أَبُوكُرَيْبٍ وَأَشَارَ وَكِيعٌ إِلَى السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ۔

۲۔ (مسلم بخاری) اور ایک روایت میں ہے کہ ابو کریب نے فرمایا کہ وکیع نے اس آسمان و زمین کی طرف اشارہ کیا۳۔

(۵۹۱۰) ا۔ ھا کا مرجع دنیا ہے یعنی ایک وقت میں جناب مریم جہان کی ساری عورتوں سے **افضل** تھیں۔ ۲۔ یعنی اب تاقیامت جناب خدیجہ جہان کی عورتوں سے **افضل** ہیں اس میں اختلاف ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ جناب خدیجہ سے **افضل** ہیں یا برعکس نیز یہ کہ حضرت فاطمہ **افضل** ہیں یا بی بی خدیجہ ۳۔ اس صورت میں بجائے ھا کے ھما ہو گا یا ضمیر واحد **تغلیباً** ارشاد ہوئی۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى جِبْرَئِيلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذِهٖ خَدِيْجَةُ قَدْ أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيْهِ إِدَامٌ وَطَعَامٌ فَإِذَا أَتَتْكَ فَاقْرَءْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّهَا وَمِنِّيْ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۹۱۱) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ جبریل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خدیجہ آرہی ہیں ان کے ساتھ برتن ہے جس میں سالن اور کھانا ہے ا۔ تو جب وہ آپ کے پاس آئیں تو انہیں ان کے رب کا سلام اور میرا سلام فرمائیں اور انہیں جنت کے اس گھر کی بشارت دے دیں جو ایک موتی کا ہے نہ اس میں شور ہے نہ کوئی تکلیف ۲۔ (مسلم، بخاری)

(۵۹۱۱) ا۔ یہ واقعہ حضور انور کے غار حرا میں تشریف فرما ہونے کا ہے ایک بار حضرت خدیجہ حضور کے لئے کھانا لے کر وہاں حاضر ہوئیں تب حضرت جبریل نے یہ خبر دی (مرقات) ہو سکتا ہے کہ ظہور نبوت کے بعد حضور انور نے غار حرا میں قیام فرمایا ہو تب یہ واقعہ ہوا۔ پہلی بار میں تو صرف اقرا وہاں نازل ہوئی۔ ۲۔ یعنی خدیجہ کے لئے جنت میں خاص مکان تیار کیا گیا ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْ نِّسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَمَا رَأَيْتُهَا وَلٰكِنْ كَانَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهٗ كَأَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيْجَةُ فَيَقُوْلُ إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۹۱۲) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج پاک میں سے کسی پر اتنی غیرت نہ کی جتنی جناب خدیجہ پر غیرت کی ا۔ حالانکہ میں نے انہیں دیکھا نہ تھا ۲۔ لیکن حضور ان کا بہت ذکر کرتے تھے، بہت دفعہ بکری ذبح کرتے پھر اس کے اعضاء کاٹتے پھر وہ جناب خدیجہ کی سہیلیوں میں بھیج دیتے تھے ۳۔ تو میں کبھی حضور سے کہہ دیتی کہ گویا خدیجہ کے سوا دنیا میں کوئی عورت ہی نہ تھی ۴۔ تو آپ فرماتے وہ ایسی تھیں وہ ایسی تھیں اور ان سے میری اولاد ہوئی ۵۔ (مسلم، بخاری)

(۵۹۱۲) ا۔ غرت بنا ہے غیرت سے یہاں غیرت بمعنی شرم و حیا بمعنی حسد نہیں بلکہ بمعنی رشک یا غبطہ ہے دینی امور میں رشک جائز ہے جناب عائشہ صدیقہ نے حضرت خدیجہ کی محبوبیت دیکھ کر رشک فرمایا کہ میں بھی ان کی طرح حضور انور کی محبوبہ ہوتی کہ مجھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم میری وفات کے بعد اسی طرح تعریفیں فرماتے جیسی ان کی فرماتے ہیں خیال رہے کہ جناب عائشہ صدیقہ حضور کی بڑی ہی محبوبہ زوجہ ہیں آپ کی محبوبیت بی بی خدیجہ کی محبوبیت سے کسی طرح کم نہیں رشک اس بات میں

marfat.com

ہے جو ہم نے عرض کی بعد وفات محبت مصطفیٰ کا جوش ۲۔ یعنی جناب خدیجہ میرے نکاح میں آنے بلکہ میرے ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی وفات پا چکی تھیں خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی موجودگی میں کسی بی بی سے نکاح نہیں کیا سارے نکاح ان کی وفات کے بعد کئے۔ حضور کی ساری اولاد بی بی خدیجہ سے ہے سواء جناب ابراہیم کے حضرت عائشہ صدیقہ حضور انور کو کنواری ملیں اور جناب خدیجہ کو حضور انور کنوارے ملے آپ مسلمانوں کی پہلی ماں ہیں۔ **شعر:۔**

☆ سیما پہلی ماں کہف امن و اماں ☆ حق گزار رفاقت پہ لاکھوں سلام ☆

۳۔ یعنی اکثر حضور انور حضرت خدیجہ کی طرف سے بکری ذبح فرماتے انہیں ثواب پہنچانے کے لئے اس کا گوشت ان کی سہیلیوں میں تقسیم فرماتے اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ میت کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے دوسرے یہ کہ میت کو صدقہ و خیرات کا ثواب بخشنا سنت ہے تیسرے یہ کہ میت کو نام کا کھانا اس کے پیاروں دوستوں کو دینا بہتر ہے اس سے میت کو دہری خوشی ہوتی ہے ایک ثواب پہنچنے کی دوسرے اس کے دوستوں پیاروں کی امداد ہونے کی بعض لوگ گیارہویں کا کھانا سیدوں کو مزارات کے چڑھاوے وہاں کے مجاوروں کو دیتے ہیں ان کی اصل یہ حدیث ہے کہ مجاورین اور اولاد میت کو پیارے ہوتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ میت کے دنیا کے حالات کی خبر رہتی ہے تب ہی تو وہ اپنے پیاروں پر صدقہ کرنے سے خوش ہوتی ہے۔ ۴۔ یعنی جب میں حضور انور کی زبان پاک سے ان کی بہت تعریف سنتی تو جوش غیرت میں عرض کرتی کہ یا رسول اللہ حضور تو ان کی ایسی تعریفیں کرتے ہیں کہ گویا ان کے سوا کوئی بیوی آپ کو ملی ہی نہیں یا ان کے سواء دنیا میں کوئی بی بی ہے ہی نہیں ۵۔ یہاں کانت میں جناب خدیجہ کے بہت سے صفات کی طرف اشارہ ہے یعنی وہ بہت روزہ دار تہجد گزار میری بڑی خدمت گزار میری تنہائی کی مونس میری غمگسار غار حراء کے چلے میں میری مددگار تھیں اور میری ساری اولاد انہیں سے ہے۔ وہ جناب فاطمہ زہرہ کی ماں ہیں قیامت تک کے سیدوں کی نانی رضی اللہ عنہا خیال رہے کہ ام المومنین خدیجہ بنت خویلد ابن اسد قرشیہ ہیں پہلے ابن ہالہ ابن زرارہ کے نکاح میں تھیں۔ پھر عتیق ابن عابد کے نکاح میں رہیں پھر چالیس سال کی عمر شریف میں حضور کے نکاح میں آئیں ہجرت سے تین سال پہلے مکہ معظمہ میں وفات پائی ۶۵ پینسٹھ سال عمر شریف پائی حضور کے ساتھ پچیس سال رہیں (اکمال، مرقات)

وَعَنْ اَبِي سَلَمَةَ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشُ هٰذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَتْ وَهُوَ يَرٰى مَالَا اَرٰى۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۹۱۳) روایت حضرت ابو سلمہ سے ا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ یہ حضرت جبریل ہیں تم کو سلام کہتے ہیں ۲۔ انہوں نے جواب دیا کہ ان پر سلام اور اللہ کی رحمت اور بولیں حضور وہ دیکھتے تھے جو میں نہ دیکھتی تھی ۳۔ (مسلم، بخاری)

(۵۹۱۳) ا۔ ابو سلمہ دو ہیں ایک تو جناب ام سلمہ کے پہلے خاوند وہ صحابی ہیں دوسرے ابو سلمہ ابن عبدالرحمٰن ابن عوف یہ تابعی ہیں یہ ہی یہاں مراد ہیں ۲۔ عائش ترخیم ہے عائشہ کی نہایت محبت و پیار میں یہ فرمایا گیا اس حدیث کی بنا پر بعض حضرات کہتے ہیں کہ حضرت خدیجہ جناب عائشہ صدیقہ سے افضل ہیں کہ جناب عائشہ کو تو جبریل امین نے سلام کیا اور جناب خدیجہ کو حضرت جبریل نے رب تعالیٰ کا سلام پہنچایا (مرقات، لمعات) ۳۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبریل علیہ السلام کو دیکھتے تھے اور باوجودیکہ

marfat.com

حضرت جبریل میرے گھر میں بلکہ میرے بستر میں میرے پاس ہی حضور انور کی خدمت میں آتے تھے مگر میں انہیں نہ دیکھتی تھی نور کو دیکھنے کے لئے نور کی آنکھیں چاہئیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی کسی کا سلام پہنچائے تو اگرچہ یہ کہنا افضل ہے کہ علیک وعلیہ السلام مگر یہ کہنا بھی درست ہے وعلیہ السلام۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ ثَلٰثَ لَيَالٍ يَجِيءُ بِكِ الْمَلَكُ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ فَقَالَ لِي هٰذِهٖ امْرَأَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكِ الثَّوْبَ فَإِذَا أَنْتِ هِيَ فَقُلْتُ إِنْ يَكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ - (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۹۱۴) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھے تین رات خواب میں دکھائی گئیں تھیں تمہیں فرشتہ ریشمی ٹکڑے میں لاتا تھا۔ مجھ سے کہتا تھا کہ یہ تمہاری بیوی ہیں ا۔ میں نے تمہارے رخ سے کپڑا اٹھایا تو تم تھیں میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو اسے جاری (پورا) فرمادے گا ۲۔ (مسلم، بخاری)

(۵۹۱۴) ا۔ کبھی تو خواب میں حضور پر جناب عائشہ صدیقہ ریشمی ٹکڑے میں پیش کی جاتی تھیں کبھی جبریل کی ہتھیلی پر آپ کی صورت نقش کی جاتی تھی ان دونوں واقعوں کا ذکر احادیث میں ہے یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رب تعالٰی کی طرف سے آپ کی زوجیت کے لئے منتخب ہیں یہ آپ کے لئے رب تعالٰی کا تحفہ ہیں سمجھ لو کہ رب کا تحفہ کس شان کا ہو گا۔ رضی اللہ عنہا ۲۔ خیال رہے کہ یہاں ان ایک شک کے لئے نہیں جیسے بادشاہ کہے کہ اگر میں بادشاہوں تو تجھ کو یہ انعام دوں گا چونکہ یہ خواب رب تعالٰی کی طرف سے ہے لہذا ہو کے رہے گی خیال رہے کہ نبی کی خواب وحی ہوتی ہے خواہ ظہور نبوت کے بعد ہو یا پہلے دیکھو حضرت یوسف علیہ السلام کی سجدہ والی خواب آپ کی نبوت سے پہلے تھی مگر وحی منامی تھی۔ خیال رہے کہ حضور انور نے جناب عائشہ صدیقہ سے دسویں سال نبوت نکاح کیا ماہ شوال میں ہجرت سے دو سال پہلے ۲ ہجری میں رخصت ہوئی قریباً نو سال حضور کے نکاح میں رہیں اٹھارہ سال کی عمر شریف تھی کہ حضور کا وصال ہو گیا ۵۷ ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔ دسویں رمضان منگل کی شب وفات ہوئی بقیع شریف میں دفن ہوئیں۔ حضرت ابو ہریرہ نے آپ پر نماز پڑھائی اس وقت مروان مدینہ کا حاکم تھا امیر معاویہ کا دور سلطنت تھا رات میں دفن ہوئیں (مرقات)

وَعَنْهَا قَالَتْ إِنَّ النَّاسَ كَانُوا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُونَ بِذٰلِكَ مَرْضَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَتْ إِنَّ نِسَاءَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ حِزْبَيْنِ فَحِزْبٌ فِيهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَفِيَّةُ وَسَوْدَةُ وَالْحِزْبُ الْآخَرُ أُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَ حِزْبُ أُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ لَهَا كَلِّمِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

(۵۹۱۵) روایت ہے انہیں سے فرماتی ہیں کہ لوگ اپنے تحفوں ہدیوں کے لئے جناب عائشہ کا دن تلاش کرتے تھے۔ اس سے وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی چاہتے تھے ا۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں دو گروہ تھیں ۲۔ ایک گروہ وہ جس میں جناب عائشہ اور حفصہ ۳۔ اور صفیہ ۴۔ اور سودہ تھیں ۵۔ اور دوسری جماعت میں ام سلمہ ۶۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی بیویاں ۷۔ تو ام سلمہ کے گروہ نے گفتگو کی ان سے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرو کہ آپ

marfat.com

وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَيَقُوْلُ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْدِيَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيُهْدِهٖ اِلَيْهِ حَيْثُ كَانَ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ لَهَا لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَاِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَأْتِنِيْ وَاَنَا فِيْ ثَوْبِ امْرَاَةٍ اِلَّا عَائِشَةَ قَالَتْ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اَذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ اِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ فَاَرْسَلْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّةُ اَلَا تُحِبِّيْنَ مَا اُحِبُّ قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَاَحِبِّيْ هٰذِهٖ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَذُكِرَ حَدِيْثُ اَنَسٍ فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ فِيْ بَابِ بَدْءِ الْخَلْقِ بِرِوَايَةِ اَبِيْ مُوْسٰى۔

لوگوں سے فرمادیں کہ جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ بھیجنا چاہے تو آپ کو ہدیہ بھیج دیا کرے حضور جہاں بھی ہوں ۸۔ چنانچہ ام سلمہ نے حضور سے عرض کیا حضور نے ان سے فرمایا کہ مجھے عائشہ کے بارے میں تکلیف نہ دو کیونکہ سواء عائشہ کے کوئی بیوی نہیں جن کے بستر میں ہوں اور وحی آئے ۹۔ ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ میں آپ کی ایذا رسانی سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں ۱۰۔ پھر تمام بیویوں نے جناب فاطمہ کو بلایا انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا ۱۱۔ انہوں نے حضور سے عرض کیا تو فرمایا اے بچی جس سے میں محبت کرتا ہوں تم ان سے محبت نہیں کرتیں بولیں ہاں فرمایا تو ان سے محبت کرو ۱۲۔ (مسلم بخاری) اور حضرت انس کی حدیث کہ عائشہ کی بزرگی ساری عورتوں پر الخ باب بدءوالخلق میں ذکر کردی گئی ۱۳۔

(۵۹۱۵) ۱۔ لوگ جانتے تھے کہ حضور کو جناب عائشہ صدیقہ سے بہت محبت ہے ان کے ذریعہ سے جو تحفہ ہمارا حضور تک پہنچے گا وہ حضور کی بارگاہ میں زیادہ قبول ہوگا۔ اب بھی مسلمانوں کو چاہیے کہ جو ایصال ثواب حضور کی بارگاہ میں حاضر کریں حضرت عائشہ صدیقہ کا واسطہ ضرور اختیار کریں ان کا نام ضرور لیا کریں۔ ۲۔ یعنی حضور انور کی بیویاں اس وقت نو تھیں مگر ان کی دو جماعتیں بنی ہوئی تھیں ایک جماعت میں چار دوسری میں پانچ کیونکہ ہر بی بی اپنی متفق الخیال بی بی سے وابستہ تھیں ۳۔ جناب عائشہ صدیقہ کے حالات ہم بیان کر چکے ہیں بی بی حفصہ جناب عمر فاروق کی دختر ہیں آپ کی والدہ زینب بنت مظعون ہیں پہلے جیش ابن وفافہ کے نکاح میں تھیں وہ غزوہ بدر کے بعد وفات پا گئے ۳ھ میں حضور انور کے نکاح میں آئیں آپ کی وفات شعبان ۴۵ پینتالیس میں ہوئی ساٹھ سال عمر پائی بعض روایات میں ہے کہ حضور انور نے ایک طلاق آپ کو دیدی تھی پھر رجوع فرمالیا (مرقات) ۴۔ آپ صفیہ بنت حیی ابن اخطب ہیں آپ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں پہلے کنانہ ابن ابی الحقیق کے نکاح میں تھیں وہ محرم ۷ھ میں غزوہ خیبر میں مارا گیا آپ قید ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں پہلے دحیہ کلبی کے حصہ میں آئیں۔ پھر حضور انور نے انہیں قبول فرمایا ۵۰ پچاس میں آپ کی وفات ہوئی۔ بقیع میں دفن ہوئیں (مرقات) ۵۔ آپ سودہ بنت زمعہ ہیں پہلے اپنے چچازاد سکوان ابن عمرو کے نکاح میں تھیں ان کی وفات کے بعد حضور انور کے نکاح میں آئیں بی بی خدیجہ کے بعد ان سے حضور نے نکاح کیا ہجرت سے پہلے ہی اور آپ نے اپنی باری آخر میں جناب عائشہ صدیقہ کو ہبہ کردی تھی۔ ۵۴ چون میں مدینہ منورہ میں وفات پائی ۶۔ آپ کا نام ہند بنت ابی امیہ ہے کنیت ام سلمہ پہلے ابو سلمہ کے نکاح میں تھیں ۴ چار یا تین ھ میں ان کی وفات کے بعد حضور کے نکاح میں آئیں ۵۹ انسٹھ میں وفات پائی چوراسی سال عمر ہوئی۔ بقیع میں دفن ہوئیں ۷۔ باقی بیویاں حضرت زینب، ام حبیبہ، جویریہ اور میمونہ ہیں گویا پانچ ازواج کی جماعت یہ تھی رضی اللہ عنہن اجمعین۔ بی بی زینب کا پہلا نام برہ تھا حضور نے زینب رکھا آپ بنت جحش ہیں

marfat.com

آپ کی ماں امیہ بنت عبدالمطلب ہیں حضور کی پھوپھی آپ پہلے زید ابن حارثہ کے نکاح میں آئیں ان کی طلاق کے بعد ۵ھ میں حضور کے نکاح میں آئیں حضور انور کے بعد تمام بیویوں سے پہلے آپ کا انتقال ہوا بڑی سخی خوف خدا والی تھیں تھی ۲۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی ترپن سال عمر شریف ہوئی ۔بقیع میں دفن ہوئیں۔ ام حبیبہ کا نام رملہ تھا۔ آپ ابوسفیان ابن حرب کی بیٹی ہیں آپ کی والدہ صفیہ بنت ابو العاص ہیں یعنی عثمان غنی کی پھوپھی' نجاشی بادشاہ نے آپ کا نکاح حضور سے کیا غائبانہ کہ آپ حبشہ میں تھیں حضور انور مدینہ منورہ میں نکاح ہو گیا خود نجاشی نے چار سو دینار یا بارہ ہزار درہم مہر دیا۔ حضور انور نے شرحبیل ابن حسنہ کے ذریعہ انہیں حبشہ سے مدینہ منورہ بلایا بی بی جویریہ بنت حارث ابن خرام غزوہ مریسیع یعنی غزوہ بنی مصطلق ۵ پانچ میں قید ہو کر آئیں حضرت ثابت ابن قیس کے حصہ میں آئیں انہوں نے آپ کا مکاتبہ کر دیا ان کی کتابت حضور نے ادا کی پھر آزاد کر کے نکاح میں لے لیا آپ کا نام بھی برہ تھا جو حضور نے بدل کر جویریہ رکھا ربیع الاول ۵۶ چھپن میں وفات ہوئی ۶۵ پینسٹھ سال عمر ہوئی۔ بی بی میمونہ بنت حارث بلالیہ عامریہ آپ کا نام بھی برہ تھا حضور نے میمونہ رکھا۔ آپ پہلے مسعود ابن عمرو ثقفی کے نکاح میں تھیں آپ ان سے الگ ہو کر ابو درہم کے نکاح میں آئیں ان کی وفات کے بعد حضور انور کے نکاح میں آئیں ذی قعدہ ۷ عمرہ قضاء میں مقام سرف میں آپ سے حضور نے نکاح کیا وہاں ہی زفاف ہوا۔ اور وہاں ہی آپ کی وفات و قبر واقع ہوئی۔ جس جگہ زفاف ہوا وہاں ہی قبر بنی سرف مکہ معظمہ سے دس میل ہے آپ حضرت عباس کی سالی عبداللہ ابن عباس کی خالہ ہیں اسماء بنت عمیس کی بہن ہیں (مرقات) ۸۔ یعنی ام سلمہ کے گروہ نے حضرت ام سلمہ کو اپنا نمائندہ بنا کر حضور کی خدمت میں بھیجا کہ حضور انور لوگوں سے علانیہ فرما دیں کہ جو بھی کوئی ہدیہ بھیجنا چاہے وہ بھیج دیا کرے حضور جہاں بھی ہوں حضرت عائشہ کی باری کا انتظار نہ کیا کرے ۹۔ یعنی ہمارے صحابہ کا رجحان قلبی جناب عائشہ کی طرف اتفاقی نہیں بلکہ من جانب اللہ ہے اللہ کی وحی بھی صرف انہیں کے بستر میں آتی ہے تم میں سے کسی کے بستر میں نہیں آتی جب ربانی تحفہ انہی کے بستر میں آتا ہے تو اگر مخلوق کا تحفہ انہی کے گھر میں آئے تو کیا بعید چنانچہ آیت **انک لاتھدی من احببت** حضرت عائشہ کے بستر ہی میں آئی (مرقات) ہم نے عرض کیا ہے۔ **شعر:-**

☆ انکے بستر میں وحی آئے رسول اللہ پر ☆ اور سلام خادمانہ بھی کریں روح الامین ☆

۱۰۔ یہ ہے حضرت ام سلمہ کا ایمان آپ سمجھیں کہ حضرت عائشہ کی ایذا حضور انور کی ایذا ہے اور حضور کی ایذا رب تعالٰی کی ایذا ہے یہ کفر یا کفر کا باعث ہے ۱۱۔ وہ بیویاں یہ سمجھیں کہ شاید ام سلمہ کے کہنے سے حضور انور کو ایذا ہوتی ہو جناب فاطمہ کے عرض کرنے سے ایذا نہ ہو گی لہٰذا یہ اعتراض نہیں کہ ازواج مطہرات نے حضور کی ایذا کیوں گوارا کی ۱۲۔ یعنی اے فاطمہ تم عائشہ صدیقہ سے محبت و الفت کرو اور کوئی بات ایسی نہ کرو جو انہیں تکلیف دے کیونکہ ان کی تکلیف سے مجھے تکلیف ہو گی اس سے معلوم ہوا کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ سے محبت حضور انور سے محبت ہے ان سرکار سے عداوت حضور سے عداوت ہے ان سرکار کی تکلیف حضور کی تکلیف ہے ۱۳۔ یعنی وہ حدیث مصابیح میں یہاں مذکور تھی ہم نے اس باب میں بیان کر دی اور مرآت میں وہاں ہی یہ عرض کر دیا گیا کہ ثرید یعنی روٹی شوربا بوٹیاں ایک جان کی ہوئی بہترین غذا ہے ساری غذاؤں سے افضل کہ وہ زود ہضم نہایت ہی مقوی بہت مزے دار چبانے سے بے نیاز بہت صفات کی جامع غذا ہے ایسے ہی حضرت عائشہ صورت سیرت علم، عمل فصاحت فطانت' ذکاوت' عقل' حضور کی محبوبیت وغیرہ ہزارہا صفات کی جامع ہیں حق یہ ہے کہ آپ ساری عورتوں حتیٰ کہ خدیجۃ الکبریٰ سے بھی افضل ہیں آپ بہت احادیث کی جامع علوم قرآنیہ کی ماہر بی بی ہیں رضی اللہ عنہا (مرقات)

marfat.com

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَسْبُكَ مِنْ نِسَآءِ الْعَالَمِیْنَ مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَدِیْجَةُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَاٰسِیَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ - رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

(۵۹۱۶) روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے جہان والی عورتوں میں جناب مریم بنت عمران خدیجہ بنت خویلد فاطمہ بنت محمد اور آسیہ فرعون کی بیوی کافی ہیں ۱ (ترمذی)

(۵۹۱۶) ۱ یعنی مرد تو بہت کامل ہوئے مگر عورتوں میں یہ چار بیبیاں بہت کامل ہوئیں دوسری روایت میں اس کے بعد یہ ہے وفضل عائشہ علی سائر النساء كفضل الثرید علی سائر الطعام' خیال رہے کہ حضرت عائشہ و خدیجہ رضی اللہ عنہما کے متعلق تین قول ہیں ایک یہ کہ جناب عائشہ بی بی خدیجہ سے افضل ہیں دوسرے اس کے برعکس تیسرے اس میں خاموشی اس میں احتیاط ہے امام سیوطی نے نقایہ میں فرمایا کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جناب مریم و فاطمہ تمام عورتوں سے افضل ہیں اور تمام ازواج مطہرات میں عائشہ و خدیجہ افضل ہیں ہم نے جناب فاطمہ زہرا کے شان میں عرض کیا ہے۔ **شعر:۔**

☆ نبی کی لاڈلی بانو ولی کی ماں شہیدوں کی ☆ یہاں جلوہ نبوت کا ولایت کا شہادت کا ☆

وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ جِبْرِیْلَ جَآءَ بِصُوْرَتِهَا فِیْ خِرْقَةِ حَرِیْرٍ خَضْرَآءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰذِهٖ زَوْجَتُكَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ - (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۹۱۷) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ جناب جبریل ان کی صورت سبز ریشمی ٹکڑے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے عرض کہ یہ دنیا و آخرت میں آپ کی بیوی ہیں ۱ (ترمذی)

(۵۹۱۷) ۱ یہ مضمون پہلے گزر چکا ہے۔ خیال رہے کہ جناب عائشہ صدیقہ کے فضائل ریت کے ذروں' آسمان کے تاروں کی طرح بیشمار ہیں آپ رب تعالٰی کا تحفہ ہیں جو حضور انور کو عطا ہوئیں۔ آپ کی عصمت و عفت کی گواہی خود رب تعالٰی نے قرآن مجید میں سورہ نور میں دی حالانکہ جناب مریم اور یوسف علیہ السلام کی عصمت کی گواہی بچے سے دلوائی گئی۔

☆ یعنی ہے سورہ نور جن کی گواہ ☆ ان کی پر نور صورت پہ لاکھوں سلام ☆

☆ بنت صدیق آرام جان نبی ☆ اس حریم برات پہ لاکھوں سلام ☆

امت کو تیمم کی آسانی آپ کے صدقہ سے ملی حضور کا وصال آپ کے سینہ پر ہوا۔ حضور کی آخری آرام گاہ آپ کا حجرہ ہے آپ کا لعاب حضور کے ساتھ وصال کے وقت جمع ہوا۔ آپ کے بستر میں وحی آتی تھی آپ خود صدیقہ ہیں اور صدیق کی بیٹی ہیں رضی اللہ عنہا۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ بَلَغَ صَفِیَّةَ اَنَّ حَفْصَةَ قَالَتْ لَهَا بِنْتُ یَهُوْدِیٍّ فَبَكَتْ فَدَخَلَ عَلَیْهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهِیَ تَبْكِیْ فَقَالَ مَا یُبْكِیْكِ

(۵۹۱۸) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ جناب صفیہ کو خبر پہنچی کہ حضرت حفصہ نے انہیں یہودی کی بیٹی کہا ۱ تو وہ روئیں ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ

marfat.com

فَقَالَتْ قَالَتْ لِی حَفْصَةُ اِبْنَةُ یَهُوْدِیٍّ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكِ لَابْنَةُ نَبِیٍّ وَاِنَّ عَمَّكِ لَنَبِیٌّ وَاِنَّكِ لَتَحْتَ نَبِیٍّ فَفِیْمَ تَفْخَرُ عَلَیْكِ ثُمَّ قَالَ اتَّقِی اللّٰهَ یَا حَفْصَةُ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ)

وہ رو رہی تھیں فرمایا کیوں روتی ہو آپ بولیں کہ مجھے بی بی حفصہ نے کہا ہے کہ میں یہودی کی بیٹی ہوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نبی کی بیٹی ہو ۲۔ تمہارے چچا نبی ہیں اور تم نبی کی بیوی ہو تو تم پر حفصہ کیسے فخر کرتی ہیں ۳۔ پھر فرمایا اے حفصہ اللہ سے ڈرو ۴۔ (ترمذی، نسائی)

(۵۹۱۸) ۱۔ کیونکہ بی بی صفیہ **حیی** ابن اخطب یہودی کی بیٹی تھیں جناب **حصفہ** نے بطور طعن یہ کہا اس لئے جناب صفیہ روئیں ۲۔ کیونکہ **حیی** ابن اخطب حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں تھے اور بی بی حفصہ ان کی بیٹی خیال رہے کہ **حیی** ابن اخطب کو اولاد نبی نہیں کہا جاسکتا کیونکہ کفر کی وجہ سے انہوں نے اپنا رشتہ نبی سے توڑ دیا چونکہ بی بی صفیہ مومنہ ہیں **لہٰذا** نبی کی اولاد سے ہیں۔ کفر مومن سے رشتہ توڑ دیتا ہے **ان شانئک ھو الابتر** کنعان حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا نہ رہا **انه لیس من اھلک** ۳۔ یعنی اے صفیہ تم کو تین عظمتیں حاصل ہیں تم ایک نبی حضرت ہارون کی بیٹی ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھتیجی ہو۔ اور میری بیوی ہو تم کو تین نبیوں سے نسبت حاصل ہے۔ خیال رہے کہ حضرت حفصہ بنت عمر کو بھی یہ نسبتیں حاصل ہیں آپ حضرت اسماعیل کی اولاد سے ہیں۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کی بھتیجی ہیں اور حضور کی زوجہ ہیں **لہٰذا** مطلب یہ ہے کہ حفصہ تم سے افضل نہیں بلکہ برابر ہیں (مرقات) ۴۔ یعنی اے حفصہ طعنے، غیبت، ایذا رسانی تمہاری شان سے بعید ہے گزشتہ سے توبہ کرو آئندہ اس سے بچی رہو یہ باتیں جاہلیت کی عادات سے ہیں۔

وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَعَا فَاطِمَةَ عَامَ الْفَتْحِ فَنَاجَاهَا فَبَکَتْ ثُمَّ حَدَّثَهَا فَضَحِکَتْ فَلَمَّا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَاَلْتُهَا عَنْ بُکَائِهَا وَضِحْکِهَا قَالَتْ اَخْبَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ یَمُوْتُ فَبَکَیْتُ ثُمَّ اَخْبَرَنِیْ اَنِّیْ سَیِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا مَرْیَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ فَضَحِکْتُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

(۵۹۱۹) روایت ہے حضرت ام سلمہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال جناب فاطمہ کو بلایا ۱۔ ان سے کچھ سرگوشی کی آپ روئیں پھر ان سے کچھ بات کی تو آپ ہنسیں ۲۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو میں نے ان کے رونے اور ان کے ہنسنے کے متعلق پوچھا تو بولیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ آپ وفات پا جائیں گے ۳۔ تو میں روئی پھر مجھے خبر دی کہ میں سوا مریم بنت عمران کے جنتی عورتوں کی سردار ہوں ۴۔ تو میں ہنسی ۵۔ (ترمذی)

(۵۹۱۹) ۱۔ یہ راوی کا وہم ہے یہ واقعہ فتح مکہ کے سال نہیں ہوا بلکہ یہ واقعہ حجۃ الوداع کے سال ہوا ہے۔ حضور کی وفات شریف کے قریب جیسا کہ پہلے گزر چکا (مرقات) ۲۔ پہلے گزر چکا کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ نے اس رونے اور ہنسنے کی وجہ پوچھی تو جناب فاطمہ نے بتانے سے انکار کر دیا پھر حضور کی وفات کے بعد ام المومنین نے وہ ہی سوال فرمایا تب آپ نے بتا دیا۔ ۳۔ معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وفات کی خبر تھی کہ اب قریب ہے، یہ علوم خمسہ میں سے ہے ۴۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ اے فاطمہ میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تم مجھ کو ملوگی یہ دونوں باتیں حضور نے فرمائیں۔ یہ کلام مبارک بھی اور وہ بھی

marfat.com

لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں ۵؎ یہ حدیث ازواج مطہرات کے فضائل میں اس لئے لائی گئی کہ اس میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا ذکر ہے اور بی بی مریم بھی حضور کی زوجہ ہیں جنت میں (مرقات اشعہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہ جناب مریم سے افضل نہیں بلکہ ان کے برابر ہیں یہ ذکر ہے افضلیت کا رہی محبوبیت وہ ظاہر ہے کہ جناب فاطمہ کو زیادہ عطا ہوئی ڈاکٹر اقبال نے خوب کہا شعر:-

☆ مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز ☆ از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز ☆
☆ نور چشم رحمۃ للعالمین ☆ آں امام الاولین و آخرین ☆
☆ بانوئے آں تاجدار حل اتی ☆ مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا ☆
☆ مادر آں مرکز پر کار عشق ☆ مادر آں قافلہ سالار عشق ☆
☆ رشتہ آئین حق زنجیر پاست ☆ پاس فرمان جناب مصطفیٰ است ☆
☆ ورنہ گرد تر بش گردیدمے ☆ سجدہا برخاک او پاشیدمے ☆

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ
تیسری فصل

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ مَا اَشْکَلَ عَلَیْنَا اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدِیْثٌ قَطُّ فَسَاَلْنَا عَائِشَۃَ اِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَھَا مِنْہُ عِلْمًا (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ۔

(۵۹۲۰) روایت ہے حضرت ابو موسیٰ سے فرماتے ہیں کہ ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی حدیث مشکل نہ ہوئی کبھی بھی، پھر ہم نے جناب عائشہ سے پوچھا مگر ہم نے ان کے پاس اس کا علم پایا ا؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے غریب بھی۔

(۵۹۲۰) ا؎ یعنی اصحاب رسول اللہ کو کسی مسئلہ میں کوئی اشکال ہوتا اور وہ مشکل کہیں حل نہ ہوتی تو جناب عائشہ صدیقہ کے پاس حاضر ہوتے ان کے پاس یا تو اس کے متعلق حدیث مل جاتی یا کسی حدیث سے اس مسئلہ کا استنباط مل جاتا از آدم تا ایں دم کوئی بی بی ایسی عالمہ فقیہ پیدا نہ ہوئیں جیسی جناب عائشہ رضی اللہ عنہا ہوئیں۔ آپ علوم قرآنیہ علوم حدیث کی جامع تھیں بڑی محدثہ بڑی فقیہ صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں کسی نے عرض کیا کہ اے ام المومنین قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ حج و عمرہ میں صفا مروہ کی سعی واجب نہیں صرف جائز ہے کیونکہ رب نے فرمایا۔ **فلا جناح علیه ان یطوف بهما**۔ کہ ان کے سعی میں گناہ نہیں۔ آپ نے جواب دیا اگر یہ سعی واجب نہ ہوتی تو یوں ارشاد ہوتا **لا جناح علیه ان لا یطوف بهما**۔ دیکھو اس ایک جواب میں اصول فقہ کا کتنا دقیق مسئلہ حل فرمادیا کہ واجب کی پہچان یہ ہے کہ اس کے کرنے میں ثواب نہ کرنے میں گناہ جائز کی پہچان یہ ہے کہ اس کے نہ کرنے میں گناہ نہ ہو۔ یہاں آیت میں پہلی بات فرمائی گئی ہے۔

وَعَنْ مُوْسَی بْنِ طَلْحَۃَ قَالَ مَارَاَیْتُ اَحَدًا اَفْصَحَ مِنْ عَائِشَۃَ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۹۲۱) روایت ہے حضرت موسیٰ ابن طلحہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے زیادہ کسی کو فصیح و بلیغ نہ دیکھا ا؎

marfat.com

وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ۔

(ترمذی)اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی غریب بھی۔

(۵۹۲۱) ا۔ حضرت عائشہ صدیقہ علاوہ قرآن و حدیث و فقہ کے عالم ہونے کے بڑی شاعرہ، علم و انساب میں بڑی کامل فصاحت و بلاغت میں بے مثال عالمہ تھیں کیوں نہ ہوتیں کہ محبوبہ محبوب رب العالمین تھیں حضرت ابوبکر صدیق کی لخت جگر اور انور نظر تھیں ہم سب کی باعث ناز قابل فخر ام محترمہ جن کے گیت قرآن گاتا ہے۔ خیال رہے کہ موسیٰ ابن طلحہ تابعی ہیں آپ نے بہت صحابہ سے ملاقات کی ہے ۱۰۴ایک سو چار میں وفات پائی۔

بَابُ جَامِعِ الْمَنَاقِبِ۔ منقبتوں کا مجموعہ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ پہلی فصل

پچھلے بابوں میں صحابہ یا خاص صحابہ کرام کی خاص جماعتوں کے فضائل کا ذکر تھا اس باب میں بغیر تقرر متفرق صحابہ و اہل بیت کے فضائل کا ذکر ہو گا اس لئے اسے جامع المناقب فرمایا۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنَّ فِيْ يَدِيْ سَرَقَةً مِّنْ حَرِيْرٍ لَا اَهْوِيْ بِهَا اِلٰى مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ اِلَّا طَارَتْ بِيْ اِلَيْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اَخَاكِ رَجُلٌ صَالِحٌ اَوْ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۹۲۲) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر سے ا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا میرے ہاتھ میں ریشم کا ٹکڑا ہے میں اس کے ساتھ جنت میں جس جگہ جانا چاہتا ہوں وہ مجھے وہاں ہی لے کر اڑ جاتا ہے ۲۔ میں نے یہ خواب بی بی حفصہ سے کہی جناب حفصہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش فرمائی ۳۔ تو فرمایا کہ تمہارے بھائی نیک آدمی ہیں یا عبداللہ نیک آدمی ہیں ۴۔ (مسلم بخاری)

(۵۹۲۲) ا۔ آپ عبداللہ ابن عمر ابن خطاب قرشی عدوی ہیں بچپن میں اپنے والد ماجد کے ساتھ ایمان لائے اول درجہ کے متبع سنت تھے آپ نے اپنی زندگی میں ایک ہزار غلام آزاد کئے آپ ہمیشہ عملاً" حجاج ابن یوسف کی مخالفت کرتے تھے۔ حجاج نے کسی کے ذریعہ آپ کے پاؤں میں زہریلا برچھا چبھوادیا اس سے آپ کی وفات ہوئی آپ کی ولادت حضور پر وحی کی ابتداء ہونے سے ایک سال پہلے ہوئی وفات ۷۳ھ میں ہوئی حضرت زبیر کی شہادت سے تین ماہ بعد چوراسی سال عمر ہوئی مقام ذی طویٰ میں دفن کیے گئے رضی اللہ عنہ خندق کے بعد سارے غزوات میں شریک ہوئے ۲۔ یعنی میرے ہاتھ میں ریشمی رومال ہے جو پیروں کا کام دیتا ہے جہاں جانا چاہتا ہوں وہاں اڑائے جاتا ہے اور میں جنت میں ہوں رومال سفید ریشم کا ہے جیسا کہ بعض روایات میں ہے (مرقات) ۳۔ یعنی حضور انور کی ہیبت کی وجہ سے میں نے یہ خواب براہ راست سرکار سے عرض نہ کی بلکہ اپنی ہمشیرہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی ۴۔ یعنی حضرت عبداللہ نے جو ریشمی رومال دیکھا ہے وہ ان کے نیک اعمال ہیں اس کی سفیدی وہ ان کا اخلاص ہے اس کی صفائی یہ ان کے دل کی صفائی ہے لہذا عبداللہ بڑے نیک صالح مخلص دیندار ہیں۔

marfat.com

خیال رہے کہ جیسے نبی کی خواب وحی ہوتی ہے ویسے ہی نبی کی تعبیر بھی وحی ہوتی ہے لہذا حضرت عبداللہ ابن عمر کا مومن صالح متقی ہونا وحی الٰہی سے ثابت ہوا یوسف علیہ اسلام نے ان قیدیوں سے فرمایا تھا۔ **قضی الامر الذی فیه تستفتین** تم نے خواب دیکھی ہو یا نہ دیکھی ہو جو میں نے تعبیر دے دی اس کا فیصلہ ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ تعبیر نبی رب کی وحی ہوتی ہے۔

وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ اِنَّ اَشْبَهَ النَّاسِ دَلًّا وَسَمْتًا وَهَدْيًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَابْنُ اُمِّ عَبْدٍ مِنْ حِيْنِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ اِلٰى اَنْ يَرْجِعَ اِلَيْهِ لَا نَدْرِيْ مَا يَصْنَعُ فِيْ اَهْلِهٖ اِذَا خَلَا (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۹۲۳) روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام لوگوں میں حضور سے زیادہ مشابہہ طریقہ میں سیرت میں اور ہدایت میں ام عبد کے بیٹے ہی ہیں ا۔ جب سے وہ اپنے گھر سے نکلتے ہیں وہاں لوٹنے تک ہم کو یہ خبر نہیں کہ وہ اپنے گھر میں جب اکیلے ہوتے ہیں تو کیا کرتے ہیں ۲۔ (بخاری)

(۵۹۲۳) ا۔ ابن ام عبد حضرت عبداللہ ابن مسعود کی کنیت ہے آپ کی ماں کی کنیت ام عبد ہے کبھی کسی کو ماں کی طرف بھی نسبت کر دیتے ہیں جیسے عبد اللہ ابن ام مکتوم۔ ۲۔ یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود جب تک باہر ہوں اور ہم ان کو دیکھتے ہیں تب تک تو ان کی ہر ادا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہہ ہوتی ہے ہم نہیں کہہ سکتے کہ اندرون خانہ ان کے حالات کیسے ہوتے ہیں یہ بدگمانی نہیں بلکہ تعریف میں احتیاط ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَدِمْتُ اَنَا وَاَخِيْ مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَثْنَا حِيْنًا مَا نُرٰى اِلَّا اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا نَرٰى مِنْ دُخُوْلِهٖ وَدُخُوْلِ اُمِّهٖ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۹۲۴) روایت ہے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے فرماتے ہیں کہ میں اور میرے بھائی یمن سے آئے ہم بہت عرصہ ٹھہرے ا۔ ہم یہ ہی سمجھتے رہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں ہیں ۲۔ کیونکہ ہم ان کا اور ان کی والدہ کا بہت ہی آنا جانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیکھتے تھے ۳۔ (مسلم بخاری)

(۵۹۲۴) ا۔ یعنی ہم دونوں بھائی یمن کے رہنے والے تھے وہاں سے مدینہ منورہ آئے مسلمان ہوئے عرصہ تک مدینہ میں رہے اور یہ سمجھتے رہے ۲۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود مشہور صحابی ہیں قدیم الاسلام ہیں۔ حضرت عمر سے پہلے ایمان لائے جب حضور دار ارقم میں جلوہ افروز نہیں ہوئے تھے آپ چھٹے مسلمان ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک وضو کا لوٹا' علین شریف آپ ہی کے ہاتھ رہتی تھی خصوصاً سفر میں آپ نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی جنگ بدر اور تمام غزولت میں شرکت کی حضور انور نے آپ کے جنتی ہونے کی بشارت دی آپ گندمی رنگ درمیانہ قد عہد فاروقی میں کوفہ کے حاکم اور خزانچی بھی رہے ۳۲ میں وفات پائی۔ بقیع شریف میں دفن ہوئے ساٹھ سال سے زیادہ عمر ہوئی خلفاء راشدین کے بعد سب سے بڑے فقیہ صحابی ہیں امام اعظم ابو حنیفہ انہی کے متبع ہیں ۳۔ یعنی آپ اور آپ کی والدہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت خانہ میں اس قدر آتے جاتے تھے بغیر روک ٹوک اور بغیر اجازت طلب کئے کہ ہم سمجھے کہ آپ بھی اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں حضور انور نے آپ سے فرما

marfat.com

دیا تھا کہ تم کو ہمارے گھر میں آنے کے لئے اجازت لینے کی ضرورت نہیں بے اجازت بے روک ٹوک آجایا کرو ہاں اگر ہم تم کو اشارۃً کسی وقت کھنکار کر یا کسی اور طریقہ سے منع کر دیا کریں تو رک جایا کرو۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْتَقْرِؤُا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِّنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَسَالِمٍ مَوْلٰى اَبِىْ حُذَيْفَةَ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ۔

(۵۹۲۵) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید چار شخصوں سے سیکھو۱۔ عبداللہ ابن مسعود ۲۔ ابو حذیفہ کے مولی سالم ۳۔ ابی ابن کعب اور معاذ ابن جبل ۴۔ (مسلم بخاری)

(۵۹۲۵) ۱۔ یعنی قرآن مجید کی تلاوت اس کے مضامین اس کے احکام اس کے اسرار ان صحابہ سے خصوصیت کے ساتھ سیکھو خیال رہے کہ یہ چار صحابہ قرآن سکھانے والے ہیں اور حضرت خلفاء راشدین قرآن چلانے والے اسے جاری کرنے والے ہیں لہذا اس فرمان کا یہ مقصد نہیں کہ ان حضرات سے علوم قرآنیہ حاصل نہیں ہوئے ہر ایک کی ڈیوٹی علیحدہ ہے بعض روایات میں ہے کہ یہ چار حضرات قرآن مجید کے حافظ تھے۔ انہوں نے براہ راست قرآن حضور انور سے سیکھا اور یاد کیا ۲۔ آپ قرآن مجید کے بڑے عالم فقیہ ہیں حتی کہ امام اعظم اکثر احکام میں آپ کی اتباع کرتے ہیں رضی اللہ عنہ ۳۔ جناب سالم اصطخری یعنی ملک فارس کے تھے آپ مہاجرین اولین کی امامت کرتے تھے یعنی حضور کی تشریف آوری سے پہلے حالانکہ ان میں حضرت عمر موجود تھے اور ابو حذیفہ کا نام ہشام ہے آپ عتبہ ابن ربیعہ ابن عبدالشمس ہیں حضور انور کے دار رقم میں تشریف لانے سے پہلے ایمان لائے ۴۔ ابی ابن کعب سید القراء ہیں کاتب وحی ہیں۔ حضرت عمر آپ کو سید المسلمین کہتے تھے۔ معاذ ابن جبل کے فضائل تو بے حد و بے شمار ہیں حضور انور نے انہیں یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تھا (اشعۃ اللمعات)

وَعَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ اللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِىْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَاَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ اِلَيْهِمْ فَاِذَا شَيْخٌ قَدْ جَآءَ حَتّٰى جَلَسَ اِلٰى جَنْبِىْ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا اَبُو الدَّرْدَآءِ قُلْتُ اِنِّىْ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّيَسِّرَ لِىْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَيَسَّرَكَ لِىْ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ اَوَلَيْسَ عِنْدَكُمُ ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ وَفِيْكُمُ الَّذِىْ اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ يَعْنِىْ عَمَّارًا اَوَلَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِىْ لَا يَعْلَمُهٗ غَيْرُهٗ يَعْنِىْ حُذَيْفَةَ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ)

(۵۹۲۶) روایت ہے علقمہ سے ۱۔ فرماتے ہیں کہ میں شام پہنچا تو میں نے دو رکعتیں پڑھیں پھر میں نے عرض کیا الٰہی مجھے نیک ساتھی ہم نشین عطا فرما ۲۔ پھر میں ایک قوم کے ساتھ گیا ان میں بیٹھا تو ایک بوڑھے بزرگ آئے حتی کہ میرے برابر بیٹھ گئے ۳۔ میں نے کہا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا ابو الدرداء ہیں ۴۔ میں نے کہا کہ میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ مجھے نیک ہم نشین نصیب کرے تو اللہ نے مجھے آپ کو میسر کیا وہ بولے تم کون ہو میں نے کہا کہ میں کوفہ والوں میں سے ہوں ۵۔ فرمایا کیا تمہارے پاس ام عبد کے بیٹے نہیں جو حضور کے علین اور تکیہ والے ہیں ۶۔ اور وضو کے لوٹے والے ۷۔ اور تم میں تو وہ بھی ہیں جنہیں اللہ نے اپنے نبی کی زبان پر شیطان سے امان دی ہے یعنی حضرت عمار ۸۔ اور کیا تم میں حضور کے راز دار نہیں جن رازوں کو ان کے سواء کوئی نہیں جانتا ۹۔ یعنی

marfat.com

حضرت حذیفہ ۱۰؎ (بخاری)

(۵۹۲۶) ۱؎ آپ مشہور تابعی ہیں حضرت عبداللہ ابن مسعود کے ساتھیوں میں سے ہیں حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے مگر آپ کی زیارت نہ کرسکے۔(اشعہ) آپ کے حالات پہلے بیان ہوچکے۔ ۲؎ یعنی میں نے دمشق کی جامع مسجد میں نفل پڑھ کر یہ دعا کی کہ خدایا میں پردیس میں آیا ہوں مجھے یہاں اچھا ساتھی عطا فرما خیال رہے کہ جب کسی جگہ سفر میں جاوے تو وہاں کے نیک لوگوں سے ملنے کی کوشش کرے کسی بزرگ کے مزار پر حاضری دے تو انشاء اللہ سفر مبارک ہوگا میرا تجربہ ہے۔ ۳؎ سبحان اللہ جنس جنس کے پاس پہنچ گئی اللہ تعالٰی کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو اہل کو اہل تک پہنچاتے ہیں (مرقات) ۴؎ ابوالدرداء مشہور صحابی ہیں تارک الدنیا اصحاب صفہ میں سے ہیں حضرت سلمان فارسی کے عقد مواخات والے بھائی ہیں ۵؎ من انت' کے معنی تھے تم کون ہو آپ نے جواب دیا کہ میں اہل کوفہ میں سے ہوں یہ بھی ایک طرح کی پہچان ہے ۶؎ یعنی کوفہ میں حضرت عبداللہ ابن مسعود ہیں جو گھر' حضر' سفر میں حضور کے ساتھی ہیں علین شریف اٹھانے کی ضرورت سفر میں ہوتی ہے۔ تکیہ اٹھانے کی ضرورت گھر میں اور جو حضور کا ساتھی ہر جگہ کا ہو وہ حضور انور کے علوم کا حامل بھی ضرور ہوگا۔ تمہارے شہر میں جب ایسے عالم موجود ہیں تو تم کو کسی کی کیا ضرورت ہے اس سے معلوم ہوا کہ پہلے اپنے شہر کے علماء سے علم حاصل کرے پھر دوسرے علماء سے۔ ۷؎ یعنی حضور کے وضو اور استنجاء کا لوٹا آپ ہی اٹھاتے تھے گویا ہر جگہ ہر وقت آپ کی خدمت میں رہتے تھے۔ ۸؎ یہ تفسیر کسی راوی کی ہے۔ یعنی صاحب اسرار سے حضرت عمار ابن یاسر مراد تھے۔ حضرت عمار بڑے جلیل القدر صحابی ہیں آپ نے راہ خدا میں بڑی سے بڑی تکالیف اٹھائی ہیں مشرکین مکہ نے آپ کو زندہ آگ میں ڈالا حضور انور نے دعا کی کہ الٰہی عمار پر آگ ٹھنڈی کردے جیسے جناب خلیل پر آگ ٹھنڈی کی تھی بعض روایات میں ہے کہ جب آپ آگ میں ڈالے گئے تو حضور ان پر گزرے اور آگ سے خطاب فرمایا **یا نار کونی بردا وسلا ما علی عمار کما کنت علی ابرھیم** (مرقات) معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم پر خدا نے آگ ٹھنڈی کی اور عمار پر باذن پروردگار حضور نے آگ ٹھنڈی کی آپ تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے۔ حضور نے آپ کا نام طیب و مطیب رکھا تھا۔ آپ جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ تھے۔ اسی میں شہید ہوئے ۷۳ میں تیرانوے سال عمر ہوئی آپ کے والد کا نام یاسر تھا والدہ کا نام سمیہ جو نہایت بے دردی سے کفار مکہ کے ہاتھوں شہید ہوئیں ۹؎ یعنی حضور انور کے خصوصی اسرار صرف حذیفہ کو معلوم ہیں جیسے تاقیامت منافقین کے نام پتے ان کے نسب وغیرہ (مرقات) ۱۰؎ حذیفہ کی کنیت عبداللہ ہے آپ کے والد کا نام جبل ہے لقب یمان ہے آپ نے ۳۶ میں مدائن میں وفات پائی۔ حضرت عثمان کی شہادت کے چالیس دن بعد (مرقات) بار بار حضرت عمر پوچھا کرتے تھے اے حذیفہ تم مجھ کو تو منافقوں میں سے نہیں پاتے ہو میرے اندر کوئی نفاق تو نہیں فرمایا ہرگز نہیں مگر تمہارے دسترخوان پر چند کھانے ہوتے ہیں تحقیق کی تو ایک انڈے کی زردی سفیدی الگ الگ پکائی گئی تھی (اشعۃ اللمعات)

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرِيْتُ الْجَنَّةَ فَرَاَيْتُ امْرَاَةَ اَبِیْ طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشْخَشَةً اَمَامِیْ فَاِذَا بِلَالٌ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۹۲۷) روایت ہے حضرت جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جنت دکھائی گئی تو میں نے ابو طلحہ کی بیوی وہاں دیکھی ۱؎ اور میں نے اپنے سامنے آہٹ سنی وہ بلال تھے ۲؎۔ (مسلم)

marfat.com

(۵۹۲۷) ا۔ ان بی بی کا نام ام سلیم ہے اولاً مالک ابن نضر کے نکاح میں تھیں اس سے حضرت انس پیدا ہوئے وہ مشرک ہو کر مارا گیا۔ اس کے بعد آپ ایمان لائیں۔ ابو طلحہ نے آپ کو پیغام نکاح دیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم اسلام قبول کر دیہی میرا مہر ہے۔ چنانچہ وہ بھی مسلمان ہوئے اور آپ ان کے نکاح میں آئیں حضور انور کو ان سے بہت ہی محبت تھی ۲۔ معراج کی شب میں نے جنت میں جاتے وقت اپنے آگے حضرت بلال کے قدم کی آہٹ سنی کہ آپ مجھ سے آگے جنت میں جا رہے ہیں یہ وہ نقشہ دکھایا گیا۔ جو قیامت میں حضور کے جنت میں جاتے وقت ہو گا۔ کہ حضرت بلال حضور سے آگے آگے ہٹو بچو کرتے ہوئے خادمانہ شان سے جائیں گے آج حضرت بلال کو معراج نہیں ہوئی تھی۔ یہ حدیث نوافل کے باب میں گزر چکی ہے۔ خیال رہے کہ بلال ابن رباح ابوبکر صدیق کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ پہلے امیہ ابن خلف کے غلام تھے مکہ معظمہ میں سب سے پہلے آپ نے اپنا اسلام ظاہر کیا بدر اور تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے آخر میں دمشق میں رہے وہاں ہی ۲۰ بیس ہجری میں وفات ہوئی تریسٹھ سال عمر پائی فقیر نے قبر شریف کی زیارت کی ہے آپ نے امیہ ابن خلف کے ہاتھوں اسلام کی خاطر بہت ہی مصیبتیں جھیلیں امیہ ابن خلف جنگ بدر میں مارا گیا۔ اور بری طرح بدن چھید چھید کر مارا گیا۔ رب تعالیٰ نے حضرت بلال کا اس سے بدلہ لیا امام احمد نے روایت کی کہ سات شخصوں نے پہلے اسلام ظاہر کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم' ابوبکر' عمار' سمیہ' صہیب' بلال مقداد ان میں سے حضرت بلال کو بہت سخت ایذائیں پہنچیں۔

(۵۹۲۰)

وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ نَفَرٍ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُطْرُدْ هٰؤُلَاءِ لَا يَجْتَرِئُونَ عَلَيْنَا قَالَ وَكُنْتُ اَنَا وَابْنُ مَسْعُودٍ وَرَجُلٌ مِّنْ هُذَيْلٍ وَبِلَالٌ وَرَجُلَانِ لَسْتُ اُسَمِّيْهِمَا فَوَقَعَ فِي نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَقَعَ فَحَدَّثَ نَفْسَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۵۹۲۸) روایت ہے حضرت سعد سے فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھ آدمی تھے تو مشرکین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ان کو نکال دیں کہ یہ لوگ ہم پر جرات نہ کریں ا۔ فرماتے ہیں کہ وہ چھ آدمی میں اور ابن مسعود اور ہذیل کے ایک صاحب اور بلال اور دو شخص اور تھے جن کا نام نہیں لیتا ۲۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں وہ بات آئی جو رب نے چاہا حضور نے دل میں کچھ سوچا ۳۔ تب اللہ نے یہ آیت اتاری اور آپ انہیں نہ نکالیں جو شام سویرے اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں ۴۔ (مسلم)

(۵۹۲۸) ا۔ یعنی اگر ان چھ فقراء و مساکین کے ہوتے ہوئے ہم آپ پر ایمان لے آئیں تو ان کو ہم سے برابری و ہمسری کرنے کی جرات ہو جائے گی لہذا پہلے ان لوگوں کو اپنے سے ہٹا دیں پھر ہم آپ کی مجلس میں حاضر ہوں گے آپ کا کلام سنیں گے اگر دل نے مانا تو اسلام قبول کر لیں گے ۲۔ غالباً وہ حضرات حضرت خباب اور عمارہ ہیں کسی مصلحت سے ان کا نام نہیں لیا۔ خیال رہے کہ حضرت خباب ابن ارت تمیمی ہیں حضور کے دار ارقم میں جانے سے پہلے اسلام لائے اللہ کی راہ میں بہت ستائے گئے آخر میں کوفہ میں سے وہاں ہی وفات پائی ۳۷ء میں تہتر سال عمر ہوئی۔ (مرقات) ۳۔ یعنی آپ کے دل میں خیال گزرا کہ ایک خاص وقت ان

marfat.com

سرداروں کے لئے خاص کردیا جائے کہ اس وقت کوئی مسکین موجود نہ ہو' اور سرداروں کو تبلیغ کی جاوے' ممکن ہے کہ یہ مسلمان ہو جاویں اسلام قبول کر لینے پر ان کے دل سے تکبرو غرور نکل جائے گا یہ خیال کوئی برا نہ تھا۔ بلکہ تبلیغ اسلام کے لئے تھا۔ ۳۔ یعنی اے محبوب ان مساکین و غرباء کو اپنی کسی مجلس سے علیحدہ نہ کرو۔ ہروقت انہیں حاضری کی اجازت دو یہ لوگ دن رات یعنی ہمیشہ مجھے یاد کرتے ہیں۔ دنیاوی لالچ سے نہیں بلکہ صرف میری رضا کے لئے اس فرمان عالی میں ان بزرگوں کے ایمان' اخلاص تقویٰ و طہارت کی گواہی دی گئی۔ خیال رہے کہ لفظ مرید یہاں سے ہی لیا گیا ہے یعنی اللہ کی رضا کا ارادہ کرنے والا **یریدون وجهه** سے لفظ مرید مشتق ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ یَا مُوْسٰی لَقَدْ اُعْطِیْتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَّزَامِیْرِ اٰلِ دَاوٗدَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۹۲۹) روایت ہے حضرت ابو موسیٰ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے ابو موسیٰ تم کو داؤد علیہ السلام کی سی خوش آواز عطا ہوئی ا۔ (مسلم بخاری)

(۵۹۲۹) ا۔ آل داؤد میں لفظ آل زائد ہے داؤد علیہ السلام نہایت خوش آواز تھے کہ جس مجلس میں آپ زبور کی تلاوت کرتے اس مجلس سے جنازے نکلتے تھے۔ (اشعۃ اللمعات) حضرت ابو موسیٰ بھی بہت ہی خوش آواز تھے۔ خیال رہے کہ حضرت ابو موسیٰ کا نام عبداللہ ابن قیس ہے مکہ معظمہ میں ایمان لائے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر کشتی والوں کے ساتھ خیبر میں پہنچے ۲۰ میں حضرت عمر نے امیر لشکر بنا کر بھیجا آپ نے اہواز فتح فرمایا شروع خلافت عثمانی تک آپ بصرہ میں رہے پھر وہاں سے کوفہ آگئے مکہ معظمہ میں وفات پائی ۵۲ ہجری میں وہاں ہی دفن ہوئے (مرقات)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَةٌ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَزَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَاَبُوْزَیْدٍ قِیْلَ لِاَنَسٍ مَنْ اَبُوْزَیْدٍ قَالَ اَحَدُ عُمُوْمَتِیْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)

(۵۹۳۰) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چار صاحبوں نے قرآن جمع کیا ا۔ ابن ابی کعب' معاذ ابن جبل' زید ابن ثابت اور ابو زید انس سے کہا گیا کہ ابو زید کون ہے فرمایا میرے ایک چچا ہیں ۲۔ (مسلم' بخاری)

(۵۹۳۰) ا۔ یہاں جمع قرآن سے مراد حفظ قرآن ہے یعنی حضور انور کے زمانہ حیات شریف میں ان چار صاحبوں نے پورا قرآن مجید حفظ کر لیا تھا یہ حافظین قرآن تھے۔ کیونکہ قرآن کو کتابی شکل میں خلافت عثمانی میں جمع کیا گیا خیال رہے کہ یہاں انصاری خزرجی حفاظ مراد ہیں یعنی اس قبیلہ کے چار صاحبوں نے قرآن حفظ کیا ورنہ بہت مہاجرین نے بھی حفظ کیا تھا ۲۔ ابو زید کا نام سعید ابن عمیر یا قیس ابن سکن ہے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن مجید حفظ کیا۔ خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں ہی اتنے صحابہ نے قرآن مجید حفظ کر لیا تھا جس سے قرآن کا تواتر قائم رہے چنانچہ جنگ یمامہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے بہت ہی قریب ہوئی ہے یعنی شروع خلافت صدیقی میں اس میں ستر صحابہ حافظ شہید ہوئے جو حفاظ صحابہ زندہ رہے اور جو اس جنگ میں شریک ہی نہ ہوئے وہ ان کے علاوہ ہیں چنانچہ حضرات خلفاء راشدین حافظ تھے اور اگر اس زمانہ پاک میں زیادہ حافظ نہ بھی ہوں تب بھی تواتر قرآن میں فرق نہیں آتا کہ آیات قرانیہ کے حفاظ سارے صحابہ ہی تھے حضرات انس کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے خزرج قبیلہ کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس میں چار حافظ قران ہیں۔ لطیفہ ایک بار انصار کے دو قبیلوں

marfat.com

اس اور خزرج میں مناظرہ ہوا اس نے کہا کہ ہمارا قبیلہ افضل ہے کیونکہ غسیل **ملائکہ** حضرت **حنظلہ** امین کاتب اور جن کی لاش کی حفاظت شہد کی مکھیوں نے کی یعنی عاصم ابن ثابت اور جن کی موت پر عرش الٰہی ہل گیا یعنی سعد ابن معاذ ہم ہی ہیں تو خزرج بولے کہ جناب چار حافظ قرآن ہمارے قبیلہ میں ہیں زید ابن ثابت' ابو زید' معاذ ابن جبل' اور ابی ابن کعب' (مرقات) بہر حال خدا کے فضل سے ہر زمانہ میں ہزارہا حافظ رہے اور موجود ہیں لہذا تواتر قرآن باقی ہے۔

وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِيْ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَوَقَعَ اَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضٰى لَمْ يَاْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهٗ مَا يُكَفَّنُ فِيْهِ اِلَّا نَمِرَةٌ فَكُنَّا اِذَا غَطَّيْنَا رَاْسَهٗ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَاِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَاْسُهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَطُّوْا بِهَا رَاْسَهٗ وَاجْعَلُوْا عَلٰى رِجْلَيْهِ مِنَ الْاِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ اَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۹۳۱) روایت ہے خباب ابن ارت سے فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اللہ کی رضا تلاش کرتے تھے تو ہمارا ثواب اللہ پر ہو گیا۱، ہم میں سے بعض وہ تھے جو چلے گئے اپنا ثواب کچھ نہ چکھا۲، ان میں سے جناب مصعب ابن عمیر ہیں ۳، جو احد کے دن شہید ہوئے تو ان کے لئے اتنا کپڑا نہ ملا جس میں انہیں کفن دیا جاوے سواء ایک چادر کے کہ ہم جب ان کے سر ڈھکتے تو ان کے پاؤں نکل جاتے اور جب ان کے پاؤں ڈھکتے تو ان کا سر نکل جاتا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے ان کا سر ڈھانپ دو اور ان کے پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دو ۴، بعض ہم میں وہ ہیں جن کے پھل پک گئے تو وہ انہیں چن رہا ہے ۵۔ (مسلم بخاری)

(۵۹۳۱) ۱۔ یعنی بفضلہ تعالٰی ہماری ہجرت قبول ہوئی کیونکہ خالص اللہ کے لئے ہماری ہجرت تھی اخلاص کے لئے اجر و ثواب لازم ہے۔ ۲۔ یہاں اجر سے مراد دنیاوی نفع ہے جو مومن کے لئے ثواب عاجل یعنی نقد معاوضہ ہوتا ہے یعنی بعض مہاجرین وہ ہیں جنہوں نے فتوحات' غنیمتیں وغیرہ کچھ نہ دیکھیں اور شہید ہو گئے ۳۔ حضرت مصعب ابن عمیر قرشی عبدری ہیں جلیل القدر صحابی ہیں اسلام سے پہلے بڑے ناز و نعم میں پرورش پاتے رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ اولٰی کی بیعت کے بعد انہیں مدینہ منورہ تبلیغ کے لئے بھیج دیا تھا آپ لوگوں کے گھروں میں جا کر تبلیغ کرتے ہر دورہ میں ایک دو مسلمان کر لیتے تھے حتی کہ وہاں ایک جماعت مومن ہو گئی پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے آپ نے مدینہ منورہ میں جمعہ شروع کیا پھر اگلے سال ستر اہل مدینہ کو لے کر حج میں آئے اور دوسری بیعتہ عقبہ میں شریک ہوئے (مرقات) آپ کی شہادت غزوہ احد میں ہوئی۔ ۴۔ کفن تین طرح کا ہوتا ہے۔ کفن سنت' کفن کفایت' کفن ضرورت حضرت مصعب ابن عمیر کو بعد شہادت کفن ضرورت بھی پورا نہ ملا یعنی ایک کپڑا جسم کا کچھ حصہ کپڑے سے ڈھانپا گیا کچھ حصہ گھاس سے ایک بار حضرت مصعب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ نہایت ہی معمولی لباس میں بیٹھے تھے جس میں چمڑے کے پیوند تھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے اور فرمایا دیکھو یہ کس ناز و نعم میں پلے اور اب اسلام کی خاطر کس حالت میں ہیں (مرقات) ۵۔ یعنی ہم مہاجرین میں سے بعض وہ حضرات ہیں جنہوں نے اسلامی فتوحات دیکھیں مال غنیمت حاصل کئے آرام پایا خیال رہے کہ ان فتوحات کے دیکھنے غنیمت پانے سے ان حضرات

marfat.com

کا اخری ثواب کم نہیں ہو گیا۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَفِي رِوَايَةٍ اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۹۳۲) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ سعد ابن معاذ کی موت سے عرش ہل گیا اور ایک روایت میں یوں ہے کہ فرمایا رحمان کا عرش سعد ابن معاذ کی موت سے ہل گیا ا۔(مسلم، بخاری)

(۵۹۳۲) ا۔ حدیث شریف بالکل ظاہری معنی پر ہے اس میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں واقعی عرش اعظم نے حرکت کی تھی جیسے احد شریف حضور کی قدم شریف پڑنے پر ہلا تھا رب فرماتا ہے **وان منها لما يهبط من خشية الله** عرش میں حس و حرکت ہے رہا یہ کہ کیوں ہلا اس میں چند احتمال ہیں نمبرا آپ کی روح جب عرش پر پہنچی تو وہ نہایت خوشی سے جھوما۔ حاملین عرش کو مطلع کرنے کے لئے اس نے جنبش کی، نمبر ۳ آپ کی روح کی تعظیم و تکریم کے لئے ہلا اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں شعر:-

☆ واسطہ محبوب کا دنیا میں جو سنی مرے ☆ یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا ☆

☆ عرش پر دھومیں مچیں وہ بندہ، صالح ملا ☆ فرش پر ماتم پڑے وہ طیب و طاہر گیا ☆

بعض شارحین نے کہا کہ اس سے مراد ہے حاملین عرش **ملائکہ** جھوم گئے مگر پہلا قول قوی ہے خیال رہے سعد ابن معاذ انصاری اشہلی اوسی ہیں۔ پہلی بیعت عقبہ کے بعد دوسری بیعت سے پہلے مدینہ منورہ میں ایمان لائے آپ کے اسلام پر بہت سے بنی اشہل کے لوگ ایمان لائے حضور نے آپ کو سید الانصار کا لقب دیا۔ آپ غزوہ بدر و احد میں شریک ہوئے غزوہ خندق میں آپ کے کندھے پر تیر لگا وہ خون نہ ٹھہرا حتی کہ ذی قعدہ ۵ پانچ ھ میں وفات ہو گئی ۳۷ سال عمر شریف ہوئی۔ بقیع میں دفن ہوئے۔

وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ أُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ حُلَّةُ حَرِيْرٍ فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَمَسُّوْنَهَا وَيَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ لِيْنِهَا فَقَالَ أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِ هٰذِهِ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنْهَا وَأَلْيَنُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۹۳۳) روایت ہے حضرت براء سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حریر کا جوڑا پیش کیا گیا ا۔ حضور کے صحابہ اسے چھونے اور اس کی نرمی سے تعجب کرنے لگے ۲۔ تو فرمایا کیا تم اس کی نرمی سے تعجب کرتے ہو سعد ابن معاذ کے جنت میں رومال اس سے اچھے اور اس سے زیادہ نرم ہیں ۳۔ (مسلم بخاری)

(۵۹۳۳) ا۔ یہ ریشمی جوڑا کسی عجمی بادشاہ نے حضور کی بارگاہ میں بطور ہدیہ بھیجا تھا اہل مدینہ کے لئے یہ ایک عجیب کپڑا تھا۔ ۲۔ کیونکہ یہ مدینہ منورہ میں ایک عجیب شی تھی اس سے پہلے اہل مدینہ نے یہ چیز نہ دیکھی تھی ۳۔ منادیل جمع ہے مندیل کی جس کا مادہ ندل ہے۔ بمعنی میل چونکہ رومال سے میل صاف کیا جاتا ہے اس لئے اسے مندیل کہتے ہیں یعنی حضرت سعد ابن معاذ کے ہاتھ منہ پونچھنے والے رومال بھی اس کپڑے سے زیادہ خوبصورت اور نرم ہیں جب ان کے رومال کی یہ کیفیت ہے تو ان کے پہننے کے کپڑے کیسے ہوں گے معلوم ہوتا ہے کہ حضور انور ہر جنتی کا مکان اس کا لباس تک جانتے ہیں۔

وَعَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

(۵۹۳۴) روایت ہے حضرت ام سلیم سے ا۔ انہوں نے عرض

marfat.com

اَنَسٌ خَادِمُكَ اُدْعُ اللّٰهَ لَهٗ قَالَ اللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِيْمَا اَعْطَيْتَهٗ قَالَ اَنَسٌ فَوَاللّٰهِ اِنَّ مَالِيْ لَكَثِيْرٌ وَّاِنَّ وَلَدِيْ وَوَلَدَ وَلَدِيْ لَيَتَعَادُّوْنَ عَلٰى نَحْوِ الْمِائَةِ الْيَوْمَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

کیا یا رسول اللہ انس آپ کا خدمت گار ہے‘ اس کے لئے اللہ سے دعا فرمایئے حضور نے فرمایا الٰہی ان کا مال ان کی اولاد زیادہ کر اور انہیں تو جو عطا فرماوے اس میں برکت دے ۲۔ حضرت انس فرماتے ہیں اللہ کی قسم کہ میرا مال بہت زیادہ ہے ۳۔ اور میری اولاد اور اولاد کی اولاد آج تقریباً سو سے زیادہ ہیں ۴۔ (مسلم بخاری)

(۵۹۳۴) ا۔ حضرت ام سلیم حضرت انس کی والدہ ہیں اپنے فرزند حضرت انس کو لڑکپن میں حضور کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا حضرت انس حضور ہی کے پاس رہتے تھے ۲۔ یہ آخری کلمہ بہت ہی جامع ہے یعنی مال اولاد ایمان عزت و آبرو جو بھی تو انہیں عطا فرمائے اس میں برکت دے برکت اور کثرت کا فرق ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ ۳۔ چنانچہ حضرت انس مدینہ منورہ کے بڑے مالداروں میں سے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں مالی کثرت برکت دونوں عطا فرمائی تھیں (مرقات) ۴۔ امام ابن حجر نے شرح شمائل شریف میں فرمایا کہ حضرت انس کی مذکر اولاد ایک سو پچیس ہوئی جو آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھی یعنی بیٹے پوتے نواسے وغیرہم اور آپ کے باغ میں سال میں دوبار پھل آتا تھا (مرقات) خیال رہے کہ حضرت انس ابن مالک ابن نضر خزرجی کی کنیت ابو حمزہ ہے دس سال کی عمر میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے خلافت فاروقی میں بصرہ میں تبلیغ دین کے لئے رہے ۹۱ اکیانوے میں وفات پائی ایک سو تین سال کی عمر ہوئی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ مال کی کثرت و برکت اللہ کی نعمت ہے جبکہ اس کے فتنہ سے محفوظ رہے اس زمانہ میں علماء کو رب تعالیٰ فاسق امیروں سے غنی فرمادے۔

وَعَنْ سَعْدِ ابْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِاَحَدٍ يَّمْشِيْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۹۳۵) روایت ہے حضرت سعد ابن ابی وقاص سے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی شخص کے متعلق جو روئے زمین پر چلتا ہو یہ کہتے نہیں سنا کہ وہ جنت والوں سے ہے سواء عبداللہ ابن سلام کے متعلق (مسلم بخاری)

(۵۹۳۵) ا۔ شاید یہ حدیث اس وقت کی ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عشرہ مبشرہ وغیرہم دیگر صحابہ کرام کے جنتی ہونے کی خبر نہیں دی تھی لہٰذا یہ حدیث ان احادیث کے خلاف نہیں جن میں ہے کہ ابوبکر جنتی ہیں عمر جنتی ہیں یا حسنین جوانان جنت کے سردار ہیں فاطمہ جنتی بی بیوں کی سردار ہیں وغیرہ بعض شارحین نے فرمایا کہ حضرت سعد کا مطلب یہ ہے کہ آج جو لوگ زندہ ہیں زمین پر چل رہے ان میں سے کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحۃً "نام لے کر جنتی نہیں فرمایا سواء حضرت عبداللہ ابن سلام کے کیونکہ باقی حضرات مبشرین نہیں اس وقت وفات پا چکے تھے عبداللہ ابن سلام ہی رہ گئے تھے اگرچہ حضرت سعد ابن ابی وقاص بھی مبشر بالجنۃ ہیں مگر اپنا نام نہیں لیا انکسار کے طور پر یا حضرت سعد نے اپنی بشارت براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی تھی دوسرے ذریعوں سے سنی تھی۔ اور حضرت عبداللہ بن سلام کی بشارت خود سنی تھی۔ بہرحال یہ حدیث دوسری بشارات کے خلاف نہیں اس کے اور بھی جوابات دیئے گئے ہیں مثلاً یہ کہ نو مسلم یہودیوں میں سے کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت نہ دی بجز ان کے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

marfat.com

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِيْ
مَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلٰى وَجْهِهٖ اَثَرُ
الْخُشُوْعِ فَقَالُوْا هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَصَلّٰى
رَكْعَتَيْنِ تَجَوَّزَ فِيْهِمَا ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُهٗ فَقُلْتُ
اِنَّكَ حِيْنَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوْا هٰذَا رَجُلٌ
مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ وَاللّٰهِ مَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ
يَّقُوْلَ مَا لَا يَعْلَمُ فَسَاُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ رَاَيْتُ
رُؤْيَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ رَاَيْتُ كَاَنِّيْ فِيْ رَوْضَةٍ ذَكَرَ
مِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا وَسْطُهَا عَمُوْدٌ مِّنْ
حَدِيْدٍ اَسْفَلُهٗ فِي الْاَرْضِ وَاَعْلَاهُ فِي السَّمَآءِ
فِيْ اَعْلَاهُ عُرْوَةٌ فَقِيْلَ لِيَ ارْقَهْ فَقُلْتُ لَا اَسْتَطِيْعُ
فَاَتَانِيْ مِنْصَفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِيْ مِنْ خَلْفِيْ فَرَقِيْتُ
حَتّٰى كُنْتُ فِيْ اَعْلَاهُ فَاَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقِيْلَ
اسْتَمْسِكْ فَاسْتَيْقَظْتُ وَاِنَّهَا لَفِيْ يَدِيْ
فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْاِسْلَامُ وَذٰلِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ
الْاِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ الْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى فَاَنْتَ
عَلَى الْاِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ وَذٰلِكَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ
بْنُ سَلَامٍ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۹۳۶) روایت ہے حضرت قیس ابن عباد سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کی مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک صاحب آئے جن کے چہرے پر انکسار کا اثر تھا لوگ بولے کہ یہ جنت والوں میں سے ہیں انہوں نے دو رکعت پڑھیں جن میں اختصار کرلیا ۲؎ پھر نکل گئے اور میں ان کے پیچھے گیا میں نے کہا کہ آپ جب مسجد میں آئے تو لوگوں نے کہا یہ صاحب جنتیوں میں سے ہیں وہ بولے خدا کی قسم کسی کو مناسب نہیں کہ کسی کے متعلق وہ کہے جو جانتا نہ ہو ۳؎ میں تم کو بتاتا ہوں کہ یہ کیوں ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک خواب دیکھا تھا میں نے وہ خواب حضور پر پیش کیا تھا ۴؎ میں نے دیکھا کہ گویا میں ایک باغ میں ہوں اس کی فراخی اس کی سرسبزی بیان کی اس کے بیچ میں لوہے کا ایک ستون ہے جس کا نچلا حصہ زمین میں ہے اور بالائی حصہ آسمان میں اس کے بالائی حصہ میں ایک دستہ ہے ۵؎ مجھ سے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ میں نے کہا کہ میں طاقت نہیں رکھتا تو میرے پاس ایک خادم آیا ۶؎ اس نے میرے پیچھے سے میرے کپڑے اٹھائے تو میں چڑھ گیا حتی کہ اس کے اوپر پہنچ گیا۔ پھر میں نے دستہ پکڑ لیا ۷؎ مجھ سے کہا گیا کہ مضبوطی سے پکڑ لو پھر میں جاگ پڑا وہ میرے ہاتھ میں ہی تھی میں نے یہ خواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی ۸؎ تو فرمایا کہ یہ باغ اسلام ہے اور یہ ستون اسلام کا ستون ہے ۹؎ اور یہ دستہ عروہ و **ثقی** ہے ۱۰؎ تم مرتے دم تک اسلام پر رہو گے ۱۱؎ یہ صاحب حضرت عبداللہ ابن سلام تھے (مسلم بخاری)

(۵۹۳۶) ۱؎ آپ مشہور تابعی ہیں زاہد متقی بصری ہیں انہیں حجاج ابن یوسف نے باندھ کر شہید کیا بہت صحابہ سے ملاقات ہے۔

۲؎ یعنی میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھا تھا کہ ایک صاحب جن کے چہرے پر خشوع خضوع خوف الٰہی کے آثار تھے آئے خیال رہے کہ عجز و نیاز دلی ہوتا ہے مگر اس کا اثر چہرے پر نمودار ہوتا ہے رب فرماتا ہے۔ **سیماھم فی وجوھم من اثر السجود**۔ وہاں سجدہ کے اثر سے مراد پیشانی کا داغ نہیں بلکہ چہرے کا نور ہے جو کثرت سجود خصوصاً تہجد کی وجہ سے نمودار ہوتا ہے

شعر:۔

☆ بندہ مومن کی پیشانی کا نور ☆ کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور!

marfat.com

اسی لئے آیت میں **فی وجوھہم** فرمایا **فی جباھھم** نہ کہا داغ صرف پیشانی میں ہوتا ہے مگر نور پورے چہرے میں۔ ۳؎ آپ کا یہ کلام انتہائی عجز و نیاز پر مبنی ہے ورنہ صحابہ کرام ان کا جنتی ہونا یقین سے جانتے تھے کہ جس زبان پاک سے انہوں نے قرآن پاک سنا اسی سے یہ سنا تھا کہ عبداللہ ابن سلام جنتی ہیں جیسے قرآن یقینی ہے ایسے ہی حضور کے سارے فرمان یقینی ہیں۔ اس زبان سے جھوٹ کبھی نہیں نکلتا سونے کی کان سے لوہا نہیں نکل سکتا حضور کی زبان سے جھوٹ نہیں نکل سکتا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ فرق ہے ہمارے اور صحابہ کرام کے ایمان و اعمال میں کہ ان حضرات کے ایمان و اعمال رجسٹری شدہ ہیں۔ ہمارے ایمان و اعمال کی خبر نہیں قبول ہیں یا نہیں ہم مومن مریں گے یا کافر۔ اللہ تعالٰی ان کے صدقے سے ہمیں ایمان پر خاتمہ نصیب کرے آمین۔ یا اس کلام کا منشا یہ ہے کہ اے قیس یہ لوگ جو مجھے جنتی کہہ رہے ہیں صرف اپنی رائے سے نہیں کہتے۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے کہتے ہیں یہ سچے ہیں پھر آپ نے اگلا واقعہ بیان فرمایا یہ مطلب حضرت شیخ نے اشعۃ اللمعات میں بیان کیا خیال رہے کہ کسی کے متعلق لوگوں کے منہ سے یہ نکلنا کہ یہ ولی ہے یہ جنتی ہے اس کے جنتی ہونے کی علامت ہے۔ حضور فرماتے ہیں۔ **انتم شھداء اللہ فی الارض** رب فرماتا ہے **لتکونوا شھداء علی الناس** حضور غوث پاک خواجہ اجمیری داتا ہجویری یقینی جنتی ہیں کیسے معلوم ہوا مومنوں کی گواہی سے ۴؎ یہ بیان ہے اس چیز کا جس کی وجہ سے لوگ حضرت عبداللہ کو جنتی کہہ رہے تھے خیال رہے کہ جس خواب کی تصدیق و تعبیر پیغمبر کی طرف سے ہو جاوے وہ خواب وحی الٰہی کی طرح یقینی ہوتی ہے خواہ کسی کی خواب ہو چنانچہ اسلامی اذان حضرات صحابہ کرام کی خواب سے جاری کی گئی کیونکہ حضور انور نے اس کی تائید فرمادی دو کافر قیدیوں کی خواب کی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام نے دے دی تو وہ ہو کر رہی **قضی الامر الذی فیہ تستفتین** ۵؎ عروہ کے بہت معنی ہیں۔ حلقہ، گرہ، دستہ، غرضیکہ پکڑنے کی ہر چیز کو عروہ کہا جاتا ہے۔ رب فرماتا ہے **فقد استمسک بالعروۃ الوثقی** ۶؎ منصف میم کے کسرہ سے ص کے فتح سے بنا ہے نصف صفتہ سے بمعنی خدم خدمتہ اس کے معنی ہیں خدمت گار ملازم ۷؎ یعنی اس نے جوں ہی میرا پیچھے سے کرتا اٹھایا میں خود ہی اس ستون کے کنارہ پر پہنچ گیا۔ اور وہ کڑا یا دستہ میں نے مضبوطی سے تھام لیا ۸؎ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے ان کی خوابیں سنا کرتے تھے۔ تعبیر بھی خود ہی دیا کرتے تھے بلکہ کبھی اپنی خواب شریف بھی بیان فرماتے تھے مع تعبیر کے اس لئے حضرات صحابہ اپنی خوابیں حضور پر پیش فرماتے تھے یہ واقعہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے ۹؎ یعنی یہ ستون جو تم نے باغ کے درمیان دیکھا یہ اسلام کا ستون ہے جس پر اسلام قائم ہے اور جو مسلمان بننے کا مدار ہے ۱۰؎ اسے عروہ وثقی اس لئے فرمایا کہ اس کے ٹوٹ جانے کا خطرہ نہیں **وثقی** مونث ہے اوثق کا جس کا مصدر وثوق ہے بمعنی پختگی و مضبوطی ۱۱؎ یعنی وہ دستہ و گرہ بھی مضبوط ہے اور تمہارا پکڑنا بھی مضبوط انشاء اللہ ایمان پر جیو گے ایمان پر مرو گے حضور کے اس فرمان عالی سے حضرت عبداللہ کے ایمان کی رجسٹری ہو گئی۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ خَطِيْبَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا نَزَلَتْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ جَلَسَ ثَابِتٌ فِيْ بَيْتِهٖ وَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

(۵۹۳۷) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ ثابت ابن قیس ابن شماس انصار کے خطیب تھے ۱؎ جب یہ آیت اتری کہ اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو آخر آیت تک ۲؎ تو جناب ثابت اپنے گھر میں بیٹھ رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے غیر حاضر ہو گئے ۳؎ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب

marfat.com

وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ مَا شَاْنُ ثَابِتٍ اَيَشْتَكِي فَاَتَاهُ سَعْدٌ فَذَكَرَ لَهُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ثَابِتٌ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّي مِنْ اَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ هُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

سعد ابن معاذ سے پوچھا۴ ۔ فرمایا ثابت کو کیا ہوا کیا وہ بیار ہیں تب سعد ان کے پاس گئے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بیان فرمایا تو ثابت بولے کہ یہ آیت نازل ہو چکی ہے اور تم جانتے ہو کہ میں تم سب میں حضور کی بارگاہ میں اونچی آواز والا ہوں' تو میں تو دوزخیوں میں سے ہوں ۵ ۔ یہ ماجرا حضرت سعد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ وہ تو جنت والوں سے ہیں ۶ ۔ (مسلم)

(۵۹۳۷) ا ۔ آپ انصاری خزرجی ہیں ۱۲ھ بارہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ خطیب ۔ بمعنی فصیح' تاریخ دان عالم انساب ہے۔ ۲ ۔ تمام سلاطین و حکام اپنے آداب مجلس خود بناتے ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ سلطان کونین ہیں جن کے آداب دربار خود رب تعالٰی نے بنائے اور انسانوں کے علاوہ دوسری مخلوقات پر بھی جاری فرمائے۔ یہ آیت کریمہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس میں حضور کے آستانہ عالیہ میں عرض و معروض کرنے کا طریقہ سکھایا جارہا ہے خیال رہے کہ یہاں گفتگو کا ذکر ہے کہ دوران گفتگو میں کسی کی آواز حضور کی آواز سے اونچی نہ ہو اس سے آذان وغیرہ دوسرے موقعہ مستثنٰی ہیں وہ تو بلند آواز سے ہی ہوں گے ۳ ۔ یعنی شرم کی وجہ سے بارگاہ عالی میں حاضر نہ ہوئے کہ میں تو بارہا وہاں اونچی آواز سے بول چکا ہوں میرے اعمال ضبط ہو چکے اب کس منہ سے حاضر ہوؤں یہ غیرت قوت ایمان کی علامت ہے ۴ ۔ حضرت سعد ابن معاذ جناب ثابت کے پڑوسی اور ان کی قوم سے تھے انہیں ثابت کے حالات کی زیادہ خبر ہونی چاہیے تھی اس لئے حضور نے آپ سے پوچھا خیال رہے کہ سعد ابن معاذ ۵ھ میں وفات پا گئے اور سورہ حجرات ۹ ہجری میں نازل ہوئی تو یہ واقعہ کیونکر درست ہو اللہ احق یہ ہے کہ اس سورت کی اگلی آیات **لاتقدموا بین یدی اللہ ورسولہ** بعد میں نازل ہوئیں **لا ترفعوا اصواتکم** پہلے نازل ہو چکی تھی (مرقات) ۵ ۔ یعنی اس آیت کریمہ کے حکم سے میں دوزخی ہوں تو اس جنتیوں کے بادشاہ عالم پناہ کی بارگاہ میں کس منہ سے جاؤں نار نور کے پاس کیسے جائے یہ ہے انتہائی خوف الٰہی کیونکہ اس آیت کریمہ میں بے ادبی سے اونچی آواز سے بولنا مراد ہے جو چیخ کر بولنے کا عادی ہو وہ مراد نہیں حضور کی بے ادبی کفر ہے اور کفر آگ کا موجب ہے (مرقات) ۶ ۔ یعنی اس خوف کی وجہ سے ان کے ایمان کی رجسٹری ہو گئی کہ انہوں نے انتہائی خوف سے اپنے آپ کو اس آیت کی زد میں محسوس کیا سبحان اللہ حضرت ثابت ابن قیس کی شہادت یوں ہوئی کہ غزوہ یمامہ میں جو مسیلمہ کذاب کے مقابل خلافت صدیقی ۱۱ھ میں ہوا۔ جہاد کے وقت آپ نے کفن پہنا خوشبو ملی پھر میدان جنگ میں داخل ہوئے اعلیٰ درجہ کا جہاد کیا اور شہید ہوئے رضی اللہ عنہ (مرقات) حضور کے فرمان کا یوں ظہور ہوا۔

وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ فَلَمَّا نَزَلَتْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ قَالُوْا مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ

(۵۹۳۸) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہم بیٹھے تھے کہ سورہ جمعہ اتری ا ۔ تو جب یہ آیت نازل ہوئی ان میں سے دوسرے جو ابھی ان سے نہ ملے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ لوگ کون ہیں ۲ ۔ فرمایا اور ہم

marfat.com

وَفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْكَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ مِّنْ هٰٓؤُلَآءِ۔

میں سلمان فارسی تھے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت سلمان پر رکھا۳۔ پھر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا تارے کے پاس ہو تا تو ان میں سے بعض لوگ اسے پالیتے ۴۔ (مسلم، بخاری)

(۵۹۳۸) ا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سورہ جمعہ مدنیہ ہے اور نماز جمعہ بعد ہجرت فرض ہوئی ہے۔ جن لوگوں نے کہا کہ نماز جمعہ قبل ہجرت فرض ہو چکی تھی' ادا کی گئی بعد ہجرت وہ قوی نہیں۔ جن حضرات نے حضور کی ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں جمعہ قائم کیا وہ جمعہ نہ تھا بلکہ نوافل تھے یہ حضرات اس دن جمع ہو جاتے تھے نوافل پڑھ لیتے تھے لہٰذا یہ حدیث اس واقعہ کے خلاف نہیں کہ حضرات صحابہ نے حضور انور کے مدینہ منورہ پہنچنے سے پہلے ہی مدینہ میں جمعہ شروع کر دیا تھا۲۔ اس آیت کا مضمون یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے بھی ہادی ہیں جو صحابہ کو نہ ملے بعد میں پیدا ہوں گے اس پر صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اس فرمان عالی کا کس جماعت کی طرف اشارہ ہے ۳۔ حضرت سلمان فارسی اصفہان کے باشندے ہیں رامہرمزی کی اولاد ہیں آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے اصفہان ایران کا مشہور شہر ہے آپ کے والدین آتش پرست تھے آپ کو ایک عیسائی راہب کی صحبت ملی اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات آپ کو سنائیں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے شوق میں نکل کھڑے ہوئے یہود نے پکڑ کر آپ کو فروخت کر دیا دس سے زیادہ مالکوں کی ملکیت میں رہے آخر جوئندہ یابندہ مدینہ کے ایک یہودی کے پاس پہنچے اس نے آپ کو مکاتب کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت کا روپیہ ادا کر کے آپ کو آزاد کر دیا لہٰذا آپ حضور کے آزاد کردہ ہیں آپ کی عمر تین سو پچاس سال ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں سے آپ کی ملاقات ہے یعنی آپ عیسیٰ علیہ السلام کے تابعی ہیں حضور کے صحابی آپ کے فضائل بے شمار ہیں مدائن میں ۵۳ھ ترپن میں وفات پائی (اکمال' مرقات) ۴۔ اس فرمان عالی میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان ابن ثابت رضی اللہ عنہ کی بڑی ہی منقبت ہے آپ فارسی النسل ہیں انہیں کی طرف حضور انور کا اشارہ ہے بعض احادیث میں رجل واحد ہے یعنی سلمان کے ہم وطن لوگوں میں ایک شخص (ابو حنیفہ) یا چند لوگ ابو حنیفہ اور ان کے ساتھی اس شان کے مالک ہوں گے کہ اگر ایمان ثریا تارے کے پاس ہو تا تو وہاں سے اتار لاتے دیکھ لو آج امام اعظم کے کیسے فیوض جاری ہیں یہاں لمعات نے فرمایا کہ عرب میں صحابہ زیادہ ہیں اور عجم میں تابعین زیادہ عجمیوں نے دین کی بڑی خدمات انجام دیں۔ اجتہاد' استنباط' فقہ عجم میں بہت رہا (لمعات)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا يَعْنِيْ اَبَا هُرَيْرَةَ وَاُمَّهٗ اِلٰى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَحَبِّبْ اِلَيْهِمَا الْمُؤْمِنِيْنَ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(۵۹۳۹) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الٰہی اپنے ان بندوں کو یعنی ابو ہریرہ کو اور ان کی ماں کو اپنے مومن بندوں کا پیارا بنا دے اور مومنین کو ان کا محبوب بنا دے ا۔ (مسلم)

(۵۹۳۹) ا۔ یعنی جناب ابو ہریرہ اور ان کی والدہ مسکین اور بے کس ہیں خدا انہیں کس والا بس والا بنا دے مسلمانوں کو یہ دونوں پیارے ہوں مسلمان انہیں پیارے ہوں۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ تمام صحابہ کی آنکھوں کے تارے رہے اور رب نے انہیں اتنا مال دیا کہ ریشمی رومال سے جوتے صاف کرتے پیر پونچھتے تھے۔ خلافت حیدری میں حضرت علی کو بھی پیارے تھے اور امیر معاویہ کو بھی

marfat.com

کھانا امیر معاویہ کے ساتھ کھاتے تھے اور نماز حضرت علی کے پیچھے پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ کھانا معاویہ کا مزے دار ہے۔ نماز علی کے پیچھے لذیذ ہے۔

وَعَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ اَبَا سُفْيَانَ اَتٰى عَلٰى سَلْمَانَ وَصُهَيْبٍ وَّبِلَالٍ فِىْ نَفَرٍ فَقَالُوْا مَا اَخَذَتْ سُيُوْفُ اللّٰهِ مِنْ عُنُقِ عَدُوِّ اللّٰهِ مَاْخَذَهَا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَتَقُوْلُوْنَ هٰذَا لِشَيْخِ قُرَيْشٍ وَسَيِّدِهِمْ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ لَعَلَّكَ اَغْضَبْتَهُمْ لَئِنْ كُنْتَ اَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّكَ فَاَتَاهُمْ فَقَالَ يَا اِخْوَتَاهُ اَغْضَبْتُكُمْ قَالُوْا لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا اَخِيْ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۹۴۰) روایت ہے حضرت عائذ ابن عمرو سے کہ ابوسفیان حضرت سلمان اور صہیب اور بلال پر گزرے ا۔ جو ایک جماعت میں تھے تو ان حضرات نے کہا کہ اللہ کی تلواریں اللہ کے دشمن کی گردن میں اپنی جگہ پر نہ گزریں ۲۔ تو جناب ابوبکر بولے کہ کیا تم قریش کے بوڑھے اور ان کے سردار کے متعلق یہ کہتے ہو ۳۔ پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے آپ کو خبر دی ۴۔ تو فرمایا اے ابوبکر شاید تم نے ان حضرات کو ناراض کر دیا اگر تم نے انہیں ناراض کر دیا تو تم نے اپنے رب کو ناراض کر دیا ۵۔ تب ابوبکر ان حضرات کے پاس آئے بولے اے میرے بھائیو کیا میں نے تم کو رنجیدہ کر دیا وہ بولے نہیں اے میرے بھائی اللہ تم کو بخشے ۶۔ (مسلم)

(۵۹۴۰) ا۔ یہ واقعہ صلح حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ سے پہلے کا ہے جب کہ ابوسفیان مسلمان نہیں ہوئے تھے مگر صلح ہو جانے کی وجہ سے مدینہ منورہ آیا جایا کرتے تھے کیونکہ وہاں ان کی دختر حضرت ام حبیبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھیں (مرقات، اشعہ) ۲۔ یعنی اب تک اتنے جہاد ہوئے مگر ہماری تلواروں نے ابوسفیان کی گردن نہ کاٹی اللہ کی تلواروں سے مراد غازی مجاہدوں کی تلواریں ہیں جو راہ الٰہی میں چلتی تھیں۔ دشمن خدا سے مراد ابوسفیان ہیں کیونکہ اس وقت تک وہ کافر تھے۔ ۳۔ یعنی ابوسفیان قرشی ہیں اور قرشیوں کے سردار ہیں اور ہمارے مدینہ میں امان سے آئے ہوئے ہیں تم ان کے لئے ایسے سخت لفظ بول رہے ہو ایسا نہ ہو کہ پھر ان سے جنگ چھڑ جائے آپ کا یہ فرمان نہایت ہی نیک نیتی پر مبنی تھا ۴۔ یعنی عرض کیا کہ یا رسول اللہ ان حضرات نے ابوسفیان سے یہ کہا تھا میں نے یہ کہا اگر میری نیت نیک تھی من و عن سب کچھ عرض کر دیا ۵۔ یعنی اے ابوبکر نیت تمہاری بالکل درست ہے مگر اس میں ایک کافر کی حمایت کی اور مومنوں کی تادیب کی مہک آ رہی ہے ممکن ہے کہ اس وجہ سے ان حضرات کے دلوں کو صدمہ پہنچا ہو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی مساکین و غربا خصوصاً مساکین صحابہ کی رضا خوشنودی میں ہے اس کی ناراضی ان حضرات کی ناراضی میں ہے **شعر:**

☆ دلا خوش باش کان سلطان دین را ☆ بدر ویشاں و مسکیناں سرے ہست ☆

۶۔ عرب میں **یغفر اللّٰہ لک** اظہار خوشی کے لئے کہتے ہیں وہ ہی محاورہ یہاں استعمال ہوا ہے رب فرماتا ہے **عفا اللّٰہ عنک لم اذنت لھم** اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی رنجشیں بہت جلد دور کر لینی چاہئیں جس سے شکایت ہو اس سے براہ راست مل کر صفائی کر لینی چاہیے۔ آج مسلمان اس سبق کو بھول گئے اسی وجہ سے ان کی آپس کی رنجشیں ختم نہیں ہوتیں۔

marfat.com

وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰيَةُ الْاِيْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ وَاٰيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۹۴۱) روایت ہے حضرت انس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ ایمان کی نشانی انصار سے محبت ہے اور منافقت کی نشانی انصار سے بغض ہے ا۔ (مسلم بخاری)

(۵۹۴۱) ا۔ یعنی سارے انصار سے عداوت صرف دین کی ہی وجہ سے ہو سکتی ہے کسی خاص انصاری کی مخالفت دنیاوی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے اسی لئے یہاں انصار جمع ارشاد ہوا۔ انصار حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین کے ایسے انوکھے میزبان ہیں کہ ان کی مثال آسمان و زمین نے نہ دیکھی تھی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب کے احسانات کے بدلے ہم نے کردیئے مگر ابوبکر صدیق دوسری روایت میں ہے کہ انصار کے احسانات کا بدلہ نہیں ہو سکا قیامت میں رب سے دلوایا جاوے گا ان احسانات کو یاد رکھو اور ان سے محبت کرو کہ وہ ہمارے نبی کے محسن ہیں تو ہم سب کے محسن ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین۔

وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْاَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۹۴۲) روایت ہے حضرت براء سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ انصار سے محبت نہ کرے گا مگر مؤمن اور ان سے عداوت نہ کرے گا مگر منافق ا۔ تو جس نے ان سے محبت کی اللہ اس سے محبت کرے۔ جس نے ان سے بغض رکھا اللہ اس سے ناراض ہو ۲۔ (مسلم بخاری)

(۵۹۴۲) ا۔ یعنی انصار سے وہ ہی محبت کرے گا جو کامل مومن ہو گا اور انصار سے بغض وہ ہی رکھے گا جو اعتقادی یا عملی منافق ہو گا ایمان دل میں ہے مگر اس کی علامات ظاہری جسم میں موجود ہیں۔ ۲۔ یہ کلمات دعا اور بدعا کے ہیں یعنی اے اللہ انصار کے محبین سے تو محبت فرما اور انصار کے دشمنوں سے تو دشمنی فرما اس سے روافض زمانہ عبرت حاصل کریں خیال رہے کہ یہاں دینی محبت و عداوت مراد ہے خیال رہے کہ انصار کا نام پہلے **ابناء قبلہ** تھا۔ قبلہ ان کی مورث اعلیٰ تھیں۔ جن میں اوس و خزرج دونوں جمع ہو جاتے حضور انور نے ان کا نام انصار رکھا رب تعالیٰ کو یہ نام قبول ہوا اس نے بھی انہیں اسی نام سے ۔لہذا فرمایا **من المهاجرين والانصار** جیسے مدینہ منورہ کا نام پہلے یثرب تھا حضور نے اس کا نام مدینہ رکھا قرآن مجید نے بھی اسے مدینہ ہی فرمایا (مرقات)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالُوْا حِيْنَ اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا اَفَاءَ فَطَفِقَ يُعْطِىْ رِجَالًا مِّنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الْاِبِلِ فَقَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِىْ قُرَيْشًا وَيَدَعُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَآئِهِمْ فَحُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَقَالَتِهِمْ فَاَرْسَلَ

(۵۹۴۳) روایت ہے حضرت انس سے کہ کچھ انصاری لوگوں نے کہا جب اللہ نے اپنے رسول کو ہوازن کے مال غنیمت میں بہت کچھ دیا ا۔ آپ قریشی لوگوں کو سو سو اونٹ دینے لگے ۲۔ تو انصار نے کہا کہ اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے بلند کرے آپ قریش کو تو دیتے ہیں ہم کو چھوڑتے ہیں ۳۔ حالانکہ ہماری تلواریں کفار کے خون سے ٹپک رہی ہیں ۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اس بات کی خبر دی گئی ۵۔ تو حضور نے انصار کو بلایا انہیں

marfat.com

إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ وَلَمْ يَدَعْ مَعَهُمْ أَحَدًا غَيْرَهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَاءَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكُمْ فَقَالَ فُقَهَاءُهُمْ أَمَّا ذَوُوْا رَأْيِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا وَأَمَّا أُنَاسٌ مِنَّا حَدِيْثَةٌ أَسْنَانُهُمْ قَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْ قُرَيْشًا وَيَدَعُ الْأَنْصَارَ وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ أُعْطِيْ رِجَالًا حَدِيْثِيْ عَهْدٍ بِكُفْرٍ أَتَأَلَّفُهُمْ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَرْجِعُوْنَ إِلٰى رِحَالِكُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ رَضِيْنَا۔

(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

چمڑے کے ایک خیمہ میں جمع کیا ان کے ساتھ کسی کو نہ ٹھہرنے دیا ۶۔ جب وہ سب جمع ہو گئے تو ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے فرمایا کہ مجھ کو تمہارے متعلق کیا خبر پہنچی ہے تو ان کے سمجھ دار بولے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے سمجھ داروں نے تو کچھ نہیں کہا رہے ہم میں سے نو عمر لوگ انہوں نے کہا ہے ۷۔ کہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بڑھائے آپ قریش کو دیتے ہیں انصار کو چھوڑتے ہیں حالانکہ ہماری تلواریں ان کے خون سے ٹپک رہی ہیں ۸۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان لوگوں کو دیتا ہوں جو ابھی نئے نئے کفر سے لوٹے ہیں میں ان کی تالیف قلب کرتا ہوں ۹۔ کیا تم اس سے راضی نہیں کہ لوگ مال لے کر جائیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے گھر واپس ہو ۱۰۔ انصار بولے ہاں یا رسول اللہ ہم راضی ہیں ۱۱۔ (مسلم بخاری)

(۵۹۲۳) ا۔ ہوازن حضرت حلیمہ دائی کے قبیلہ کا نام تھا یہ مکہ معظمہ اور طائف کے درمیان آباد تھا ان سے جو جنگ ہوئی اس کا نام جنگ حنین ہے کیونکہ اس جگہ کو حنین کہتے ہیں ان سے بہت زیادہ مال غنیمت حاصل ہوا تھا چنانچہ اس غزوہ میں چھ ہزار قیدی چوبیس ہزار اونٹ چار ہزار اوقیہ چاندی چالیس ہزار سے زیادہ بکریاں، بعض روایات میں ہے کہ بکریاں بے شمار تھیں (اشعۃ اللمعات) ۲۔ چنانچہ حضور نے اس موقعہ پر ابوسفیان کو ایک سو اونٹ عطا فرمائے یہ عطیہ بہت ہی زیادہ تھا اسی طرح اور نو مسلموں کو عطیے دیئے مہاجرین اور انصار کو ان سے کم عطے دیئے ۳۔ عربی میں **یغفر اللہ** اور **غفر اللہ** یا **غفار اللہ** کسی کلام کی تمہید کے لئے بولا جاتا ہے رب فرماتا ہے **عفا اللہ عنک لم اذنت لھم** لہٰذا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ حضور انور یہ گناہ کر رہے رب ان کا یہ گناہ بخشے یہ بات تو کفر ہے ۴۔ یعنی ہماری تلواروں سے ابھی تک ان کفار کے خون ٹپک رہے ہیں ہماری تلواریں ابھی ان کے خون سے خشک بھی نہیں ہوئیں مقصد یہ ہے کہ جنگ کو تو زیادہ عرصہ نہیں گزرا ابھی ابھی تو ہوئی ہے اس عبارت میں قلب ہے جیسے عرضت الناقۃ علی الحوض اصل میں یوں تھا عرضت الحوض علی الناقۃ ۵۔ کسی نے حضور انور سے یہ عرض کیا مگر غیبت یا شکایت کے لئے نہیں بلکہ اصلاح کے لئے کہ ان حضرات کی اصلاح ہو جائے خیال رہے کہ انصار کا یہ عرض کرنا حضور انور پر بدگمانی کے لئے نہ تھا بلکہ مقصد یہ تھا کہ شاید ہمارے جہاد اور قربانیاں بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں اگر قبول ہوتیں تو ہم کو انعام پورا ملتا یہ خوف الٰہی کی انتہا ہے لہٰذا ان حضرات کا یہ عرض کرنا کمال ایمان تھا کفر نہ تھا اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے توبہ نہیں کرائی بلکہ انہیں وہ بشارت دی جو آئندہ مذکور ہے ۶۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چمڑے کے خیمہ میں انصار کو جمع فرمایا اور حکم دیا کہ یہاں انصار کے سواء اور کوئی نہ رہے ان سے کچھ راز کی باتیں کرنا ہیں ۷۔ مطلب یہ ہے کہ یہ کلام کم

marfat.com

عقلی کی وجہ سے صادر ہوا۔ جوشیلے جوانوں نے کہہ دیا ہے ہم لوگوں نے یہ کچھ نہیں کہا۔ ۸۔ یہ ہے اقرار قصور کہ جو کچھ ہوا تھا صاف صاف عرض کردیا۔ آخرت میں بھی اپنے قصور کا اقرار کرنا معافی کا ذریعہ ہوگا انکار جرم سے غضب آجاوے گا۔ شعر:۔

☆ عذر بد تراز گنہ کا ذکر کیا ☆ ہم پہ بے پوچھے ہی رحمت کیجئے ☆

۹۔ مقصد یہ ہے کہ میرا کسی کو زیادہ عطیہ دینا اس کی زیادہ مقبولیت کی علامت نہیں ہے اور کسی کو کم دینا اس کی عدم مقبولیت کی دلیل نہیں بلکہ کبھی اس کے برعکس بھی ہوتا ہے آج ہم نے جن لوگوں کو زیادہ عطیے دیئے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ ابھی قریب میں فتح مکہ کے دن ایمان لائے ہیں ابھی ان کے دل میری اور اسلام کی محبت اچھی طرح رچی نہیں میری اس دادودہش سے ان کے دلوں میں میری محبت زیادہ ہوگی اور میری محبت سے اللہ تعالٰی قرآن مجید اور اسلام کی محبت بڑھے گی۔ خیال رہے کہ حضور کی محبت حضور کی عظمت ساری محبتوں عظمتوں کی اصل ہے ہم نے دیکھا کہ جن کے دلوں میں حضور کی عظمت نہیں ان کے دلوں میں نہ قرآن مجید کی عظمت ہے۔ نہ خدا تعالٰی کی نہ اسلام کی دیکھ لو بجدی لوگ قرآن مجید کی کعبہ معظمہ کی کیسی بے حرمتی کرتے ہیں اعلٰی حضرت نے فرمایا شعر:۔

☆ ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں ☆ اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے ☆

۱۰۔ سبحان اللہ کیسا ایمان افروز عشق سے لبریز فرمان ہے کہ مؤلفۃ القلوب نو مسلم لوگ تو اس پر خوشی اپنے گھر جائیں کہ انہیں مال بہت مل گیا اور تم اس پر خوش خوش لوٹو کہ تم کو مال تھوڑا ملا مگر میں اور میری محبت کاملہ تم کو نصیب ہوگئی تم میرے ہوچکے اور میں تمہارا ہوچکا جب میں تمہارا ہوگیا تو کونین بلکہ خالق کونین تمہارا ہوگیا۔ لطیفہ:۔ ایک بار میں نے حضرت محدث کچھوچھوی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا کہ نماز میں مزہ نہیں آتا دل نہیں لگتا کیا کروں فرمایا پڑھتے تو ہو میں نے کہا ہاں پڑھتا ہوں فرمایا تم بڑے خوش نصیب ہو میں نے کہا وہ کیسے فرمایا جسے نماز میں مزہ آئے وہ تو مزے کے لئے پڑھتا ہے اور جس کو مزہ نہ آئے وہ رب کے لئے پڑھتا ہے ان کے اس جواب کا لطف مجھے اب تک آرہا ہے بہت ہی تسکین ہوئی شعر:۔

☆ ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا ☆ تصور میں ترے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں ☆

۱۱۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر راضی ہیں اور راضی رہیں گے کچھ نہ ملے حضور مل جاویں پھر کیا کمی ہے۔ شعر:۔

☆ رضينا قسمة الجبار فينا ☆ لنا علم وللجهال مال ☆

☆ فان المال يفنى عن قريب ☆ وان العلم باق لا يزال ☆

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْاَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَّسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ وَادِيًا اَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِیَ الْاَنْصَارِ وَشِعْبَهَا اَلْاَنْصَارُ شِعَارٌ وَّالنَّاسُ دِثَارٌ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِیْ اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِیْ عَلَى الْحَوْضِ۔

(۵۹۴۴) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو ہم انصار میں سے ایک صاحب ہوتے ۱۔ اور اگر لوگ ایک جنگل میں چلیں اور انصار دوسرے جنگل میں یا دوسری گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کے جنگل یا ان کی گھاٹی میں چلوں ۲۔ اور انصار اندرونی لباس ہیں اور باقی لوگ بیرونی لباس ہیں ۳۔ تم میرے بعد ترجیح دیکھو گے تو صبر

marfat.com

(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

کرنا حتی کہ تم مجھ سے حوض پر ملو ۴؎ ۔(بخاری)۵؎

(۵۹۴۴) ۱؎ یہاں نسب ولادت کا ذکر نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اشرف ترین نسب سے ہیں بلکہ نسبت کا ذکر ہے یعنی اگر رب تعالٰی نے ہم کو ہجرت کی عزت نہ دینا ہوتی تو ہم مدینہ منورہ میں پیدا ہوتے اور اپنے کو مہاجر نہ کہتے بلکہ انصاری کہتے چونکہ ہجرت نصرت سے افضل ہے اس لئے رب نے ہماری ولادت مکہ معظمہ میں کی اور ہمارا قیام مدینہ منورہ میں کیا اور ہم نبی مہاجر کہلائے اس سے معلوم ہوا کہ مہاجرین صحابہ انصار صحابہ سے افضل ہیں قرآن مجید میں بھی ارشاد ہوتا ہے۔ **من المھاجرین والانصار** یعنی مہاجرین کا ذکر پہلے انصار کا بعد میں باقی تمام مسلمانوں سے انصار افضل ہیں ۲؎ جنگل اور اس کے رستہ کو وادی کہتے ہیں پہاڑی راستوں کو شعب یہاں رائے اور خیال مراد ہے یعنی اگر تمام جہان کی رائے ایک ہو اور انصار کی رائے دوسری ہو تو میں انصار کی رائے کے موافق رائے دوں گا تمام کی راؤں پر انصار کی رائے کو ترجیح دوں گا یہ مطلب نہیں کہ میں انصار کی اتباع کروں گا سارا جہان حضور کا تبع ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص یا کسی قوم کے تبع نہیں ان سے ارشاد ہے **اتبع ما اوحی الیک** ۳؎ شعار بنا ہے شعر سے بمعنی جسم کے بال جو لباس جسم سے بالکل متصل رہے اسے شعار کہتے ہیں کہ وہ بالوں سے ملا ہوتا ہے اور جو لباس اس شعار کے اوپر پہنا جاوے وہ دثار کہلاتا ہے جیسے بنیان یا شلوکہ کا شعار ہے اور اس کے اوپر والے کپڑے کرتہ واسکٹ، اچکن دثار ہیں یعنی جیسے شعار جسم سے متصل رہتا ہے ایسے ہی انصار مجھ سے ملے ہوئے ہیں کیونکہ ان کا اخلاص ان کی خدمت دوسرے عام مومنوں سے بہت زیادہ ہے الناس سے مراد عام مومنین ہیں حضرات خلفاء راشدین یا فاطمہ زہرا و حسنین کریمین اس میں داخل نہیں ۴؎ یعنی میرے بعد بعض اسلامی بادشاہ تم پر اور لوگوں کو ترجیح دیں گے بلکہ تمہارے حق دوسروں کو دیں گے تو تم ان سے بغاوت نہ کرنا بلکہ صبر کرنا چنانچہ سلاطین اموی کے زمانہ میں عموماً انصار کو نظر انداز کیا جاتا رہا حضور کی پیش گوئی درست ہوئی اس فرمان عالی میں انصار کے مومن ہونے ایمان پر خاتمہ حضور کے پاس حوض پر حاضر ہونے غرضیکہ بے شمار فضائل کی خبر ہے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ تم ان باتوں کو دنیا میں برداشت کرنا ہم حوض پر اور جنت میں ان سب کا بدلہ کریں گے ۵؎ فتح کے دن ابو سفیان ایمان لائے حضرت عباس نے عرض کیا یا رسول اللہ ابو سفیان کو فخر و بڑائی بڑی محبوب ہے اس لئے کچھ بڑائی ان کو عطا فرمائی جاوے تب حضور انور نے ان کے گھر کو دار الامان بنادیا اعلان فرمادیا کہ جو ابو سفیان کے گھر میں پناہ لے لے اسے امان ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِيْ سُفْيَانَ فَهُوَ اٰمِنٌ وَمَنْ اَلْقَى السِّلَاحَ فَهُوَ اٰمِنٌ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ اَمَّا الرَّجُلُ فَقَدْ اَخَذَتْهُ رَاْفَةٌ بِعَشِيْرَتِهٖ وَرَغْبَةٌ فِيْ قَرْيَتِهٖ وَنَزَلَ الْوَحْيُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْتُمْ اَمَّا الرَّجُلُ فَقَدْ اَخَذَتْهُ رَاْفَةٌ بِعَشِيْرَتِهٖ وَرَغْبَةٌ فِيْ قَرْيَتِهٖ كَلَّا اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ هَاجَرْتُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلَيْكُمْ اَلْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ

(۵۹۴۵) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے فتح مکہ کے دن ۱؎ تو فرمایا جو ابو سفیان کے گھر میں گھس جاوے اسے امان ہے اور جو ہتھیار کو رکھ دے اسے امان ہے ۲؎ تو انصار بولے کہ ان محبوب کو اپنے کنبہ سے محبت اور اپنے وطن کی رغبت ہوگئی ۳؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوگئی ۴؎ فرمایا کیا تم نے یہ کہا ہے کہ ان محبوب کو اپنے کنبہ کی محبت اپنے وطن کی رغبت ہوگئی ایسا ہرگز نہیں ہے ۵؎ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں میں نے اللہ کی اور تمہاری

marfat.com

وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ قَالُوْا وَاللّٰهِ مَا قُلْنَا إِلَّا ضَنًّا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُصَدِّقَانِكُمْ وَيَعْذِرَانِكُمْ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

طرف ہجرت کرلی ہے ٦۔ اب میری زندگی تمہاری زندگی میں ہے اور میری وفات تمہاری موت میں ہے ٧۔ وہ بولے کہ ہم نے جو کچھ کہا ہے اللہ رسول پر بخل کی وجہ سے ہے ٨۔ فرمایا کہ اللہ رسول تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تم کو معذور جانتے ہیں ٩۔ (مسلم)

(٥٩٤٥) ١۔ آپ کا نام ابوسفیان ابن صخر ابن حرب ہے اموی قرشی ہیں واقعہ فیل سے دس سال پہلے پیدا ہوئے فتح مکہ کے دن اسلام لائے غزوہ حنین میں شریک ہوئے طائف کے غزوہ میں آپ کی ایک آنکھ شہید ہوئی غزوہ یرموک میں دوسری آنکھ بھی شہید ہوگئی ٣٤ھ میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی بقیع شریف میں دفن ہوئے (اکمال، مرقات) ٢۔ یعنی جو بھی ہتھیار جنگ ڈال دے اپنے کو غیر مسلح کرلے اس کا بھی خون معاف ہے اسے امان ہے۔ ٣۔ انصار کا حضور انور کو الرجل کہنا توہین کے لئے نہیں یہ لفظ عظمت و توقیر کے لئے بھی بولا جاتا ہے فرشتے قبر میں حضور انور صلی اللہ علیہ سلم کا جمال جہاں آرا دکھا کر پوچھتے ہیں **ما کنت تقول فی حق هذا الرجل** وہاں بھی **الرجل** تعظیم کے لئے ہے ہاں اہانت یا برابری کے لئے حضور انور کو رجل کہنا کفر ہے لہذا فقہاء کرام کا فرمان کہ حضور انور کو رجل یا رجیل کہنا کفر ہے بالکل درست ہے کہ وہاں توہین یا برابری کے دعویٰ کے لئے کہنا مراد ہے انصار نے جب یہ دیکھا کہ ابوسفیان، ہندہ، عکرمہ ابن ابوجہل کو معافی دے دی بلکہ ان پر انعام و اکرام کے دروازے کھول دیئے تب وہ سمجھے کہ شاید اب حضور انور مکہ معظمہ میں رہائش اختیار فرمالیں گے ہمارا مدینہ ویران ہو جاوے گا وہ حضرات سمجھے کہ حضور کے **عطیے** اہل مکہ کی محبت کی بنا پر ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل مکہ سے اتنی محبت ہے تو لامحالہ خود مکہ معظمہ سے بھی محبت ہے پھر آپ مکہ معظمہ کو اب کیوں چھوڑیں گے۔ ٤۔ یعنی رب تعالٰی نے اپنے محبوب سے بذریعہ وحی فرمایا کہ آج فتح مکہ کی سب کو خوشی ہے انصار غمگین ہیں آپ کے فراق کے اندیشہ سے ان کا اندیشہ دور فرمایئے انہیں بھی خوش کیجئے۔ ٥۔ یعنی میں نے ان لوگوں کو یہ **عطیے** اس وجہ سے نہیں دیئے ہیں کہ مجھے تمہارے مقابلہ میں ان سے زیادہ محبت ہوگئی اور میں تم کو چھوڑ کر ان میں آن بسوں گا بلکہ ان پر عطایا کی بارش انہیں اسلام پر پختہ کرنے کے لئے ہے۔ ٦۔ یعنی ہم اللہ کے بندے اللہ کے رسول ہیں اور رسول کے ہر کام میں استقامت ہوتی ہے ہم نے جو قدم اٹھایا وہ پیچھے نہ ہٹے گا ہم مہاجر بن کر غیر مہاجر نہ بنیں گے ٧۔ یعنی خاطر جمع رکھو اب میں اپنی زندگی اور موت میں تم کو نہیں چھوڑوں گا ہم تم ہی میں جئیں گے۔ اور تم میں وفات پائیں گے۔ ٨۔ یعنی یا رسول اللہ ہم لوگ آپ پر بہت [illegible] ہیں ہم نہیں چاہتے کہ آپ ہم کو چھوڑ کر اور جگہ رہیں۔ **شعر:۔**

☆ پیناں میں جو آن بسو تو پیناں جھانپ ہی لوں ☆
☆ ناہیں میں دیکھوں اور کو نا توئے دیکھن دوں ☆

سبحان اللہ حضرات انصار مال کے ایسے سخی کہ انہوں نے اپنا سب کچھ حضور انور پر نچھاور کردیا۔ مگر حضور پر ایسے بخیل کہ ذرہ سی جدائی کی تاب نہیں اس بخل پر لاکھوں سخاوتیں نثار ہوں یہ بخل عین عبادت بلکہ روح عبادات بلکہ جان ایمان ہے۔ ٩۔ یعنی میں تم کو سچا اور محبت کا پکا مانتا ہوں میرا تم کو صادق جاننا رب تعالٰی کا جاننا ہے لہذا اللہ رسول تم کو سچا جانتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اللہ رسول کے لئے ایک ضمیر سیہ لانا بالکل جائز ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى

(٥٩٤٦) روایت ہے حضرت انس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

marfat.com

صِبْيَانًا وَّنِسَاءً مُّقْبِلِيْنَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِّنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَىَّ اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِّنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَىَّ يَعْنِى الْاَنْصَارَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

نے کچھ بچوں عورتوں کو دیکھا ایک شادی سے آتے ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے ا۔ فرمایا الٰہی تو جانتا ہے اے انصار تم لوگ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پیارے ہو الٰہی تو جانتا ہے اے انصار تم لوگ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پیارے ہو یعنی انصار ۲۔ (مسلم بخاری)

(۵۹۴۶) ا۔ یہ انصاری لوگ ایک شادی سے خوش و خرم آ رہے تھے حضور ان کو خوش دیکھ کر بہت ہی خوش ہوئے اور ان کی خوش خرمی کھڑے ہو کر ملاحظہ فرمانے لگے جیسے ماں باپ اپنی اولاد کی خوشی دیکھ خوش ہوتے ہیں حضور پر تمام جہان کے ماں باپ کی محبتیں قربان ہوں وہ امت خصوصاً انصار کی خوشی دیکھ کر کیوں خوش نہ ہوں گے۔ حضور ہماری خوشی خرمی سے خوش ہوتے ہیں ہمارے رنج و ملال سے غمگین ہوتے ہیں **عزیز علیہ ما عنتم**۔ حضور انور نے خواب میں اپنی امت کو سمندر کا سفر کرتے دیکھا نہایت شان و شوکت سے تو حضور خوش خوش بیدار ہوئے تھے ۲۔ اس کلام میں التفات ہے پہلے رب تعالٰی سے عرض کیا کہ الٰہی تو گواہ رہ یا اے اللہ تو جانتا ہے۔ پھر انصار سے خطاب فرمایا کہ تم لوگ مجھے بہت پیارے ہو انصار فرما کر راوی نے یہ بتایا کہ یہ کلام صرف ان لوگوں سے نہیں تھا بلکہ سارے انصار سے تھا یعنی سارے انصار مجھے بہت پیارے ہیں؟

وَعَنْهُ قَالَ مَرَّ اَبُوْ بَكْرٍ وَّالْعَبَّاسُ بِمَجْلِسٍ مِّنْ مَّجَالِسِ الْاَنْصَارِ وَهُمْ يَبْكُوْنَ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكُمْ فَقَالُوْا ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَّا فَدَخَلَ اَحَدُهُمَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَصَبَ عَلٰى رَاْسِهٖ حَاشِيَةَ بُرْدٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ يَصْعَدْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اُوْصِيْكُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّهُمْ كَرِشِىْ وَعَيْبَتِىْ وَقَدْ قَضَوُا الَّذِىْ عَلَيْهِمْ وَبَقِىَ الَّذِىْ لَهُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُّسِيْئِهِمْ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ)

(۵۹۴۷) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ جناب ابوبکر و عباس انصار کی مجلسوں سے کسی مجلس پر گزرے وہ حضرات رو رہے تھے ا۔ تو ان دونوں نے کہا کہ تم کو کیا چیز رلاتی ہے وہ بولے کہ ہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی ہم نشینی یاد آ گئی ۲۔ تو ان دونوں میں سے ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور کو اس کی خبر دی ۳۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے آپ نے اپنے سر پر چادر کے کنارہ کی پٹی باندھی ہوئی تھی آپ منبر پر چڑھے اور اس دن کے بعد پھر کبھی نہ چڑھے ۴۔ اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ میں تم لوگوں کو انصار کے متعلق وصیت کرتا ہوں ۵۔ کیونکہ یہ لوگ میرے خاص مشیر اور میرے خاص ہیں ۶۔ یہ لوگ وہ حق ادا کر چکے جو ان پر تھا اور وہ حق باقی رہ گیا جو ان کا ہے۔ ۷۔ تو ان کے نیکوں سے قبول کرو اور ان کے بروں سے درگزر کرو ۸۔ (بخاری)

(۵۹۴۷) ا۔ یہ واقعہ حضور انور کی مرض وفات شریف کا ہے جبکہ کئی دن حضور دولت خانہ سے باہر تشریف نہیں لائے شدت مرض کی وجہ سے انصار نے جمال جہاں آرا کچھ روز نہ دیکھا تو تڑپ گئے شعر:

marfat.com

☆ در فراق تو مرا چوں سوخت جان ☆ چوں نہ نالم بے تو اے جان جہاں ☆

۲۔ یعنی ہم لوگوں کو وہ مبارک گھڑیاں یاد آ رہی ہیں جب ہم پروانوں کی طرح شمع جمال محمدی کے گرد قربان ہوتے تھے ہائے وہ ساعتیں کہاں گئیں شعر:۔

☆ خوشا وہ وقت کہ دیدار عام تھا اسکا ☆ خوشا وہ وقت کہ طیبہ تھا مقام اسکا ☆

یہ ہے حضرات صحابہ کا عشق رسول اللہ تعالیٰ اس کا ایک ذرہ ہم کو بھی عطا کرے۔ شعر:۔

☆ ذرہ عشق نبی از حق طلب ☆ سوز صدیق و علی از حق طلب ☆

۳۔ یہ حاضر ہونے والے حضرت عباس تھے جیسا کہ دوسری روایت میں ہے عرض کیا کہ حضور آپ کے فراق میں بہت بے چین ہیں ایک جھلک حضور انہیں دکھادیں ۴۔ یعنی حضور انور کا یہ آخری وعظ بلکہ عام صحابہ کو آخری دیدار تھا اس وقت سارے اہل مدینہ کا کیا حال ہوا ہوگا رب تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ شعر:۔

☆ لذت بادہ عشقش زمن مست مپرس ☆ ذوق ایں مے نہ شناسی بخدا تانہ چشی ☆

۵۔ اس میں خطاب یا تو مہاجرین سے ہے یا سارے اہل مدینہ سے یا اپنے بعد والے خلفاء سے یا تاقیامت سارے مسلمانوں سے ۶۔ کرش کاف کے فتح اور ر کے کسرہ سے بروزن کشف اس کے چند معنی ہیں۔ معدہ 'کنبہ' چھوٹے بچے جماعت 'مشیر کار یہاں سارے معنی درست ہیں اور عیبہ خاص لباس رکھنے کی صندوقچی بہر حال مطلب یہ ہے کہ انصار میرے خاص راز دار لوگ ہیں۔ ۷۔ یعنی بیعت عقبہ میں انصار نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ ہم آپ کی مدد کریں گے آپ مدینہ منورہ تشریف لائیں ہم ہر طرح آپ پر نثار ہوں گے ہم نے ان سے ثواب جنت' رحمت' بخشش کا وعدہ کر لیا ہے انہوں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہمارا وعدہ باقی ہے رب فرماتا ہے **ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ** (لمعات' مرقات' اشعہ) ۷۔ یعنی اگر ان میں سے کوئی انصاری تم میں سے کسی کا کوئی قصور کرے پھر معذرت کرے تو اس کی معذرت قبول کر لو اور اگر وہ معذرت کرنے نہ آوے تب بھی اسے معافی دیدو نہ اس سے دنیا میں بدلہ لو نہ آخرت میں بدلہ لینے کی نیت کرو یہ میرے محسن ہیں ان سے اچھا سلوک کرو (مرقات) یہ مطلب نہیں کہ انصار کو گناہ کرنے کی اجازت دیدی گئی محسن اور مسیئی کے یہ ہی معنی ہیں۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ حَتّٰى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّ الْاَنْصَارُ حَتّٰى يَكُوْنُوْا فِي النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ شَيْئًا يَضُرُّ فِيهِ قَوْمًا وَيَنْفَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَلْيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيْئِهِمْ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۹۴۸) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری میں باہر تشریف لائے جس میں حضور کی وفات ہوئی ۱۔ حتی کہ منبر پر جلوہ گر ہوئے تو اللہ کی حمد و ثنا کی ۲۔ پھر فرمایا کہ بعد حمد کے جان لو کہ لوگ بڑھیں گے اور انصار گھٹیں گے ۳۔ حتی کہ ایسے ہو جائیں گے جیسے کھانے میں نمک ۴۔ تو میں تم میں سے جو بھی کسی ایسے عہدہ کا مالک ہو جس میں کسی قوم کو نفع اور دوسروں کو نقصان پہنچا سکے ۵۔ تو وہ ان کے نیکوں سے قبول کرے اور برائی کرنے والوں سے درگزر کرے ۶۔ (بخاری)

marfat.com

(۵۹۴۸) ا۔ غالبًا یہ پہلے ہی واقعہ کا ذکر ہے جو ابھی مذکور ہوا اور ہو سکتا ہے کہ یہ واقعہ اس مذکورہ واقعہ سے پہلے کا ہو کیونکہ اس پہلے واقعہ کے بعد تو حضور انور نہ باہر تشریف لائے نہ خطبہ فرمایا ۲۔ حمد و ثنا ہم معنی ہوتے ہیں کبھی ان میں یوں فرق کرتے ہیں کہ حمد وہ جو رب تعالٰی کی طرف سے الہام ہو ثناوہ جو بندہ اپنی کوشش سے کرے یا حمد نعمتوں پر رب کی تعریف کو کہتے ہیں اور ثنا اس ذات کریم کی صفات عالیہ کے ذکر کو کہتے ہیں واللہ ورسولہ اعلم۔ ۵۔ یعنی مہاجرین کی اولاد دنیا میں بکثرت ہو گی مگر انصار کی اولاد بہت کم ہو گی یا مدینہ منورہ میں مہاجرین کی اولاد بہت رہے گی انصار کی اولاد بہت کم ہو گی اب سارے مدینہ منورہ میں صرف ایک گھرانہ انصار کا ہے یعنی حمزہ ابو الجود کا گھرانہ دیکھ لو آج سید، علوی، عباسی بہت ہیں انصاری بہت تھوڑے بلکہ قریبًا نہیں ہیں بعض لوگ بناوٹی انصاری ہیں بعض شارحین نے کہا کہ مہاجرین تاقیامت ہوتے رہیں گے کہ ہجرت قائم ہے مگر انصار خصوصًا حضور انور کے مددگار انصار جو ہونا تھے وہ ہو لئے اشعہ میں اسی کو اختیار کیا۔ ۴۔ یعنی اگرچہ انصار کم ہو جائیں گے مگر اسلام کی لذت و عمدگی انہی سے قائم ہو گی جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے تھوڑا مگر سارے کھانے میں لذت اس ہی کی ہوتی ہے تاقیامت اسلام کی بہاریں انہیں انصار سے ہیں۔ جنہوں نے حضور انور کی مہمانی کا حق ادا کیا نمک مصلح طعام ہے اور انصار مصلح اسلام (اشعہ) ۵۔ یعنی میرے بعد تم مہاجرین میں جو کسی اعلٰی یا معمولی عہدہ پر فائز ہو وہ میری یہ وصیت یاد رکھے ۶۔ اسی کی شرح ابھی گزر چکی کہ اس سے مراد قانون شکنی بغاوت ارتداد وغیرہ نہیں بلکہ شخصی ذاتی معاملات میں قصور و کوتاہی مراد ہے۔ یعنی اگر کوئی انصاری کسی سے کوئی اچھا سلوک کرے تو وہ دوگنا تگنا بدلہ بطور شکریہ ادا کرے اور اگر کوئی انصاری کسی سے کوئی ذاتی بدسلوکی کرے تو وہ میری خاطر اس سے درگزر کرے کہ انصار میرے محسن میرے میزبان ہیں رضی اللہ عنہم۔

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ۔

(۵۹۴۹) روایت ہے حضرت زید ابن ارقم سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الٰہی انصار کو انصار کی اولاد کو انصار کی اولاد کی اولاد کو بخش دے ا۔ (مسلم)

(۵۹۴۹) ا۔ اس فرمان عالی میں یا تو انصار سے مراد صحابہ انصاری ہیں اور اولاد انصار سے مراد تابعین انصاری اور اولاد اولاد انصار سے مراد تبع تابعین انصاری ہیں یا تاقیامت ساری اولاد انصار مراد ہے یعنی بمعنی اولاد (مرقات و اشعہ)

وَعَنْ اَبِىْ اُسَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُوْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحٰرِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ وَفِىْ كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ۔

(۵۹۵۰) روایت ہے حضرت ابو اسید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ انصار کے گھروں میں بہتر گھرانہ بنو نجار ہیں پھر بنی عبد الاشہل پھر بنی حارث ابن خزرج پھر بنی ساعدہ ا۔ اور انصار کے سارے گھرانوں میں خیر ہے ۲۔ (مسلم، بخاری)

(۵۹۵۰) ا۔ یہ چاروں انصار کے قبیلے ہیں ان سب کا لقب انصار ہے۔ عیسٰی علیہ السلام کے مددگاروں کا نام نصارٰی تھا اور حضور کے مددگاروں کا نام انصار ہوا۔ اور غیر خدا سے مدد لینا حرام یا شرک ہوتا تو یہ دونوں نام مشرکانہ ہوتے اور انہیں نصارٰی یا انصار کہنا شرک ہوتا۔ ۲۔ یعنی ان چار خاندانوں کے علاوہ اور جس قدر انصاری خاندان ہیں سب میں خیر ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان چار خاندانوں نے حضور انور کی خاص خدمات انجام دی ہوں گی۔

marfat.com

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَالزُّبَيْرُ وَالْمِقْدَادُ وَفِي رِوَايَةٍ وَاَبَا مَرْثَدٍ بَدَلَ الْمِقْدَادِ فَقَالَ انْطَلِقُوا حَتّٰى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَاِنَّ بِهَا ظَعِينَةً مَّعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا فَانْطَلَقْنَا تَتَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى اَتَيْنَا اِلَى الرَّوْضَةِ فَاِذَا نَحْنُ بِالظَّعِينَةِ فَقُلْنَا اَخْرِجِي الْكِتَابَ قَالَتْ مَا مَعِي مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ اَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَاَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَاَتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا فِيهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ اَبِي بَلْتَعَةَ اِلٰى نَاسٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ اَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ اِنِّي كُنْتُ امْرَاً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ وَلَمْ اَكُنْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَكَانَ مَنْ مَّعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَةٌ يَحْمُونَ بِهَا اَمْوَالَهُمْ وَاَهْلِيهِمْ بِمَكَّةَ فَاَحْبَبْتُ اِذْ فَاتَنِي ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ اَنْ اَتَّخِذَ فِيهِمْ يَدًا يَحْمُونَ بِهَا قَرَابَتِي وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي وَلَا رِضًى بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ وَفِي رِوَايَةٍ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَاَنْزَلَ

(۵۹۵۱) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور زبیر اور مقداد کو بھیجا۱۔ دوسری روایت میں بجائے مقداد کے ابو مرثد ہیں ۲۔ تو فرمایا کہ تم جاؤ حتیٰ کہ خاخ کے باغ میں پہنچو ۳۔ وہاں ایک بوڑھی عورت ہے ۴۔ جس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے لے لو ۵۔ چنانچہ ہم چلے کہ ہم کو ہمارے گھوڑے دوڑا رہے تھے حتیٰ کہ ہم باغ میں آئے ۶۔ تو ہم اس بوڑھی کے پاس تھے ہم نے کہا خط نکال دو وہ بولی میرے پاس کوئی خط نہیں ہم نے کہا یا خط نکال ورنہ کپڑے اتار ۷۔ تب اس نے اپنی چوٹی سے خط نکالا ۸۔ ہم وہ خط نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو اس میں حاطب بن بلتعہ کی طرف سے مکہ والے مشرکوں کی طرف پیغام تھا وہ مشرکوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض کاموں کی خبر دے رہے تھے ۹۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حاطب یہ کیا ۱۰۔ وہ بولے یا رسول اللہ حضور مجھ پر جلدی نہ کریں ۱۱۔ میں قریش میں ایک الحاقی شخص ہوں میں خود قریش میں سے نہیں ہوں اور جو مہاجرین آپ کے ساتھ ہیں ان کی قریش سے قرابت داریاں ہیں جن سے وہ مکہ میں ان کے مالوں ان کے گھر والوں کی حفاظت کرتے ہیں ۱۲۔ میں نے چاہا کہ جب مجھے ان سے نسبی رشتہ حاصل نہیں تو میں ان پر ایک احسان کردوں جس سے وہ میرے عزیزوں کی حفاظت کریں ۱۳۔ میں نے یہ کام نہ تو کفر کی وجہ سے کیا نہ اپنے دین سے پھرتے ہوئے اور نہ اسلام کے بعد کفر سے راضی ہو کر ۱۴۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے تم سے سچ کہا ۱۵۔ جناب عمر بولے یا رسول اللہ مجھے چھوڑیئے میں اس منافق کی گردن ماردوں ۱۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بدر میں حاضر ہوئے ہیں ۱۷۔ تمہیں کیا خبر شاید اللہ تعالیٰ نے بدر والوں پر توجہ فرمائی ہے ۱۸۔ فرمایا ہو کہ جو چاہو کرو ۱۹۔ تمہارے لئے جنت واجب ہو چکی ۲۰۔ اور ایک

marfat.com

اللّٰہُ تَعَالٰی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

روایت میں ہے کہ میں تم کو بخش چکا تب اللہ تعالٰی نے یہ آیت اتاری کہ اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ ۱۴۔ (مسلم بخاری)

(۵۹۵۱) ۱۔ آپ مقدار ابن عمرو کندی ہیں آپ چھٹے مسلمان ہیں آپ مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر مقام جرف میں فوت ہوئے مدینہ منورہ میں لاکر دفن کئے گئے ستر سال عمر پائی ۳۳ تینتیس ھ میں وفات ہوئی ۲۔ ابو مرثد کا نام کناز ابن حصین غنوی ہے۔ بدر وغیرہ تمام غزوات میں حاضر ہوئے ۱۲ میں وفات ہوئی ۶۶ چھیاسٹھ سال عمر ہوئی۔ حق یہ ہے کہ یہ چاروں حضرات اس خدمت کے لئے بھیجے گئے تھے۔ حضرت علی زبیر' مقدار اور ابو مرثد غنوی (مرقات) ۳۔ خاخ مدینہ منورہ کا ایک باغ تھا جو مکہ معظمہ کے راستہ پر واقع تھا مدینہ پاک سے قریب ہی تھا اب وہ گم ہو چکا ہے ۴۔ ظعینہ پردہ نشین عورت کو کہتے ہیں اس عورت کا نام سارہ تھا مکہ کی رہنے والی تھی قریش کی آزاد کردہ تھی چونکہ صلح حدیبیہ کے بعد کفار مکہ کا مدینہ منورہ میں جانا آنا ہو گیا تھا۔ اس سلسلہ میں یہ بھی مدینہ منورہ آئی تھی ۶۔ یہ ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب کہ مدینہ منورہ سے یہ عورت کفار مکہ کے نام ایک خط جاسوسی کا لے کر چلی جو اس نے اپنے بالوں کے جوڑے میں چھپا رکھا تھا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالٰی نے اس کا علم عطا فرمایا تھا۔ اگرچہ وہ عورت جاسوسی کے جرم میں قتل کے قابل تھی مگر حضور انور نے نہ تو اس کے قتل کا حکم دیا نہ اس کی گرفتاری کا صرف یہ فرمایا کہ وہ خط اس سے لے لو اسے مکہ معظمہ جانے دو کیونکہ اس کے قتل سے کفار مکہ سے جنگ چھڑ جانے کا اندیشہ تھا منشاء الٰہی یہ تھا کہ بغیر سخت جنگ کے فتح مکہ ہو جائے ادھر وہ جاسوسی میں ناکام بنادی گئی تھی۔ ۶۔ یعنی ہم نے گھوڑے دوڑائے باغ میں آکر ہی دم لیا کسی جگہ ٹھہرے نہیں تاکہ وہ آگے نہ چلی جائے یہ ہے صحابہ کرام کا حضور کے فرمان عالی پر فوری عمل ۷۔ بخاری کی ایک روایت میں یوں ہے **لتخرجن الکتاب او لنجر دنک** یہ الفاظ بخاری باب **من شھدیدا** میں ہیں یعنی یا تو تو خط نکال ورنہ ہم تجھے بالکل ننگا کرکے تیری تلاشی لیں گے یہاں اس عبارت کے معنی یہ ہیں کہ یا تو تو خط نکال ورنہ ننگی ہو تلاشی دے اس سے معلوم ہوا کہ کافرہ عورت کا نہ کوئی احترام ہے نہ اس کا کوئی پردہ اسے ننگا کرکے تلاشی لینا بروقت ضرورت ممنوع نہیں بلکہ فاسقہ عورت کا احترام کوئی نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو زنا کی سزا میں کوڑ مارے کوڑوں کے درمیان اس کا دوپٹہ اتر گیا لوگوں نے کہا حضور اس کا پردہ فرمایا اس نے اپنا احترام خود ہی ختم کر دیا (دیکھو شامی) اگر وہ عورت خط نہ دیتی تو جناب علی شیر خدا اسے ننگا کرکے ہی اس کی تلاشی لیتے اور خط حاصل کرتے ۸۔ بعض روایات میں ہے کہ اس نے اپنی کمر سے یہ خط نکالا ہو سکتا ہے کہ اس کی چوٹی بہت دراز ہو کمر تک پہنچی ہو اس میں سے اس نے خط نکالا ہو لہٰذا دونوں روایات درست ہیں (مرقات) یہاں عقاص بمعنی چوٹی ہے ۹۔ یہ کلام راوی کا ہے جس میں اس واقعہ کی خبر دی گئی حاطب کے لکھے ہوئے یہ الفاظ نہ تھے (مرقات) ۱۰۔ یہ سوال اظہار غضب کے لئے ہے اسلام کی جاسوسی سخت جرم ہے کہ اس سے قوم ملک' ملت سب ہی کو نقصان ہوتا ہے ۱۱۔ میں ہوں تو مجرم مگر سزا دینے میں حضور کچھ توقف فرمائیں میرا عذر سن لیں ۱۲۔ یعنی سارے مہاجرین مکہ کی کفار مکہ سے قرابتداریاں اور ان مہاجرین کے عزیز و اقارب مال گھربار مکہ معظمہ میں ہیں کفار مکہ ان قرابت داریوں کی وجہ سے ان مہاجرین کے عزیزوں مال گھربار کو چھیڑتے نہیں بلکہ ایک طرح کی حفاظت ہی کرتے ہیں ان سب کے گھربار بال بچے عزیز و اقاب وہاں محفوظ ہیں ۱۳۔ یعنی میرے عزیز و اقارب گھربار بھی مکہ معظمہ میں ہیں مگر میری کفار مکہ سے قرابت کوئی نہیں میں نے چاہا کہ ان پر یہ احسان کردوں کہ مسلمانوں

marfat.com

کے ارادے کی انہیں خبر دیدوں وہ اگرچہ کافر ہیں مگر احسان فراموش نہیں شاید اس احسان کی وجہ سے وہ میرے گھر بار وغیرہ کی حفاظت کریں حاطب نے فتح مکہ کی تیاریوں کی کفار کو خبر دی تھی کہ ہوشیار ہو جاؤ مکہ معظمہ پر مسلمان حملہ کرنے والے ہیں ۱۴۔ یہ جملہ پہلے کلام کی تاکید یا تفسیر ہے یعنی نہ تو میں اسلام سے پھر گیا ہوں نہ کفر سے راضی ہوا ہوں نہ کفار کا غلبہ چاہتا ہوں نہ مسلمانوں کی مغلوبیت سے راضی ہوں ۱۵۔ یعنی حاطب جو زبان سے کہہ رہے ہیں وہ ہی ان کے دل میں ہے واقعی وہ ہیں مسلمان یہ حرکت ان سے غلط فہمی کی بنا پر ہو گئی۔ ۱۶۔ یعنی یا رسول اللہ اگرچہ حاطب ہیں تو مسلمان حضور نے ان کے ایمان کی تصدیق فرمادی مگر انہوں نے کام منافقوں کا سا کیا ہے۔ مجھے اجازت دے دیں۔ میں قتل کر دوں تاکہ دوسروں کو آئندہ جاسوسی کی ہمت نہ پڑے ان کا قتل سیاسی اور ملکی انتظام کے لئے مناسب ہے حضرت عمر نے حضور انور کی نعوذ باللہ تردید نہ کی نہ حاطب کو عقیدے کا منافق مانا بلکہ سیاسی طور پر قتل کرنا چاہا اسی لئے تو حضورؐ سے اجازت مانگی اگر وہ حاطب کو واقعی جاسوس سمجھتے تو بغیر پوچھے ہی انہیں قتل کر دیتے۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت عمر پر عتاب نہ کیا یہ نہ فرمایا کہ جب میں انہیں مومن کہہ رہا ہوں تو تم انہیں منافق کیوں کہتے ہو لہذا حدیث بالکل واضح ہے۔ خیال رہے کہ حضور کے زمانہ پاک میں منافقین کو قتل نہیں کیا جاتا تھا مگر جب ان کا کفر یا دینی نقصان ظاہر ہوتا تو وہ قابل قتل ضرور ہو جاتے تھے جاسوسی تو وہ جرم ہے جس سے مسلمان کا قتل بھی جائز ہے بعض شارحین نے فرمایا کہ حضرت عمر کا اجازت قتل مانگنا حضور انور کے اس فرمان عالی سے پہلے تھا روایت کے الفاظ میں تقدیم تاخیر ہے پہلی بات مرقات نے فرمائی۔ دوسری بات اشعۃ اللمعات نے۔ ۱۷۔ لہذا ان کا احترام کرو حاضرین بدر واجب الاحترام ہیں ان میں کوئی منافق یا کافر نہ تھا نہ ہے نہ ہو سکتا ہے۔ ۱۸۔ حضور انور کا شاید فرمانا بھی یقین کی بنا پر ہوتا ہے۔ حضور کا شاید ہمارے یقین سے بڑھ کر ہے شاید اس لئے فرمایا کہ اہل بدر اعمال سے بے نیاز نہ ہو جاویں (اشعہ) یا لعل فرمانا حضرت عمر کے لحاظ سے ہے جیسے رب بندوں سے فرماتا ہے **لعلکم تفلحون** (مرقات) ۱۹۔ اس جملہ کی شرح فضائل عثمان ابن عفان کے باب میں عرض کی جاچکی ہے کہ اس فرمان عالی کا مقصد یہ نہیں ہے کہ اہل بدر کو گناہوں یا کفر و شرک کی اجازت دے دی گئی بلکہ مقصد یہ ہے کہ رحمت الٰہی تمہارے شامل حال رب کی دستگیری تمہاری دامن گیر ہے جو چاہو کرو تم وہ کام کر سکو گے ہی نہیں جو دوزخ کا ذریعہ ہو جن کے دلوں پر رب کی رحمت ہو۔ وہ دل گناہوں کی طرف مائل ہی نہیں ہو سکتا جیسے پرندہ کے پر کاٹ کر کہا جائے کہ تو جہاں چاہے اڑتا پھر ۲۰۔ یہ گزشتہ فرمان کی دلیل ہے یعنی جنت تمہارے لئے میں نے واجب کر دی۔ اب تم دوزخ والے کام نہیں کر سکتے لہذا اے عمر جناب حاطب کا یہ عمل کفر و شرک یا گناہ والا نہیں ہو سکتا یہ غلط فہمی سے حاطب نے کیا ہے لہذا ان سے کچھ نہ کہو ۲۱۔ اس آیت میں رب تعالیٰ نے ان حضرات خصوصاً حضرت حاطب کو 'الذین امنو' سے خطاب فرمایا معلوم ہوا کہ ان سے یہ جو کچھ سرزد ہوا وہ کفر نہ تھا خیال رہے کہ بدر والوں سے اخروی مغفرت کا وعدہ ہے دنیاوی سزا انہیں مل سکتی ہے چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسطح ابن اثاثہ کو تہمت کی سزا اسی کوڑے جاری فرمائی جب وہ حضرت عائشہ صدیقہ کی تہمت میں شریک ہو گئے۔ حالانکہ وہ بدری تھے۔ خیال رہے کہ حضرت حاطب نے اپنے اس عمل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے کا خیال تک نہ کیا تھا اور نہ کفر ہوتا انہوں نے اپنے سے کفر کی اذیت دفع کرنے کی کوشش کی تھی ان کا خیال تھا اس سے حضور انور کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا مکہ معظمہ فتح ہو کر رہے گا (مرقات)

marfat.com

وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ جَاءَ جِبْرِيْلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ مَا تَعُدُّوْنَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ قَالَ مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۹۵۲) روایت ہے حضرت رفاعہ ابن رافع سے ا۔ فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے ۲۔ عرض کیا کہ آپ لوگ اپنے میں بدر والوں کو کیسا شمار کرتے ہیں ۳۔ فرمایا مسلمانوں میں بہترین یا اس طرح کی اور بات کہی ۴۔ وہ بولے کہ یوں ہی فرشتوں میں وہ فرشتے جو بدر میں حاضر ہوئے ۵۔ (بخاری)

(۵۹۵۲) ا۔ آپ صحابی ہیں آپ کی کنیت ابو معاذ تھی انصاری ہیں بدر واحد اور سارے غزوات میں شریک ہوئے جنگ جمل و صفین میں حضرت علی کے ساتھ تھے امیر معاویہ کی سلطنت کی ابتداء میں وفات پائی (مرقات) ۲۔ غالبًا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ حضرات صحابہ سے بیان کیا ہوگا انہوں نے حضور سے سن کر روایت کیا۔ اور ہو سکتا ہے کہ ان حضرات نے حضرت جبریل کو حاضر ہوتے ہوئے یہ عرض کرتے سنا ہو اور اگرچہ حضرت جبریل شکل انسانی میں تھے مگر اس گفتگو سے یہ حضرات پہچان گئے ہوں کہ آپ جبریل ہیں ۳۔ یعنی یا رسول اللہ حضور اور صحابہ کرام اہل بدر کو اپنے مومنوں میں سے کس درجہ کا سمجھتے ہیں تعدون میں خطاب حضور انور اور صحابہ کرام سے ہے اور ما فرمانا نہایت ہی موزوں ہے یہاں من کی جگہ نہیں ہے ما۔ بمعنی کیف ہے یا ما درجہ کے لئے ہے ۴۔ اس جواب شریف سے معلوم ہوا غزوہ بدر میں شریک ہونے والے حضرات ان صحابہ سے افضل ہیں جو شریک نہ ہوئے خیال رہے کہ حضرت عثمان غنی بدر میں حکمًا" شریک تھے کہ ان کے لئے ان کا گھر میدان بدر بنا دیا تھا کیونکہ وہ حضور انور کے حکم سے گھر میں رہے جناب رقیہ بنت رسول اللہ کی تیمارداری کے لئے حضور جسے جو چاہیں بنادیں۔ اگر چاہیں تو گجرات کو مدینہ بنا دیں۔ ہر مومن کی قبر انشاء اللہ مدینہ ہوگی۔ شعر:۔

☆ بنا دو میرے سینہ کو مدینہ ☆ نکالو بحر غم سے یہ سفینہ ☆

۵۔ پانچ ہزار فرشتے بدر میں مسلمانوں کی مدد کے لئے آئے تھے یہ دوسرے فرشتوں سے افضل ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان میں حضرت میکائیل و اسرافیل علیہم السلام بھی ہوں گے۔

وَعَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ لَّا يَدْخُلَ النَّارَ إِنْ شَاءَ اللهُ أَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللهُ تَعَالٰى وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا قَالَ فَلَمْ تَسْمَعِيْهِ يَقُوْلُ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا يَدْخُلُ النَّارَ إِنْ شَاءَ اللهُ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ أَحَدٌ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا تَحْتَهَا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۹۵۳) روایت ہے حضرت حفصہ سے ا۔ فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امید کرتا ہوں کہ جو بدر یا حدیبیہ میں حاضر ہوا وہ انشاء اللہ دوزخ میں نہ جاوے گا ۲۔ میں بولی یا رسول اللہ کیا رب تعالٰی نے یہ نہ فرمایا کہ تم میں کوئی نہیں مگر دوزخ پر ضرور وارد ہوگا ۳۔ فرمایا تو کیا تم نے نہیں سنا کہ فرماتا ہے پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے ۴۔ اور ایک روایت میں ہے کہ انشاء اللہ کوئی وہ شخص جس نے درخت کے نیچے بیعت کی شجرہ والوں میں سے وہ دوزخ میں نہ جائے گا ۵۔ (مسلم)

marfat.com

(۵۹۵۳) ا۔ آپ جناب حفصہ بنت عمر فاروق زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہم سارے مسلمانوں کی ماں رضی اللہ عنہا آپ کے حالات بیان ہو چکے۔ ۲۔ حضور انور کا یہ فرمان کہ میں امید کرتا ہوں بالکل یقین کے لئے ہے اور انشاء اللہ فرمانا شک کے لئے نہیں بلکہ یا برکت کے لئے ہے یا اس کے معنی ہیں اللہ کے فضل سے جیسے رب فرماتا ہے۔ **لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ** اہل بدر اور اصحاب حدیبیہ یقیناً جنتی ہیں ان کا ایمان' تقویٰ' خاتمہ' بالخیر' حساب قبر میں کامیابی حساب حشر میں سرخروئی پل صراط سے بخیریت گزر جانا سب کچھ رجسٹری شدہ ہے ۳۔ ام المومنین حفصہ سمجھیں کہ آیت کریمہ میں لفظ واردھا۔ بمعنی داخلھا ہے اس لئے آپ نے یہ سوال فرمایا کہ رب فرماتا ہے کہ ہر شخص کو دوزخ میں ضرور جانا پڑے گا ۴۔ خلاصہ یہ ہے کہ دوزخ جنت کے راستہ میں ہے لہٰذا جنت کو جاتے ہوئے وہاں سے مومنوں کو بھی گزرنا پڑے گا کفار تو اس پل سے گر کر آگ میں داخل ہو جائیں گے مومنین بخیریت وہاں سے گزر جائیں گے۔ ۵۔ خیال رہے کہ اس بیعت کے موقعہ پر حضرت عثمان غنی حضور کے بھیجے ہوئے نمائندہ رسول بن کر مکہ معظمہ گئے ہوئے تھے صلح کی بات چیت کرنے حضور نے اپنے ایک ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور دوسرے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ محمد کا ہاتھ ہے میں خود عثمان کی طرف سے بیعت لے رہا ہوں لہٰذا وہ بہ طریق احسن اس بیعت میں شریک تھے۔ اس غیر حاضری پر کروڑوں حاضریاں قربان ہو۔ بیعت الرضوان میں حضرت خضر و الیاس علیہما السلام بھی شریک تھے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ اَلْفًا وَّاَرْبَعَمِائَةٍ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ (متفق علیہ)

(۵۹۵۴) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ ہم حدیبیہ کے دن ایک ہزار چار سو تھے ا۔ ہم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم آج سارے زمین والوں سے بہتر ہو ۲۔ (مسلم بخاری)

(۵۹۵۴) ا۔ یعنی جب مسلمان مدینہ منورہ سے حدیبیہ کی طرف روانہ ہوئے تو تیرہ سو تھے راستہ میں چودہ سو ہو گئے وہاں پہنچے پر پندرہ سولوگ آکر ملتے رہے تعداد بڑھتی رہی لہٰذا تینوں روایتیں درست ہیں۔ ۲۔ **انتم** میں وہ دونوں نبی بھی داخل ہیں جو زمین پر ہی زندہ ہیں۔ یعنی حضرت خضر و الیاس علیہم السلام عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور ادریس علیہ السلام جنت میں زندہ ہیں وہ اس سے خارج ہیں کہ وہ زمین والے نہیں خیال رہے کہ **افضل** صحابہ خلفاء راشدین ہیں **پھر** عشرہ مبشرہ پھر بدر والے پھر حدیبیہ والے (از مرقات) یہ دونوں نبی اس بیعت میں شامل تھے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّصْعَدُ الثَّنِيَّةَ ثَنِيَّةَ الْمُرَارِ فَاِنَّهٗ يُحَطُّ عَنْهُ مَا حُطَّ عَنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَكَانَ اَوَّلَ مَنْ صَعِدَهَا خَيْلُنَا خَيْلُ بَنِي الْخَزْرَجِ ثُمَّ تَتَامَّ النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّكُمْ مَغْفُوْرٌ لَهٗ اِلَّا صَاحِبَ الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ فَاَتَيْنَاهُ فَقُلْنَا تَعَالَ يَسْتَغْفِرْ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۵۹۵۵) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس گھاٹی پر کون چڑھے گا یعنی مرار گھاٹی پر ا۔ اس سے وہ گناہ معاف ہوں گے جو بنی اسرائیل سے معاف ہوئے تھے ۲۔ تو اس پر پہلے جو چڑھا وہ ہمارے سوار تھے بنی خزرج پھر لوگ تانتا باندھ کر چڑھے ۳۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب کی بخشش ہو گئی سوا اس سرخ اونٹ والے کے ۴۔ تو ہم اس کے پاس پہنچے ہم نے اس سے کہا آ تیرے لئے رسول

marfat.com

قَالَ لَاَنْ اَجِدَ ضَالَّتِیْ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ یَّسْتَغْفِرَلِیْ صَاحِبُکُمْ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ) وَذُکِرَ حَدِیْثُ اَنَسٍ قَالَ لِاُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَقْرَأَ عَلَیْکَ فِیْ بَابٍ بَعْدَ فَضَائِلِ الْقُرْاٰنِ۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعاء مغفرت فرمادیں ۵۔ وہ بولا کہ میرا اپنی گمی چیز پالینا تمہارے صاحب کی دعاء مغفرت سے مجھے زیادہ پیارا ہے ۶۔ (مسلم) حضرت انس کی حدیث کہ حضور نے ابی ابن کعب سے فرمایا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہارے سامنے قرآن پڑھوں ۷۔ فضائل قرآن کے بعد باب میں ذکر کردی گئی۔۸۔

(۵۹۵۵) ا۔ مرار میم کے پیش یا کسرہ یا فتحہ سے ایک پہاڑی ہے بہت سخت اور خاردار راہ حدیبیہ جاتے ہوئے حضور انور نے صحابہ کو اس پہاڑی پر چڑھنے کی رغبت دی تاکہ آس پاس کا حال دیکھ لیں کہیں کفار مکہ گھات میں نہ بیٹھے ہوں (اشعہ) اس چڑھنے پر بڑی بخشش کا وعدہ فرمایا ۲۔ یہاں معاف ہونے سے مراد معاف ہونے کا وعدہ ہے اور اشارہ ہے اس آیت کریمہ کی طرف **ادخلوا الباب سجدا وقولوا حطة نغفرلکم خطیکم** بنی اسرائیل نے حکم الٰہی نہ مانا کہ بجائے **حطة** کے **حنطته** کہا ان پر عذاب آگیا اس کا واقعہ ہماری تفسیر نعیمی پارہ اول اسی آیت کی تفسیر میں دیکھو ۳۔ لہٰذا یہ سب لوگ جنتی ہوئے مگر بنی خزرج اول درجے کے جنتی اسی لئے ان کا ذکر علیحدہ فرمایا ۴۔ یہ سرخ اونٹ والا عبداللہ ابن ابی منافق تھا یہ راہ ہی میں رہ گیا۔ صلح حدیبیہ میں شریک نہیں ہوا تھا اس سے معلوم ہوا کہ حضور انور ہر ایک کے انجام سے خبردار ہیں جانتے ہیں کہ کون قابل بخشش ہے کون نہیں۔ ۵۔ حضرات صحابہ کرام کا اس کے پاس جانا اسے حاضری بارگاہ عالی کی رغبت دینا اس فرمان عالی کے اظہار اور اس کی منافقت دکھانے کے لئے تھا کہ واقعی وہ بخشش کے قابل نہیں حضور انور نے بالکل درست فرمایا ہے وہ حضرات حضور کی خبر میں شک یا تردد کی وجہ سے نہیں گئے تھے اب تک یہ چھپا ہوا تھا آج اس کی پردہ دری ان حضرات کے اس واقعہ سے ہوئی ۶۔ اس کا وہی سرخ اونٹ یا کوئی اور چیز گم ہوگئی تھی یہ اس کی تلاش میں تھا کہ ان حضرات نے اسے بارگاہ رسالت میں حاضری کے لئے مشورہ دیا۔ اس کے جواب کا مقصد یہ ہے کہ مجھے وہ گم شدہ اونٹ حضور انور کی دعاء مغفرت سے زیادہ پیارا ہے مجھے وہ تلاش کرنے دو۔ یہ بھی کفر ہے اور حضور انور کو اس طرح صاحبکم کہنا بھی کفر اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ رسول یا نبی نہیں صرف ساتھی ہیں وہ بھی تمہارے ہیں میرے ساتھی بھی نہیں رب تعالٰی نے حضور انور کو ہمارا صاحب فرمایا **ماضل صاحبکم وما غوی** وہ حضور انور کی نعت اور صحابہ کرام کی منقبت ہے یعنی وہ ذات تمہارے دل دماغ دین ایمان جان کی ساتھی ہے کہ سب ساتھی تمہارا ساتھ چھوڑدیں مگر وہ محبوب تم کو کہیں نہیں چھوڑتے آیت کریمہ۔ **واذا قیل لھم تعالوا یستغفرلکم رسول اللّٰہ لو وارءوسھم ورءیتھم یصدون وھم مستکبرون** اسی طرف اشارے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور سے بے نیاز ہونا اپنے کو ان کا محتاج نہ جاننا یہ سمجھنا کہ میں خود ہی خدا تعالٰی سے سب کچھ لے لوں گا مجھے حضور کی کیا ضرورت ہے صریحی کفر ہے اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔ شعر:۔

☆ وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا ☆ ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی ☆

۷۔ اس کی شرح اور اس کے فوائد وہاں ہی بیان ہوچکے کہ اس فرمان عالی میں چند اشارہ ہیں ایک یہ کہ حضرت ابی بن کعب کی بارگاہ الٰہی میں بڑی ہی عظمت ہے کہ رب تعالٰی نے ان کا ذکر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا دوسرے یہ کہ استاذ معلم اپنے شاگرد کو

marfat.com

خود پڑھ کر سنائے یہ بھی سنت ہے تیسرے یہ کہ حضرت ابی بن کعب قاریوں کے امام ہیں (مرقات) ۸۔ یعنی وہ حدیث مصابیح میں یہاں مذکور تھی ہم نے مناسبت کالحاظ رکھتے ہوئے باب فضائل القرآن کے بعد ذکر دی۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ اَصْحَابِیْ اَبِیْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَاهْتَدُوْا بِهَدْیِ عَمَّارٍ وَّتَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ وَفِیْ رِوَايَةِ حُذَيْفَةَ مَاحَدَّثَكُمُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَصَدِّقُوْهُ بَدَلَ وَتَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۹۵۶) روایت ہے حضرت ابن مسعود سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا کہ ان لوگوں کی پیروی کرو جو میرے بعد میرے صحابہ ہیں ابوبکر و عمر کی ۱۔ اور جناب عمار کا طریقہ اختیار کرو ۲۔ اور ام عبد کے بیٹے کے عہد و پیان مضبوطی سے پکڑو ۳۔ اور حذیفہ کی روایت میں ہے کہ تم کو جو چیز ابن مسعود دیں اس کی تصدیق کرو ۴۔ بجائے اس کے کہ ام عبد کے بیٹے کا عہد مضبوط تھامو (ترمذی)

(۵۹۵۶) ۱۔ من بعدی کے دو مطلب ہوسکتے ہیں ایک یہ کہ میرے بعد ان کی پیروی کرنا دوسرے یہ کہ میرے بعد جو خلیفہ ہوں گے ان کی پیروی کرنا ان کی اطاعت کرنا کیونکہ ان کی اطاعت میری اطاعت ہوگی۔ ۲۔ حضرت ابوبکر و عمر کے لئے اقتداء ارشاد ہوا اور جناب عمار کے لئے اہتداء کیونکہ اقتداء قول اور فعل دونوں کی ہوتی ہے مگر اہتداء صرف فعل یعنی کام میں ہوتی ہے یعنی جناب عمار کو تم جو کرتے دیکھو تم بھی عمل کرو کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں ان کا کوئی عمل ہدایت سے خالی نہیں۔ ۳۔ یعنی حضرت عبداللہ ابن مسعود جس چیز کا تم کو عہد کریں اور تم کو جس چیز کی تاکید کریں اس پر ضرور عمل کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعود فقہاء صحابہ میں سے ہیں ہمارے امام صاحب آپ کے پیروکار ہیں چنانچہ جب صدیق اکبر کی خلافت کا مسئلہ پیش آیا۔ تو پہلے آپ نے ہی فرمایا کہ یہ خلافت بالکل درست ہے کیونکہ صدیق اکبر کو تو ہمارے دین کا پیشوا خود حضور انور بنا گئے پھر ان کے سوا ہماری دنیا کا پیشوا کون ہو سکتا ہے۔ ۴۔ اس میں اشارۃً بتایا گیا کہ حضور انور جناب ابن مسعود کو خلافت راشدہ کی خبر دے چکے تھے انہوں نے اس خلافت کی تائید و تصدیق کی اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ حضور انور نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو اپنا خلیفہ بنادوں پھر تم اس کی نافرمانی کرو تو تم پر عذاب آجائے گا۔ لیکن جو تمہیں حذیفہ خبر دیں اس کی تصدیق کرو دیکھو وہاں حضرت حذیفہ کی تصدیق کو خلافت کے مسئلہ سے ملایا گیا۔ پھر حضرت حذیفہ نے خبر دی کہ حضور نے فرمایا ہے کہ میرے بعد ابوبکر و عمر کی پیروی کرنا (مرقات)

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْكُنْتُ مُؤَمِّرًا مِنْ غَيْرِ مَشْوَرَةٍ لَاَمَّرْتُ عَلَيْهِمُ ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ۔ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ

(۵۹۵۷) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر میں کسی کو بغیر مشورہ امیر بناتا تو لوگوں پر ام عبد کے فرزند کو بناتا ۱۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

(۵۹۵۷) ۱۔ اس حدیث میں امارت سے مراد کسی خاص لشکر کا امیر بنانا ہے یا کسی موقعہ پر اپنی حیات شریف میں آپ کو اپنا خلیفہ بنانا ہے۔ جیسے کہ غزوہ تبوک میں تشریف لے جاتے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کا خلیفہ بنایا تھا۔ اس سے مراد خلافت معروفہ نہیں کہ اس میں قرشی ہونا ضروری ہے غیر قرشی خلیفہ نہیں ہو سکتا اور حضرت ابن مسعود قرشی نہیں ہیں (لمعات،

marfat.com

مرقات، اشعہ)

وَعَنْ خَیْثَمَةَ بْنِ اَبِیْ سَبْرَةَ قَالَ اَتَیْتُ الْمَدِیْنَةَ فَسَأَلْتُ اللّٰهَ اَنْ یُّیَسِّرَ لِیْ جَلِیْسًا صَالِحًا فَیَسَّرَ لِیْ اَبَا هُرَیْرَةَ فَجَلَسْتُ اِلَیْهِ فَقُلْتُ اِنِّیْ سَأَلْتُ اللّٰهَ اَنْ یُّیَسِّرَ لِیْ جَلِیْسًا صَالِحًا فَوُفِّقْتَ لِیْ فَقَالَ مِنْ اَیْنَ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ جِئْتُ اَلْتَمِسُ الْخَیْرَ وَاَطْلُبُهٗ فَقَالَ اَلَیْسَ فِیْكُمْ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ مُجَابُ الدَّعْوَةِ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ صَاحِبُ طَهُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَعْلَیْهِ وَحُذَیْفَةُ صَاحِبُ سِرِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَمَّارُ الَّذِیْ اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّیْطَانِ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَسَلْمَانُ صَاحِبُ الْكِتَابَیْنِ یَعْنِی الْاِنْجِیْلَ وَالْقُرْاٰنَ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۹۵۸) روایت ہے حضرت خیثمہ ابن ابی سبرہ سے ا۔ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا میں نے اللہ سے دعا کی کہ مجھے نیک ہم نشین میسر فرمائے تو اس نے میرے لئے جناب ابو ہریرہ میسر فرمائے ۲۔ میں ان کے پاس بیٹھا میں نے کہا کہ میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے کوئی نیک ہم نشین میسر کرے تو مجھے آپ دیئے گئے ۳۔ فرمایا تم کہاں کے ہو میں نے کہا کوفے والوں میں سے ہوں میں یہاں بھلائی تلاش کرنے اسے حاصل کرنے آیا ہوں ۴۔ تو فرمایا کیا تم میں سعد ابن مالک نہیں جو مقبول الدعاء ہیں ۵۔ اور ابن مسعود نہیں جو حضور کی طہارت شریف کے منتظم اور نعلین پاک والے ہیں ۶۔ اور حذیفہ نہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ازدان ہیں ۷۔ اور کیا عمار نہیں جنہیں اللہ تعالٰی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر شیطان سے امان دی اور کیا سلمان نہیں جو دو کتابوں یعنی انجیل اور قرآن والے ہیں ۸۔ (ترمذی)

(۵۹۵۸) ا۔ آپ خیثمہ بن عبدالرحمٰن ابن ابی سبرہ جعفی ہیں عظیم الشان تابعی ہیں ایسے سخی تھے کہ آپ کو دو لاکھ روپیہ میراث میں ملے سب علماء پر خرچ کر دیئے (مرقات) ۲۔ یعنی میں اپنے وطن کوفہ سے مدینہ منورہ طلب علم کے لئے یا کوئی مسئلہ پوچھنے کے لئے آیا تو میں نے یہ دعا کی اس سے معلوم ہوا کہ طلب علم کے لئے سفر بزرگوں کی سنت ہے۔ جس شہر میں جائے وہاں کے بزرگوں سے ضرور ملے۔ ورنہ وہاں کے مشہور مزارات پر حاضری دے کہ یہ بھی مقبولوں سے ملاقات ہے لاہور جاؤ تو حضور داتا صاحب قدس سرہ کے آستانہ پر حاضری دو۔ سرہند شریف سے گزرو تو حضور مجدد صاحب کے آستانہ پر ضرور حاضری دو۔ اجمیر شریف جاؤ تو خواجہ صاحب کے مزار پر انوار پر حاضری دو ۳۔ یعنی اے صحابی رسول آپ کی ملاقات میری اس دعا کی مقبولیت کا اظہار ہے یہ ملاقات اتفاقی نہیں رب تعالٰی کا خاص عطیہ ہے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی ملاقات اللہ کی نعمت ہے ۴۔ یہاں خیر سے مراد علم باعمل ہے جسے قرآنی اصطلاح میں حکمت کہا جاتا ہے۔ **ومن یؤت الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا** ۶۔ مالک نام ہے ابی وقاص کا آپ سعد ابن ابی وقاص ہیں آپ کے حالات اور مقبول الدعاء ہونے کی وجہ پہلے بیان ہو چکی ہے ۷۔ یعنی کوفہ ہی میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رہتے ہیں جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین بردار اور وضوء کا لوٹا اٹھانے والے صحابی ہیں جن کو اللہ یہ خدمت نصیب فرمائے سوچ لو وہ کیسے خوش نصیب اور کیسے شان والے ہوں گے ۸۔ حضرت سلمان فارسی پہلے عیسائی بنے اور انجیل شریف پر عامل رہے پھر مسلمان ہو کر قرآن کریم پر عمل کرتے رہے آپ نے کسی کو اپنے والد کا نام نہیں بتایا جب پوچھا جاتا کہ آپ کے والد کون ہیں تو کہتے اسلام اور میں اسلام کا بچہ ہوں ہمیشہ اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے رہے آپ کی عمر اور آپ کے

marfat.com

حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلمان نے عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی ہے (اشعہ) مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ آپ کی عمر ساڑھے تین سو برس تھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور انور سے پانچ سو ستر سال پہلے ہوئے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ اَبُوْبَكْرٍ نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ نِعْمَ الرَّجُلُ اَبُوْعُبَیْدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِ نِعْمَ الرَّجُلُ اُسَیْدُ بْنُ حُضَیْرٍ نِعْمَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَیْسِ ابْنِ شَمَّاسٍ نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ۔ اَلتِّرْمِذِیُّ

(۵۹۵۹) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر اچھے آدمی ہیں عمر اچھے آدمی ہیں ابوعبیدہ ابن جراح اچھے شخص ہیں ا۔ اسید ابن حضیر اچھے شخص ہیں ۲۔ ثابت ابن قیس ابن شماس اچھے شخص ہیں معاذ ابن جبل اچھے شخص ہیں معاذ ابن عمرو بن جموع اچھے شخص ہیں۔ ۳۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے۔

(۵۹۵۹) ا۔ ان بزرگوں کے حالات زندگی بیان ہو چکے ہیں حضور انور کا ان حضرات کے متعلق فرمانا کہ یہ حضرات اچھے ہیں ان کی انتہائی عظمت کی دلیل ہے۔ اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا ہے۔ **شعر:**

☆ رضا قسمت ہی کھل جاوے جو جیلاں سے خطاب آئے ☆
☆ کہ تو ادنیٰ سگ درگاہ دربار معالی ہے ☆

۲۔ آپ انصاری اوسی ہیں دوسری بیعت عقبہ میں شریک ہوئے بدر اور تمام غزوات میں حاضر ہوئے ۲۵ پچیس میں مدینہ منورہ میں وفات پائی جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ ۳۔ آپ انصاری خزرجی ہیں بیعت عقبہ میں آپ مع اپنے والد عمرو ابن جموع کے شریک ہوئے آپ نے اپنے بھائی معاذ ابن عفراء کے ساتھ مل کر ابوجہل کو قتل کیا معاذ ابن عمرو نے ابوجہل کا پاؤں پکڑ کر اسے پچھاڑا جس پر عکرمہ ابن ابوجہل نے آپ کا ہاتھ کندھے سے کاٹ دیا آپ کے بھائی معاذ ابن عفراء نے ابوجہل کو ذبح کر دیا اسے سسکتا ہوا چھوڑا حضرت عبداللہ ابن مسعود نے اس ملعون کا سر کاٹا حضرت معاذ کی وفات خلافت عثمانیہ میں ہوئی (مرقات) غالبًا یہ حضرات ایک مجمع میں جمع ہوں گے کہ حضور انور نے ان سب کو اس کرم نوازی سے نوازا (اشعہ) کہ ان کے فضائل جمع فرمائے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ اِلٰى ثَلٰثَةٍ عَلِیٍّ وَّ عَمَّارٍ وَسَلْمَانَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

(۵۹۶۰) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت تین شخصوں کی مشتاق ہے ا۔ علی، عمار، اور سلمان ۲۔ (ترمذی)

(۵۹۶۰) ا۔ یعنی تمام مومنین جنت کے جویاں ہیں اور جنت ان تین شخصوں کی طالب و جویاں ہے سب طالب جنت ہیں اور یہ تین حضرات مطلوب جنت، ۲۔ حضرت علی و عمار تو باغیوں میں گھرے ان سے بہت دکھ اٹھائے اور حضرت سلمان کفار کے ہاتھوں بہت دکھ اٹھا چکے تھے کئی جگہ فروخت ہوئے سب لوگوں نے آپ کو غلام بنائے رکھا آخر کار محبوب کے قدم تک پہنچ گئے جنت ان کی مشتاق نہ ہو تو کس کی ہو (مرقات)

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ اسْتَاْذَنَ عَمَّارٌ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْذَنُوْا لَهٗ مَرْحَبًا

(۵۹۶۱) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں کہ جناب عمار نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاضری کی اجازت مانگی تو فرمایا انہیں

marfat.com

بِالطِّيِّبِ الْمُطَيَّبِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اجازت دے دو خوب آئے پاکیزہ اور پاکباز۔ا۔(ترمذی)

(۵۹۶۱) ا۔ یعنی حضرت عمار بذات خود بھی پاکیزہ ہیں اور ان کے اخلاق، عادات، افعال، احوال بھی پاکیزہ طیب سے ذاتی پاکیزگی مراد ہے اور مطیب سے صفاتی اخلاقی پاکیزگی مراد خیال رہے کہ اکثر ظاہری پاکیزگی کو طہارت کہتے ہیں اور طہارت کا مقابل ہے نجاست اور طیب کا مقابل ہے خباثت کپڑا ناپاک تھا دھو دیا طاہر ہو گیا۔ بکری ذبح کر دی گئی تو طیب ہو گئی مگر یہ قاعدہ اکثریہ ہے کبھی ذاتی اور اندرونی پاکیزگی کی بھی طہارت کہہ دیتے ہیں رب فرماتا ہے **ویطھرکم تطھیرا** تزکیہ، تطہیر، طیب ان میں نفیس فرق ہے طیب صفت مشبہ اور مطیب باب تفعیل کا اسم مفعول فرما کر بہت ہی فضائل بیان فرما دیئے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خُيِّرَ عَمَّارٌ بَيْنَ اَمْرَيْنِ اِلَّا اخْتَارَ اَشَدَّهُمَا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۶۲) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عمار کو کبھی دو چیزوں میں اختیار نہیں دیا گیا مگر آپ نے ان میں سے سخت ترین کو اختیار کیا۔ا۔(ترمذی)

(۵۹۶۲) ا۔ مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں بجائے اشد ہما کے ارشد ہما ہے مگر عام نسخوں میں اشد ہما یعنی سخت ترین مطلب یہ ہے کہ حضرت عمار کے سامنے جب ایسے دو کام پیش کئے گئے جن میں سے ایک جائز تھا مگر آسان اور دوسرا بہتر تھا مگر دشوار تو آپ نے بہتر اور مشکل کو اختیار فرمایا یہ عمل ان کے اپنے ذاتی معاملہ میں تھا مگر دوسروں کے لئے آپ نے ہمیشہ آسان عمل اختیار کیا۔ لہذا یہ حدیث اس حدیث کے خلاف نہیں کہ عمار کو جب دو کاموں کا اختیار دیا گیا تو انہوں نے آسان کو اختیار فرمایا یعنی دوسروں کے لئے خیال رہے کہ مشکل ترین اور بہترین عمل اختیار کرنا طریقت ہے اور آسان و جائز کام کو اختیار کرنا شریعت ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی اعلیٰ مستحب اور جائز آسان کام میں اختیار دیا گیا تو حضور نے ہمیشہ آسان عمل اختیار فرمایا یہ اپنی امت پر کرم نوازی تھی۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا حُمِلَتْ جَنَازَةُ سَعْدِ ابْنِ مُعَاذٍ قَالَ الْمُنَافِقُوْنَ مَا اَخَفَّ جَنَازَتَهُ وَذٰلِكَ لِحُكْمِهٖ فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ كَانَتْ تَحْمِلُهٗ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۶۳) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں کہ جب سعد ابن معاذ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافق بولے کہ ان کا جنازہ کتنا ہلکا ہے یہ ہلکا پن ان کے بنی قریظہ میں فیصلہ کی وجہ سے ہے ا۔ یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا کہ یہ جنازہ فرشتے اٹھائے ہوئے تھے ۲۔ (ترمذی)

(۵۹۶۳) ا۔ ان منافقوں نے یہ سمجھا کہ جنازہ ہلکا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس نیک اعمال نہیں یا بہت کم ہیں نیکیوں کا وزن ہوتا ہے تو بولے کہ چونکہ انہوں نے بنی قریظہ کا پنچ بننے پر فیصلہ یہ کیا تھا کہ ان کے جوان قتل کر دیئے جاویں اور بچے چھوڑ دیئے جاویں یہ ظلم تھا جس کی وجہ سے ان کی نیکیاں برباد ہو گئیں اور جنازہ ہلکا ہو گیا حالانکہ حضور انور نے اس فیصلہ کے وقت فرمایا تھا کہ تم نے فرشتہ کا حکم دیا حضور انور جسے عدل فرما دیں اسے یہ بدنصیب ظلم کہتے تھے۔ ۲۔ یعنی حضرت سعد کا جنازہ تمہارے کندھوں پر برائے نام تھا حقیقتاً تو اسے فرشتے اٹھائے ہوئے تھے خیال رہے کہ نیک اعمال میں بھی وزن ہوتا ہے اور برے اعمال میں بھی مگر نیکی کا وزن اوپر کو جاتا ہے کہ اس میں نورانیت ہے اور گناہوں کا وزن نیچے آتا ہے کہ اس میں مادیت اور ظلمانیت ہے کثیف

marfat.com

چیز نیچے گرتی ہے لطیف اوپر جاتی ہے۔ رب فرماتا ہے **الیه یصعد الکلم الطیب** یہ ہی قول صوفیاء کا ہے دوسری روایت میں ہے کہ حضرت سعد کے جنازہ پر ستر ہزار فرشتے حاضر ہوئے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ اَصْدَقَ مِنْ اَبِیْ ذَرٍّ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۹۶۴) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو سے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ آسمان نے کسی ایسے پر سایہ نہ کیا اور نہ زمین نے اپنے اوپر ایسے کو اٹھایا جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو ا۔ (ترمذی)

(۵۹۶۴) ا۔ خضراء سے مراد آسمان ہے کہ اس کا رنگ نیلا مائل بہ سبز ہے۔ غبراء سے مراد زمین ہے کہ اس کا رنگ غبار آلود ہے مگر آسمان کا رنگ دیکھنے میں نہیں آتا کہ وہ شفاف ہے یہ نیلا رنگ جو نظر آتا ہے وہ آسمان کا نہیں بلکہ ہوا کا ہے یا خلا کا اس لئے مختلف آسمانوں کے تارے ہم کو نظر آتے ہیں کوئی آسمان حجاب یا آڑ نہیں بنتا کیونکہ وہ شفاف ہیں ۲۔ ان جیسے فرمانوں میں یا تو حصر اضافی ہوتا ہے یا اس سے بعض ہستیاں مستثنیٰ ہوتی ہیں لہٰذا اس کا مطلب یہ نہیں کہ حضرت ابوذر حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت ابوبکر صدیق سے زیادہ سچے ہوں۔ رب فرماتا ہے **قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمه الا ان یکون میتة** الخ

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ مِنْ ذِیْ لَهْجَةٍ اَصْدَقَ وَلَا اَوْفٰی مِنْ اَبِیْ ذَرٍّ شِبْهِ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ يَعْنِیْ فِی الزُّهْدِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۹۶۵) روایت ہے حضرت ابوذر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آسمان نے کسی ایسے پر سایہ نہ کیا زمین نے کسی ایسے کو نہ اٹھایا جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو ا۔ اور زیادہ وفادار ہو وہ عیسیٰ ابن مریم سے مشابہ ہیں یعنی ترک دنیا میں ۲۔ (ترمذی)

(۵۹۶۵) ا۔ **لهجه** لام کے فتحہ ہ کے سکون سے بمعنی زبانی یا نوک زبان یا کلام یا طریقہ بیان۔ (مرقات) حضرت ابوذر غفاری حق گوئی میں کسی کی رعایت نہیں فرماتے تھے اس کی وجہ سے کبھی دکھ بھی پاتے تھے۔ آپ مکہ معظمہ میں آکر مسلمان ہوئے جب کہ کفار کا بہت زور تھا اور بار بار مجلس کفار میں آکر اپنے اسلام و ایمان کا اعلان کرتے رہے اور ان کے ہاتھوں بہت ہی ایذا پاتے رہے۔ ۲۔ چنانچہ حضرت ابوذر کا مذہب یہ تھا کہ مال رکھنا حرام ہے جو پاؤ فوراً خرچ کردو وہ اس پر عامل تھے **شعر:۔**

☆ تج ڈال مال دھن کو' کوڑی نہ رکھ کفن کو ☆ جس نے دیا ہے تن کو' دے گا وہی کفن کو ☆

خلافت عثمانیہ میں حضرت عثمان سے فرمایا کرتے تھے کہ تم نے مال کیوں جمع کیا ہے یہ تو حرام ہے اور زہد کی احادیث پیش کیا کرتے تھے عیسیٰ علیہ السلام نے نہ کہیں مکان بنایا نہ مال جمع فرمایا۔

وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ الْتَمِسُوا الْعِلْمَ عِنْدَ اَرْبَعَةٍ عِنْدَ عُوَيْمِرٍ اَبِی الدَّرْدَاءِ عِنْدَ سَلْمَانَ وَعِنْدَ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَعِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ الَّذِیْ كَانَ يَهُوْدِيًّا فَاَسْلَمَ

(۵۹۶۶) روایت ہے حضرت معاذ ابن جبل سے کہ جب انہیں موت آئی تو فرمایا کہ تم چار شخصوں کے پاس علم تلاش کرو عویمر یعنی ابو الدرداء ا۔ سلمان اور ابن مسعود اور عبداللہ ابن سلام کے پاس ۲۔ جو پہلے یہودی تھے ۳۔ پھر اسلام لائے میں نے رسول اللہ صلی

marfat.com

فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّہٗ عَاشِرُ عَشَرَۃٍ فِی الْجَنَّۃِ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ وہ جنت والوں کے دس میں سے دسویں ہیں ۴؎۔ (ترمذی)

(۵۹۶۶) ۱؎ حضرت ابوالدرداء کا نام عویمر ابن عامر ہے انصاری خزرجی ہیں درداء آپ کی بیٹی کا نام ہے آپ بڑے عالم فقیہ تھے ۳۲ھ بتیس میں دمشق میں وفات پائی (مرقات) ۲؎ یعنی علم دین یا علم حلال و حرام ان چار شخصوں سے تم کو بہ آسانی اور بہ فراوانی حاصل ہوگا ۳؎ اس میں حضرت عبداللہ ابن سلام کی تعریف ہے کہ آپ یہودی تھے۔ پھر طلب حق اور طلب علم میں اپنی رضاو رغبت سے حضور انور کو دیکھتے ہی ایمان لائے ۴؎ اس فرمان عالی کی چند شرحیں ہوسکتی ہیں نمبرا حضرت عبداللہ ابن سلام عشرہ مبشرہ میں سے ایک کی مثل ہیں درجات اور فضائل میں نمبر۲ آپ جنت میں جاتے وقت دسویں ہوں گے کہ نو جنتی آپ سے جنت میں پہلے داخل ہوں گے دسویں آپ نمبر۳ جنت میں مختلف قسم کی جماعتیں ترتیب وار جائیں گی آپ دسویں جماعت میں ہوں گے کہ نو جماعتیں آپ سے پہلے داخل ہوں گی دسویں جماعت آپ کی داخل ہوگی نمبر۴ نو مسلم یہودی جو جنت میں جائیں گے ان میں سے دسویں نمبر میں آپ ہوں گے (مرقات، اشعہ) لہٰذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ آپ تو عشرہ مبشرہ میں سے نہیں ہیں پھر یہ فرمان عالی کیونکر درست ہوا۔

وَعَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَوِ اسْتَخْلَفْتَ قَالَ اِنِ اسْتَخْلَفْتُ عَلَیْکُمْ فَعَصَیْتُمُوْہُ عُذِّبْتُمْ وَلٰکِنْ مَاحَدَّثَکُمْ حُذَیْفَۃُ فَصَدِّقُوْہُ وَمَا اَقْرَاَکُمْ عَبْدُ اللّٰہِ فَاقْرَءُوْہُ۔ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۹۶۷) روایت ہے حضرت حذیفہ سے فرماتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول آپ کسی کو خلیفہ بنا دیتے ۱؎ فرمایا اگر میں تم پر خلیفہ مقرر کردوں پھر تم اس کی نافرمانی کرو تو عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے ۲؎ لیکن جو تم کو حذیفہ خبر دیں اس کو سچ مانو ۳؎ اور جو تم کو عبداللہ پڑھائیں تم پڑھو ۴؎۔ (ترمذی)

(۵۹۶۷) ۱؎ پہلے تو حضرات صحابہ نے انتظار کیا کہ حضور انور خود ہی کسی کو اپنا خلیفہ بنادیں مگر جب حضور انور نے یہ نہ کیا تو خود زبانی عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو اپنا خلیفہ نامزد فرمادیں ۲؎ اس ارشاد عالی کے دو معنی ہوسکتے ہیں ایک یہ کہ تم میرے نامزد خلیفہ کی میرے بعد نافرمانی کرو تو تم پر دنیا میں عذاب آجاوے گا دوسرے یہ کہ تم میرے نامزد کرنے کی مخالفت کرو تو تم پر عذاب آجاوے گا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی کو حضور انور نے خلیفہ مقرر نہ کیا۔ ورنہ امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں، حضرت عائشہ صدیقہ اور ان کے ہمراہیوں پر دنیا میں عذاب آجاتا کہ یہ حضرات ان کے مخالف رہے اس سے پر لطف بات یہ معلوم ہوئی کہ لوگوں نے خدا تعالیٰ کے نامزد کردہ نبی یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ان پر دنیا میں عذاب نہ آیا لیکن اگر حضور کے نامزد کردہ خلیفہ کی مخالفت کرتے تو عذاب آجاتا حضور کا انتخاب فرمانا حضورؐ کی نامزدگی بہت اہم ہے۔

☆ ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر ☆ نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا ☆

صوفیاء فرماتے ہیں مصرع باخدا دیوانہ و با مصطفیٰ ہشیار باش۔ بعض مجذوبوں نے جوش میں انا اللہ کہہ دیا۔ مگر انا محمد کہنے کی جرات کسی میں نہ ہوئی۔ ۳؎ یعنی میرے بعد جو بات حضرت حذیفہ کہیں، اسے سچ ماننا جسے وہ خلیفہ کہیں وہ خلیفہ برحق ہے اس لئے حضور انور نے خلافت کا مطالبہ پر یہ ارشاد فرمایا اور ظاہر ہے حضرت حذیفہ نے جناب صدیق و فاروق کی خلافت کا اقرار کیا لہٰذا وہ خلیفہ برحق

marfat.com

ہیں حضرت حذیفہ حضور انور کے صاحب راز صحابی ہیں حضور کے دل کی باتوں دلی ارادوں پر مطلع ہیں آپ جانتے ہیں کہ حضور کے ارادہ قلبی میں کون کون حضرات کب کب خلیفہ ہوئے ہیں۔ ۴۔ یعنی حضرت ابن مسعود تلاوت قرآن میرے فرمانوں کے متعلق جو تم کو ہدایت کریں اسے مان لینا حضرت حذیفہ دنیاوی فتنوں سے لوگوں کو ڈرانے والے تھے اور حضرت ابن مسعود اخروی فتنوں سے لوگوں کو ڈرانے والے ان دونوں نے خلفاء راشدین کی خلافت دل سے قبول کی اور مانی۔ چنانچہ حضرت ابن مسعود جناب صدیق اکبر کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ حضور انور نے انہیں ہمارے دین کا امام بنادیا تو ہم انہیں اپنی دنیا کا امام کیوں نہ بنائیں۔

وَعَنْهُ قَالَ مَا اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ تُدْرِكُهُ الْفِتْنَةُ اِلَّا اَنَا اَخَافُهَا عَلَيْهِ اِلَّا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَاِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَضُرُّكَ الْفِتْنَةُ۔

(۵۹۶۸) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ لوگوں میں کوئی نہیں جسے فتنہ پہنچے مگر میں اس پر خوف کرتا ہوں سوا محمد ابن مسلمہ کے ۱ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تم کو فتنہ نقصان نہ دے گا۲۔

(۵۹۶۸) ۱۔ آپ انصاری ہیں سوا تبوک کے سارے غزوات میں شریک ہوئے آپ کے ہاتھ پر حضرت مصعب ابن عمیر ایمان لائے ۷۷ ستتر سال عمر ہوئی ۴۳ھ میں وفات پائی ۲۔ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی حفاظت کی گارنٹی دیدی پھر انہیں کوئی فتنہ کیسے بہکا سکتا ہے آپ حضور کی امان میں ہیں چنانچہ آپ فتنوں کے زمانہ میں گوشہ نشین ہوگئے اور وفات تک رہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى فِىْ بَيْتِ الزُّبَيْرِ مِصْبَاحًا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ مَا اُرٰى اَسْمَاءَ اِلَّا قَدْ نُفِسَتْ وَلَا تُسَمُّوْهُ حَتّٰى اُسَمِّيَهٗ فَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ وَحَنَّكَهٗ بِتَمْرَةٍ بِيَدِهٖ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ)

(۵۹۶۹) روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کے گھر میں چراغ دیکھا تو فرمایا اے عائشہ میں نہیں سمجھتا مگر یہ کہ اسماء کے ہاں بچہ پیدا ہوگیا ۱ تو تم لوگ اس کا نام نہ رکھنا حتی کہ میں اس کا نام رکھوں چنانچہ حضور نے ان کا نام عبداللہ رکھا اور اپنے ہاتھ سے چھوہارے سے ان کی تحنیک کی ۲۔ (ترمذی)

(۵۹۶۹) ۱۔ یعنی آج تہجد کے وقت ہم نے حضرت زبیر ابن عوام کے گھر سے چراغ کی روشنی دیکھی ہے یہ بے وقت روشنی بتا رہی ہے کہ ان کے فرزند پیدا ہوا۔ ۲۔ یعنی حضور انور نے اپنے منہ میں چھوہارا یا کھجور چبا کر زبان کی نوک سے آپ کے تالو پر لگادیا یہ ہے تحنیک خود ہی حضور نے آپ کا نام رکھا آپ کے فضائل بے شمار ہیں آپ حضرت زبیر ابن عوام کے بیٹے ہیں اسماء بنت صدیق کے نور نظر صدیق اکبر کے نواسے عائشہ صدیقہ کے بھانجے حضرت صفیہ یعنی حضور کی پھوپھی کے پوتے آٹھ سال کی عمر میں حضور کے دست اقدس پر بیعت کی آپ کو حجاج ابن یوسف نے سترہ جمادی اخری ۷۳ منگل کے دن سولی دی ۶۴ھ میں حجاز، یمن، عراق، خراسان کے لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلی تھی۔ آپ نے لوگوں کو اپنی سلطنت میں آٹھ حج کرائے بڑے عابد زاہد تھے (مرقات)

وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ عَمِيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لِمُعٰوِيَةَ

(۵۹۷۰) روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن ابی عمیرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ نے جناب معاویہ ۱ کے لئے فرمایا

marfat.com

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهٖ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

الٰہی انہیں ہدایت دینے والا ہدایت یافتہ بنا اور ان سے ہدایت دے ۲؎ (ترمذی)

(۵۹۷۰) ۱؎ اس سے حضرت معاویہ ابن ابوسفیان مراد ہیں معاویہ ابن حکم یا معاویہ ابن جاہمہ مراد نہیں جب حدیث میں مطلقاً معاویہ آتا ہے تو آپ ہی مراد ہوتے ہیں ۲؎ اس دعا میں امیر معاویہ کو تین دعائیں دی گئیں آپ لوگوں کو ہدایت دیں۔ خود بھی ہدایت پر رہیں۔ آپ مکمل و کامل ہدایت پر رہیں ہدایت عامہ تو تمام صحابہ کرام کو حاصل ہے یہاں ہدایت سے مراد کوئی خاص ہدایت ہے۔ حکومت ملک رانی فقہ وغیرہ کی ہدایت (مرقات) امام احمد نے بروایت عرباض ابن ساریہ سے روایت کی کہ حضور نے دعا کی الٰہی معاویہ کو کتاب اور حساب کا علم دے انہیں عذاب سے بچالے انہیں شہروں پر تسلط دے دوسری روایت میں ہے کہ اے معاویہ جب تم بادشاہ بنو تو سخت گیر نہ ہونا نرمی کرنا (اشعہ) آپ قرشی اموی ہیں آپ کی ماں ہند بنت عتبہ ہیں حضور کے کاتب وحی یا کاتب خطوط رہے اپنے بھائی یزید ابن ابوسفیان کے بعد شام کے حاکم ہوئے عمرفاروق کے زمانہ میں پھر آخر عمر تک یعنی چالیس سال حاکم رہے یعنی بیس سال حاکم چار سال عہد فاروق میں بارہ سال خلافت عثمانیہ میں چار سال خلافت حیدری پھر امام حسن سے صلح کے بعد بیس سال تک سلطان رہے یہ صلح ۴۱ھ اکتالیس میں ہوئی اٹھتر سال عمر پائی رجب ۶۰ میں دمشق میں وفات ہوئی آپ کے پاس حضور کا تہبند، چادر، قمیض، کچھ بال کچھ ناخن تھے مرتے وقت وصیت کی کہ مجھے ان کپڑوں میں کفن دینا اور میرے ناک اور منہ میں ناخن وبال رکھ دینا (مرقات)

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمَ النَّاسُ وَاٰمَنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَلَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِيِّ۔

(۵۹۷۱) روایت ہے حضرت عقبہ ابن عامر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگ تو اسلام لائے مگر عمرو ابن عاص ایمان لائے ۱؎ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث غریب ہے اس کی اسناد قوی نہیں۔

(۵۹۷۱) ۱؎ یہاں لوگوں سے مراد فتح مکہ کے دن اسلام لانے والے لوگ ہیں کہ وہ لوگ اس وقت ڈر و خوف سے مسلمان ہو گئے بعد میں اللہ کی رحمت حضور کی کرم نوازیوں سے پختہ مومن بنے مگر حضرت عمرو ابن عاص جب شاہ حبشہ نجاشی کے دربار میں پہنچے وہاں شاہ حبشہ کے ایمان لانے کی کیفیت دیکھی تو وہاں سے مدینہ منورہ آئے اور نہایت شوق و ذوق سے ایمان لائے بغیر کسی خوف یا لالچ کے ایک بار حضور انور نے انہیں ایسے لشکر کا امیر بنایا جس میں حضرت صدیق و فاروق بھی تھے پہلے آپ کے دل میں حضور سے اور صحابہ کرام سے سخت عداوت تھی پھر حضور پر ایسے فدا اور قربان ہوئے کہ سبحان اللہ خلافت فاروقی میں فاتح مصر آپ ہی ہیں آپ فتح مکہ سے دو سال پہلے ایمان لائے اور حضور انور سے یہ شرط کر کے ایمان لائے کہ میرے سارے پچھلے گناہ بخش دیئے جاویں (مرقات و اشعہ)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا جَابِرُ مَالِيْ اَرَاكَ مُنْكَسِرًا قُلْتُ اسْتُشْهِدَ اَبِيْ وَتَرَكَ عِيَالًا وَّدَيْنًا قَالَ اَفَلَا

(۵۹۷۲) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے تو فرمایا اے جابر کیا وجہ ہے کہ میں تم کو دل شکستہ دیکھتا ہوں ۱؎ میں نے عرض کیا کہ میرے والد شہید ہو گئے

marfat.com

أُبَشِّرُكَ بِمَا لَقِيَ اللّٰهُ بِهٖ أَبَاكَ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا كَلَّمَ اللّٰهُ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ وَّأَحْيٰى أَبَاكَ فَكَلَّمَهٗ كِفَاحًا قَالَ يَا عَبْدِيْ تَمَنَّ عَلَيَّ أُعْطِكَ قَالَ يَا رَبِّ تُحْيِيْنِيْ فَأُقْتَلُ فِيْكَ ثَانِيَةً قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِنَّهٗ قَدْ سَبَقَ مِنِّيْ أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ فَنَزَلَتْ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا الْآيَةَ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

اور بچے اور قرض چھوڑ گئے ۲؎ فرمایا کیا میں تم کو اس کی بشارت نہ دوں جس سے اللہ نے تمہارے والد سے ملاقات کی ہے ۳؎ میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ فرمایا اللہ نے کسی سے بھی کبھی کلام نہ کیا مگر پردے کے پیچھے سے اور تمہارے والد کو زندہ کیا تو ان سے منہ درمنہ کلام فرمایا ۴؎ فرمایا اے میرے بندے مجھ سے تمنا کر میں تجھے دوں گا ۵؎ انہوں نے عرض کیا اے رب مجھے زندہ کر تاکہ دوبارہ تیری راہ میں قتل کیا جاؤں ۶؎ تو رب تعالٰی نے فرمایا کہ ہمارا قانون جاری ہو چکا ہے کہ وفات یافتہ لوٹائے نہ جائیں گے ۷؎ تب یہ آیت اتری کہ جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے انہیں مردہ نہ سمجھو ۸؎ (ترمذی)

(۵۹۷۲) ۱؎ حضور انور کا یہ سوال واقعہ غزوہ احد کے بعد کا ہے جیساکہ جواب سے معلوم ہو رہا ہے یہ سوال عالی اگلی کرم نوازی کی تمہید ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضور انور امت کے دکھ درد سے بے خبر ہیں حضور کو ہر ایک کے ہر درد کی خبر ہے یہ سوال ایسا ہی ہے جیسے رب تعالٰی نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تھا **وما تلک بیمینک یموسیٰ** اے موسیٰ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے یہ اگلے کلام کی تمہید تھی۔ ۲؎ یعنی مجھ پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ قرض اور بہنوں کا بوجھ مجھ ناتجربہ کار پر پڑ گیا اب میں کیا کروں۔ ۳؎ یعنی اے جابر اپنے والد کے اخروی درجات سنو جس سے تمہارا غم غلط ہو جاوے ان فکروں سے تمہاری توجہ ہٹ جاوے آخرت کی نعمت ادھر کا دھیان ایسا ٹیکہ ہے جس سے دنیا کے رنج و غم و تکالیف محسوس نہیں ہوتے۔ ۴؎ یعنی بعد موت رب تعالٰی شہداء سے کلام تو فرماتا ہے مگر آج تک اس نے اپنا دیدار کسی شہید کو نہیں دیا تمہارے والد پہلے وہ شہید ہیں جنہیں دیدار بھی دیا کلام بھی کیا لہذا تمہارے والد شہداء میں دوسرے شہیدوں سے افضل ہیں۔ مسئلہ اس زندگی میں بلاواسطہ رب نے کلام کسی سے نہ کیا سواء موسیٰ علیہ السلام کے بعد وفات قیامت سے پہلے کسی کو دیدار نہیں دیا۔ سواء عبداللہ کے اس زندگی میں کسی کو اپنا دیدار نہیں دیا سواء ہمارے حضور کے جو معراج میں عطا ہوا۔ بعد موت ہر شخص رب کا کلام سنے گا صدق عبدی یا کذب عبدی یہ سننا قبر کے حساب کے بعد ہو گا اور مومن کو دیدار الٰہی قیامت میں ہو گا۔ پھر جنت میں ہوا کرے گا۔ ۵؎ یعنی رب تعالٰی نے ان کو اپنا دیدار بھی دیا اور بلاواسطہ کلام بھی کیا معلوم ہوا کہ جو کچھ عالم ارواح میں ہو رہا ہے حضور کی نظر مدینہ منورہ سے دیکھ رہی ہے۔ اور جو کچھ وہاں گفتگو ہو رہی ہے حضور مدینہ منورہ سے سن رہے ہیں جب لامکان کے کام و کلام حضور یہاں دیکھ سن رہے ہیں تو یقینی بات ہے کہ ہر جگہ کے کام و کلام حضور سنتے دیکھتے ہیں کیونکہ مدینہ منورہ سے وہ عالم ارواح دور ہے ہمارا گجرات قریب ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ بندہ اپنی زندگی میں رب کو راضی کرے تو انشاء اللہ بعد موت رب ہم کو راضی کرے گا۔ ہم یہاں اللہ رسول سے پوچھ پوچھ کر کام کریں انشاء اللہ وہاں رب تعالٰی ہم سے پوچھ پوچھ کر انعام دے گا ۶؎ یعنی مجھے جو مزہ تیری راہ میں سر کٹانے میں آیا وہ کسی چیز میں نہ آیا مولیٰ تمنا ہے کہ پھر دنیا میں جاؤں اور تیرے نام پر سر کٹاؤں ۷؎ یعنی ہمارا یہ قانون نہیں کہ جسے

marfat.com

امتحان لیکر پاس کردیں۔ اس کا دوبارہ امتحان لیں تم تو اول نمبر پاس ہو کر آگئے اب دوبارہ امتحان کیسا۔ خیال رہے کہ مرنے کے بعد دنیا میں لوٹ کرنہ آنا یہ رب کا قانون ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا پر مردوں کا زندہ ہو کر آنا یہ ان کی خصوصیت ہے قانون اور خصوصیات میں فرق ہے یوں ہی حضور انور کا اپنے والدین کا زندہ کرنا انہیں کلمہ پڑھانا صحابی بنانا حضور کی خصوصیات سے ہے ۸۔ یہاں تو ارشاد ہے کہ شہداء کو مردہ مت سمجھو مگر دوسری جگہ ارشاد ہے کہ شہداء کو مردہ نہ کہو۔

وَعَنْهُ قَالَ اسْتَغْفَرَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ مَرَّةً۔ اَلتِّرْمِذِيُّ

(۵۹۷۳) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے پچیس بار دعاء مغفرت کی ا۔(ترمذی)

(۵۹۷۳) ا۔ یا تو ایک ہی مجلس میں پچیس بار ان کے لئے دعا مغفرت فرمائی یا متعدد موقعوں پر دعائیں فرمائیں خیال رہے کہ حضرت جابر ابن عبداللہ کی کنیت ابو عبداللہ ہے انصاری اسلمی ہیں بدر اور تمام غزوات میں شریک ہوئے شام اور مصر میں قیام رہا چورانوے سال عمر پائی ۷۴ھ ہجری میں وفات پائی جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ مدینہ منورہ کے آخری صحابی ہیں۔ آپ کی وفات پر مدینہ منورہ میں صحابہ کا دور ختم ہو گیا(مرقات)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمْ مِنْ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِي طِمْرَيْنِ لَا يُؤْبَهُ لَهُ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ مِنْهُمُ الْبَرَاءُ ابْنُ مَالِكٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ۔

(۵۹۷۴) روات ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہت سے پریشان بال غبار میں اٹے ہوئے پرانے کپڑے والے جن کی پرواہ نہ کی جاوے اگر اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ پوری کردے ا۔ ان میں سے براء ابن مالک ہیں ۲۔ (ترمذی، بیہقی، دلائل النبوۃ)

(۵۹۷۴) ا۔ یعنی میری امت میں بعض غرباء مساکین جن کی کوئی نہ سنے وہ عنداللہ ایسے مقبول ہوں گے کہ اگر وہ کہہ دیں کہ خدا کی قسم تو جنتی ہے یا قسم خدا کی تجھے بیٹا ملے گا یا قسم اللہ کی کل بارش ہو گی تو اللہ تعالٰی ان کی قسم کی لاج رکھتے ہوئے یہ کام کردے بزرگوں سے دعا کرانے کی اصل یہ حدیث بھی ہے اللہ بے قراروں کی سنتا ہے یا بے قرار بنو یا کسی بے قرار سے دعا کراؤ۔ **امن یجیب المضطر اذا دعاہ** ۲۔ آپ حضرت انس ابن مالک کے بھائی ہیں۔ احد اور بعد کے غزوات میں شریک رہے بڑے جانباز بہادر تھے۔ ان غزوات کے علاوہ موقعوں پر ایک سو کفار مبارزین کو قتل کیا(مرقات) جنگ یمامہ میں بڑی دلیری سے لڑے ۱۰ھ میں وفات ہوئی(اشعہ)

وَعَنْ اَبِي سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنَّ عَيْبَتِيَ الَّتِي اٰوِي اِلَيْهَا اَهْلُ بَيْتِي وَاِنَّ كَرِشِيَ الْاَنْصَارُ فَاعْفُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ وَاقْبَلُوْا عَنْ مُحْسِنِهِمْ۔
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

(۵۹۷۵) روایت ہے ابو سعید سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی نے کہ آگاہ رہو میرے وہ خاص لوگ جن کی طرف میں رجوع کرتا ہوں میرے گھر والے ہیں ا۔ اور میرے اندرونی مشیر کار انصار ہیں تو ان کے خطاکاروں سے درگزر کرو اور ان کے نیک کاروں سے نیکی قبول کرو ا۔(ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔

(۵۹۷۵) ا۔ اہل بیت میں ازواج پاک اولاد مطہرات سب ہی داخل ہیں۔ ۲۔ اس فرمان عالی کی شرح پہلے گزر چکی کہ اس میں

marfat.com

خطاب یا ساری امت سے ہے یا اسلام کے خلفاء اور بادشاہوں سے کہ اگر کوئی انصاری کسی کے ذاتی معاملہ میں کچھ زیادتی کی کر دے تو اسے یہ سمجھ کر معاف کرو یہ ہمارے رسول کے میزبان بے مثال ہیں ان کا ہم سب پر احسان عظیم ہے اس پوری حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ مجھے اپنے گھر والوں اور جماعت انصار سے بہت ہی محبت ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُبْغِضُ الْاَنْصَارَ اَحَدٌ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

(۵۹۷۶) روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بغض رکھے گا انصار سے کوئی وہ شخص جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہو ا۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن، صحیح ہے۔

(۵۹۷۶) ا۔ یعنی جس کے دل میں ایمان ہے وہ جنس انصار سے یا سارے انصار سے بغض نہ رکھے گا (مرقات) لہذا اگر کسی شخص کا کسی انصاری سے کسی ذاتی معاملہ میں اختلاف ہو جائے اس کے متعلق یہ حکم نہیں یا اگر انصار کی کوئی بات خلاف قانون اسلامی ہونے کی وجہ سے قبول نہ کی جائے وہ اس حکم کی زد میں نہیں حضور کے پردہ فرمانے کے بعد انصار نے کہا تھا کہ ایک امیر ہم میں سے چاہیے ایک تم مہاجرین میں سے تو حضرت ابوبکر صدیق نے ان کی یہ رائے یہ حدیث پیش کر کے رد فرمادی کہ الخلافۃ فی القریش۔

وَعَنْ اَنَسٍ عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْرِاْ قَوْمَكَ السَّلَامَ فَاِنَّهُمْ مَا عَلِمْتُ اَعِفَّةٌ صُبُرٌ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۷۷) روایت ہے حضرت انس سے وہ ابو طلحہ سے راوی ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی قوم کو سلام کہوا۔ کیونکہ جیسا میں جانتا ہوں وہ لوگ پاک باز صبر والے ہیں ۲۔ (ترمذی)

(۵۹۷۷) ا۔ اقرا اگر الف کے زبر اور رے کے کسرہ سے ہو تو اس کے بعد علی نہیں آتا اور اگر الف کے کسرہ اور رے کے فتحہ سے ہو تو بعد میں علیٰ آتا ہے اقرا علی فلاں یہاں پہلی قراءۃ ہے غالباً کسی جگہ انصار جمع ہوئے ہوں گے حضرت ابو طلحہ بھی وہاں جا رہے ہوں گے تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قوم کو ان کے ذریعہ سلام کہلایا۔ معلوم ہوا کہ کسی خاص شخص کو بھی سلام بھیجنا جائز ہے اور خاص قوم کو عام لوگوں کو بھی یہاں قومک سے مراد انصار ہیں کیونکہ ابو طلحہ خود انصاری ہیں ۲۔ یعنی ہم انصار کو سلام اس احترام کی وجہ سے بھیج رہے ہیں جو ان کا ہمارے دل میں ہے اور احترام کی وجہ ان کی یہ دو صفات ہیں تقویٰ پرہیزگاری اور مصیبتوں، جہادوں میں صبر، اعفہ جمع ہے عفیف کی، بمعنی پاک دامن صبر، ص اور ب کے پیش سے جمع صابر کی۔

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ عَبْدًا لِّحَاطِبٍ جَآءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْكُوْ حَاطِبًا اِلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبْتَ لَا يَدْخُلُهَا فَاِنَّهٗ شَهِدَ بَدْرًا وَّالْحُدَيْبِيَةَ۔

(۵۹۷۸) روایت ہے حضرت جابر سے کہ حاطب کا غلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ا۔ حاطب کی شکایت حضور سے کرتا تھا تو بولا یارسول اللہ حاطب دوزخ میں جائیں گے ۲۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے جھوٹ کہا وہ دوزخ میں نہیں جائیں گے کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوئے ہیں

marfat.com

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ) ۳۔(مسلم)

(۵۹۷۸) ا۔یہ حاطب وہ ہی حاطب ابن ابی بلتعہ ہیں جنہوں نے حضور انور کے ارادے کی خبر اہل مکہ کو بھیجی تھی جس کا واقعہ پہلے گزر چکا۔ ۲۔یا تو اس لئے حاطب دوزخ میں جائیں گے کہ انہوں نے مسلمانوں کی جاسوسی کفار کے لئے کی یا اس لئے کہ وہ مجھ پر بہت ظلم کرتے ہیں۔ ۳۔یعنی دوزخ میں نہیں جاسکتے کہ وہ غزوہ بدر اور بیعت الرضوان دونوں میں شریک ہوئے ہیں اور ان دونوں میں سے ایک میں شرکت کرنے والا بھی جنتی ہے ان کا جاسوسی کا قصور رب تعالٰی نے معاف کردیا۔ اور وہ تجھ پر ظلم نہیں کرسکتے جسے تو ظلم سمجھتا ہے وہ ظلم نہیں ہے خیال رہے کہ نبی کے صحابی ظالم نہیں ہوتے حضرت سلیمان کے صحابہ کے متعلق چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کہا تھا۔ **لا یحطمنکم سلیمن وجنوبه وهم لا یشعرون** کہ تم کو وہ لوگ اپنے پاؤں سے کچل نہ دیں۔ حالانکہ انہیں خبر نہ ہو معلوم ہوا کہ چیونٹی کا بھی عقیدہ ہے کہ نبی اور نبی کے صحابی ظالم نہیں ہوتے وہ چیونٹیوں پر بھی ظلم نہیں کرتے اگر چیونٹی بھی ان کے پاؤں سے کچل جائے تو ان کی بے خبری بے توجہی کی وجہ سے کچل جائے گی۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ ذَكَرَ اللّٰهُ اِنْ تَوَلَّيْنَا اسْتُبْدِلُوْا بِنَا ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَنَا فَضَرَبَ عَلٰى فَخِذِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ ثُمَّ قَالَ هٰذَا وَقَوْمُهٗ وَلَوْ كَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهٗ رِجَالٌ مِّنَ الْفُرْسِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۷۹) روایت ہے حضرت ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ اگر تم منہ پھیرو گے تو رب دوسری قوم تمہارے سوا بدل لائے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے ا۔صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ کون ہیں جن کے متعلق اللہ نے ذکر فرمایا کہ اگر ہم منہ پھیریں تو وہ ہماری عوض بدلہ میں لائے جائیں گے پھر وہ ہم جیسے نہ ہوں گے ۲۔تو حضور نے جناب سلمان فارسی کی ران پر ہاتھ مارا پھر فرمایا کہ یہ اور ان کی قوم ہے ۳۔ اگر دین ثریا تارے کے پاس ہوتا تو فارس کے کچھ لوگ اسے پالیتے ۴۔(ترمذی)

(۵۹۷۹) ا۔اس آیت کریمہ میں خطاب حضرات صحابہ سے ہے کہ اگر تم لوگ دین اسلام کی خدمت نہیں کرو گے تو تمہاری جگہ رب تعالٰی دوسری قوم سے خدمت دین لے لے گا۔ تم دین کے حاجتمند ہو دین تمہارا حاجت مند نہیں تب وہ سوال ہوا جو آگے مذکور ہے ۲۔یعنی یا رسول اللہ وہ کون خوش نصیب ہیں جو ہمارے فیل ہو جانے کی صورت میں دین کو وہ سنبھالیں گے اور اس صورت میں وہ ہم سے اچھے ہوں گے اس قوم کا تعین فرمائیے۔ ۳۔اس کی شرح پہلے ہو چکی کہ ظاہر یہ ہے کہ اس فرمان عالی میں امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں بلکہ ان کے معتقدین کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت ابو حنیفہ حضرت سلمان فارسی کے ہم وطن اور ہم قوم یعنی فارسی السل ہیں۔ امام اعظم اور ان کے شاگردوں نے دین کی وہ خدمات کیں جسے زمانہ یاد رکھے گا۔ اب بھی دنیا میں دو تہائی مسلمان حنفی ہیں باقی ایک تہائی میں سارے لوگ۔ حدیث و آیات سے ایسے مسائل مسبط فرمائے کہ سبحان اللہ ۴۔ فرس فرما کر حضور انور نے ظاہر فرمادیا کہ اس فرمان عالی میں اشارہ سارے عجم کی طرف نہیں ہے بلکہ اہل فارس مراد ہیں یعنی امام حنیفہ کیونکہ صرف آپ ہی فارسی السل ہیں آپ کے سوا کوئی امام فارسی نہیں امام اعظم کے دادا حضرت زولمی حضرت علی کی محبت

marfat.com

میں ایران چھوڑ کر کوفہ آبسے اس لئے آپ کوفی ہوئے۔

وَعَنْهُ قَالَ ذُكِرَتِ الْاَعَاجِمُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنَا بِهِمْ اَوْ بِبَعْضِهِمْ اَوْثَقُ مِنِّيْ بِكُمْ اَوْ بِبَعْضِكُمْ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۸۰) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عجمیوں کا ذکر کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان پر یا ان کے بعض پر زیادہ بھروسہ رکھتا ہوں جتنا مجھ کو تم پر تمہارے بعض پر بھروسہ ہے ا۔ (ترمذی)

(۵۹۸۰) ا۔ **بکم** اور **بعضکم** میں خطاب مطلقاً اہل عرب سے ہے یعنی بعض عجمی لوگ بعض عربیوں سے افضل ہوں گے ایمان میں تقویٰ میں علم میں عمل میں اجتہاد میں لہذا اس فرمان سے نہ تو لازم آتا ہے کہ غیر صحابی صحابی سے افضل ہو جاویں اور نہ یہ کہ عجمی عربی سے افضل ہوں مسئلہ جنس عربی جنس عجمی سے افضل ہے مگر بعض عجمی افراد بعض عربی افراد سے افضل ہیں چنانچہ عجمی مومن عربی کافر سے عجمی مخلص عربی منافق سے عجمی عالم عربی غیر عالم سے عجمی مجتہد عربی غیر مجتہد سے افضل ہے۔ مسئلہ کوئی غیر صحابی کسی صحابی سے افضل بلکہ برابر نہیں ہو سکتا۔ تمام جہان کے علماء صلحاء اولیاء غوث وقطب ایک صحابی کے گرد قدم کو نہیں پہنچ سکتے وہ حضرات صحبت یافتہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آسمان ہدایت کے تارے اسلام کے ستون ہیں ایمان کے معیار میں تقویٰ کی کسوٹی ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین اس کی تحقیق ہماری کتاب امیر معاویہ میں دیکھو۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ سَبْعَةَ نُجَبَاءَ رُقَبَاءَ وَاُعْطِيْتُ اَنَا اَرْبَعَةَ عَشَرَ قُلْنَا مَنْ هُمْ قَالَ اَنَا وَابْنَايَ وَجَعْفَرٌ وَحَمْزَةُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَبِلَالٌ وَسَلْمَانُ وَعَمَّارٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَاَبُوْذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۸۱) روایت ہے حضرت علی سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نبی کے سات برگزیدہ اور حافظین ہوئے ا۔ اور مجھے چودہ عطا فرمائے گئے ہم نے عرض کیا وہ کون ہیں فرمایا میں اور میرے دونوں بیٹے جعفر، حمزہ ۲۔ ابوبکر، عمر مصعب ابن عمیر، بلال، سلمان، عمار، عبداللہ ابن مسعود، ابوذر، مقداد ۳۔ (ترمذی)

(۵۹۸۱) ا۔ نجباء جمع ہے نجیب کی بمعنی شریف یا منتخب اور برگزیدہ اور رقباء جمع ہے رقیب کی بمعنی حافظ و نگہبان یعنی ہر نبی کے ان کی امت میں سات امتی ان کے منتخب اور ان نبی کے پاسبان ہوتے تھے مگر ہم کو اللہ تعالیٰ نے ایسے برگزیدہ چودہ افراد عطا فرمائے ۲۔ جعفر ابن ابی طالب تو حضرت علی کے بھائی ہیں اور حضرت حمزہ ابن عبد المطلب حضور انور کے چچا اور آپ کے رضاعی بھائی ہیں۔ حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے حضور کو بھی دودھ پلایا ہے اور جناب حمزہ کو بھی آپ کی کنیت ابو عمارہ ہے آپ کا خطاب اسد اللہ ہے نبوت کے دوسرے سال ایمان لائے بدر میں شریک ہوئے اور جناب حمزہ کو بھی آپ کنیت ابو عمارہ ہے آپ کا خطاب اسد اللہ ہے نبوت کے دوسرے سال ایمان لائے بدر میں شریک ہوئے اور احد میں شہید ہوئے آپ کو وحشی ابن حرب نے شہید کیا۔ حضور انور سے دو یا چار سال پہلے پیدا ہوئے تھے (مرقات) ۳۔ معلوم ہوا کہ ان چودہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک

marfat.com

خاص قسم کا ایسا قرب حاصل ہے، جو دوسروں کو حاصل نہیں دوسرے حضرات کو اور قسم کی خصوصیات حاصل ہیں اس چمن میں ہر پھول کا رنگ و بو علیحدہ ہے تمام احادیث پر نظر رکھنی چاہیے۔ علماء دین نے ساری احادیث کے مطالعہ سے جو مراتب حضرات صحابہ کے معلوم کئے ہیں ان پر اعتقاد رکھو کہ ان کی نظر ساری روایات پر تھی۔

وَعَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَمَّارِ ابْنِ يَاسِرٍ كَلَامٌ فَاَغْلَظْتُ لَهٗ فِي الْقَوْلِ فَانْطَلَقَ عَمَّارٌ يَشْكُوْنِي اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ خَالِدٌ وَهُوَ يَشْكُوْهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَعَلَ يُغْلِظُ لَهٗ وَلَا يَزِيْدُهٗ اِلَّا غِلْظَةً وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاكِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ فَبَكٰى عَمَّارٌ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَرَاهُ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاْسَهٗ وَقَالَ مَنْ عَادٰى عَمَّارًا عَادَاهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَ عَمَّارًا اَبْغَضَهُ اللّٰهُ قَالَ خَالِدٌ فَخَرَجْتُ فَمَا كَانَ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ رِضٰى عَمَّارٍ فَلَقِيْتُهٗ بِمَا رَضِيَ فَرَضِيَ -

(۵۹۸۲) روایت ہے حضرت خالد ابن ولید سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ میرے اور عمار ابن یاسر کے درمیان کچھ تلخ کلامی ہو گئی تو میں نے گفتگو میں ان پر بہت سختی کی ۲؎ عمار میری شکایت کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے پھر خالد پہنچے ۳؎ فرمایا عمار نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کر رہے تھے تو خالد ان پر بہت سختی کرنے لگے ۴؎ ان کی سختی بڑھتی گئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تھے ۵؎ کچھ کلام نہیں فرماتے تھے جناب عمار رونے لگے ۶؎ بولے یارسول اللہ حضور خالد کو دیکھتے نہیں ۷؎ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا جو عمار سے دشمنی کرے خدا اس سے دشمنی کرے اور جو عمار سے بغض رکھے خدا اس سے ناراض ہو ۸؎ خالد فرماتے ہیں کہ پھر میں نکلا تو مجھے حضرت عمار کی خوشنودی سے زیادہ پیاری کوئی چیز نہ تھی ۹؎ پھر میں نے ان سے ان کی رضا کا برتاؤ کیا تو وہ راضی ہو گئے۔ ۱۰؎

(۵۹۸۲) ۱؎ آپ مخزومی ہیں آپ کی والدہ لبانہ صغریٰ ہیں یعنی حضرت ام المومنین میمونہ کی ہمشیرہ زمانہ جاہلیت میں قریش کے سردار تھے حضور انور نے آپ کو لقب سیف اللہ دیا ۲۱ اکیس میں وفات ہوئی مقام حمص شام میں آپ کا مزار ہے عبداللہ ابن عباس آپ کے خالہ زاد بھائی ہیں (اکمال، مرقات) ۲؎ یہاں سختی سے مراد گالی یا تہمت نہیں ہے بلکہ سخت آواز سے بات کرنا مراد ہے جیسے کہ غصہ میں ہوا کرتا ہے۔ کہ آواز اور طرح کی نکلتی ہے یہ جھگڑا کسی ذاتی معاملہ میں ہوا ہو گا نہ کہ دینی مسئلہ میں۔ ۳؎ یہ قول یا تو کسی راوی کا ہے کہ خالد آئے یا خود خالد ہی کا ہے رضی اللہ عنہ کہ اپنا نام لے کر بیان کیا یہ نہ فرمایا کہ میں آیا ۴؎ یعنی حضرت خالد جوش غصہ میں حضور انور کے سامنے جناب عمار پر سختی کرنے ان سے غصہ سے کلام کرنے لگے ابھی دربار عالی سے واقف نہ تھے یا اس وقت تک آداب آستانہ کی آیات نہ آئی تھیں اس لئے آپ پر بے ادبی کا اعتراض نہیں ہو سکتا۔ ۵؎ حضور انور نے اس خاموشی میں بہت کچھ فرما دیا تھا جسے حضرت خالد نہ سمجھ سکے غصہ کی وجہ سے۔ حضور کی اداؤں میں تامل اور غور سکون قلب سے ہی ہو سکتا ہے اللہ تعالٰی وہ سکون قلب نصیب کرے جو حضور کی اداؤں تک پہنچا دے ۶؎ حضرت عمار اپنی بے بسی جناب خالد کی سختی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاموشی ان تینوں کو دیکھ کر رو پڑے پس رونے ہی کی دیر تھی دریائے رحمت جوش میں آ گیا۔ مولانا فرماتے ہیں۔

marfat.com

☆ تانہ گرید ابر کے خند د چمن ☆ تانہ گرید طفل کے جوشد لبن! ☆
☆ زور را بگزار زاری راگبیر ☆ رحم سوئے زاری آید اے فقیر ☆

۷۔ یعنی حضور کیا میری بے بسی اور خالد کی سختی پر توجہ نہیں فرماتے یہاں دیکھنے سے مراد توجہ فرمانا ہے ۸۔ قربان ان اداؤں کے ایک دعا میں سب کچھ فرمادیا۔ حضرت خالد کا غصہ ٹھنڈا کردیا عمار کا طرہ آفتاب تک پہنچادیا۔ دونوں کے دلوں کو ملادیا جناب عمار کا درجہ اور مقام سمجھادیا اس کا نتیجہ وہ ہوا جو آگے مذکور ہے۔ ۹۔ یعنی حضور کی اس دعا شریف سے میرے دل کی دنیا بدل گئی اس دل میں عمار کی محبت عزت و عظمت بھرگئی آپ اس مجلس پاک سے اٹھے بھی اس لئے کہ حضرت عمار کو علیحدگی میں بلاکر معافی مانگ لیں اپنی گزشتہ کوتاہی کا کفارہ کرلیں رضی اللہ عنھما اب حضرت خالد کو جناب عمار سب سے زیادہ محبوب ہوگئے انہیں راضی کرنے کو اولین فرض سمجھنے لگے ۱۰۔ چنانچہ حضرت خالد ان کے سینے سے لپٹ گئے ان سے معافی مانگی ان کے سامنے بہت ہی تواضع کی اور جس قدر اسباب رضا ہوسکتے تھے وہ سب جمع کرکے انہیں منالیا۔ خیال رہے کہ آخر کار حضرت عمار جناب علی کے ساتھ تھے۔ اور جماعت امیر معاویہ کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ مگر امیر معاویہ اس حدیث کی زد میں نہیں آتے۔ کیونکہ وہاں اختلاف رائے تھا عداوت نہ تھی جیسے برادران یوسف علیہ السلام اور حضرت سارہ زوجہ ابراہیم علیہ السلام کہ انہیں حضرت یوسف علیہ السلام سے یا بی بی ہاجرہ سے اختلاف تھا بغض نہ تھا نہ عداوت تھی یہ بات یاد رکھو یہاں دنیا میں تو حضور دلوں کی دنیا بدل دیتے ہیں قیامت کا نقشہ بھی حضور کے دم سے بدل جائے گا شعر:۔

☆ ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن خوف سے ہر کلیجہ دہل جائے گا ☆
☆ اوڑھ کر کالا کمبل وہ آجائیں گے حشر کا سارا نقشہ بدل جائے گا ☆

وَعَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ خَالِدٌ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنِعْمَ فَتَى الْعَشِیْرَةِ۔ (رَوَاهُمَا اَحْمَدُ)

(۵۹۸۳) روایت ہے حضرت ابوعبیدہ سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں ۱۔ اور یہ اپنے کنبے کے بہترین جوان ہیں ۲۔ (احمد)

(۵۹۸۳) ۱۔ یعنی اللہ کی تلواریں دو قسم کی ہیں۔ مشہور تلوار اور غیر مشہور حضرت خالد ان میں سے ایک ہیں جو مشرکین و کفار پر اللہ نے سونتی ہے ۲۔ یعنی حضرت خالد قبیلہ بنی مخزوم میں بہترین بندے اور صالح مرد ہیں دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے مرفوعاً روایت کی کہ خالد اللہ کی تلوار ہیں۔ حمزہ اللہ رسول کے شیر ہیں ابوعبیدہ ابن جراح اللہ رسول کے امین ہیں۔ حذیفہ ابن یمان صفی الرحمٰن ہیں (یعنی اللہ کے چنے ہوئے بندے) عبدالرحمٰن ابن عوف اللہ کے تاجروں میں سے ہیں (مرقات) خیال رہے کہ حضور انور جس کو بھی خطاب دیتے ہیں بالکل درست اور برمحل دیتے ہیں حضور کے خطابات دنیاوی حکومتوں کے نہیں کہ نرے جاہل کو شمس العلماء بڑے بزدل کو خان بہادر کے خطاب دیئے جاتے ہیں۔

وَعَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَمَرَنِیْ بِحُبِّ

(۵۹۸۴) روایت ہے بریدہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے چار شخصوں کی محبت کا حکم دیا ہے اور مجھے

marfat.com

اَرْبَعَةٍ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ يُحِبُّهُمْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِّهِمْ لَنَا قَالَ عَلِیٌّ مِنْهُمْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ ثَلٰثًا وَاَبُوْذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ وَسَلْمَانُ اَمَرَنِیْ بِحُبِّهِمْ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ يُحِبُّهُمْ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

خبردی کہ وہ ان سے محبت کرتا ہے ا۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ہم کو ان کے نام بتائیں ۲۔ فرمایا علی ان میں سے ہیں یہ تین بار فرماتے رہے ۳۔ اور ابوذر اور مقداد اور سلمان ہیں کہ مجھے ان سے محبت کا حکم دیا اور خبردی کہ وہ ان سے محبت کرتا ہے ۴۔ (ترمذی) فرمایا کہ یہ حدیث حسن بھی ہے غریب بھی۔

(۵۹۸۴) ا۔ یوں تو رب تعالیٰ ہر مومن و متقی خصوصاً ہر صحابی سے محبت کرتا ہے۔ **یحبہم ویحبونہ** مگر ان چار حضرات سے خصوصی محبت فرماتا ہے محبت کی بہت نوعیتیں ہوتی ہیں ۲۔ تاکہ ہم بھی ان سے محبت کریں اللہ رسول کے پیارے ہمارے بھی پیارے ہونے چاہئیں ۳۔ بار بار فرمانے سے معلوم ہوا کہ حضرت علی ان چاروں میں فرد اعلیٰ ہیں ۴۔ یہ اس اجمال کی تفصیل ہے جو اجمال ابھی گزرا یہ حضرات اللہ کے محبوب کیوں نہ ہوں حضرت علی کے فضائل و مناقب ہماری شمار سے سواء ہیں ابوذر بڑے عابد تھے بڑے تارک الدنیا صحابی ہیں حضرت مقداد چھٹے مومن ہیں بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے آپ حضرت عثمان غنی کی خلافت میں فوت ہوئے انہیں نے آپ کی نماز جنازہ ادا کی اور حضرت سلمان تو اہل بیت میں شمار ہیں تین سو سال حضور کی تلاش میں پریشان سرگردان رہے آخر کار پہنچ گئے چٹائیاں بنا کر روزی کماتے اسی پر گزارہ کرتے تھے اپنی غنیمت اور وظیفے کو فقراء پر تقسیم کر دیتے تھے (اشعہ) یہ حضرات شکل انسانی میں فرشتے بلکہ فرشتوں سے افضل تھے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ اَبُوْبَكْرٍ سَيِّدُنَا وَاَعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِیْ بِلَالًا۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۹۸۵) روایت ہے حضرت جابر سے فرمایا کہ جناب عمر فرماتے تھے کہ ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور عتیق ہمارے سردار یعنی بلال کو آزاد کیا ا۔

(۵۹۸۵) ا۔ پہلا لفظ سید آپ نے حقیقتاً فرمایا دوسرا سید تواضع اور انکسار کے طور پر کیونکہ حضرت بلال سے حضرت عمر افضل ہیں بعض شارحین نے فرمایا کہ سیادت سے افضلیت لازم نہیں آتی جیسے حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امیر معاویہ سے بڑھ کر سید نہ دیکھا حالانکہ آپ نے خلفاء راشدین کو دیکھا ہے خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق دو طرح ہمارے سید ہیں ایک تو بذات خود دوسرے ہمارے سید کے آقا' جب حضرت بلال کی وفات کی خبر ہوئی تو آپ روتے تھے اور فرماتے تھے۔ **شعر:۔**

☆ اٹھ گیا آج زمانہ سے ہمارا آقا ☆ اٹھ گیا آج نقیب چشم پیغمبرا ☆
☆ اقبال کس کے لطف کا یہ فیض عام ہے ☆ رومی فنا ہوا حبشی کو دوام ہے ☆

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ اَنَّ بِلَالًا قَالَ لِاَبِیْ بَكْرٍ اِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِیْ لِنَفْسِكَ فَاَمْسِكْنِیْ وَاِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِیْ لِلّٰهِ فَدَعْنِیْ وَعَمَلَ اللّٰهِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

(۵۹۸۶) روایت ہے حضرت قیس ابن ابی حازم سے ا۔ کہ جناب بلال نے حضرت ابوبکر سے عرض کیا کہ اگر آپ نے مجھے اپنی ذات کے لئے خریدا ہے تو مجھے رکھئے اور اگر آپ نے مجھے اللہ کے لئے خریدا ہے تو مجھے اللہ کے عمل کے لئے چھوڑ دیجئے ۲۔ (بخاری)

marfat.com

(۵۹۸۶) ۱؎ آپ قبیلہ بنی احمس سے ہیں اسلام لانے مدینہ منورہ آئے تو حضور وفات پاچکے تھے کوفہ کے تابعین میں سے ہیں عشرہ مبشرہ میں سے آپ نے نو صحابہ سے روایت کی یعنی سواء عبدالرحمٰن ابن عوف کے یہ آپ کی خصوصیت ہے غزوہ نہروان میں حضرت علی کے ساتھ تھے سو برس سے زیادہ عمر ہوئی ۹۸ اٹھانوے میں وفات ہوئی (مرقات) ۲؎ حضور انور کی وفات کے بعد حضرت بلال تاب فراق نہ لاکر دمشق جانے لگے تب حضرت صدیق نے کہا اے بلال مدینہ میں رہو ہم کو اپنی دلنواز اذان سنایا کرو تب آپ نے حضرت صدیق سے یہ عرض کیا بعض روایات میں ہے کہ آپ نے عرض کیا اے میرے مولیٰ اب میں مسجد نبوی حضور سے خالی نہیں دیکھ سکتا۔ شعر:۔

☆ چہ مشکل ترازیں برعاشق راز ☆ کہ بے دلدار بیند جاء دلدار ☆

چنانچہ آپ شام کے قافلہ کے ساتھ دمشق چلے گئے وہاں ہی ۲۰ ہجری میں وفات پاگئے (اشعہ) اس گنہگار نے قبر انور کو بوسہ دیا ہے۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي مَجْهُودٌ فَأَرْسَلَ إِلَى بَعْضِ نِسَائِهِ فَقَالَتْ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِي إِلَّا مَاءٌ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى أُخْرٰى فَقَالَتْ مِثْلَ ذٰلِكَ وَقُلْنَ كُلُّهُنَّ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُضَيِّفُهُ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى رَحْلِهِ فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ قَالَتْ لَا إِلَّا قُوتُ صِبْيَانِي قَالَ فَعَلِّلِيهِمْ بِشَيْءٍ وَنَوِّمِيهِمْ فَإِذَا دَخَلَ ضَيْفُنَا فَأَرِيهِ أَنَّا نَأْكُلُ فَإِذَا أَهْوٰى بِيَدِهِ لِيَأْكُلَ فَقُومِي إِلَى السِّرَاجِ كَيْ تُصْلِحِيهِ فَأَطْفِئِيهِ فَفَعَلَتْ فَقَعَدُوا وَأَكَلَ الضَّيْفُ وَبَاتَا طَاوِيَيْنِ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ عَجِبَ اللّٰهُ أَوْ ضَحِكَ اللّٰهُ مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَةٍ وَفِي رِوَايَةٍ مِثْلُهُ وَلَمْ يُسَمِّ أَبَا طَلْحَةَ وَفِي آخِرِهَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيُؤْثِرُونَ عَلٰى

(۵۹۸۷) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا عرض کیا کہ میں بھوکا ہوں ۱؎ تو حضور نے اپنی بعض ازواج کے پاس بھیجا ۲؎ وہ بولیں اس کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں ۳؎ پھر دوسری کے پاس بھیجا انہوں نے بھی اسی طرح کہا اور سب نے اسی طرح کہا ۴؎ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے کون مہمان بنائے گا اللہ اس پر رحم کرے ۵؎ تو انصار میں سے ایک صاحب کھڑے ہوئے جنہیں ابو طلحہ کہا جاتا تھا ۶؎ وہ بولے یا رسول اللہ میں چنانچہ وہ انہیں اپنے گھر لے گئے ۷؎ اپنی بیوی سے بولے کیا تمہارے پاس کچھ ہے وہ بولیں نہیں سوائے میرے بچوں کے کھانے کے ۸؎ فرمایا تم انہیں کسی چیز سے بہلا دینا سلا دینا ۹؎ پھر جب ہمارا مہمان آئے تو انہیں دکھانا کہ ہم کھا رہے ہیں ۱۰؎ جب وہ اپنا ہاتھ کھانے کے لئے بڑھائیں تو تم چراغ کی طرف ٹھیک کرنے کے بہانے کھڑی ہونا اسے بجھا دینا ۱۱؎ انہوں نے ایسا ہی کیا یہ سب بیٹھ گئے اور مہمان نے کھالیا انہوں نے بھوکے رات کاٹ دی ۱۲؎ پھر سویرا ہوا یہ رسول اللہ کے پاس حاضر ہوئے ۱۳؎ تو رسول اللہ نے فرمایا اللہ تعالٰی خوش ہوا یا راضی ہوا فلاں اور فلاں سے ۱۴؎ ایک روایت میں ہے تو یوں ہی مگر ابو طلحہ کا نام نہیں لیا ہے اس کے آخر میں یہ ہے کہ تب اللہ نے یہ آیت

اَنْفُسِهِمْ وَلَوْكَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اتاری اور ترجیح دیتے ہیں اپنی جانوں پر اگرچہ انہیں خود بھوک ہو ۱۵۔(مسلم بخاری)

(۵۹۸۷) ا۔ مجهود بنا ہے جهد سے . بمعنی مشقت اس کے معنی ہیں مشقت رسیدہ مراد ہے بھوکا کہ بھوک بھی ایک سخت مشقت ہے (مرقات) ۲۔ یہ کہلا کر بھیجا کہ اگر کچھ کھانا ہو تو ایک بھوکے کے لئے بھیجو معلوم ہوا کہ نیکی کی ابتداء اپنے اور اپنے گھر سے کرنی چاہیے۔ ۳۔ یعنی سواء پانی کے کوئی چیز نہ کھانے کی ہے نہ پینے کی ہمارا گھر ان سب سے خالی ہے۔ اللہ اکبر یہ ہے اس دولت خانہ کا حال جہاں سے اللہ کی نعمتیں تمام جہان میں تقسیم ہو رہی ہیں۔ جن کے لنگر سے زمانہ پل رہا ہے۔ **شعر:۔**

☆ مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں ☆ دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں ☆

۴۔ یہ واقعہ اور ان جیسے واقعات فتح خیبر سے پہلے کے ہیں (مرقات) فتح خیبر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر زوجہ صاحبہ کو ایک سال کی کھجوریں؛ جو وغیرہ عطا فرما دیتے تھے۔ ۵۔ **یضیف** یا باب تفعیل سے ہے یا باب انعال سے دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی مہمان بنانا اسے کھانا کھلانا۔ ۶۔ آپ کا نام زید ابن سہل انصاری ہے حضرت انس کے سوتیلے والد جن کا مزار مقدس بصرہ میں ہے آپ کے حالات بیان ہو چکے ہیں۔ ۷۔ رحل سامان کو بھی کہتے ہیں اور سامان رکھنے کی جگہ یعنی گھر کو بھی یہاں دوسرے معنی میں ہے یعنی گھر (اشعۃ اللمعات) ۸۔ یعنی ہمارے گھر میں اتنا تھوڑا کھانا ہے کہ ہم تم تو کھائیں گے نہیں صرف بچوں کو کھلائیں گے وہ بھی بقدر ضرورت ہی کھلائیں گے اسی لئے قوت فرمایا طعام نہ فرمایا۔ ۹۔ یعنی ناسمجھ چھوٹے بچے بھوکے ہیں وہ بھوکے آسانی سے سو نہ سکیں گے مگر انہیں کسی صورت سے بہانہ سے سلا دینا سلانے کا حکم اس لئے دیا کہ بچے مہمان کو کھانا دیکھ کر صبر نہ کر سکیں گے رو دیں گے شور مچائیں گے اس وجہ سے مہمان نہ کھا سکے گا۔ ۱۰۔ اس زمانہ میں مہمان بغیر میزبان کے کھانا نہیں کھاتا تھا۔ اس لئے ان کو مہمان کے ساتھ کھانا ضروری تھا اور اس وقت پردہ فرض نہ ہوا تھا نیز یہ بی بی صاحبہ بہت بوڑھی تھیں لہذا یہ دونوں میاں بیوی مہمان کے ساتھ کھانے میں مشغول ہوئے (مرقات) ۱۱۔ یعنی ہم تم دونوں مہمانوں کے ساتھ کھانے کے لئے بیٹھیں پھر تم چراغ کی درستی کے بہانہ سے چراغ کو ہاتھ لگانا اور کھانس کر چراغ گل کر دینا دیا سلائی اس زمانہ میں موجود نہ تھی اس لئے چراغ دوبارہ روشن نہ ہو سکے گا ہم تم جھوٹ موٹ کھاتے اور اپنے منہ کی طرف ہاتھ بڑھاتے رہیں اور خالی منہ چلاتے رہیں تاکہ مہمان سمجھے کہ ہم کھا رہے ہیں اور وہ پیٹ بھر کر کھالے ۱۲۔ یعنی سارا گھر بھوکا سویا اور مہمان کو سیر کر دیا ۱۳۔ یا تو نماز فجر پڑھنے مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوئے مشکوٰۃ شریف کے بعض نسخوں میں الی رسول اللہ ہے تو غدا . بمعنی ذہب ہے عام نسخوں میں علی رسول اللہ ہے کیونکہ غدا میں اقبل کے معنی شامل ہیں (مرقات) ۱۴۔ ان جیسی عبارتوں میں عجب یا ضحک . بمعنی رضی ہوتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان کے اس کام سے راضی ہو گیا یا ان سے راضی اور خوش ہو گیا رضا سے مراد خصوصی رضا ہے اللہ تعالیٰ ہر مومن سے راضی ہے اور قسم کی رضا اور ہر متقی پرہیزگار سے راضی ہے دوسری قسم کی رضا ان حضرات سے راضی ہے خصوصی رضا وہ ہی یہاں مراد ہے فرماتا ہے۔ **لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذیبا یعونک تحت الشجرۃ** ۱۵۔ یہ آیت انصار کی تعریف میں آئی ہے کہ یہ لوگ اپنی اور اپنے بال بچوں کی حاجت روک کر بھی دوسروں کی حاجت روائی کر دیتے ہیں اس کے نزول کا سبب یہ ہی واقعہ ہے۔ خیال رہے کہ شریعت کا مسئلہ ہے کہ پہلے خویش بعد میں درویش مگر عشق و رضا کا فتویٰ یہ ہے کہ پہلے درویش بعد میں خویش چونکہ یہ شخص حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا تھا لہذا حضرت ابو طلحہ نے اس کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم رکھا حضرت عمر کا آدھا مال خیرات

marfat.com

کرنا آدھا مال گھر والوں کے لئے رکھنا شریعت تھا مگر حضرت صدیق اکبر کا اپنا سارا مال خیرات کرنا گھر میں جھاڑ دے دینا حکم طریقت تھا لہٰذا اس واقعہ پر یہ اعتراض نہیں کہ جناب ابو طلحہ نے اپنے بچوں کو بھوکا رکھ کر اجنبی شخص کو روٹی کیوں کھلادی۔

وَعَنْهُ قَالَ نَزَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلًا فَجَعَلَ النَّاسُ يَمُرُّوْنَ فَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَاَقُوْلُ فُلَانٌ فَيَقُوْلُ نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا وَيَقُوْلُ مَنْ هٰذَا فَاَقُوْلُ فُلَانٌ فَيَقُوْلُ بِئْسَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا حَتّٰى مَرَّ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقَالَ نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(۵۹۸۸) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک منزل میں اترے تو لوگ گزرنے لگے ۱؎ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھنے لگے۔ اے ابوہریرہ یہ کون ہے میں کہتا فلاں تو آپ فرماتے یہ اچھا بندہ ہے اور کہتے یہ کون ہے کہتا فلاں تو فرماتے یہ برا بندہ ہے ۲؎ حتی کہ خالد ابن ولید گزرے تو حضور نے فرمایا یہ کون ہے ۳؎ میں نے کہا کہ خالد ابن ولید ہیں تو فرمایا خالد ابن ولید اچھے بندے ہیں اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں ۴؎ (ترمذی)

(۵۹۸۸) ۱؎ یہ واقعہ یا تو فتح مکہ کے سفر کا ہے یا کسی دوسرے سفر کا کہ اس دوران میں ایک منزل پر نزول فرمایا اور یہ واقعہ پیش آیا ۲؎ خیال رہے کہ کسی کی برائی کرنا اس کے سامنے یا پیچھے جائز ہے جبکہ دوسرے کو اس کے فساد سے بچانا مقصود ہو محض گلہ مقصود نہ ہو۔ غیبت حرام ہے مگر غیبت میں چند شرطیں ہیں۔ مسلمان کی غیبت ہو اس کا چھپا ہوا عیب بیان کیا جاوے۔ اور دلی غصہ و حسد کی بنا پر بیان ہو۔ لہٰذا اس حدیث پاک پر یہ اعتراض نہیں کہ یہ غیبت ہے۔ ۳؎ حضور انور حضرت خالد ابن ولید کو پہچانتے ہیں مگر یہ سوال انہیں گواہ بنانے کے لئے ہے سوال کے بہت مقصد ہوتے ہیں بعض شارحین نے فرمایا کہ حضور انور خیمہ میں تھے حضرت ابوہریرہ باہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد کی آہٹ سن کر یہ سوال کیا۔ ۴؎ اس فرمان عالی کی شرح ابھی کچھ پہلے ہو چکی ہے بہت صحابہ اللہ کی تلوار ہیں ان میں سے حضرت خالد بھی ہیں۔ جیسے اسد اللہ حضرت علی مرتضٰی بھی ہیں اور جناب امیر حمزہ بھی۔

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لِكُلِّ نَبِيٍّ اَتْبَاعٌ وَاِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَ اَتْبَاعَنَا مِنَّا فَدَعَا بِهٖ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

(۵۹۸۹) روایت ہے حضرت زید ابن ارقم سے فرماتے ہیں کہ انصار نے عرض کیا یا نبی اللہ ہر نبی کے خاص تابعین ہیں ہم نے آپ کی اتباع کی ہے ۱؎ دعا فرمائیں کہ اللہ ہمارے تابعین ہم میں سے بنائے ۲؎ چنانچہ حضور نے یہ دعا کی ۳؎ (بخاری)

(۵۹۸۹) ۱؎ یعنی اللہ تعالٰی نے ہم کو یہ توفیق بخشی کہ ہم حضور کے خاص خدام خاص متبع ہوئے یہ توفیق اس کی مہربانی ہے۔ ۲؎ اس گزارش کے چند معنی ہو سکتے ہیں قوی اور ظاہر معنی یہ ہیں کہ تاقیامت جتنے مسلمان ہم انصار کی پیروی اور اطاعت کریں وہ کل قیامت میں ہمارے ہی زمرہ میں ہمارے ساتھ ہوں اللہ تعالٰی جو درجات ہم کو عطا فرمادے ان سب کو دے لہٰذا اس میں انشاء اللہ ہم سب مسلمان داخل ہیں یہ معنی بھی کئے گئے ہیں کہ ہماری اولاد کو بھی انصاری کہا جاوے۔ ۳؎ حضور انور نے یہ دعا کی اور رب تعالٰی نے ارشاد فرمایا من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه

وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ مَا نَعْلَمُ حَيًّا مِّنْ

(۵۹۹۰) روایت ہے حضرت قتادہ سے فرماتے ہیں کہ ہم عرب

marfat.com

اَحْيَاءِ الْعَرَبِ اَكْثَرَ شَهِيْدًا اَعَزَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ وَقَالَ اَنَسٌ قُتِلَ مِنْهُمْ يَوْمَ اُحُدٍ سَبْعُوْنَ وَيَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ سَبْعُوْنَ وَيَوْمَ الْيَمَامَةِ عَلٰى عَهْدِ اَبِىْ بَكْرٍ سَبْعُوْنَ. رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ

کے قبیلوں میں کوئی ایسا نہیں جانتے جو انصار سے زیادہ شہیدوں والا ہے اور قیامت میں زیادہ عزت والا ہو۱۔ بولے کہ حضرت انس نے فرمایا کہ انصار میں احد کے دن ستر شہید کئے گئے بیر معونہ میں ستر اور صدیق اکبر کے زمانہ میں یمامہ کے دن ستر۲۔ (بخاری)

(۵۹۹۰) ۱۔ یعنی ہم تمام صحابہ میں یہ مشہور تھا اور ہے کہ انصار کا قبیلہ دنیا میں زیادہ شہیدوں والا ہے اور آخرت میں بہت درجات والا کہ یہ لوگ حضور کے میزبان معاونین اسلام اللہ رسول کے نام پر قربان ہیں انہیں میں زیادہ شہید ہیں۔ ۲۔ دوسری جماعتوں میں اتنے حضرات شہید نہیں ہوئے چنانچہ غزوہ احد میں انصار چونسٹھ شہید ہوئے اور مہاجرین چھ بعض روایات میں ہے کہ ستر انصار شہید ہوئے اور مہاجرین میں صرف امیر حمزہ۔

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِىْ حَازِمٍ قَالَ كَانَ عَطَاءُ الْبَدْرِيِّيْنَ خَمْسَةَ اٰلَافٍ خَمْسَةَ اٰلَافٍ وَقَالَ عُمَرُ لَاُفَضِّلَنَّهُمْ عَلٰى مَنْ بَعْدَهُمْ (رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ)

(۵۹۹۱) روایت ہے حضرت قیس ابن ابی حازم سے فرماتے ہیں کہ بدر والوں کا عطیہ پانچ پانچ ہزار تھا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں ان کو بعد والوں پر فضیلت دوں گا۱۔ (بخاری) ان بدر والوں کے نام جو بخاری کی جامع میں بیان کئے گئے ۲۔ نبی محمد ابن عبداللہ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم ۳۔ عبداللہ ابن عثمان یعنی ابوبکر صدیق قرشی ۴۔ عمر ابن خطاب عدوی ۵۔ عثمان ابن عفان قرشی جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دختر رقیہ کی تیمارداری کے لئے پیچھے چھوڑا اور ان کے لئے حصہ الگ رکھا۶۔ علی ابن ابی طالب ہاشمی ۷۔ بلال ابن رباح یعنی ابوبکر صدیق کے غلام ۸۔ حمزہ ابن عبدالمطلب ہاشمی ۹۔ حاطب ابن ابی بلتعہ جو قریش کے حلیف تھے ۱۰۔ ابو حذیفہ ابن عتبہ ابن ربیعہ قرشی ۱۱۔ حارثہ ابن ربیعہ انصاری جو بدر کے دن شہید ہوئے ۱۲۔ اور وہ حارثہ ابن سراقہ ہیں جو او۔ پی میں مقرر تھے ۱۳۔ خبیب ۱۴۔ ابن عدی انصاری خنیس ابن حذافہ سہمی ۱۵۔ رفاعہ ابن رافع انصاری ۱۶۔ رفاعہ ابن عبدالمنذر ابو لبابہ انصاری ۱۷۔ زبیر ابن عوام قرشی ۱۸۔ زید ابن سہل یعنی ابو طلحہ انصاری ۱۹۔ ابو زید انصاری ۲۰۔ سعد ابن مالک زہری ۲۱۔ سعد ابن خولہ قرشی ۲۲۔ سعید ابن زید ابن عمرو ابن نفیل قرشی ۲۳۔ سہل ابن حنیف انصاری ۲۴۔ ظہیر

تَسْمِيَةُ مَنْ سُمِّىَ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ فِى الْجَامِعِ لِلْبُخَارِىِّ اَلنَّبِىُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْهَاشِمِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُثْمَانَ اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ الْقُرَشِىُّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْعَدَوِىُّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْقُرَشِىُّ خَلَّفَهُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ابْنَتِهِ رُقَيَّةَ وَضَرَبَ لَهُ بِسَهْمِهِ عَلِىُّ ابْنُ اَبِىْ طَالِبٍ الْهَاشِمِىُّ اِيَاسُ بْنُ بُكَيْرٍ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ مَوْلٰى اَبِىْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْهَاشِمِىُّ حَاطِبُ بْنُ اَبِىْ بَلْتَعَةَ حَلِيْفٌ لِقُرَيْشٍ اَبُوْ حُذَيْفَةَ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ الْقُرَشِىُّ حَارِثَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِىُّ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ حَارِثَةُ بْنُ سُرَاقَةَ كَانَ فِى النَّظَّارَةِ خُبَيْبُ ابْنُ عَدِىٍّ الْاَنْصَارِىُّ خُنَيْسُ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِىُّ رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعٍ الْاَنْصَارِىُّ رِفَاعَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ اَبُوْ لُبَابَةَ الْاَنْصَارِىُّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ الْقُرَشِىُّ زَيْدُ ابْنُ سَهْلٍ

marfat.com

اَبُوْ طَلْحَةَ الْاَنْصَارِیُّ اَبُوْ زَیْدِ الْاَنْصَارِیُّ سَعْدُ بْنُ مَالِكِ الزُّهْرِیُّ سَعْدُ ابْنُ خَوْلَةَ الْقُرَشِیُّ سَعِیْدُ بْنُ زَیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلِ الْقُرَشِیُّ سَهْلُ بْنُ حُنَیْفِ الْاَنْصَارِیُّ ظُهَیْرُ بْنُ رَافِعِ الْاَنْصَارِیُّ وَاَخُوْهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدِ الْهُذَلِیُّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفِ الزُّهْرِیُّ عُبَیْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ الْقُرَشِیُّ عُبَادَةُ ابْنُ الصَّامِتِ الْاَنْصَارِیُّ وَعَمْرُو بْنُ عَوْفٍ حَلِیْفُ بَنِیْ عَامِرِ بْنِ لُؤَیٍّ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الْاَنْصَارِیُّ عَامِرُ بْنُ رَبِیْعَةَ الْعَنْزِیُّ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتِ الْاَنْصَارِیُّ عُوَیْمُ بْنُ سَاعِدَ الْاَنْصَارِیُّ عِتْبَانُ بْنُ مَالِكِ الْاَنْصَارِیُّ قُدَامَةُ بْنُ مَظْعُوْنٍ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ الْاَنْصَارِیُّ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ مُعَوَّذُ بْنُ عَفْرَآءَ وَاَخُوْهُ مَالِكُ ابْنُ رَبِیْعَةَ اَبُوْ اُسَیْدِ الْاَنْصَارِیُّ مِسْطَحُ بْنُ اُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ ابْنِ عَبْدِ مَنَافٍ مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِیْعِ الْاَنْصَارِیُّ مَعْنُ بْنُ عَدِیِّ الْاَنْصَارِیُّ مِقْدَادُ بْنُ عَمْرِو الْكِنْدِیُّ حَلِیْفُ بَنِیْ زُهْرَةَ هِلَالُ بْنُ اُمَیَّةَ الْاَنْصَارِیُّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ۔

ابن رافع انصاری ۲۵۔ اور ان کے بھائی ۲۶۔ عبداللہ ابن مسعود ہذلی ۲۷۔ عبدالرحمٰن ابن عوف زہری ۲۸۔ عبیدہ ابن حارث قرشی ۲۹۔ عبادہ ابن صامت انصاری ۳۰۔ عمرو ابن عوف جو بنی عامر ابن لوی کے حلیف تھے ۳۱۔ عقبہ ابن عمرو انصاری ۳۲۔ عامر ابن ربیعہ عنزی ۳۳۔ عاصم ابن ثابت انصاری ۳۴۔ عویم ابن ساعد انصاری ۳۴۔ عتبان ابن مالک انصاری ۳۵۔ عتبان ابن مالک انصاری ۳۶۔ قدامہ ابن مظعون ۳۷۔ قتادہ ابن نعمان انصاری ۳۸۔ معاذ ابن عمرو ابن جموح ۳۹۔ معوذ ابن عفراء ۴۰۔ اور ان کے بھائی مالک ابن ربیعہ ابو اسید انصاری ۴۱۔ مسطح ابن اثاثہ ابن عباد بن عبدالمطلب ابن عبد مناف ۴۲۔ مرارہ ابن ربیع الانصاری ۴۳۔ معن بن عدی انصاری ۴۴۔ مقداد ان عمرو کندی جو بنی زہرہ کے حلیف ہیں ۴۵۔ ہلال ابن امیہ انصاری ۴۶۔ اللہ تعالٰی ان سب سے راضی رہے۔

(۵۹۹۱) ا۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المال سے جو وظیفے مقرر فرمائے تو فی انصاری پانچ پانچ ہزار درہم سالانہ تھے دوسروں کے وظیفے اس سے کم تھے اور حضرت عمر نے اس زیادتی کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ یہ حضرات درجات میں دوسروں سے افضل ہیں۔ ۲۔ اصحاب بدر تین سو تیرہ ہیں وہاں کفار ایک ہزار تھے امام بخاری نے یہاں ۴۴ حضرات کے نام ذکر کیے ہیں کچھ حضرات کے نام متفرق مقامات پر ذکر کیے اس بخاری میں ان کا تذکرہ مختلف حیثیتوں سے کیا کچھ نام بالکل ذکر نہ کیے یہ نام یکجا اس لئے ذکر کئے کہ ان ناموں کی برکت سے دعائیں قبول ہوتی ہیں اگر اصحاب بدر کے نام پڑھ کر دعائیں کی جائیں تو انشاء اللہ قبول ہوں (اشعہ) یہ نام حروف تہجی کی ترتیب سے بیان ہوئے ہیں سواء حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے۔ ۳۔ سب سے پہلے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر شریف کیا برکت کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ حضور انور اس وقت شانہ بہ شانہ سپاہیوں کے ساتھ تھے موجودہ زمانہ کی طرح نہ تھے کہ لڑتے ہیں سپاہی دور دور رہتے ہیں بڑے لوگ ۴۔ آپ کا نام شریف عبداللہ ہے لقب عتیق خطاب صدیق قرشی ہیں تیم ابن مرہ کے خاندان سے ہیں اسلام سے پہلے آپ کا نام عبد رب الکعبہ تھا۔ حضور انور نے عبداللہ رکھا (اشعہ) آپ کے والد بھی مومن صحابی ہیں ان کا نام عثمان ہے کنیت ابو قحافہ حضرت صدیق بدر کے دن حضور صلی اللہ علیہ سلم کے ساتھ سایہ کی طرح رہے بدر کی رات عریش میں آپ کی حفاظت میں رات بھر تلوار لئے عریش کے ارد گرد گھومتے رہے جدھر سے آہٹ پاتے ادھر ہی پہنچ جاتے تھے (مرقات) عریش وہ ہی جگہ ہے جہاں آج مسجد عریش ہے یہاں حضرات صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ

marfat.com

وسلم کے لئے ایک چھپر سا چھا دیا تھا۔ جہاں اللہ کے محبوب نے رات بھر دعائیں مانگی تھیں اس فقیر نے یہاں ایک رات گزاری ہے۔ ۵۔ آپ عدی ابن کعب کی اولاد سے ہیں آپ کے خاندان کا نام عدوی ہے یہ قریش کا مشہور خاندان ہے آپ کا نام عمرلقب فاروق اعظم ہے۔ آپ دراز قد خوبصورت تھے آپ کی پیش گوئی توریت میں بھی ہے قدرتی طور پر آپ کی ہیبت دلوں میں تھی آپ کی خلافت ساڑھے دس سال ہوئی تریسٹھ سال عمر شریف ہوئی آپ کے حالات شروع مرآت میں بیان ہو چکے۔ ۶۔ آپ کے حالات مذکور ہو چکے آپ حکما" بدر میں شریک ہوئے یعنی مدینہ منورہ میں آپ کا گھر آپ کے لئے بدر کا میدان بنا دیا گیا آپ کا لقب ذوالنورین ہے کیونکہ آپ کے نکاح میں حضور کی دو صاحبزادیاں تھیں رقیہ و کلثوم۔ ۶۔ آپ کے فضائل و کمالات ذروں اور تاروں کی طرح بے شمار ہیں آپ کی کنیت ابو تراب ہے لقب اسد اللہ الغالب پیر کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آئی منگل کو آپ ایمان لائے سات سال کی عمر میں پست قدم، سرخ رنگ بڑی آنکھیں گھنی داڑھی وسیع العلم نہایت بہادر دلیر زاہد و سخی تھے آپ کی خلافت پانچ سال ہے ۱۷ رمضان شریف شب جمعہ کو کوفہ میں ابن ملجم مرادی کے ہاتھوں زخمی ہوئے ۲۱، رمضان میں شہید ہوئے عمر شریف تریسٹھ سال ۷۔ آپ لیثی ہیں بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے دارارقم میں ایمان لائے ۳۴ھ میں وفات ہوئی ۸۔ آپ حضورؐ کے مؤذن خاص ہیں آپ امیہ ابن خلف کے غلام تھے آپ کو وہ سخت ایذائیں دیتا تھا فتح مکہ کے دن کعبہ کی چھت پر پہلے آپ ہی نے اذان دی دمشق میں ۲۰ھ میں وفات پائی (اشعہ) اس فقیر نے قبر انور کی زیارت کی ہے الحمد للہ ۹۔ آپ کی کنیت ابو عمارہ ہے حضور کے چچا اور رضاعی بھائی بدر میں شریک احد میں شہید ہوئے حضور سے چار سال عمر میں زیادہ تھے آپ کی والدہ کا نام ہالہ بنت وہب ہے یعنی حضرت آمنہ کی بہن فرشتوں کو دیکھا گیا کہ آپ کی میت کو غسل دے رہے ہیں اور **حنظلہ** کو بھی (اشعہ) ۱۰۔ آپ کے حالات کچھ بیان ہو چکے ہیں آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے بدر و خندق وغیرہ غزوات میں شریک ہوئے ۳۰ تیس میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ عمر پینسٹھ سال ہوئی آپ کا اہل مکہ کو خط لکھنا وہ پکڑا جانا پہلے مذکور ہو چکا ہے ۱۱۔ آپ کے نام میں اختلاف ہے مشہور یہ ہے کہ آپ کا نام ہشام ابن عتبہ ابن ربیعہ ابن عبدالشمس ہے فضلاء صحابہ میں سے ہیں۔ صاحب ہجرتین ہیں غزوہ یمامہ میں شہید ہوئے ترپن سال عمر ہوئی (اشعہ) ۱۲۔ ربیع حارثہ کی ماں کا نام شریف ہے والد کا نام سراقہ ہے آپ انصار کے پہلے شہید ہیں آج کل کی زبان میں نظارہ کا ترجمہ اوپی ہے جو جنگ میں کسی اونچی جگہ بیٹھ کر دشمن کی نگرانی کرتا ہے ۱۳۔ اور اپنی فوج کو مطلع کرتا ہے آپ اوسی ہیں بدر میں شریک ہوئے غزوہ رجیع ۳ھ میں کفار کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے انہوں نے آپ کو مکہ معظمہ لا کر بنوت حارث کے ہاتھ فروخت کر دیا آپ نے بدر کے دن بنو حارث کے سردار کو قتل کیا تھا اس کی اولاد نے آپ کو خریدا اور سولی دی آپ پہلے سولی یافتہ ہیں۔ آپ کی سولی کا واقعہ بہت مشہور ہے۔ ۱۴۔ آپ نے سولی کے وقت عرض کی کہ خدایا کوئی نہیں جو میرا سلام میرے حبیب تک پہنچا دے تو ہی پہنچا دے چنانچہ حضرت جبریل نے آپ کا سلام حضور تک پہنچایا (اشعہ) آپ کے متعلق یہ شعر ہیں۔

☆ لے سجناں میں توڑ نباہی جان دتی راہ تیرے ☆
☆ حشر دہاڑے شرماں تلیسوں رکھ لیں پردے میرے ☆
☆ مردے دیلے یار نہ ڈٹھا ایہہ افسوس ودھیرا ☆
☆ چنگا سجناں کدوں کریں گا فیر میرے ول پھیرا ☆

marfat.com

۱۵۔ آپ بی بی حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند ہیں غزوہ بدر میں شریک ہوئے احد میں زخمی ہوئے مدینہ منورہ آکر اس زخم سے وفات پائی پہلے حبشہ کے مہاجر تھے پھر مدینہ منورہ کے مہاجر ہوئے ان کی وفات کے بعد بی بی حفصہ انور کے نکاح میں آئیں (مرقات' اشعہ)۱۶۔ دونوں باپ بیٹے صحابی انصاری ہیں بدر اور تمام غزوت میں شامل رہے جنگ جمل میں حضرت علی کے ساتھ تھے امیر معاویہ کی شروع سلطنت میں فوت ہوئے ۱۷۔ ابولبابہ انہی رفاعہ کی کنیت ہے آپ انصاری ہیں بیعت عقبہ میں شریک ہوئے قوی یہ ہے کہ آپ کو بدر کے موقعہ پر مدینہ منورہ میں حفاظت کیلئے رکھا گیا مگر غنیمت سے حصہ دیا گیا۔ حضرت علی کی خلافت میں وفات ہوئی۔ ایک موقعہ پر ی اپنے کو ستون سے باندھ دیا تھا۔ اب تک اس ستون کا نام ستون ابولبابہ یا ستون توبہ ہے مسجد نبوی شریف میں ہے (اشعہ مرقات) ۱۸۔ آپ حضور کے پھوپھی زاد بھائی ہیں اور صدیق اکبر کے داماد یعنی صفیہ کے بیٹے اسماء کے خاوند جنگ جمل میں حضرت عائشہ کے ساتھ شہید ہوئے وادی سباع میں دفن ہوئے پھر وہاں سے آپ کی میت بصرہ پہنچائی گئی ان کی قبر مشہور ہے آپ کو ابن جرموز نے جو حضرت علی کا سپاہی تھا شہید کیا۔ پھر حضرت علی کو اس نے اس قتل کی بشارت دی آپ نے فرمایا تو دوزخی ہے۔ میں نے حضور کو فرماتے سنا کہ زبیر کا قاتل دوزخی ہوگا (اشعہ) ۱۹۔ آپ حضرت انس کے سوتیلے والد ام سلیم کے خاوند ہیں زید ابن سہل آپ کا نام ہے ابو طلحہ کنیت بارہا آپ کے حالات بیان ہو چکے ہیں بیعت عقبہ اور بدر وغیرہ میں شامل ہوئے۔ بڑے امیر و سخی تھے ۳۱ اکتیس میں وفات ہوئی۔ ستتر سال عمر ہوئی (مرقات) ۲۰۔ آپ قرآن کے جامع اور قرآن کے حافظ صحابی ہیں آپ کے نام میں اختلاف ہے یا سعد ابن عمر ہے یا قیس ابن سکن۔ ۲۱۔ آپ ہی کو سعد ابن وقاص کہا جاتا ہے۔ عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر اسلام لائے حضور نے آپ سے فرمایا تھا اے سعد تیر مار تجھ پر میرے ماں باپ فدا مقام عقیق میں وفات پائی مدینہ منورہ میں دفن ہوئے ۵۵ پچپن ہجری امیر معاویہ کی سلطنت میں وفات ہوئی۔ ستر سال سے زیادہ عمر ہوئی بہت ممالک اسلامیہ کے فاتح آپ ہی ہیں۔ ۲۲۔ آپ یمنی ہیں بدر میں حاضر ہوئے حجۃ الوداع میں مکہ معظمہ میں وفات پائی (اشعہ) ۲۳۔ آپ حضرت عمر کے بہنوئی ہیں آپ ہی کے ذریعہ حضرت عمر ایمان لائے مقام عقیق میں وفات پائی ۵۰ پچاس ھ میں عمر شریف ستر سال سے زیادہ ہوئی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں آپ کے والد زید ابن عمر نے حضور سے ملاقات کی ہے مگر ظہور نبوت سے پہلے انہوں نے زمانہ جاہلیت میں بتوں کے نام کے ذبیحہ نہ کھائے انہیں موحد جاہلیت کہا جاتا ہے۔ ۲۴۔ آپ اوسی ہیں بدر وغیرہ تمام غزوت میں حضور کے ساتھ رہے حضرت علی نے آپ کو مدینہ منورہ کا حاکم بنایا پھر فارس کا کوفہ میں ۸۳ میں وفات پائی حضرت علی نے آپ کی نماز پڑھائی۔ ۲۵۔ آپ اوسی ہیں بیعت عقبہ ثانیہ اور بدر وغیرہ میں حاضر ہوئے ۲۶۔ ان کے بھائی کا نام مظہر ابن رافع ہے ۲۷۔ آپ کے فضائل بے شمار ہیں پہلے ذکر ہو چکے آپ خلافت فاروقی اور شروع خلافت عثمانی میں کوفہ کے افسر مال رہے پھر مدینہ منورہ میں رجب ۳۲ میں وفات ہوئی جنت البقیع میں دفن ہوئے ساٹھ سال سے زیادہ عمر ہوئی ۲۸۔ آپ بھی عشرہ مبشرہ سے ہیں زہرہ ابن کلاب کی اولاد سے ہیں واقعہ فیل سے دس سال بعد ولادت ہوئی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ایمان لائے اولاً حبشہ کی طرف ہجرت کی احد میں بیس سے زیادہ زخم کھائے آپ کے پیچھے حضور نے فجر کی ایک رکعت پڑھی ہے غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہوئے اس کے کفارہ میں چار ہزار درہم خیرات کیے پھر چالیس ہزار دینار پھر پانچ سو گھوڑے پانچ سو اونٹ غازیوں کو دیئے حضور کی وفات کے بعد ازواج پاک کی بہت ہی خدمت کی، آپ کی چار بیویاں تھیں انہیں دس ہزار دینار میراث ملی خلافت عثمان میں وفات ہوئی (اشعہ) ۲۹۔ آپ کی کنیت ابو الحارث ہے قدیم الاسلام ہیں بدر کے دن ولید ابن عتبہ کو آپ نے للکار کر مقابلہ میں بلایا اور

marfat.com

دونوں ایک دوسرے کے وار سے فوت ہوئے (اشعہ) ۳۰۔ آپ مشہور صحابی ہیں انصار کے نقیب تھے۔ دونوں بیعت عقبہ میں شریک ہوئے۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جامعین قرآن میں سے ہیں بیت المقدس میں وفات پائی بیاسی سال عمر ہوئی ۳۱۔ آپ قدیم الاسلام ہیں آپ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی **تولوا واعینھم تفیض من الدمع** مدینہ منورہ میں رہے۔ امیر معاویہ کے آخری زمانہ میں وفات ہوئی۔ ۳۲۔ آپ کی کنیت ابو مسعود انصاری ہیں بدری ہیں مشہور صحابی ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ آپ کا گھر بدر میں تھا غزوہ بدر میں شریک نہ ہوئے لہٰذا لفظ بدری سے امام بخاری کو دھوکا ہوا واللہ اعلم ۴۱ اکتالیس میں وفات ہوئی (مرقات و اشعہ) ۳۳۔ آپ قبیلہ بنی عنزہ سے ہیں عنزہ آپ کے خاندان کے مُورث اعلیٰ کا نام ہے صاحب ہجرتین ہیں تمام غزوات میں شریک ہوئے ۳۲ بتیس میں وفات پائی۔ ۳۴۔ آپ کی کنیت ابو سلیمان ہے انصاری ہیں بدر میں شریک ہوئے غزوہ رجیع میں آپ ہی کا واقعہ ہے کہ مشرکین نے جب آپ کا سر کاٹنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی لاش کی حفاظت کرنے کے لئے شہد کی مکھیاں اس پر بھیج دیں۔ جس سے مشرکین آپ کی لاش تک نہ پہنچ سکے پھر لاش مبارک کو سیلاب بہا کر لے گیا۔ آپ کی قبر کہیں نہیں بنی بنو لحیان نے آپ کو شہید کیا تھا (مرقات، اشعہ) ۳۵۔ آپ انصاری اوسی ہیں بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ آپ کی وفات بعض کہتے ہیں کہ حضور انور کی حیات شریف میں ہی ہو گئی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کے بعد ۶۶ چھیاسٹھ سال عمر پائی (اشعہ) ۳۶۔ آپ خزرجی اوسی ہیں بدر میں حاضر ہوئے باوجودیکہ نابینا تھے آپ ہی کا یہ واقعہ ہے کہ آپ نے عرض کیا تھا کہ میں اپنی معذوری کی وجہ سے مسجد مقدس میں حاضر نہیں ہو سکتا ہوں۔ حضور میرے گھر تشریف لا کر ایک گوشہ میں دو رکعت ادا فرمالیں تاکہ میں وہاں نماز پڑھا کروں وہ جگہ مسجد خانہ بنالوں حضور انور نے قبول فرمایا تھا۔ آپ کی وفات امیر معاویہ کے زمانہ میں ہوئی رضی اللہ عنہ (اشعہ) ۳۷۔ آپ حضرت عبداللہ ابن عمر کے ماموں ہیں دو ہجرتوں والے ہیں بدر اور تمام غزوات میں شریک ہوئے حضرت عمر نے آپ کو بحرین کا حاکم مقرر فرمایا معزول پھر فرما دیا۔ ۶۸ ارسٹھ سال عمر پائی ۳۶ چھتیس میں وفات ہوئی (اشعہ) ۳۸۔ آپ حضرت ابو سعید خدری کے اخیافی بھائی ہیں بیعت عقبہ اور بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے ۲۳ تیس ہجری میں وفات ہوئی حضرت عمر نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی (مرقات) ۳۹۔ آپ خزرجی انصاری ہیں بیعت عقبہ اور بدر وغیرہ میں شریک ہوئے آپ ہی نے معاذ ابن عفراء کے ساتھ مل کر ابوجہل کو قتل کیا آپ نے ابوجہل کا پاؤں کاٹ کر اسے زمین پر گرایا عکرمہ ابن ابوجہل نے آپ ہی کا ہاتھ کاٹ دیا۔ جو بعد میں حضور نے اپنے لعاب شریف سے جوڑ دیا۔ ۴۰۔ آپ معاذ کے بھائی ہیں عفراء آپ کی ماں کا نام ہے جب ابوجہل زمین پر گر گیا تو اس کی گردن آپ نے کاٹی۔ پھر وہ سسک رہا تھا کہ اس کا خبیث کا سر حضرت عبداللہ ابن مسعود نے تن سے جدا کیا۔ غرضیکہ ابوجہل کے قتل میں تین صحابہ کی جماعت شریک ہوئی اللہ نے اس عظیم الشان کار خیر میں ایک جماعت کو حصہ دیا ان کے ایک بھائی عوف ہیں جو بدر میں شہید ہوئے (مرقات) ۴۱۔ یہ بھی حضرت معاذ و معوذ کے بھائی ہیں ان تینوں کی ماں عفراء بنت عبید ابن علبہ ہیں آپ بدر و احد اور تمام غزوات میں شامل ہوئے ۶۰ ساٹھ میں وفات پائی ۷۷ ستتر سال عمر ہوئی آخر میں نابینا ہو گئے تھے سب سے آخری بدری آپ ہی فوت ہوئے آپ کی وفات سے زمین اہل بدر صحابہ سے خالی ہو گئی (اشعہ و مرقات) مالک نام ہے اور ابو اسید کنیت ہے۔ ۴۲۔ آپ کا نام عوف ہے مسطح آپ کا لقب ہے بدر، احد اور تمام غزوات میں شریک ہوئے ام المومنین عائشہ صدیقہ کو تہمت میں آپ بھی شریک ہو گئے تھے آپ کی تہمت کی سزا اسی کوڑے لگائے گئے۔ جب آپ کا وظیفہ حضرت ابوبکر صدیق نے بند فرما دیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی **ولا یاتل اولو الفضل منکم والسعۃ ان**

marfat.com

یوتوا اولی القربی تب آپ نے وظیفہ جاری کر دیا اسی آیت میں حضرت صدیق کو اولوالفضل یعنی بعد رسول ساری مخلوق سے افضل فرمایا گیا ہم نے عرض کیا ہے۔

☆ تیرے مداح نبی تیرا ثنا گو اللہ ☆ حق اولو الفضل کہے اور پیمبر صدیق ☆

مسطح کی وفات ۳۴ھ میں ہوئی ۵۶ سال عمر پائی (مرقات وغیرہ) ۴۳۔ آپ انصاری عامری ہیں تیسرے وہ ہیں جو غزوہ تبوک سے رہ گئے تھے۔ جن کا بائیکاٹ کیا گیا تھا پھر ان کی توبہ رب نے قبول فرمائی **وعلی الثلثۃ الذین خلفوا حتی اذا ضاقت علیہم الارض** وہ تین حضرات حضرت کعب ابن مالک ہلال ابن امیہ مرارہ ابن ربیع ہیں اسی آیت کی وجہ سے سورۃ کا نام سورہ توبہ ہے۔ ۴۴۔ آپ بدری صحابی ہیں تمام غزوات میں شریک ہوئے خلافت صدیقی میں غزوہ یمامہ میں شریک ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حضرت زید ابن خطاب کا بھائی بنایا یہ دونوں ایک ہی دن میں شہید ہوئے۔ ۴۵۔ مقداد کے والد عمرو نے قبیلہ بنی کندہ سے معاہدہ کیا تھا ان کے حلیف تھے اس لئے انہیں کندی کہا جاتا ہے حضرت مقداد نے مقام جرف میں وفات پائی یعنی مدینہ منورہ سے تین میل دور وہاں سے آپ کی میت جنت البقیع میں لائی گئی جہاں آپ دفن ہوئے ۳۳ھ تینتیس میں وفات ہوئی ستر سال عمر پائی ۴۶۔ آپ ہی تیسرے وہ صاحب ہیں جو غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہو سکے انہوں نے ہی اپنی بیوی کو شریک ابن سحماء سے تہمت لگائی تھی اور لعان کیا تھا۔ یہ کل پینتالیس نام ہوئے۔ ان ناموں کی توسل سے جو دعا مانگی جاوے ان شاء اللہ قبول ہو گی۔ بعض عارفین اصحاب بدر کے نام کے وظیفے پڑھتے ہیں۔

بَابُ ذِكْرِ الْيَمَنِ وَالشَّامِ وَذِكْرِ أُوَيْسٍ الْقَرَنِيِّ

یمن اور شام کا ذکر اور اویس قرنی کا تذکرہ

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

پہلی فصل

یمن یا تو بنا ہے یمین سے ۔بمعنی داہنی جانب بائیں کی مقابل، چونکہ یہ مکہ معظمہ سے داہنی طرف ہے اسی لئے اس علاقہ کو یمن کہا جاتا ہے یا بنا ہے یمن ۔بمعنی برکت سے چونکہ یہ متبرک علاقہ ہے لہٰذا یمن کہا جاتا ہے۔ یہ علاقہ عرب کا پانچواں صوبہ ہے آج کل اس کا دارالخلافہ عدن ہے۔ شام اس علاقہ کا نام ہے جو فلسطین سے متصل ہے اس کا دارالخلافہ آج کل دمشق ہے۔ یا تو شام مقابل ہے۔ یمن کا ۔بمعنی بائیں جانب چونکہ یہ مکہ معظمہ سے بائیں طرف ہے لہٰذا شام کہلاتا ہے یا سام ابن نوح علیہ السلام کی طرف نسبت ہے استعمال میں بجائے سام کے شام ہو گیا اس زمین میں کچھ سفید سرخ کالے نشانات ہیں جیسے جسم پر تل عربی میں تل کو شامہ کہتے ہیں ان وجوہ سے اسے شام کہتے ہیں یہاں یمن اور شام کے ذکر سے مراد مطلقاً ان کا ذکر ہے۔ خواہ اس سرزمین کا ذکر ہو یا وہاں کے باشندوں کا۔ بعض لوگ قرن سے مراد وہ جگہ سمجھے ہیں جو نجد والوں کا میقات یعنی جاء احرام ہے جسے قرنی منازل کہتے ہیں۔ مگر یہ غلط ہے وہ قرن تو طائف کے پاس ہے۔ حضرت اویس جہاں رہتے تھے وہ

marfat.com

قرن یمن کی ایک بستی ہے جو قرابن رومان ابن ناجیہ ابن مراد نے بسائی یہ قرن حضرت اویس کے مورث اعلیٰ تھے۔

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا يَّاْتِيْكُمْ مِّنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهٗ اُوَيْسٌ لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ اُمٍّ لَّهٗ قَدْ كَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَدَعَا اللّٰهَ فَاَذْهَبَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّيْنَارِ اَوِ الدِّرْهَمِ فَمَنْ لَقِيَهٗ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ خَيْرَ التَّابِعِيْنَ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهٗ اُوَيْسٌ وَّلَهٗ وَالِدَةٌ وَّكَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَمُرُوْهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۹۹۲) روایت ہے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس یمن سے ایک صاحب آئیں گے جنہیں اویس کہا جاتا ہے ۱۔ انہیں یمن میں صرف ان کی ماں ہی روکے ہوئے ہے ان کو برص کی سفیدی تھی تو انہوں نے اللہ سے دعا کی اللہ نے وہ دور کر دی سوا دینار یا درہم کی جگہ کے تو تم میں سے جو ان سے ملے تو وہ اس کے لئے دعا مغفرت کریں ۲۔ اور ایک روایت میں ہے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ تابعین میں بہترین وہ صاحب ہیں جنہیں اویس کہا جاتا ہے ۳۔ ان کی ایک ماں ہیں انہیں برص کی سفیدی تھی ان سے عرض کرنا کہ وہ تمہارے لئے دعاء مغفرت کریں۔ ۴۔ (مسلم)

(۵۹۹۲) ۱۔ آپ اویس ابن عامر ہیں پہلے مراد میں پھر قرن میں رہے اس لئے آپ کو مرادی قرنی کہا جاتا ہے آپ نے حضور انور کا زمانہ پایا۔ مگر آپ کی والدہ کے پاس کوئی خدمت گار نہ تھا اس لئے ماں کو چھوڑ کر حاضر خدمت نہ ہوئے آپ کے بائیں پہلو پر برص کا سفید داغ تھا۔ جو آپ کی بارہا دعا سے تھوڑا سا رہ گیا تھا آپ خلافت فاروقی میں حج کو آئے پھر حضرت عمر نے پوچھا کہ آپ کہاں رہنا پسند کرتے ہیں عرض کیا کہ کوفہ میں چنانچہ آپ عرصہ تک کوفہ میں رہے جنگ نہاوند یا جنگ صفین میں شہید ہوئے اکمال نے صفین فرمایا ہے مگر اشعۃ اللمعات نے نہاوند کو ترجیح دی ہے۔ ۲۔ چونکہ حضرت اویس قرنی حضرت عمر کے زمانہ ہی میں حج کو آنے والے تھے اس لئے اس علیم و خبیر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر ہی سے یہ فرمایا مگر فرمایا یہ کہ تم صحابہ میں سے جو بھی اویس کو پائے وہ اپنے لئے ان سے دعا کرائے اس سے معلوم ہوا کہ افضل بھی مفضول صالح سے دعا کرائے حضرات صحابہ جناب اویس سے کہیں افضل ہیں مگر ان حضرات کو جناب اویس سے دعا کرانے کا حکم دیا گیا۔ ایک بار حضور انور نے حضرت عمر سے جب کہ وہ عمرہ کرنے مکہ معظمہ جا رہے تھے فرمایا تھا کہ مجھے اپنی دعا میں نہ بھولنا۔ ۳۔ امام احمد نے فرمایا کہ افضل تابعین جناب سعید ابن مسیب ہیں اور بعض کے نزدیک حضرت اویس قرنی ہیں ان حضرات کی دلیل یہ حدیث ہے بعض فرماتے ہیں کہ حضرت سعید ابن مسیب علوم شرعیہ میں افضل ہیں اور حضرت اویس عشق رسول کے لحاظ سے افضل لہذا یہاں حدیث میں دوسری افضلیت مراد ہے۔ (مرقات) ۴۔ حضرت اویس قرنی کے فضائل کے متعلق بہت احادیث وارد ہیں چنانچہ امام سیوطی نے جمع الجوامع میں ان کے فضائل کی بہت احادیث جمع فرمائی ہیں ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ابو نعیم نے حلیہ میں بیہقی نے دلائل میں ابو یعلیٰ نے اور ابن مندہ نے بہت احادیث اس قسم کی نقل فرمائی ہیں ہم صرف چند حدیثیں نقل کرتے ہیں۔ نمبر ا ابن عساکر نے بروایت سعید ابن مسیب حضرت عمر فاروق سے روایت کی کہ ایک دفعہ حضور انور نے مجھ سے فرمایا میری امت میں ایک شخص اویس قرنی ہے ان کے

marfat.com

جسم پر برص کا داغ تھا ان کی دعا سے وہ درست ہوا تھوڑا سا باقی رہا اگر ان سے تمہاری ملاقات ہو تو ان کو میرا اسلام پہنچانا اور ان سے اپنے لئے دعا کرانا وہ اللہ کے نزدیک بڑے درجہ والے ہیں اگر وہ رب پر قسم کھالیں تو رب ان کی قسم پوری فرمادے وہ میری امت کی شفاعت کریں گے ان کی شفاعت سے قبیلہ ربیعہ اور مضر کی عمر برابر لوگ بخشے جائیں گے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کی حیات میں پھر حضرت صدیق کی خلافت میں تلاش کیا مگر نہ پایا میں نے انہیں اپنی خلافت کے زمانہ میں پایا یہ حدیث بہت دراز ہے (اشعہ) نمبر ۲ ابن عساکر نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت کی حضرت عمر بہت روز تک حضرت اویس کی آمد کے منتظر رہے حجاج میں تلاش کرتے تھے ایک بار آپ کو پتہ لگا کہ مراد سے حجاج کا قافلہ آیا ہے آپ اور حضرت علی اس قافلہ میں پہنچے پوچھا کیا تم میں اویس نامی کوئی شخص ہے ایک شخص نے کہا کہ میرا ایک بھتیجا ہے۔ بہت کمزور و غریب انہوں نے فرمایا ہم اس کی تلاش میں ہیں کہا وہ عرفات کے قریب قافلہ کے اونٹ چرا رہے ہیں یہ دونوں حضرات وہاں ہی پہنچے ان سے ملاقات ہوئی فرمایا کیا تم اویس ہو کہا ہاں کیا تم قرنی مرادی ہو فرمایا ہاں کیا تمہارے پہلو پر برص کے داغ کا کچھ بقیہ ہے فرمایا ہاں کہا ہم کو دکھایئے انہوں نے کرتہ اٹھا کر داغ دکھایا حضرت عمر و علی دونوں نے دوڑ کر اس داغ کے بوسے لئے پھر فرمایا کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام فرمایا ہے اور ہم کو دعا کرانے کا حکم دیا ہے آپ ہم دونوں کے لئے دعا کریں اولا" اویس نے معذرت کی مگر پھر دعا کی (اشعہ) ہم نے بعض بزرگوں کو فرماتے سنا کہ بعض صحابہ نے حضرت اویس سے کہا کہ تم نے حضور انور کا زمانہ پایا مگر زیارت نہ کی بولے کیا تم نے زیارت کی ہے فرمایا ہاں کہا بتاؤ محبوب کے سر داڑھی اور ریش بچی میں کتنے کتنے بال سفید تھے صحابی نے کہا ہم نے شمار نہیں کئے فرمایا مجھ سے پوچھ لو میں نے گن لئے ہیں سر شریف میں چودہ بال سفید تھے ڈاڑھی مبارک میں پانچ ریش بچی میں ایک۔ واللہ اعلم ہم نے عرض کیا ہے۔

☆ گو میسر نہیں سالک کو حضور بدنی ☆ روح حاضر ہے مگر مثل اویس قرنی ☆
☆ جسم ہندی ہے مرا جان ہے میری مدنی ☆ یا خدا دور کسی طرح ہو بعد بدنی ☆

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَاكُمْ اَهْلُ الْیَمَنِ هُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً وَاَلْیَنُ قُلُوْبًا اَلْاِیْمَانُ یَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ یَمَانِیَةٌ وَالْفَخْرُ وَالْخُیَلَاءُ فِیْ اَصْحَابِ الْاِبِلِ وَالسَّكِیْنَةُ وَالْوَقَارُ فِیْ اَهْلِ الْغَنَمِ۔

(۵۹۹۳) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرمایا تمہارے پاس یمن والے آئے ا۔ یہ لوگ طبیعت کے ملائم اور دلوں کے نرم ہیں ۲۔ پیارا ایمان یمنی ہے اور حکمت یمنی ہے ۳۔ اور فخر و تکبر اونٹ والوں میں ہے ۴۔ اور سکون و وقار بکری والوں میں ہے ۵۔ (مسلم بخاری)

(۵۹۹۳) ا۔ یہ فرمان عالی جب ہوا جبکہ حضرت ابو موسیٰ اشعری اور ان کے رفقاء یمن سے حضور انور کی خدمت میں وفد بن کر آئے تھے (اشعہ) ۲۔ فواد اور قلب ان میں بہت طرح فرق کیا گیا ہے۔ قلب پورے دل کو کہتے ہیں فواد دل کے اندرونی حصہ کو قلب دل کو کہتے ہیں فواد دل سے اوپری غلاف کو یہ غلاف اگر باریک ہو تو نصیحت جلد قبول کرلیتا ہے اس لئے افئدہ کے لئے ارق ارشاد ہوا۔ معنی باریک اور قلب کے لئے الین فرمایا گیا یعنی نرم قلب اور فوادیوں ہی رقت ولین ان کے متعلق صوفیاء کرام کے عجیب عجیب اقوال ہیں اس کی کچھ بحث ہم نے تفسیر نعیمی **ختم اللہ علی قلوبہم** کی تفسیر میں کی ہے یعنی یمن والے نرم ملائم طبیعت والے ہوتے ہیں ان میں احکام الٰہیہ قبول کرنے کا مادہ زیادہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ زمین کے طبقات کا اثر لوگوں کی

marfat.com

طبیعتوں پر پڑتا ہے کسی جگہ کے لوگ بہت نرم دل ہوتے ہیں جیسے یمنی اور کسی جگہ کے لوگ بہت سخت دل جیسے بحد۔ ۳۔ یعنی بمقابلہ مشرقی بحدیوں کے مجھے یمن کے لوگوں کا ایمان ان کا علم بہت پیارا ہے یہاں حجاز اور حضرات صحابہ کے مقابل یہ فرمان نہیں ہے (از اشعہ) یعنی یمنی لوگوں کے دل ایمان' عرفان' حکمت کی کان ہیں ان کے مقابل لوگوں کا ذکر آگے آرہا ہے الحمد للہ کہ اہل سنت کے عقائد کے امام ابو موسیٰ اشعری ہیں جو یمنی ہیں انہی کے متبعین اشاعرہ کہلاتے ہیں (دیکھو اشعہ) مرقات نے فرمایا کہ یہ فرمان عالی اس زمانہ کے یمنی لوگوں کے متعلق ہے۔ ۴۔ یعنی جو لوگ اونٹ گھوڑے پالنے' چرانے ان کی تجارت میں بہت مشغول رہتے ہیں ان میں عموماً غرور و تکبر پیدا ہو جاتا ہے کہ یہ قیمتی مال ہے ان کا مالک اپنے کو بڑا امیر خیال کرتا ہے دوسروں کو ذلیل ۵۔ یعنی جو لوگ بکریاں پالتے ان کی تجارت کرتے ہیں وہ عموماً بمقابلہ اونٹ والوں گھوڑے والوں کے دل کے نرم ہوتے ہیں ان میں تکبر و غرور نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوا کہ جانوروں کی صحبت بھی انسان پر اثر کرتی ہے جب جانوروں کی صحبت اثر کرتی ہے تو کفار اور مومنوں کی صحبت میں بھی ضرور اثر ہوگا۔ (مرقات' اشعہ)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ وَالْفَدَّادِيْنَ أَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِيْنَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(۵۹۹۴) روایت ہے انہیں سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کفر کا سرا مشرق کی طرف ہے ۱۔ اور فخر و غرور سے رہنے والے اونٹ گھوڑے والوں میں ۲۔ اور خیمہ میں رہنے والے شور مچانے والوں میں ۳۔ اور اطمینان بکری والوں میں ہے ۴۔ (مسلم بخاری)

(۵۹۹۴) ۱۔ مشرق سے مراد یا تو ملک فارس ہے یا مدینہ منورہ کا شرقی علاقہ جہاں سے دجال نکلے گا یا اس سے مراد بحد کا علاقہ ہے کہ وہاں سے فرقہ وہابیہ پیدا ہوا۔ (مرقات اشعہ) بحدیوں سے اسلام کو بڑے نقصانات پہنچے ان کے حملے اہل اسلام پر ہوئے ۲۔ گھوڑے والوں اونٹ والوں کے معنی ابھی عرض کئے گئے یہاں مرقات نے فرمایا کہ اکثر انسان جب گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں تو دل میں کچھ فخر آجاتا ہے (مرقات) غالباً یہاں نفسانی لوگ مراد ہوں گے ورنہ گھوڑے اور اونٹ کی سواری سنت ہے رب فرماتا ہے **واعد والهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل**۔ ۳۔ وبر کہتے ہیں بھیڑ کی اون کو یہاں مراد اونی خیمے ہیں بدوی لوگ اکثر جنگلوں میں اونی خیموں میں رہتے ہیں اہل دبر سے وہ ہی مراد ہیں فداد ، بمعنی شور مچانے والا یعنی بدوی اور بادیہ نشیں لوگوں میں فخر و تکبر زیادہ ہوتا ہے جو خیموں میں جنگل میں رہتے ہیں جانور چراتے ہیں ان کے پیچھے شور مچاتے ہیں ان تک علم کی روشنی بہت کم پہنچتی ہے اب بھی عرب کے بادیہ نشین بدویوں میں یہ دیکھا جا رہا ہے۔ ۴۔ اس لئے اکثر انبیاء کرام نے بکریاں چرائی ہیں اس سے ملک رانی سیکھنے میں مدد بھی ملتی ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِلَظُ الْقُلُوْبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْإِيْمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

(۵۹۹۵) روایت ہے حضرت جابر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دلوں کی سختی اور ظلم مشرق میں ہے ۱۔ اور ایمان حجاز والوں میں ہے ۲۔ (مسلم)

(۵۹۹۵) ۱۔ یعنی عرب کا جو علاقہ مدینہ منورہ سے جانب مشرق ہے' بحد' وہاں کے لوگوں کے دل سخت ہیں وہ لوگ ظالم ہیں۔ ۲۔

marfat.com

حجاز وہ علاقہ ہے جس میں مکہ معظمہ مدینہ منورہ طائف خیبر وغیرہ واقع ہیں اس علاقہ کے خصوصًا مدینہ منورہ کے لوگ بہت کامل الایمان ہیں۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِي نَجْدِنَا قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِي نَجْدِنَا فَاَظُنُّهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

(۵۹۹۶) روایت ہے حضرت ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے الٰہی ہم کو ہمارے شام میں برکت دے۱۔ الٰہی ہمارے یمن میں برکت دے۲۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور ہمارے نجد میں۳۔ فرمایا الٰہی ہم کو ہمارے شام میں برکت دے الٰہی ہم کو ہمارے یمن میں برکت دے۴۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اور ہمارے نجد میں مجھے خیال ہے کہ تیسری بار میں فرمایا ۵۔ کہ وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے۶۔ اور وہاں شیطانی گروہ نکلے گا۷۔ (بخاری)

(۵۹۹۶) ۱۔ یعنی خدایا ہمارے شام کے مسلمانوں کے دین و دنیا میں برکتیں عطا فرما شام کو یمن پر اس لئے مقدم فرمایا کہ شام ہی میں قیامت قائم ہوگی وہ ہی فلسطین سے متصل ہے اور فلسطین میں بیت المقدس 'عمان' وغیرہ واقع ہیں چہل ابدال وہاں ہی رہتے ہیں بعض لوگوں نے کہا ہے کہ مدینہ منورہ بھی شام ہی کا ایک شہر ہے بہرحال شام بہت افضل علاقہ ہے۔ ۲۔ یمن حضرت اویس قرنی کا وطن ہے وہاں کا ایمان وہاں کی حکمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے۔ بعض لوگوں نے فرمایا کہ مکہ معظمہ یمن کا ایک شہر ہے یمن ولیوں کا علاقہ ہے۔ اہل مدینہ کے لئے اکثر غلہ دانہ یمن سے آیا کرتے ہیں۔ (مرقات) ۳۔ اس عرض میں درخواست دعا ہے یعنی یا حبیب اللہ ہمارے نجد کے لئے بھی برکت کی دعا کریں۔ ۴۔ مکہ معظمہ حضور کی ولادت گاہ ہے مدینہ منورہ حضور کی دفن گاہ ہے یہ دونوں شہر یمن اور شام سے خاص تعلق رکھتے ہیں اس لئے خاص طور پر ان دونوں علاقوں کے لئے خصوصیت سے دعائیں فرمائی جارہی ہیں (مرقات) ۵۔ یعنی مجھے اس میں شک ہے کہ حضور انور نے دوسری بار میں یہ اگلا کلام ارشاد فرمایا یا تیسری بار میں اس فرمان عالی میں تردد و شک نہیں ہے بلکہ اس میں تردد ہے کہ کس وقت فرمایا ۶۔ نجد عرب کا پانچواں مشہور صوبہ ہے یہ ایسا منحوس خطہ ہے کہ حضور رحمت عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی دعا سے محروم رہا دعا بھی ایسے جوش کے وقت کی یعنی نجد کا خطہ میری دعا کے لائق نہیں اس خطہ کے مقدر میں فتنے زلزلے ہیں چنانچہ پہلے خوارج اور مرتدین نجد سے نکلے پھر عراق سے پھر فارس پھر خراسان سے پھر تاتار سے (حاشیہ اشعۃ اللمعات) زلزلے سے مراد ظاہر زلزلے بھی ہیں اور دلوں کے زلزلے انقلاب بھی (مرقات) ۷۔ قرن کے بہت معنی ہیں ساتھی سینگ گروہ یہاں بمعنی گروہ ہے۔ حضور فرماتے ہیں خیر القرون قرنی یعنی نجد سے شیطانی گروہ نکلے گا چنانچہ وہاں سے عبدالوہاب نجدی اور اس کے متبعین یعنی وہابی فرقہ نکلا جس کے فتنے آج بھی دنیا کو ہلائے ڈالتے ہیں بعض وہابی کہتے ہیں کہ یہاں نجد سے مراد کوئی اونچی جگہ ہے۔ یہ مشہور علاقہ مراد نہیں یہ تاویل ایسی ہے جیسے مرزا قادیانی کہتا ہے کہ یاتی من بعدی اسمہ احمد میں احمد سے مراد میں غلام احمد ہوں یا مسیح سے مراد ہیں مسیح قادیاں جو میں ہوں جیسے وہ تحریف ہے ایسے ہی یہ تحریف ہے جب یمن و شام سے خاص علاقے مراد ہیں یعنی مشہور شام یمن ہیں ایسے ہی نجد سے مراد بھی وہ

marfat.com

ہی مشہور علاقہ ایسے معانی کرنے سے قرآن و حدیث سے ایمان اٹھ جاوے گا **اقیموا الصلوۃ** سے دعا مراد لے لو۔ **اتوا الزکوۃ** میں زکوۃ سے مراد صفائی پاکی لے لو سارے شرعی احکام ختم ہو جائیں گے نعوذ باللہ یا قرن ۔ معنی شیطان کا سینگ ہے ۔ یطلع سے یہی معلوم ہوتا ہے بجدیوں کو شیطان کا سینگ فرمانے کی تین وجہیں ہیں۔ نمبر ۱ سینگ والے جانور کے سارے جسم سے سخت تر سینگ ہی ہوتے ہیں یہ ٹولہ بھی انبیاء اولیاء کی عداوت میں شیطان سے سخت ہے کیونکہ شیطان نے کہا تھا کہ میں سب کو بہکاؤں گا سوا تیرے محبوبوں کے عبادک منہم المخلصین مگر یہ فرقہ ہمیشہ نبیوں ولیوں کے پیچھے ہی پڑا رہتا ہے نمبر ۲ ہمیشہ سینگ والا جانور سینگوں ہی سے لڑتا ہے کہ سامنے والے کے مقابل سینگ کرتا ہے خود پیچھے سے سینگوں پر زور لگاتا ہے **توزھم ازا** نمبر ۳ سینگ والا جانور جب کسی گھر میں گھستا ہے تو پہلے سینگ داخل کرتا ہے باقی اعضاء بعد میں شیطان دوزخ میں پہلے ان کو داخل کرے گا پیچھے خود جائے گا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

دوسری فصل

وَعَنْ اَنَسٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ قِبَلَ الْیَمَنِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَقْبِلْ بِقُلُوْبِهِمْ وَبَارِكْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَمُدِّنَا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(۵۹۹۷) روایت ہے حضرت انس سے وہ جناب زید ابن ثابت سے راوی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف سے نظر کی پھر فرمایا الٰہی ان کے دل ادھر لگا دے ۱ے اور ہم کو ہمارے صاع میں اور ہمارے مد میں برکت دے ۲ے (ترمذی)

(۵۹۹۷) ۱ے یعنی اہل یمن کے دلوں میں ہماری محبت پیدا فرمادے انہیں ایمان کی دولت سے مالا مال کر دے اہل مدینہ پر رزق کی تنگی تھی یمن میں دانے پھل کثرت سے تھے ان کے ادھر آنے سے اہل مدینہ کو دنیاوی فائدے تھے اور انہیں دینی فائدے اس لئے یہ دعا فرمائی (مرقات اشعہ) ۲ے یعنی یمن میں ہمارے لئے مد و صاع میں برکت دے خیال رہے کہ چار مد کا ایک صاع ہوتا تھا اور وہ صاع قریبا ساڑھے چار سیر کا لہذا ایک سیر سے کچھ زیادہ کا ہوا بہرحال اس سے مراد ہے وہاں کے رزق میں برکت۔

وَعَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طُوْبٰی لِلشَّامِ قُلْنَا لِاَیٍّ ذٰلِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لِاَنَّ مَلٰٓئِکَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ اَجْنِحَتَهَا عَلَیْهَا۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ)

(۵۹۹۸) روایت ہے حضرت زید ابن ثابت سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کو خوشخبری ہو ہم نے عرض کیا ۱ے یارسول اللہ یہ کس لئے فرمایا اس لئے کہ اللہ کے فرشتے اس پر اپنے پر بچھائے ہوئے ہیں ۲ے (احمد، ترمذی)

(۵۹۹۸) ۱ے ایک روایت میں ہے کہ الٰہی مکہ کے لئے تیرے خلیل نے دعا کی مدینہ کے لئے تیرے حبیب دعا کرتے ہیں کہ یہاں کے صاع و مد میں مکہ سے دگنی برکتیں عطا فرما (مرقات) ممکن ہے کہ بارک لنا میں بھی اہل مدینہ کے ناپ تول میں برکت مراد ہو ۲ے چونکہ چالیس ابدال ہمیشہ شام کے شہر دمشق میں رہیں گے اس لئے وہاں فرشتے حفاظت کے لئے مقرر ہیں معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی برکت سے ملک میں حفظ و امان رہتی ہے خیال رہے کہ اس سے یہ لازم نہیں کہ شام میں کبھی کسی کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی ہاں دوسرے مقامات سے کم یا وہاں کفر و گناہ کم ہوں گے جیسے ہر انسان کے ساتھ حفاظتی فرشتے رہتے ہیں۔ مگر پھر بھی انسان کو تکلیف

marfat.com

پہنچ جاتی ہے کہ یہ تکلیف رب تعالیٰ کے حکم سے آتی ہے اس وقت فرشتے حفاظت نہیں کرتے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَخْرُجُ نَارٌ مِّنْ نَحْوِ حَضْرَمَوْتَ اَوْ مِنْ حَضْرَمَوْتَ تَحْشُرُ النَّاسَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۵۹۹۹) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حضرموت کی طرف سے ایک آگ نکلے گی اے جو لوگوں کو جمع کردے گی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو حضور کیا حکم دیتے ہیں فرمایا تم شام کو اختیار کرنا ۲۔ (ترمذی)

(۵۹۹۹) اے حضرموت یمن کا ایک مشہور شہر ہے وہاں کے ایک قبیلہ کا نام بھی حضرموت ہے یہاں شہر حضرموت مراد ہے غالبًا یہ واقعہ قریب قیامت ہوگا ظاہر یہ ہی ہے کہ آگ سے مراد یہ ہی محسوس آگ ہے اور اس آگ کا نکلنا قیامت کی علامتوں میں سے ایک بڑی علامت ہے اور ہو سکتا ہے کہ آگ سے مراد فتنہ وفساد کی آگ ہو اور اس سے کوئی خاص فتنہ مراد ہو جو لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے یہ بھی قریب قیامت ہی ہوگا (مرقات) اشعہ) ۲۔ اگر پہلی خبر میں آگ سے مراد مخصوص آگ ہے تب مطلب یہ ہوگا کہ تم اس وقت ملک شام چلے جانا کیونکہ وہ آگ سب لوگوں کو شام میں لے جاوے گی جہاں قیامت قائم ہوگی تم اس افراتفری سے وہاں نہ پہنچنا پہلے ہی آرام سے پہنچ جانا اور اگر آگ سے مراد فتنہ وفساد کی آگ تھی تو اس فرمان عالی کا مطلب یہ ہوگا کہ تم ایسے موقعہ پر ملک شام کے علماء کے عقائد ان کے سے اعمال اختیار کرنا کہ اس وقت وہ لوگ حق اور ایمان کی کسوٹی ہوں گے یا اس فتنہ وفساد میں تم شام میں رہنا کہ اس وقت شام کی حفاظت فرشتے کرتے ہوں گے (اشعہ)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ هِجْرَةٌ بَعْدَ هِجْرَةٍ فَخِيَارُ النَّاسِ اِلٰى مُهَاجَرِ اِبْرَاهِيْمَ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَخِيَارُ اَهْلِ الْاَرْضِ اَلْزَمُهُمْ مُهَاجَرَ اِبْرَاهِيْمَ وَيَبْقٰى فِي الْاَرْضِ شِرَارُ اَهْلِهَا تَلْفِظُهُمْ اَرْضُوْهُمْ تَقْذَرُهُمْ نَفْسُ اللّٰهِ تَحْشُرُهُمُ النَّارُ مَعَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيْرِ تَبِيْتُ مَعَهُمْ اِذَا بَاتُوْا وَتَقِيْلُ مَعَهُمْ اِذَا قَالُوْا۔ (رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)

(۶۰۰۰) روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص سے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عنقریب ہجرت کے بعد ہجرت ہوگی اے تو لوگوں میں بہتر وہ ہے جو حضرت ابراہیم کی ہجرت گاہ میں جاوے ۲۔ اور ایک روایت میں ہے کہ زمین والوں میں بہترین وہ ہے جو جناب ابراہیم کی ہجرت گاہ کو لازم پکڑے ۲۔ اور زمین میں بدترین باشندے رہ جائیں گے کہ ان کی زمین انہیں پھینکے گی ان سے اللہ کی ذات ناراض ہوگی ۳۔ انہیں آگ جمع کرے گی بندروں اور سوروں کے ساتھ ۴۔ ان کے ساتھ رات گزارے گی جہاں وہ رات گزاریں اور قیلولہ کرے گی جب وہ قیلولہ کریں ۵۔ (ابوداؤد)

(۶۰۰۰) اے اس فرمان عالی میں ہجرت بعد ہجرت سے مراد یا تو بار بار ہجرتیں ہیں یعنی اسلام میں آگے پیچھے ہجرتیں ہوتی ہی رہیں گی دیکھ لو آج بھی ہندوستان سے پاکستان کی طرف ہجرت کئی بار ہوئی یا پہلی ہجرت سے مراد ہے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت جو شروع اسلام میں ہو چکی اور دوسری ہجرت سے مراد وہ آخری ہجرت جب مسلمانوں کو دنیا میں کہیں پناہ نہ ملے گی اور وہ ہر

marfat.com

جگہ سے نکلنے اور وطن چھوڑنے پر مجبور ہوں گے دوسرا احتمال قوی ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے ۲۔ ابراہیم علیہ السلام کوفہ کے علاقہ میں پیدا ہوئے مقام کوثی میں مگر وہاں نہ رہ سکے کفار نے بہت تنگ کیا تو مصر ہوتے ہوئے شام میں مقیم ہوئے خیال رہے کہ فلسطین اور شام دونوں علاقے ملے ہوئے ہیں چنانچہ اب بیت المقدس سے دمشق موٹر کار کے ذریعہ صرف ڈھائی گھنٹہ کا راستہ ہے ہوائی جہاز سے چند منٹ کا اس لئے فلسطین اور شام کو ایک دوسرے پر بول دیا جاتا ہے ابراہیم علیہ السلام فلسطین میں آکر مقیم ہوئے تھے وہاں ہی آپ کی قبر شریف ہے یعنی الخلیل میں جو بیت المقدس سے تیس میل فاصلہ پر ہے ۳۔ کیونکہ شام کا علاقہ اس وقت فتنوں فسادوں سے محفوظ ہو گا خیال رہے کہ یہاں مہاجر جیم کے فتح سے ہے۔ بمعنی ہجرت گاہ ایک وقت وہ بھی آئے گا جب مسلمانوں کو سواء مدینہ منورہ کے کہیں امان نہ ملے گی وہ دوسرا زمانہ ہو گا لہذا یہ حدیث اس فرمان عالی کے خلاف نہیں کہ اسلام مدینہ کی طرف ایسا سمٹ آوے گا جیسے سانپ اپنے سوراخ کی طرف ۴۔ قذر کے لفظی معنی پلیدی بھی ہوتے ہیں اور نفرت اور گھن کرنا بھی یہاں دونوں معنی مراد نہیں ہو سکتے کہ اللہ تعالٰی ان سے پاک ہے لہذا قذر بمعنی ناراضی ہے یعنی دنیا بھر میں وہ کفار و مشرکین رہیں گے جن سے لوگ بھی نفرت کریں اور اللہ تعالٰی بھی ناراض ہو مسلمانوں کو ان میں رہنا ٹھیک نہیں ہو گا بندروں سے مراد کفار کے بچے ہیں اور سوروں سے مراد بڑے کفار یا ان سے مراد یہ جانور ہی ہوں پہلے معنی کو شارحین نے ترجیح دی ہے۔ ۵۔ اس کی شرح باب علامات قیامت میں گزر چکی۔

وَعَنِ ابْنِ حَوَالَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيَصِيْرُ الْاَمْرُ اَنْ تَكُوْنُوْا جُنُوْدًا مُّجَنَّدَةً جُنْدٌ بِالشَّامِ وَجُنْدٌ بِالْيَمَنِ وَجُنْدٌ بِالْعِرَاقِ فَقَالَ ابْنُ حَوَالَةَ خِرْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَدْرَكْتُ ذٰلِكَ فَقَالَ عَلَيْكَ بِالشَّامِ فَاِنَّهَا خِيَرَةُ اللّٰهِ مِنْ اَرْضِهٖ يَجْتَبِيْ اِلَيْهَا خِيَرَتَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ فَاَمَّا اِنْ اَبَيْتُمْ فَعَلَيْكُمْ بِيَمَنِكُمْ وَاسْقُوْا مِنْ غُدُرِكُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ تَوَكَّلَ لِيْ بِالشَّامِ وَاَهْلِهٖ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوُدَ)

(۶۰۰۱) روایت ہے ابن حوالہ سے ۱۔ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ معاملہ اس حد تک ہو جاوے گا کہ تم لوگ متفرق لشکر ہو جاؤ گے کوئی لشکر شام میں اور کوئی لشکر یمن میں اور کوئی لشکر عراق میں ہو گا ۲۔ ابن حوالہ نے کہا یا رسول اللہ میرے لئے کوئی جگہ اختیار فرمائیے اگر میں یہ وقت پاؤں ۳۔ تو فرمایا کہ تم شام کو اختیار کرنا کیونکہ وہ اللہ کی زمین میں بہترین زمین ہے ۴۔ کھنچ آئیں گے اس کی طرف ۵۔ اس کے بہترین بندے لیکن اگر تم نہ کر سکو تو اپنے یمن کو اختیار کرنا اور تالابوں سے پانی لینا ۶۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے میرے لئے شام اور شام والوں کی ضمان دی ہے ۷۔ (احمد، ابوداؤد)

(۶۰۰۱) ۱۔ ابن حوالہ صحابی ہیں اسدی ہیں شام میں رہے وہاں ہی انتقال ہوا ۸۵ پچاسی میں وفات ہوئی۔ (جامع الاصول، اشعہ) ۲۔ یعنی ایک وقت ایسا آوے گا جبکہ مسلمان متفرق ہو کر اپنے وطن چھوڑ کر جگہ جگہ کھو جائیں گے ۳۔ اگرچہ حضرت حوالہ کو یہ خبر تھی کہ یہ واقعہ قریب قیامت ہو گا۔ اس وقت میں حیات نہ ہوں گا مگر پھر یہ سوال فرمایا تاکہ اس کا جواب لوگ سن لیں اور اس وقت جو مسلمان ہوں وہ اس پر عمل کریں ۴۔ ارض اللہ سے مراد زمین کے وہ علاقے ہیں جن میں اس وقت لوگ پھیل جائیں گے یعنی اس وقت تمام زمین سے شام بہتر زمین ہو گی لہذا اس پر یہ اعتراض نہیں کہ بہترین زمین تو مکہ معظمہ ہے اور مدینہ منورہ اور بیت

marfat.com

المقدس ہے یا خیر سے مراد ہے امن کی جگہ یعنی اس وقت اس کی جگہ شام ہوگی ۵۔ یعنی اس وقت اللہ کے مقبول بندے شام میں جمع ہو جائیں گے دوسرے علاقوں میں ایسے مبارک اجتماع نہ ہوں گے معلوم ہوا کہ جہاں اللہ کے مقبول بندوں کا اجتماع ہو وہ جگہ بہترین جگہ ہو جاتی ہے مقبولوں کے قرب سے زمین بھی اشرف ہو جاتی ہے۔ ۶۔ غدر جمع ہے غدیر کی بمعنی تالاب یعنی یمن کے تالابوں سے خود بھی پانی پینا اور اپنے جانوروں کو بھی پانی پلانا کہ وہاں کا پانی بھی برکت والا ہوگا یا یہ مطلب ہے کہ کوئی کسی کو وہاں کے تالابوں کے پانی سے نہ روکے اس پر سب کا حق ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بندوں کے قریب کا پانی بھی برکت والا ہو جاتا ہے حضرت خضر علیہ السلام کے قریب والا پانی آب حیات ہے جہاں بھنی مچھلی زندہ ہوگئی رب فرماتا ہے **فاتخذ سبیلہ فی البحر سربا**۔ ۷۔ یعنی رب تعالٰی نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ اس زمانہ میں ہم شام والوں کو محفوظ رکھیں گے اللہ تعالٰی ان کی جان کو بھی ان کے ایمان کو بھی اس علاقہ کو اس وقت کفار کے شر سے بچائے گا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

وَعَنْ شُرَيْحِ ابْنِ عُبَيْدٍ قَالَ ذُكِرَ اَهْلُ الشَّامِ عِنْدَ عَلِيٍّ وَقِيْلَ الْعَنْهُمْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ لَا اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْاَبْدَالُ يَكُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَهُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ رَجُلًا يُسْقٰى بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْاَعْدَاءِ وَيُصْرَفُ عَنْ اَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ وَعَنْ رَجُلٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَتُفْتَحُ الشَّامُ فَاِذَا خُيِّرْتُمُ الْمَنَازِلَ فِيْهَا فَعَلَيْكُمْ بِمَدِيْنَةٍ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ فَاِنَّهَا مَعْقِلُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الْمَلَاحِمِ وَفُسْطَاطُهَا مِنْهَا اَرْضٌ يُقَالُ لَهَا الْغُوْطَةُ۔

(رَوَاهُمَا اَحْمَدُ)

(۶۰۰۲) روایت ہے حضرت شریح ابن عبید ا سے فرماتے ہیں کہ حضرت علی کے پاس شام والوں کا ذکر ہوا اور عرض کیا گیا اے امیر المومنین ان پر لعنت کیجئے ۲۔ فرمایا نہیں ۳۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ابدال شام میں ہوں گے ۴۔ وہ حضرات چالیس مرد ہیں جب ان میں ایک وفات پاتا ہے تو اللہ اس کی جگہ دوسرے شخص کو بدل دیتا ہے ۵۔ ان کی برکت سے بارشیں برستی ہیں ان کے ذریعہ دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے ۶۔ ان کی برکت سے شام والوں سے عذاب دفع ہوتا ہے ۷۔ روایت ہے ایک صحابی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب شام فتح ہوگا ۸۔ تو جب تم اس میں کوئی منزل کا اختیار دیئے جاؤ تو اس شہر کو اختیار کرنا جسے دمشق کہا جاتا ہے ۹۔ کہ وہ جگہ مسلمانوں کی پناہ ہے لڑائیوں سے اور سامان کا خیمہ ۱۰۔ اس میں وہ زمین ہے جسے غوطہ کہا جاتا ہے ۱۱۔ دونوں حدیثیں احمد نے روایت کیں۔

(۶۰۰۲) ا۔ آپ تابعی ہیں حمص کے بڑے پایہ کے عالم ہیں حضرمی ہیں۔ ۲۔ عراق میں کوفہ حضرت علی کا دار الخلافہ تھا اور شام میں دمشق حضرت امیر معاویہ کا دار الخلافہ تھا اس زمانہ میں ان بزرگوں میں سخت اختلاف تھا حضرت علی کے حاشیہ نشینوں میں سے بعض نے حضرت علی سے عرض کیا کہ امیر معاویہ اور ان کے ساتھیوں پر لعنت فرمائیں اس زمانہ میں جنگ کے زمانہ میں دونوں فریق

marfat.com

ایک دوسرے پر لعنت کرتے تھے اس رواج کے مطابق یہ عرض کیا گیا ۳؎۔ یعنی شام اور شام والوں پر لعنت کرنا جائز نہیں یا ان پر میں لعنت نہیں کروں گا نہ تو کسی کا نام لے کر نہ اجمالی لعنت کسی وصف کے ساتھ خیال رہے کہ نام لے کر لعنت کرنا صرف کفار کے لئے ہے اور مرے کافر پر بھی نام لے کر لعنت جب درست جبکہ اس کا کفر پر مرنا یقین سے معلوم ہو مگر کسی صفت سے لعنت کرنا گنہگار مسلمان پر بھی جائز ہے جیسے جھوٹوں پر اللہ کی لعنت آپ نے شام اور اہل شام کی اس قدر عظمت کی کہ وصف کے ساتھ بھی ان پر لعنت جائز نہ رکھی ۴؎۔ یعنی امیر معاویہ اور ان کے لشکر والے لعنت کے مستحق نہیں اگر وہ لعنت کے مستحق ہوتے تو انہیں رب تعالٰی شام جیسی مبارک زمین میں نہ رکھتا اور وہ شام والے نہ ہوتے۔ ۵؎۔ اولیاء اللہ دو قسم کے ہیں تشریعی ولی اور تکوینی ولی تشریعی ولی یعنی اللہ سے قرب رکھنے والے اولیاء حضور کی امت میں بے شمار ہیں جہاں چالیس صالح مسلمان جمع ہوں وہاں ایک دو ولی ضرور ہوتے ہیں مگر تکوینی ولی جو دنیا کے انتظام کرتے ہیں یہاں کے سیاہ و سپید کے مالک ہوتے ہیں ان کی قسمیں بہت ہیں ہر قسم کی تعداد جدا گانہ ہے چنانچہ ہمیشہ امت رسول میں تین سو ولی حضرت آدم کے قلب پر چالیس ولی موسیٰ علیہ السلام کے قلب پر سات ولی حضرت ابراہیم کے قلب پر پانچ ولی حضرت جبریل کے قلب پر اور تین ولی حضرت میکائیل کے قلب پر ایک ولی حضرت اسرافیل کے قلب پر جب یہ ایک فوت ہو جاتا ہے تو ان تین میں سے ایک اس کی جگہ لگا دیا جاتا ہے اور پانچ میں سے ایک ان تین اور سات میں سے ایک ان پانچ میں اور چالیس میں سے ایک ان سات میں اور تین سو میں سے ایک ان چالیس اور کسی صالح مسلمان کو ان تین سو میں شامل کر کے یہ تعداد پوری کر دی جاتی ہے غرضیکہ یہ مذکور تعداد پوری رہتی ہے چالیس ابدال کا یہاں ذکر ہے۔ ایک قطب اور سات اوتاد۔ پانچ امنا" وغیرہ وہ یہ ہی ہیں خیال رہے کہ ان اولیاء میں کوئی قلب محمد رسول اللہ پر نہیں ہوتا کیونکہ قلب مصطفیٰ ایسا بے مثال ہے کہ عالم امر عالم امکان عالم اجسام کسی جگہ اس کی مثل ہو سکتا ہی نہیں کسی ولی کا قلب حضور جیسا نہیں ہو سکتا۔ حضور کے زمانہ پاک میں قطب حضرت اویس قرنی کے چچا عصام فخری کو کہا جاتا ہے واللہ اعلم (مرقات) ۶؎۔ صوفیاء فرماتے ہیں کہ جو شخص یا جو اسلامی فوج چہل ابدال کو اپنی پشت کی طرف لے کر کفار سے مناظرہ یا ان پر حملہ کرے انشاء اللہ کامیاب ہو گا ان کی سمتیں تاریخ وار ہماری کتاب الوظائف میں مطالعہ کرو ۷؎۔ اس فرمان عالی سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کا وسیلہ برحق ہے اللہ اچھوں کے صدقے بروں کی مشکلیں حل کر دیتا ہے اور ان سے مصیبتیں ٹال دیتا ہے خیال رہے کہ جن چالیسوں ولیوں کا یہاں ذکر ہے انہیں ابدال کہتے ہیں کیونکہ ان کے مقامات ان کی جگہ بدلتی رہتی ہے کبھی مشرق میں کبھی مغرب میں کبھی جنوب میں کبھی شمال میں مگر ان کا ہیڈ کوارٹر شام ہے۔ ۸؎۔ چنانچہ خلافت صدیقی میں شام فتح ہونے کی ابتداء ہوئی اور خلافت فاروقی میں وہ مکمل فتح ہوا حضور کی یہ پیش گوئی بالکل درست ہوئی۔ ۹؎۔ یعنی اگر تم اس زمانہ میں کسی وجہ سے حجاز کا علاقہ چھوڑ دوسرے کسی علاقہ میں رہائش اختیار کرو تو شام کی رہائش اختیار کرنا خصوصًا اس کے شہر دمشق کی ۱۰؎۔ یعنی شام خصوصًا دمشق کا علاقہ مسلمانوں کی پناہ گاہ ہو گا فسطاط بڑے شہر کو بھی کہتے ہیں اور خیمہ کو بھی یہاں دونوں معنی درست ہیں ۱۱؎۔ غوطہ دمشق کا قنائی علاقہ ہے جہاں میت وغیرہ کثرت سے ہیں یہ مسلمانوں کا مرکز بنے گا۔ فقیر نے وہ جگہ دیکھی ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخِلَافَةُ بِالْمَدِيْنَةِ وَالْمُلْكُ بِالشَّامِ۔

(۶۰۰۳) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خلافت مدینہ میں ہے اور سلطنت شام میں ۱؎۔

marfat.com

(۶۰۰۳) ا۔ یعنی خلافت راشدہ کا دار الخلافہ مدینہ منورہ میں ہوگا۔ یہ حکم اکثر ہے کلی نہیں کیونکہ حضرت علی نے اپنا دار الخلافہ کوفہ کو مقرر فرمالیا۔ اور اسلام کی سلطنت کا دار الخلافہ شام میں ہے چنانچہ امیر معاویہ کا دار الخلافہ دمشق رہا اس سے دو مسئلہ معلوم ہوئے ایک یہ کہ امیر معاویہ اسلام کے سلطان برحق ہیں کہ نبی کریم نے اس کی پیش گوئی فرمائی دوسرے یہ کہ امیر معاویہ امام حسن سے صلح فرمانے کے بعد بھی سلطان ہی رہے خلیفہ نہیں ہوئے خلافت تو امام حسن پر ختم ہو چکی کہ حضور نے اسے ملک فرمایا۔

وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ عَمُوْدًا مِّنْ نُّوْرٍ خَرَجَ مِنْ تَحْتِ رَاْسِىْ سَاطِعًا حَتّٰى اسْتَقَرَّ بِالشَّامِ۔ (رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِىُّ فِىْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

(۶۰۰۴) روایت ہے حضرت عمر سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے ایک نور کا ستون دیکھا جو میرے سر کے نیچے سے چمکتا ہوا نکلا حتی کہ شام میں ٹھہر گیا ا۔ (بیہقی دلائل النبوۃ)

(۶۰۰۴) ا۔ ظاہر یہ ہوا کہ نورانی ستون سے خلافت نبویہ امارت مصطفویہ کی طرف اشارہ ہے کہ مدینہ منورہ میں خلافت قائم ہوئی پھر سلطنت بن کر دمشق میں ٹھہری۔

وَعَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ بِالْغُوْطَةِ اِلٰى جَانِبِ مَدِيْنَةٍ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ مِنْ خَيْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ۔

(۶۰۰۵) روایت ہے حضرت ابوالدرداء سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑی جنگ کے دن مسلمانوں کی پناہ گاہ غوطہ ہے جو اس شہر کے کنارہ میں ہے جسے دمشق کہا جاتا ہے ا۔ یہ شام کے بہترین شہروں میں سے ہے ۲۔ (ابوداؤد)

(۶۰۰۵) ا۔ یعنی قیامت کے قریب جو بڑی بڑی جنگیں ہوں گی۔ ان میں مسلمانوں کو دمشق میں پناہ ملے گی وہ جگہ ان کی پناہ گاہ ہو گی۔ ۲۔ شام ایک ملک ہے جس میں بہت شہر ہیں حمص، دمشق وغیرہ دمشق ان سب میں افضل شہر ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ سَيَاْتِىْ مَلِكٌ مِّنْ مُّلُوْكِ الْعَجَمِ فَيَظْهَرُ عَلَى الْمَدَائِنِ كُلِّهَا اِلَّا دِمَشْقَ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ)

(۶۰۰۶) روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن سلیمان سے فرماتے ہیں کہ عجمی بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ سارے شہروں پر غالب آ جاوے گا۔ سوا دمشق کے ا۔ (ابوداؤد)

(۶۰۰۶) ا۔ یہ کوئی ظالم یا کافر بادشاہ ہو گا۔ جو جبراً ہر جگہ قبضہ کرے گا مگر دمشق پر قبضہ نہ کر سکے گا۔ حضور انور کے مدینہ کی تو یہ شان ہے کہ وہاں دجال بھی نہ پہنچ سکے گا اس وقت فرشتے اس خطے کی حفاظت کریں گے خیال رہے کہ دمشق میں صرف وہ ظالم بادشاہ راج نہ کر سکے گا یہ مطلب نہیں کہ وہاں کبھی کوئی ظالم بادشاہ نہ ہو گا نیز یہاں مدائن سے مراد غالباً شام کے سارے شہر ہیں۔

marfat.com

اس امت کے ثواب کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ پہلی فصل

جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کے سردار ہیں ایسے ہی حضور کی امت ساری امتوں کی سردار ہے۔ رب فرماتا ہے۔ **کنتم خیر امۃ اخرجت للناس** حتی کہ نبیوں رسولوں نے تمنا کی کہ ہم حضور کی امت ہوتے (اشعہ) اس امت کے بہت سے فرقے ہوں گے یہاں جو فضائل بیان ہوں گے ناجی فرقے کے فضائل ہیں ناری فرقوں کے یہ فضائل نہیں حضور فرماتے ہیں کہ میری امت کے بہتر فرقے ہوں گے ایک ناجی ہے باقی ناری (از مرقات) نجات والے ناجی فرقے کی علامت یہ ہے کہ اس میں اولیاء اللہ ہوتے رہیں گے رب فرماتا ہے **وکونوا مع الصادقین** اور فرماتا ہے **صراط الذین انعمت علیہم** معلوم ہوا کہ ایسے فرقے میں رہنا چاہیے جس میں صادقین یعنی اولیاء اللہ ہوں جس شاخ میں سبزہ پھل پھول ہوں اس کو جڑ کا فیض مل رہا ہوتا ہے جو شاخ ان چیزوں سے خالی ہو اس کا تعلق جڑ سے ٹوٹ چکا ہوتا ہے۔ وہ آگ میں جلانے کے قابل ہوتی ہے۔ سواء اہل سنت کے کسی فرقے میں اولیاء اللہ نہیں۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَجَلُكُمْ فِیْ اَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْاُمَمِ مَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَاِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَرَجُلٍ اِسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِیْ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ اِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِیْ مِنْ نِّصْفِ النَّهَارِ اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى مِنْ نِّصْفِ النَّهَارِ اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَّعْمَلُ لِیْ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ اَلَا فَاَنْتُمُ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ اَلَا لَكُمُ الْاَجْرُ مَرَّتَيْنِ فَغَضِبَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى فَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ عَمَلًا وَّاَقَلُّ عَطَآءً قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَهَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِّنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوْا لَا قَالَ

(۶۰۰۷) روایت ہے حضرت ابن عمر سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں کہ گزشتہ امتوں کی عمروں کے مقابلہ میں تمہاری عمر وہ ہے جو عصر کی نماز کے درمیان سے سورج ڈوبنے کے درمیان ہے ا۔ اور تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کچھ مزدوروں سے کام کرائے تو کہے کہ کون شخص ہے جو میرا کام کرے ایک ایک قیراط پر تو یہود نے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا پھر مالک نے کہا کہ کون شخص ہے جو دوپہر سے عصر کی نماز تک میرا کام کرے گا ایک ایک قیراط پر ۲۔ تو نصاریٰ نے دوپہر سے عصر کی نماز تک ایک ایک قیراط پر کام کیا۔ پھر اس نے کہا کہ کون میرا کام کرے گا نماز عصر سے سورج ڈوبنے تک دو دو قیراط پر آگاہ رہو کہ تم ہی وہ ہو جو عصر کی نماز سے سورج ڈوبنے تک کام کرتے ہو تمہاری مزدوری دگنی ہے ۳۔ تو یہود و نصاریٰ غصہ ہو کر بولے کہ کام میں ہم زیادہ ہیں اور **عطیہ** کم ہیں ۴۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میں نے تمہارے حق میں سے کچھ کم کیا وہ

marfat.com

اللّٰہُ تَعَالٰی فَاِنَّہٗ فَضْلِیْ اُعْطِیْہِ مَنْ شِئْتُ۔ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

بولے نہیں اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ یہ میرا فضل ہے جسے چاہوں میں دوں ۵۔ (بخاری)

(۶۰۰۷) ۱۔ یہاں اجل بمعنی عمر ہے نہ کہ بمعنی موت رب فرماتا ہے **واجل مسمی عندہ** اور آیت کریمہ **اذا جاء اجلھم** میں اجل بمعنی موت ہے وہ یہاں مراد نہیں۔ یعنی پچھلی امتوں کے لحاظ سے اے میری امت والو! تمہاری عمریں بہت کم ہیں لہٰذا تمہارے کام بھی تھوڑے ہی ہوں گے ۲۔ یعنی یہود کا عمل بہت زیادہ ہے ثواب تھوڑا اور عیسائیوں کے اعمال اگرچہ یہود سے کم ہیں مگر ثواب ان کا اتنا ہی یہود کی برابر یہود کے احکام شرعیہ بہت سخت تھے عیسائیوں کے نرم لہٰذا یہ تشبیہ بہت موزوں ہے ۳۔ اس تشبیہ سے اشارۃً معلوم ہو رہا ہے کہ عصر کا وقت دو مثل سایہ سے شروع ہوتا ہے کیونکہ وہ ظہر کے وقت سے کم ہے اگر ایک مثل پر شروع ہو جاتا تو ظہر کے وقت کے برابر بلکہ زیادہ بھی ہو جایا کرتا لہٰذا یہ حدیث امام اعظم کی قوی دلیل ہے۔ ۴۔ دیکھو شمسون یہودی نے ایک ہزار مہینے اللہ تعالٰی کی عبادت کی یعنی سوا اکیاسی سال مسلمانوں سے کہا گیا کہ **لیلة القدر خیر من الف شھر** تمہارے لئے ایک شب قدر ایک ہزار ماہ سے بہتر ہے کہ تم صرف اس رات میں عبادت کرلو تو تم کو اس شمسون اسرائیلی سے زیادہ ثواب ملے گا تو ظاہر ہے کہ ان قوموں کو شکایت ہوگی کہ مسلمانوں پر اس رحم و کرم کی وجہ کیا ہے خیال رہے کہ یہ مقابلہ اصلی یہودیوں عیسائیوں سے ہے جو اس زمانہ میں تھے جبکہ ان کا دین منسوخ نہیں ہوا تھا۔ اب جبکہ ان کا دین منسوخ ہو چکا تو انہیں کسی عمل کا کوئی ثواب نہیں کیونکہ ثواب کے لئے ایمان شرط ہے کٹی ہوئی شاخ پانی سے سرسبز نہیں رہ سکتی ۵۔ یعنی فضل عدل کے خلاف نہیں تم سے جو وعدہ کیا گیا تھا وہ پورا پورا تم کو دے دیا گیا۔ خیال رہے کہ یہ تشبیہ صرف زیادتی میں ہے ورنہ مسلمانوں کا ثواب ان قوموں سے دگنا نہیں بلکہ سات سو گنا اور اس سے زیادہ تک ہے پھر اسلامی احکام ان کے احکام سے بہت نرم ان پر چوتھائی مال زکوٰۃ ہم پر چالیسواں حصہ ان کے لئے ترک دنیا ثواب ہمارے لئے رمضان کے آخری عشرہ کے اعتکاف میں پوری زندگی ترک دنیا کا ثواب حضور کے صدقے سے ان کو ہم سے کوئی نسبت ہی نہیں معلوم ہوا کہ نسبت بڑی بہاریں دکھاتی ہے مسلمانوں کی یہ عظمتیں صرف حضور کی نسبت سے ہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِیْ لِیْ حُبًّا نَاسٌ یَکُوْنُوْنَ بَعْدِیْ یَوَدُّ اَحَدُھُمْ لَوْ رَاٰنِیْ بِاَھْلِہٖ وَمَالِہٖ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

(۶۰۰۸) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں مجھ سے بہت محبت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہوں گے ۱۔ ان میں سے ہر ایک تمنا کرے گا اپنے گھر بار مال کے عوض مجھے دیکھ لیتا ۲۔ (مسلم)

(۶۰۰۸) ۱۔ اس فرمان عالی میں تاقیامت ہم جیسے دور مجور مسلمانوں کی عزت افزائی ہے اس فرمان پاک کا مقصد یہ نہیں ہے کہ بعد کے لوگ حضرات صحابہ سے افضل ہوں گے۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان کی بن دیکھے مجھ سے محبت بہت ہی زیادہ قابل قدر ہوگی نوعیت محبت میں افضلیت اور چیز ہے کیفیت میں افضلیت کچھ اور تمام امت ایک صحابی کے گرد قدم کو نہیں پہنچ سکتی وہ حضرات اسلام کی صف اول کے مقتدی ہیں جو امام المرسلین کو دیکھتے حضور کی سنتے ہیں بعد کے لوگ پچھلی صفوں کے ہیں جو امام کی حرکات و کلام ان حضرات کے ذریعہ جانتے مانتے ہیں۔ ۲۔ **باھلہ** میں ب عوض کی یعنی تمنا کریں گے کہ ہماری جان مال اولاد سب کچھ فدا

marfat.com

ہو جاوے مگر ایک نظارہ جمال جہاں آراء کا میسر ہو جاوے آج مدینہ منورہ کی گلیاں دیکھنے کے لئے کیسے کیسے جتن کرتے ہیں مگر بعض کو میسر نہیں ہوتیں۔

وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِيْ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَذُكِرَ حَدِيْثُ أَنَسٍ أَنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ فِي كِتَابِ الْقِصَاصِ۔

(۶۰۰۹) روایت ہے حضرت معاویہ سے فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میری امت میں ایک جماعت اللہ کے حکم پر قائم رہے گی۔ انہیں وہ نقصان نہ دیں گے جو انہیں رسوا کریں ا۔ نہ وہ جو ان کی مخالفت کریں حتی کہ اللہ کا حکم آوے گا ۲۔ حالانکہ وہ اس حال پر ہوں گے ۳۔ (مسلم، بخاری) اور حضرت انس کی حدیث ان من عباد اللہ، قصاص کے بیان میں ذکر کردی گئی ۴۔

(۶۰۰۹) ا۔ گزشتہ امتیں اپنے نبی کے کچھ عرصہ بعد ساری کی ساری گمراہ ہو جاتی تھیں یہ حضور انور کی خصوصیت ہے کہ تاقیامت آپ کی امت ساری گمراہ نہیں ہوگی۔ بلکہ ایک فرقہ حق پر ضرور رہے گا۔ اور اس حق والے فرقہ میں حق گو علماء مشائخ پیدا ہوتے رہیں گے ۲۔ یعنی کوئی دنیاوی طاقت والا انہیں اپنی طاقت سے نقصان نہیں پہنچا سکے گا اگر ساری قوم بھی مخالف ہو جائے تو ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔ ان کے پائے استقلال میں جنبش نہ آئے گی۔ ان کا مشن ناکام نہ ہوگا۔ دیکھ لو حضرت حسین کے مقابل ساری یزیدی طاغوتی طاقت آگئی مگر ان کا کچھ نہ بگاڑ سکی۔ شہادت اور تکلیف اور چیز ہے ناکامی کچھ اور لہذا حدیث واضح ہے بعض محدثین، فقہاء علماء، اولیاء اللہ شہید ہو گئے مگر اپنا کام کرتے رہے حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی انہیں تکلیف یا نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ مطلب وہ ہی ہے جو عرض کیا گیا۔ امر اللہ سے مراد قیامت ہے قیامت سے مراد قرب قیامت ہے جب تک کہ اسلام موجود ہے لہذا یہ حدیث اس فرمان عالی کے خلاف نہیں کہ قیامت جب آئے گی تو اس وقت دنیا میں کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ ہوگا ۳۔ اس گروہ سے مراد علماء محدثین، فقہا، غازیان اسلام اور استقلال والے مومنین سب ہی ہیں ۴۔ یعنی مصابیح میں وہ حدیث اس جگہ تھی ہم نے مناسبت کے لحاظ سے وہاں بیان کردی ہے یعنی اللہ کے بعض بندے وہ ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو وہ ان کی قسم پوری فرمادے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

دوسری فصل

وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ أُمَّتِيْ مَثَلُ الْمَطَرِ لَا يُدْرٰى أَوَّلُهُ خَيْرٌ أَمْ اٰخِرُهُ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(۶۰۱۰) روایت ہے حضرت انس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت کی مثل اس بارش کی سی ہے کہ خبر نہیں کہ اگلی خیر ہے یا پچھلی ا۔ (ترمذی)

(۶۰۱۰) ا۔ یعنی جیسے موقعہ پر آنے والی بارشوں کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ فلاں بارش مفید تھی باقی بیکار بلکہ ساری بارشیں فائدہ مند ہوتی ہیں کہ اگلی بارش سے کھیتوں کی نشو نما ہوتی ہے آخری بارشوں سے دانہ وغیرہ کا پکنا۔ اسی طرح میری ساری امت میں خیر ہے حضرات صحابہ میں بھی اور ان کے بعد تاقیامت مسلمانوں میں بھی کہ یہ سب لوگ دین کی مختلف خدمات انجام دیتے

marfat.com

رہیں گے یہ مطلب نہیں کہ حضور کو علم نہیں کہ صحابہ افضل ہیں یا بعد کے لوگ چنانچہ زمانہ نبوی سے آج تک مختلف شکلوں میں دینی خدمات انجام دے رہے اگرچہ حضرات صحابہ افضل ہیں خیر القرون قرنی مگر کوئی مومن بیکار نہیں (مرقات' اشعہ) یہ فرمان عالی ایسا ہے جیسے لوگ کہتے ہیں کہ وہ قوم ڈھلے ہوئے حلقے کی طرح ہے خبر نہیں کہ اس کے کنارے کہاں ہیں ایک شاعر کہتا ہے۔ شعر:۔

☆ ان الخیار من القبائل واحد ☆ وبنو حنیفة کلھم اخیار! ☆

خلاصہ یہ ہے کہ میری امت کے اگلے پچھلے ایک دوسرے سے گتھے ہوئے ہیں خیر و خوبی میں وابستہ ہیں کوئی خوبی سے خالی نہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبْشِرُوْا وَاَبْشِرُوْا اِنَّمَا مَثَلُ اُمَّتِیْ مَثَلُ الْغَیْثِ لَا یُدْرٰی اٰخِرُهٗ خَیْرٌ اَمْ اَوَّلُهٗ اَوْ كَحَدِیْقَةٍ اُطْعِمَ مِنْهَا فَوْجٌ عَامًا ثُمَّ اُطْعِمَ مِنْهَا فَوْجٌ عَامًا لَعَلَّ اٰخِرَهَا فَوْجًا اَنْ یَّكُوْنَ اَعْرَضَهَا عَرْضًا وَّاَعْمَقَهَا عُمْقًا وَّاَحْسَنَهَا حُسْنًا كَیْفَ تَهْلِكُ اُمَّةٌ اَنَا اَوَّلُهَا وَالْمَهْدِیُّ وَسْطُهَا وَالْمَسِیْحُ اٰخِرُهَا وَلٰكِنْ بَیْنَ ذٰلِكَ فَیْجٌ اَعْوَجُ لَیْسُوْا مِنِّیْ وَلَا اَنَا مِنْهُمْ۔ (رَوَاهُ رَزِیْنٌ)

(۶۰۱۱) روایت ہے حضرت جعفر سے وہ اپنے والد سے راوی وہ اپنے دادا سے ۱؎ فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو جاؤ خوشی سناؤ کہ میری امت کی مثال بارش کی ہے نہیں کہا جاتا کہ اس کی پچھلی اچھی ہے یا کہ اگلی ۲؎ یا اس باغ کی سی ہے جس میں سے ایک سال ایک فوج نے کھایا پھر ایک سال دوسری فوج نے کھایا ۳؎ شاید کہ آخری فوج چوڑائی میں زیادہ چوڑی ہو اور گہرائی میں زیادہ گہری اور حسن میں زیادہ اچھی ہو ۴؎ وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کا اول میں ہوں اور اس کے درمیان مہدی ہوں اور آخر مسیح ہوں ۵؎ لیکن اس کے درمیان ٹیڑھی فوج ہے نہ وہ مجھ سے ہیں نہ میں ان سے ۶؎ (رزین)

(۶۰۱۱) ۱؎ اس فرمان عالی میں جدہ کی ضمیر حضرت امام جعفر صادق کی طرف ہے امام جعفر صادق محمد باقر کے بیٹے ہیں اور امام باقر کے والد امام زین العابدین' ان کے والد امام حسین ابن علی ابن ابی طالب ہیں اس اسناد کو محدثین سلسلۃ الذہب کہتے ہیں یعنی سونے کی زنجیر۔ (مرقات) ۲؎ یعنی ساری امت خیر ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے۔ شعر:۔

☆ تشابه یوماه علینا فاشکلا ☆ فما نحن ندری ای یومیه افضل ☆

☆ ایوم بداء العم ام یوم باسه ☆ وما منهما الا اغز محجل ☆

۳؎ یعنی باغ کے پھل جس بہار میں بھی کھاؤ لذت وہی ہوگی میرے اسلام و احکام کے پھل تاقیامت جب بھی کھاؤ لذت و رحمت وہ ہی ہوگی نیز ہر زمانہ میں علماء اولیاء' مجاہدین شہداء ہوتے رہیں گے یہ قرآن اور ہماری ذات کریم یہ نعمتیں تاقیامت تقسیم کرتے رہیں گے اور دنیا ان سے فیوض پاتی رہے گی۔ ۴؎ یعنی ممکن ہے کہ ایک باغ سے اگلی فوج کے مقابلہ میں آخری فوج زیادہ کھائے اور اس باغ کے پھلوں سے مختلف قسم کے رس' عرق وغیرہ تیار کرے اور لوگوں کو مختلف طریقوں سے استعمال کرائے اسی طرح ہو

marfat.com

سکتا ہے کہ میری امت کے آخری لوگ اس قرآن کی گہرائیوں میں زیادہ جائیں اس سے طرح طرح کے رس تیار کریں۔ دیکھ لو کہ علم حدیث 'اسماء الرجال 'فقہ 'اصول فقہ 'تفسیر 'شریعت اور طریقت کے چار چار سلسلے بعد ہی میں علماء کرام نے اسی قرآن و حدیث سے تیار کئے یہ ہے اس پیش گوئی کا ظہور اس زبان کا ہر لفظ لوہے کا خط ہوتا ہے اس کے باوجود افضلیت مطلقہ صحابہ کرام ہی کو حاصل ہے ۵۔ اگرچہ حضرت مسیح اور امام مہدی ایک ہی زمانہ میں ہوں گے مگر چونکہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات امام مہدی کے بعد ہوگی امام مہدی پہلے وفات پائیں گے اس لئے امام مہدی کو وسط اور حضرت مسیح کو آخر فرمایا ۶۔ یعنی میرے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام و امام مہدی کے درمیان ٹیڑھی اور بے دین جماعتیں بھی ہوں گی۔ جیسے مرزائی 'چکڑالوی 'وہابی 'بہائی وغیرہم میں ان سے بیزار ہوں۔ وہ میرے نہیں میں ان کا نہیں۔ جو حضور کا نہ ہو وہ رب کا بھی نہیں ہوتا۔ **شعر:۔**

☆ انکے در کا جو ہوا خلق خدا اسکی ہوئی ☆ انکے در سے جو پھرا اللہ اس سے پھر گیا ☆

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْخَلْقِ اَعْجَبُ اِلَيْكُمْ اِيْمَانًا قَالُوا الْمَلٰئِكَةُ قَالَ وَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ قَالُوْا فَالنَّبِيُّوْنَ قَالَ وَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَالْوَحْيُ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ قَالُوْا فَنَحْنُ قَالَ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ وَاَنَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْجَبَ الْخَلْقِ اِلَيَّ اِيْمَانًا لَقَوْمٌ يَكُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ يَجِدُوْنَ صُحُفًا فِيْهَا كِتَابٌ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا فِيْهَا -

(۶۰۱۴) روایت ہے حضرت عمرو ابن شعیب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہارے نزدیک مخلوق میں کون زیادہ پیارے ایمان والا ہے ا۔ عرض کیا فرشتے فرمایا وہ کیوں ایمان نہ لائیں وہ تو اپنے رب کے پاس ہیں ۲۔ بولے تو نبی حضرات فرمایا وہ حضرات کیوں ایمان نہ لائیں ان پر تو وحی اترتی ہے ۳۔ لوگوں نے عرض کیا کہ تو ہم فرمایا تم کیوں ایمان نہ لاؤ میں تو تمہارے درمیان ہوں ۴۔ فرماتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ساری مخلوق میں پیاری ایمان والی وہ قوم ہے جو میرے بعد ہوگی وہ لوگ صحیفے پائیں گے جن میں وہ کتاب ہوگی' وہ کتاب کی ہر چیز پر ایمان لائیں گے ۵۔

(۶۰۱۴) ا۔ خلق سے مراد سارے اہل ایمان ہیں خواہ فرشتے ہوں یا جنات یا انسان یعنی ان سارے مومنوں میں زیادہ قابل قدر کس کا ایمان ہے یہاں افضلیت کا ذکر نہیں۔ ۲۔ صحابہ کرام سمجھے کہ اس سوال کا مقصد افضلیت کی تحقیق فرمانا ہے اس لئے انہوں نے فرشتوں کا نام لیا کہ وہ نورانی اور معصوم مخلوق ہے۔ اسے رب تعالیٰ سے بہت ہی قرب حاصل ہے جواب میں فرمایا کہ ان کی افضلیت میں شک نہیں مگر جہاں اسباب ایمان بہت کم ہوں اور ایمان کامل ہو۔ دین کی خدمت مکمل ہو وہ بات فرشتوں میں موجود نہیں ان کا ایمان حیرت انگیز نہیں ۳۔ اس کا مطلب وہ ہی ہے جو ابھی کیا گیا کہ حضرات انبیاء کرام کا ایمان بھی حیرت کا باعث نہیں کیونکہ وہ وحی الٰہی 'اور وحی والے فرشتے کو دیکھتے ہیں۔ ان کے اسباب ایمان بہت موجود ہیں۔ لہذا اس سے یہ لازم نہیں کہ کسی کا ایمان نبی کے ایمان کے برابر ہو سکے ۴۔ یعنی تم نے مجھ کو دیکھا مجھ پر وحی الٰہی آتے دیکھی میرے معجزات دیکھے حضرت جبریل کو شکل انسانی میں آتے دیکھا تمہارے لئے بھی ایمان لانے کے بہت اسباب ہیں وہ لوگ بتاؤ جن کے لئے اسباب ایمان نہ ہوں یا کم ہوں مگر

marfat.com

وہ ایمان میں بہت پختہ ہوں ۵؎ یعنی میری وفات کے بعد سے تاقیام قیامت جو لوگ ایمان لائیں گے۔ جو صرف میرا نام سن کر ایمان لائیں گے وہ ایمان بہت ہی قابل قدر اور حیرت انگیز ہوگا کہ ان کا ایمان ہر طرح ایمان بالغیب ہوگا فرشتوں نبیوں کا ایمان بالشہادۃ ہے حضرات صحابہ کا ایمان بعض چیزوں پر بالغیب ہے بعض پر بالشہادۃ۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ ہم صحابہ نے حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کی شان اور ان کے معجزات کو آنکھوں دیکھا۔ خدا کی قسم ایمان تو ان کا ہوگا جنہوں نے یہ کچھ نہ دیکھا۔ جنہوں نے یہ کچھ نہ دیکھا اور ایمان لائیں گے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی یومنون بالغیب (مرقات اشعہ) خیال رہے کہ شعر۔

☆ حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں ☆ سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب ☆

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ادا حضور کا نام ایمان بخش ہے آج غازی عبدالقیوم، غازی عبدالرشید، غازی علم دین نے حضور کی عزت پر اپنے سردیدیئے یہ ہے اس حدیث کا ظہور صحف سے مراد قرآن مجید کے صحیفے ہیں یا احادیث، فقہ، صوفیاء و علماء کی تصنیفات کے اوراق۔

وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْعَلَاءِ الْحَضْرَمِیِّ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَنْ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّهٗ سَیَكُوْنُ فِیْ اٰخِرِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَوْمٌ لَهُمْ مِثْلُ اَجْرِ اَوَّلِهِمْ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُقَاتِلُوْنَ اَهْلَ الْفِتَنِ۔ (رَوَاهُمَا الْبَیْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ)

(۶۰۱۳) روایت ہے حضرت عبدالرحمن ابن علاء حضرمی سے ۱؎ فرماتے ہیں کہ مجھ کو اس نے خبر دی جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ۲؎ کہ فرماتے ہیں کہ اس امت کے آخر میں ایک ایسی قوم ہوگی جن کو اگلوں کا سا ثواب ہوگا ۳؎ وہ بھلائی کا حکم دیں گے برائی سے روکیں گے اور فتنوں والوں سے لڑیں گے ۴؎ یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیں۔

(۶۰۱۳) ۱؎ عبدالرحمن تو تابعی ہیں مگر ان کے والد علاء کا نام عبداللہ ہے حضر موت کے رہنے والے ہیں حضور انور کے زمانہ میں بحرین کے حاکم مقرر ہوئے حضرت صدیق اکبر فاروق اعظم نے انہیں قائم رکھا ان کی وفات ۱۴ چودہ ہجری میں ہوئی دیکھو اکمال، مرقات وغیرہ ۲؎ سننے والے صحابی کا نام نہ لیا اس سے حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کہ تمام صحابہ عادل ہیں ان کا نام معلوم نہ ہو تو حدیث مجھول نہیں بنتی ۳؎ یعنی میری امت کے آخری لوگ اگرچہ میرے صحابہ کے سے اعمال نہیں کر سکیں گے مگر اجر د ثواب میرے صحابہ کا سا پائیں گے خیال رہے کہ ثواب اور چیز ہے درجہ اور مرتبہ کچھ اور ہے ہو سکتا ہے کہ کسی کا ثواب حضرات صحابہ کے برابر ہو جاوے مگر کسی کا درجہ ان کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اگر بادشاہ کسی سپاہی کو وزیر کی برابر یا وزیر سے زیادہ انعام دیدے تو سپاہی کا عہدہ وزیر کے برابر نہیں ہو سکتا ۴؎ یہ اس فرمان عالی کی وجہ ہے یعنی جو فتنے روافض خوارج وہابیوں، مرزائیوں وغیرہم کے ہوں ان فتنوں کا مقابلہ وہ ہی لوگ کریں گے اس لئے ان کو ثواب حضرات صحابہ کا سا ملے گا خیال رہے کہ قتال یعنی جہاد تلوار سے بھی ہوتا ہے۔ قلم سے بھی زبان سے بھی یہاں قتال ان سب کو شامل ہے اسی طرح اچھی باتوں کا حکم بری باتوں سے روکنا بھی تلوار سے، قلم سے زبان سے عمل سے ہر طرح سے ہوتا ہے یہ فرمان ان سب کو بھی شامل ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

(۶۰۱۴) روایت ہے حضرت ابو امامہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ

marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طُوْبٰى لِمَنْ رَاٰنِىْ وَطُوْبٰى سَبْعَ مَرَّاتٍ لِمَنْ لَّمْ يَرَنِىْ وَاٰمَنَ بِىْ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوشخبری ہو اسے جس نے مجھے دیکھا اور سات بار خوشخبری ہو اسے جس نے مجھے نہ دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا ا۔ (احمد)

(۶۰۱۴) ا۔ یہاں لفظ سبع یعنی سات تحدید و حد بندی کے لئے نہیں۔ بلکہ بیان کثرت کے لئے ہے یعنی بے شمار برکتیں خوشخبریاں ان لوگوں کو ہوں جو مجھ پر ایمان لائیں گے مگر مجھے بغیر دیکھے ہوئے صرف اور صرف میرا نام سن کر مجھ پر فدا ہوں گے یہ حدیث بخاری نے اپنی تاریخ میں ابن حبان نے اپنی صحیح میں حاکم نے مستدرک میں بروایۃ حضرت ابو امامہ روایت کی۔

وَعَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِىْ جُمُعَةَ رَجُلٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ حَدِّثْنَا حَدِيْثًا سَمِعْتَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ اُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا جَيِّدًا تَغَدَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَنَا اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَدٌ خَيْرٌ مِّنَّا اَسْلَمْنَا وَجَاهَدْنَا مَعَكَ قَالَ نَعَمْ قَوْمٌ يَكُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِكُمْ يُؤْمِنُوْنَ بِىْ وَلَمْ يَرَوْنِىْ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِىُّ وَرَوٰى رَزِيْنٌ) عَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ مِنْ قَوْلِهٖ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَدٌ خَيْرٌ مِّنَّا اِلٰى اٰخِرِهٖ۔

(۶۰۱۵) روایت ہے ابن محیریز سے ا۔ فرماتے ہیں میں نے ابو جمعہ سے کہا ۲۔ (جو ایک صحابی ہیں) کہ ہم کو ایسی حدیث سنایئے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو' فرمایا ہاں میں تم کو ایک کھری حدیث سناتا ہوں ۳۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ناشتہ کیا ہمارے ساتھ ابو عبیدہ ابن جراح بھی تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا کوئی ہم سے بہتر ہے ہم اسلام لائے ہم نے آپ کے ساتھ جہاد کیا ۴۔ فرمایا ہاں وہ لوگ جو تمہارے بعد ہوں گے مجھے دیکھا نہ ہو گا اور مجھ پر ایمان لائیں گے ۵۔ (احمد' دارمی) اور رزین نے ابو عبیدہ سے روایت کی ان کے اس قول سے کہ عرض کیا یا رسول اللہ کیا کوئی ہم سے اچھا ہے آخر تک۔

(۶۰۱۵) ا۔ آپ کا نام عبداللہ ہے ابو محیریز کنیت ہے **تابعی** ہیں بہت ہی متقی پرہیزگار تھے (اشعہ) ۲۔ ابو جمعہ کے نام شریف میں اختلاف ہے ان کا نام یا تو حبیب ابن سباع ہے یا جنید ابن سباع صحابی ہیں آخر میں شام میں قیام رہا (مرقات) ۳۔ جید بنا ہے جودۃ سے بمعنی اچھی' کھری جو تم کو دین و دنیا میں بہت ہی نافع ہو۔ ۴۔ آپ کے یہ کلمات اپنی تعریف نہیں بلکہ اللہ کی نعمتوں کا اقرار ہے یعنی رب تعالٰی نے ہم کو ایسی نعمتوں سے مالا مال فرمایا اس کا شکر ہے اس نے ہم کو ایمان' اسلام' جہاد صحابیت' حضور کے دیدار سے مشرف فرمایا۔ ۵۔ یعنی تم کو اللہ تعالٰی نے صحابیت' دیدار جمال یار وغیرہ نعمتوں سے مشرف فرمایا ہے۔ تو ان لوگوں کو اس نعمت سے مالا مال کرے گا کہ وہ مجھے بغیر دیکھے مجھ پر ایمان لائیں گے۔ مجھ پر جان و مال فدا کریں گے دین کی بڑی خدمات انجام دیں گے فتنوں میں گھرے ہوں گے۔ مگر دین پر قائم رہیں گے۔ اس خاص نعمت میں وہ تم سے بڑھ جائیں گے خیال رہے کہ یہ جزوی فضیلت ہے۔ مطلقاً فضیلت صحابہ کرام ہی کو حاصل ہے۔

وَعَنْ مُعٰوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَسَدَ

(۶۰۱۶) روایت ہے معاویہ ابن قرہ سے ا۔ وہ اپنے والد سے راوی فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب

marfat.com

اَهْلُ الشَّامِ فَلَا خَيْرَ فِيكُمْ وَلَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي مَنْصُورِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتّٰى تَقُومَ السَّاعَةُ قَالَ ابْنُ الْمَدِينِيِّ هُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

شام والے بگڑ جائیں گے تو تم میں بھلائی نہ ہوگی ۲۔ اور میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ فتح مند رہے گا انہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا وہ جو انہیں رسوا کرے حتی کہ قیامت قائم ہو جاوے ۳۔ ابن مدینی کہتے ہیں کہ وہ حدیث والے حضرات ہیں ۴۔ (ترمذی) اور فرمایا یہ حدیث حسن بھی ہے صحیح بھی ۵۔

(۶۰۱۶) ۱۔ آپ تابعی ہیں۔ جنگ جمل کے دن پیدا ہوئے اور ۱۱۳ ایک سو تیرہ میں وفات پائی آپ کی کنیت ابو ایاس ہے بصری ہیں آپ کے والد قرہ ابن ایاس قرنی ہیں ۲۔ یہ واقعہ قریب قیامت ہوگا۔ شام ابدال کا مرکز ہے وہاں آخر تک ایمان رہے گا۔ جب وہاں کفر چھا جائے اور کوئی مومن نہ رہے تو سمجھو کہ شام کے ابدال ختم ہو گئے اور دنیا اولیاء اللہ سے خالی ہو گئی دنیا کا اولیاء اللہ سے خالی ہونا قیامت کی آمد ہے چنانچہ جب قیامت آوے گی تو روئے زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ ہوگا خیال رہے کہ اس وقت مدینہ منورہ ویران ہو چکا ہوگا۔ وہاں کوئی آبادی نہ ہوگی۔ روضہ انور کی حفاظت جنگلی جانور کرتے رہیں گے لہٰذا حدیث پاک پر یہ اعتراض نہیں کہ اس سے لازم آتا ہے کہ مدینہ منورہ پہلے ہی بگڑ چکا ہوگا۔ وہاں کفر و شرک پھیل چکا ہوگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امیر معاویہ اور ان کے ساتھی فاسد یعنی کافر بلکہ فاسق العقیدہ نہ تھے ورنہ اس وقت ہی قیامت آجاتی کیونکہ امیر معاویہ کا دار الخلافہ دمشق تھا۔ امیر معاویہ کی سلطنت پر شام والے متفق تھے یزید پلید کی حکومت پر اہل شام بھی متفق نہ تھے۔ ۳۔ اس فرمان عالی کی شرح ابھی کچھ پہلے گزر چکی کہ حضور کی امت میں ایک جماعت تاقیامت حق پر رہے گی حضور کی ساری امت گمراہ نہ ہوگی اور وہ جماعت حقہ انشاء اللہ غالب رہے گی کوئی ان کو فنا نہ کر سکے گا وہ حضرات اپنے مقصد میں یعنی دین اسلام کو باقی رکھنے میں ہمیشہ کامیاب رہیں گے ۴۔ حدیث والوں سے مراد آج کل کے وہابی نہیں جو اپنے کو اہل حدیث کہتے ہیں ان بیچاروں کو نہ حدیث کی خبر ہے نہ ان کا حدیث پر عمل نہ انہوں نے فن حدیث کی کوئی خدمت کی۔ ان بیچاروں کو تو یہ بھی خبر نہیں کہ سنت اور حدیث میں کیا فرق ہے ورنہ یہ لوگ اپنے کو اہل سنت کہتے نہ کہ اہل حدیث بلکہ اس سے مراد حضرات محدثین کرام اور فقہاء عظام ہیں جنہوں نے اپنی عمریں اس فن شریف کی خدمت میں گزاریں یہاں مرقات نے فرمایا کہ صحابہ حدیث سے مراد اہل سنت والجماعت ہیں خیال رہے کہ ہر فقیہ محدث ضرور ہوگا۔ کیونکہ علم فقہ بغیر حدیث دانی نہیں حاصل ہوتا ۵۔ یعنی یہ حدیث بہت سی اسنادوں سے مروی ہے بعض اسنادوں سے صحیح ہے بعض سے حسن۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَاءَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ۔ ابْنُ مَاجَةَ وَ

(۶۰۱۷) روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے میری امت کی بھول چوک سے درگزر کی ۱۔ اور جس پر وہ مجبور کئے جاویں ۲۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

(۶۰۱۷) ۱۔ خطا اور نسیان دونوں مقابل ہیں عمد کے خطا میں مانع یاد ہوتا ہے مگر کام کا ارادہ نہیں ہوتا جیسے روزہ دار نے کلی کی بغیر ارادہ پانی حلق سے اتر گیا یہ ہوئی خطا، نسیان میں کام تو ارادہ سے ہوتا ہے مگر مانع یاد نہیں ہوتا جیسے روزہ دار کو روزہ یاد نہ رہا اور اس نے کھا پی لیا اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے میری امت پر یہ کرم فرمایا کہ ان کی بھول چوک معاف فرما دی اس میں ان پر

marfat.com

نہ گناہ ہو گا نہ پکڑ۔ اگرچہ بعض صورتوں میں ان دونوں پر احکام شرعیہ مرتب ہو جاتے ہیں۔ جیسے نماز میں بھول کر بات کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ یا قتل خطاء میں کفارہ یا دیت لازم ہو جاتے ہیں نماز کا واجب بھول جانے سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ ۲۔ یعنی مسلمان جو برا کام مجبورا کر لے تو وہ گنہگار نہ ہو گا لہذا مجبورا" منہ سے کفریہ بات بول دینے والا کافر نہ ہو گا۔ مجبورا" شراب پلائے جانے والا گنہگار نہ ہو گا۔ غرضیکہ یہاں مجبور سے عصیان کی نفی ہے احکام کی نفی نہیں اس لئے یہاں تجاوز فرمایا یعنی رب نے درگزر فرمائی۔ لہذا مجبور کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ یہ ہی احناف کا مذہب ہے خیال رہے کہ ہر جرم کی مجبوری علیحدہ ہے کفر بکنے کے لئے خطرہ جان ضروری ہے جبرا" طلاق و نکاح کے لئے دوسرے جبر بھی کافی ہیں اس کی بحث کتب فقہ کتاب الاکراہ میں مطالعہ فرماؤ۔

وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى - كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ قَالَ اَنْتُمْ تُتِمُّوْنَ سَبْعِيْنَ اُمَّةً اَنْتُمْ خَيْرُهَا وَاَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى - (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ)

(۶۰۱۸) روایت ہے بہزابن حکیم سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے راوی ا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا رب تعالٰی کے اس فرمان کے متعلق کہ تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ۲۔ فرمایا تم ستر امتیں پوری کرو گے ۳۔ تم اللہ پر ان سب سے بہتر اور عزت والے ہو ۴۔ (ترمذی' ابن ماجہ' دارمی) ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے۔

(۶۰۱۸) ا۔ آپ بہزابن حکیم ابن معاویہ ابن حیدہ ہیں قشیری بصری ہیں حق یہ ہے کہ آپ تابعی ہیں ثقہ ہیں لہذا یہ روایت معاویہ ابن حیدہ سے ہے۔ ۲۔ اس آیت کے دو مطلب ہو سکتے ہیں تم لوگ اللہ کے علم میں بہترین امت تھے تمہارا انتخاب پہلے ہی ہو چکا تھا یا یہ کہ تم بہترین امت ہو حق یہ ہے کہ اس میں خطاب ساری امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ اس امت میں اگرچہ گنہگار بھی ہیں مگر چونکہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہے اس لئے اس خیریت میں وہ بھی داخل ہیں۔ موتی کیچڑ میں سن کر بھی موتی رہتا ہے۔ بشرطیکہ حضور سے وابستہ رہیں۔ ۳۔ ستر سے مراد یا بیان زیادتی ہے جیسے اردو میں لفظ بیسیوں یا ستر کا عدد مراد ہے یعنی دنیا میں بڑی بڑی امتیں ستر گزریں خیال رہے کہ بعض انبیاء کرام ایسے گزرے جن کا کوئی امتی نہ بنا کوئی ان پر ایمان نہ لایا بعض پر صرف ایک آدمی ایمان لایا بعض پر دو چار بعض پر کچھ اور زیادہ مگر جن نبیوں پر بڑی جماعتیں ایمان لائیں جنہیں امت کثیر کہا جاوے وہ کل ستر ہیں انہتر ہم سے پہلے ستر کا عدد امت رسول اللہ نے پورا کیا۔ ۴۔ یعنی جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں سے افضل ہیں یوں ہی آپ کی امت تمام امتوں سے افضل بلکہ حضور کے صحابہ تمام نبیوں کے اصحاب سے افضل حضور انور کے والدین دوسرے نبیوں کے غیر نبی والدین سے افضل حضور انور کے اہل بیت تمام نبیوں کے اہل بیت سے افضل بلکہ حضور انور کا مکہ مدینہ منورہ دوسرے نبیوں کی بستیوں سے افضل حضور کی ازواج پاک تمام نبیوں کی ازواج سے افضل غرضیکہ افضلیت حضور کے دم قدم سے وابستہ ہے۔

الحمد للہ کہ مرآت شرح مشکوٰۃ دو رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ پنج شنبہ کو شروع ہو کر آج اکیس رمضان ۱۳۸۸ھ پنج شنبہ

marfat.com

کے دن دس بجے دوپہر کو ختم ہوئی۔ آج اس گنہگار نے حضرت علی مشکل کشا شیر خدا جناب فاطمہ زہرا' عائشہ صدیقہ' خدیجۃ الکبریٰ شہداء بدر رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عرس کر کے مرآت کو ختم کیا۔ ان تمام حضرات کی وفات و شہادت ماہ رمضان ہی میں ہے رب تعالیٰ اسے قبول فرماوے اور اسے میرے لئے کفارہ سیات و صدقہ جاریہ بنائے۔ جو صاحب اس سے فائدہ اٹھائیں وہ مجھ گنہگار کی مغفرت کی دعا کریں کہ اسی لالچ میں میں نے یہ محنت کی ہے۔ **شعر:۔**

☆ اے کہ برماہی روی دامن کشاں ☆ از سر اخلاص الحمد بخواں ☆

وصلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین برحمتہ وھو ارحم الرحمین۔

احمد یار خان نعیمی اشرفی مقیم گجرات (مغربی پاکستان)

۲۱ رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ ۱۲' دسمبر ۱۹۶۸ء

marfat.com

○بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

اجمال ترجمہ اکمال

یعنی

حالات صحابہ و تابعین

آج بتاریخ ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۸۸ ھ ۱۲ دسمبر ۱۹۶۸ پنج شنبہ کو بفضل اللہ تعالیٰ میں مرات شرح مشکواۃ شریف کی تصنیف سے فارغ ہوا۔ دل چاہا کہ مئولف مشکواۃ حضرت ولی الدین ابن عبداللہ محمد ابن عبداللہ خطیب بغدادی کے رسالہ اکمال کا ترجمہ کر دوں جو فن اسماء الرجال میں مختصر مگر جامع رسالہ ہے آج تاریخ دن مہینہ مبارک ہے اس لئے میں نے یہ کام اللہ کے نام سے آج ہی شروع کر دیا ہے رب تعالیٰ تکمیل کی توفیق دے قبول فرماتے۔ اس رسالہ میں اکمال کے ترجمہ کے ساتھ حالات اکمال وغیرہ سے کچھ اضافہ بھی ہو گا۔ اس کا نام اجمال فی ترجمۃ اکمال رکھتا ہوں اس میں حرف تہجی کے ترتیب سے اولا" کرام پھر تابعین عظام پھر صحابیات کے نام مع مختصر حالات درج ہوں گے۔

حالات صحابہ و تابعین

باب الالف صحابہ کرام

ا۔ انس ابن مالک: آپ کا نام انس ابن مالک ابن نضر سے کنیت ابو حمزہ ہے خزرجی انصاری ہیں حضور انور کے خادم خاص آپ کی والدہ ام سلیم بنت ملحان ہیں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو جناب انس کی عمر دس سال تھی۔ جب حضور انور کی وفات ہوئی تو آپ بیس سالہ تھے دس سال تک مسلسل حضور انور کی خدمت کی خلافت فاروقی میں آپ بصرہ منتقل ہو گئے وہاں ہی آپ کی وفات ہوئی آپ بصرہ کے آخری صحابی ہیں ۹۱ ھ میں وفات ہوئی ایک سو تین سال عمر ہوئی بعض نے فرمایا ۹۹ سال عمر ہوئی۔ آپ کے اولاد اسی ۸۰ یا سو ۱۰۰ ہے اٹھتر لڑکے اور دو لڑکیاں یعنی اولاد در اولاد آپ سے بہت مخلوق نے روایات لیں۔ خلاصہ میں ہے کہ آپ کی حادیث ایک ہزار دو سو چھیاسی ہیں جن میں سے ایک سو اڑسٹھ حدیثیں متفق علیہ ہیں اور تراسی ۸۳

marfat.com

احادیث بخاری کی اکثر اے مسلم کی۔

۲:۔ انس ابن مالک کعبی: آپ کی کنیت ابو امامہ ہے۔ آپ سے صرف ایک حدیث مروی ہے مسافر حاملہ اور مرضعہ کے روزے کے متعلق۔ آخر میں بصرہ میں رہے آپ سے ابن قلابہ نے روایت کی۔ رضی اللہ عنہ۔

۳:۔ انس ابن نضر: آپ انصاری بنی نجار سے ہیں۔ انس بن مالک کے چچا ہیں غزوہ احد میں تیس سے زیادہ تیروں تلواروں کے زخم کھاکر شہید ہوئے انہیں کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ من المومنین رجال صدقوا ماعاھدو اللہ الخ۔

۴:۔ انس ابن مرثد: آپ کا نام انس ابن مرثد ابن ابی مرثد کنانہ ابن حصین ہے۔ بعض نے فرمایا کہ آپ کا نام انیس ہے ابن عبدالبر نے اسی کو ترجیح دی آپ فتح مکہ اور غزوہ حنین میں شریک ہوئے بعض کے خیال میں اپ سے ہی حضور انور نے فرمایا تھا کہ اے انیس اس کی بیوی کی طرف جاؤ اگر وہ اقرار زنا کرے تو اسے رجم کردو آپ کی وفات ۲۰ بیس ہجری میں ہوئی آپ خود اور آپ کے بھائی والد دادا سب صحابی ہیں آپ سے سہل ابن حنظلہ حکم ابن مسعود نے روایات کیں۔

۵:۔ اسید ابن حضیر: آپ انصاری اوسی ہیں آپ دوسری بیعت عقبہ میں شریک ہیں آپ نقیبوں میں سے تھے دونوں بیعت عقبہ میں ایک سال کا فاصلہ ہے آپ بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے آپ سے جماعت صحابہ نے روایات لیں مدینہ منورہ میں ۲۰ھ بیس میں خلافت فاروقی میں وفات ہوئی، بقیع میں دفن ہوئے۔

۶:۔ ابو اسید: آپ کا نام ابو اسید ابن مالک ابن ربیعہ ہے انصاری ہیں ساعدی ہیں تمام غزوات میں شریک ہوئے اپنی کنیت میں مشہور ہیں آپ سے بہت مخلوق نے روایات کی ۶۰ھ ساٹھ میں وفات ہوئی اٹھتر سال کی عمر ہوئی آخر میں نابینا ہو گئے تھے آپ سے آخری بدری ہیں کہ آپ کی وفات سے زمین بدری صحابہ سے خالی ہو گئی۔

۷:۔ اسلم: آپ کی کنیت ابو رافع ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام آپ کمع ذکر راکی تختی میں ہو گا۔

۸:۔ اسمر: آپ ایسر ابن مضرس ہیں طاقی ہیں آپ کا شمار بصرہ کے بدویوں میں ہے صحابی ہیں۔

۹:۔ اشعث ابن قیس: آپ اشعث ابن قیس ابن معد یکرب کنیت ابو محمد ہے کندی ہیں کندہ کے وفد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وفد کے سردار تھے یہ واقعہ ۱۰ میں ہوا آپ زمانہ جاہلیت میں بھی اپنی قوم کے محترم سردار تھے اسلام میں بھی بڑے معزز حضور کی وفات کے بعد اسلام سے مرتد ہو گئے تھے پھر خلافت صدیقی میں دوبارہ مسلمان ہوئے آخر میں کوفہ میں رہے وہاں ہی وفات ہوئی۔ امام حسن ابن علی نے جنازہ پڑھایا ۴۰ چالیس میں وفات ہوئی۔ ایک جماعت نے ان سے روایت کیا۔

۱۰:۔ اشیم ضبابی: آپ قبیلہ ضباب ابن کلاب کے اولاد سے ہیں آپ سے علم فرائض میں صرف ایک حدیث مروی ہے۔

marfat.com

۱۱:۔ ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: آپ حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن شریف سے مدینہ منورہ ذی الحجہ ۸ھ میں پیدا ہوئے سولہ مہینہ عمر پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

۱۲:۔ الاعز المازنی: آپ اغر ابن مزنی ہیں صحابی ہیں آپ سے حضرت ابن عمیر اور معاویہ ابن قرہ نے روایات کیں۔

۱۳:۔ ابیض: آپ ابیض ابن حمال مارہی السبائی ہیں یمن میں قیام رہا آپ مارِاب کے رہنے والے ہیں جو یمن کا ایک شہر ہے صنعاء کے قریب۔

۱۴:۔ اقرع ابن حابس: آپ تمیمی ہیں فتح مکہ کے بعد بنی تمیم کے وفد میں حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئے زمانہ جاہلیت اور اسلام میں بڑی عزت والے تھے خراسان کے لشکر میں موجود تھے۔

۱۵:۔ ابو الازہر: آپ انماری ہیں شام میں قیام رہا۔ آپ سے خالد ابن معدان وغیرہ ہم نے روایات لیں۔

۱۶:۔ اکیدر دومہ: آپ اکیدر ابن عبد الملک ہیں آپ کو دومۃ الجندل کہا جاتا ہے آپ نے حضور کی خدمت میں ہدایا بھیجے حضور انور نے آپ سے خط و کتابت کی ان کا ذکر باب الجزیہ میں آتا ہے اکیدر تصغیر ہے اکدر کی دومہ شام و حجاز کے درمیان ایک شہر ہے۔

۱۷:۔ اوس ابن اوس: آپ کو اوس ابن ابی اوس بھی کہا جاتا ہے قبیلہ بنی ثقیف سے ہیں عمرو ابن اوس کے والد ہیں۔

۱۸:۔ ایاس ابن بکیر: آپ قبیلہ بنی لیث سے ہیں بدر وغیرہ غزوات میں شریک ہوئے جب حضور دار ارقم میں تھے تو ایمان لائے ۳۴ چونتیس میں وفات ہوئی۔

۱۹:۔ ایاس ابن عبد اللہ: آپ دوسی مدنی ہیں۔ آپ کی صحابیت میں اختلاف ہے۔ آپ سے صرف ایک حدیث مروی ہے بیوی کو مارنے کے متعلق۔

۲۰:۔ اسامہ ابن زید: آپ اسامہ ابن زید ابن حارثہ ہیں قبیلہ بنی قضاعہ سے ہیں آپ کی ماں کا نام برکت ہے کنیت ام ایمن حضور کی دودھ کی والدہ وہ آپ کے والد جناب عبد اللہ کی لونڈی تھیں اور اسامہ حضور کے غلام اور غلام زادے تھے کہ زید ابن حارثہ بھی حضور کے غلام تھے حضور کی وفات کے وقت اسامہ بیس سال کے تھے۔ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد آپ وادی قرای میں رہے ہیں وصال ہوا۔ بعض نے کہا کہ آپ کی وفات ۵۴ چون میں ہوئی ابن عبد البر کہتے ہیں کہ یہ ہی قوی ہے۔

۲۱:۔ ابی ابن کعب: آپ انصاری خزرجی ہیں کاتب وحی تھے آپ ان چھ صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے زمانہ نبوی میں قرآن مجید حفظ کیا اور ان فقہاء صحابہ میں سے ہیں جو زمانہ نبوی میں فتویٰ دیتے تھے۔ صحابہ میں بڑے قاری تھے۔ حضور انور نے آپ کی کنیت ابو المنذر رکھی تھی اور عمر فاروق نے ابو الطفیل حضور انور نے آپ کو خطاب دیا سید انصار عمر فاروق نے خطاب دیا سید المسلمین کا

marfat.com

آپ نے مدینہ منورہ میں ۱۹ھ انیس ہجری میں وفات پائی یعنی خلافت فاروقی میں۔

۲۲:۔ اسامہ ابن شریک: آپ ذبیانی علی ہیں کوفہ میں آپ کی احادیث زیادہ مشہور ہوئیں۔

۲۳:۔ افلح: آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یا ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام ہیں آزاد کردہ۔

۲۴:۔ ایقع ابن ناکور: آپ ذوالکلاع کے نام سے مشہور ہیں۔ یمن کے رہنے والے ہیں اپنی قوم کے سردار تھے۔ جب ایمان لائے تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خط لکھا کہ اسود عنسی کے مقابلہ میں ہماری مدد کرو۔ جنگ صفین میں امیر معاویہ کے ساتھ تھے اسی جنگ میں شہید ہوئے آپ کو اشتر نخعی نے قتل کیا ۳۷ھ میں۔

۲۵:۔ انجشہ: آپ حبشی غلام تھے حضور انور کی خدمت میں رہتے تھے بڑے خوش آواز حدی خواں تھے ایک بار آپ سے ہی حضور انورؐ نے فرمایا تھا کہ اے انجشہ اپنی حدی یعنی گیت بند کر دو میرے ساتھی کچی شیشیاں ہیں آپ سے چند صحابہ نے روایات لیں۔

۲۶:۔ ابو امامہ باہلی: آپ ابو امامہ صدی ابن عجلان باہلی ہیں اولاً" مصر میں حمص میں رہے وہاں ہی وفات پائی آپ شام کے آخری صحابی ہیں کہ آپ کی وفات سے زمین شام صحابہ سے خالی ہو گئی ۹۱ھ اکیانوے میں آپ کی وفات ہوئی۔

۲۷:۔ ابو امامہ انصاری: آپ کا نام سعد ابن سہیل ابن حنیف ہے انصاری اوسی ہیں مگر اپنی کنیت سے مشہور ہوئے۔ حضور انور کی وفات سے دو سال پہلے پیدا ہوئے۔ حضور نے آپ کا نام سعد اور کنیت ابو امامہ رکھی حضور سے کچھ سن نہ سکے کہ بہت چھوٹے تھے اس لئے بعض محدثین نے آپ کو تابعی کہا ہے آپ مدینہ منورہ کے بڑے علماء میں سے تھے اپنے والد اور ابو سعید خدری وغیرہ صحابہ کے صحبت یافتہ ہیں بانوے سال عمر ہوئی ۱۰۰ھ میں وفات ہوئی۔

۲۸:۔ ابو ایوب انصاری: آپ کا نام خالد ابن زید ہے آپ انصاری خزرجی ہیں۔ تمام جنگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے آپ کی وفات قسطنطنیہ میں ہوئی جسے اب استنبول کہتے ہیں ۵۱ھ میں آپ کی وفات ہے امیر معاویہ کے زمانہ میں جب یزید ابن معاویہ کی سرکردگی میں قسطنطنیہ پر حملہ کیا گیا تو آپ اس لشکر میں تھے بیمار ہو گئے جب مرض زیادہ ہوا تو وصیت کی کہ جب میں وفات پا جاؤں تو میری میت اپنے ساتھ رکھنا۔ جب تم دشمن کے مقابل صف آرا ہو تو مجھے اپنے قدموں کے نیچے دفن کرنا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا آپ کی قبر قسطنطنیہ کے شہر پناہ کے پاس ہے اب تک مشہور ہے اس قبر کا اب تک بہت ہی احترام ہے لوگ آپ کی قبر کی برکت سے شفا حاصل کرتے ہیں انہیں شفا ملتی ہے آپ سے بہت حضرات نے احادیث روایت کی ہیں۔

خیال رہے کہ آپ ہی مدینہ منورہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے میزبان ہیں (مترجم)۔

۲۹:۔ ابو امیہ مخزومی: آپ صحابی ہیں آپ کا شمار اہل حجاز میں ہوتا ہے آپ سے ابو المنذر نے احادیث نقل فرمائیں حالات زندگی معلوم نہیں ہو سکے۔

marfat.com

۳۰:۔ امیہ ابن مخشی: آپ بنی خزاعہ سے ہیں ازدی ہیں۔ آپ کا شمار بصرہ والوں میں ہوتا ہے آپ سے ایک حدیث کھانے کے متعلق مروی ہے جسے آپ کے بھتیجا مثنی ابن عبدالرحمٰن نے روایت کیا۔

۳۱:۔ امیہ ابن صفوان: آپ امیہ ابن خلف کے پوتے ہیں جمحی ہیں اپنے والد صفوان سے احادیث روایت فرماتے ہیں۔

۳۲:۔ ابو اسرائیل: آپ صحابی ہیں آپ نے ہی نذر مانی تھی کہ خاموش رہیں گے روزہ رکھ کر دھوپ میں کھڑے رہیں گے سایہ میں نہ بیٹھیں گے حضور انور نے اس کے توڑنے کا حکم دیا فرمایا کہ بیٹھو۔ کلام کرو اور سایہ لو حضرت ابن عباس و جابر نے آپ سے احادیث لیں۔

۳۳:۔ آبی اللحم: آپ کا نام خلف ابن عبدالملک ہے یا عبداللہ ہے غفاری ہیں۔ چونکہ آپ گوشت قطعاً نہیں کھاتے تھے اس لئے آپ کا لقب آبی اللحم ہوا۔ یعنی گوشت کے انکاری۔ یا اپنے زمانہ جاہلیت میں بتوں کے نام پر ذبیحہ کا گوشت کبھی نہ کھایا۔ غزوہ حنین میں شہید ہوئے۔

الف۔ تابعین عظام

۱:۔ اویس قرنی: آپ اویس ابن عامر ہیں کنیت ابو عمرو ہے قرن جو یمن کا شہر ہے وہاں کے رہنے والے ہیں حضور انور کے زمانہ پایا مگر دیدار نہ کر سکے حضور انور نے آپ کے مدینہ آنے کی بشارت دی تھی حضرت عمر فاروق اور دوسرے صحابہ سے ملاقات ہے گوشہ نشینی اور زہد و تقویٰ میں مشہور تھے ۳۷ھ میں جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ شریک ہوتے۔

۲:۔ ابان ابن عثمان: آپ حضرت عثمان غنی کے فرزند ہیں قرشی ہیں تابعی ہیں آپ سے بہت احادیث مروی ہیں یزید ابن عبدالملک کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

۳:۔ ایوب ابن موسیٰ: آپ ایوب ابن موسیٰ ابن عمرو ابن سعید ابن عاص ہیں اموی ہیں بڑے فقیہ تھے ۱۳۳ھ ایک سو تینتیس میں وفات پائی۔

۴:۔ امیہ ابن عبداللہ: آپ امیہ ابن عبداللہ ابن خالد ابن اسید ہیں مکی ہیں ثقہ ہیں خراسان کے حاکم رہے ۸۰ اسی میں وفات پائی۔

۵:۔ اسلم: آپ کی کنیت ابو خالد ہے حضرت عمر فاروق کے آزاد کردہ غلام حبشی تھے آپ کو ۱۱ھ گیارہ میں حضرت عمر نے مکہ معظمہ میں خریدا ایک سو چودہ برس عمر ہوئی مروان ابن حکم کی حکومت میں وفات پائی۔

۶:۔ ازرق ابن قیس: آپ حارثی ہیں تابعی ہیں بہت صحابہ سے ملاقات کی ہے۔

marfat.com

۷:۔ اعمش: آپ کا نام سلیمان ابن مہران ہے اسدی ہیں کاہلی ہیں کاہل قبیلہ اسد کا ایک قبیلہ ہے ۶۰ ساٹھ برس عمر ہوئی آپ کی ولادت مقام رئے میں ہوئی۔ وہاں سے کوفہ لاکر آپ کو ایک کاہلی آدمی کے ہاتھ فروخت کردیا گیا۔ آپ مشہور محدث بھی ہیں قاری بھی آپ سے ایک خلقت نے علمی فیض لئے ۱۴۷ ایک سو اڑ تالیس میں وفات ہوئی علماء کوفہ اکثر آپ کے شاگرد ہیں۔

۸:۔ اعرج: آپ کا نام عبدالرحمٰن ابن ہرمز مدنی ہے بنی ہاشم کے آزاد کردہ غلام ہیں مشہور ثقہ تابعی ہیں مقام اسکندریہ میں ۱۲۰ ایک سو بیس میں وفات پائی۔

۹:۔ اسود: آپ اسود ابن ہلال محاربی ہیں حضرت عمرو ابن معاذ اور ابن مسعود سے ملاقات بھی ہے اور اخذ روایات بھی ۸۴ھ چوراسی میں وفات ہوئی۔

۱۰:۔ ابراہیم ابن میسرہ: آپ طائف کے رہنے والے ہیں تابعی ہیں ثقہ ہیں۔

۱۱:۔ ابراہیم ابن عبدالرحمٰن: آپ کے دادا کا نام عوف ہے ابراہیم کی کنیت ابو اسحاق ہے زہری قرشی ہیں بچپن میں حضرت عمر فاروق اعظم ہوئی ۹۶ چھیانوے میں وفات ہوئی پچھتر سال عمر پائی۔

۱۲:۔ ابراہیم ابن اسماعیل: آپ اشہلی ہیں آپ دن کے روزہ دار رات کے شب بیدار تھے دار قطنی وغیرہ نے کہا کہ آپ متروک الحدیث ہیں ۱۶۵ ایک سو پینسٹھ میں وفات پائی۔

۱۳:۔ ابراہیم ابن فضل: آپ مخزومی ہیں محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں آپ سے حضرت وکیع اور ابن نمیر وغیرہ نے احادیث لیں۔

۱۴:۔ اسحاق ابن عبداللہ: آپ انصاری ہیں مدنی ہیں تابعی ہیں امام مالک آپ کو بہت سے محدثین پر ترجیح دیتے تھے آپ نے ۱۳۲ ایک سو بتیس میں وفات پائی۔

۱۵:۔ اسحاق ابن راہویہ: آپ کی کنیت ابو یعقوب ہے نام اسحاق ابن ابراہیم تیمی ہے مگر مشہور ہیں ابن راہویہ سے مسلمانوں کے مضبوط ستون اسلام کی چمکتی ہوئی نشانی محدث فقیہ صحیح حافظہ والے بہت صفات کے جامع طلب علم کے لئے خراسان، عراق، حجاز، یمن، شام کے سفر کئے پھر وفات تک نیشاپور میں رہے ۷۴ چوہتر سال عمر ہوئی ۲۳۸ میں وفات ہوئی۔ آپ کے فضائل شمار سے باہر ہیں بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ محدثین نے آپ سے روایت لیں۔

۱۶:۔ ابو اسحاق سبعی: آپ کا نام عمرو ابن عبداللہ سبعی ہیں ہمدانی کوفی ہیں حضرت علی و ابن عباد وغیرہم سے ملاقات ہے، مشہور محدث ہیں حضرت عثمان کے خلیفہ بننے کے دو سال بعد پیدا ہوئے۔ ۱۲۹ ایک سو انتیس ہجری میں وفات ہوئی (رضی اللہ عنہم)۔

۱۷:۔ ابو اسحاق ابن موسیٰ: آپ انصاری مدنی ہیں بعد کوفہ کے رہے بغداد میں حضرت سفیان ابن عیینہ وغیرہم سے فن حدیث

maarfat.com

حاصل کیا ۲۴۴ دو سو چوالیس میں کوفہ میں وفات پائی۔

۱۸:۔ ابو ابراہیم اشہلی: آپ انصاری ہیں آپ سے یحییٰ ابن کثیر نے روایت کی۔

۱۹:۔ ابو اسرائیل: آپ کا نام اسماعیل ابن خلیفہ ملائی ہے ۱۲۹ ایک سو انتیس میں وفات ہوئی۔

۲۰:۔ ابو ایوب مراغی: آپ عقیلی ہیں حضرت جویریہ اور ابو ہریرہ سے روایات لیں رضی اللہ عنہم۔

۲۱:۔ ابو الاحوص: آپ کا نام عوف ابن مالک ابن نضلہ ہے اپنے والد اور حضرت ابن مسعود وغیرہم سے روایات لیں۔

۲۲:۔ الاحوص: آپ ابن جواب ہیں اہل کوفہ سے ہیں آپ سے علی ابن مدینی نے روایت لیں ۲۲۱ دو سو اکیس میں وفات ہوئی۔

۲۳:۔ ابو الاحوص: آپ کا نام سلام ابن سلیم حافظ ہیں آپ سے چار ہزار احادیث مروی ہیں ثقہ ہیں ۱۷۹ ایک سو اناسی میں وفات ہوئی۔

۲۴:۔ ابی ابن خلف اس کا بھائی امیہ ابن خلف ہے: یہ ابن وہب کے پوتے ہیں ابی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن اپنے ہاتھ شریف سے قتل کیا امیہ بدر میں مارا گیا۔ ان بے دینوں کے نام تابعین کی فہرست میں نہیں آنا چاہیے تھا۔ (مترجم)

الف۔ صحابیات

۱:۔ اسماء بنت ابو بکر الصدیق: آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں حضور انور کی سالی آپ کا نام لقب ذات النطاقین یعنی دو کمربند والی ہے کیونکہ ہجرت کی رات آپ نے اپنے کمربند کے دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑے سے حضور انور کے سفر کا توشہ باندھا تھا۔ دوسرا ٹکڑا اپنے استعمال میں رکھا یا دوسرے سے حضور کے سفر کا مشکیزہ باندھا آپ حضرت عبد اللہ ابن زبیر کی والدہ ہیں مکہ معظمہ میں ایمان لائیں آپ سے پہلے صرف سترہ آدمی ایمان لائے تھے آپ اٹھارویں مومنہ ہیں اپنی ہمشیرہ حضرت عائشہ صدیقہ سے دس سال بڑی ہیں اپنے فرزند عبد اللہ ابن زبیر کی شہادت سے دس دن بعد وفات ہوئی ان کے سولی سے اترنے کے بعد ۱۰۰ سو برس عمر ہوئی ۷۳ تہتر میں مکہ معظمہ میں وفات ہوئی رضی اللہ عنہا۔

۲:۔ اسماء بنت عمیس: آپ حضرت جعفر ابن ابو طالب کی زوجہ ہیں اپنے خاوند کے ساتھ پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی وہاں ہی آپ کے بیٹے محمد، عبد اللہ، عون پیدا ہوئے پھر مدینہ منورہ ہجرت کر کے آئیں حضرت جعفر کی شہادت کے بعد حضرت ابو بکر صدیق نے آپ سے نکاح کیا ان سے محمد ابن ابو بکر پیدا ہوئے حضرت ابو بکر صدیق کی وفات کے بعد حضرت علی کے نکاح میں آئیں ان سے یحییٰ ابن علی پیدا ہوئے آپ سے بہت صحابہ نے روایات لی ہیں۔

۳:۔ آنیسہ بنت خبیب: آپ انصاریہ ہیں صحابیہ ہیں اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے آپ کے بھانجے خبیب ابن عبد الرحمن نے

marfat.com

آپ سے احادیث روایت کیں۔

۴:۔ امیمہ بنت رقیقہ: آپ کے والد عبداللہ ہیں اور رقیقہ بنت خویلد آپ کی والدہ ہیں آپ کی والدہ بی بی خدیجہ کی بہن آپ اہل مدینہ سے ہیں۔

۵:۔ امامہ بنت ابی العاص: آپ ابو العاص ابن ربیع کی بیٹی ہیں آپ کی والدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں حضرت فاطمہ زہرا کی وفات کے بعد حضرت علی نے آپ سے نکاح کیا۔ حضرت فاطمہ زہرا نے وصیت کی تھی کہ میرے بعد میری بھانجی امامہ سے نکاح کرنا یہ نکاح زبیر ابن عوام کے اہتمام سے ہوا رضی اللہ عنہا۔

ب۔ صحابہ کرام

ا:۔ ابو بکر الصدیق: آپ کا نام شریف عبداللہ ابن عثمان (ابو قحافہ) ابن عامر ابن عمرو ابن کعب ابن سعد ابن تمیم ابن مرہ ہے یعنی ساتویں والد مرہ میں حضور سے ملتے ہیں۔ آپ کا لقب صدیق بھی ہے عتیق بھی حضور نے فرمایا کہ جس نے آگ دوزخ سے عتیق دیکھنا ہو وہ ابو بکر کو دیکھے حضور انور کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے زمانہ جاہلیت اور اسلام میں کبھی بھی حضور انور سے الگ نہ ہوئے آپ سب سے پہلے مومن ہیں قدرت خدا ہے کہ آپ کی کنیت ابو بکر ہے یعنی اولیت والے معنی اولیت بجوہ بکرۃ و اصیلا آپ ایمان، ہجرت، بعد رسول وفات وغیرہ سب میں اول ہی رہے (مترجم) آپ سفید رنگ دبلا بدن ہلکے رخسارے چہرہ پر رگیں ظاہر آنکھیں کچھ دھنسی ہوئی پیشانی ابھری ہوئی مہدنی اور وسمہ کا خضاب لگاتے تھے آپ خود صحابی ہیں والدین صحابی ہیں ساری اولاد صحابی پوتی، پوتے نواسی نواسے صحابی کسی صحابی کو یہ شرف حاصل نہیں جیسے یوسف علیہ السلام چار پشت کے نبی ہیں۔ گروہ انبیاء میں صرف آپ کو یہ شرف حاصل ہے یوں ہی جماعت صحابہ میں آپ ہی ہیں جو چار پشت کے صحابی ہیں۔ آپ کی ولادت مکہ معظمہ میں واقعہ فیل کے دو سال چار ماہ بعد ہوئی مدینہ منورہ میں بائیس جمادی آخر ۱۳ھ تیرہ منگل کی رات مغرب و عشاء کے درمیان آپ کی وفات ہوئی۔ تریسٹھ سال عمر ہوئی آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو غسل آپ کی بیوی اسماء بنت عمیس نے دیا اور نماز حضرت عمر نے پڑھائی آپ کی خلافت دو سال چار ماہ ہے آپ سے بہت تھوڑی احادیث مروی ہیں کیونکہ آپ کی حیوۃ شریف حضور کے بعد بہت تھوڑی ہے روضہ رسول اللہ میں دفن ہیں۔ ابو بکر آپ کا نام نفیع ابن حارث ابن کلدہ ہے ثقفی ہیں آپ غزوہ طائف کے موقعہ پر ایک کنوئیں کی رسی کے ذریعہ جسے عربی میں بکرہ کہتے ہیں لٹک کر حضور انور کی خدمت میں پہنچے حضور انور نے فرمایا تم ابو بکرہ یعنی رسی والے ہو آپ غلام تھے حضور نے آپ کو آزاد کیا بصرہ میں قیام رہا وہاں ہی وفات ہوئی ۴۹ انچاس میں وفات ہوئی۔

۲:۔ ابو برزہ: آپ کا نام فضلہ ابن عبید ہے اسلمی ہیں پرانے مسلمان ہیں عبداللہ ابن خطل کو حضور کے حکم سے آپ نے قتل کیا تھا۔ حضور انور کی وفات تک ہر غزوہ میں حضور کے ساتھ رہے پھر بصرہ چلے گئے خراسان کے غزوہ میں شریک ہوئے مقام مرو میں آپ کی وفات ہوئی ۶۰ ساٹھ میں۔

۳:۔ ابو بردہ: آپ کا نام ہانی ابن نیار ہے ستر صاحبوں کے ساتھ دوسری بیعت عقبہ میں شریک ہوئے بدر وغیرہ غزوات میں

marfat.com

شرکت کی آپ حضرت براء ابن عازب کے ماموں ہیں آپ کی اولاد کوئی نہیں شروع زمانہ امیر معاویہ میں وفات پائی۔ تمام جنگوں میں حضرت علی کے ساتھ رہے۔

۴:۔ ابو بصیر: آپ کا نام عتبہ ابن اسید ہے ثقفی ہیں پرانے مومنین سے ہیں غزوہ حدیبیہ میں آپ کا ذکر آتا ہے۔ حضور کے زمانہ حیات میں ہی وفات پا گئے تھے۔

۵:۔ ابو بصرہ: آپ کا نام حمیل ابن بصرہ غفاری ہے۔

۶:۔ ابو البشیر: آپ کا نام قیس ابن عبید ہے انصاری مازنی ہیں ابن عبد البر نے استیعاب میں فرمایا کہ ان کے نام کا یقینی علم نہ ہو سکا۔ آپ صحابی ہیں آپ سے ایک جماعت نے احادیث لیں۔ بہت لمبی عمر پائی جنگ حرہ کے بعد وفات ہوئی۔

۷:۔ ابو البداح: آپ کا نام غالبا عاصم ابن عدی ہے بعض کے خیال میں عاصم کے بیٹے کی کنیت ابو البداح ہے ان کی کنیت ابو عمرو ہے بعض نے آپ کو تابعی مانا ہے مگر قوی یہ ہے کہ آپ صحابی ہیں ۱۱۷ ایک سو سترہ میں وفات پائی چوراسی سال عمر ہوئی۔

۸:۔ براء ابن عازب: آپ کی کنیت ابو عمارہ ہے انصاری حارثی ہیں ۲۴ چوبیس میں کوفہ پہنچے اور حضرت علی کے ساتھ جنگ جمل صفین اور غزوہ نہروان میں شریک ہوئے مصعب ابن زبیر کے زمانہ میں کوفہ میں وفات پائی۔

۹:۔ بلال ابن رباح: آپ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں سب سے پہلے مکہ معظمہ میں آپ نے اپنا اسلام ظاہر کیا بدر وغیرہ تمام غزوات میں شامل ہوئے آخر میں شام میں رہے آپ کی اولاد کوئی نہیں آپ سے صحابہ و تابعین کی جماعت نے روایات لیں ۲۰ بیس میں دمشق میں وفات پائی باب الصغیر میں دفن ہوئے۔ ۶۳ تریسٹھ سال عمر ہوئی۔ بعضے کہا کہ حلب میں وفات ہے باب اربعین میں آپ کی قبر ہے مگر پہلی بات قوی ہے مترجم احمد یار کہتا ہے کہ فقیر نے دمشق میں آپ کی قبر انور کی زیارت کی ہے بی بی سکینہ کی قبر سے متصل ہے آپ نے اسلام کی خاطر اپنے پہلے مولی امیہ ابن خلف کے ہاتھوں بہت تکالیف برداشت کیں امیہ تجھی خود اپنے ہاتھوں سے آپ کو طرح طرح کی ایذائیں دیتا تھا اللہ کی شان کہ وہ مردود غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں چھیدا گیا اور حضرت بلال کے ہاتھوں جہنم میں پہنچا حضرت عمر فرمایا کرتے تھے کہ ابو بکر ہمارے سید ہیں انہوں نے ہمارے سید کو آزاد فرمایا۔

۱۰:۔ بلال ابن حارث: آپ کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے مزنی ہیں آپ اشعر میں رہے ۸۰ اسی سال عمر ہوئی ۶۰ میں وفات پائی۔

۱۱:۔ بریدہ ابن حصیب: آپ اسلمی ہیں غزوہ بدر سے پہلے ایمان لائے مگر اس میں شریک نہ ہوئے بیعتہ الرضوان میں موجود تھے مدینہ منورہ کے باشندے تھے پھر بصرہ چلے گئے وہاں سے خراسان کے جہاد میں گئے وہاں ہی شہید ہوئے یعنی یزید ابن معاویہ کے زمانہ میں ۶۲ میں وفات ہوئی مرو میں آپ کی قبر شریف ہے۔

۱۲:۔ بشیر ابن معبد: آپ ابن خصاصیہ کے لقب سے مشہور ہیں خصاصیہ آپ کی ماں ہیں جن کا نام کبشہ ہے حضور صلی اللہ علیہ

marfat.com

وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

۱۳:۔ بسر ابن ابی ارطاۃ: آپ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے اور اپ کے باپ کا نام عمیر عامری قرشی ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ نے حضور انور کا فرمان عالی نہیں سنا کہ اس زمانہ میں آپ بہت چھوٹے تھے مگر اہل شام کہتے ہیں کہ سنا ہے واقدی فرماتے ہیں کہ حضور انور کی وفات سے دو سال پہلے پیدا ہوئے آخری عمر میں مخبوط الحواس ہو گئے تھے امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات پائی۔

۱۴:۔ بدیل ابن ورقاء: آپ خزاعی ہیں آپ جنگ صفین کے موقعہ پر قتل کئے گئے آپ کو خود آپ کے بیٹے نے قتل کیا بعض نے فرمایا کہ حضور انور کے زمانہ میں قتل کئے گئے آپ کے بیٹے کا نام عبداللہ ہے۔

۱۵:۔ ابنا بسر: ان دونوں بیٹوں کا نام عطیہ اور عبداللہ ہے۔ ان کا بیان عین کی تختی میں آوے گا ان سے صرف ایک حدیث کھجور مکھن کے ساتھ کھانے کے متعلق مروی ہے۔

۱۶:۔ بیاضی: آپ بیاضہ ابن عامر کی اولاد ہیں آپ کا نام عبداللہ ابن جابر ہے۔ صحابی ہیں۔

ب۔ تابعین عظام

۱:۔ بلال ابن یسار: آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام زید کے پوتے یعنی یسار زید کے بیٹے ہیں مگر یہ زید، زید ابن حارثہ نہیں۔ وہ دونوں حضرات صحابی ہیں۔ اور بلال تابعی۔

۲:۔ بلال ابن عبداللہ: آپ حضرت عبداللہ ابن عمر کے بیٹے ہیں قرشی ہیں۔ عدوی ہیں ثقہ اور مقبول الحدیث ہیں۔

۳:۔ بسر ابن محجن: آپ دیلمی حجازی ہیں ابن مندہ نے آپ کو صحابی کہا ہے امام بخاری وغیرہ ہم نے انہیں تابعی فرمایا آپ سے صرف ایک حدیث مروی ہے۔

۴:۔ بہز ابن حکیم: آپ بہز ابن حکیم ابن معاویہ ابن حیدہ ہیں قشیری بصری ہیں۔ آپ کے متعلق علماء میں اختلاف رہا۔ بخاری ومسلم نے آپ کی کوئی حدیث روایت نہیں کی۔

۵:۔ بشر ابن مروان: آپ مروان ابن حکم کے بیٹے ہیں اموی ہیں قرشی ہیں عبدالملک ابن مروان کے بھائی ہیں اسی کی طرف سے آپ عراق کے حاکم رہے۔

۶:۔ بشر ابن رافع: آپ نے یحیٰی ابن کثیر وغیرہ سے احادیث نقل کیں ابن معین نے آپ کو قوی کہا۔

۷:۔ بشر ابن ابی مسعود: آپ کے والد ابو مسعود بدری ہیں صحابی ہیں آپ سے بہت سے محدثین نے روایت لیں۔

marfat.com

۸:۔ بشیر ابن میمون: آپ نے اپنے چچا اسامہ ابن اخدری سے احادیث روایت کیں۔

۹:۔ بحالہ بن عبدہ: آپ تمیمی ہیں جزء ابن معاویہ کے کاتب تھے مکی ہیں ثقہ ہیں اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے عمران ابن حسین سے روایت لیں۔

۱۰:۔ ابو بردہ: آپ کا نام عامر ابن عبد اللہ ابن قیس ہے۔ یعنی ابو موسیٰ اشعری کے بیٹے ہیں کہ عبد اللہ ابن قیس ابو موسیٰ اشعری کا نام ہے آپ حضرت علی کے ساتھ رہے قاضی شریح کے بعد کوفہ کے قاضی رہے حجاج ابن یوسف نے آپ کو معزول کیا۔ اپنے والد اور حضرت علی سے احادیث نقل کیں۔

۱۱:۔ ابو بکر ابن عیاش: آپ مخزومی ہیں تابعی ہیں حضرت عائشہ اور ابو ہریرہ سے احادیث سنیں۔

۱۲:۔ ابو بکر ابن عبد اللہ ابن زبیر: آپ کا ذکر عین کی تختی میں آوے گا آپ حمیدی ہیں امام بخاری کے استاذ ہیں۔

۱۳:۔ ابو البحری: آپ کا نام سعید ابن فروز ہے آپ نے چاند دیکھنے کے متعلق حدیث روایت کی۔

ب۔ صحابیات

۱:۔ بریرہ: آپ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی ہیں حضرت عائشہ صدیقہ ابن عباس عروہ ابن زبیر سے روایات لیں۔

مترجم کہتا ہے کہ آپ کے فضائل بہت ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت کے موقعہ پر آپ نے نہایت نفیس طرح پاکدامنی بیان فرمائی آپ کے ذریعہ تین فقہی مسائل ثابت ہوئے۔

۲:۔ بسرہ: آپ بسرہ بنت صفوان ابن نوفل ہیں قرسیہ اسدیہ ہیں ورقہ ابن نوفل کی بھتیجی ہیں۔

۳:۔ مبہیسہ: آپ فزاریہ ہیں صحابیہ ہیں آپ نے اپنے والد سے بھی روایت لیں ہیں۔

۴:۔ ام بحید: آپ کا نام حواء بنت یزید ابن سکن ہے انصاریہ ہیں اسماء بنت یزید کی بہن ہیں۔

۵:۔ بنانہ: حق یہ ہے کہ آپ تابعی ہیں عبد الرحمن ابن حبان کی آزادہ کردہ لونڈی ہیں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت لیتی ہیں۔

ت۔ صحابہ کرام

marfat.com

ا:۔ تمیم داری: آپ کا نام تمیم بن اوس ہے قبیلہ بنی عبدالدار سے ہیں پہلے عیسائی تھے ۹ نو میں اسلام لائے آپ ایک رکعت میں قرآن مجید ختم کرتے تھے کبھی ایک آیت بار بار پڑھتے تھے حتیٰ کہ ایک رکعت میں سویرا ہو جاتا تھا۔ آپ ایک رات سو گئے حتیٰ کہ تہجد نہ پڑھ سکے تو اس کے کفارہ میں ایک سال تک نہ سوئے تمام رات عبادت ہی کرتے رہتے اولاً مدینہ منورہ میں رہے پھر عثمان کی شہادت کے بعد شام منتقل ہو گئے وہاں ہی وفات پائی سب سے پہلے مسجد نبوی میں چراغ سے روشنی آپ ہی نے کی آپ نے دجال اور جساسہ کا واقعہ حضور اکرم سے بیان کیا۔

ت۔ تابعین کرام

ا:۔ ابو تمیمہ: آپ کا نام طریف ابن خالد ہجمی ہے یمن کے باشندے تھے پھر بصرہ میں رہے آپ نے بہت صحابہ سے ملاقات کی ہے ۹۵ پچانوے میں وفات پائی۔

ث۔ صحابہ کرام

ا:۔ ثابت ابن قیس ابن شماس: آپ انصاری خزرجی ہیں احد اور بعد کے تمام غزوات میں شریک ہوئے عظیم الشان صحابی ہیں آپ کے لئے حضور انور نے جنت کی گواہی دی حضور انور کے خطیب تھے ۱۲ بارہ ہجری میں غزوہ یمامہ میں شہید ہوئے جو عہد صدیقی میں مسلیمہ کذاب سے ہوا۔

۲:۔ ثابت ابن ضحاک: آپ کی کنیت ابو زید ہے انصاری خزرجی ہیں بچپن میں بیعۃ الرضوان میں حضور انور سے بیعت کی واقعہ ابن زبیر میں وفات ہوئی۔

۳:۔ ثابت ابن وحداح: آپ انصاری ہیں آپ غزوہ احد میں خالد ابن ولید کے برچھے سے شہید ہوئے بعض مورخین کا قول ہے کہ آپ نے بستر پر وفات پائی واللہ ورسولہ اعلم۔

۴:۔ ثوبان: آپ ثوبان ابن بجدد ہیں کنیت ابو عبد اللہ ہے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خرید کر آزاد کر دیا آپ حضور انور کی وفات تک سفر و حضر میں حضور کے ساتھ رہے۔ پھر شام کی بستی رملہ میں قیام رہا وہاں سے حمص چلے گئے ۵۴ چون میں وہاں ہی وفات پائی آپ سے بہت لوگوں نے احادیث لیں۔

۵:۔ ثمامہ ابن اثال: آپ حنفی یعنی قبیلہ حنفیہ سے ہیں یمامہ والوں کے سردار آپ حضور انور کی خدمت میں قید کر کے لائے گئے انہیں حضور انور نے چھوڑ دیا آپ چلے گئے پھر غسل کر کے کپڑے دھو کر حضور انور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔

marfat.com

٦:۔ ابو ثعلبہ: آپ کا نام جرہم ابن ناشب ہے آپ خشنی ہیں بیعۃ الرضوان میں حضور سے بیعت کی حضور نے آپ کو آپ کی قوم کے پاس تبلیغ اسلام کے لئے بھیجا۔ ساری قوم آپ کی تبلیغ سے مسلمان ہوگئی آخر میں شام میں رہے ۷۵ پچھتر میں وہاں ہی وفات پائی۔

ث۔ تابعین عظام

ا:۔ ثابت ابن ابی صفیہ: آپ کی کنیت ابو حمزہ ہے کوفی ہیں امام محمد ابن باقر سے روایات لیں ۱۴۸ ایک سو اڑتالیس میں وفات پائی۔

۲:۔ ثابت ابن اسلم: آپ کی کنیت ابو محمد ہے بنانی ہیں تابعی ہیں اہل بصرہ سے ہیں مشہور محدث ہیں۔ حضرت انس کے ساتھ چالیس سال رہے چھیاسی سال عمر پائی ۱۲۳ ایک سو تیئس میں وفات پائی۔

۳:۔ ثمامہ ابن حزن: آپ قشیری ہیں آپ نے متعدد صحابہ سے ملاقات کی ہے جیسے حضرت عمر اور عبداللہ ابن عمر اور ابوالدردا اور عائشہ صدیقہ۔

۴:۔ ثور ابن یزید: آپ قبیلہ بنی کلاع سے ہیں شامی ہیں۔ حضرت خالد ابن معدان سے ملاقات ہے ۱۵۵ ایک سو پچپن میں وفات ہوئی۔

ج۔ صحابہ کرام

ا:۔ جابر ابن عبداللہ: آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے انصاری ہیں سلمی ہیں بہت احادیث آپ سے مروی ہیں آپ بدر وغیرہ اٹھارہ غزوات میں شریک ہوئے حضور انور کی وفات کے بعد شام و مصر گئے۔ آخر نابینا ہو گئے تھے۔ آپ کی عمر چورانوے سال ہوئی ۷۴ چوہتر میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔ آپ مدینہ منورہ کے آخری صحابی ہیں کہ آپ کی وفات سے زمین مدینہ صحابی سے خالی ہو گئی۔

۲:۔ جابر ابن سمرہ: آپ کی کنیت ابو عبداللہ عامری ہیں حضرت سعد ابن ابی وقاص کے بھانجے ہیں کوفہ میں قیام رہا وہاں ہی وفات ہوئی۔ ۷۴ چوہتر میں وفات ہے۔ ایک جماعت نے آپ سے احادیث لیں۔

۳:۔ جابر ابن عتیک: آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے انصاری ہیں بدر وغیرہ تمام غزوات میں شامل ہوئے ۹۱ سال عمر ہوئی ۶۱ھ میں وفات ہوئی۔

۴:۔ جبار ابن صخر: آپ انصاری سلمی ہیں بیعت عقبہ اور بدر وغیرہ تمام غزوات میں شامل ہوئے بیعت عقبہ میں آپ ستر میں

marfat.com

سے ایک تھے۔

۵:۔ جریر ابن عبداللہ: آپ کی کنیت ابو عمرو ہے۔ حضور انور کی وفات کے سال آپ ایمان لائے خود فرماتے ہیں کہ میں وفات سے چالیس دن پہلے ایمان لایا آخر میں کوفہ میں رہے پھر بستی قرقس میں وفات پائی ۱۵۱ اکیاون میں وفات ہے۔

۶:۔ جندب ابن عبداللہ: آپ عبداللہ ابن سفیان کے بیٹے ہیں بجلی علقی ہیں۔ علق بجلی کا ایک خاندان ہے واقعہ عبداللہ ابن زبیر کے چار سال بعد وفات پائی۔

۷:۔ جبیر ابن مطعم: آپ کی کنیت ابو محمد ہے قرشی نوفلی ہیں۔ فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے مدینہ منورہ میں رہے ۵۴ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

۸:۔ جریر ابن خویلد: آپ اسلمی مدینی ہیں صفہ والوں میں سے ہیں ۶۱ اکسٹھ میں وفات ہوئی۔

۹:۔ جعفر ابن ابی طالب: آپ ہاشمی و مطلبی ہیں حضرت علی مرتضٰی کے بڑے بھائی آپ کا لقب ذوالجناحین بھی ہے یعنی دو پروں والے اور طیار بھی یعنی اڑنے والے آپ اکتیس لوگوں کے بعد ایمان لائے یعنی بتیسویں مومن ہیں حضرت علی سے دس سال بڑے ہیں۔ صورت و سیرت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے آپ سے آپ کے بیٹے عبداللہ ابن جعفر اور دوسرے بہت صحابہ نے احادیث روایت کیں اکتالیس سال عمر پائی ۸ اٹھ ہجری غزوہ موتہ میں اس طرح شہید ہوئے کہ آپ کے جسم شریف کے سامنے والے حصے میں نوے زخم تھے تلواروں اور تیروں کے کترجم کہتا ہے کہ آپ کی شہادت کی خبر حضور انور نے مدینہ منورہ میں دی کہ آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور خبر شہادت دے رہے تھے۔ آپ نے مدینہ منورہ میں نماز جنازہ اور بعد نماز دعاء مغفرت فرمائی۔ آپ کے فضائل بہت ہیں ان چار میں سے ایک ہیں جنگی غائبانہ میت حاضر کی گئی۔

۱۰:۔ جارود: آپ کا نام بشر ابن عمرو ہے جارود لقب ہے عبدی ہیں ۹ نو میں حضور انور کی خدمت میں وفد عبدالقیس میں حاضر ہوئے بعد ازاں مصر میں رہے۔ اور فارس میں قتل کئے گئے ۲۱ اکیس خلافت فاروقی میں آپ کی شہادت ہے۔

۱۱:۔ جبلہ ابن حارثہ: آپ کلبی ہیں اور زید ابن حارثہ کے بھائی ہیں زید سے بڑے ہیں زید کو فہ حضور نے اپنا بیٹا بنایا تھا۔

۱۲:۔ ابو جہیم: آپ کا نام ابو جہیم ہے بعض نے فرمایا کہ عبداللہ ابن حارث ابن صمہ ہے صحابی ہیں انصاری ہیں۔

۱۳:۔ ابو جحیفہ: آپ کا نام وہب ابن عبداللہ ہے عامری ہیں کوفہ میں رہے نو عمر صحابہ میں سے ہیں آپ کے بلوغ سے پہلے حضور انور کی وفات ہوئی ۷۴ چوہتر میں کوفہ میں وفات ہوئی صحابی ہیں کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت تمیز و ہوش دیکھا ہے۔

۱۴:۔ ابو جمعہ: آپ انصاری ہیں آپ کے نام میں اختلاف ہے کہ حبیب ابن سباع ہے یا جنید ابن سباع یا کچھ اور آپ شام میں رہے صحابی ہیں۔

marfat.com

۱۵:۔ ابو الجعد: بعض نے فرمایا کہ یہ ہی آپ کا نام ہے۔ بعض نے کہا کہ آپ کا نام وہب ہے۔

۱۶:۔ ابو جندل: آپ سہیل ابن عمر قرشی عامری کے بیٹے ہیں مکہ معظمہ میں ایمان لائے باپ نے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں۔ آپ نے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر انہیں بیڑیوں میں اپنے کو حضور انور تک پہنچایا۔ پھر آپ کے عجیب واقعات ہوئے۔ خلافت فاروقی میں وفات پائی۔

۱۷:۔ ابو جہیم: آپ کا نام عامر بن حذیفہ ہے عدوی قرشی ہیں حضور انور نے آپ ہی سے کپڑا خریدا اپنی کنیت میں مشہور ہیں۔

۱۸:۔ ابو جری: آپ کا نام جابر ابن سلیم ہے تمیمی ہیں بصرہ میں رہے۔ بہت کم روایت آپ سے ہیں۔

۱۹:۔ ابو جمیل: کتاب الزکوٰۃ میں ان کا ذکر آتا ہے۔ نام اور احوال کا پتہ نہیں۔

ج۔ تابعین عظام

۱:۔ جعفر صادق: آپ جعفر ابن محمد بن علی ابن حسین ابن عالی ابن ابی طالب ہیں صادق لقب ہے ابو عبد اللہ کنیت ہے سادات اہل بیت سے ہیں یحیٰی ابن سعید ابن جریج، مالک ابن انس، سفیان ثوری، ابن علیہ اور امام ابو حنیفہ سے روایات لیں۔ ۸۰، اسی میں ولادت ۱۴۸ ایک سو اڑتالیس میں وفات ہے ارسٹھ سال عمر ہوئی مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں اپنے والد محمد باقر اور دادا امام زین العابدین کے پاس دفن ہوئے مترجم نے زیارت کی ہے۔

۲:۔ جعفر ابن محمد: آپ محمد ابن ابی عثمان کے فرزند ہیں طیالسی ہیں کنیت ابو الفضل ۲۸۲ دو سو بیاسی میں وفات ہے۔

۳:۔ ابو جعفر قاری: آپ کا نام یزید ابن تعقاع ہے قاری ہیں مدنی ہیں مشہور تابعی ہیں عبد اللہ ابن عیاش کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

۴:۔ ابو جعفر: آپ کا نام عمیر ابن یزید ہے خطمی ہیں جماعت صحابہ سے ملاقات ہے۔

۵:۔ ابو الجویریہ: آپ کا نام حطان ابن حقاف ہے۔ جرمی ہیں بہت صحابہ سے ملاقات ہے۔

۶:۔ ابو الجوزا: آپ کا نام اوس ابن عبد اللہ ہے۔ ازوی ہیں بصری ہیں ۸۳ تراسی میں قتل کئے گئے۔

۷:۔ حزاء ابن معاویہ: آپ تمیمی ہیں آپ سے بجالہ وغیرہم نے احادیث روایت کیں۔

۸:۔ جمیع ابن عمیر: آپ کا تیمی ہیں اہل کوفہ سے ہیں حضرت عمر عائشہ صدیقہ وغیرہم سے احادیث سنیں۔

marfat.com

۹:۔ ابن جریج: آپ کا نام عبد الملک ابن عزیز ابن جریج ہے مکی ہیں آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ میری طرح علم دوسروں نے جمع نہیں کیا ۱۵۰ ایک سو پچاس میں آپ کی وفات ہوئی۔

ج۔ صحابیات

۱:۔ جویریہ: آپ بنت حارث ہیں ۵ پانچ ہجری میں غزوہ مر یسع میں تھ جسے غزوہ بنی مصطلق بھی کہتے ہیں گرفتار ہو کر آئیں اور حضرت ثابت ابن قیس کے حصہ میں آئیں انہوں نے آپ کو مکاتب کردیا۔ حضور انور نے آپ کی کتابت کا روپیہ ادا کرکے آپ کو آزاد کرکے آپ سے نکاح کرلیا لہٰذا آپ ام المومنین ہیں آپ کا پہلا نام برہ تھا۔ حضور انور نے بدل کر جویریہ نام رکھا آپ نے پینسٹھ سال عمر پائی۔ ربیع الاول ۵۶ چھپن میں وفات ہوئی آپ کے بہت فضائل ہیں۔

۲:۔ جدامہ: آپ جدامہ بنت وہب ہیں اسدیہ ہیں مکہ معظمہ میں ایمان لائیں حضور انور سے بیعت کرکے اپنی ساری قوم کو چھوڑ دیا۔ حضور کی خدمت میں رہیں۔

ح۔ صحابہ کرام

۱:۔ حمزہ: آپ عبد المطلب کے بیٹے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا بھی ہیں اور رضاعی بھائی بھی۔ کیونکہ ثوبیہ نے حضور کو بھی دودھ پلایا ہے اور آپ کو بھی آپ کی کنیت ابو عمارہ ہے لقب اسد اللہ نبوت کے دوسرے سال ایمان لائے آپ کے ایمان لانے سے اسلام کو بہت قوت ملی غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور غزوہ احد میں شریک ہوئے وحشی ابن حرب نے آپ کو شہید کیا حضور انور سے عمر میں چار سال زیادہ تھے۔ مختلف زمانوں میں حضور نے اور حمزہ نے ثوبیہ کا دودھ پیا ہے۔ حضرت علی عباس اور زید ابن حارث نے آپ سے احادیث لیں۔

۲:۔ حمزہ ابن عمرو: آپ اسلمی ہیں اہل حجاز سے ہیں ۸۰ اسی سال عمر ہوئی ۶۱ اکسٹھ میں وفات ہوئی۔

۳:۔ حذیفہ ابن یمامہ: آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے عسی ہیں آپ کے والد کا نام حسیل ہے یمان لقب ہے حضرت حذیفہ حضور انور کے صاحب اسرار ازدار ہیں حضرت عثمان کی شہادت کے چالیس دن بعد آپ کی وفات مدائن میں ہوئی وہاں ہی آپ کی قبر شریف ہے ۳۵ میں وفات ہے۔

۴:۔ حسن ابن علی: آپ کی کنیت ابو محمد ہے سبط رسول اللہ ریحانہ رسول سید شباب اہل جنت آپ کے القاب ہیں ۱۵ رمضان ۳ تین ہجری میں آپ کی ولادت ہے ۵۰ میں وفات جنت البقیع میں مزار مقدس ہے۔ اپنے والد ماجد علی مرتضیٰ کی شہادت کے بعد آپ خلیفہ ہوئے چالیس ہزار سے زیادہ لوگوں نے موت پر آپ سے بیعت کی لیکن آپ نے مسلمانوں میں خونریزی دفع کرنے کے لئے

marfat.com

امیر معاویہ کے حق میں خلافت سے دست برداری فرمائی یہ واقعہ ۱۵ جمادی اولیٰ ۴۱ اکتالیس کو ہوا قریباً چھ ماہ خلافت کی۔ آپ کی وفات زہر دیئے جانے سے ہوئی ۲۹ انتیس صفر یا چار ربیع الاول شنبہ کی شب ہوئی اس کے متعلق اور بھی قول ہیں مگر چہارم ربیع الاول قوی ہے (مترجم از کتاب ہشت بہشت)۔

۵:۔ حسین ابن علی: آپ کی کنیت ابو عبدالل ہ ہے۔ اور سبط رسول' ریحانہ رسول' سید شباب اہل جنتہ آپ کے القاب ہیں۔ آپ پانچ شعبان ۴ چار ہجری کو حضرت فاطمہ زہرا کے شکم پاک سے پیدا ہوئے آپ حسن کی ولادت سے پچاس رات بعد حضرت حسین کی حاملہ ہوئی تھیں اور حضرت حسین کی شہادت دسویں محرم ۶۱ اکسٹھ جمعہ کے دن بعد زوال مقام کربلا میں ہوئی کربلا عراق میں کوفہ اور حلہ کے درمیان مشہور بستی ہے آپ کو سنان ابن انس نخعی نے یا شمر ذی الجوشن نے شہید کیا خولی ابن یزید اصبحی نے آپ کا سر مبارک تن شریف سے جدا کیا پھر یہ ہی خولی عبید اللہ ابن زیاد گورنر کوفہ کے پاس پہنچا اور کچھ اشعار پڑھ کر انعام کا طالب ہوا۔ ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے میری رکاب سونے چاندی سے بھر دے کیونکہ میں نے بڑے بادشاہ زادے کو قتل کیا ہے۔ میں نے اسے تیری خاطر قتل کیا ہے جو ماں باپ دونوں کی طرف سے اشرف ہے۔ جس کا نسب بہترین ہے۔ حضرت حسینؓ کے ساتھ آپ کے خاندان کے یعنی اولاد بھائی بھتیجے تیئس ۲۳ اشخاص شہید ہوئے آپ شہادت کے وقت اٹھاون سالہ تھے آپ سے حضرت ابو ہریرہ' امام زین العابدین فاطمہ اور سکینہ بنت حسین نے احادیث نقل فرمائیں۔ اللہ کی شان کہ ۶۷ سرسٹھ میں عین عاشورہ کے دن عبید اللہ ابن زیاد قتل کیا گیا۔ اسے مالک ابن اشتر نخعی نے قتل کیا اس کا سر مختار کے پاس بھیجا مختار نے حضرت عبداللہ ابن زبیر کے پاس اور عبداللہ ابن زبیر نے امام زین العابدین کے پاس بھیجا۔ مترجم کہتا ہے کہ پھر مختار بھی مر گیا اس کی قبر کوفہ میں ہے میں نے دیکھی ہے۔ تنور نوح کے پاس ہے۔

۶:۔ حسان ابن ثابت: آپ کی کنیت ابو الولید ہے انصاری خزرجی ہیں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص شاعر ہیں۔ شاعروں کے سرتاج ابو عبید کہتے ہیں اہل عرب متفق ہیں کہ شاعروں سے افضل شاعر حسان ہیں آپ نے ۴۰ چالیس سے پہلے حضرت علی مرتضیٰ کی خلافت میں وفات پائی ایک سو بیس سال عمر ہوئی ساٹھ سال جاہلیت میں اور ساٹھ سال اسلام میں۔

۷:۔ حکم ابن سفیان: آپ ثقفی ہیں سفیان کے یا حکم کے بیٹے ہیں یعنی یا تو حکم ابن سفیان ہیں یا ابن حکم بعض محدثین فرماتے ہیں کہ آپ تابعی ہیں مگر قوی یہ ہے کہ آپ صحابی ہیں ابن عبدالبر نے صحابی مانا ہے۔

۸:۔ حکم ابن عمرو: آپ کو غفاری کہا جاتا ہے اس لئے نہیں کہ آپ قبیلہ بنی غفار سے ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ آپ غفار ابن ملیل کے بھائی کی اولاد سے ہیں بصرہ میں رہے مقام مرو میں وفات پائی۔ بعض کے نزدیک بصرہ میں پانچ سال رہے وہاں ہی وفات ہوئی مگر مقام مرو میں حضرو بریدہ اسلمی کے ساتھ ایک جگہ دفن ہوئے۔

۹:۔ حنظلہ ابن ربیع: آپ تمیمی ہیں آپ کو کاتب کہا جاتا تھا کیونکہ آپ کاتب وحی رہے ہیں۔ حضور انور کے بعد آپ مکہ معظمہ چلے گئے وہاں سے مقام قرقس گئے۔ وہاں ہی رہے امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات ہوئی آپ سے ابو عثمان اور یزید ابن شخیر نے

marfat.com

احادیث لیں۔

۱۰:۔ حاطب ابن ابی بلتعہ: آپ کے والد کا نام عمرو ہے یا راشد ابو بلتعہ ان کی کنیت ہے بدر اور خندق وغیرہ میں شریک ہوئے پینسٹھ سال عمر پائی ۳۰ تیس میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔

۱۱:۔ حویصہ: آپ سعود ابن کعب کے بیٹے ہیں۔ انصاری حارثی ہیں محیصہ کے بڑے بھائی ہیں مگر اپنے چھوٹے بھائی محیصہ کے بعد ایمان لائے۔ غزوہ احد' خندق اور بعد کے تمام غزوات میں شریک ہوئے۔

۱۲:۔ حبیش ابن خالد: آپ خزاعی ہیں فتح مکہ کے دن حضرت خالد کے ساتھ تھے اور شہید ہوئے آپ کے بیٹے ہشام نے آپ سے روایات لیں۔

۱۳:۔ حبیب ابن مسلمہ: آپ قرشی فہری ہیں۔ آپ کو حبیب الروم کہا جاتا ہے کیونکہ آپ نے روم پر بہت جہاد کئے آپ مقبول الدعا تھے ملک شام میں ۴۲ بیالیس میں وفات ہوئی۔

۱۴:۔ حکیم ابن حزام: آپ کی کنیت ابو خالد ہے قرشی ہیں اسدی ہیں حضرت خدیجہ کے بھتیجے ہیں کعبہ معظمہ میں ولادت ہوئی واقعہ فیل سے تیرہ سال پہلے زمانہ جاہلیت اور اسلام میں قریش کے سردار تھے مکہ کے سال ایمان لائے ایک سو بیس سال عمر ہوئی ۵۴ چون میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی آپ نے جاہلیت میں سٹھ سال گزارے۔ اور اسلام میں ساٹھ سال سے پہلے مؤلفتہ القلوب میں سے تھے پھر پختہ مومن ہوئے اسلام سے پہلے آپ نے سو غلام آزاد کئے اور سو اونٹ اللہ کی راہ میں خیرات کئے۔

۱۵:۔ حکیم ابن معاویہ: آپ نمیری ہیں امام بخاری نے فرمایا کے آپ کے صحابیت میں شک ہے۔

۱۶:۔ حصین ابن وحوح: آپ انصاری ہیں آپ کی احادیث مدینہ منورہ میں مشہور ہیں آپ کو بہت ایذائیں دے کر قتل کیا گیا۔

۱۷:۔ حبشی ابن جنادہ: آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حجتہ الوداع میں دیکھا۔

۱۸:۔ حجاج ابن عمرو: آپ انصاری مازنی ہیں اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے۔

۱۹:۔ حارثہ ابن سراقہ: آپ انصاری ہیں آپ کی ماں کا نام ربیع ہے یعنی حضرت انس ابن مالک کی پھوپھی آپ غزوہ بدر میں شریک اور شہید ہوئے آپ انصار میں پہلے شہید ہیں جو بدر میں شہید ہوئے۔

۲۰:۔ حارجہ ابن وہب: آپ خزاعی ہیں عبید اللہ ابن عمر ابن خطاب کے اخیافی بھائی آپ کا شمار اہل کوفہ میں سے ہے۔

۲۱:۔ حارثہ ابن نعمان: آپ فضلاء صحابہ میں سے ہیں غزوہ بدر احد اور تمام غزوات میں شامل ہوئے آپ ہی کا وہ واقعہ ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر گزرے حضور کے ساتھ ایک صاحب اور بھی تھے آپ نے سلام کیا ان صاحب نے جواب

marfat.com

دیا جب آپ واپس ہوئے تو حضور نے فرمایا کہ کیا تم نے میرے پطاس والے شخص کو دیکھا تھا۔ میں نے عرض کیا ہاں فرمایا وہ جناب جبریل تھے انہوں نے تمہارے سلام کا جواب دیا آخر میں آپ نا بینا ہو گئے آپ مشہور صحابی ہیں۔

۲۲:۔ حارث ابن حارث: آپ اشعری ہیں اہل شام میں آپ کا شمار ہے۔

۲۳:۔ حارث ابن ہشام: آپ مخزومی ہیں ابو جہل ابن ہشام کے بھائی ہیں حجاز میں بڑے شریف شمار ہوتے تھے۔ فتح مکہ کے دن ایمان لائے آپ کے لئے حضرت ام ہانی بنت ابو طالب نے حضور سے امان مانگی۔ حضور نے امان دیدی اور آپ کو سو اونٹ عطا فرمائے آپ مکہ معظمہ سے شام چلے گئے تھے۔ شوق جہاد میں وہاں ہی رہے ۱۵' پندرہ جنگ یر موک میں خلافت فاروقی میں شہید ہوئے۔

۲۴:۔ حارث ابن کلدہ: آپ ثقفی ہیں طبیب ہیں ابو بکر صدیق کے آزاد کردہ غلام ہیں حق یہ ہے کہ آپ صحابی ہیں اول اسلام میں آپ کی وفات ہے۔

۲۵:۔ ابو حبہ: آپ کا نام ثابت ابن نعمان ہے انصاری بدری ہیں۔ آپ کے نام میں اختلاف ہے۔ بدر میں شریک ہوئے احد میں شہید ہوئے۔

۲۶:۔ ابو حمید: آپ کا نام عبد الرحمٰن ابن سعد ہے انصاری خزرجی ساعدی ہیں آپ سے ایک جماعت نے احادیث لیں وفات امیر معاویہ کے آخری دور میں ہوئی۔

۲۷:۔ ابو حذیفہ: آپ کا نام ھشم یا ہشیم ہے عتبہ ابن ربیعہ کے بیٹے ہیں غزوہ بدر' احد اور تمام غزوات میں شریک ہوئے ۵۳ ترپین سال عمر ہوئی غزوہ یمامہ میں شہید ہوئے۔ خلافت صدیقی میں۔

۲۸:۔ ابو حنظلیہ: آپ کا نام سہیل ابن عبد اللہ ہے حنظلیہ ہیں حنظلیہ آپ کی پرداری کا نام ہے۔

marfat.com

۶۰:۔ عبداللہ ابن غنام :۔ آپ بیاضی ہیں۔ آپ کا شمار اہل حجاز میں سے ہے۔

۶۱:۔ عبداللہ ابن مغفل :۔ آپ مزنی ہیں بیعتہ رضوان میں شریک ہوئے اولاً مدینہ منورہ میں پھر بصرہ میں رہے آپ ان گیارہ میں سے ہیں جنہیں حضرت عمر نے بصرہ بھیجا لوگوں کو علم فقہ سکھانے کے لئے آپ نے بصرہ میں ۶۰ ساٹھ میں وفات پائی۔ آپ سے خواجہ حسن بصری وغیرہ نے روایات لیں حسن بصری فرماتے ہیں کہ بصرہ میں ان سے افضل کوئی نہ ہوا۔

۶۲:۔ عبداللہ ابن ہشام :۔ آپ قرشی تیمی ہیں اہل حجاز میں آپ کا شمار ہے آپ کو آپ کی والدہ زینب بنت حمید بچپن میں حضور انور کی خدمت میں لے گئیں حضور انور نے آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا دعا کی بچپن کی وجہ سے بیعت نہ لی۔

۶۳:۔ عبداللہ ابن یزید :۔ آپ خطمی، انصاری ہیں، صلح حدیبیہ میں سترہ سالہ تھے وہاں شریک ہوئے۔ حضرت ابن زبیر کے زمانہ میں کوفہ کے گورنر رہے اسی زمانہ میں کوفہ میں وفات پائی۔ امام شعبی آپ کے کاتب یعنی میر منشی تھے۔

۶۴:۔ عاصم ابن ثابت :۔ آپ کی کنیت ابو سلیمان ہے انصاری بدری ہیں غزوہ رجیع ہیں جب بنی لحیان نے آپ کو قتل کر کے آپ کا سر کاٹ لیا تو لاش کی حفاظت شہد کی مکھیوں نے کی آپ عاصم ابن عمر ابن خطاب کے نانا ہیں آپ کے قتل کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ حضور انور نے دس آدمیوں کی جماعت بھیجی جناب عاصم کو ان کا امیر بنایا یہ لوگ جب مکہ معظمہ اور عسفان کے قریب پہنچے تو ان کا دو سو آدمیوں بنی لحیان نے پتہ لگایا کھوج لیتے ہوئے یعنی مدینہ کی کھجوروں کی گٹھلیوں کے نشان کے ذریعہ ان لوگوں تک پہنچ گئے جب ان لوگوں نے دیکھا کہ ہم گھر گئے تو انہوں نے ایک ہموار جگہ میں پناہ لے لی۔ کفار بولے اپنے کو ہمارے حوالہ کرو۔ تم کو امان ہے عاصم نے کہا کہ مجھے کفار کی امان کی اطمینان نہیں خدایا اپنے حبیب کو ہماری خبر پہنچادے۔ کفار کے تیروں نے عاصم سمیت سات صحابہ کو شہید کر دیا حضور انور نے صحابہ کرام کو مدینہ میں بیٹھے ہوئے اس واقعہ کی خبر دی۔ جب کفار قریش کو پتہ لگا کہ عاصم شہید کر دیئے گئے تو انہوں نے اپنے آدمی آپ کی لاش پر بھیجے تاکہ ان کا کوئی عضو کاٹ کر لاویں اللہ تعالیٰ نے آپ کی لاش پر شہد کی مکھیاں اس قدر بھیج دیں کہ کوئی کافر آپ تک نہ پہنچ سکا پورا واقعہ بخاری شریف میں ہے۔

۶۵:۔ عامر رام :۔ حق یہ ہے کہ آپ صحابی ہیں ایک آدھ روایت بھی آپ سے ہے۔

۶۶:۔ عامر ابن ربیعہ :۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے غری ہیں دو ہجرتیں کیں بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ پرانے مومن ہیں ۳۲ بتیس میں وفات ہوئی۔

۶۷:۔ عامر ابن مسعود :۔ آپ مسعود ابن امیہ ابن خلف کے بیٹے ہیں یعنی امیہ کے پوتے صفوان ابن امیہ کے بھتیجے حق یہ ہے کہ آپ تابعی ہیں آپ سے ایک مرسل حدیث ترمذی نے کتاب الصوم میں روایت کی ابن مندہ اور ابن عبدالبر نے آپ کو صحابی مانا ہے ابن معین کہتے ہیں کہ آپ تابعی ہیں۔

۶۸:۔ عائذ ابن عمرو :۔ آپ مدنی ہیں بیعت الرضوان میں شریک ہوئے آخر میں بصرہ میں رہے۔

marfat.com

۶۹:۔ عباد ابن بشر:۔ آپ انصاری ہیں سعد ابن معاذ سے پہلے آپ مدینہ منورہ میں اسلام لائے بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے کعب ابن اشرف کے قتل میں آپ شریک ہوئے۔ فضلاء صحابہ سے ہیں۔

۷۰:۔ عباد ابن عبد المطلب:۔ آپ غزوہ بدر میں شریک ہوئے آپ سے کوئی حدیث مروی نہیں۔

۷۱:۔ عبادہ ابن صامت:۔ آپ کی کنیت ابو الولید ہے انصاری سالمی ہیں نقیب انصار تھے۔ عقبہ کی دونوں بیعتوں میں شریک ہوئے پھر بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے حضرت عمر نے آپ کو شام کا قاضی اور معلم بنا کر بھیجا آپ حمص میں مقیم رہے پھر وہاں سے فلسطین چلے گئے رملہ یا بیت المقدس میں وفات پائی۔ بہتر سال عمر پائی ۳۴ چونتیس میں وفات ہوئی مشہور صحابی ہیں۔

۷۲:۔ عباس ابن عبد المطلب:۔ آپ حضور انور کے چچا ہیں حضور انور سے دو سال بڑے تھے آپ کی والدہ نمر بن قاسط قبیلہ کی ایک بی بی تھیں آپ پہلی وہ بی بی ہیں جنہوں نے کعبہ معظمہ کو ریشمی اور اعلیٰ درجہ کے غلاف پہنائے کیونکہ ایک بار حضرت عباس گم ہو گئے تھے تو انہوں نے نذر مانی تھی کہ خدایا میرا بچہ مل جاوے تو میں کعبہ کو بہترین غلاف پہناؤں گی۔ زمانہ جاہلیت میں حضرت عباس خادم کعبہ حجاج کو زمزم دینے والے اور کعبہ کو آباد کرنے والے تھے جو طواف کعبہ کرنے آتا اس سے آپ تقویٰ و طہارت کا عہد لیتے تھے آپ نے اپنی وفات کے وقت ۷۰ ستر غلام آزاد کئے واقعہ فیل سے پہلے پیدا ہوئے اٹھاسی سال عمر پائی بارہ رجب جمعہ کے دن ۳۲ بتیس کو وفات ہوئی ۔بقیع میں دفن ہوئے آپ پہلے مسلمان ہو چکے تھے مگر اپنا ایمان ظاہر نہ کرتے تھے بدر میں کفار جبرا" آپ کو اپنے ساتھ لائے تھے۔ حضور انور۔ نے اعلان فرمایا تھا کہ کوئی عباس کو قتل نہ کرے وہ مجبوراً لائے گئے ہیں اسی غزوہ میں ابو الیسر یعنی کعب ابن عمر نے آپ کو قید کر لیا تھا۔ آپ فدیہ دے کر چھوٹے مکہ معظمہ واپس گئے پھر مہاجر ہو کر مدینہ منورہ آئے مترجم کہتا ہے کہ فتح مکہ کے لئے حضور جا رہے تھے اور حضرت عباس مکہ سے مدینہ آ رہے تھے کہ راہ میں ملاقات ہوئی حضور نے فرمایا کہ عباس خاتم المہاجرین یعنی آخری مہاجر ہیں جنت البقیع میں آپ کی قبر ہے حضرت فاطمہ زہرہؓ کے پاس فقیر نے زیارت کی ہے۔ اللہ پھر نصیب کرے۔

۷۳:۔ عباس ابن مرداس:۔ آپ کی کنیت ابو الہیثم ہے سلمی ہیں بڑے شاعر تھے فتح مکہ سے کچھ پہلے ایمان لائے مؤلفۃ القلوب سے تھے پھر کامل مومن ہوئے آپ نے زمانہ جاہلیت میں بھی شراب نہیں پی۔

۷۴:۔ عبد المطلب ابن ربیعہ:۔ آپ ربیعہ ابن حارث ابن عبد المطلب ابن ہاشم کے بیٹے ہیں قرشی ہیں مدینہ منورہ میں رہے۔ پھر دمشق چلے گئے۔ وہاں ہی ۶۲ باسٹھ آپ کی وفات واقعہ ہوئی۔

۷۵:۔ عبد اللہ ابن محصن:۔ آپ انصاری خطمی ہیں اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے۔

۷۶:۔ عبید ابن خالد:۔ آپ سلمی بہزی ہیں مہاجر ہیں آخر میں کوفہ میں رہے۔

۷۷:۔ عتاب ابن اسید:۔ آپ قرشی اموی ہیں فتح مکہ کے دن اسلام لائے حضور نے اسی سال آپ کو مکہ معظمہ کا حاکم مقرر

marfat.com

فرمایا یعنی حنین کی طرف روانگی کے وقت حضور انور کی وفات تک آپ مکہ کے حاکم رہے خلافت صدیقی میں بھی اسی عہدے پر رہے ۱۳ تیرہ میں خاص صدیق اکبر کے وفات کے دن مکہ معظمہ میں وفات پائی سردارن قریش میں سے ہیں۔

۷۸:۔ عتبہ ابن اسید:۔ آپ کی کنیت ابو بصیر ہے ثقفی ہیں اور بنی زہرہ کے حلیف ہیں پرانے مومنین میں سے ہیں غزوہ حدیبیہ میں آپ کا ذکر آتا ہے آپ نے ہی مکہ والوں پر حملہ کیا جو آپ کو پکڑنے مدینہ منورہ آئے تھے آپ ہی کے متعلق حضور نے فرمایا تھا کہ یہ تو جنگ بھڑکانے والا ہے۔ قصہ مشہور ہے حضور انور کے زمانہ ہی میں وفات ہوئی مترجم کہتا ہے کہ آپ نے ہی پانی کے گھاٹ پر ان مسلمانوں کی جماعت جمع کر لی جو مکہ معظمہ میں کفار کے ہاتھوں قید تھے آپ نے ہی کفار مکہ کا یہ راستہ بند کر دیا جس پر وہ چیخ اٹھے۔

۷۹:۔ عتبہ ابن عبد السلمی:۔ بعض نے فرمایا کہ انہی کا نام عتبہ ابن نذر ہے بعض نے کہا کہ یہ دو حضرات ہیں ان کا نام عتلہ تھا۔ حضور انور نے عتبہ رکھا۔ غزوہ خیبر میں شریک ہوئے چورانوے سال عمر پائی ۸۷ ستاسی میں حمص میں وفات ہوئی۔ واقدی کہتے ہیں کہ آپ شام کے آخری صحابی ہیں جن کی وفات سے شام صحابہ سے خالی ہو گیا۔

۸۰:۔ عتبہ ابن غزوان:۔ آپ مازنی ہیں پرانے مومن ہیں پہلے ہبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مدینہ منورہ کی طرف بدر وغیرہ میں شریک ہوئے آپ ساتویں مسلمان ہیں حضرت عمر نے آپ کو بصرہ کا حاکم بنایا۔ پھر آپ حضرت عمر کے پاس آئے تو آپ نے وہاں ہی واپس فرمادیا راستے میں انتقال ہوا ۵۷ سال عمر ہوئی ۱۵ میں وفات پائی۔

۸۱:۔ عداء ابن خالد:۔ آپ خالد ابن ہوزہ کے بیٹے ہیں عامری ہیں فتح مکہ کے بعد ایمان لائے دیہات میں رہتے تھے اہل بصرہ میں آپ کی احادیث مشہور ہیں۔

۸۲:۔ عدی ابن حاتم:۔ آپ حاتم طائی (مشہور سخی) کے بیٹے ہیں آپ کا نسب نامہ یہ ہے عدی ابن حاتم ابن عبد ابن سعد طائی ہے سخی ہیں شعبان ۷ سات میں حضور انور کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے کوفہ میں قیام رہا۔ جنگ جمل میں حضرت علی کے ساتھ تھے اسی جنگ میں آپ کی ایک آنکھ جاتی رہی صفین اور نہروان میں شریک ہوئے ایک سو بیس سال عمر ہوئی ۶۷ سرسٹھ میں کوفہ میں وفات پائی بعض نے فرمایا کہ مقام قرفیسا میں وفات ہوئی۔

۸۳:۔ عدی ابن عمیرہ:۔ آپ کندی حضرمی ہیں اولا کوفہ میں رہے پھر جزیرہ میں وہاں ہی آپ کی وفات ہے۔

۸۴:۔ عرباض ابن ساریہ:۔ آپ کی کنیت ابو نجیح ہے۔ سلمی ہیں صفہ والوں میں سے تھے شام میں رہے وہاں ہی ۷۵ پچھتر میں وفات ہوئی مشہور صحابی ہیں۔

۸۵:۔ عرفجہ ابن اسعد:۔ آپ وہ ہی صحابی ہیں جن سے حضور نے فرمایا کہ تم چاندی کی ناک لگالو پھر فرمایا سونے کی ناک لگالو جنگ کلاب میں آپ کی ناک جاتی رہی تھی۔

marfat.com

۸۶:۔ عروہ ابن ابی الجعد:۔ آپ بارقی ہیں حضرت عمر نے آپ کو کوفہ کا حاکم بنایا۔

۸۷:۔ عروہ ابن مسعود:۔ آپ صلح حدیبیہ میں کافروں کی طرف سے آئے تھے خود کافر تھے، پھر ۹ نو میں جب حضور طائف سے واپس ہوئے تو حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے آپ کے نکاح میں اس وقت بہت عورتیں تھیں حضور انور نے حکم دیا یاد رکھو۔ باقی کو علیحدہ کر دو پھر حضور سے اجازت لے کر اپنے گھر واپس گئے اپنی قوم کو دعوت اسلام دی انہوں نے انکار کیا آپ فجر کے وقت اپنے گھر کی چھت پر چڑھ گئے وہاں اذان دی کلمہ شہادت بلند آواز سے پڑھا ایک ثقفی نے آپ کو وہاں ہی تیر مارا۔ جس سے آپ شہید ہو گئے۔ حضور انور کو جب اس واقعہ کی خبر دی گئی تو فرمایا کہ عروہ سورہ - یسین والے کی مثل ہیں کہ انہوں نے اپنی قوم کو رب کی طرف بلایا تھا۔ انہوں نے بھی انہیں اسی وجہ سے قتل کر دیا تھا۔

۸۸:۔ عطیہ ابن قیس:۔ آپ سعدی ہیں صحابی ہیں یمن اور شام میں آپ کی احادیث مشہور ہیں۔

۸۹:۔ عطیہ ابن بسر:۔ آپ مازنی ہیں عبد اللہ ابن بسر کے بھائی ہیں آپ سے ایک حدیث سرید اور چھوہارے کھانے کے متعلق مروی ہے۔ حضرت مکحول نے آپ سے روایت کی ہے۔

۹۰:۔ عطیہ قرظی:۔ آپ بنی قریظہ کے قیدیوں میں سے تھے آپ کے والد کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

۹۱:۔ عقبہ ابن رافع:۔ آپ قرشی ہیں افریقہ میں شہید ہوئے کہ ۳۶ چھتیس میں آپ کو بریر نے قتل کیا آپ کا ذکر خواب کی تعبیروں کی حدیث میں آتا ہے۔

۹۲:۔ عقبہ ابن عامر:۔ آپ جہنی ہیں عتبہ ابن ابی سفیان کے بعد امیر معاویہ کی طرف سے مصر کے حاکم رہے پھر امیر معاویہ نے آپ کو معزول کر دیا ۵۸ اٹھاون میں مصر میں آپ کی وفات ہوئی آپ سے چند صحابہ اور بہت تابعین نے احادیث نقل کیں۔

۹۳:۔ عقبہ ابن حارث:۔ آپ قرشی ہیں فتح مکہ کے دن ایمان لائے آپ کا شمار اہل مکہ میں ہے۔

۹۴:۔ عقبہ ابن عمرو:۔ آپ کی کنیت ابو مسعود ہے آپ کا ذکر میم کی تختی میں آوے گا۔

۹۵:۔ عکاشہ ابن محصن:۔ آپ اسدی ہیں بنی امیہ کے حلیف تھے۔ آپ غزوہ بدر میں شریک ہوئے وہاں بڑی تکالیف اٹھائیں بعد میں تمام غزوات میں شریک ہوئے بدر میں آپ کی تلوار ٹوٹ گئی تو حضور انور نے آپ کو کھجور کی (چھڑی) دیدی وہ آپ کے ہاتھ میں تلوار بن گئی خلافت صدیقہ میں آپ افضل صحابہ میں شمار ہوتے تھے ۵۴ چون سال عمر پائی۔ آپ کی بہن ام قیس نے اور بہت صحابہ نے آپ سے احادیث لیں۔ آپ کے بڑے عجیب عجیب واقعات مشہور ہیں آپ ان حضرات میں سے ہیں جو بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔ (مترجم)

۹۶:۔ عکرمہ ابن ابو جہل:۔ آپ عمرو ابن ہشام مخزومی قرشی یعنی ابو جہل کے بیٹے ہیں آپ کو اور ابو جہل کو حضور انور سے

marfat.com

سخت عداوت تھی مشہور شہ سوار تھے فتح مکہ کے دن یمن بھاگ گئے پھر آپ کی بیوی ام حکیم بنت حاریم آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی۔ حضور انور نے دیکھ کر فرمایا مرحبا مہاجر سوار تو یہ آپ پر ایمان لے آئے یعنی فتح مکہ کے موقعہ پر ۸ آٹھ میں آپ کا اسلام بہت ہی مقبول ہوا۔ ۱۳ تیرہ میں غزوہ یرموک میں شہید ہوئے باسٹھ سال عمر ہوئی حضور انور نے جناب ام سلمہ سے فرمایا تھا کہ میں نے جنت میں ابو جہل کا ایک درخت دیکھا جب عکرمہ ایمان لائے تو فرمایا کہ یا ام سلمہ یہ ہی ہے ہماری خواب کی تعبیر۔ ایک بار عکرمہ نے حضور انور سے شکایت کی کہ لوگ مجھے اللہ کے دشمن کا بیٹا کہتے ہیں حضور انور نے خطبہ فرمایا کہ جو جاہلیت میں سردار تھے وہ اسلام میں بھی سردار رہیں گے۔ جبکہ فقیہ ہوں۔ شیخ عبدالحق نے مدارج النبوۃ میں فرمایا کہ حضور نے حکم دیا تھا کہ کوئی عکرمہ کے سامنے ابو جہل کو برانہ کہتے۔ (مترجم)

۹۷:۔ **علاء حضرمی:۔** حضرمی کا نام عبداللہ ہے چونکہ آپ حضرموت کے رہنے والے تھے اس لئے حضرمی کہلاتے تھے آپ حضور انور کی طرف سے بحرین کے حاکم تھے۔ حضرت ابوبکر و عمر نے بھی آپ کو اسی عہدہ پر رکھا حتی کہ آپ کی وفات ۱۴ چودہ میں ہو گئی۔

۹۸:۔ **علقمہ ابن وقاص:۔** آپ لیثی ہیں حضور انور کی حیات شریف میں پیدا ہوئے۔ غزوہ خندق میں شریک ہوئے عبدالملک ابن مروان کے زمانہ میں وفات پائی مدینہ منورہ میں قبر شریف ہے۔

۹۹:۔ **عمار ابن یاسر:۔** آپ عنسی ہیں بنی مخزوم قبیلہ کے آزاد کردہ آپ کے والد یاسر اپنے دو بھائیوں حارث اور مالک کے ساتھ اپنے چوتھے بھائی کی تلاش میں مکہ معظمہ آئے حارث اور مالک تو یمن چلے گئے یاسر مکہ معظمہ رہ گئے اور انہوں نے ابو حذیفہ ابن مغیرہ سے حلف کر لیا ابو حذیفہ نے اپنی لونڈی سمیہ کا نکاح یاسر سے کر دیا عمار پیدا ہوئے ابو حذیفہ نے انہیں آزاد کر دیا حضرت عمار پرانے مومنین سے ہیں اسلام کی وجہ سے آپ کو مکہ والوں نے بہت ہی دکھ دیئے تاکہ اسلام چھوڑ دیں ایک بار آپ کو آگ میں زندہ ڈال دیا۔ اتفاقاً حضور انور وہاں سے گزرے آگ سے فرمایا اے آگ عمار پر اسی طرح ٹھنڈی سلامتی والی ہو جا جس طرح حضرت ابراہیم پر ہوئی تھی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ مہاجرین اولین سے ہیں بدر اور تمام غزوات میں شریک ہوئے حضور انور نے آپ کا نام طیب مطیب رکھا یعنی صاف ستھرے جنگ صفین میں آپ حضرت علی کے ساتھ تھے اس میں قتل ہوئے یعنی ۳۷ میں ترانوے سال عمر پائی۔

۱۰۰:۔ **عمرو ابن احوص:۔** آپ کلابی ہیں آپ سے آپ کے بیٹے سلیمان نے احادیث روایت کیں۔

۱۰۱:۔ **عمرو ابن اخطب:۔** آپ کی کنیت ابو زید ہے اسی میں مشہور ہیں انصاری ہیں کئی غزوات میں حضور انور کے ساتھ حاضر ہوئے حضور انور نے آپ کے سر پر دست اقدس پھیرا اور حسن و جمال کی دعا فرمائی سو برس سے زیادہ عمر ہوئی مگر سر اور ڈاڑھی میں صرف چند بال سفید ہوئے آپ سے بہت صحابہ نے احادیث نقل فرمائیں۔

۱۰۲:۔ **عمرو ابن امیہ:۔** آپ ضمری ہیں بدر و احد میں مشرکوں کے ساتھ آئے تھے مگر احد سے واپسی پر مسلمان ہو گئے عرب کے

marfat.com

مشہور بہادر تھے مسلمانوں کے ساتھ پہلے غزوہ بیر معونہ میں شریک ہوئے آپ کو عامر ابن طفیل نے اس غزوہ میں قید کرلیا پھر چھوڑ دیا ۶ میں حضور انور نے آپ کو دعوت اسلام کے لئے حبشہ بھیجا آپ کا شمار اہل حجاز میں ہے امیر معاویہ کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ بعض نے فرمایا کہ ۶۰ ساٹھ میں وفات ہے۔

۱۰۳:۔ **عمرو ابن حارث:۔** آپ خزاعی ہیں ام المومنین جویریہ کے بھائی ہیں آپ کا شمار اہل کوفہ میں ہے۔

۱۰۴:۔ **عمرو ابن حریث:۔** آپ قرشی مخزومی ہیں حضور انور کو دیکھا حضور سے سنا ہے حضور انور نے آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا برکت کی حضور انور کی وفات کے وقت آپ بارہ سال کے تھے کوفہ کے حاکم رہے ۸۵ پچاسی میں وفات پائی کوفہ میں دفن ہوئے۔

۱۰۵:۔ **عمرو ابن حزم:۔** آپ کی کنیت ابو ضحاک ہے انصاری ہیں غزوہ خندق میں شریک ہوئے اس وقت آپ کی عمر پندرہ سال تھی۔ حضور انور نے آپ کو نجران کا حاکم بنایا ۵۳ ترپن میں مدینہ منورہ میں آپ کی وفات ہوئی۔

۱۰۶:۔ **عمرو ابن سعید:۔** آپ قرشی ہیں دو ہجرتوں والے ہیں۔ پہلی ہجرت حبشہ کی طرف کی پھر مدینہ منورہ میں رہے حضرت جعفر ابن ابی طالب کے ساتھ خیبر کے سال مدینہ پہنچے ۱۳ تیرہ میں شام میں شہید کئے گئے۔

۱۰۷:۔ **عمرو ابن سلمہ:۔** آپ مخزومی ہیں۔ حضور انور کے زمانہ پایا اپنی قوم کی امامت کرتے تھے کیونکہ ان میں قرآن کے زیادہ قاری آپ ہی تھے کہا گیا ہے کہ اپنے والد کے ساتھ حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئے آخر میں بصرہ میں رہے۔ آپ چھ سال کی عمر میں اپنی قوم کی امامت کرتے تھے سجدہ میں آپ کے چوتڑ کھل جاتے تھے۔

۱۰۸:۔ **عمرو ابن عاص:۔** آپ سہمی قرشی ہیں ۵ یا ۸ آٹھ میں اسلام لائے آپ اور خالد ابن ولید اور عثمان ابن طلحہ ایک ساتھ آکر مسلمان ہوئے حضور انور نے آپ کو عمان کا حاکم بنایا حضور کی وفات تک آپ حاکم رہے پھر حضرت عمر عثمان اور معاویہ نے آپ کو حاکم بنایا۔ مصر آپ نے ہی فتح کیا اور وفات تک مصر کے حاکم رہے حضرت عثمان نے چار سال تو آپ کو عامل رکھا پھر معزول کردیا۔ پھر امیر معاویہ نے اپنی حکومت میں وہاں کا حاکم بنایا نوے سال عمر ہوئی ۴۳ پینتالیس میں وفات پائی آپ کے بعد آپ کے بیٹے عبداللہ ابن عمرو مصر کے حاکم ہوئے جنہیں حضرت معاویہ نے معزول کردیا۔ بہت لوگوں نے اپ سے روایات لیں جیسے عبداللہ ابن عمر قیس ابن ابی حازم وغیرہم۔

۱۰۹:۔ **عمرو ابن عبسہ:۔** آپ کی کنیت ابو نجیح ہے سلمی ہیں۔ پرانے مومنین میں سے ہیں حتیٰ کہ بعض نے فرمایا کہ آپ چوتھے مسلمان ہیں حضور انور نے آپ کو مومن صحابی بنا کر فرمایا تھا کہ ابھی اپنے وطن جاؤ۔ جب تم کو ہمارے غلبہ کی خبر ملے تب ہمارے پاس آجانا۔ چنانچہ آپ کو فتح خیبر کی جب خبر ملی تو حضور کی خدمت میں آئے اور وہاں ہی رہے آپ کا شمار اہل شام میں ہوتا ہے۔

۱۱۰:۔ **عمرو ابن عوف:۔** آپ انصاری ہیں بدر میں شریک ہوئے اور مدینہ منورہ میں رہے۔

۱۱۱:۔ **عمرو ابن عوف مزنی:۔** آپ بڑے پرانے مومنین سے ہیں آپ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ تولوا واعینهم تفیض

marfat.com

من الدمع مدینہ منورہ میں رہے وہاں ہی امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات پائی۔

۱۱۲:۔ عمرو ابن حمق:۔ آپ خزاعی ہیں صحابی ہیں ۵۱ میں موصل میں قتل کئے گئے۔

۱۱۳:۔ عمرو ابن مرہ:۔ آپ کی کنیت ابو مریم ہے جہنی ہیں یا ازدی اکثر غزوات میں شریک ہوئے شام میں قیام رہا اور امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات ہوئی۔

۱۱۴:۔ عمرو ابن قیس:۔ آپ قرشی عامری ہیں آپ کا دوسرا نام عبد اللہ ہے آپ ہی کو ابن ام مکتوم کہتے ہیں نابینا تھے آپ کی والدہ کا نام عاتکہ ہے آپ ام المومنین خدیجہ کبریٰ کے ماموں زاد یا خالہ زاد بھائی ہیں مکہ معظمہ میں اول ہی میں ایمان لائے آپ نے مصعب ابن عمیر کے ساتھ ہجرت کی مہاجرین اولین میں سے ہیں حضور انور نے آپ کو بارہا مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا اور سفر میں تشریف لے گئے آخری بار حجۃ الوداع کے موقعہ۔ وفات مدینہ منورہ میں ہوئی بعض کہتے ہیں کہ غزوہ قادسیہ میں شہید ہوئے۔ مترجم کہتا ہے کہ سورہ عبس و تولی آپ ہی کے متعلق نازل ہوئی۔ اس سورۃ کے نزول کے بعد حضور انور آپ کے لئے اپنی چادر بچھا دیتے تھے۔

۱۱۵:۔ عمرو ابن تغلب:۔ آپ عبدی ہیں یعنی قبیلہ بنی عبد القیس سے آپ سے خواجہ بصری وغیرہم نے احادیث لیں۔

۱۱۶:۔ عکراش ابن ذویب:۔ آپ تمیمی ہیں اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے آپ اپنی قوم کے صدقات لے کر حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

۱۱۷:۔ عمران ابن حصین:۔ آپ کی کنیت ابو نجید ہے خزاعی ہیں کعبی ہیں خیبر کے سال ایمان لائے تاوفات بصرہ میں رہے ۵۲ باون میں آپ کی وفات ہے آپ فضلاء صحابہ سے تھے مترجم کہتا ہے کہ آپ کو حضرت عمر نے علم سکھانے کے لئے بصرہ بھیجا ابن سیرین کہتے ہیں کہ بصرہ میں کوئی صحابی آپ سے افضل نہ تھا۔ آپ کو فرشتے سلام کرتے تھے (کاشف)

۱۱۸:۔ عمیر:۔ آپ آبی اللحم کے آزاد کردہ غلام غفاری حجازی ہیں غزوہ خیبر میں اپنے مولی کے ساتھ حاضر ہوئے حضور انور کو دیکھا ہے۔ حضور کی احادیث حفظ کی ہیں آپ سے ایک جماعت نے روایات لیں۔

۱۱۹:۔ عمیر ابن حمام:۔ آپ انصاری ہیں بدر میں شریک اور شہید ہوئے خالد ابن اعلم نے آپ کو شہید کیا آپ انصار میں پہلے شہدی ہیں جو راہ خدا میں شہید ہوئے۔

۱۲۰:۔ عوف ابن مالک:۔ آپ اشجعی ہیں غزوہ خیبر اور اس کے بعد غزوات میں شریک ہوئے بنی اشجع کا جھنڈا فتح مکہ کے دن آپ کے ہاتھ تھا آخر میں شام میں رہے وہاں ہی ۷۳ تہتر میں وفات پائی۔

۱۲۱:۔ عویم ابن ساعدہ:۔ آپ انصاری اوسی ہیں دونوں بیعت عقبہ میں اور تمام غزوات میں شریک ہوئے قوی یہ ہے کہ آپ

marfat.com

خلافت فاروقی میں فوت ہوئے عمر ۶۵ پینسٹھ سال ہوئی۔ حضرت عمر نے آپ سے روایت کی۔

۱۱۲۲:۔ عویمر ابن عامر:۔ آپ کی کنیت ابوالدرداء ہے اسی کنیت میں مشہور ہیں دال کی تختی میں آپ کا ذکر ہو چکا ہے۔

۱۱۲۳:۔ عویمر ابن ابیض:۔ آپ انصاری عجلانی ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ یہ وہ ہی عویمر ہیں جن کا لعان کا واقعہ احادیث میں آتا ہے بعض کا قول ہے کہ وہ عویمر دوسرے ہیں ان کا نام عویمر ابن حارث ابن زید ابن حارثہ جد ابن عجلان ہے۔

۱۱۲۴:۔ عیاض ابن حمار:۔ آپ تیمی مجاشعی ہیں اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے حضور انور کا ان پر بہت کرم تھا۔

۱۱۲۵:۔ عصام مزنی:۔ آپ صحابی ہیں بہت ہی کم روایات کرتے ہیں۔

۱۱۲۶:۔ عتبان ابن مالک:۔ آپ خزرجی سالمی ہیں امیر معاویہ کے زمانہ میں فوت ہوئے۔

۱۱۲۷:۔ عمارہ ابن خزیمہ:۔ آپ خزیمہ ابن ثابت کے بیٹے ہیں انصاری ہیں اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

۱۱۲۸:۔ عمارہ ابن رویبہ:۔ آپ ثقفی ہیں اہل کوفہ میں آپ کا شمار ہے بہت لوگوں نے آپ سے روایات لیں۔

۱۱۲۹:۔ عرس ابن عمیرہ:۔ آپ کندی ہیں آپ سے آپ کے بھتیجے عدی نے روایات لیں۔

۱۱۳۰:۔ عیاش ابن ابی ربیعہ:۔ آپ مخزومی قرشی ہیں ابوجہل کے اخیافی بھائی ہیں بڑے پرانے مومن ہیں حضور انور کے دار ارقم میں جانے سے پہلے ایمان لائے آپ نے پہلے حبشہ کی طرف پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ جب آپ ہجرت کر کے آئے تو ابوجہل اور اس کا بھائی حارث ابن ہشام آپ کے پاس آئے اور کہا کہ ماں نے قسم کائی ہے کہ وہ تم کو دیکھے بغیر سایہ میں نہ بیٹھے گی۔ تم مکہ چلو تاکہ تمہاری ماں سایہ لے چنانچہ آپ ان دونوں کے ساتھ مکہ معظمہ چلے گئے۔ انہوں نے وہاں لے جاکر آپ کو قید کر دیا اور بہت ایذائیں دیں حضور انور نے قنوت نازلہ میں آپ کے لئے دعائیں فرمائیں۔ الٰہی عیاش کو نجات دے آپ خلافت فاروقی میں شہید ہوئے۔

۱۱۳۱:۔ عابس ابن ربیعہ:۔ آپ غطیفی ہیں فتح مصر میں شریک ہوئے آپ کے بیٹے عبدالرحمٰن نے آپ سے روایات لیں۔

۱۱۳۲:۔ ابوعبیدہ ابن جراح:۔ آپ کا نام عامر ابن عبداللہ ابن جراح ہے فہری قرشی ہیں عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اس امت کے امین ہیں حضرت عثمان ابن مظعون کے ساتھ ایمان لائے پھر ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تمام غزوات میں شامل رہے احد میں ثابت قدم رہے خود کے دو حلقے جو حضور انور کے سر کے زخم میں گڑھ گئے تھے آپ نے نکالے جس سے آپ کی ثنایا دانت گر گئے یہ واقعہ غزواہ احد میں ہوا طاعون عمواس میں وفات ہوئی ۱۸ اٹھارہ میں اٹھاون سال عمر ہوئی حضرت معاذ بن جبل نے آپ کا جنازہ پڑھایا مقام بیسان میں دفن ہوئے حضور انور سے فہر ابن مالک میں مل جاتے ہیں۔ مترجم کہتا ہے کہ آپ اسلام کے بڑے جرنیل ہیں شام کے

marfat.com

فاتح آپ ہی ہیں حضرت عمر نے اپنی وفات کے وقت فرمایا کہ اگر آج ابو عبیدہ زندہ ہوتے تو میں خلافت ان کے سپرد کر دیتا۔ (حاشیہ)۔

۱۳۳:۔ **ابو العاص ابن ربیع:۔** آپ کا نام مقسم یا لقیط ہے حضور انور کے داماد ہیں۔ یعنی حضرت زینب بنت رسول اللہ کے خاوند غزوہ بدر میں کفار کی طرف سے آئے تھے مسلمانوں کے ہاتھ قید ہو گئے۔ پھر چھوڑے گئے مکہ معظمہ جا کر پھر حضور انور کی خدمت میں مہاجر بن کر آئے حضور انور آپ سے اور آپ کی وفاداری صادق الوعد ہونے کی وجہ سے بہت خوش تھے۔ خلافت صدیقی میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ بہت صحابہ نے آپ سے احادیث لیں۔

۱۳۴:۔ **ابو عیاش:۔** آپ کا نام زید ابن صامت ہے انصاری زرقی ہیں چالیس ہجری کے بعد وفات پائی۔

۱۳۴:۔ **ابو عمر ابن حفص:۔** آپ حفص ابن مغیرہ کے بیٹے ہیں مخزومی ہیں آپ کا نام عبد المجید یا احمد ہے۔

۱۳۵:۔ **ابو عبس عبد الرحمان:۔** آپ ابن جبیر کے بیٹے ہیں حارثی ہیں بدر میں شریک ہوئے ۳۴ چونتیس میں مدینہ منورہ میں وفات پائی وہاں ہی دفن ہوئے ۷۰ ستر سال عمر ہوئی۔

۱۳۶:۔ **ابو عسیب:۔** آپ حضور انور کے آزاد کردہ غلام ہیں آپ کا نام احمر ہے۔

ع۔ تابعین

۱:۔ **عبد اللہ ابن بریدہ:۔** آپ اسلمی ہیں مرو کے قاضی رہے مشہور تابعی ہیں حضرت ابو ہریرہ وغیرہ صحابہ سے ملاقات ہے۔ آپ سے بہت احادیث منقول ہیں مرو میں مزار ہے۔

۲:۔ **عبد اللہ ابن ابی بکر:۔** آپ ابو بکر ابن محمد ابن عمرو ابن حزم کے بیٹے ہیں انصاری مدنی علماء مدینہ سے ہیں بہت سچے امام احمد فرماتے ہیں کہ آپ کی احادیث شفاء ہیں ۷۰ ستر سال عمر ہوئی ۱۳۵ ایک سو پینتیس میں وفات پائی۔

۳:۔ **عبد اللہ ابن زبیر:۔** آپ کی کنیت ابو بکر حمیدی قرشی اسدی ہیں امام شافعی کے ساتھ مصر میں رہے حتیٰ کہ امام شافعی کی وفات ہو گئی پھر آپ مکہ معظمہ واپس آئے امام بخاری نے آپ کی بہت احادیث اپنی کتاب بخاری میں روایت کیں ۲۱۹ دو سو انیس میں مکہ معظمہ میں وفات پائی اسلام کے بڑے خدمت گزار ہیں۔

۴:۔ **عبد اللہ ابن مطیع:۔** آپ قرشی عدوی ہیں مدنی ہیں حضور انور کے زمانہ شریف میں پیدا ہو چکے تھے آپ کے والد آپ کو حضور انور کی خدمت میں لے گئے تھے۔ آپ کے والد کا نام عاص تھا۔ حضور نے مطیع رکھا عبد اللہ سرداران قریش سے تھے جب اہل مدینہ نے یزید کی سلطنت سے علیحدگی کی تو آپ کو ہی اپنا امیر بنایا۔ آپ صرف قریش کے امیر تھے اور قریش کے علاوہ کے امیر

marfat.com

عبداللہ ابن حنظلہ غسیل ملائکہ تھے آپ حضرت عبداللہ ابن زبیر کے ساتھ مکہ معظمہ میں قتل گئے گئے ۷۳ تہتر میں آپ کو عبداللہ ابن زبیری نے کوفہ کا حاکم بنایا وہاں سے مختار ابن ابو عبید نے آپ کو نکال دیا۔

۵:۔ عبداللہ ابن مسلمہ :۔ آپ مسلمہ ابن قعب کے بیٹے ہیں۔ تمیمی مدیلسی ہیں بصرہ میں قیام رہامالک ابن انس کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ ہشام ابن سعد وغیرہ سے ملاقات ہے ۲۲۱ دو سو اکیس میں محرم میں مکہ معظمہ میں آپ کی وفات ہے۔ سواء ابن ماجہ کے باقی صحاح آپ کی احادیث موجود ہیں۔

۶:۔ عبداللہ ابن موہب :۔ آپ فلسطینی شامی ہیں فلسطین کے قاضی رہے حضرت تمیم داری وغیرہ سے ملاقات ہے آپ سے عمر ابن عبدالعزیز نے روایات لیں۔

۷:۔ عبداللہ ابن مبارک :۔ آپ مروزی ہیں بنی حنظلہ کے مولیٰ ہیں آپ امام ربانی متقی فقیہ' حافظ' زاہد' متقی سخی ثقہ ہیں اسمٰعیل ابن عیاش فرماتے ہیں کہ روئے زمین پر ابن مبارک جیسا کوئی اچھی خصلت ایسی نہیں جو ابن مبارک میں موجود نہ ہو آپ بغداد میں رہے ۱۸۸ ایک سو اٹھارہ میں پیدا ہوئے اور ۱۸۱ میں وفات پائی۔

۸:۔ عبداللہ ابن عکیم :۔ آپ نے حضور انور کا زمانہ پایا۔ مگر دیدار نہ کر سکے بعض لوگوں نے آپ کو صحابی کہا ہے مگر حق یہ ہے کہ آپ تابعی ہیں آپ کی ملاقات حضرت عمر ابن مسعود' حذیفہ سے ہے۔

۹:۔ عبداللہ ابن ابی قیس :۔ آپ کی کنیت ابو الاسود ہے شامی عطیہ ابن عازب کے آزاد کردہ غلام ہیں حضرت عائشہ سے روایات لیں۔

۱۰:۔ عبداللہ ابن عصم :۔ آپ کوفی حنفی ہیں آپ سے یہ حدیث مروی ہے کہ ثقیف میں ایک جھوٹا اور فسادی ہو گا۔ حضرت ابن عمر اور ابو سعید سے ملاقات ہے۔

۱۱:۔ عبداللہ ابن محیریز :۔ آپ جمحی قرشی ہیں عظیم الشان تابعی بہت نیک و صالح بزرگ ہیں رجاء ابن حیوہ فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ حضرت ابن عمر کی عبادت پر فخر کرتے تھے اپنے ہم عابد ابن محیریز کی عبادت پر فخر کرتے ہیں آپ کی وفات سو ہجری سے پہلے ہے۔

۱۲:۔ عبداللہ ابن مثنی :۔ آپ مثنی ابن عبداللہ ابن انس ابن مالک کے بیٹے ہیں اپنے چچاؤں سے روایت کرتے ہیں۔ صالح متقی ہیں۔

۱۳:۔ عبداللہ ابن عمر ابن حفص :۔ آپ عبداللہ ابن عمر ابن حفص ابن عاصم کے بیٹے ہیں عمری ہیں ابن عدی کہتے کہ وہ صدوق ہیں ۱۷۱ ایک سو اکہتر میں وفات پائی۔

marfat.com

۱۴:۔ عبداللہ ابن عتبہ :۔ آپ عتبہ ابن مسعود کے بیٹے ہیں ہزلی ہیں عبداللہ ابن مسعود کے بھتیجے ہیں مدنی ہیں کوفہ میں رہے آپ نے حضور انور کا زمانہ پایا۔ مگر ملاقات نہ ہوئی عظیم الشان تابعی ہیں کوفہ کے ہیں حضرت عمر فاروق وغیرہ سے ملاقات ہے آپ کی وفات ثم ابن مروان کے زمانہ میں ہوئی کوفہ میں آپ کی قبر ہے۔

۱۵:۔ عبداللہ ابن مالک بن بحینہ :۔ آپ مالک ابن قشب کے بیٹے ہیں آپ کی والدہ بحینہ بنت حارث ابن مطلب ہیں امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات ہوئی یعنی ۵۴ یا ۵۸ میں۔

۱۶:۔ عبداللہ ابن مالک :۔ آپ کی کنیت ابو تمیم ہے آپ جیشانی ہیں۔ مصری ہیں۔

۱۷:۔ عبداللہ ابن مالک ہمدانی :۔ آپ ہمدانی ہیں حضرت علی و ابن عمرو عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایات لیتے ہیں۔

۱۸:۔ عبداللہ ابن الرحمٰن :۔ ابن ابی حسین آپ مکی قرشی تابعی ہیں ابو طفیل سے ملاقات ہے تابعین کی ایک جماعت نے حتیٰ کہ امام مالک ثوری نے آپ سے احادیث لیں۔

۱۹:۔ عبداللہ ابن عبید اللہ :۔ ابن ابی ملیکہ۔ ابو ملیکہ کا نام زہیر ابن عبداللہ ہے تیمی قرشی احول ہیں مشہور تابعی ہیں۔ حضرت ابن زبیر کے زمانہ میں عالم و قاضی تھے ۱۱۷ ایک سو سترہ میں وفات پائی۔

۲۰:۔ عبداللہ ابن شقیق :۔ آپ کی کنیت ابو عبد الرحمٰن ہے عقیلی بصری ہیں مشہور تابعی ہیں۔

۲۱:۔ عبداللہ ابن شہاب :۔ آپ کی کنیت ابو الحرب ہے خولانی ہیں تابعین کے دوسرے طبقے میں ہیں آپ کی احادیث کوفہ میں مشہور ہیں۔

۲۲:۔ عبید اللہ ابن رفاعہ :۔ ابن رافع انصاری زرقی ہیں۔

۲۳:۔ عبید اللہ ابن عبداللہ ابن عمر :۔ آپ کی کنیت ابو بکر ہے اہل مدینہ سے ہیں اپنے بھائی سالم سے پہلے فوت ہوئے ثقہ ہیں امام زہری کے شیخ ہیں۔

۲۴:۔ عبید اللہ ابن عدی ابن خیار :۔ قرشی ہیں حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے مگر زیارت نہ کی۔ ولید ابن عبد الملک کے زمانہ میں وفات پائی۔

۲۵:۔ عبید ابن عمیر :۔ آپ کی کنیت ابو عاصم ہے لیثی حجازی ہیں مکہ مکرمہ کے قاضی رہے۔ حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے عظیم الشان تابعی ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عمر سے پہلے وفات پائی۔

۲۶:۔ عبد الرحمٰن ابن کعب :۔ ابن مالک انصاری ہیں اور تابعین مدینہ سے ہیں۔

marfat.com

۲۷:۔ عبدالرحمٰن ابن اسود:۔ آپ قرشی زہری ہیں مشہور تابعین مدینہ سے ہیں۔

۲۸:۔ عبدالرحمٰن ابن یزید:۔ ابن حارثہ انصاری مدنی ہیں حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے مگر ملاقات نہ ہوئی ۹۸ اٹھانوے میں وفات پائی۔

۲۹:۔ عبدالرحمٰن ابن ابی لیلے:۔ انصاری ہیں جب خلافت فاروقی کے چھ سال رہ گئے تھے تب پیدا ہوئے یا تو مقام دجیل میں قتل کئے گئے یا بصرہ کی نہر میں ڈوب گئے۔ بعض نے فرمایا ۸۳ تراسی میں دیر جماجم میں گم ہو گئے آپ نے بہت صحابہ سے احادیث لیں۔

۳۰:۔ عبدالرحمٰن ابن غنم:۔ آپ اشعری شامی ہیں آپ نے زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں پائے حضور انور کے زمانہ میں ایمان تو لائے مگر زیارت نہ کر سکے جب حضور انور نے حضرت معاذ ابن جبل کو یمن بھیجا تب آپ ان کے ساتھ رہے ور پھر ان کی وفات ہو گئی شام کے مشہور فقیہ تھے حضرت عمر فاروق سے ملاقات ہے ۷۸ اٹھتر میں وفات ہوئی۔

۳۱:۔ عبدالرحمٰن ابن ابی عمرہ:۔ حضرت ابو عمرہ کا نام عمرو ابن محصن ہے انصاری نجاری ہیں مدینہ منورہ کے قاضی رہے ثقہ ہیں۔

۳۲:۔ عبدالرحمٰن ابن عبداللہ ابن ابی صعصعہ:۔ آپ مازنی انصاری ہیں ۱۳۹ ایک سو انتالیس میں وفات واقع ہوئی۔

۳۳:۔ عبدالرحمٰن ابن ابی عقبہ:۔ آپ مجبر ابن عتیک کے آزاد کردہ غلام ہیں انصاری ہیں ابی عقبہ کا نام رشید ہے۔

۳۴:۔ عبدالرحمٰن ابن عبدالقاری:۔ آپ حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے مگر ملاقات نہ ہوئی امام واقدی نے آپ کو صحابی کہا مگر صحیح ہے کہ آپ تابعی ہیں حضرت عمر فاروق سے ملاقات ہے اٹھتر سال عمر ہوئی۔ اور ۸۱ اکیاسی میں وفات ہوئی۔

۳۵:۔ عبدالرحمٰن ابن عبداللہ:۔ آپ کی ماں ام حکم بنت ابو سفیان ابن حرب ہیں آپ کو امیر معاویہ نے کوفہ کا امیر بنایا۔

۳۶:۔ عبدالرحمٰن ابن ابی بکر:۔ تابعی ہیں آپ سے آپ کے بیٹے محمد نے روایات لیں۔

۳۷:۔ عبدالرحمٰن ابن ابی بکرہ:۔ آپ انصاری بصری ثقفی ہیں ۱۴ چودہ میں بصرہ میں پیدا ہوئے جبکہ مسلمان وہاں پہنچے آپ بصرہ میں پہلے وہ بچے ہیں جو مسلمانوں میں پیدا ہوئے آپ نے اپنے والد اور حضرت علی سے روایات لیں۔

۳۸:۔ عبدالرحمٰن ابن عبداللہ:۔ ابن ابی عمار آپ مکی ہیں آپ سے ایک جماعت نے روایات لیں۔

۳۹:۔ عبدالرحمٰن ابن یزید:۔ ابن اسلم آپ مدنی ہیں لوگوں نے اپ کو ضعیف کہا ہے ۱۸۲ ایک سو بیاسی میں وفات ہوئی۔

marfat.com

۴۰:۔ عبدالعزیز ابن رفیع:۔ آپ اسدی مکی ہیں کوفہ میں قیام رہا مشہور تابعی ہیں نوے سال سے زیادہ عمر ہوئی حضرت ابن عباس اور انس ابن مالک سے روایات لیں۔

۴۱:۔ عبدالعزیز ابن جریج:۔ آپ مکی ہیں حضرت عائشہ اور ابن عباس سے ملاقات ہے۔

۴۲:۔ عبدالعزیز ابن عبداللہ:۔ آپ فقہاء مدینہ سے ہیں بغداد میں رہے وہاں علم حدیث کی خدمت کی ۱۶۴ ایک سو چونسٹھ میں وفات ہوئی وہاں ہی مقابر قریش میں دفن ہوئے۔

۴۳:۔ عبدالملک ابن عمیر:۔ آپ قرشی کوفی ہیں یہ نسبت قرش کی طرف ہے نہ کہ قریش کی طرف کوفہ کے قاضی رہے کوفہ کے مشہور تابعی ہیں بڑے عالم ثقہ تھے ایک سو تین سال عمر ہوئی اور ۱۳۶ ایک سو چھتیس میں وفات ہوئی۔

۴۴:۔ عبدالواحد ابن ایمن:۔ آپ مخزومی ہیں اور قاسم ابن عبدالواحد کے والد ہیں مشہور تابعی ہیں۔

۴۵:۔ عبدالرزاق ابن ہمام:۔ آپ کی کنیت ابوبکر ہے اپنے وقت کے بڑے علماء سے ہیں آپ نے بہت کتب تصنیف کی ہیں امام احمد وغیرہم کے شیخ ہیں پچاسی سال عمر ہوئی ۲۱۱ دو سو گیارہ میں وفات پائی۔ ابن جریج و معمر سے ملاقات ہے۔

۴۶:۔ عبدالحمید ابن جبیر:۔ آپ حجبی ہیں اپنی پھوپھی صفیہ اور ابن مسیب سے روایات لیتے ہیں۔

۴۷:۔ عبدالمہیمن ابن عباس:۔ ابن سہل ساعدی اپنے والد اور ابی حازم وغیرہ سے روایات لیتے ہیں۔

۴۸:۔ عبدالاعلیٰ ابن مسہر:۔ آپ غسانی ہیں اہل شام کے شیخ ہیں بڑے فصیح عالم ہیں اس لئے قید کئے گئے کہ آپ خلق قرآن کے قائل نہ تھے۔ چنانچہ آپ جیل میں بھیجے گئے رجب ۲۷' دو سو اٹھارہ میں فوت ہوئے۔

۴۹:۔ عبدالمنعم ابن نعیم:۔ آپ اسواری ہیں ایک جماعت صحابہ سے ملاقات ہے۔

۵۰:۔ عبد خیر ابن یزید:۔ آپ کی کنیت ابو عمارہ ہے ہمدانی ہیں آپ نے حضور انور کا زمانہ پایا مگر ملاقات نہ کر سکے حضرت علی کے خاص ساتھیوں سے ہیں کوفہ میں رہے ایک سو بیس سال عمر ہوئی۔

۵۱:۔ عمران ابن حطان:۔ آپ دوسی ہیں حضرت عائشہ صدیقہ ابن عمر وغیرہ سے روایات لیتے ہیں۔

۵۲:۔ عمرو ابن شعیب:۔ ابن محمد ابن عبداللہ ابن عمرو ابن عاص سہمی ہیں اپ نے اپنے والد شعیب' ابن مسیب' طاؤس وغیرہم سے روایت لی بخاری مسلم نے ان کی کوئی حدیث نہ لی کیونکہ ان کی روایت میں عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم آتا ہے خبر نہیں ہوئی کہ جدہ سے ان کے اپنے دادا محمد مراد ہیں یا والد شعیب کے دادا ابن عمرو ابن عاص مراد ہیں محمد تابعی ہیں

marfat.com

اور عبداللہ ابن عمرو صحابی ہیں تو پتہ نہیں لگتا کہ حدیث متصل ہے یا مرسل نیز شعیب نے اپنے دادا عبداللہ ابن عمرو سے ملاقات نہیں کی لہٰذا ان کی احادیث میں تدلیس ہے اس وجہ سے بخاری مسلم نے ان کی احادیث نہ لیں۔

۵۳:۔ عمرو ابن سعید:۔ ثقیف کے آزاد کردہ غلام ہیں بصری ہیں حضرت انس سے احادیث لیتے ہیں۔

۵۴:۔ عمرو ابن عثمان:۔ ابن عفان اپنے والد عثمان غنی اور اسامہ ابن زید سے روایات لیں۔

۵۵:۔ عمرو ابن شرید:۔ آپ ثقفی تابعی ہیں اہل طائف سے ہیں اپنے والد اور ابن عباس وغیرہما سے احادیث لیتے ہیں۔

۵۶:۔ عمرو ابن میمون:۔ آپ اودی ہیں زمانہ جاہلیت پا لیا ہے حضور انور کی حیوۃ شریف میں ایمان لائے مگر ملاقات نہ کر سکے کوفہ کے عظیم تابعی ہیں۔ حضرت عمر، معاذ بن جبل ابن مسعود سے ملاقات ہے رضی اللہ عنہم ۷۴ چوہتر میں وفات پائی۔

۵۷:۔ عمرو ابن عبداللہ:۔ آپ سبیعی ہیں کنیت ابو اسحاق ہے آپ کا ذکر الف کی تختی میں ہو چکا۔

۵۸:۔ عمرو ابن عبداللہ:۔ ابن صفوان آپ جمحی قرشی ہیں یزید ابن شیبان سے ملاقات ہے۔

۵۹:۔ عمرو ابن واقد:۔ آپ دمشقی ہیں یونس ابن میسرہ سے ملاقات ہے لوگوں نے آپ سے احادیث لینا چھوڑ دیا ہے۔

۶۰:۔ عمرو ابن مالک:۔ آپ کی کنیت ابو ثمامہ سے جاہلی ہیں آپ کا ذکر کسوف اور غصب میں آتا ہے۔

۶۱:۔ عمر ابن عبدالعزیز:۔ ابن مروان ابن حکم آپ کی کنیت ابو حفص ہے اموی قرشی ہیں آپ کی والدہ ام عاصم بنت عاصم ابن عمر ابن خطاب ہیں ان کا نام لیلے ہے ۹۹ ننانوے میں سلیمان ابن عبدالملک کے بعد خلیفۃ المسلمین ہوئے اور ۱۰۱ ایک سو ایک ماہ رجب میں حمص کے قریب دیر سمعان میں وفات پائی مدت خلافت دو سال پانچ ماہ اور چند دن ہے کل چالیس سال عمر ہوئی۔ عبادت، تقویٰ، زہد اور پاکدامنی حسن اخلاق میں بے مثال تھے خصوصاً زمانہ خلافت میں تو ہر صفت اور بھی اعلیٰ ہو گئی تھی۔ جب آپ خلیفہ ہوئے تو آپ کے مکان سے رونے کی آوازئیں پوچھا گیا تو معلوم ہوا کہ آپ نے اپنی لونڈیوں کو کہا ہے کہ اب میں تمہارے حقوق ادا نہیں کر سکتا تو اب تم میں سے جو چاہے اسے آزاد کر دوں اس پر وہ لونڈیاں رو رہی ہیں عتبہ ابن نافع نے آپ کی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک سے پوچھا کہ مجھے جناب عمر کے حالات بتاؤ۔ وہ بولیں کہ جب سے آپ خلیفہ بنے ہیں آپ نے غسل جنابت نہیں کیا نہ صحبت سے نہ احتلام سے حتیٰ کہ وفات ہو گئی اور بولیں کہ ہو سکتا ہے کہ اور لوگ روزے نماز میں ان سے بڑھ جاویں مگر خوف خدا میں ان جیسا کوئی نہ ہو گا آپ رات کو گھر میں آتے تو اپنے کو سجدہ میں گرا دیتے روتے اور دعائیں مانگتے حتیٰ کہ نیند آجاتی پھر آنکھ کھلتی تو گریہ و زاری شروع ہو جاتی رات بھر یہ ہی حال رہتا وہب ابن منبہ فرماتے ہیں کہ آپ اپنے وقت کے مہدی تھے آپ کے مناقب بے شمار ہیں مترجم کہتا ہے کہ آپ نے بنی امیہ کے تمام مظالم بند کئے دبائے ہوئے حقوق ادا کئے ان کی بری رسمیں مٹائیں حتیٰ کہ خطبہ جمعہ میں بنی امیہ بنی ہاشم پر تبرے کرتے تھے اور اس کے برعکس آپ نے اس کی بجائے خطبوں میں صحابہ اور اہلبیت کے

marfat.com

صلوٰۃ وسلام کو داخل کیا۔ جو آج تک جاری ہے یہ ذکر سنت، حضرت عمر ابن عبد العزیز ہے۔

۶۲:۔ عمر ابن عطا ابن خواری:۔ آپ مکی ہیں تابعی ہیں آپ کی احادیث مکہ معظمہ میں بہت مشہور ہیں عموماً آپ حضرت ابن سے احادیث لیتے ہیں۔

۶۳:۔ عمر ابن عبد اللہ:۔ ابن ابی خسم یحییٰ ابن ابی کثیر وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔

۶۴:۔ عثمان ابن عبد اللہ ابن اوس:۔ ثقفی ہیں اپنے چچا عمر اور اپنے دادا سے روایات لیتے ہیں۔

۶۵:۔ عثمان ابن عبد اللہ ابن موہب:۔ آپ تیمی ہیں حضرت ابو ہریرہ وغیرہ سے راوی۔

۶۶:۔ علی ابن عبد اللہ:۔ ابن جعفر آپ ابن مدینی کے نام سے مشہور ہیں ابن مہدی کہتے ہیں کہ آپ اپنے وقت میں سب سے بڑے محدث تھے۔ نسائی کہتے ہیں کہ شاید اللہ نے آپ کو علم حدیث کے لئے پیدا کیا۔ ذی قعدہ ۲۳۴ دو سو چونتیس میں وفات ہوئی۔ تہتر سال عمر ہوئی۔

۶۷:۔ علی ابن حسین:۔ ابن علی ابن ابی طالب آپ کی کنیت ابو الحسن لقب امام زین العابدین سادات اہل بیت سے ہیں جلیل القدر تابعی ہیں امام زہری کہتے ہیں کہ میں نے ان سے افضل کوئی قرشی نہیں دیکھا آپ کی عمر ۵۸ اٹھاون سال ہوئی ۹۴ میں وفات ہوئی۔ جنت بقیع میں اپنے تایا امام حسن کے ساتھ دفن ہیں مترجم کہتا ہے کہ امام حسین کے تینوں بیٹوں کا نام علی ہے علی اکبر علی اوسط علی اصغر، حضرت علی اکبر اور علی اصغر تو کربلا میں شہید ہوئے علی اوسط یعنی امام زین العابدین وہاں سے بچ کر آئے بقیہ زندگی بغیر روئے ہوئے کبھی پانی نہ پیا آپ کی قبر زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

۶۸:۔ علی ابن منذر:۔ آپ کوفی ہیں بڑے عابد زاہد ہیں پچپن حج کئے ثقہ ہیں بہت ہی صادق ہیں امام نسائی کہتے ہیں کہ شیعہ تھا ۲۵۶ دو سو چھپن میں فوت ہوا۔ لقب طریقی ہے۔

۶۹:۔ علی ابن زید:۔ قرشی بصرہ کے تابعی ہیں اصل میں مکی تھے رہے بصرہ میں انس ابن مالک وغیرہ سے ملاقات ہے ۱۳۰ ایک سو تیس میں وفات ہے۔

۷۰:۔ علی ابن یزید:۔ آپ ہانی ہیں محدثین کی ایک جماعت نے انہیں ضعیف کہا ہے۔

۷۱:۔ علی ابن عاصم:۔ آپ واسطی ہیں یحییٰ بکاء اور عطاء ابن سائب وغیرہما سے ملاقات ہے بہت لوگوں نے آپ کو ضعیف کہا آپ کے پاس ایک لاکھ حدیثیں تھیں نوے ۹۰ سال سے زیادہ عمر ہوئی۔

۷۲:۔ علاء ابن زیاد:۔ ابن مطر آپ عدوی بصری ہیں شام میں قیام رہا ۹۴ میں وفات ہوئی۔

marfat.com

۷۳:۔ عطاء ابن یسار:۔ آپ کی کنیت ابو محمد ہے ام المومنین میمونہ کے آزاد کردہ غلام ہیں مدینہ منورہ کے مشہور تابعی ہیں چوراسی سال عمر ہوئی ۹۷ ستانوے میں وفات پائی۔

۷۴:۔ عطاء ابن عبداللہ:۔ آپ خراسانی ہیں شام میں رہے ۵۰ پچاس میں پیدا ہوئے اور ۱۳۵ ایک سو پینتیس میں وفات پائی۔ مالک ابن انس آپ سے روایات لیں۔

۷۵:۔ عطاء ابن ابی رباح:۔ آپ کی کنیت ابو محمد ہے آپ ہاتھ پاؤں سے بیکار ایک آنکھ سے محروم تھے آخر میں نابینا ہو گئے تھے مکہ معظمہ کے بڑے فقیہ تھے امام اوزاعی کہتے ہیں کہ آپ مقبول ترین لوگوں سے ہیں امام احمد ابن حنبل فرماتے ہیں کہ علم کا خزانہ اللہ جسے چاہے دے اگر علم نسب سے ملتا ہو۔ تو حضور انور کی صاحبزادی اس کی مستحق ہوتیں دیکھو عطاء ابن ابی رباح حبشی تھے مگر علم کے خزانے انہیں ملے سلمہ ابن کہیل فرماتے ہیں کہ میں نے تین مخص دیکھے جن کا علم محض رضاالٰہی کے لئے تھا۔ عطاء طاؤس، مجاہد حضرت عطاء کی عمر ۸۸ اٹھاسی سال ہوئی یا ور ۱۱۵ ایک سو پندرہ میں وفات ہوئی بہت صحابہ سے ملاقات کی۔ ابن عباس ابو ہریرہ ابو سعید خدری وغیرہم۔

۷۶:۔ عطاء ابن عجلان:۔ آپ بصری ہیں حضرت انس وغیرہ سے ملاقات ہے بعض لوگوں نے انہیں متہم کیا۔

۷۷:۔ عطاء ابن سائب ابن یزید:۔ آپ ثقفی ہیں آپ کی وفات ۱۳۶ ایک سو چھتیس میں ہے۔

۷۸:۔ عدی ابن عدی:۔ آپ کندی ہیں اپنے والد اور دوسرے صحابہ سے روایات کرتے ہیں۔

۷۹:۔ عدی ابن ثابت:۔ آپ اپنے والد اور دادا سے روایت کرتے ہیں عدی کے دادا کا نام دینار ہے امام بخاری کہتے ہیں کہ مجھے ان کا نام معلوم نہیں۔

۸۰:۔ عیسیٰ ابن یونس:۔ ابن اسحاق، حفظ، عبادت میں مشہور تھے آپ ایک سال حج کرتے تھے ایک سال جہاد ۱۱۸۷۔ ایک سو ستاسی میں وفات پائی۔

۸۱:۔ عامر ابن مسعود:۔ آپ قرشی تابعی ہیں۔ ابراہیم ابن عامر کے والد ہیں۔

۸۲:۔ عامر ابن سعد:۔ ابن ابی وقاص آپ زہری قرشی ہیں ۱۰۴ ایک سو چار میں وفات پائی۔

۸۳:۔ عامر ابن اسامہ:۔ آپ کی کنیت ابو الملیح ہے ہزلی بصری ہیں بہت صحابہ سے ملاقات ہے۔

۸۴:۔ عاصم ابن سلیمان:۔ احول آپ بصری تابعی ہیں حضرت انس و حفصہ سے ملاقات ہے ۱۴۲ ایک سو بیالیس میں وفات ہے۔

marfat.com

۸۵:۔ عاصم ابن کلیب:۔ آپ جرمی کوفی ہیں آپ کی احادیث نماز' حج اور جہاد کے متعلق ہیں۔

۸۶:۔ عروہ ابن زبیر:۔ ابن عوام آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے قرشی اسدی ہیں حضرت زبیر اور والدہ اسماء اور عائشہ صدیقہ سے روایات لیتے ہیں ۲۲ بائیس میں ولادت ہے آپ مدینہ منورہ کے ساتھ فقہاء میں سے ہیں ابن شہاب کہتے ہیں کہ آپ علم کے دریا ہیں۔

۸۷:۔ عروہ ابن عامر:۔ آپ قرشی تابعی ہیں حضرت ابن عباس وغیرہ سے احادیث لیتے ہیں۔

۸۸:۔ عبید ابن عمیر:۔ آپ کی کنیت ابو عاصم ہے لیثی حجازی ہیں مکہ معظمہ کے قاضی رہے حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے بعض نے آپ کو صحابی مانا ہے مگر قوی یہ ہے کہ تابعی ہیں۔ حضرت ابن عمر سے پہلے وفات پائی۔

۸۹:۔ عبید ابن سباق:۔ حجازی ہیں حضرت زید ابن ثابت سہل ابن حنیف وغیرہما سے روایات لیتے ہیں۔

۹۰:۔ عبید اللہ ابن زیاد کلب:۔ یزید ابن معاویہ کی طرف سے امام حسین کے مقابل لشکر کشی کرنے والا یہ ہی تھا اس وقت یہ ہی کوفہ کا گورنر تھا یزید کی طرف سے' یہ خود موصل میں ابراہیم ابن مالک اشتری نخعی کے ہاتھوں مارا گیا ۶۶ چھیاسٹھ میں مختار ابن عبید کی حکومت میں۔

۹۱:۔ عکرمہ:۔ آپ حضرت عبد اللہ ابن عباس کے آزاد کردہ غلام ہیں کنیت ابو عبد اللہ ہے بربر کے رہنے والے ہیں فقہاء مکہ سے ہیں آپ سے ایک مخلوق نے روایات لی ہیں۔ ۸۰ اسی سال عمر ہوئی ۱۰۷ ایک سو سات میں وفات پائی کسی نے سعید ابن جبیر سے پوچھا کہ کیا کوئی آپ سے بڑا عالم ہے فرمایا۔ عکرمہ۔

۹۲:۔ علقمہ ابن ابی علقمہ:۔ ابو علقمہ کا نام بلال ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ کے آزاد کردہ غلام ہیں بہت صحابہ کرام سے ملاقات ہے جیسے حضرت انس وغیرہ۔

۹۳:۔ عوف ابن وہب:۔ تابعی ہیں کنیت ابو جحفہ ہے۔

۹۴:۔ ابو عثمان ابن عبد الرحمٰن:۔ ابن نل آپ نہدی بصری ہیں زمانہ جاہلیت پایا ہے حضور انور کا زمانہ پایا مگر زیارت نہ کر سکے ساٹھ سال جاہلیت میں اور ساٹھ سال اسلام میں گزارے قریبا ایک سو تیس سال عمر ہوئی ۹۵ پچانوے میں وفات پائی۔

۹۵:۔ ابو عاصم:۔ آپ شبانی ہیں امام بخاری کے شیخ۔

۹۶:۔ ابو عبیدہ ابن محمد ابن عمار:۔ ابن یاسر آپ عبسی ہیں۔ حضرت جابر سے ملاقات ہے۔

۹۷:۔ ابو عمیر:۔ ابن انس ابن مالک انصاری آپ کا نام عبد اللہ ہے اپنے والد انس کے بعد بہت دراز عرصہ زندہ رہے اپنے

marfat.com

انصاری چچاؤں سے روایات لیتے ہیں۔

۹۸:۔ ابو العشراء:۔ آپ کا نام اسامہ ابن مالک ہے دارمی ہیں اپنے والد سے روایات لیتے ہیں آپ کے نام میں بڑا اختلاف ہے قوی یہ ہے کہ نام اسامہ ہے۔

۹۹:۔ ابو العالیہ:۔ آپ کا نام رفیع ابن مہران ہے ریاحی بصری ہیں حضرت صدیق اکبر سے ملاقات ہے حضرت عمر فاروق اور ابی ابن کعب سے روا۔یات لیتے ہیں حفصہ بنت سیرین فرماتی ہیں کہ ابو العالیہ کہتے تھے کہ میں نے تین بار قرآن مجید حضرت عمر کو سنایا ہے۔ حضور انور کی وفات کے دو سال بعد آئے ۹۰ نوے میں آپ کی وفات ہوئی۔

۱۰۰:۔ ابو العلاء:۔ ابن یزید ابن عبداللہ ابن شخیر حضرت عائشہ صدیقہ سے روایات لیں ۱۱۱ ایک سو گیارہ میں وفات پائی۔

۱۰۱:۔ ابو عبد الرحمٰن:۔ آپ کا نام عبد اللہ ابن یزید ہے مصری ہیں عامری ہیں۔

۱۰۲:۔ ابو عطیہ:۔ آپ عقیلی ہیں مالک ابن حویرث سے ملاقات ہے۔ آپ بنی عقیل کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

۱۰۳:۔ ابو عاتکہ:۔ حضرت انس سے روایات لیتے ہیں۔

marfat.com

س۔ تابعین عظام

۱:۔ سعید ابن مسیب:۔ آپ کی کنیت ابو محمد ہے قرشی مخزومی مدنی ہیں خلافت فاروقی میں پیدا ہوئے۔ جبکہ آپ کی خلافت کو دو سال گزرے تھے آپ کو سید التابعین کہا جاتا ہے فقہ حدیث، زہد، تقویٰ، ورع میں یکتا تھے حضرت ابو ہریرہ کی احادیث عمر فاروق کے فیصلوں کے سب سے بڑے عالم تھے صحابہ کرام کی بڑی جماعت سے ملاقات ہے بہت تابعین آپ کے شاگرد ہیں مکحول فرماتے ہیں کہ میں نے طالب علم میں زمین چھان مار) ابن مسیب سے بڑا اعلام نہ پایا آپ نے چالیس حج کئے ۹۳ ترانوے میں وفات ہوئی۔

۲:۔ سعید ابن عبد العزیز:۔ آپ تنوخی ہیں دمشق میں امام اوزاعی کے ہم زمانہ ہیں شام کے رہنے والے امام احمد فرماتے ہیں کہ شام میں ان سے بہتر محدث نہیں آپ نماز میں بہت گریہ و زاری کرتے تھے فرماتے تھے کہ جب نماز میں کھڑا ہوتا ہوں تو دوزخ گویا میرے سامنے ہوتی ہے ستر سال سے زیادہ عمر پائی ۶۷ سڑسٹھ ھ میں وفات ہوئی۔

۳:۔ سعیدی بن ابی الحسن:۔ ابو الحسن کا نام یسار ہے۔ آپ بصری ہیں آپ کی وفات اپنے بھائی سے ایک سال پہلے ہوئی۔ ۱۰۹ ایک سو نو میں وفات ہے۔

۴:۔ سعید ابن حارث:۔ آپ حارث ابن معلیٰ کے بیٹے انصاری ہیں مدینہ منورہ میں قاضی رہے مشہور تابعی ہیں۔

۵:۔ سعید ابن ابی ہند:۔ آپ حضرت سمرہ کے آزاد کردہ ہیں بہت صحابہ سے ملاقات ہے۔

۶:۔ سعید ابن جبیر:۔ آپ اسدی کوفی ہیں شاندار تابعی ہیں شعبان ۹۳ ترانوے میں آپ کو حجاج ابن یوسف نے قتل کیا اس سال رمضان یا شوال میں حجاج مرگیا آپ کے قتل کے بعد حجاج کسی کو قتل نہ کرسکا۔ جب حجاج نے آپ کو قتل کرنا چاہا تو پہلے بہت بحث مباحثہ کیا۔ پھر جلاد کو قتل کا حکم دیا آپ اس حکم پر بہت ہنسے وجہ پوچھی تو فرمایا تیرے ظلم اور رب تعالیٰ کے حلم پر ہنستا ہوں۔ جب ذبح کے لئے آپ کو لٹایا گیا تو آپ یہ پڑھ کر قبلہ رو لیٹے۔ **انی وجھت وجھی** الخ۔ حجاج بولا انہیں غیر قبلہ کی طرف لٹاؤ تو آپ نے پڑھا **فینما تولوافثم وجہ اللہ** حجاج بولا انہیں اوندھا لٹاؤ۔ آپ نے پڑھا۔ **منھا خلقنا کم وفیھا نعید کم** الک حجاج بولا انہیں ذبح کردو آپ بولے اے حجاج میرے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ الا محمد رسول اللہ کا گواہ رہ تیرا میرا فیصلہ رب کے ہاں ہو گا۔ پھر آپ نے دعا کی الہٰی اب میرے بعد تو حجاج کو کسی کے قتل پر قابو نہ دے چنانچہ آپ کو ذبح کردیا گیا آپ کے قتل کے بعد حجاج پندرہ دن زندہ رہا اس کے پیٹ میں زخم ہوگیا حکیم کو بلایا گیا اس نے گوشت کی بوٹی دھاگے میں باندھ کر اس کے حلق کے اندر لٹکائی۔ جب نکالی تو وہ خون سے لتھڑی ہوئی تھی اس نے کہا کہ اب تو بچ نہیں سکتا۔ وہ چیختا تھا کہ مجھے سعید ابن حجاج مرا حضرت سعید کا مزار عراق کے شہر واسط میں ہے آپ کی قبر زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

۷:۔ سعید ابن ابراہیم:۔ آپ ابراہیم ابن عبد الرحمٰن ابن عوف کے فرزند ہیں زہری قرشی ہیں مدینہ کے قاضی رہے۔ بہتر سال

marfat.com

عمر پائی۔ ۱۲۵ ایک سو پچیس میں وفات ہوئی۔

۸:۔ سفیان ابن دینار:۔ آپ تمار ہیں کوفی ہیں حضور کی قبر کی زیارت کی ہے۔

۹:۔ سفیان ثوری:۔ آپ سفیان ابن سعید ہیں ثوری کوفی ہیں اپنے زمانہ میں امام المسلمین حجۃ اللہ علی الخلق تھے۔ فقیہ‘ مجتہد‘ محدث‘ عابد‘ زاہد اور متقی تھے حدیث وغیرہ علوم کے جامع تھے۔ قطب اسلام تھے ارکان دین میں سے تھے سلیمان ابن عبد الملک کے زمانہ ۹۹ میں پیدائش ہے بڑے بڑے محدثین فقہاء آپ کے شاگرد ہیں بصرہ میں ۱۶۱ ایک سو اکسٹھ میں وفات پائی۔

۱۰:۔ سفیان ابن عیینہ:۔ آپ بنی ہلال کے مولیٰ تھے ۱۰۷ھ ایک سو سات میں پندرہ شعبان کوفہ میں پیدا ہوئے آپ وقت کے امام عالم حجۃ زاہد تھے ایک خلقت نے آپ سے احادیث لیں علماء فرماتے ہیں کہ اگر امام مالک اور سفیان نہ ہوتے تو حجاز سے علم جاتا رہتا آپ یکم رجب ۱۹۸ ایک سو اٹھانوے میں مکہ معظمہ میں فوت ہوئے حجون میں دفن ہوئے ۷۰ حج کئے۔

۱۱:۔ سلیمان ابن حرب:۔ آپ بصری ہیں مکہ معظمہ کے قاضی رہے علماء بصرہ سے ہیں آپ سے دس ہزار احادیث مروی ہیں کبھی آپ نے کوئی کتاب ہاتھ میں نہ لی ابو حاتم فرماتے ہیں کہ بغداد میں ان کے مدرسہ میں حاضر ہوا چالیس ہزار شاگرد آپ کی مجلس درس میں دیکھے صفر ۱۴۰ ایک سو چالیس میں پیدا ہوئے ۱۵۸ ایک سو اٹھاون میں طلب علم حدیث کے لئے نکلے انیس سال حضرت حماد کے ساتھ رہے آپ سے امام احمد وغیرہ نے احادیث لیں ۲۲۴ دو سو چوبیس میں وفات ہوئی۔

۱۲:۔ سلیمان ابن ابی مسلم:۔ آپ کا لقب احول ہے۔ مکی تابعی ہیں حجاز کے ثقہ و معتبر لوگوں میں سے ہیں اس زمانہ کے امام تھے۔

۱۳:۔ سلیمان ابن ابی حثمہ:۔ آپ قرشی عدوی ہیں فضلاء مسلمین میں سے ہیں جلیل الشان تابعی ہیں۔

۱۴:۔ سلیمان ابن مولیٰ میمونہ:۔ یہ سلمان ابن یسار کے علاوہ اور صاحب ہیں۔

۱۵:۔ سلیمان ابن عامر:۔ آپ سلیمان ابن کندی ابن عمار ہیں مرو کے باشندے ہیں۔

۱۶:۔ سلیمان ابن یسار:۔ آپ کی کنیت ابو ایوب ہے۔ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ ہیں آپ کے بھائی ابن یسار بھی اہل مدینہ سے ہیں۔ عظیم الشان تابعی فقیہ‘ فاضل‘ ثقہ‘ عابد‘ متقی تھے آپ سات فقہاء میں سے تھے تہتر سال عمر پائی ۱۰۷ ایک سو سات میں وفات ہوئی۔

۱۷:۔ سالم ابن عبد اللہ:۔ آپ حضرت عبد اللہ ابن عمر کے بیٹے ہیں کنیت ابو عمرو ہے قرشی‘ عدوی مدنی ہیں فقہاء مدینہ اور افضل تابعین سے ہیں ۱۰۶ ایک سو چھ میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔

۱۸:۔ سالم ابن ابی الجعد:۔ آپ کے والد کا نام رافع کنیت ابو جعد ہے آپ کوفی ہیں تابعین کے ثقہ ہیں ۹۷ ستانوے میں آپ کی

marfat.com

وفات ہے۔

۱۹:۔ سیار ابن سلامہ :۔ آپ کی کنیت ابو المنہال ہے بصری تمیمی مشہور تابعی ہیں۔

۲۰:۔ سماک ابن حرب :۔ آپ ذہلی ہیں کنیت ابو مغیرہ ہے آپ سے دو سو احادیث مروی ہیں ابن مبارک نے آپ کو ضعیف کہا ۱۲۳ایک سو تئیس میں وفات ہوئی۔

۲۱:۔ سوید ابن وہب :۔ آپ ابن عجلان کے شیخ ہیں۔

۲۲:۔ ابو سائب :۔ آپ ہشام ابن زہرہ کے آزاد کردہ ہیں تابعی ہیں۔

۲۳:۔ ابو سلمہ :۔ آپ اپنے چچا عبداللہ ابن عبدالرحمٰن ابن عوف سے روایات لیتے ہیں زہری قرشی ہیں سات فقہاء میں سے ہیں مدینہ منورہ کے باشندے تھے۔ بہتر سال عمر پائی ۹۴ چورانوے میں وفات ہوئی۔

۲۴:۔ ابو سورہ :۔ آپ نے اپنے چچا ابو ایوب اور عدی ابن حاتم سے روایات لیں ابن معین نے آپ کو ضعیف کہا ہے امام ترمذی کہتے ہیں کہ میں نے امام بخاری کو فرماتے سنا کہ یہ منکر الحدیث ہیں۔

س۔ صحابیات

۱:۔ سودہ بنت زمعہ :۔ آپ ام المومنین یعنی زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ پہلے اپنے چچا زاد سکران ابن عمرو کے نکاح میں تھیں ان کی وفات کے بعد حضور کے نکاح میں آئیں۔ حضور انور نے آپ سے نکاح مکہ معظمہ میں ہجرت سے پہلے بی بی خدیجہ کی وفات کے بعد کیا گویا ہماری پہلی ماں حضرت خدیجہ ہیں دوسری ماں بی بی سودہ ہیں مدینہ منورہ کی طرف آپ نے ہجرت کی آخر میں آپ نے اپنی باری جناب عائشہ صدیقہ کو دے دی تھی ۵۴ چون ھ میں مدینہ منورہ میں آپ کی وفات ہوئی۔

۲:۔ ام سلمہ :۔ آپ کا نام ہند بنت ابی امیہ ہے پہلے حضرت ابو سلمہ کے نکاح میں تھیں ۴ چار میں جب ابو سلمہ کا انتقال ہو گیا تو حضور انور کے نکاح میں آئیں اسی سال شوال کے مہینہ میں نکاح ہوا آپ کی عمر چوراسی سال ہوئی ۵۹ انسٹھ ھ میں وفات ہوئی۔ آپ سے آپ کی بیٹی زینب اور عائشہ صدیقہ وغیرہما نے روایات لیں۔

۳:۔ ام سلیم :۔ آپ ملحان کی بیٹی ہیں آپ کا نام سہلہ یا رمانہ یا ملیکہ یا غمیصہ یا رمیصا ہے آپ کا نکاح مالک ابن نضر سے ہوا جو حضرت انس کے والد ہیں حضرت انس مالک ابن نضر کے بیٹے ہیں آپ کے شکم سے پھر مالک مشرک ہو کر ہی قتل ہوا۔ آپ ایمان لائیں ابو طلحہ نے آپ کو نکاح کا پیغام دیا۔ آپ بولیں کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تم سے نکاح کرلوں گی اور سواء اسلام کے کوئی مہر نہ لوں گی چنانچہ ابو طلحہ ایمان لائے اور آپ سے نکاح کیا۔ ایک مخلوق نے آپ سے احادیث روایت کیں۔

marfat.com

۴:۔ سبیعہ بنت حارث:۔ آپ اسلمیہ ہیں سعد ابن خولہ کی زوجہ کی وفات حجتہ الوداع میں مکہ معظمہ میں ہوئی۔

۵:۔ سہیمہ بنت عمیر:۔ آپ مزینہ ہیں رکانہ ابن عبد زید کی بیوی ہیں۔

۶:۔ سلامہ بنت حر:۔ آپ ازدیہ یا فزاریہ۔

۷:۔ سلمیٰ:۔ آپ رافع کی والدہ اور ابو رافع کی بیوی ہیں حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ کی دائی یعنی دودھ کی ماں ہیں۔ حضرت فاطمہ کو بنت عمیس کے ساتھ غسل میت دیا۔

ش۔ صحابہ کرام

۱:۔ شداد ابن اوس:۔ آپ کی کنیت ابو یعلی ہے انصاری ہیں حضرت حسان بن ثابت کے چچازاد بھائی ہیں آخر میں بیت المقدس میں رہے پچپن سال عمر ہوئی۔ ۵۸ اٹھاون میں وفات پائی۔ شام میں مزار ہے عبادہ ابن صامت اور ابوالدرداء فرماتے ہیں کہ انہیں علم و حکمت عطا ہوئی۔

۲:۔ شریح ابن ہانی:۔ آپ کی کنیت ابو المقدام ہے حارثی ہیں حضور انور نے آپ کے والد کی کنیت ابو شریح رکھی۔ چنانچہ ہانی ابن یزید کی کنیت ابو شریح ہے۔ حضرت علی کے ساتھیوں میں سے ہیں۔

۳:۔ شرید ابن سوید:۔ آپ ثقفی ہیں حضرموت کے رہنے والے۔

۴:۔ شکل ابن حمید:۔ آپ عسی ہیں آپ سے آپ کے بیٹے شیر نے روایات لیں۔

۵:۔ شریک ابن سمماء:۔ خیال رہے کہ سمماء آپ کی ماں کا نام ہے آپ کے والد کا نام عبدہ ابن مغیث ہے۔ آپ کو ہی بلال ابن امیہ نے زنا کی تہمت لگائی تھی اپنی بیوی سے اور پھر لعان کیا تھا۔ آپ اپنے والد عبدہ کے ساتھ غزوہ احد میں شریک ہوئے۔ رضی اللہ عنہم۔

۶:۔ ابو شرمہ:۔ خیال رہے کہ شرمہ شین کے پیش با کے سکون سے ہے آپ صحابی ہیں۔ حضور انور کے زمانہ پاک میں ہی آپ کی وفات ہو گئی تھی۔

۷:۔ ابو شریح:۔ آپ کا نام خولید ابن عمر ہے۔ کعبی عدوی۔ خزاعی ہیں فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے ۶۸ اڑسٹھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ اپنی کنیت میں مشہور ہیں۔

marfat.com

ش۔ تابعین کرام

ا:۔ **شفیق ابن ابی سلمہ** :۔ آپ کی کنیت ابو وائل ہے اسدی ہیں حضور انور کا زمانہ پایا مگر زیارت نہ کرسکے فرماتے ہیں کہ میں حضور انور کے ظہور نبوت کے وقت بیس سال کا تھا۔ جنگل میں اپنی بکریاں چرایا کرتا تھا بہت صحابہ سے ملاقات ہے حضرت ابن مسعود کے خاص ساتھیوں میں ہیں بڑے محدث اور ثقہ تھے ۹۹ھ میں یا حجاج کے زمانہ میں وفات پائی۔

۲:۔ **شریق ہوزنی** :۔ تابعی ہیں حضرت عائشہ صدیقہ سے احادیث لیں۔

۳:۔ **شریک ابن شہاب** :۔ آپ حارثی بصری ہیں۔ حضرت ابو برزہ اسلمی سے احادیث کے راوی۔

۴:۔ **شریح ابن عبید** :۔ آپ حضرمی ہیں چند صحابہ سے روایات لیتے ہیں۔

۵:۔ **شعبی** :۔ آپ کا نام شرجیل ہے۔ کوفی ہیں خلافت فاروقی میں پیدا ہوئے پانچ سو صحابہ سے ملاقات ہے فرماتے ہیں میں نے کبھی کوئی حدیث کاغذ پر نہیں لکھی یعنی دل میں لکھیں۔ ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ اپنے زمانہ میں عبداللہ ابن عباس امام تھے پھر اپنے زمانہ میں شعبی پھر اپنے زمانہ میں سفیان ثوری اور امام زہری کہتے ہیں کہ علماء چار ہوئے مدینہ منورہ میں سعید ابن مسیب کوفہ میں امام شعبی بصرہ میں خواجہ حسن بصری اور شام میں مکحول آپ نے بیاسی سال عمر پائی ۱۰۴ ایک سو چار میں وفات ہوئی۔

۶:۔ **ابن شہاب** :۔ آپ کا نام زہری ہے آپ کے حالات زا کی تختی میں بیان ہو چکے ہیں۔

ش۔ صحابیات

ا:۔ **شفاء بنت عبداللہ** :۔ آپ قرشیہ عدویہ ہیں آپ کا نام لیلیٰ ہے لقب شفاء ہجرت سے پہلے ایمان لائیں بڑی عقل و سمجھ والی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے گھر تشریف لاتے تھے وہاں آرام فرماتے تھے آپ نے حضور کے لئے بستر و تہبند علیحدہ رکھا ہوا تھا جس میں حضور آرام فرماتے تھے۔ مترجم کہتا ہے کہ حضور انور کو پہلے دودھ آپ نے ہی پلایا۔

۲:۔ **ام شریک** :۔ آپ انصاریہ ہیں فاطمہ بنت قیس کی عدت کے بیان میں آپ کا ذکر آتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ام شریک عتبہ انصاری کی زوجہ ہیں۔ خیال رہے کہ ایک ام شریک قرشیہ بھی ہیں جو لوی ابن غالب کی اولاد سے ہیں یہ انصاریہ ہیں۔

ص۔ صحابہ کرام

ا:۔ **صفوان ابن عسال** :۔ آپ مرادی ہیں کوفہ میں قیام رہا۔

۲:۔ **صفوان ابن معطل** :۔ آپ کی کنیت ابو عمرو ہے سلمی ہیں تمام غزوات میں شریک ہوئے حضرت ام المومنین کی تہمت کا

marfat.com

واقعہ آپ ہی کے متعلق ہوا آپ بڑے متقی اور صاحب خیر شجاع تھے' اس میں غزوہ آر میسیا میں شہید ہوئے ساٹھ سال سے زیادہ عمر پائی مشہور صحابی ہیں۔

۳:۔ صفوان ابن امیہ :۔ آپ امیہ ابن خلف کے بیٹے ہیں۔ جمحی قرشی ہیں فتح مکہ کے دن بھاگ گئے تھے عمیر ابن وہب نے آپ کے لئے امان حاصل کی حضور انور نے امن دے دی عمیر آپ کو تلاش کرکے لائے آپ حضور انور کی خدمت میں حاضر ہو کر بولے عمیر نے مجھ سے کہا کہ آپ نے مجھے اس شرط پر امان دی ہے کہ میں دو ماہ تک سفر میں رہوں حضور انور نے امان عطا فرمائی آپ حنین اور طائف میں شریک ہوئے حضور انور نے آپ کو غنیمت سے بہت مال عطا فرمایا آپ ہجرت کرکے مدینہ منورہ حاضر ہوئے آپ کی بیوی آپ سے ایک ماہ پہلے ایمان لائیں صفوان کے ایمان لانے پر حضور نے آپ کا نکاح قائم رکھا۔ حضرت صفوان نے مکہ معظمہ میں ۴۲ھ بیالیس میں میں وفات پائی آپ غزوہ طائف میں ایمان لائے۔

۴:۔ صخر ابن وداعہ :۔ آپ غامدی ہیں ازدی ہیں طائف میں رہے۔

۵:۔ صخر ابن حرب :۔ آپ کی کنیت ابو سفیان ہے امیر معاویہ کے والد آپ کا ذکر سین کی تختی میں ہو چکا ہے۔

۶:۔ صہیب ابن سنان :۔ آپ عبداللہ بن جدعان کے آزاد کردہ ہیں تیمی ہیں آپ کی کنیت ابو یحییٰ ہے آپ کا وطن موصل کے علاقہ میں تھا۔ رومیوں نے ان پر حملہ کیا آپ کو غلام بنالیا اس وقت آپ بچہ تھے۔ پھر رومیوں میں آپ کی پرورش ہوئی حتی کہ آپ کو عبداللہ ابن جدعان نے خرید کر آزاد کیا۔ آپ اور عمار ابن یاسر ایک ہی دن مکہ معظمہ میں ایمان لائے۔ جبکہ حضور انور دار ارقم ہی میں تھے اور اس وقت تک تیس سے کچھ زیادہ آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ مکہ معظمہ میں آپ کو اسلام کی وجہ سے بہت سخت ایذائیں دی گئیں۔ پھر آپ مدینہ منورہ ہجرت کرکے آگئے آپ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ **ومن الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله** نوے سال عمر ہوئی۔ مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ اور جنت بقیع میں دفن ہوئے۔

۷:۔ صعب ابن جثامہ :۔ آپ لیثی ہیں ودان اور ابواء میں قیام پذیر رہے تھے۔ خلافت صدیقی میں وفات ہے۔

۸:۔ صنابحی :۔ آپ اسی نام سے مشہور ہیں کیونکہ آپ صنابح ابن زاہر ابن عامر قبیلہ سے ہیں جو مراد کے خاندان میں سے ہے۔ آپ کا اصلی نام عبداللہ ہے۔

۹:۔ ابو صرمہ :۔ آپ کا نام مالک ابن قیس ہے مازنی ہیں۔ بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔

ص۔ تابعین عظام

۱:۔ صالح ابن خوات :۔ آپ انصاری مدنی ہیں ابو سہل ابن ابی حثمہ سے آپ کی ملاقات ہے۔

۲:۔ صالح ابن درہم :۔ آپ باہلی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

marfat.com

۳:۔ صالح ابن حسان:۔ مدنی ہیں بصرہ میں رہے امام بخاری کہتے ہیں منکر الحدیث ہیں۔

۴:۔ صخر ابن عبداللہ:۔ آپ عبداللہ ابن بریدہ کے بیٹے ہیں اپنے والد اور دادا سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

۵:۔ صفوان ابن سلیم:۔ آپ زہری ہیں حمید ابن عبدالرحمٰن ابن عوف کے آزاد کردہ ہیں جلیل القدر تابعی ہیں اہل مدینہ سے ہیں بندگان صالحین سے ہیں چالیس سال زمین سے پیٹھ نہ لگائی زیادہ سجدہ کی وجہ سے پیشانی میں گڑھا پڑ گیا تھا کبھی بادشاہی عطیہ قبول نہیں کیا۔ آپ کے بہت فضائل ہیں ۱۳۲ ایک سو بتیس میں وفات پائی۔

۶:۔ ابو صالح:۔ آپ کا نام ذکوان ہے سمان اور زیات لقب ہے مدنی ہیں۔ چونکہ تیل اور گھی کوفہ لے جاتے تھے۔ اس لئے آپ کے القاب ہوئے ام المومنین جویریہ بنت حارث کے آزاد کردہ ہیں۔ آپ سے بہت احادیث مروی ہیں۔

ص۔ صحابیات

۱:۔ صفیہ:۔ آپ حی ابن اخطب کی بیٹی ہیں بنی اسرائیل سے ہیں حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں پہلے کنانہ ابن ابی حقیق کے نکاح میں تھیں جو جنگ خیبر میں مارا گیا یعنی محرم ۷ سات میں آپ قید ہو کر آئیں اور دحیہ کلبی ابن خلیفہ کلبی کے حصہ میں آئیں حضور انور نے سات غلام انہیں دے کر ان سے خرید لیں انہیں آزاد فرما کر خود ان سے نکاح فرمالیا یعنی ام المومنین ہیں ۵۰ پچاس میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔ بقیع میں دفن ہوئیں۔ آپ سے حضرت انس اور عبداللہ ابن عمر وغیرہما نے احادیث روایت کیں۔

۲:۔ صفیہ بنت عبدالمطلب:۔ آپ حضور کی پھوپھی ہیں اسلام سے پہلے حارث ابن حرب کے نکاح میں تھیں اس کی موت کے بعد عوام ابن خویلد کے نکاح میں ائیں ان سے حضرت زبیر پیدا ہوئے بہت عمر پائی خلافت فاروقی ۲۰ بیس میں وفات پائی تہتر سال عمر ہوئی مدینہ منورہ کے قبرستان میں بقیع میں دفن ہوئیں۔

۳:۔ صفیہ بنت ابی عبید:۔ آپ ثقفیہ ہیں مختار ابن ابی عبید کی بہن ہیں عبداللہ ابن عمر کی زوجہ حضور انور کی صحبت یافتہ ہیں، آپ کے کلام سنے مگر کسی حدیث کی حضور سے روایت نہیں کی حضرت عائشہ حفصہ وغیرہما سے روایات لیتی ہیں۔

۴:۔ صفیہ بنت شیبہ:۔ آپ حجبی ہیں۔ حق یہ ہے کہ آپ نے حضور انور سے احادیث روایت نہیں کیں۔

۵:۔ صماء بنت بسر:۔ آپ مازنیہ ہیں صحابیہ ہیں آپ کا نام بہیہ ہے صماء لقب ہے۔

ض۔ صحابہ کرام

marfat.com

۱:۔ ضماد ابن علبہ :۔ آپ قبیلہ ازد شنوءہ سے ہیں اسلام سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت دوست تھے آپ طبیب بھی تھے اور دم درود کرنے والے بھی اسلام کی ابتدا میں ہی مسلمان ہو گئے تھے۔ جب حضور انور نے آپ کو قرآن سنایا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کلمات سمندر کی تہ تک پہنچے ہوئے ہیں حضرت ابن عباس وغیرہ نے آپ سے روایات لیں ہیں۔

۲:۔ ضحاک ابن سفیان :۔ آپ کلابی عامری اہل مدینہ سے ہیں بعد جایا کرتے تھے۔ حضور انور نے آپ کو آپ کی قوم کا حاکم بنایا آپ سو پہلوانوں کے برابر سمجھے جاتے تھے بہادری کی وجہ سے خطرہ کے وقت حضور انور کے سر شریف کے پاس ننگی تلوار لے کر کھڑے ہوتے تھے حفاظت کے لئے۔

ض۔ تابعین عظام

۱:۔ ضحاک ابن فیروز :۔ آپ دیلمی تابعی ہیں آپ کا شمار اہل بصرہ میں ہے۔

۲:۔ ضرار ابن صرد :۔ آپ کی کنیت ابو نعیم ہے۔ لقب طحان کوفی ہیں معمر ابن سلیمان سے آپ کی ملاقات ہے علی ابن منذر وغیرہ آپ سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

ط۔ صحابہ کرام

۱:۔ طلحہ ابن عبید اللہ :۔ آپ کی کنیت ابو محمد ہے قرشی ہیں عشرہ مبشرہ سے ہیں پرانے مومن ہیں سوا بدر کے تمام غزوات میں شریک ہوئے بدر کے دن حضور انور نے انہیں سعید ابن زید کے ساتھ ابو سفیان کے قافلہ کی تحقیق کے لئے بھیجا تھا آپ عین بدر کے دن واپس ہوئے احد کے دن حضور انور کی حفاظت اپنے ہاتھ سے کی چوبیس زخم کھائے ہاتھ کی انگلی بیکار ہو گئی بعض روایات میں ہے کہ اس دن آپ نے پچھتر زخم کھائے تلواروں نیزوں وغیرہ کے جمل کے واقعہ میں جمعرات کے دن ۳۰ تیس ھ میں بیس جمادی آخرہ کو شہید ہوئے چونسٹھ سال عمر پائی بصرہ میں دفن ہوئے مترجم نے قبر شریف کی زیارت کی ہے۔

۲:۔ طلحہ ابن براء :۔ آپ انصاری ہیں حضور انور کے زمانہ پاک میں آپ کی وفات ہوئی۔ حضور انور نے جنازہ پڑھایا اور دعا کی کہ الٰہی تو اس سے راضی ہو کر ملاقات فرما اہل حجاز میں آپ کا شمار ہے۔

۳:۔ طلق ابن علی :۔ آپ کی کنیت ابو علی ہے حنفی یمانی ہیں طلق ابن ثمامہ بھی آپ کو کہا جاتا ہے۔

۴:۔ طارق ابن شہاب :۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے بجلی کوفی ہیں حضور انور کی زیارت کی مگر آپ سے احادیث بہت ہی کم مروی ہیں خلافت صدیقی و فاروقی میں ۳۳ تینتیس جہاد کئے اور ۸۲ میں وفات پائی۔

۵:۔ طارق ابن سوید :۔ آپ صحابی ہیں آپ سے ایک حدیث شراب کے متعلق مروی ہے۔

marfat.com

۶:۔ طفیل ابن عمرو:۔ آپ دوسی ہیں مکہ معظمہ میں ہی ایمان لے آئے تھے۔ پھر اپنی قوم میں چلے گئے۔ حضور انور کی ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے۔ حضور انور کی وفات تک وہاں ہی رہے۔ حق یہ ہے کہ خلافت صدیقی میں یمامہ کے جہاد میں شہید ہوئے۔ آپ کا شمار اہل حجاز میں ہے۔

۷:۔ ابو طفیل:۔ آپ کا نام عامر ابن واثلہ ہے لیثی کنانی ہیں حضور انور کی صحبت پاک میں آٹھ سال رہے ۱۰۲ ایک سو دو میں وفات ہوئی آپ آخری صحابی ہیں کہ آپ کی وفات سے زمین صحابہ سے خالی ہو گئی۔

۸:۔ ابو طیبہ:۔ آپ کا نام نافع ہے محیصہ ابن مسعود انصاری کے غلام تھے۔ حجام تھے۔ یعنی فصد کھولنے والے جراح آپ نے حضور کی فصد کھولی (مترجم)۔

۹:۔ ابو طلحہ:۔ آپ کا نام زید ابن سہل ہے۔ انصاری نجاری ہیں اپنی کنیت میں مشہور ہیں حضرت انس کے سوتیلے والد اعلیٰ درجہ کے تیر انداز تھے۔ حضور انور نے فرمایا کہ لشکر میں ابو طلحہ کی صرف آواز' بڑی جماعت سے بہتر ہے ۷۷ ستتر سال عمر پائی ۳۱ھ اکتیس میں وفات ہوئی بیعت عقبہ میں ستر انصاریوں کے ساتھ آپ آئے تھے۔ پھر غزوہ بدر وغیرہ تمام غزوات میں شامل ہوئے۔ آپ سے ایک جماعت نے روایات کیں۔

ط۔ تابعین عظام

۱:۔ طلحہ ابن عبداللہ:۔ آپ عبداللہ ابن کریز کے فرزند ہیں خزاعی ہیں تابعی ہیں اہل مدینہ سے ہیں۔ بہت صحابہ سے ملاقات ہے۔

۲:۔ طلحہ ابن عبداللہ:۔ آپ عبداللہ ابن عوف کے بیٹے ہیں۔ زہری قرشی ہیں مشہور تابعی ہیں اہل مدینہ سے ہیں بڑے سخی تھے اپنے چچا عبدالرحمٰن ابن عوف سے احادیث لیتے ہیں ۹۹ ننانوے میں وفات ہوئی۔

۳:۔ طلق ابن حبیب:۔ آپ عنزی بصری ہیں بہت عبادت گزار تھے بہت صحابہ سے ملاقات ہے۔

۴:۔ طفیل ابن ابی ابن کعب:۔ آپ انصاری ہیں تابعی ہیں آپ کی احادیث حجاز میں بہت مشہور ہیں۔

۵:۔ طاؤس ابن کیسان:۔ آپ خولانی ہمدانی یمانی ہیں۔ اصل میں فارسی النسل ہیں بڑے عالم و عامل تھے ۱۰۵ ایک سو پانچ میں وفات ہوئی۔

۶:۔ ابو طالب:۔ آپ کا نام عبد مناف ابن عبدالمطلب ابن ہاشم قرشی ہاشمی ہیں حضور انور کی پرورش کی اور بڑی حفاظت کی آپ کی وفات کے بعد کفار مکہ نے حضور انور کو بہت ایذادی آپ کی اور جناب خدیجہ کی وفات میں صرف ایک ماہ پانچ دن کا فاصلہ ہے ابو

marfat.com

طالب کی وفات کے بعد ہی حضور انور تبلیغ کے لئے طائف تشریف لے گئے۔ خیال رہے کہ ابو طالب نے شرعی ایمان قبول نہیں کیا ورنہ ان کا شمار اول درجے کے صحابہ میں ہوتا ہے آپ کی بیوی فاطمہ بنت اسد اور آپ کے بیٹے علی، عقیل اور جعفر ایمان لائے۔ طالب نے ایمان قبول نہیں کیا۔ فاطمہ بنت اسد کی قبر مدینہ منورہ میں ہے۔ فقیر نے زیارت کی ہے آپ نے جناب آمنہ کی طرح حضور انور کی پرورش کی۔

۷:۔ ابن طاب:۔ یہ وہ صاحب ہیں جن کی طرف کھجور کی ایک قسم منسوب ہے جسے رطب ابن طاب کہتے ہیں۔

ظ۔ صحابہ کرام

ا:۔ ظہیر ابن رافع:۔ آپ حارثی انصاری اوسی ہیں دوسری بیعت عقبہ میں شریک ہوئے پھر بدر وغیرہ غزوات میں شامل ہوئے خیال رہے کہ ظہیر کے والد رافع یہ اور ہیں رافع ابن خدیج نہیں ہیں۔

ع۔ صحابہ کرام

ا:۔ عمر ابن خطاب:۔ آپ کا لقب فاروق ہے کنیت ابو حفص عدوی قرشی ہیں نبوت کے چھٹے یا پانچویں سال ایمان لائے آپ سے پہلے چالیس مرد گیارہ عورتیں مسلمان ہو چکے تھے۔ بعض نے فرمایا کہ آپ سے چالیس مومنوں کا وعدہ پورا ہوا آپ کے ایمان لانے کے دن مکہ میں اسلام چمکا تین دن پہلے حضرت حمزہ ایمان لا چکے تھے۔ آپ کی بہن فاطمہ بنت خطاب آپ کے ایمان کا ذریعہ بنیں اس دن حضور انور دار ارقم میں تھے۔ صفا کے پاس جب آپ پہنچے تو جناب حمزہ حضور انور کے پاس تھے آپ نے دروازہ بجایا حاضرین بارگاہ باہر آئے جناب حمزہ نے پوچھا کون ہے لوگوں نے کہا عمر ہیں۔ حضور انور باہر نکلے آپ کے دامن کو جھٹکا دیا آپ کھڑے نہ رہ سکے بیٹھ گئے دو زانو حضور نے فرمایا اے عمر کیا ابھی تمہارے ایمان کا وقت نہیں آیا آپ نے فوراً کلمہ پڑھ لیا۔ حاضرین نے خوشی سے نعرہ تکبیر لگایا جو حرم شریف میں سنا گیا آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم حق پر اور کفار باطل پر نہیں ہیں۔ حضور انور نے فرمایا خدا کی قسم تم حق پر ہو عرض کیا پھر ہم چھپتے کیوں ہیں چنانچہ مسلمان دو صفوں میں نکلے ایک میں حضرت حمزہ تھے دوسری صف میں حضرت عمر آپ کے سینے سے چکی کی سی آواز نکل رہی تھی آپ کو اور حضرت حمزہ کو کفار قریش نے مومنین کی صف میں دیکھا تو ان کے ہاں صف ماتم بچھ گئی بہت غمگین ہوئے حضور نے آپ کو فاروق کا لقب دیا جب آپ ایمان لائے تو جبریل امیں حاضر خدمت ہو کر بولے یا رسول اللہ آج حضرت عمر کے ایمان پر فرشتوں میں مبارکباد کی دھوم مچی ہے۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں اگر تمام دنیا والوں کے علوم ایک پلہ میں رکھے جاویں اور حضرت عمر کا علم دوسرے پلہ میں تو حضرت عمر کا علم وزنی ہوگا۔ حضرت عمر کی وفات سے نو حصے علم اٹھ گیا دسواں حصہ باقی رہ گیا آپ حضور کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے پہلے آپ ہی کا لقب امیر المومنین ہوا ابو بکر صدیق کے بعد آپ خلیفہ ہوئے آپ چھبیس ذی الحجہ ۲۳ تیئس ھ بدھ کے روز ایک یہودی غلام ابو لولو کے خنجر سے محراب النبی میں نماز فجر پڑھاتے ہوئے شہید کئے گئے اور دسویں محرم اتوار کے دن ۲۴ کو پہلوئے مصطفوی میں گنبد خضرا کے اندر دفن کئے

marfat.com

گئے ساڑھے دس سال خلافت کی تریسٹھ سال عمر پائی۔ حضرت صہیب نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی خیال رہے کہ آپ سے پانچ سو اننالیس احادیث مروی ہیں۔ دس حدیثیں متفق علیہ ہیں نو حدیثیں صرف بخاری میں ہیں پندرہ حدیثیں مسلم میں ہیں (مترجم از حاشیہ) عمر کے معنی ہیں آباد کرنے والے آپ نے اسلام کو آباد کیا آپ کی شہادت سے اسلام گویا یتیم ہو گیا۔

۲:۔ عمر ابن ابی سلمہ:۔ آپ کے والد ابو سلمہ کا نام عبداللہ ابن عبدالاسد ہے آپ مخزومی قرشی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوتیلے بیٹے ہیں یعنی جناب ام سلمہ کے فرزند آپ حبشہ میں پیدا ہوئے ۲ ہجری میں حضور انور کی وفات کے وقت نو سال کے تھے عبدالملک ابن مروان کی حکومت میں ۸۳ تراسی میں وفات پائی۔

۳:۔ عثمان ابن عفان:۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے اموی قرشی ہیں آپ شروع اسلام میں ہی حضرت ابوبکر صدیق کی تبلیغ سے انہی کے ہاتھ پر اسلام لائے ابھی حضور انور دار ارقم میں نہیں گئے تھے آپ نے حبشہ کی طرف دو ہجرتیں کیں آپ غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے کیونکہ آپ کی زوجہ رقیہ بنت رسول اللہ بیمار تھیں حضور انور کے حکم سے مدینہ منورہ میں رہے حضور نے بدر کی غنیمت سے حصہ آپ کو دیا نیز صلح حدیبیہ کے موقعہ پر بیعت الرضوان میں جسماً شریک نہ ہوئے۔ کیونکہ حضور انور نے آپ کو اپنا نمائندہ بنا کر اہل مکہ کے پاس صلح کی بات چیت کرنے بھیجا تھا اور یہ بیعت آپ کے پیچھے ہوئی تھی اس خبر پر کہ عثمان کو اہل مکہ نے شہید کر دیا۔ حضور انور نے اپنے بائیں ہاتھ کے متعلق فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور آپ نے داہنے ہاتھ کے متعلق فرمایا کہ یہ محمد مصطفیٰ کا ہاتھ ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور بیعت کی چونکہ حضور انور کی دو بیٹیاں رقیہ و کلثوم آگے پیچھے حضرت عثمان کے نکاح میں آئیں اسی لئے آپ کا لقب ذوالنورین ہے یعنی دو نور والے آپ یکم محرم ۲۴ چوبیس کو خلیفہ بنے بیاسی سال عمر پائی بارہ برس خلافت کی آپ کو اسود تجیبی مصری نے یا کسی اور نے شہید کیا۔ اور جنت البقیع کے کنارہ پر دفن ہوئے شہادت اٹھارہ ذی الحجہ جمعہ کے دن ۳۵ پینتیس ھ کو ہوئی۔

۴:۔ عثمان ابن عامر:۔ آپ کی کنیت ابو قحافہ ہے حضرت ابوبکر صدیق کے والد ماجد ہیں قرشی تیمی ہیں فتح مکہ کے دن ایمان لائے خلافت فاروقی تک زندہ رہے ۱۴ چودہ ھ میں وفات پائی ۹۷ ستانوے سال عمر ہوئی آپ سے ابوبکر صدیق اور اسماء بنت صدیق نے روایات لیں۔

۵:۔ عثمان ابن مظعون:۔ آپ کی کنیت ابو سائب ہے جمحی قرشی ہیں تیرہ مردوں کے بعد ایمان لائے دو ہجرتیں کیں غزوہ بدر میں شریک ہوئے زمانہ جاہلیت میں بھی کبھی شراب نہ پی آپ مدینہ منورہ میں پہلے مہاجرین ہیں جن کی وفات ہوئی ہجرت کے ۳۰ ماہ بعد وفات پائی۔ حضور انور نے آپ کی میت کی پیشانی چومی بعد دفن فرمایا کہ تم ہمارے بہترین پیش رو ہو۔ جنت بقیع میں دفن ہوئے بڑے عابد زاہد تھے آپ سے آپ کے بیٹے سائب نے اور بھائی قدامہ ابن مظعون نے احادیث لیں۔

۶:۔ عثمان ابن طلحہ:۔ آپ عبدری، قرشی، جمحی ہیں ۴۲ بیالیس میں مکہ معظمہ میں وفات پائی۔

۷:۔ عثمان ابن حنیف:۔ آپ انصاری ہیں سہل کے بھائی ہیں آپ کو حضرت عمر نے سواد عراق اور جبانیہ کا حاکم بنایا تھا وہاں

marfat.com

کے باشندوں کفار پر جزیہ قائم کیا تھا پھر حضرت علی نے بصرہ کا حاکم بنایا وہاں سے آپ کو طلحہ و زبیر نے نکال دیا۔ جبکہ وہ دونوں جنگ جمل میں وہاں آئے پھر آپ کوفہ میں رہے امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات پائی آپ سے بہت لوگوں نے روایات لیں۔

۸:۔ عثمان ابن ابو العاص:۔ آپ ثقفی ہیں آپ کو حضور انور نے طائف کا حاکم بنایا آپ وہاں حضرت عمر کی خلافت کے دو سال تک حاکم رہے حضرت عمر نے آپ کو وہاں سے ہٹا کر عمان اور بحرین کا حاکم بنایا آپ حضور انور کی خدمت میں وفد بنی ثقیف میں آئے تھے اس وقت آپ کی عمر ۲۹ انتیس سال تھی۔ آپ ۱۰ دس ہجری میں آئے تھے آخر میں بصرہ میں رہے۔ وہاں ہی وفات ہوئی ۵۱ اکیاون میں وفات پائی۔ حضور انور کی وفات کے بعد جب بنی ثقیف نے مرتد ہو جانے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ اے میری قوم تم آخر مومنین ہو اب اول مرتدین نہ بنو۔ چنانچہ وہ لوگ اس حرکت سے باز رہے خواجہ حسن بصری وغیرہم نے آپ سے احادیث روایت کیں۔

۹:۔ علی ابن ابی طالب:۔ آپ کی کنیت ابو الحسن بھی ہے اور ابو تراب بھی قرشی ہاشمی ہیں حضور انور کے چچازاد بھائی اور داماد بعض نے فرمایا کہ مردوں میں سب سے پہلے آپ ایمان لائے اس وقت آپ کی عمر شریف دس بارہ سال تھی سوا تبوک کے سارے غزوات میں حضور انور کے ساتھ شریک ہوئے غزوہ تبوک میں حضور انور نے مدینہ منورہ اور اپنے گھر بار کا انتظام فرمانے کے لئے آپ کو مدینہ منورہ میں چھوڑا تھا اور فرمایا تم کو مجھ سے وہ ہی نسبت ہے جو حضرت ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی آپ گندمی رنگ بڑی آنکھوں والے بڑے پستہ قد تھے اٹھارہ ذی الحجہ جمعہ کے دن یعنی عین شہادت عثمان غنی کے دن ۳۵ھ پینتیس کو خلیفہ ہوئے آپ کو عبد الرحمٰن ابن ملجم مرادی نے اٹھارہ رمضان المبارک جمعہ کے دن ۴۰ھ چالیس میں آپ پر حملہ کیا تین دن بعد آپ کی وفات ہوئی آپ کو حسنین کریمین اور عبد اللہ ابن جعفر نے غسل دیا امام حسن نے نماز پڑھائی عمر شریف تریسٹھ سال ہوئی خلافت چار سال نو مہینہ چند دن ہوئی۔ مترجم کہتا ہے کہ آپ کے فضائل بے شمار ہیں آپ کے گھر میں حضور انور نے اور حضور کے گھر میں آپ نے پرورش پائی آپ ہی نسل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل ہیں کوفہ کے قریب نجف اشرف میں مزار پر انوار ہے فقیر نے زیارت کی ہے حضرت علی سے پانچ سو چھیاسی احادیث مروی ہیں جن میں بیس متفق علیہ ہیں نو بخاری کی ہیں اور پندرہ مسلم میں (خلاصہ)

۱۰:۔ علی ابن طلق:۔ آپ حنفی یمامی ہیں آپ سے سلم ابن سلام نے روایات لیں۔

۱۱:۔ عبد الرحمٰن ابن عوف:۔ آپ کی کنیت ابو محمد ہے زہری قرشی ہیں عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق کی تبلیغ سے آپ کے ہاتھ پر ایمان لائے دو ہجرتوں والے ہیں حضور کے ساتھ سارے غزوات میں شریک ہوئے غزوہ احد میں حضور کے ساتھ ثابت قدم رہے غزوہ تبوک میں حضور انور نے آپ کو مدینہ منورہ میں چھوڑا غزوہ احد میں بیس سے زیادہ زخم کھائے پاؤں میں زخم کی وجہ سے لنگ ہو گیا تھا۔ واقعہ فیل کے دس سال بعد پیدا ہوئے اور ۳۲ بتیس میں وفات ہوئی بہتر سال عمر ہوئی بقیع میں دفن ہوئے آپ کے پیچھے حضور انور نے فجر کی ایک رکعت نماز پڑھی (مترجم)۔

۱۲:۔ عبد الرحمٰن ابن ابزی:۔ آپ خزاعی ہیں نافع ابن عبد الحارث کے آزاد کردہ ہیں کوفہ میں قیام رہا حضرت علی نے خراسان

marfat.com

کا حاکم مقرر فرمایا حضور انور کے پیچھے بہت نمازیں پڑھی ہیں کوفہ میں وفات پائی وہاں ہی مزار واقع ہے۔

۱۳:۔ عبد الرحمٰن ابن ازہر:۔ آپ قرشی ہیں عبد الرحمٰن ابن عوف کے بھتیجے ہیں غزوہ حنین میں شریک ہوئے آپ کے بیٹے عبد الحمید نے آپ سے احادیث لیں۔

۱۴:۔ عبد الرحمٰن ابن ابی بکر:۔ آپ صدیق اکبر کے صاحبزادہ ہیں عائشہ صدیقہ کے سگے بھائی کہ دونوں کی ماں ام رومان ہیں حدیبیہ کے سال اسلام لائے ابوبکر صدیق کے سب سے بڑے بیٹے ہیں ۵۳ھ میں وفات ہے۔

۱۵:۔ عبد الرحمٰن ابن حسینہ:۔ آپ کی ماں کا نام حسنہ ہے باپ کا نام عبد اللہ ابن مطاع ہے ماں کی نسبت سے مشہور ہیں۔

۱۶:۔ عبد الرحمٰن ابن شرحبیل:۔ آپ شرحبیل ابن حسنہ کے بیٹے ہیں یعنی عبد الرحمٰن ابن حسنہ کے بھتیجے صحابی ہیں فتح مصر میں شریک تھے۔

۱۷:۔ عبد الرحمٰن ابن یزید:۔ آپ یزید ابن خطاب کے بیٹے ہیں یعنی عمر فاروق کے بھتیجے عدوی قرشی ہیں آپ کے آپ کے دادا ابولبابہ حضور کی خدمت میں لائے حضور نے آپ کی تحنیک کی (گڑتی دی) اور آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا دعا برکت کی جب آپ چھ سالہ تھے تو حضور انور کی وفات ہو گئی۔ حضرت عمر سے روایات لیں عبد اللہ ابن زبیر کے زمانہ میں وفات ہوئی عبد الرحمٰن ابن عمر سے پہلے۔

۱۸:۔ عبد الرحمٰن ابن سمرہ:۔ آپ قرشی ہیں فتح مکہ کے دن ایمان لائے۔ پھر حضور انور کے ساتھ رہے آپ کا شمار اہل بصرہ سے ہے ۵۱ اکیاون میں وہاں ہی وفات پائی ایک خلقت نے آپ سے روایات لیں۔

۱۹:۔ عبد الرحمٰن ابن سہل:۔ آپ انصاری ہیں خیبر میں قتل کیے گئے قسامتہ کا واقعہ آپ ہی کا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔

۲۰:۔ عبد الرحمٰن ابن شبل:۔ آپ انصاری ہیں اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے۔

۲۱:۔ عبد الرحمٰن ابن عثمان:۔ آپ تیمی قرشی ہیں طلحہ ابن عبد اللہ کے بھتیجے ہیں آپ سے کوئی حدیث مروی نہیں۔

۲۲:۔ عبد الرحمٰن ابن ابی قراد:۔ آپ اسلمی ہیں اہل حجاز میں آپ کا شمار ہے۔

۲۳:۔ عبد الرحمٰن ابن کعب:۔ آپ کی کنیت ابو لیلے ہے مازنی انصاری ہیں غزوہ بدر میں شریک ہوئے ۲۴ چوبیس میں وفات پائی آپ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ **تولوا واعینهم تفیض من الدمع الخ۔**

۲۴:۔ عبد الرحمٰن ابن یعمر:۔ آپ دیلمی ہیں صحابی ہیں خراسان گئے ہیں کوفہ میں رہے ہیں۔

marfat.com

۲۵:۔ عبد الرحمٰن ابن عائش:۔ آپ حضرمی ہیں اہل شام میں آپ کا شمار ہے آپ کی صحابیت میں اختلاف ہے۔ حق یہ ہے کہ آپ سے کوئی حدیث مرفوع مروی نہیں آپ کی روایت مرسل ہے۔

۲۶:۔ عبد الرحمٰن ابن ابی عمیرہ:۔ آپ قرشی ہیں شامی ہیں آپ کی صحابیت یقین سے ثابت نہیں۔ مضطرب الحدیث ہیں۔

۲۷:۔ عبد اللہ ابن ارقم:۔ آپ زہری ہیں قرشی ہیں فتح مکہ کے سال اسلام لائے۔ حضور انور کے کاتب رہے پھر جناب صدیق وفاروق کے حضرت عمر نے آپ کو افسر مال بنایا تھا۔ پھر عثمان غنی نے مگر خلافت عثمانی میں آپ نے استعفا دیدیا اسی خلافت عثمانی میں وفات پائی۔

۲۸:۔ عبد اللہ ابن ابی اوفی:۔ آپ کے والد ابی اوفی ک انام علقمہ ابن قیس ہے آپ اسلمی ہیں صلح حدیبیہ اور غزوہ خیبر اور ان کے بعد والے غزوات میں شریک ہوئے حضور انور کی وفات تک مدینہ منورہ میں رہے۔ پھر کوفہ چلے گئے۔ آپ کوفہ کے آخری صحابی ہیں کہ آپ کی وفات سے کوفہ صحابہ سے خالی ہوگیا۔ ستاسی سال عمر ہوئی امام شعبی وغیرہ نے آپ سے روایات لیں۔

۲۹:۔ عبد اللہ ابن انیس:۔ آپ جہنی انصاری ہیں احد اور اس کے بعد کے غزوات میں شامل ہوئے ۵۴ چون میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

۳۰:۔ عبد اللہ ابن بسر:۔ آپ سلمی مازنی ہیں آپ کے ماں باپ بھائی عطیہ بہن صماء سب صحابی ہیں شام میں رہے مقام حمص میں وفات پائی آپ کی موت اچانک وضو کرتے ہوئے ہوئی آپ شام کے آخری صحابی ہیں کہ آپ کی وفات سے شام صحابہ سے خالی ہوگیا بعض نے فرمایا کہ وہاں کے آخری صحابی ابو امامہ ہیں۔

۳۱:۔ عبد اللہ ابن عدی:۔ آپ قرشی زہری ہیں قدید اور عسفان کے درمیان قیام رہتا تھا۔

۳۲:۔ عبد اللہ ابن ابی بکر:۔ آپ حضرت ابو بکر صدیق کے بیٹے ہیں حضور انور کے ساتھ طائف میں شریک ہوئے وہاں ہی آپ کو ابو محجن ثقفی نے تیر مارا شوال ۱۱ گیارہ میں شروع خلافت صدیقی میں وفات پائی آپ پرانے مومنین میں سے ہیں۔

۳۲:۔ عبد اللہ ابن ثعلبہ:۔ آپ مازنی عدوی ہیں حضور انور کی ہجرت سے چار سال پہلے پیدا ہوئے اور ۸۹ نواسی میں وفات پائی فتح مکہ کے سال حضور انور کی زیارت کی حضور نے آپ کے چہرہ پر ہاتھ شریف پھیرا۔

۳۳:۔ عبد اللہ ابن جحش:۔ آپ اسدی ہیں ام المومنین زینب بنت جحش کے بھائی ہیں حضور انور کے دار ارقم میں جانے سے پہلے ایمان لائے دو ہجرتیں کیں اور مقبول ادعا تھے بدر میں شریک ہوئے غزوہ احد میں شہید ہوئے پہلے آپ نے غنیمت کے پانچ حصہ کئے ایک حصہ حضور انور کا اور چار مجاہدین کے پھر قرآن مجید نے آپ کی تائید کی **واعلموا انما غنمتم من شئی فان للہ خمسہ** الخ آپ کسی سریہ میں گئے تھے وہاں کی غنیمت میں سے پانچواں حصہ حضور کے لئے نکال لیا تھا۔ آپ کو ابو الحکم ابن اخنس

marfat.com

نے شہید کیا۔ آپ کی عمر چالیس سال سے زیادہ ہوئی حضرت حمزہ کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیے گئے۔

۳۴:۔ **عبداللہ ابن ابی الحمساء:۔** آپ عامری ہیں بصرہ والوں میں آپ کا شمار ہے۔

۳۵:۔ **عبداللہ ابن جعفر:۔** آپ حضرت جعفر ابن ابی طالب کے فرزند ہیں آپ کی والدہ بی بی اسماء بنت عمیس ہیں حبشہ میں آپ کی پیدائش ہے۔ حبشہ میں آپ اسلام میں پہلے ہیں جو پیدا ہوئے آپ نے نوے سال عمر پائی ۸۰ میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی بڑے سخی تھے آپ کا لقب بحرالجود تھا بڑے خوش طبع اور حلیم تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ اسلام میں ان جیسا سخی نہیں پیدا ہوا۔

۳۶:۔ **عبداللہ ابن جہم:۔** آپ انصاری ہیں۔ حضرت بسر ابن سعید نے آپ سے روایات لیں۔

۳۷:۔ **عبداللہ ابن جزء:۔** آپ کی کنیت ابو الحارث ہے سہمی ہیں غزوہ بدر میں شریک ہوئے آخر میں مصر میں قیام رہا ۸۵ پچاسی میں مصر میں وفات ہوئی۔

۳۸:۔ **عبداللہ ابن حبشی:۔** آپ خثعمی ہیں۔ آپ کا شمار اہل حجاز میں ہے۔

۳۹:۔ **عبداللہ ابن ابی حدرد:۔** آپ کے والد کا نام سلامہ ابن عمرو ہے کنیت ابو الحرد اسلمی ہیں صلح حدیبیہ میں شریک ہوئے پھر خیبر اور بعد کے غزوات میں ۸۱ اکیاسی سال عمر ہوئی ۷۱ اکہتر میں وفات پائی۔

۴۰:۔ **عبداللہ ابن حنظلہ:۔** آپ انصاری ہیں آپ کے والد حنظلہ غسیل الملائکہ ہیں کہ انہیں فرشتوں نے غسل میت دیا عبداللہ حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے حضور انور کی وفات کے وقت آپ سات سال کے تھے آپ انصار کے سردار تھے یزید کے مقابل اہل مدینہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اسی وجہ سے فتنہ حرہ میں آپ قتل کیے گئے ۶۳ تریسٹھ میں۔

۴۱:۔ **عبداللہ ابن حوالہ:۔** آپ ازدی ہیں شام میں قیام رہا ۸۰ اسی میں شام میں وفات پائی۔

۴۲:۔ **عبداللہ ابن خبیب:۔** آپ جہنی ہیں انصار کے حلیف میں حجازی صحابی ہیں۔

۴۳:۔ **عبداللہ ابن رواحہ:۔** آپ انصاری خزرجی ہیں انصار کے نقیب ہیں۔ بیعت عقبہ میں شریک ہوئے پھر سواء فتح مکہ باقی تمام غزوات 'بدر' احد' خندق وغیرہ میں شریک ہوئے کیونکہ آپ غزوہ موتہ ۸ آٹھ میں امیر تھے وہاں شہید ہوئے آپ بڑے شاعر تھے حضور انور نے آپ کے اشعار بہت شوق سے سنے ہیں مشہور صحابی ہیں۔

۴۴:۔ **عبداللہ ابن زبیر:۔** آپ کی کنیت ابوبکر ہے اسدی قرشی ہیں حضور انور نے آپ کو آپ کے نانا جناب صدیق اکبر کی کنیت ابوبکر عطا فرمائی۔ اور انہیں کا نام عبداللہ رکھا۔ آپ اسلام میں مہاجرین میں پہلے بچہ ہیں جو پیدا ہوئے ایک ہجری میں ابوبکر صدیق نے کان میں اذان دی مقام قبا میں بی بی اسماء بنت صدیق اکبر کے شکم شریف سے پیدا ہوئے آپ انہیں حضور کی خدمت

marfat.com

میں لائیں حضور انور نے چھوہارے سے تحنیک کی آپ کے پیٹ میں سب سے پہلے حضور کا لعاب پہنچا پھر حضور نے آپ کو دعا برکت دی آپ کے سر اور چہرہ پر کوئی بال نہ تھا۔ آپ بہت زیادہ نماز روزے کے عادی تھے آپ کے والد حضرت زبیر والدہ بنت صدیق نانان خود صدیق دادی بی بی صفیہ حضور کی پھوپھی خالہ حضرت عائشہ صدیقہ ہیں آٹھ سال کی عمر میں حضور چونسٹھ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ کو حجاج ابن یوسف نے مکہ مظلمہ میں ۱۷ سترہ جماری آخرہ ۷۳ تہتر منگل کے دن سولی دے کر ہلاک کیا ۶۴ چونسٹھ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی گئی تھی۔ حجاز' یمن' عراق' خراسان وغیرہ کے مسلمانوں نے آپ کی بیعت کرلی تھی بجز شام کے مسلمانوں نے آپ نے اپنی خلافت میں آٹھ حج لوگوں کو کرائے۔

۴۵:۔ عبداللہ ابن زمعہ:۔ آپ قرشی' اسدی ہیں آپ کا شمار اہل مدینہ میں ہے۔

۴۶:۔ عبداللہ ابن زید:۔ آپ زید ابن عبدربہ کے فرزند ہیں انصاری خزرجی ہیں بیعت عقبہ' بدر' اور بعد کے تمام غزوات میں شریک ہوئے اسلامی اذان آپ نے ہی خواب میں دی تھی ایک ہجری میں' چونسٹھ سال عمر پائی' مدینہ میں وفات ہوئی۔

۴۷:۔ عبداللہ ابن زید ابن عاصم:۔ آپ انصاری مزنی ہیں بدر میں شریک نہ ہوئے احد میں شریک ہوئے آپ نے حضرت وحشی کے ساتھ مسیلمہ کذاب کو قتل کیا آپ ۶۳ تریسٹھ میں حرہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔

۴۸:۔ عبداللہ ابن سائب:۔ آپ قرشی مخزومی ہیں اہل مکہ نے قرات ان سے سیکھی۔ آپ شہادت ابن زبیر سے پہلے مکہ مظلمہ میں فوت ہوئے۔

۴۹:۔ عبداللہ ابن سرجس:۔ آپ مزنی بصری ہیں آپ کی احادیث بصرہ والوں میں بہت مشہور ہیں۔

۵۰:۔ عبداللہ ابن سلام:۔ آپ کی کنیت ابو یوسف ہے اسرائیلی ہیں یوسف علیہ السلام کی اولاد سے ہیں بنی عوف ابن خزرج کے حلیف تھے بنی اسرائیل کے چوٹی کے عالم تھے حضور انور نے آپ کے جنتی ہونے کی شہادت دی آپ کے بیٹوں یوسف اور محمد وغیرہما نے آپ سے روایات لیں۔ مدینہ منورہ میں ۴۳ تینتالیس میں وفات ہوئی آپ کے فضائل بہت ہیں آپ کے متعلق بہت آیات ہیں (مترجم)۔

۵۱:۔ عبداللہ ابن سہل:۔ آپ انصاری حارثی ہیں عبدالرحمن کے بھائی اور محیصہ کے بھتیجے خیبر میں آپ ہی کو قتل کیا گیا۔ واقعہ مشہور ہے۔

۵۲:۔ عبداللہ ابن شخیر:۔ آپ عامری ہیں قبیلہ بنی عامر کے وفد میں آپ بھی تھے جو حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

۵۳:۔ عبداللہ ابن صنابجی:۔ کا نام ابو عبداللہ ہے بعض نے آپ کو صحابہ میں شمار کیا ہے مگر قوی یہ ہے کہ صنابجی تو صحابی ہیں مگر آپ کے بیٹے عبداللہ تابعی ہیں۔

marfat.com

۵۴:۔ عبداللہ ابن عامر:۔ آپ عبداللہ ابن کریز کے بیٹے ہیں قرشی ہیں حضرت عثمان غنی کے ماموں زاد ہیں حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ حضور نے آپ کو اپنا لعاب دہن لگایا اور دعا دی حضور کی وفات کے وقت آپ تیرہ سال کے تھے آپ سے کوئی حدیث مروی نہیں حضرت عثمان نے بصرہ اور خراسان کا حاکم کیا آپ قتل عثمان تک وہاں ہی حاکم رہے امیر معاویہ کے زمانہ میں مستعفی ہو گئے بڑے سخی کریم تھے خراسان کے فاتح آپ ہی ہیں اپ ہی کی ولایت میں کسریٰ قتل کیا گیا اپ نے ہی بصرہ کی نہر کھدوائی فارس کے بہت سے شہر، خراسان، اصفہان آپ نے ہی فتح کئے ۵۹ انسٹھ میں وفات پائی آپ کے بہت فضائل ہیں۔

۵۵:۔ عبداللہ ابن عباس:۔ آپ حضور انور کے چچازاد بھائی ہیں آپ کی والدہ لبابہ بنت حارث ہیں یعنی ام المومنین میمونہ کی بہن ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے۔ حضور کی وفات کے وقت آپ کی عمر تیرہ سال تھی۔ حضور انور نے آپ کو علم و حکمت کی دعائیں دیں آپ کا لقب حبر الامت ہے یعنی مسلمانوں کے بڑے عالم آپ نہایت حسین بڑے عالم فقیہ مجتہد تھے حضرت عمر نے آپ کو اپنا مشیر خاص بنایا تھا ہر بات میں جلیل القدر صحابہ کے ساتھ آپ سے بھی مشورہ کرتے تھے آخر میں نابینا ہو گئے تھے ۶۸ اڑسٹھ ھ میں طائف میں وفات پائی۔ اکہتر سال عمر ہوئی مترجم نے قبر انور کی زیارت کی ہے آپ سے ایک خلق نے روایات لی ہیں۔

۵۶:۔ عبداللہ ابن عمر:۔ آپ قرشی عدوی ہیں۔ حضرت فاروق کے فرزند اپنے والد کے ساتھ مکہ معظمہ میں ایمان لائے بدر میں لڑکپن کی وجہ سے شریک نہ ہوئے حق یہ ہے کہ غزوہ احد میں بھی حضور انور نے ان کے بچہ ہونے کی وجہ سے شریک نہیں کیا غزوہ خندق میں شریک ہوئے غزوہ احد میں آپ چودہ سالہ تھے بڑے عابد زاہد محتاط اور متبع سنت تھے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کو دنیا نے اپنی طرف راغب کر لیا سواء حضرت عبداللہ ابن عمر کے حضرت میمون ابن مہران فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر جیسا متقی ابن عباس جیسا عالم نہ دیکھا حضرت نافع کہتے ہیں کہ ابن عمر نے ایک ہزار سے زیادہ غلام آزاد کئے ظہور نبوت سے ایک سال پہلے پیدا ہوئے اور ۷۳ تہتر میں حضرت ابن زبیر کے قتل کے تین مہینہ بعد وفات پائی آپ کی وصیت تو یہ تھی کہ آپ کو حل میں دفن کیا جاوے مگر حجاج نے ایسا نہ کرنے دیا تو آپ ذی طوی میں دفن کئے گئے مہاجرین کے قبرستان میں اپ کی وفات کا واقعہ یہ ہے کہ ایک بار حجاج نے جمعہ کا خطبہ دراز کیا آپ نے فرمایا کہ سورج تیرا انتظار نہ کرے گا وہ بولا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اندھا کر دوں آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے، تو ایسا کر سکتا ہے کہ تو ایک احمق شخص ہے جو ہم پر مسلط کر دیا گیا ہے نیز آپ حج میں حجاج سے پہلے ہی عرفہ میں حضور انور کی قیام گاہ میں جا کر ٹھہر جاتے تھے۔ ان وجوہ سے حجاج آپ سے کینہ رکھنے لگا اس نے ایک شخص سے کہا اس نے زہریلا نیزہ آپ کے تلوے میں چبھو دیا راہ چلتے ہوئے اس سے آپ کی موت واقع ہوئی چوراسی یا چھیاسی سال آپ کی عمر ہوئی۔ آپ کے فضائل بہت ہیں۔

۵۷:۔ عبداللہ ابن عمرو ابن عاص:۔ آپ سہمی قرشی ہیں آپ اپنے والد سے پہلے ایمان لائے آپ کے والد آپ سے تیرہ سال بڑے تھے۔ آپ بڑے عالم حافظ تھے آپ نے حضور انور سے احادیث لکھنے کی اجازت حاصل کی آپ کی وفات میں بڑا اختلاف ہے آپ کی وفات ۶۳ ھ حرہ کے واقعہ میں ہوئی یا ۷۳ تہتر میں یا ۶۷ سڑسٹھ میں مکہ معظمہ میں یا ۵۵ میں طائف میں یا ۶۵ میں مصر میں علے ابن عطاء اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت ابن عمرو کے لئے سرمہ تیار رکھتی تھی۔ تاکہ لگا کر سوئیں مگر آپ

marfat.com

چراغ گل کر دیتے تھے پھر خوف خدا سے رویا کرتے تھے۔ حتی کہ آپ کی آنکھیں ابھر گئی تھیں۔ یعنی خراب ہو گئی تھیں۔

۵۸:۔ **عبداللہ ابن مسعود:۔** آپ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے۔ ہزلی ہین پرانے مومنین سے ہیں۔ حضرت عمر فاروق سے کچھ پہلے ایمان لائے بلکہ آپ چھٹے صاحب ہیں کہ آپ سے پہلے صرف پانچ آدمی ایمان لائے تھے حضور انور کے خاص خادم تھے۔ حضور کے صاحب اسرار تھے سفر میں حضور انور کی نعلین مسواک وضو' کا برتن آپ کے پاس رہتا تھا بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے حضور انور نے آپ کے جنتی ہونے کی گواہی دی اور فرمایا کہ میں اپنی امت کے لئے وہ چیز پسند کرتا ہوں جو ابن مسعود پسند کریں اور وہ چیز ناپسند کرتا ہوں جو ابن مسعود ناپسند کریں اخلاق عادات طور طریقہ میں حضور انور سے بہت ملتے جلتے تھے دبلے دراز قد گندمی رنگ تھے حضرت عمر کے زمانہ بلہ خلافت عثمانیہ میں بھی کوفہ کے حاکم رہے۔ پھر بیت المال کے محافظ پھر مدینہ منورہ آگئے وہاں ہی ۳۲ میں وفات ہوئی۔ ساٹھ سال سے زیادہ عمر پائی۔ خلفاء راشدین نے آپ سے احادیث لیں مترجم کہتا ہے کہ صحابہ کرام میں بڑے فقیہ صحابی ہیں حتی کہ امام اعظم ابو حنیفہ آپ کی اتباع کرتے ہیں۔

۵۹:۔ **عبداللہ ابن قرط:۔** آپ ازدی ثمالی ہیں آپ کا نام پہلے شیطان تھا۔ حضور انور نے عبداللہ رکھا اہل شام میں آپ کا شمار ہے ابو عبیدہ ابن جراح کی طرف سے حمص کے امیر رہے ۵۶ چھپن میں قتل کئے گئے روم میں شہید ہوئے۔

marfat.com

ح۔ تابعین عظام

۱:۔ حارث ابن سوید: آپ تمیمی کوفی ہیں فضلا، تابعین میں سے ہیں۔ حضرت عبد اللہ ابن زبیر کے آخر دور میں وفات پائی۔

۲:۔ حارث ابن مسلم: آپ تمیمی ہیں آپ کی احادیث اہل شام میں مشہور ہیں۔

۳:۔ حارث ابن اعور: آپ عبداللہ اعور کے بیٹے ہیں حارثی ہیں ہمدانی ہیں حضرت علی مرتضیٰ کے خاص صحبت یافتہ ہیں آپ علم فقہ علم فرائض میں بہت سے مشہور تھے لوگ آپ سے بڑی محبت کرتے تھے ۶۵ پینسٹھ میں کوفہ میں آپ نے وفات پائی۔

۴:۔ حارثہ ابن شہاب: آپ حرمی ہیں لوگوں نے آپ کو ضعیف کہا ہے۔

۵:۔ حارث ابن وحیہ: آپ راسی یعنی بنی راس سے ہیں مالک ابن دینار سے احادیث نقل کرتے ہیں۔

۶:۔ حارثہ ابن مضرب: آپ عبدی کوفی ہیں مشہور تابعی ہیں حضرت علی اور ابن مسعود سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

۷:۔ حارثہ ابن ابی الرجال: آپ نے اپنے والد اور اپنی دادی عمرہ سے روایت لیں مگر آپ محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں۔

۸:۔ حفص ابن عاصم: آپ عاصم ابن عمر ابن خطاب کے بیٹے ہیں قرشی عدوی ہیں۔ جلیل القدر تابعی ہیں حضرت ابن عمر سے روایت لیتے ہیں۔

۹:۔ شفص ابن سلیمان: آپ کے کنیت ابو عمرو ہے قبیلہ بن اسد کے آزاد کردہ ہیں علم قرائت میں بڑے محقق ہیں علم حدیث میں نہیں امام بخاری کہت ہیں کہ محدثین نے آپ کو چھوڑ دیا ہے نوے سال عمر ہوئی ۱۰۸ ایک سو آٹھ میں وفات پائی۔

۱۰:۔ حسں ابن عبداللہ: آپ سبائی ہیں کوفہ میں حضرت علی کے ساتھ رہتے تھے حضرت علی کی شہادت کے بعد مصر چلے گئے ۱۰۰ سو ہجری میں وفات پائی۔

۱۱:۔ حکیم ابن معاویہ: آپ قشیری ہیں بدوی ہیں اپنے والد سے احادیث لیتے ہیں۔

۱۲:۔ حکیم ابن اثرم: آپ نے ابو تمیم سے روایات لیں صدوق یعنی سچے ہیں۔

۱۳:۔ حکیم ابن طہیر: آپ فزاری ہیں علقمہ ابن مرثد وغیرہ صحابہ سے ملاقات ہے امام بخاری کہتے ہیں کہ متروک الحدیث ہیں۔

۱۴:۔ حرام ابن سعید: آپ محیصہ کے پوتے ہیں کنیت ابو نعیم ہے انصاری حارثی ہیں ستر سال عمر ہوئی ۱۱۳ ایک سو تیرہ میں وفات پائی۔

marfat.com

۱۵:۔ حماد ابن سلمہ: آپ دینار کے پوتے ہیں کنیت ابو سلمہ ہے ربیعہ ابن مالک کے آزاد کردہ ہیں حمید طویل کے بھانجے ہیں۔ بصرہ کے علماء میں سے ہیں اتباع سنت اور عبادات میں مشہور ہیں ۱۶۷ ایک سو سرسٹھ میں آپ کی وفات ہے ابن مبارک و کیع یحیٰ ابن سعید آپ کے شاگرد ہیں۔

۱۶:۔ حماد بن زید: آپ ازدی ہیں ثابت بنانی وغیرہ صحابہ سے ملاقات ہے سلیمان ابن مالک کے زمانہ میں پیدا ہوئے ۱۹۹ ایک سو ننانوے میں وفات ہوئی نابینا تھا۔

۱۷:۔ حماد ابن ابی سلیمان: آپ کے والد کا نام مسلم اشعری ہے کنیت ابو سلیمان ابراہیم ابن ابو موسیٰ اشعری کے آزاد کردہ ہیں کوفی ہیں ابراہیم نخعی سے ملاقات ہے آپ سے شعبہ اور سفیان ثوری نے روایات لی ہیں اپنے زمانے کے بڑے عالم تھے ۱۲۰ ایک سو بیس میں وفات ہے۔

۱۸:۔ حماد ابن ابی حمید: آپ مدنی ہیں زید ابن اسلم سے روایت لیتے ہیں ضعیف ہیں۔

۱۹:۔ حمید ابن عبد الرحمٰن: آپ عبد الرحمٰن ابن عوف کے بیٹے ہیں زہری قرشی مدنی ہیں جلیل الشان تابعی ہیں تہتر سال عمر ہوئی ۱۰۵ ایک سو پانچ میں وفات ہوئی۔

۲۰:۔ حمید ابن عبد الرحمٰن حمیری: آپ بصری ہیں ثقہ ہیں حضرت ابو ہریرہ ابن عباس سے ملاقات ہے۔

۲۱:۔ حسن بصری: آپ کے والد کا نام ابو الحسن ابو سعید ہے زید بن ثابت کے آزاد کردہ ہیں ابو سعید کے والد کا نام یسار ہے اور ربیع بنت نضر نے آزاد کیا تھا خواجہ حسن بصری کی ولادت عہد فاروقی میں ہے جب آپ کی خلافت کے دو سال باقی تھے تب حسن بصری مدینہ میں پیدا ہوئے حضرت عمر نے آپ کو تحنیک کی (پہلی گڑتی دی) آپ کی والدہ جناب ام سلمہ کی خدمت کرتی تھیں کبھی آپ کی والدہ کام میں ہوتیں۔ آپ روتے تو حضرت ام سلمیٰ اپنا پستان آپ کے منہ میں دیدتی تھیں آپ چوستے رہتے اگرچہ دودھ ان میں بالکل نہ ہوتا تھا مگر اس پستان شریف کی برکت آپ کی یہ پہنچی کہ آپ علوم کے امام ہو گئے حضرت عثمان کی شہادت کے بعد آپ مدینہ منورہ سے بصرہ چلے گئے حق یہ ہے کہ آپ کی ملاقات حضرت علی سے ہوئی ہے مگر مدینہ منورہ میں نہیں ہوئی کیونکہ جب حضرت علی بصرہ شریف لے گئے تب آپ وادی قرنی میں تھے آپ نے بہت صحابہ سے روایت کیں اور بہت سے تابعین تبع تابعین نے آپ سے احادیث لیں آپ اپنے وقت میں ہر فن و علوم عبادت و زہد و تقویٰ میں امام تھے ماہ رجب ۱۱۰ ایک سو دس میں آپ کی وفات ہوئی مترجم کہتا ہے کہ آپ حضرت علی کے خلیفہ ہیں اور طریقت کے تین سلسلے قادریہ' چشتیہ' سہروردیہ آپ سے چلتے ہیں فقیر نے قبر انور کی زیارت کی ہے۔

۲۲:۔ حسن ابن علی ہاشمی: اعرج سے روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ وہ منکر الحدیث ہیں کہ ان کی روایات قابل قبول نہیں۔

marfat.com

۲۳:۔ حسن ابن ابی جعفر: آپ جعفری ہیں متقی آدمی تھے ۱۶۷ ایک سو سرسٹھ میں وفات ہوئی۔

۲۴:۔ حنظلہ ابن قیس زرقی: آپ انصاری ہیں مدینہ منورہ کے قابل اعتبار لوگوں میں سے ہیں۔

۲۵:۔ حبیب ابن سالم: آپ نعمان ابن بشیر کے آزاد کردہ ہیں ان کے کاتب ہیں۔

۲۶:۔ حرب ابن عبید اللہ: آپ ثقفی ہیں آپ کے نام میں بہت اختلاف ہے آپ کی حدیث' یہود و نصاریٰ پر عشر مقرر کرنے کے متعلق ہے۔

۲۷:۔ حجاج ابن حسان: آپ حنفی ہیں اہل بصرہ سے ہیں حضرت انس ابن مالک وغیرہم سے احادیث سنیں۔

۲۸:۔ حجاج ابن حجاج: آپ اسلمی ہیں بصری ہیں محدثین نے آپ کو ثقہ فرمایا ہے ۱۳۱ ایک سو اکتیس میں وفات پائی۔

۲۹:۔ حجاج ابن یوسف: ثقفی ہے عبد الملک ابن مروان کی طرف سے عراق اور خراسان کا حاکم تھا مقام واسط میں مرا ماہ شوال ۹۴ چورانوے میں وفات ہوئی ۵۴ چون سال عمر ہوئی اس کی موت کا قصہ حرف سین میں سعید بن جبیر کے حالات میں مذکور ہو گا۔

۳۰:۔ ابو حیہ: ان کا نام عمرو بن نضر ہے خارقی ہمدانی ہیں۔ حضرت علی سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

۳۱:۔ ابو حرہ: ان کا نام حنیفہ ہے رقاشی ہیں آپ سے ایک حدیث مروی ہے۔

۳۲:۔ ابو حزم: آپ ابو بکر ابن محمد ابن عمرو ابن حزم حضرت ابو حیہ اور ابن عباس سے روایات لیتے ہیں۔

ح۔ صحابیات

۱:۔ حفصہ بنت عمر: آپ ام المومنین ہیں حضرت عمر کی صاحبزادی آپ کی ماں کا نام زینب بنت مظعون ہے۔ حضور انور سے پہلے خنیس ابن حذافہ سہمی کے نکاح میں تھیں ان کے ساتھ ہجرت کی غزوہ بدر کے بعد خنیس فوت ہو گئے حضرت عمر نے جناب ابو بکر صدیق سے عرض کیا کہ حفصہ سے نکاح کر لو حضرت عثمان سے بھی یہ ہی کہا اس کے بعد حضور انور نے پیغام دیا۔ چنانچہ ۳ تین ہجری میں حضور کے نکاح میں آئیں ایک بار حضور انور نے انہیں ایک طلاق دے دی تھی مگر پھر رجوع فرمایا کیونکہ وحی الٰہی آئی کہ حفصہ آپ کی زوجہ ہیں جنت میں بھی وہ بہت نمازی قائم اللیل ہیں آپ سے جماعت صحابہ اور تابعین نے روایات لیں۔ شعبان ۴۵ پینتالیس میں وفات ہوئی۔ مدینہ منورہ قبر انور ہے۔ مترجم نے زیارت کی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۲:۔ حلیمہ بنت ابی ذوہیب: آپ حضور انور کی دودھ کی والدہ ہیں بی بی ثوبیہ کے بعد حضور انور کو اپنے ہی آخر تک دودھ پلایا اس وقت آپ کی بڑی بیٹی شیما حضور انور کو گود میں کھلاتی لوریاں دیتی تھیں دو سال دو ماہ بعد یا پانچ سال بعد آپ کی مشہور ہیں قبیلہ

marfat.com

ہوازن سے تھیں اس قبیلہ سے غزوہ حنین میں جنگ ہوئی مسلمانوں کو فتح ہوئی مگر بعد ہوازن مسلمان ہو گئے حضور انور نے ان کے قیدی جو غلام بنائے گئے تھے واپس کر دیئے کہ وہ حلیمہ کے اہل قرابت تھے رضی اللہ عنہا (مترجم)

۳:۔ ام حبیبہ: آپ کا نام شریف رملہ ہے ابو سفیان ابن صخر ابن حرب کی بیٹی ہیں والدہ کا نام صفیہ بنت عاص ہے۔ حضرت عثمان غنی کی پھوپھی زاد ہیں اس میں اختلاف ہے کہ آپ کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کب اور کہاں ہوا۔ قوی یہ ہے کہ ٦ھ میں نجاشی اصحمہ شاہ حبشہ نے زمین حبشہ میں آپ کا نکاح حضور انور نے شرجیل ابن حسنہ کو بھیجا وہ آپ کو مدینہ منورہ حضور کے پاس لائے بعض نے کہا مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد نکاح ہوا جو عثمان غنی نے کیا ۴۴ھ چوالیس میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ آپ سے بہت حضرات نے بہت احادیث روایت کیں ہیں۔ رضی اللہ عنہا۔

۴:۔ ام حسین: آپ اسحاق کی بیٹی ہیں احمسی ہیں حجتہ الوداع میں حضور انور کے ساتھ شریک ہوئیں۔

۵:۔ ام حرام: آپ ملحان ابن خالد کی بیٹی ہیں انصاریہ نجاریہ ہیں جناب ام سلیم کی بہن ہیں حضور کے دست اقدس پر ایمان لائیں بیعت کی عبادہ ابن صامت کی زوجہ ہیں حضور انور آپ کے گھر میں قیلولہ (دوپہر کا آرام) فرمایا کرتے تھے اپنے خاوند کے ساتھ روم میں غازیہ مجاہدہ ہونے کی حالت میں وفات پائی آپ کی قبر مقام قرنس میں ہے آپ سے آپ کے بھانجے حضرت انس نے اور آپ کے خاوند عبادہ ابن صامت نے روایات لیں آپ کی وفات خلافت عثمانیہ میں ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

٦:۔ حمنہ: آپ جحش کی بیٹی ہیں حضور انور کی سالی ہیں یعنی حضرت زینب بنت جحش کی بہن ہیں بنی اسد قبیلہ سے ہیں مصعب ابن عمیر کی زوجہ ہیں جو غزوہ احد میں شہید ہوئے تو آپ طلحہ ابن عبید اللہ کے نکاح میں آئیں۔

ح۔ تابعیات

۱:۔ حسناء: آپ معاویہ کی بیٹی ہیں صرمیہ ہیں آپ سے عوف اعرابی نے احادیث کیں۔ بعض لوگوں نے کہا کہ آپ کا نام حساء بنت معاویہ ہے آپ کے چچا کا نام حارث ہے ان سے احادیث روایت کرتی ہیں۔

۲:۔ حفصہ: آپ عبد الرحمن ابن ابی بکر الصدیق کی صاحبزدی ہیں۔ یعنی حضرت صدیق اکبر کی پوتی منذر ابن زبیر ابن عوام کی زوجہ۔

۳:۔ ام حریر: آپ طلحہ ابن مالک کی آزاد کردہ ہیں انہیں طلحہ سے روایات لیتی ہیں۔

خ۔ صحابہ کرام

۱:۔ خالد ابن ولید: آپ قرشی مخزومی ہیں آپ کی والدہ لبابہ صغریٰ ہیں یعنی ام المومنین میمونہ کی بہن زمانہ جاہلیت میں سرداران

marfat.com

قریش سے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سیف اللہ کا خطاب دیا حضرت ابن عباس آپ کے خالہ زاد ہیں خلافت فاروقی میں ۲۱ اکیس میں وفات ہوئی شام کے مشہور شہر حمص میں آپ کا مزار ہے دمشق میں ایک سڑک کا نام شارع خالد ابن ولید ہے۔ فقیر نے زیارت کی ہے (مترجم) عظیم الشان شخصیت ہیں۔

۲:۔ خالد ابن ہوذہ: آپ عامری ہیں آپ اور آپ کے بھائی حرملہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وفد بن کر آئے یہ دونوں مؤلفتہ القلوب سے ہیں انہی خالد سے حضور انور نے ایک غلام ایک لونڈی خریدی تھی انہی کے لئے۔ حضور انور نے عہد لکھ کر دیا تھا۔

۳:۔ خلاد ابن سائب: آپ کے دادا کا نام بھی خلاد ہے خزرجی انصاری ہیں اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

۴:۔ خباب ابن ارت: آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے آپ تمیمی ہیں زمانہ جاہلیت میں غلام بنالئے گئے تھے پھر آپ کو قبیلہ خزاعہ کی ایک عورت نے خرید کر آزاد کر دیا حضور انور کے دار ارقم میں جانے سے پہلے آپ ایمان لائے آپ ان میں سے ہیں جنہیں اسلام کی وجہ سے بہت ایذائیں دی گئیں آپ نے بہت صبر کیا آخر میں کوفہ میں رہے۔ وہاں ہی وفات ہوئی آپ کی عمر ۷۳ تہتر سال ہوئی ۳۷ھ میں وفات پائی۔

۵:۔ خارجہ ابن حذافہ: آپ قرشی عدوی ہیں قریش کے شہہ سواروں میں سے تھے۔ آپ کو لشکروں میں ایک ہزار سواروں کے برابر سمجھا جاتا تھا آپ مصر کے باشندوں میں شمار ہوتے ہیں آپ کو ایک خارجی نے عمرو ابن عاص سمجھ کر شہید کیا یہ خارجی ان تین سے ایک تھا۔ جنہوں نے حضرت علی، معاویہ عمرو ابن عاص کے قتل کا بیڑا اٹھایا تھا امیر معاویہ تو بچ گئے حضرت علی شہید کر دیئے گئے عمرو بن عاص کے دھوکے میں خارجہ شہید کئے گئے عمرو بچ گئے ۴۰ چالیس ہجری میں آپ کے قتل کا واقعہ ہوا۔

۶:۔ خزیمہ ابن ثابت: آپ کی کنیت ابو عمارہ ہے انصاری ہیں انہی کا لقب ذوالشہادتین ہے کیونکہ آپ اکیلے کی گواہی دو گواہوں کے برابر تھی غزوہ بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ تھے حضرت عمار ابن یاسر کی شہادت کے بعد آپ نے تلوار سونتی اور قتال کرتے رہے حتی کہ قتل ہو گئے آپ سے بہت صحابہ نے روایات لیں۔

۷:۔ خزیمہ ابن جزء: آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے سلمیٰ ہیں آپ سے آپ کے بھائی حبان ابن جزء نے احادیث روایت کیں۔

۸:۔ خزیم ابن اخرم: آپ شداد ابن عمرو بن فاتک کے پوتے ہیں اسدی ہیں کبھی انہیں خزیم ابن فاتک بھی کہہ دیتے ہیں۔

۹:۔ خبیب بن عدی: آپ انصاری اوسی ہیں بدر میں شریک ہوئے غزوہ رجیع ۳ تین میں کفار کے ہاتھوں قید ہو گئے انہیں مکہ معظمہ میں حارث ابن عامر کی اولاد نے خرید لیا بدر کے دن خبیب نے حارث کو قتل کیا تھا اس کا بدلہ لینے کے لئے حارث کی اولاد نے خریدا آپ نے ان کے ہاں قید رہے پھر مقام تنعیم میں انہیں سولی دی سب سے پہلی سولی اسلام میں انہیں کو دی گئی۔ بخاری میں ہے کہ خبیب نے حارث کی ایک لڑکی سے استرہ مانگا پاکی کرنے کے لئے اس کا بچہ خبیب کی ران پر آ بیٹھا وہ یہ دیکھ کر ڈر گئی کہ

marfat.com

کہیں خبیب میرے بچے کو استرے سے ذبح نہ کردیں آپ نے فرمایا تم ڈرو مت میں تیرے بچہ کو کوئی تکلیف نہ دوں گا وہ عورت مسلمان ہونے کے بعد کہا کرتی تھی کہ میں نے خبیب جیسا قیدی آج تک نہ دیکھا وہ اپنی قید میں انگور کھاتے تھے یہ غیبی رزق تھا جو انہیں ملتا تھا جب انہیں سولی کے لئے حرم کی زمین سے باہر لے چلے تو فرمایا مجھے دو رکعت پڑھنے کی اجازت دے دو آپ نے ہلکی رکعتیں پڑھیں اور فرمایا کہ تم یہ خیال نہ کرو کہ مجھے قتل سے ڈر ہے تمہارے اس خیال کو دفع کرنے کے لئے میں نے نماز مختصر پڑھی ہے ورنہ دراز پڑھتا۔ پھر آپ نے چند شعر پڑھے اور سولی چڑھ گئے آپ کا یہ واقعہ مشہور ہے۔

۱۰:۔ خنیس ابن حذافہ: آپ سہمی قرشی ہیں۔ حضرت حفصہ بنت عمر فاروق کے پہلے خاوند ہیں غزوہ بدر و احد میں شریک ہوئے پھر ایک زخم کی وجہ سے مدینہ منورہ میں وفات کے بعد بی بی حفصہ سے حضور انور نے نکاح کیا۔

۱۱:۔ ابو خراش: آپ کا نام حدرد ہے اسلمی ہیں۔

۱۲:۔ ابو خلاد: آپ کے نام اور نسب کا پتا نہیں چلا آپ سے ایک حدیث ہے۔

خ۔ تابعین عظام

۱:۔ خیثمہ ابن عبدالرحمٰن: آپ ابو سبرہ جعفی کے پوتے ہیں ابو سبرہ کا نام یزید ابن مالک ہے۔ خیثمہ عظیم الشان تابعی ہیں ابو واصل سے پہلے فوت ہوئے حضرت علی اور ابن عمرو وغیرہم سے احادیث نہیں دو لاکھ روپیہ میراث میں ملے سارے علماء پر خرچ کر دیئے۔

۲:۔ خالد ابن معدان: آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے شامی ہیں حمص کے رہنے والے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے ۷۰ ستر صحابہ سے ملاقات کی ثقہ ہیں طرسوس میں ۱۰۴ ایک سو چار میں وفات پائی۔

۳:۔ خالد ابن عبداللہ: آپ واسطی ہیں طحان میں بڑے متقی پرہیزگار تھے تین بار اپنے وزن کی چاندی خیرات کی ۱۷۷ میں یا ۱۸۲ ایک سو بیاسی میں وفات، ولادت ایک سو دس میں۔

۴:۔ خارجہ ابن زید: آپ زید ابن ثابت کے بیٹے ہیں۔ انصاری مدنی ہیں تابعی ہیں مدینہ منورہ کے ساتھ بڑے فقہا میں سے ہیں ۱۹۹ ایک سو ننانوے میں وفات پائی۔

۵:۔ خارجہ ابن صلت: آپ تمیمی براجمی ہیں تابعی ہیں حضرت عبداللہ ابن مسعود وغیرہم صحابہ سے ملاقات ہے۔

۶:۔ خشف ابن مالک: آپ قبیلہ بنی طے سے ہیں حضرت عمر و ابن مسعود وغیرہ صحابہ سے ملاقات ہے۔

۷:۔ ابو خزامہ: آپ یعمر کے فرزند ہیں بنی حارث ابن سعد قبیلہ سے ہیں تابعی ہیں۔

marfat.com

۸:۔ ابو خلدہ: آپ کا نام خالد ابن زیادہ ہے۔ ثقہ تا.عی ہیں تمیمی سعدی بصری ہیں۔

خ۔ صحابیات

ا:۔ خدیجہ بنت خویلد: آپ خویلد ابن اسد کی بیٹی ہیں قرشیہ ہیں پہلے ابوہالہ ابن زراہ کے نکاح میں تھیں پھر عتیق ابن عائذ کے نکاح میں آئیں۔ پھر آپ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا۔ اس وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی اور حضور انور کی عمر پچیس سال آپ مسلمانوں کی پہلی ماں ہیں یعنی حضور کی پہلی زوجہ آپ کی زندگی میں حضور نے کسی اور بیوی سے نکاح نہیں کیا سب سے پہلے حضور پر آپ ایمان لائیں۔ حضور کی ساری اولاد آپ سے ہی ہے سواء حضرت ابراہیم کے کہ وہ ماریہ قبطیہ سے ہیں ہجرت سے تین سال پہلے آپ کی وفات ہوئی بعد نبوت دس سال حضور کی خدمت میں رہیں ۶۵ پینسٹھ سال عمر پائی۔ پچیس سال حضور کے ساتھ رہیں مقام حجون میں قبر شریف ہے۔ مترجم نے زیارت کی ہے اب اس جگہ کو جنت معلیٰ کہتے ہیں۔

۲:۔ خولہ بنت حکیم: آپ حضرت عثمان ابن مطعون کی زوجہ ہیں نہایت نیک صالحہ بی بی ہیں۔

۳:۔ خولہ بنت ثامر: آپ انصاریہ ہیں خولہ بنت ثامر ہیں یا خولہ بنت قیس ابن مالک ابن نجار ثامر قیس کالقب ہے مگر درست یہ ہے کہ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ ہیں۔

۴:۔ خولہ بنت قیس: آپ جہنیہ ہیں آپ سے نعمان ابن خربوذ نے روایات لیں۔

۵:۔ خنساء بنت خذام: آپ خذام ابن خالد کی بیٹی ہیں انصاریہ ہیں اسدیہ ہیں آپ سے حضرت عائشہ وابوہریرہ جیسے صحابہ نے احادیث لیں۔

۶:۔ ام خالد: آپ خالد ابن سعید ابن عاص کی والدہ ہیں اموی ہیں آپ حبشہ میں پیدا ہوئیں بچپن میں مدینہ منورہ میں لائی گئیں پھر آپ سے حضرت زبیر ابن عوام نے نکاح کیا بہت صحابہ نے آپ سے روایات لیں۔

د۔ صحابہ کرام

ا:۔ دحیہ کلبی: آپ دحیہ ابن خلیفہ ہیں قبیلہ بنی کلب سے ہیں۔ مشہور صحابی ہیں احد اور اس کے بعد والے غزوات میں شریک ہوئے۔ حضور انور نے آپ کو ۶ ھ میں قیصر روم کے پاس تبلیغ کے لئے بھیجا۔ قیصر روم ہرقل دل سے حضور پر ایمان لایا اس کے درباری ایمان نہ لائے حضرت جبریل علیہ السلام انہیں کی شکل میں ایا کرتے تھے امیر معاویہ کے زمانہ میں آپ ملک شام میں رہے۔ بہت لوگوں نے آپ سے احادیث لیں۔

۲:۔ ابو الدرداء: آپ کا نام عویمر ابن عامر ہے انصاری خزرجی ہیں اپنی کنیت میں مشہور ہیں۔ درداء آپ کی بیٹی کا نام ہے اپنے گھر

marfat.com

والوں کے ایمان لائے۔ آپ بڑے فقیہ عالم ہیں شام میں قیام رہا دمشق میں آپ کی قبر انور ہے۔ ۳۲ بتیس میں وفات پائی۔ مترجم نے قبر شریف کی زیارت کی ہے۔

د۔ تابعین عظام

۱:۔ داؤد ابن صالح: آپ داؤد ابن صالح ابن دینار ہیں تمار ہیں انصاری مدنی ہیں۔

۲:۔ داؤد ابن حصین: آپ عمرو ابن عثمان ابن عفان کے آزاد کردہ ہیں ۱۳۵ ایک سو پینتیس وفات پائی ۷۲ بہتر سال عمر ہوئی آپ سے عکرمہ نے روایات لیں۔

۳:۔ ابن دیلمی: آپ کا نام ضحاک ابن فیروز ہے دیلم ایک مشہور پہاڑ کا نام ہے اس طرف کے رہنے والے ہیں اس لئے آپ کو دیلمی کہا جاتا ہے۔

۴:۔ ابوداؤد کوفی: آپ کا نام نفیع ابن حارث ہے نابینا ہیں کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

د۔ صحابیات

۱:۔ ام الدرداء: آپ کا نام خیرہ بنت ابی حدود ہے اسلمیہ ہیں حضرت ابو الدرداء کی زوجہ ہیں بڑی عالمہ زاہدہ فاضلہ صحابیہ ہیں عبادات میں مشہور ابو درداء سے دو سال پہلے وفات پائی خلافت عثمانیہ میں شام کے علاقہ میں فوت ہوئیں۔

ذ۔ صحابہ کرام

۱:۔ ابوذر غفاری: آپ کا نام جندب ابن جنادہ ہے عظیم الشان صحابی ہیں حضور کی ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ آکر ایمان لائے آپ پانچویں مومن ہیں۔ پھر اپنی قوم میں واپس گئے۔ پھر غزوہ خندق کے بعد حضور انور کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ پھر خلافت عثمانیہ میں مقام ربذہ میں رہے وہاں ہی وفات پائی ۳۲ میں آپ کی وفات ہے آپ اسلام سے پہلے بھی موحد تھے ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

۲:۔ ذومخبر: آپ شاہ حبشہ کے بھتیجے ہیں حضور انور کے خاص خادم۔

۳:۔ ذوالیدین: آپ کا نام خرباق ابن ساریہ لقب ذوالیدین صحابی ہیں حجازی ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بر نماز میں سہو ہوگیا۔ تو آپ ہی نے اس کی اطلاع غرض کی تھی۔

marfat.com

ر۔ صحابہ کرام

۱:۔ **رافع ابن خدیج:** آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے حارثی ہیں انصاری ہیں غزوہ احد میں آپ کو تیر لگا حضور صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا کہ میں قیامت میں تمہارا گواہ ہوں پھر عبدالملک ابن مروان کے زمانہ میں یہ ہی زخم ہرا ہو گیا اس زخم سے آپ کی وفات ہوئی آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ۷۳ تہتر میں ہوئی ۸۶ چھیاسی سال عمر پائی ایک خلقت نے آپ سے روایات لیں۔

۲:۔ **رافع ابن عمرو:** آپ غفاری ہیں اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے حصرت عبداللہ ابن ارفع نے آپ سے احادیث نقل کیں۔

۳:۔ **رافع ابن مکیث:** جہنی ہیں حدیبیہ میں حاضر ہوئے بہت لوگوں نے آپ سے روایات لیں۔

۴:۔ **رفاعہ ابن رافع:** آپ کی کنیت ابو معاذ ہے۔ زرقی انصاری ہیں بدر وغیرہ تمام غزوات میں حاضر ہوئے۔ جنگ جمل و صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ رہے امیر معاویہ کی سلطنت میں وفات پائی۔

۵:۔ **رفاعہ ابن سموال:** آپ قرظی ہیں اپ نے ہی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں آپ کی مطلقہ بیوی نے عبدالرحمٰن ابن زبیر سے نکاح کیا تھا۔

۶:۔ **رفاعہ ابن عبدالمنذر:** آپ انصاری ہیں آپ کی کنیت ابو لبابہ ہے آپ کا ذکر لام کی تختی میں ہو گا۔

۷:۔ **رویفع ابن ثابت:** آپ سکن کے پوتے ہیں انصاری ہیں آپ کا شمار اہل مصر میں ہے امیر معاویہ نے آپ کو ۴۶ چھیالیس میں طرابلس المغرب کا حاکم بنایا تھا آپ کی وفات یا تو مقام بوقہ میں ہوئی یا شام میں خیال رہے کہ افریقہ امیر معاویہ نے ۴۷ میں فتح کیا دیکھو اشعتہ اللمعات جلد ثالث صفحہ ۴۴۷ کتاب الجہاد قسمتہ الغنائم (مترجم)

۸:۔ **رکانہ ابن عبدیزید:** آپ رکانہ ابن عبدیزید ابن ہاشم ابن عبدالمطلب ہیں۔ آپ قرشی ہیں حضرت عثمان کے زمانہ تک رہے۔ بعض نے فرمایا کہ ۴۲ بیالیس میں وفات پائی آپ اہل حجاز سے ہیں۔

۹:۔ **رباح ابن ربیع:** آپ اسیدی ہیں آپ کی احادیث اہل بصرہ میں مشہور ہیں۔

۱۰:۔ **ربیعہ ابن کعب:** آپ کی کنیت ابو افراس ہے اسلمی ہیں اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے اہل صفہ سے تھے حضور کے خاص خادم ہیں سفر و حضر میں حضور کے ساتھ رہے ۶۳ تریسٹھ میں وفات پائی۔ آپ نے ہی حضور سے جنت مانگی اور حضور نے عطا کی (مترجم)۔

۱۱:۔ **ربیعہ ابن حارث:** آپ ربیعہ ابن حارث ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ہیں یعنی حضور انور کے چچازاد صحابی ہیں خلافت فاروقی ۳۲ وفات ہے حضور انور نے آپ ہی کے متعلق فتح مکہ کے دن فرمایا کہ میں ربیعہ ابن حارث کا خون معاف کرتا ہوں کہ آپ ہی کا بیٹا

marfat.com

زمانہ جاہلیت میں قتل کیا گیا تھا جس کا نام آدم تھا۔

۱۲:۔ ابو رافع: آپ کا نام اسلم ہے حضور انور کے آزاد کردہ ہیں کنیت میں مشہور ہیں قبطی تھے اولاً حضرت عباس کے غلام تھے انہوں نے حضور کی خدمت میں دے دیا یعنی مالک کر دیا غزوہ بدر سے پہلے ایمان لائے انہوں نے ہی حضور انور کو حضرت عباس کے ایمان کی خبر دی تو حضور نے خوشی میں آپ کو آزاد کیا۔ عثمان کی شہادت سے کچھ پہلے وفات پائی۔

۱۳:۔ ابو رمثہ: آپ ابن رفاعہ ابن یثربی ہیں تمیمی ہیں القیس ابن زید ابن مناۃ ابن تمیم کی اولاد سے ہیں آپ کے نام میں بہت اختلاف ہے عمارہ نام ہے یا کچھ اور آپ اپنے والد کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ کا شمار اہل کوفہ میں ہوتا ہے۔

۱۴:۔ ابو رزین: آپ لقیط عامر ابن صبرہ ہیں آپ کا ذکر لام میں ہوگا۔

۱۵:۔ ابو ریحانہ: آپ شمعون ابن یزید کے بیٹے ہیں قرظی ہیں یعنی بنی قریظہ کے حلیف ہیں انصاری ہیں۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہیں آپ کی بیٹی کا نام ریحانہ ہے بڑے عالم زاہد تارک الدنیا تھے آخر میں شام میں قیام رہا۔

ر۔ تابعین عظام

۱:۔ ابو رجاء: آپ کا نام عمران ابن تمیم ہے عطاردی ہیں۔ حضور انور کی زندگی پاک میں ایمان لائے مگر زیارت نہ کر سکے عالم باعمل تھے حضرت عمر سے روایات لی ہیں۔ ۱۰۷ ایک سو سات میں وفات ہے بڑے قاری تھے قرات میں مشہور ہیں۔

۲:۔ ربیعہ ابن ابی عبدالرحمٰن: آپ جلیل القدر تابعی ہیں فقہاء مدینہ سے تھے آپ سے امام مالک اور سفیان ثوری وغیرہ ہم نے روایات لیں ۱۳۶ ایک سو چھتیس میں وفات ہے۔

۳:۔ رعل ابن مالک: آپ رعل ابن مالک ابن عوف ہیں اسی قبیلہ رعل سے ہیں۔ جن پر حضور انور نے بہت روز قنوت نازلہ پڑھی آپ کی قوم نے قراء کو شہید کیا تھا۔

ر۔ صحابیات

۱:۔ ربیع بنت معوذ: آپ مشہور صحابیہ ہیں انصاریہ ہیں مدینہ منورہ اور مصر میں آپ کی احادیث بہت مشہور ہیں۔

۲:۔ ربیع بنت نضر: آپ حضرت انس بن مالک کی پھوپھی ہیں اور حارثہ ابن سراقہ کی والدہ انصاریہ ہیں مگر بخاری شریف میں ہے کہ آپ ربیع بنت نضر کی والدہ ہیں۔

marfat.com

۳:۔ رمیصاء: آپ ام سلیم بنت ملحان کی والدہ ہیں اور ام سلیم حضرت انس ابن مالک کی ماں ہیں ان کا ذکر سین کی تختی میں آوے گا۔

ز۔ صحابہ کرام

ا:۔ زید ابن ثابت:۔ آپ انصاری ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب ہین ہجرت کے بعد سے وفات پاک تک کاتب رہے صحابہ کرام میں بڑے فقیہ ہیں۔ علم میراث کے امام ہیں۔ قرآن مجید جمع کرنے والی جماعت کے امیر ہیں کہ آپ نے اپنی جماعت کے ساتھ خلافت صدیقی میں قرآن مجید جمع کیا اور عہد عثمانی میں اسے مصاحف میں نقل فرمایا آپ سے بڑی مخلوق نے احادیث روایت کیں پچاس سال عمر پائی ۴۵ھ پینتالیس میں وفات شریف ہوئی۔

۲:۔ زید ابن ارقم:۔ آپ کی کنیت ابو عمرو ہے انصاری خزرجی ہیں آخر میں کوفہ میں رہے ٦٦ چھیاسٹھ میں وہاں ہی وفات ہوئی آپ کا نسب یوں ہے زید ابن ارقم ابن زید ابن قیس ابن نعمان آپ ہی کے ذریعہ عبداللہ ابن ابی کا نفاق ظاہر ہوا۔ آپ ہی کی تصدیق میں سورہ منافقون نازل ہوئی۔ مختار ابن عبدالملک ابن مروان کے زمانہ ٦٦ میں وفات ہوئی۔ (مترجم)

۳:۔ زید ابن خالد:۔ آپ جہنی ہیں کوفہ میں رہے وہاں ہی وفات پائی۔ پچاسی سال عمر ہوئی ۷۸ اٹھتر میں وفات ہوئی۔

۴:۔ زید ابن حارثہ:۔ آپ کی کنیت ابو اسامہ ہے آپ کی ماں سعدہ بنت علبہ ہیں بنی معن قبیلہ سے آپ کی والدہ آپ کو لیکر اپنی قوم کی طرف چلیں آپ پر معن ابن ابی الجریر والوں نے حملہ کردیا آپ کو غلام بنالیا۔ اس وقت آپ کی عمر آٹھ سال تھی آپ کو عکاظ بازار میں لائے آپ کو حکیم ابن حزام نے اپنی پھوپھی خدیجہ بنت خویلد کے لئے چار سو درہم میں خرید لیا۔ جب حضرت خدیجہ حضور کے نکاح میں آئیں تو انہوں نے آپ کو حضور انور کی خدمت میں پیش کردیا۔ حضور انور نے قبول فرمالیا اس کے بعد آپ کے والد حارثہ اور چچا کعب آپ کا فدیہ لے کر حضور کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یہ ہمارا بیٹا ہے ہم کو عنایت کردیا جائے حضور نے فرمایا کہ زید کو اختیار ہے چاہیں میرے پاس رہیں چاہیں تمہارے پاس آپ نے فرمایا رسول اللہ میرے گھربار ماں باپ قرابت دار آپ پر فدا آپ پر قربان میں تو آپ ہی کے پاس رہوں گا آپ جیسا محسن اور محبت والا میں نے کوئی نہیں دیکھا حضور انور کو بیت اللہ شریف میں لائے اور فرمایا کہ اے حاضرین کعبہ گواہ رہو کہ میں نے زید کو اپنا بیٹا بنالیا۔ چنانچہ آپ کو زید ابن محمد کہا جانے لگا۔ پھر جب حضور انور نے نبوت کا اعلان فرمایا اور آیت کریمہ **ادعوهم لا بائهم** نازل ہوئی تب آپ کو زید ابن حارثہ کہا گیا بعض مورخین نے کہا کہ پہلے آپ ہی حضور پر ایمان لائے حضور انور نے پہلے تو اپنی لونڈی ام ایمن سے آپ کا نکاح کیا جن سے اسامہ ابن زید پیدا ہوئے پھر زینت بنت جحش سے آپ کا نکاح کیا۔ آپ حضور کے محبوب ترین صحابی ہیں قرآن مجید میں صرف آپ کا نام آیا ہے اور کسی صحابی کا نام نہیں آیا فلما قضی زید منها وطرا آپ غزوہ موتہ ۸ آٹھ میں شہید ہوئے اس لشکر کے آپ ہی امیر تھے آپ نے پچپن سال عمر پائی غزوہ موتہ جمادی اول ۸ آٹھ میں ہی ہوا۔

۴:۔ زید ابن خطاب:۔ آپ قرشی عدوی ہیں حضرت عمر فاروق کے بڑے بھائی ہیں مہاجرین اولین سے ہیں حضرت عمر سے پہلے

marfat.com

ایمان لائے بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے خلافت صد-یقی میں غزوہ یمامہ میں شہید ہوئے۔

۵:۔ زید ابن سہیل:۔ آپ کی کنیت ابو طلحہ ہے اسی میں مشہور ہوئے آپ کا ذکر طاء کی تختی میں ہوگا۔

۶:۔ زبیر ابن عوام:۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے قرشی ہیں آپ کی والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب ہیں یعنی حضور انور کی پھوپھی آپ اور آپ کی والدہ بڑے پرانے مومنین میں سے ہیں آپ سولہ برس کی عمر میں ایمان لائے آپ کے چچا نے آپ کو دھوئیں کی سزادی تاکہ اسلام چھوڑدیں۔ مگر نہ چھوڑا تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے سب سے پہلے آپ نے اللہ کی راہ میں تلوار سونتی احد میں حضور انور کے ساتھ ثابت قدم رہے آپ عشرہ مبشرہ سے ہیں آپ کو عمرو ابن جرموز نے بصرہ کے قریب مقام سفوان میں قتل کیا ۳۶ھ میں چونسٹھ سال عمر پائی۔ پھر بصرہ لاکر آپ کو دفن کیا گیا۔ مقام وادی السباع میں آپ کی قبر زیارت گاہ عام ہے۔ مترجم نے زیارت کی ہے۔

۷:۔ زیاد ابن لبید:۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے انصاری ہیں زرقی ہیں تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے حضور نے حضر موت پر حاکم مقرر کیا۔ امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات ہوئی۔

۸:۔ زید ابن حارث:۔ آپ صدائی ہیں آپ نے جب حضور سے بیعت کی تو آپ کے سامنے اذان دی آپ کا شمار بصرہ والوں میں ہے۔

۹:۔ زراع ابن عامر:۔ آپ عامر ابن عبدالقیس کے بیٹے ہیں۔ وفد عبدالقیس میں حضور کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر ایمان لائے آخر میں بصرہ میں رہے۔

۱۰:۔ زاہر ابن اسود:۔ آپ اسلمی ہیں بیعت رضوان میں شریک ہوئے آخر میں کوفہ میں رہے۔

۱۱:۔ زرارہ ابن ابی اوفی:۔ آپ صحابی ہیں حضرت عثمان کے زمانہ میں آپ کی وفات ہے۔

۱۲:۔ ابو زید:۔ آپ کے نام میں اختلاف ہے سعید ابن عمیر ہے یا قیس ابن سکن آپ نے حضور انور کے زمانہ میں قرآن مجید حفظ کیا تھا۔

۱۳:۔ ابو زہیر نمیری:۔ آپ قبیلہ نمیر سے ہیں آخر میں شام میں رہے۔

۱۴:۔ زبیدی:۔ آپ قبیلہ زبیدہ سے ہیں آپ کا نام مبہ ابن سعد ہے لوگ کہتے ہیں کہ آپ صحابی ہیں واللہ اعلم۔

ز۔ تابعین عظام

۱:۔ زبیر ابن عدی:۔ آپ ہمدانی کوفی ہیں علاقہ رے کے حاکم تھے تابعی ہیں ۱۳۱ ایک سو اکتیس میں وفات ہوئی حضرت اس سے

marfat.com

ملاقات ہے۔

۲:۔ زبیر عربی:۔ آپ نمیری ہیں بصری ہیں حضرت ابن عمر سے ملاقات ہے۔

۳:۔ زیاد ابن کسیب:۔ آپ عدوی ہیں اہل بصرہ میں اپ کا شمار ہے۔

۴:۔ زہر ابن معبد:۔ آپ کی کنیت ابو عقیل ہے قرشی مصری ہیں اپنے دادا عبداللہ ابن ہشام سے احادیث لیتے ہیں آپ کی احادیث مصر میں مشہور ہیں۔

۵:۔ زہیر ابن معاویہ:۔ آپ کی کنیت ابو خیثمہ ہے۔ جعفی کوفی ہیں حافظ ثقہ تھے۔ ۱۷۴ ایک سو چوہتر میں آپ کی وفات ہے۔

۶:۔ زمیل ابن عباس:۔ آپ تابعی ہیں آپ نے مولی حضرت عروہ سے روایات لی ہیں۔

۷:۔ زہری:۔ آپ کا نام محمد ابن عبداللہ ابن شہاب ہے کنیت ابوبکر زہرہ ابن کلاب کے قبیلہ سے ہیں۔ مدینہ منورہ کے علماء فقہا محدثین میں سے ہیں بہت صحابہ سے ملاقات ہے۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیز فرماتے تھے کہ میں نے کوئی عالم بالسنہ ان سے بہتر نہ دیکھا کسی نے حضرت مکحول سے پوچھا کہ آپ نے بڑا عالم کے پایا وہ بولے امام زہری ابن شہاب کو پوچھا پھر کون فرمایا ابن شہاب پوچھا پھر کون فرمایا ابن شہاب ماہ رمضان ۱۲۴ ایک سو چوبیس میں آپ کی وفات ہے۔

۸:۔ زر ابن حبیش:۔ آپ کی کنیت ابو حریم ہے اسدی کوفی ہیں ایک سو بیس سال عمر ہوئی ساٹھ سال جاہلیت میں گزارے اور ساٹھ سال اسلام میں عراق کے بڑے قاریوں میں سے ہیں۔ حضرت عمر اور ابن مسعود سے ملاقات ہے آپ سے ایک مخلوق نے فیض لیا۔

۹:۔ زرارہ ابن ابی اوفی:۔ آپ کی کنیت ابو حاجب ہے۔ جرشی ہیں بصرہ کے قاضی رہے۔ حضرت ابن عباس وغیرہم سے ملاقات ہے ایک بار آپ نے یہ آیت پڑھی فاذا نقر فی الناقور اس پر بیہوش ہو کر گرے اور فوت ہو گئے آپ کی وفات ۹۳ ترانوے میں ہے۔

۱۰:۔ زیادہ ابن حدیر:۔ آپ کی کنیت ابو مغیرہ ہے اسدی کوفی ہیں حضرت عمر و علی سے ملاقات ہے۔

۱۱:۔ زید ابن اسلم:۔ آپ کی کنیت ابو اسامہ ہے۔ حضرت عمر فاروق کے آزاد کردہ ہیں مدنی ہیں۔ جلیل القدر تابعی ہیں ۱۳۶ ایک سو چھتیس میں وفات ہوئی۔

۱۲:۔ زید ابن طلحہ:۔ آپ سے حضرت سلمہ ابن صفوان زرق نے روایات لیں۔

۱۳:۔ زید ابن یحییٰ:۔ آپ دمشقی ہیں ثقہ ہیں۔

marfat.com

۱۴:۔ ابو زبیر:۔ آپ کا نام محمد ابن اسلم ہے مکی ہیں حکیم ابن حزام کے آزاد کردہ ہیں ۱۲۵ میں وفات ہے۔

۱۵:۔ ابو زراعہ:۔ آپ کا نام عبید اللہ ابن عبد الکریم رازی ہے آپ امام حافظ ثقہ ہیں۔ حدیث کے ماہر مشائخ کے عارف جرح تعدیل والے ہیں ۲۰۰ دو سو میں ولادت ہے اور دو سو چونسٹھ میں وفات ہے واللہ اعلم مترجم کہتا ہے کہ صحابہ کا زمانہ ۲۰۰ تک نہیں ہے پھر یہ تابعی کیسے ہوئے۔

ز۔ صحابیات

۱:۔ زینب بنت جحش:۔ آپ کا نام برہ تھا۔ حضور انور نے بدل کر زینب رکھا آپ حضور کی پھوپھی امیہ بنت عبد المطلب کی بیٹی ہیں۔ پہلے زید ابن حارثہ کے نکاح میں تھیں۔ انہوں نے طلاق دے دی۔ تب حضور انور کے نکاح میں آئیں یہ نکاح ۵ پانچ میں ہوا انہی کے متعلق رب تعالیٰ نے فرمایا فلما قضی زید منھا وطرا زوجنکھا۔ تمام لڑکیوں کے نکاح ان کے ماں باپ کرتے ہیں ان کا نکاح حضور انور سے رب نے کیا (مترجم) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے ان سے بڑھ کر متقی پرہیزگار سچی زبان والی کوئی بی بی نہ دیکھی آپ بڑی سخیہ صلہ رحمی کرنے والی اپنے ہاتھ سے روزی حاصل کر کے صدقہ و خیرات کرنے والی تھیں ازواج مطہرات میں سب سے پہلے حضور کی خدمت میں آپ پہنچیں یعنی پہلے آپ کی وفات ہوئی۔ ترپن سال عمر پائی ۲۰ بیس یا اکیس میں وفات ہوئی۔ مدینہ منورہ میں دفن ہیں۔ مترجم نے قبر انور کی زیادت کی ہے۔

۲:۔ زینب بنت عبد اللہ:۔ آپ عبد اللہ ابن معاویہ کی بیٹی ہیں اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود کی زوجہ ثقفیہ ہیں آپ سے حضرت ابن مسعود' ابو سعید خدری اور عائشہ صدیقہ نے روایات لیں۔

۳:۔ زینب بنت ابی سلمہ:۔ ان کا نام برہ تھا۔ حضور انور نے زینب رکھا آپ حضور کی سوتیلی بیٹی ہیں۔ یعنی ام المومنین ام سلمی کی دختر آپ ملک حبشہ میں پیدا ہوئیں عبد اللہ ابن زمعہ کے نکاح میں آئیں اپنے زمانہ کی بڑی فقیہ عالمہ بی بی تھیں واقعہ حرہ کے بعد وفات ہوئی۔

ز۔ تابعیات

۱:۔ زینب بنت کعب:۔ آپ کعب ابن عجرہ کی بیٹی ہیں۔ انصاریہ ہیں قبیلہ بنی سالم سے ہیں۔

س۔ صحابہ کرام

۱:۔ سعد ابن ابی وقاص:۔ آپ کی کنیت ابو اسحاق ہے آپ کے والد یعنی ابو وقاص کا نام مالک ابن وہیب ہے۔ آپ قرشی ہیں۔

marfat.com

عشرہ مبشرہ میں سے ہیں پرانے مومن ہیں۔ سترہ سال کی عمر میں ایمان لائے آپ تیسرے مومن ہیں اور آپ نے سب سے پہلے کفار پر تیر چلایا تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے آپ بڑے مقبول ادعا تھے آپ کا لقب مجاب الدعوات تھا لوگ اپ کی بددعا سے بہت ہی ڈرتے تھے۔ کیونکہ حضور انور نے آپ کے لئے دعا کی تھی۔ **اللھم سدد سھمہ واجب دعوتہ** خدایا سعد کا نشانہ اور دعا کبھی خالی نہ جائے حضور انور نے آپ سے اور حضرت زبیر سے فرمایا کہ تم پر میرے ماں باپ فدا ان کے سوا کسی سے نہ فرمایا آپ کی وفات اپنے منزل عتیق میں ہوئی جو مدینہ منورہ سے قریب ہے لوگ میت شریف مدینہ منورہ لائے مروان ابن حکم نے آپ کا جنازہ پڑھایا کہ اس وقت وہ ہی حاکم مدینہ تھا۔ بقیع شریف میں دفع ہوئے ۵۵ پچپن میں وفات ہے ستر سال سے زیادہ عمر شریف ہوئی عشرہ مبشرہ میں آخری وفات آپ کی ہے آپ کو حضرت عمرو عثمان نے کوفہ کا حاکم بنایا تھا آپ سے ایک خلقت نے احادیث روایت کیں۔

۲:۔ **سعد ابن معاذ:۔** آپ انصاری اشہلی اوسی ہیں مدینہ منورہ میں ایمان لائے دونوں بیعت عقبہ کے درمیان آپ کے اسلام پر بہت سے اشہلی لوگ مسلمان ہو گئے انصار میں سب سے پہلے آپ کا گھرانہ ایمان لایا حضور انور نے آپ کو سید الانصار کا لقب دیا اپنی قوم کے سردار تھے جلیل القدر صحابی ہیں اپ غزوہ بدر و احد میں شریک ہوئے احد میں حضور کے ساتھ ثابت قدم رہے غزوہ خندق میں آپ کے شانہ پر ایک تیر لگا اس کا خون نہ ٹھہرا اور ایک ماہ بعد وفات ہو گئی یعنی ذی قعدہ ۵ میں وفات ہوئی ۳۷ سال عمر شریف ہوئی۔ بقیع میں دفن ہوئے۔

۳:۔ **سعد ابن خولہ:۔** غزوہ بدر میں شریک ہوئے حجتہ الوداع مکہ معظمہ میں وفات ہوئی۔

۴:۔ **سعد ابن عبادہ:۔** آپ کی کنیت ابو ثابت ہے انصاری ساعدی خزرجی ہیں بارہ نقیبوں میں آپ بھی تھے انصار کے سردار تھے۔ انصار کو اس کا اقرار تھا۔ آپ کی وفات خلافت فاروقی ۱۵ پندرہ میں ہوئی شام کے علاقہ میں مقام حوران میں اپنے غسل خانہ میں مردہ پائے گئے لوگوں کو آپ کی موت کا علم نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ کسی غیبی آواز نے ان کو آپ کی موت کی خبر دی کہا جاتا ہے کہ آپ کو جنات نے قتل کیا انہوں نے ہی اس شعر سے آپ کے قتل کی خبر دی۔

نحن قتلنا سید الخزرج سعد ابن عبادۃ۔ ورمیناہ بسھمین فلم نخطٔ فوادہ۔

۵:۔ **سعید ابن الربیع:۔** آپ انصاری خزرجی ہیں غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ حضور انور نے آپ کے ساتھ عبدالرحمن ابن عوف کا بھائی چارہ کرایا۔ آپ اور خارجہ ابن زید ایک قبر میں دفن کئے گئے۔

۶:۔ **سعید ابن زید:۔** آپ کی کنیت ابو الاعور ہے قرشی ہیں عشرہ مبشرہ میں سے ہیں بڑے پرانے مومن ہیں بدر کے سوا سارے غزوات میں شریک ہوئے بدر میں آپ حضرت طلحہ ابن عبد اللہ کے ساتھ ابو سفیان کے قافلہ کی تلاش پر مامور تھے اس لئے حضور انور نے آپ کو بدر کی غنیمت سے حصہ دیا۔ حضرت عمر کی بہن فاطمہ بنت خطاب آپ کی بیوی تھیں جن کے ذریعہ حضرت عمر کو ایمان ملا آپ مقام عتیق میں فوت ہوئے مدینہ منورہ لا کر۔ بقیع میں دفن کئے گئے۔ ستر سال سے زیادہ عمر پائی۔ ۵۱ اکیاون میں وفات

marfat.com

ہوئی۔

۷:۔ سعید ابن حریث:۔ آپ قرشی مخزومی ہیں پندرہ سال کی عمر میں فتح مکہ میں شریک ہوئے۔ پھر کوفہ میں وفات پائی۔ وہاں ہی دفن ہوئے۔ آپ کی اولاد کوئی نہیں آپ سے عمرو ابن حریث نے احادیث لیں۔

۸:۔ سعید ابن عاص:۔ آپ قرشی ہیں ہجرۃ کے سال پیدا ہوئے قرشی سردار تھے مصحف عثمان کے لکھنے والوں میں سے ایک آپ بھی ہیں۔ حضرت عثمان نے آپ کو کوفہ کا حاکم بنایا آپ نے طبرستان فتح کیا ۵۹ انسٹھ میں وفات ہوئی۔

۹:۔ سعید ابن سعد:۔ آپ سعد ابن عبادہ کے بیٹے ہیں انصاری ہیں بعض محدثین نے آپ کو صحابی مانا ہے آپ حضرت علی کی طرف سے یمن کے حاکم تھے۔

۱۰:۔ سبرہ ابن معبد:۔ آپ جہنی ہیں مدینہ منورہ میں رہے مصریوں میں آپ کا شمار ہے۔

۱۱:۔ سہل ابن سعد:۔ آپ ساعدی انصاری ہیں آپ کی کنیت ابو العباس ہے آپ کا نام پہلے حزن تھا۔ حضور انور نے سہل رکھا۔ حضور انور کی وفات کے وقت آپ پندرہ سال کے تھے آپ کی وفات ۹۱ میں مدینہ منورہ میں ہوئی مدینہ منورہ میں آخری صحابی آپ ہی فوت ہوئے کہ آپ کی وفات سے مدینہ صحابہ سے خالی ہو گیا۔

۱۲:۔ سہل ابن حنیف:۔ آپ انصاری اوسی ہیں بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے حضور کے بعد حضرت علی کے ساتھ رہے مدینہ پاک پھر فارس کے حاکم رہے ۳۸ھ میں کوفے میں وفات ہوئی۔

۱۳:۔ سہل ابن بیضاء:۔ آپ اور آپ کے بھائی سہیل دونوں کی ماں کا لقب بیضاء ہے نام وعد۔ والد کا نام وہب ابن ربیعہ ہے آپ مکہ معظمہ میں ایمان لا چکے تھے مگر اپنا ایمان چھپائے رہے حتیٰ کہ بدر میں کفار کے ساتھ آئے اور قید ہو گئے مگر حضرت عبداللہ ابن مسعود نے گواہی دی کہ میں نے انہیں مکہ میں نماز پڑھتے دیکھا تب چھوڑ دیئے گئے مدینہ منورہ میں آپ کی وفات ہوئی حضور انور نے آپ کا اور آپ کے بھائی سہیل کا جنازہ مسجد نبوی میں پڑھایا۔

۱۴:۔ سہل ابن ابی حیسمہ:۔ آپ کی کنیت ابو محمد یا ابو عمارہ ہے۔ انصاری اوسی ہیں ۳ ہجری میں پیدا ہوئے کوفہ میں قیام رہا۔ آپ کا شمار اہل مدینہ سے ہے مصعب ابن زبیر کے زمانہ میں آپ کی وفات ہے۔

۱۵:۔ سہل ابن حنظلیہ:۔ خیال رہے کہ حنظلیہ یا تو آپ کی دادی ہیں یا ماں آپ کے والد کا نام ربیع ابن عمرو ہے حضرت سہیل بیعۃ الرضوان میں شریک تھا آپ دنیا سے کنارہ کش عبادات ریاضات میں مشغول تھے اولاد کوئی نہیں ہوئی۔ امیر معاویہ کے زمانہ میں آپ کی وفات ہوئی۔

۱۶:۔ سہیل ابن عمرو:۔ قرشی عامری ہیں جندل کے والد ہیں۔ قریش کے سردار ہیں۔ غزوہ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں قید

marfat.com

ہوئے۔ حضرت عمر نے عرض کیا کہ اس کے دانت نکال دیئے جاویں تاکہ یہ کبھی آپ کے خلاف تقریریں نہ کر سکے یہ بہت اعلیٰ مقرر تھے حضور انور نے فرمایا کہ جلدی نہ کرو عنقریب یہ درست ہو جاوے گا۔ یہ صلح حدیبیہ میں حضور کی بارگاہ میں کفار کے نمائندے بن کر آئے تھے۔ حضور انور کی وفات کے بعد جب لوگ مرتد ہونے لگے تو آپ نے ارتداد سے روکا۔ ۱۸ اٹھارہ میں عمواس کی طاعون میں وفات ہوئی۔ بعض نے فرمایا کہ جنگ یرموک میں شہید ہوئے آپ کے فضائل بہت ہیں۔

۱۷:۔ سہیل ابن بیضاء:۔ آپ قرشی ہیں پرانے مسلمان ہیں دو ہجرتوں والے ہیں پہلے مکہ معظمہ سے حبشہ کو ہجرت کی پھر وہاں سے مدینہ منورہ بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ حضور کی حیات شریف میں وفات پائی ۹ نو ہجری میں جبکہ حضور انور غزوہ تبوک سے واپس ہوئے اولاد کوئی نہیں۔

۱۸:۔ سمرہ ابن جندب:۔ آپ انصار کے حلیف تھے حافظ قرآن تھے۔ حضور انور سے بڑے فیوض پائے ۵۹ انسٹھ میں بصرہ میں وفات پائی۔

۱۹:۔ سلیمان ابن صرد:۔ آپ کی کنیت ابو المطرف ہے خزاعی ہیں۔ عالم عابد ہیں کوفہ میں رہے۔ ترانوے سال عمر ہوئی۔

۲۰:۔ سلیمان ابن بریدہ:۔ آپ اسلمی ہیں بہت صحابہ سے روایات لیتے ہیں ۱۵ پندرہ میں وفات ہوئی۔

۲۱:۔ سلمہ ابن اکوع:۔ آپ کی کنیت ابو مسلم ہے اسلمی ہیں مدنی ہیں بیعتہ الرضوان میں شامل ہوئے بڑے بہادر تھے۔ پیدل کی لڑائی میں مشہور تھے اسی برس عمر پائی مدینہ منورہ میں ۷۴ چوہتر میں وفات ہوئی۔

۲۲:۔ سلمہ ابن ہشام:۔ آپ قرشی مخزومی ہیں حبشہ کے مہاجرین میں سے ہیں۔ بہترین صحابی ہیں ابو جہل کے بھائی ہیں پرانے مومن ہیں اللہ کی راہ میں آپ نے بہت ایذائیں جھیلیں مکہ معظمہ میں قید کر لئے گئے تھے۔ حضور انور نے قنوت نازلہ میں جن مومنین معذبین کے لئے چالیس دن دعائیں کیں ان میں آپ بھی ہیں غزوہ بدر میں اسی قید و بند کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے خلافت فاروقی میں ۱۴ چودہ ھ میں جنگ مرج الصغیر میں شہید کئے گئے۔

۲۳:۔ سلمہ ابن صخر:۔ آپ انصاری بیاضی ہیں۔ آپ کا نام سلیمان ہے انہوں نے ہی اپنی بیوی سے اظہار کیا تھا۔ پھر صحبت کر لی تھی اللہ کے خوف سے بہت گریہ و زاری کرتے تھے آپ کی احادیث صحیح نہیں ہوتیں۔

۲۴:۔ سلمہ ابن محبق:۔ آپ کی کنیت ابو سنان ہے اور محبق کا نام صخر ابن عتبہ ہذلی ہے اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے۔

۲۵:۔ سلمہ ابن قیس:۔ آپ اشجعی ہیں آپ کا شمار اہل کوفہ میں ہے۔

۲۶:۔ سلیمان فارسی:۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے آپ حضور انور کے آزاد کردہ ہیں آپ فارسی الاصل رام ہرمز کی اولاد سے ہیں۔ فارس کے شہر اصفہان کے علاقہ کے رہنے والے تھے تلاش دین میں دیس چھوڑ پردیسی بنے پہلے عیسائی بنے ان کی کتابیں

marfat.com

پڑھیں۔ بہت مصیبتیں جھیلیں۔ حتی کہ انہیں بعض عربوں نے غلام بنالیا اور یہود کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ ان کے آقا نے انہیں مکاتب کر دیا۔ حضور انور نے ان کا مال کتابت ادا کر کے آزاد کر دیا۔ آپ دس سے زیادہ آقاؤں کے پاس پہنچے حتی کہ حضور انور تک پہنچ گئے۔ حضور انور نے فرمایا کہ سلمان ہمارے اہل بیت سے ہیں جنت ان کی مشتاق ہے بڑی عمر پائی ڈھائی سو بلکہ ساڑھے تین سو سال عمر ہوئی۔ ہمیشہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا صدقہ کیا مدائن میں وفات ہوئی وہاں ہی مزار ہے ۵۳ھ میں وفات ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ مدائن کا نام اب سلمان پاک ہے یہ جگہ بغداد شریف سے ۳۰ تیس میل ہے ان کے ساتھ حذیفہ ابن یمان اور جابر کے مزارات ہیں میں فقیر نے زیارت کی ہے مدینہ منورہ کے عوالی میں سلمان کا باغ ہے اس میں دو کھجور کے درخت حضور کے لگائے ہوئے ہیں۔ فقیر نے زیارت کی ہے۔

۲۷:۔ **سلمان ابن عامر:۔** آپ ضبی ہیں اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے بہت کم عمر صحابی ہیں یعنی لڑکپن میں حضور کی زیارت کی ہے۔

۲۸:۔ **سفینہ:۔** آپ کا نام رباح یا رومان ہے لقب سفینہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے ایک صحابی نے تھک کر اپنی تلوار، ڈھال نیزہ وغیرہ انہیں دے دیا اور بہت سامان انہوں نے لادا ہوا تھا۔ حضور انور نے فرمایا کہ تم تو ہمارے سفینہ یعنی کشتی ہو تب سے آپ کا لقب سفینہ ہوا یہ حضور انور کے آزاد کردہ غلام ہیں بعض نے فرمایا کہ آپ حضرت ام سلمہ کے غلام تھے انہوں نے آپ کو آزاد کیا اس شرط پر کہ زندگی بھر حضور انور کی خدمت کریں۔ مترجم کہتا ہے کہ حق یہ ہی ہے کہ حضور انور کے غلام ہیں کیونکہ آپ نے جنگل میں شیر سے کہا تھا کہ اے ابو حارث میں رسول اللہ کا غلام ہوں جس پر شیر دم ہلاتا ہوا آپ کے ساتھ ہو لیا تھا آپ بدوی ہیں یا فارسی الاصل۔

۲۹:۔ **سالم ابن معقل:۔** آپ حضرت ابو حذیفہ ابن عتبہ ابن ربیعہ کے آزاد کردہ ہیں ملک فارس کے شہر اصطخر کے رہنے والے ہیں۔ بہترین صحابی ہیں قاریوں میں آپ کا شمار ہے حضور انور نے فرمایا تھا کہ چار شخصوں سے قرآن لو ابن مسعود۔ ابی ابن کعب سالم ابن معقل اور معاذ ابن جبل آپ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔

۳۰:۔ **سالم ابن عبید:۔** آپ اشجعی ہیں اہل صفہ سے ہیں آپ کا شمار اہل کوفہ میں ہے۔

۳۱:۔ **سراقہ ابن مالک:۔** آپ مالک ابن جعشم کے بیٹے ہیں۔ مدلجی کنانی ہیں اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے بڑے شاعر تھے ۲۴ چوبیس ھ میں وفات ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ ہجرت میں آپ ہی کا وہ واقعہ ہوا تھا۔ حضور انور کو پکڑنے نکلے تھے مگر آپ پر ایمان لے آئے آپ کو حضور نے فرمایا تھا کہ میں تمہارے ہاتھ میں شاہ فارس کے کنگن دیکھتا ہوں۔

۳۲:۔ **سفیان ابن اسید:۔** آپ حضرمی شامی ہیں حضرت جبیر وغیرہم نے آپ سے روایات لیں۔

۳۳:۔ **سفیان ابن ابی زہیر:۔** آپ ازدی ہیں بنی شنوہ سے ہیں حجازی محدث ہیں۔

marfat.com

۳۴:- سفیان ابن عبداللہ :- آپ عبداللہ ابن ربیعہ کے بیٹے ہیں کنیت ابو عمرو ہے ثقفی ہیں۔ طائف والوں میں سے ہیں۔ حضرت عمر فاروق کی طرف سے طائف کے حاکم رہے۔

۳۵:- سنجرہ:- آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے ازدی ہیں۔

۳۶:- سائب ابن یزید:- آپ کی کنیت ابو یزید ہے کندی میں ۲ دو ہجری' میں پیدا ہوئے۔ حجتہ الوداع میں اپنے والد کے ساتھ شریک ہوئے اس وقت سات سال کے تھے۔ ۸۰ھ اسی میں وفات ہے۔

۳۷:- سائب ابن خلاد:- آپ کی کنیت ابو صفوان ہے آپ کا شمار اہل کوفہ میں ہے۔

۳۸:- ابو سیف قین :- آپ جناب ابراہیم ابن رسول اللہ کے دودھ کے والد ہیں آپ کا نام براء ابن اوس ہے انصاری ہیں آپ کی بیوی جو جناب ابراہیم کی دودھ کی والدہ ہیں ان کا نام ام بردہ ہے۔

۳۹:- ابو سعید خدری:- آپ کا نام سعد ابن مالک ہے انصاری خدری ہیں اپنی کنیت میں مشہور ہیں آپ حافظ ہیں بہت احادیث کے راوی ہیں بہت صحابہ تابعین نے آپ سے روایات لیں ۷۴ چوہتر میں وفات ہوئی چوراسی سال عمر پائی جنت البقیع سے باہر آپ کی قبر انور ہے حضرت فاطمہ بنت اسد کی قبر کے برابر۔ مترجم فقیر نے زیارت کی ہے۔

۴۰:- ابو سعید ابن معلی:- آپ کا نام حارث ابن معلی ہے۔ انصاری زرقی ہیں۔ چونسٹھ سال عمر ہوئی ۶۴ چونسٹھ ہی میں وفات پائی۔

۴۱:- ابو سعید ابن ابی فضالہ:- آپ حارثی انصاری ہیں کنیت ہی آپ کا نام ہے اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے۔

۴۲:- ابو سلمہ:- آپ عبداللہ ابن عبدالاسد کے بیٹے ہیں مخزومی قرشی ہیں۔ حضور انور کے پھوپھی زاد بھائی ہیں یعنی جناب برہ بنت عبدالمطلب کے فرزند حضور انور سے پہلے ام سلمہ کے خاوند تھے ان کی وفات کے بعد ام سلمہ حضور کے نکاح میں آئیں تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ ۴ چار ھ میں۔

۴۳:- ابو سفیان:- آپ صخر ابن حرب ابن امیہ کے بیٹے ہیں اموی قرشی ہیں امیر معاویہ کے والد واقعہ فیل سے دس سال پہلے پیدا ہوئے قرشی ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں قریش کے سرداران کے علمبردار تھے۔ فتح مکہ کے دن ایمان لائے مؤلفتہ القلوب سے تھے غزوہ حنین میں حضور انور کے ساتھ تھے۔ حضور نے اس غزوہ میں آپ کو سو اونٹ اور چالیس اوقیہ سونا عطا فرمایا غزوہ طائف میں آپ کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی۔ غزوہ یرموک یعنی عہد فاروقی میں دوسری آنکھ شہید ہو گئی کہ اس میں پتھر لگا آپ سے حضرت عبداللہ ابن عباس نے احادیث لیں ۳۴ھ چونتیس میں مدینہ منورہ میں وفات پائی جنت البقیع میں دفن ہوئے ام المومنین جناب ام حبیبہ آپ کی دختر ہیں یعنی آپ حضور انور کے خسر ہیں (مترجم)۔

marfat.com

۴۴:۔ ابو سفیان ابن حارث:۔ آپ حارث ابن عبد المطلب کے بیٹے ہیں یعنی حضور انور کے چچا زاد نیز حضور کے دودھ شریک بھائی بھی ہیں کہ حلیمہ بنت ابی ذویب سعدیہ نے آپ کو بھی دودھ پلایا ہے بعض نے فرمایا کہ آپ کا نام مغیرہ ہے بعض نے فرمایا کہ مغیرہ آپ کے بھائی کا نام ہے اور آپ کا نام یہ کنیت ہی ہے زمانہ جاہلیت کے شعراء میں سے تھے حضور انور کی ہجو میں اشعار لکھا کرتے تھے۔ حضرت حسان ابن ثابت آپ کے اشعار کا اشعار میں جواب دیتے تھے۔ پھر جب اسلام لائے تو عمر بھر کبھی حضور کے سامنے شرم و حیاء سے نگاہ اونچی نہ کی فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے حضرت علی نے آپ سے کہا تھا کہ ابو سفیان تم آستانہ عالیہ میں جا کر یہ حضور انور کے سامنے پڑھ دینا۔ **تاللہ لقد اثرک اللہ علینا وان کنا لخطئین طئین**۔ یعنی اللہ نے آپ کو بڑی عزت دی ہے ہم خطا کار ہیں آپ نے یہ ہی کیا۔ حضور انور نے نظر رحمت سے دیکھا اور جواب دیا۔ **لا تریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم**۔ یعنی تم پر آج کوئی ملامت نہیں اللہ تمہیں بخشے یہ فرما کر آپ کا اسلام قبول فرمایا دامن رحمت میں جگہ دے دی آپ کی موت کا واقعہ یہ ہوا آپ حج کو گئے۔ سر منڈایا نائی نے آپ کے سر پر جو غدود تھا کاٹ دیا اس پر بیمار ہو گئے اور حج میں ہی فوت ہو گئے عقیل ابن ابی طالب کے گھر میں دفن ہوئے حضرت عمر فاروق نے جنازہ پڑھایا وفات ۲۰ میں ہوئی۔

۴۵:۔ ابو سمح:۔ آپ کا نام ایاد ہے حضور انور کے خاص خادم یا آپ کے آزاد کردہ ہیں خبر نہیں کہ وفات کب اور کہاں ہوئی۔

۴۶:۔ ابو سلمہ:۔ آپ کا نام سائب ابن خلاد ہے آپ کا ذکر گزر چکا ہے۔

marfat.com

ع۔ صحابیات

۱:۔ عائشہ صدیقہ :۔ ام المومنین ہیں ابو بکر صدیق کی دختر آپ کی ماں ام رومان بنت عامر ابن عویمر ہیں حضور انور نے آپ سے نکاح کا پیغام دیا نبوت کے دسویں سال مکہ معظمہ میں اپ سے نکاح کیا یعنی ہجرت سے تین سال، پہلے ۲ دو ہجری شوال میں مدینہ منورہ میں رخصتی ہوئی اس وقت آپ کی عمر شریف صرف نو برس تھی نو سال حضور انور کے ساتھ رہیں حضور انور کی وفات کے وقت آپ کی عمر شریف اٹھارہ سال تھی آپ کے سواء کسی کنواری بیوی سے حضور انور نے نکاح نہیں کیا بے مثال عالمہ فقیہ فصیحہ فاضلہ تھیں حضور انور سے بہت سی احادیث روایت فرمائیں تاریخ عرب پر بڑی خبر تھی اشعار عرب پر بڑی نظر تھی مدینہ منورہ میں ۱۷ استرہ رمضان منگل کی رات وفات ہوئی۔ وصیت فرمائی تھی کہ مجھے رات میں دفن کیا جاوے آپ جنت البقیع میں مدفون ہیں آپ پر حضرت ابو ہریرہ نے نماز پڑھائی مروان ابن حکم کی طرف سے اس وقت مروان مدینہ کے حاکم تھے امیر معاویہ کا زمانہ خلافت تھا مترجم کہتا ہے کہ صرف آپ کے بستر میں حضور پر وحی آئی حضرت جبرئیل آپ کو سلام کرتے تھے آپ پر بہتان لگا۔ تو سورہ نور کی قریباً اٹھارہ آیتیں آپ کی برات میں نازل ہوئیں یعنی حضرت مریم اور حضرت یوسف کو بہتان لگا تو بچے گواہ مگر محبوبہ، محبوب رب العالمین کو بہتان لگا تو خود رب تعالیٰ گواہ راضی اللہ عنہا۔

یعنی ہے سورہ نور جن کی گواہ
انکی پر نور صورت پہ لاکھوں سلام

خلاصہ تہذیب میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ سے دو ہزار دو سو دس احادیث مروی ہیں جن میں ایک سو چوہتر متفق علیہ ہیں یعنی بخاری مسلم دونوں کی روایات اور چون احادیث صرف بخاری کی ہیں اڑسٹھ احادیث صرف مسلم کی عروہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے بڑھ کر کسی کو اشعار کا عالم نہ پایا (حاشیہ)۔

۲:۔ عمرہ بنت رواحہ :۔ آپ انصاریہ ہیں نعمان ابن بشیر کی والدہ آپ سے بشیر ابن سعد نے احادیث لیں۔

۳:۔ ام عمارہ :۔ آپ کا نام سیبہ بنت کعب ہے انصاریہ ہیں بیعت عقبہ میں شریک ہوئیں پھر اپنے خاوند زید ابن عاصم کے ساتھ غزوہ احد میں شریک ہوئیں۔ پھر بیعت الرضوان میں اور غزوہ یمامہ میں خود جہاد کیا حتیٰ کہ آپ کا ایک ہاتھ کٹ گیا اور جسم پر بارہ زخم نیزوں تلواروں کے کھائے بہت لوگوں نے آپ سے روایات لیں۔

۴:۔ ام العلاء :۔ آپ انصاریہ صحابیہ ہیں خارجہ ابن زید ابن ثابت کی والدہ ہیں حضور انور آپ کی بیماری میں آپ کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔

۵:۔ ام عطیہ :۔ آپ کا نام سیبہ بنت کعب یا بنت حارث ہے انصاریہ ہیں بہت صحابیات نے آپ سے احادیث روایت کیں اکثر حضور انور کے ساتھ غزوات میں شریک ہوئیں زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں رضی اللہ عنہا آپ کے بہت فضائل ہیں۔

marfat.com

ع۔ تابعیات

۱:۔ عمرہ بنت عبدالرحمٰن :۔ آپ عبدالرحمٰن سعد ابن زرارہ کی دختر ہیں حضرت عائشہ صدیقہ نے آپ کی پرورش کی آپ نے ان ہی سے بہت احادیث روایت کیں ۱۰۳ ایک سو تین میں وفات ہوئی۔

غ۔ صحابہ کرام

۱:۔ غضیف ابن حارث :۔ آپ ثمالی ہیں کنیت ابو اسماء ہے شامی ہیں حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ حضور سے بیعت کی بعض لوگوں نے آپ کو تابعی کہا مگر قوی یہ ہے کہ آپ صحابی ہیں۔

۲:۔ غیلان ابن سلمہ :۔ آپ ثقفی ہیں فتح طائف کے بعد ایمان لائے ثقیف کے سرداروں میں سے تھے بڑے شاعر اور عبادت گزار تھے۔ حضرت عمر فاروق کی خلافت میں وفات پائی۔

غ۔ تابعین کرام

۱:۔ غالب ابن ابی غیلان :۔ ابن خطاف بصری ہیں بکر ابن عبداللہ سے ملاقات ہے۔

۲:۔ غریف ابن عیاش :۔ ابن دیلمی آپ نے حضرت واثلہ ابن اسقع سے ملاقات کی۔

۳:۔ ابو غالب :۔ آپ کا نام حزور ہے باہلی بصری ہیں۔ عبدالرحمٰن ابن حضرمی کے آزاد کردہ غلام ہیں ابو امامہ سے روایات لیں۔

ف۔ صحابہ کرام

۱:۔ فضل ابن عباس :۔ ابن عبدالمطلب آپ حضور انور کے چچازاد ہیں حضور کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک ہوئے اور ثابت قدم رہے حجۃ الوداع میں حضور کے ساتھ تھے حضور انور کو غسل دینے والوں میں آپ بھی تھے۔ پھر شام میں جہاد کرتے رہے۔ اردن کے علاقہ میں وفات پائی۔ اکیس سال عمر ہوئی اپنے بھائی عبداللہ اور حضرت ابو ہریرہ سے روایات کرتے ہیں۔

۲:۔ فضالہ ابن عبید :۔ آپ انصاری اوسی ہیں احد اور اس کے بعد غزوات میں شریک ہوئے۔ بیعۃ الرضوان میں شامل ہوئے۔ امیر معاویہ کی طرف سے دمشق کے قاضی رہے جبکہ وہ صفین کی جنگ میں گئے ۵۳ھ زمانہ معاویہ میں وفات پائی۔

۳:۔ فجیع ابن عبداللہ :۔ آپ عامری ہیں اپنی قوم کے نمائندے بن کر حضور انور کی خدمت میں آئے اور حضور سے احادیث

marfat.com

سنیں۔

۴:۔ فروہ ابن مسک:۔ آپ مرادی غطیفی ہیں اہل یمن سے ہیں ۹ نو میں حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے خلافت فاروقی میں کوفہ چلے گئے شاعر بھی تھے بہت عابد زاہد تھے۔

۵:۔ فروہ ابن عمرو:۔ آپ بیاضی انصاری ہیں بدر وغیرہ میں حاضر ہوئے۔

۶:۔ فیروز دیلمی:۔ آپ حمیری فارسی ہیں صنعاء میں رہے آپ نے یمن میں اسود عنسی مدعی نبوت کو قتل کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے بالکل قریب یہ واقعہ ہوا۔ خلافت عثمانیہ میں وفات ہوئی۔ آپ سے ضحاک اور عبد اللہ نے روایات لیں۔

ف۔ تابعین

۱:۔ فرافصہ ابن عمیر حنفی:۔ تابعین مدینہ سے ہیں حضرت عثمان سے روایات لی ہیں آپ سے قاسم ابن محمد وغیرہ نے روایات لیں۔

۲:۔ فروہ ابن نوفل:۔ آپ اشجعی کوفی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے احادیث روایت کرتے ہیں۔

۳:۔ ابن فرک:۔ آپ کا نام احمد ابن زکریا ابن فارس لغوی ہے۔ لغت کے بڑے ماہر تھے ہمدان میں رہے۔ آپ کے والد کا لقب فراس تھا۔ اپنے زمانہ میں بڑے عالم مصنف شاعر تھے۔

ف۔ صحابیات

۱:۔ فاطمہ کبریٰ:۔ آپ حضور انور کی چھوٹی صاحبزادی ہیں والدہ خدیجہ الکبریٰ ہیں لقب زہرا اور سیدۃ نساء العالمین ہے۔ ظہور نبوت سے پانچ سال قبل مکہ معظمہ میں آپ کی ولادت ہے۔ مترجم کہتا ہے۔ کہ آپ حیض و نفاس سے پاک تھیں (ہشت بہشت) رمضان ۲ دو ہجری میں حضرت علی سے آپ کا نکاح ہوا بقر عید کے مہینہ رخصتی ہوئی آپ سے حسن، حسین، محسن تین بیٹے اور زینب، ام کلثوم، رقیہ تین بیٹیاں ہوئیں۔ حضور انور کی وفات سے چھ ماہ بعد تین رمضان سہ شنبہ ۱۱ھ دن میں وفات پائی اٹھائیس سال عمر ہوئی۔

نبی کی لاڈلی بانو ولی کی ماں شہیدوں کی
یہاں جلوہ نبوت ولایت کا شہادت کا

۲:۔ فاطمہ بنت ابی حبیش:۔ آپ قرشیہ اسدیہ ہیں انہیں کو استحاضہ کا خون بہت آتا تھا۔ عبد اللہ ابن جحش کی زوجہ ہیں عروہ ابن زبیر اور حضرت ام سلمہ نے ان سے روایات لیں۔

marfat.com

۳:۔ فاطمہ بنت قیس :۔ آپ قرشیہ ہیں حضرت ضحاک کی بہن اولین مہاجرات سے ہیں جمال و عقل میں کمال رکھتی تھیں پہلے ابو عمرو ابن حفص کے نکاح میں تھیں انہوں نے طلاق دے دی تو حضور انور نے حضرت اسامہ ابن زید سے آپ کا نکاح کر دیا۔

۴:۔ فریعہ بنت مالک ابن سنان :۔ آپ حضرت ابو سعید خدری کی بہن ہیں بیعۃ الرضوان میں شریک ہوئیں آپ سے زینب بنت کعب ابن عجرہ نے احادیث روایت کیں۔

۵:۔ ام الفضل :۔ آپ کا نام لبابہ بنت حارث ہے حضرت عباس ابن عبد المطلب کی زوجہ ہیں عامریہ ہیں۔ ام المومنین میمونہ کی بہن ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ جناب خدیجۃ الکبریٰ کے بعد عورتوں میں آپ ہی ایمان لائیں آپ سے بہت احادیث مروی ہیں حضور انور کی چچی ہیں۔

۶:۔ ام فروہ :۔ آپ انصاریہ ہیں حضور انور سے بیعت کی قاسم ابن غنام نے آپ سے روایات لیں۔

ف۔ تابعیات

۱:۔ فاطمہ صغریٰ :۔ آپ حضرت حسین ابن علی ابن ابی طالب کی بیٹی ہیں قرشیہ ہاشمیہ ہیں۔ حسن ابن حسن ابن علی ابن ابی طالب کے نکاح میں تھیں ان کی وفات کے بعد عبد اللہ ابن عمرو ابن عثمان ابن عفان کے نکاح میں رہیں۔

ق۔ صحابہ کرام

۱:۔ قبیصہ ابن ذویب :۔ آپ خزاعی ہیں ایک ہجری میں پیدا ہوئے آپ کو حضور انور کی خدمت میں لایا گیا۔ تو حضور سرکار نے آپ کو فقہ اور بلندی درجات کی دعا دی ابو الزناد کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں یہ چار حضرات فقہاء شمار کئے جاتے تھے ابن مسیب' عروہ ابن زبیر' عبد الملک ابن مروان قبیصہ ابن ذویب ۸۶ میں آپ کی وفات ہوئی۔ ابن عبد البر کے علاوہ دوسرے محدثین نے آپ کو صحابی نہیں مانا شام کے تابعین سے مانا ہے۔

۲:۔ قبیصہ ابن وقاص :۔ آپ سلمی ہیں بصرہ میں رہے انہیں لوگوں میں آپ کا شمار ہے۔

۳:۔ قتادہ ابن نعمان :۔ آپ انصاری ہیں بیعت عقبہ میں شریک ہوئے بدر وغیرہ غزوات میں شامل رہے حضرت ابو سعید خدری آپ کے ماں شریکے بھائی ہیں۔ ۶۵ پینسٹھ سال عمر ہوئی ۲۳ تئیس میں وفات پائی۔ فضلاء صحابہ سے ہیں۔

۴:۔ قدامہ ابن عبد اللہ :۔ آپ کلابی یا عامری ہیں پرانے مومنین سے ہیں مکہ معظمہ میں رہے حجۃ الوداع میں شریک ہوئے۔

۵:۔ قدامہ ابن مظعون :۔ آپ قرشی جمحی ہیں حضرت عبد اللہ ابن عمر کے ماموں ہیں حبشہ کے مہاجرین سے ہیں بدر اور تمام

marfat.com

غزوات میں شریک ہوئے آپ سے عبداللہ ابن عمراور عبداللہ ابن عامر نے احادیث لیں ۶۸ اڑسٹھ سال عمر ہوئی ۳۶ چھتیس میں وفات پائی آپ کے بہت فضائل ہیں۔

۶:۔ قطبہ ابن مالک:۔ آپ علی ہیں کوفی ہیں۔ حضور کی خدمت میں رہے۔

۷:۔ قیس ابن ابی غرزہ:۔ آپ غفاری کوفی ہیں۔ حضور کی خدمت میں رہے۔

۸:۔ قیس ابن سعد ابن عبادہ:۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ انصاری خزرجی ہیں فاضل صحابہ سے ہیں جنگی تدابیر میں بہت ماہر تھے اپنی قوم کے سردار تھے حضور انور کی بارگاہ میں بڑے عزت یافتہ تھے۔ حضرت علیؓ کی طرف سے مصر کے حاکم رہے۔ حضرت علی کی شہادت تک کبھی ان سے جدا نہ ہوئے۔ ۶۰ ساٹھ میں وفات پائی۔

۹:۔ قیس ابن سعد' عبداللہ ابن زبیر:۔ قاضی شریح اور احنف کے چہروں پر کبھی بال نہ آئے داڑھی نہ اگی۔

۱۰:۔ قیس ابن عاصم:۔ آپ کی کنیت ابو قبیصہ ہے۔ یا ابو علی تمیمی ہیں بنی تمیم کے وفد میں حضور انور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ۹ نو میں ایمان لائے جب یہ حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا کہ یہ خیمہ والوں کے سردار ہیں علم اور حلم میں مشہور تھے اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے۔

۱۱:۔ قرظہ ابن کعب:۔ آپ انصاری خزرجی ہیں احد وغیرہ غزوات میں شریک ہوئے۔ حضرت علی نے آپ کو کوفہ کا حاکم بنایا آپ ہی کی خلافت میں کوفہ میں وفات پائی امام شعبی وغیرہ نے آپ سے احادیث لیں۔

۱۲:۔ قرہ ابن ایاس:۔ آپ مزنی بصری ہیں آپ کے بیٹے معاویہ نے آپ سے احادیث لیں ازارقہ نے آپ کو قتل کیا اور کسی نے آپ سے احادیث نہ لیں۔

۱۳:۔ ابو قتادہ:۔ آپ کا نام حارث ابن ربعی ہے حضور انور کے پیادہ سپاہیوں میں سے ہیں ۵۴ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ بعض نے فرمایا کہ خلافت حیدری میں کوفہ میں فوت ہوئے۔ ستر سال عمر ہوئی۔ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔

۱۴:۔ ابو قحافہ:۔ آپ کا نام عثمان ابن عامر ہے حضرت ابوبکر صدیق کے والد ہیں عین کی تختی میں آپ کا ذکر ہو چکا ہے۔

ق۔ تابعین عظام

۱:۔ قاسم ابن محمد ابن ابوبکر الصدیق:۔ آپ مدینہ منورہ کے سات مشہور فقہاء میں سے ایک ہیں عظیم الشان تابعی ہیں اپنے زمانہ میں سب سے افضل تھے۔ یحییٰ ابن سعید کہتے ہیں کہ ہم نے مدینہ منورہ میں ایسا کوئی نہ پایا جو قاسم سے افضل ہو آپ نے بہت صحابہ سے احادیث روایت کیں عائشہ صدیقہ اور امیر معاویہ سے بھی آپ کی بھی ستر سال عمر ہوئی ۱۰۱ ایک سو ایک میں وفات

marfat.com

پائی خیال رہے کہ آپ کی بیٹی فردہ بنت قاسم کا نکاح امام باقر سے ہوا ان کے بطن سے امام جعفر پیدا ہوئے تو صدیق اکبر تمام سیدوں کے نانا ہیں اور علی مرتضٰی سیدوں کے دادا (مترجم)۔

۲:۔ قاسم ابن عبد الرحمٰن:۔ آپ شامی ہیں عبد الرحمٰن ابن خالد کے آزاد کردہ غلام ہیں اپنے زمانہ میں بہترین بزرگ تھے۔

۳:۔ قیسہ ابن ہلب:۔ آپ طائی ہیں اپنے والد سے روایت کرتے ہیں آپ کے والد صحابی ہیں۔

۴:۔ تعقاع ابن حکیم:۔ آپ مدنی تا۔ عی ہیں حضرت جابر اور ابو یونس سے ملاقات ہے۔

۵:۔ قطن ابن قیصہ:۔ آپ ہلالی ہیں اہل بصرہ سے ہیں اور بجستان کے حاکم رہے۔

۶:۔ قتادہ ابن دعامہ:۔ آپ کی کنیت ابو الخطاب ہے سدوسی ہیں نابینا تھے حافظ تھے غضب کے حافظہ پایا تھا۔ خود فرماتے ہیں کہ جو کچھ میرے کان سنتے ہیں وہ میرا دل محفوظ کرلیتا ہے عبد اللہ ابن سرجس سے روایات لیتے ہیں ۱۰۷ ایک سو سات میں وفات پائی۔

۷:۔ قیس ابن عباد:۔ آپ بصری ہیں بصرہ کے تابعین میں سے ہیں جماعت صحابہ سے روایت کرتے ہیں۔

۸:۔ قیس ابن ابی حازم:۔ آپ احمسی بجلی ہیں زمانہ جاہلیت کو پایا ہے آپ حضور انور سے بیعت کرنے مدینہ منورہ آئے تو معلوم ہوا کہ قریب ہی وفات شریف ہو چکی ہے آپ کوفہ کے تابعین میں سے ہیں عشرہ مبشرہ سے روایات لیتے ہیں سواء عبد الرحمٰن ابن عوف کے، آپ کے سواء کسی تا۔ عی نے نے عشرہ مبشرہ سے اجازت نہیں لیں۔ نہوان میں حضرت علی کے ساتھ تھے آپ نے سو برس سے زیادہ عمر پائی ۹۸ اٹھانوے میں وفات ہوئی۔ نہوانی خوارج پر جہاد کیا۔

۹:۔ قیس ابن کثیر:۔ آپ نے حضرت ابو الدرداء سے روایات لیں۔

۱۰:۔ ابو قلابہ:۔ آپ کا نام عبد اللہ ابن زید ہے جرمی ہیں مشہور تا۔ عی ہیں۔ حضرت انس وغیرہ سے ملاقات ہے شام کے علماء میں سے ہیں ۱۰۶ ایک سو چھ میں شام میں وفات پائی۔

۱۱:۔ ابن قطن:۔ آپ کا نام عبد العزیز ابن قطن ہے یہ جاہلی ہیں دجال کی احادیث میں آپ کا نام آتا ہے۔

۱۲:۔ قزمان:۔ یہ وہ شخص ہے جس نے ایک غزوہ میں بہت اچھی طرح جنگ کی حضور انور نے فرمایا کہ یہ دوزخی ہے آخر کار خودکشی کر کے مرا۔ اسے تا۔ عی کہنا درست نہیں۔ (مترجم)

ق۔ صحابیات

۱:۔ قیلہ بنت مخرمہ:۔ آپ صحابیہ ہیں آپ سے آپ کی دو پوتیوں صفیہ و حیبہ بنت علیبہ نے روایات لیں غالباً یہ وہی قیلہ ہیں جو

marfat.com

جمعہ کے دن کچھ لپٹا سا پکا کر بیٹھ جاتی تھیں صحابہ کرام آکر کھاتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ ہم کو جمعہ کے دن کا انتظار ہوتا تھا۔ تیلہ کے اس کھانے کی وجہ سے واللہ اعلم۔ (مترجم)

۲:۔ ام قیس بنت محصن:۔ آپ عکاشہ ابن محصن کی بہن ہیں مکہ معظمہ کے پرانے مسلمانوں میں سے ہیں۔ پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ حاضر ہو گئیں۔

ک۔ صحابہ کرام

۱:۔ کعب ابن مالک:۔ آپ انصاری خزرجی ہیں بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئے بدر کی حاضری میں اختلاف ہے۔ سواء تبوک کے باقی تمام غزوات میں شریک ہوئے حضور انور کے خاص شاعروں میں سے ہیں غزوہ تبوک میں تین صاحب پیچھے رہ گئے تھے۔ جن کا بائیکاٹ کیا گیا ان میں سے ایک آپ تھے۔ دوسرے ہلال ابن امیہ ہیں تیسرے مرارہ ابن ربیعہ آپ کے متعلق سورہ توبہ میں قبول توبہ کی آیات نازل ہوئیں آپ سے ایک جماعت نے روایت کی ۷۷ ستتر سال عمر شریف پائی ۵۰ پچاس میں وفات ہوئی آخر میں نابینا ہو گئے۔

۲:۔ کعب ابن عجرہ:۔ آپ بلوی ہیں کوفہ میں رہے مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ پچھتر سال عمر ہوئی ۵۱ھ اکیاون میں وفات پائی۔

۳:۔ کعب ابن مرہ:۔ آپ بہی ہیں سلمی ہیں۔ اردن میں رہے ۵۹ انسٹھ میں وفا پائی۔

۴:۔ کعب ابن عیاض:۔ آپ اشعری ہیں اہل شام میں آپ کا شمار ہے آپ سے حضرت جابر' جبیر ابن نفیر وغیرہما نے روایات لیں۔

۵:۔ کعب ابن عمرو:۔ آپ انصاری سلمی ہیں بیعت عقبہ اور بدر میں حاضر ہوئے غزوہ بدر میں آپ نے ہی حضرت عباس کو گرفتار کیا تھا ۵۵ پچپن میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

۶:۔ کثیر ابن صلت:۔ ابن معد یکرب آپ کندی ہیں حضور انور کی حیات شریف میں پیدا ہوئے آپ کا نام قلیل تھا۔ حضور انور نے کثیر رکھا۔ بہت صحابہ سے روایات لیتے ہیں۔

۷:۔ کرکرہ:۔ آپ حضور انور کے سامان کے منتظم ہوا کرتے تھے۔ سفروں اور غزوات میں آپ کا ذکر غلول میں آتا ہے کرکرہ میں دونوں کاف کو فتح حاصل ہے۔

۸:۔ کلدہ ابن حنبل:۔ آپ اسلمی ہیں صفوان ابن امیہ کے سوتیلے بھائی ہیں آپ کو عبدالمعمر ابن حبیب نے یمن کے سوق

marfat.com

عکاظ سے خرید اانہیں حلیف بنایا وفات تک مکہ معظمہ میں رہے۔

۹:۔ ابو کبشہ:۔ آپ کا نام عمرو ابن سعد انماری ہے شام میں قیام رہا۔

ک۔ تابعین

۱:۔ کعب احبار:۔ آپ کا نام کعب ابن مانع ہے۔ کنیت ابو اسحاق ہے مشہور ہیں کعب احبار کے نام سے قبیلہ حمیر سے ہیں۔ حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے مگر زیارت نہ کرسکے خلافت فاروقی میں اسلام لائے اور خلافت عثمانیہ میں ۳۲ بتیس میں مقام حمص میں وفات پائی۔

۲:۔ کثیر ابن عبداللہ:۔ ابن عمرو ابن عوف مزنی آپ مدنی ہیں۔

۳:۔ کثیر ابن قیس:۔ یا قیس ابن کثیر آپ کا ذکر قاف کی تختی میں ہو چکا ہے۔

۴:۔ کریب ابن ابی مسلم:۔ آپ عبداللہ ابن عباس کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

۵:۔ ابو کریب ابن محمد ابن علاء:۔ آپ ہمدانی کوفی ہیں ابوبکر ابن عباس سے روایت کرتے ہیں ۲۴۸ دو سو اڑتالیس میں وفات ہوئی۔

ک۔ صحابیات

۱:۔ کبشہ بنت کعب ابن مالک:۔ آپ عبداللہ ابن ابی قتادہ کی زوجہ ہیں بلی کے جھوٹے کے متعلق آپ کی حدیث مشہور ہے۔

۲:۔ کریمہ بنت ہمام:۔ آپ سے خصاب کے متعلق حدیث مروی ہے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کرتی ہیں ہمام میم کے پیش یا میم کے فتحہ سے۔

۳:۔ ام کرز:۔ آپ خزاعیہ ہیں چند احادیث آپ سے مروی ہیں۔ خصوصاً عقیقہ کی حدیث۔

۴:۔ ام کلثوم بنت عقبہ:۔ ابن ابی معیط مکہ معظمہ میں اسلام لائیں پیدل ہجرت کی مکہ معظمہ میں کنواری تھیں مدینہ منورہ میں زاہد ابن حارثہ کے نکاح میں آئیں۔ جب حضرت زید غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے تو زبیر ابن عوام سے نکاح کیا انہوں نے طلاق دے دی۔ تو عبدالرحمن ابن عوف کے نکاح میں آئیں ان سے ابراہیم اور حمید پیدا ہوئے جب ان کے یہ خاوند فوت ہوئے۔ تو عمرو ابن عاص سے نکاح کیا انہیں کے نکاح میں فوت ہوئیں آپ حضرت عثمان غنی کی سوتیلی بہن ہیں۔

marfat.com

ل۔ صحابہ کرام

۱:۔ لقیط ابن عامر ابن صبرہ:۔ آپ کی کنیت ابو رزیین ہے عقیلی مشہور صحابی ہیں اہل طائف سے ہیں۔

۲:۔ لقمان ابن عاعو:۔ آپ ایوب علیہ السلام کے بھانجے یا خالہ کے بیٹے ہیں بعض نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ے ل تھے بنی اسرائیل کے قاضی تھے۔ بعض نے کہا کہ آپ مصر کے حبشی غلاموں میں سے تھے اکثر کا قول یہ ہے کہ نبی نہ تھے حکیم تھے آپ کا ذکر کتاب الرقاق کی احادیث میں ہے (نہ معلوم مؤلف نے انہیں صحابہ کی فہرست میں کیوں داخل کیا) (مترجم)۔

۳:۔ لبید ابن ربیعہ:۔ آپ عامری ہیں شاعر ہیں۔ اپنی قوم بنی جعفر ابن کلاب کے وفد میں حضور انور کی خدمت میں حاضر ہوئے زمانہ جاہلیت اور اسلام میں بہت عزت والے تھے آخر میں کوفہ میں رہے ۴۱ اکتالیس میں وفات ہے ۱۵۷ ایک سو ستاون سال عمر پائی۔

۴:۔ ابو لبابہ:۔ آپ کا نام رفاعہ عبد المنذر ہے اوسی انصاری ہیں بیعت عقبہ غزوہ بدر اور تمام غزوات شریک ہوئے بعض نے کہا کہ بدر میں شریک نہیں ہوئے کیونکہ حضور انور کے حکم سے مدینہ منورہ میں انتظام کے لئے رہے مگر آپ کو غنیمت سے حصہ دیا گیا حضرت علی کی خلافت میں وفات پائی۔

۵:۔ ابن لیبہ:۔ آپ کا نام عبد اللہ ہے آپ کا ذکر صدقات کی وصولی میں آتا ہے۔

ل۔ تابعین عظام

۱:۔ لیث ابن سعد:۔ آپ کی کنیت ابو الحارث ہے مصر کے فقیہ ہیں خالد ابن ثابت فہمی کے آزاد کردہ ہیں ۹۴ چورانوے میں مصر کے علاقہ میں پیدا ہوئے ۱۶۱ ایک سو اکسٹھ میں بغداد آئے خلیفہ منصور نے آپ کو مصر کا حاکم بنانا چاہا آپ نے انکار کر دیا یحیٰی ابن بکیر فرماتے ہیں کہ میں نے لیث سے بڑھ کر کوئی کامل نہ دیکھا قتیبہ ابن سعید کہتے ہیں کہ لیث کی سالانہ آمدنی بیس ہزار دینار تھی مگر آپ پر کبھی زکواۃ واجب نہ ہوئی شعبان ۱۷۵ میں آپ کی وفات ہوئی۔

۲:۔ ابن ابی لیلی:۔ آپ کا نام عبد الرحمٰن قاسم ابن ابی لیلی یسار ہے انصاری ہیں خلافت فاروقی میں پیدا ہوئے۔ جب کہ ان کی خلافت کو چھ سال گزر گئے ۸۳ تراسی میں بصرہ کی ایک نہر میں ڈوب کر وفات ہوئی۔ بہت صحابہ سے ملاقات ہے کوفہ کے تابعین میں سے ہیں آپ کے بیٹے محمد کو بھی ابن ابی لیلی کہا جاتا ہے وہ کوفہ کے قاضی تھے مشہور فقیہ تھے خیال رہے کہ محدثین جب ابن ابی لیلی کہتے ہیں تو یہ ہی مراد ہوتے ہیں اور جب فقہاء ابن ابی لیلی کہتے ہیں تو آپ کے بیٹے مراد ہوتے ہیں۔ یہ محمد ۷۴ میں پیدا ہوئے اور

marfat.com

ایک سواڑ تالیس میں وفات پائی۔

۳:۔ ابن لہیعہ :۔ آپ کا نام عبداللہ ہے کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے۔ حضرمی ہیں فقیہ ہیں مصر کے قاضی تھے۔ بہت محدثین سے ملاقات ہے یحییٰ ابن بکیر اور قتیبہ مقری کہتے ہیں کہ آپ ضعیف الحدیث ہیں احمد ابن حنبل کہتے ہیں کہ مصر میں ان جیسے کوئی محدث نہ ہو سکا آپ حدیث کے حافظ اتقان وضبط والے ہیں ۱۷۴ ایک سو چوہتر میں وفات پائی۔

ل۔ صحابیات

۱:۔ لبابہ بنت حارث :۔ آپ کی کنیت ام الفضل ہے۔ آپ کا ذکر ف کی تختی میں آچکا ہے۔

م۔ صحابہ کرام

۱:۔ مالک ابن اوس :۔ ابن حدثان آپ بصری ہیں آپ کی صحابیت میں اختلاف ہے آپ کی احادیث بہت تھوڑی ہیں ہاں صحابہ کے آثار آپ سے بہت مروی ہیں ۹۲ بانوے میں مدینہ میں وفات پائی مشہور ہستی ہے۔

۲:۔ مالک ابن حویرث :۔ آپ لیثی ہیں حضور انور کی خدمت میں وفد بن کر آئے اور حضور کے پاس بیس دن رہے آخر میں بصرہ میں قیام رہا وہاں ہی ۹۴ چورانوے میں وفات پائی۔

۳:۔ مالک ابن صعصعہ :۔ آپ انصاری مازنی ہیں بصرہ میں رہے احادیث کم روایت کرتے ہیں۔

۴:۔ مالک ابن ہبیرہ :۔ آپ سکونی ہیں۔ اہل شام میں آپ کا شمار ہے امیر معاویہ کی طرف سے لشکروں کے سردار رہے روم پر جہاد کیا یہ جہاد امیر معاویہ کے زمانہ میں ہوئے۔

۵:۔ مالک ابن یسار :۔ آپ سکونی پھر عوفی ہیں شام میں قیام رہا آپ کی صحابیت میں اختلاف ہے۔

۶:۔ مالک ابن تیہان :۔ آپ کی کنیت ابو الہیثم ہے انصاری ہیں عقبہ میں شریک ہوئے ۲۰ بیس خلافت فاروقی میں وفات پائی بعض مؤرخین نے کہا کہ ۳۷ سینتیس میں صفین میں وفات پائی۔

۷:۔ مالک ابن قیس :۔ آپ کی کنیت ابو صرمہ ہے آپ کا ذکر صاد کی تختی میں ہو چکا ہے۔

۸:۔ مالک ابن ربیعہ :۔ آپ کی کنیت ابو اسید ہے اپنی کنیت میں مشہور ہیں الف کی تختی میں آپ کا ذکر ہو چکا۔

۹:۔ ماعز ابن مالک :۔ اسلمی ہیں مدنی ہیں آپ کو ہی سنگسار کیا گیا تھا آپ سے آپ کے بیٹے عبداللہ نے ایک حدیث روایت کی۔

marfat.com

۱۰:۔ مطر ابن عکامس:۔ آپ اسلمی ہیں اہل کوفہ سے ہیں آپ سے صرف ایک حدیث مروی ہے۔

۱۱:۔ معاذ ابن انس:۔ آپ جہنی ہیں اہل مصر سے ہیں آپ کے بیٹے نے آپ سے احادیث لیں۔

۱۲:۔ معاذ ابن جبل:۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے انصاری ہیں خزرجی ہیں بیعت عقبہ دوم میں ستر صحابہ میں آپ بھی تھے بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے حضور انور نے آپ کو یمن کا قاضی و معلم بنا کر بھیجا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں اسلام لائے حضرت عمر نے ابو عبیدہ ابن جراح کے بعد آپ کو شام کا حاکم بنایا اڑتیس سال عمر پائی ۱۸ اٹھارہ ھ میں طاعون عمواس میں وفات ہوئی۔

۱۳:۔ معاذ ابن عمرو:۔ ابن جموح آپ انصاری خزرجی ہیں بیعت عقبہ اور غزوہ بدر میں شریک رہے آپ بھی اور آپ کے والد عمرو بھی آپ نے معاذ ابن عفراء کے ساتھ مل کر ابو جہل کو قتل کیا۔ عبدالرحمٰن ابن اسحاق کے فرزند کہتے ہیں کہ آپ نے ابو جہل کی ٹانگ کاٹی اور اسے زمین پر بچھاڑا ابو جہل کے بیٹے عکرمہ نے آپ کا ہاتھ کندھے سے کاٹ کر گرا دیا اتنے میں معاذ ابن عفراء نے ابو جہل پر دوسرا وار کر کے اسے ٹھنڈا کر دیا۔ سسک رہا تھا کہ عبداللہ ابن مسعود نے اس کا سر کاٹ ڈالا حضور انور نے ابو جہل کی لاش تلاش کرائی اس کے قتل پر سجدہ شکر ادا کیا۔ آپ نے خلافت عثمانی میں وفات پائی۔

۱۴:۔ معاذ ابن حارث:۔ ابن رفاعہ آپ انصاری زرقی ہیں آپ کی والدہ عفراء بنت عبید ابن علبہ ہیں آپ اور رافع ابن مالک خزرجی انصاری ہیں پہلے مومن ہیں آپ اور آپ کے دونوں بھائی عوف اور معوذ بدر میں شریک ہوئے دونوں بھائی وہاں ہی شہید ہوئے آپ کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں آپ بدر میں زخمی ہوئے پھر کچھ عرصہ کے بعد وفات پائی بعض کی رائے ہے کہ خلافت عثمانیہ میں آپ کی وفات ہے آپ سے بہت صحابہ نے روایات لیں۔

۱۵:۔ معوذ ابن حارث:۔ آپ کی والدہ کا نام عفراء ہے بدر میں شریک ہوئے آپ نے معاذ ابن عمرو کے ساتھ مل کر ابو جہل کو قتل کیا آپ کھیت اور باغ والے تھے۔

۱۶:۔ مسطح ابن اثاثہ:۔ ابن عباد ابن عبدالمطلب ابن عبد مناف قرشی مطلبی ہیں بدر، احد اور تمام غزوات میں شریک ہوئے ام المومنین عائشہ صدیقہ کی تہمت میں آپ بھی شریک ہو گئے تھے۔ آپ کو تہمت کی سزا اسی کوڑے لگائے گئے آپ کا نام عوف ہے مسطح لقب چھپن سال عمر ہوئی ۳۴ھ میں وفات پائی مترجم کہتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے جناب عائشہ کے معاملہ میں آپ کا وظیفہ بند کر دیا تھا اس کے متعلق یہ آیت آئی **ولا یاتل اولو الفضل** الخ جس پر آپ نے وظیفہ جاری کر دیا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

۱۷:۔ مسور ابن مخرمہ:۔ آپ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے زہری قرشی ہیں عبدالرحمٰن ابن عوف کے بھانجے ہیں ۲ دو ہجری میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے ۸ آٹھ میں آپ کو مدینہ منورہ لایا گیا ذی الحجہ میں، حضور انور کی وفات کے وقت آپ کی عمر آٹھ سال تھی۔ اس کے باوجود آپ نے حضور سے احادیث کیں بڑے فقیہ دیندار پرہیزگار تھے شہادت عثمان غنی تک آپ مدینہ منورہ میں رہے پھر

marfat.com

مکہ معظمہ چلے گئے امیر معاویہ کی وفات تک وہاں رہے یزید کی بیعت سے انکار کردیا جب یزید کی فوجوں نے مکہ معظمہ پر حملہ کرکے آپ پر پتھر برسائے منجنیق سے اس وقت آپ حطیم میں نفل پڑھ رہے تھے ایک پتھر آپ کے لگا جس سے آپ کی وفات ہوگئی۔ یہ واقعہ ربیع الاول ۶۴ چونسٹھ میں ہوا آپ سے ایک خلقت نے روایات لیں۔

۱۸:۔ مسیب ابن حزن:۔ آپ کی کنیت ابو سعید ہے آپ قرشی مخزومی ہیں اپنے باپ حزن کے ساتھ ہجرت کی۔ بیعۃ الرضوان میں شریک ہوئے آپ سے آپ کے بیٹے سعید ابن مسیب نے احادیث لیں۔

۱۹:۔ مستورد ابن شداد:۔ آپ فہری قرشی ہیں اہل کوفہ سے ہیں مصر میں قیام رہا۔ حضور انور کی وفات کے وقت یہ لڑکے تھے۔ مگر حضور سے سماع ثابت ہے۔

۲۰:۔ مغیرہ ابن شعبہ:۔ آپ ثقفی ہیں خندق کے سال ایمان لائے پھر مہاجر ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہوئے آخر میں کوفہ میں رہے ستر سال عمر ہوئی ۵۰ پچاس میں وفات ہوئی۔ امیر معاویہ کی طرف سے حاکم رہے آپ کا مزار کوفہ میں ہے مشہور صحابی ہیں۔

۲۱:۔ مقدام ابن معدیکرب:۔ آپ کی کنیت ابو کریمہ ہے۔ کندی ہیں اہل شام میں آپ کا شمار ہے اکیانوے سال عمر ہوئی۔ ستاسی ہجری میں شام میں وفات پائی۔ بہت احادیث کے آپ راوی ہیں مشہور صحابی ہیں۔

۲۲:۔ مقداد ابن اسود:۔ آپ کے والد نے قبیلہ بنی کندہ سے حلف کیا تھا اس لئے آپ کو کندی کہا جاتا ہے۔ اسود نے آپ کی پرورش کی تھی۔ اس لئے ابن اسود کہا جاتا ہے آپ چھٹے مومن ہیں آپ سے حضرت علی اور طارق ابن شہاب وغیرہما نے احادیث لیں ستر سال عمر ہوئی ۳۳ تینتیس میں وفات پائی آپ کی وفات مدینہ منورہ سے تین میل دور مقام جرف میں ہوئی وہاں سے آپ کو مدینہ منورہ لایا گیا۔ بقیع میں دفن کیا گیا۔

۲۳:۔ مہاجر ابن خالد:۔ ابن ولید ابن مغیرہ آپ مخزومی قرشی ہیں۔ حضور انور کے زمانہ میں بچہ تھے۔ جنگ جمل و صفین میں آپ تو حضرت علی کے ساتھ تھے مگر آپ کے بھائی عبد الرحمن امیر معاویہ و عائشہ صدیقہ کے ساتھ تھے۔ جمل میں آپ کی ایک آنکھ زخمی ہو کر بیکار ہوگئی اور صفین میں آپ قتل ہوئے۔ حضرت علی کے ساتھ رہے۔

۲۴:۔ مہاجر ابن قنفذ:۔ آپ قرشی تیمی ہیں آپ کا نام عمرو ابن خلف ہے اپ کا لقب مہاجر ہے آپ کے والد کا لقب قنفذ۔ قوی یہ ہے کہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے۔ بعض نے فرمایا کہ پہلے ہی ایمان لا کر ہجرت کر کے آگئے تھے حضور انور نے فرمایا یہ سچے مہاجر ہیں آخر میں بصرہ میں رہے۔ وہاں ہی وفات پائی۔

۲۵:۔ معیقیب ابن ابی فاطمہ:۔ آپ دوسی ہیں سعید ابن ابی العاص کے آزاد کردہ غلام ہیں بدر میں شریک ہوئے۔ مکہ معظمہ میں اول ہی سے ایمان لائے حبشہ ہجرت کر کے گئے وہاں ہی رہے حتیٰ کہ حضور انور مدینہ منورہ تشریف لائے۔ حضرت ابو بکر و عمر نے آپ کو بیت المال کا افسر مقرر فرمایا ۴۰ھ چالیس میں وفات پائی۔

marfat.com

۲۶:۔ معقل ابن یسار:۔ آپ مزنی ہیں بیعت الرضوان میں شریک ہوئے بصرہ میں رہے نہر معقل آپ ہی کی طرف منسوب ہے ۶۰ھ میں وفات پائی عبید اللہ ابن زیاد کی حکومت میں۔

۲۷:۔ معقل ابن سنان:۔ آپ اشجعی ہیں فتح مکہ میں حاضر ہوئے کوفہ میں قیام رہا جنگ حرہ میں قتل کئے گئے باندھ کر۔

۲۸:۔ معن ابن عدی:۔ آپ بلوی ہیں آپ اپنے بھائی عاصم کے ساتھ بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ غزواہ یمامہ میں یعنی خلافت صدیقی میں شہید ہوئے حضور انور نے آپ میں اور زید ابن خطاب میں مواخاۃ (بھائی چارہ) کیا تو یہ دونوں حضرات بہ یک وقت شہید ہوئے ایک ہی جگہ۔

۲۹:۔ معن ابن یزید:۔ ابن اخنس سلمی آپ کے والد اور دادا سب صحابی ہیں مشہور ہے کہ آپ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اہل کوفہ میں آپ کا شمار ہے۔

۳۰:۔ مجمع ابن جاریہ:۔ آپ انصاری مدنی ہیں آپ کا باپ جاریہ منافق تھا۔ مسجد ضرار بنانے والوں میں سے تھا۔ مجمع بڑے عالم قاری تھے۔ مشہور ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود نے آدھا قرآن مجید آپ سے لیا امیر معاویہ کے آخر زمانہ میں آپ کی وفات ہوئی۔

۳۱:۔ مجن ابن ادرع:۔ آپ اسلمی پرانے مومن ہیں دراز عمر پائی امارت امیر معاویہ کے آخر میں وفات ہوئی۔

۳۲:۔ مخنف ابن سلیم:۔ آپ غامدی ہیں حضرت علی نے آپ کو اصفہان کا حاکم بنایا اہل بصرہ میں آپ کا شمار ہے۔

۳۳:۔ مدعم:۔ آپ حبشی غلام تھے رفاعہ ابن زید کے غلام تھے انہوں نے حضور انور کی خدمت میں پیش کردیا آکر تک حضور کے غلام رہے آپ کا ذکر غلول میں آتا ہے مشہور واقعہ ہے۔

۳۴:۔ مرداس ابن مالک:۔ آپ اسلمی ہیں بیعتہ الرضوان میں شریک ہوئے اہل کوفہ میں آپ کا شمار ہے آپ سے صرف ایک ہی حدیث مروی ہے۔

۳۵:۔ محیصہ ابن مسعود:۔ آپ انصاری حارثی ہیں اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے غزوہ احد' خندق اور بعد کے غزوات میں شرکت کی۔

۳۶:۔ مخارق ابن عبد اللہ:۔ آپ سلمی ہیں ماہ صرف ۳۶ھ یوم جمل میں قتل ہوئے۔

۳۷:۔ مخرمہ عبدی:۔ آپ کے نام میں اختلاف ہے مخرمہ یا مخرفہ سوید کی حدیث میں آپ کا ذکر آتا ہے آپ کی وفات ۵۴ چون ہجری میں ہوئی۔

marfat.com

۳۸:۔ مرارہ ابن ربیع :۔ آپ عامری انصاری ہیں بدر میں شریک ہوئے جو تین حضرات غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے ان میں ایک آپ بھی تھے جن کی قبولیت توبہ کا ذکر سورہ توبہ میں ہے۔

۳۹:۔ معصب ابن عمیر:۔ آپ قرشی عبدری ہیں جلیل القدر صحابہ سے ہیں پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر بدر میں شریک ہوئے۔ حضور انور نے آپ کو عقبہ کی دوسری بیعت کے بعد مدینہ منورہ بھیجا تاکہ آپ وہاں کے مسلمانوں کو قرآن اور فقہ کی تعلیم دیں ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں پہلا جمعہ آپ نے اپنے اجتہاد سے پڑھا اسلام سے پہلے آپ بڑے عیش و طرب میں پلے بڑھے اعلیٰ درجہ کا لباس پہنتے تھے بعد اسلام تاریک الدنیا ایسے ہوئے کہ موٹے لباس سے آپ کا جسم کھردار ہو گیا بعض مؤرخین نے فرمایا کہ حضور نے پہلی بیعت عقبہ کے بعد آپ کو مدینہ منورہ بھیجا آپ انصار کے گھروں میں جاکر تبلیغ دین کرتے تھے آپ کی ہر تبلیغ پر ایک دو آدمی مسلمان ہوتے تھے حتیٰ کہ انصاری میں اسلام عام پھیل گیا تب آپ نے حضور انور سے جمعہ قائم کرنے کی اجازت چاہی جو مل گئی آپ پھر دوسری بیعت عقبہ کے موقعہ پر ستر انصار کے ساتھ مکہ معظمہ آئے چند دن مکہ معظمہ میں قیام کرکے واپس مدینہ منورہ چلے گئے یہ واقعات حضور انور کی ہجرت سے پہلے ہے چالیس سال کی عمر ہوئی اور غزوہ احد میں شہید ہوئے جن کے متعلق یہ آیت آئی فیہ رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ ان میں آپ بھی داخل ہیں حضور انور کے دار ارقم میں جانے کے بعد آپ ایمان لائے۔

۴۰:۔ معاویہ ابن ابی سفیان :۔ آپ قرشی اموی ہیں آپ کی ماں ہند بنت عتبہ ہیں آپ فتح مکہ کے دن ایمان لائے مؤلفہ القلوب میں سے ہیں آپ حضور انور کے کاتب وحی تھے۔ بعض مورخین نے کہا کہ آپ کاتب وحی نہ تھے بلکہ دوسری تحریریں حضور انور کی طرف سے لکھتے تھے آپ سے حضرت عبد اللہ ابن عباس اور ابو سعید خدری نے احادیث لیں خلافت فاروقی میں اپنے بھائی یزید ابن ابوسفیان کے بعد شام کے حاکم بنے پھر وفات تک وہاں ہی حاکم رہے۔ حکومت کی خلافت فاروقی میں چار سال خلافت عثمانیہ میں پورے بارہ سال پھر خلافت حیدری اور خلافت امام حسن میں اس طرح بیس سال حکومت کی پھر مستقل سلطان اسلام بن کر بیس سال سلطنت کی ۴۱ اکتالیس میں اماما حسن نے آپ کو خلافت سونپ دی خود علیحدہ ہو گئے رجب ۶۰ ساٹھ میں وفات پائی دمشق میں دفن ہوئے۔ اڑتالیس سال عمر ہوئی آخر عمر میں لقوہ ہو گیا تھا آپ وفات کے وقت کہتے تھے کہ کاش میں ایک قرشی شخص ہوتا جو ذی طویٰ گاؤں میں رہتا حکومت میں حصہ نہ لیتا آپ کے پاس حضور انور کے تبرکات بال ناخن شریف تہبند تھے وصیت کی کہ مجھے حضور انور کے تہبند میں لپیٹا جائے ہونٹوں ناک نتھنوں۔ آنکھوں میں حضور کے بال ناخن رکھ دینا۔ پھر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا۔ مترجم کہتا ہے کہ آپ کی عمر شریف کے بیان میں غلطی غالباً کاتب نے کی آپ کی عمر اٹھتر سال ہوئی حق یہ ہے کہ آپ کاتب وحی رہے اور آپ نے اپنا اسلام فتح مکہ کے دن ظاہر فرمایا ایمان پہلے ہی لا چکے تھے عمرہ قضا میں حضور انور کی حجامت آپ ہی نے کی تھی جیسا بخاری میں ہے کاتب بجائے ثمان و سبعون کے ثمان و اربعون لکھ گیا امیر معاویہ کے حالات شریفہ ہماری کتاب امیر معاویہ میں دیکھو۔

۴۱:۔ معاویہ ابن حکم :۔ آپ سلمی ہیں مدینہ منورہ میں بہت آتے جاتے رہتے تھے ۱۱۷ ایک سو سترہ میں وفات ہوئی آپ سے کثیر اور عطا نے روایات لیں۔

marfat.com

۴۲:۔ **معاویہ ابن جاہمہ:۔** آپ اسلمی ہیں آپ کا شمار اہل حجاز میں ہے۔

۴۳:۔ **مروان ابن حکم:۔** سلمی ہے قرشی اموی ہے عبدالملک کا والدہ اور حضرت عمر ابن عبدالعزیز کا داد ہے ۲ دو ھ یا خندق کے سال پیدا ہوا حضور انور نے اس کے باپ حکم کو مدینہ منورہ سے طائف کی طرف جلاوطن کردیا یہ ساتھ گیا اس لئے حضور انور کو دیکھ نہ سکا للذا صحابی نہیں خلافت عثمانیہ میں حکم کو مدینہ منورہ آنے کی اجازت ملی تب یہ بھی ساتھ آیا ۶۵ ۷ پینسٹھ میں دمشق میں فوت ہوا اس نے حضرت عثمان' علی سے روایات لیں اور اس سے عروہ ابن زبیر امام زین العابدین نے روایات لیں مترجم کہتا ہے کہ جس جرم کی بنا پر حضور انور نے حکم کو مدینہ منورہ سے نکالا اس نے توبہ کرلی۔ تب حضرت عثمان نے واپس بلایا پھر حضرت علی نے اپنے دور خلافت میں بھی اسے مدینہ منورہ سے نہ نکالا لہٰذا یہ حضرت عثمان پر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے نہ حضرت علی پر **التائب من الذنب کمن لاذنب لہ** یہ بات خیال میں رہے۔

۴۴:۔ **مرہ ابن کعب:۔** آپ بہزی ہیں آپ کا شمار اہل شام میں ہے ۵۵ پچپن میں اردن میں وفات ہوئی۔

۴۵:۔ **مزیدہ ابن جابر:۔** آپ بصری ہیں آپ سے متعدد تابعین نے روایات لیں۔

۴۶:۔ **مسلم قرشی:۔** آپ مسلم ابن عبداللہ ہیں یا عبید اللہ بن مسلم ہیں۔

۴۷:۔ **المطلب ابن ابی وداعہ:۔** آپ کے والد ابو وداعہ کا نام حارث ہے سہمی قرشی ہیں فتح مکہ کے دن ایمان لائے پھر کوفہ میں بعد میں مدینہ منورہ میں رہے آپ کے والد بدر کے دن قید کرلئے گئے تھے تو آپ ان کا فدیہ یعنی چار ہزار درہم لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے آپ سے متعدد صحابہ و تابعین نے روایات لیں۔

۴۸:۔ **المطلب ابن ربیعہ:۔** ابن حارث ابن عبدالمطلب ابن ہاشم آپ قرشی ہاشمی ہیں حضور انور کے زمانہ میں بچے تھے فتح افریقہ کے لئے مصر گئے ۲۹ میں۔

۴۹:۔ **محمد ابن ابی بکر صدیق:۔** آپ کے کنیت ابو القاسم ہے حجتہ الوداع میں ذوالحلیفہ میں پیدا ہوئے یعنی آٹھ میں آپ کی والدہ اسماء بنت عمیس ہیں ۳۸ اڑتیس میں امیر معاویہ کے ساتھیوں نے آپ کو قتل کیا اور گدھے کی کھال میں بھر کر نعش جلادی آپ کے بیٹے قاسم نے آپ سے روایات لیں۔

۵۰:۔ **محمد ابن حاطب:۔** آپ قرشی جمحی ہیں آپ خود اور آپ کے ماں باپ آپ کے بھائی حارث اور چچا خطاب سب ہی صحابی ہیں حبشہ میں پیدا ہوئے ۷۴ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی سب سے پہلے آپ ہی کا نام محمد رکھا گیا۔

۵۱:۔ **محمد ابن عبداللہ ابن جحش:۔** آپ قرشی اسدی ہیں۔ ہجرت سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئے اپنے والد کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر مکہ معظمہ آئے پھر وہاں سے مدینہ منورہ ہجرت کی۔

marfat.com

۵۲:۔ **محمد ابن عمرو ابن حزم:۔** آپ انصاری ہیں آپ کے والد حضور انور کی طرف سے نجران کے حاکم تھے۔ آپ وہاں ہی ۱۰ دس میں پیدا ہوئے حضور نے آپ کے والد کو حکم دیا کہ اس بچے کی کنیت ابو عبد الملک رکھو آپ بڑے فقیہ تھے۔ ترپن سال عمر ہوئی ۶۳ تریسٹھ میں حرہ کے دن قتل کئے گئے۔

۵۳:۔ **محمد ابن ابی عمیرہ:۔** آپ مزنی ہیں آپ کا شمار اہل شام میں ہے۔

۵۴:۔ **محمد ابن مسلمہ:۔** آپ انصاری حارثی ہیں سواء تبوک کے تمام غزوات میں شامل ہوئے۔ حضرت عمر وغیرہ سے آپ نے روایات لیں۔ فضلاء صحابہ سے ہیں ۷۷ سال عمر ہوئی اور ۴۳ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

۵۵:۔ **محمود ابن لبید:۔** آپ انصاری اشہلی ہیں حضور انور کے زمانہ میں پیدا ہوئے امام بخاری فرماتے ہیں کہ آپ صحابی ہیں مگر امام مسلم نے آپ کو تابعین میں شمار کیا ۹۶ چھیانوے میں آپ کی وفات ہوئی۔

۵۶:۔ **معمر ابن عبد اللہ:۔** آپ قرشی عدوی ہیں پرانے مومنین سے ہیں اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے۔

۵۷:۔ **مغیث:۔** آپ جناب بریرہ کے خاوند ہیں خود آل ابی احمد کے آزاد کردہ ہیں اور آپ کی زوجہ جناب عائشہ صدیقہ کی آزاد کردہ۔

۵۸:۔ **منذر ابن ابی اسید:۔** آپ ساعدی ہیں آپ جب پیدا ہوئے تو حضور انور کی خدمت میں لائے گئے حضور نے آپ کو اپنی ران شریف پر لٹایا اور آپ کا نام منذر رکھا۔

۵۹:۔ **ابو موسیٰ اشعری:۔** آپ کا نام عبد اللہ ابن قیس ہے مکہ معظمہ میں ایمان لائے پھر حبشہ ہجرت کر گئے پھر کشتی والوں کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے راہ میں خیبر میں حضور سے ملاقات ہو گئی۔ حضرت عمر فاروق نے آپ کو ۲۰ بیس میں بصرہ کا حاکم بنایا آپ نے اہواز کا علاقہ فتح کیا شروع خلافت عثمانیہ تک آپ بصرہ کے حاکم رہے۔ پھر حضرت عثمان نے آپ کو معزول کر کے کوفہ کا حاکم بنادیا آپ حضرت عثمان کی شہادت تک کوفہ کے حاکم رہے حضرت علی نے آپ کو امیر معاویہ کے مقابلہ میں اپنا پنچ مقرر کیا تھا اس کے بعد آپ مکہ معظمہ چلے گئے وہاں ہی ۵۲ باون میں آپ کی وفات ہوئی۔

۶۰:۔ **ام مرثد غنوی:۔** آپ کا نام کناز ابن حصین ہے غنوی ہیں اپنی کنیت میں مشہور ہیں آپ اور آپ کے بیٹے مرثد غزوہ بدر میں شریک ہوئے ۱۲ بارہ ھ میں وفات پائی۔

۶۱:۔ **ابو مسعود:۔** آپ کا نام عقبہ ابن عمرو ہے انصاری بدری ہیں دوسری بیعت عقبہ میں شریک ہوئے اکثر مؤرخین کہتے ہیں کہ بدر میں شریک نہیں ہوئے آپ ایک بار بدر کے کنویں پر اترے تھے اس لئے آپ کو بدری کہا جاتا ہے۔ آخر میں کوفہ میں رہے خلافت علی میں یا ۴۲ھ میں وفات پائی۔

marfat.com

۶۲:۔ **ابو مالک اشعری:۔** آپ کا نام کعب ابن عاصم ہے اشعری ہیں۔ خلافت فاروقی میں وفات پائی۔

۶۳:۔ **ابو محذورہ:۔** آپ کا نام سمرہ ابن معبرہ ہے یا اوس ابن معیر حضور انور کی طرف مکہ معظمہ میں مؤذن تھے ۵۹ھ میں وفات پائی آپ نے مکہ معظمہ سے ہجرت نہیں کی وہاں ہی رہے۔

۶۴:۔ **ابن مربع:۔** آپ کا نام زید یا یزید ابن مربع ہے۔ انصاری ہیں اہل حجاز میں آپ کا شمار ہے۔

marfat.com

م۔ تابعین عظام

ا:۔ محمد ابن حنفیہ :۔ آپ محمد ابن علی ابن ابی طالب ہیں۔ کنیت ابو القاسم ہے آپ کی والدہ خولہ بنت جعفر حنفیہ ہیں یمامہ کے غزوہ میں وہ قید ہو کر مدینہ منورہ لائی گئیں۔ حضرت علی کو دی گئیں۔ اسماء بنت ابی بکر فرماتی ہیں کہ میں نے خولہ کو دیکھا سندی سیاہ فام تھیں آپ سے آپ کے بیٹے ابراہیم نے روایات لیں آپ کی عمر پینسٹھ سال ہوئی ۸۱ اکیاسی میں مدینہ میں وفات پائی۔

۲:۔ محمد ابن علی :۔ بن حسین ابن علی ابن ابی طالب آپ کی کنیت ابو جعفر ہے لقب امام باقر ہے اپنے والد امام زین العابدین اور حضرت جابر سے روایت لیتے ہیں آپ سے آپ کے بیٹے امام جعفر صادق نے روایات لیں آپ کی ولادت ۵۶ چھپن میں مدینہ منورہ میں ہوئی اور وفات ۱۱۸' ایک سو اٹھارہ میں مدینہ پاک میں ہوئی تریسٹھ سال عمر پائی .بقیع میں دفن ہوئے چونکہ آپ وسیع العلم تھے لہٰذا آپ کو باقر کہا گیا۔

۳:۔ محمد ابن یحیٰی :۔ ابن حبان آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ انصاری ہیں آپ مالک ابن انس کے مشائخ سے ہیں امام مالک آپ کا بڑا احترام کرتے تھے ان کی عبادت زہد تقویٰ فقہ 'علم کا اکثر تذکرہ کرتے تھے۔ آپ کی عمر ۷۴ چوہتر سال ہوئی ۱۲۱ ایک سو اکیس میں مدینہ منورہ میں وفات پائی آپ سے ایک جماعت نے روایات لیں۔

۴:۔ محمد ابن سیرین :۔ آپ کی کنیت ابو بکر ہے آپ انس ابن مالک کے آزاد کردہ ہیں انس ابن مالک ابن عمر اور ابو ہریرہ سے روایات لیتے ہیں آپ بڑے عابد عالم فقیہ زاہد محدث تھے مشہور جلیل القدر تا.بعی ہیں مختلف علوم میں مشہور ہیں مورق عجلی کہتے ہیں کہ میں نے ابن سیرین سے زیادہ کوئی فقیہ عابد نہ دیکھا' خلف ابن ہشام کہتے ہیں کہ رب نے ابن سیرین کو خشوع خضوع خوش خلقی عطا فرمائی تھی لوگ جب انہیں دیکھتے تھے خدا یاد آتا تھا۔ اشعث کہتے ہیں کہ محمد ابن سیرین سے جب کوئی شرعی مسئلہ پوچھا جاتا تو ان کا چہرہ فق ہو جاتا تھا۔ مہدی کہتے ہیں کہ ہم ابن سیرین کے پاس بیٹھتے تھے مختلف تذکرے کرتے تھے مگر جب موت کا ذکر آتا تو آپ کا چہرہ فق ہو جاتا اور ہم سے اجنبی ہو جاتے گویا پہلا والا حال تھا ہی نہیں آپ کی عمر ۷۷ ستتر سال ہوئی ۱۱۰ ایک سو دس میں وفات ہوئی۔ مترجم نے قبر انور کی زیارت کی ہے بصرہ۔ کے قریب ہی ہے خواجہ حسن بصری اور محمد ابن سیرین ایک ہی حجرہ میں آرام فرما ہیں آپ تعبیر خواب کے امام مانے جاتے ہیں آپ کا تعبیر نامہ مشہور ہے۔

۵:۔ محمد ابن سوقہ :۔ آپ کی کنیت ابو بکر ہے غنوی کوفی ہیں آپ گناہ سے بہت بچتے تھے ایک لاکھ درہم اپنے بھائیوں میں خرچ کئے۔

۶:۔ محمد ابن عمرو :۔ ابن حسن ابن علی ابن ابی طالب حضرت جابر سے روایات لیتے ہیں۔

۷:۔ محمد ابن سلیمان :۔ آپ اباغندی ہیں کنیت ابو بکر ہے واسطی ہیں بغداد میں رہے ۲۸۳ دو سو تراسی میں وفات پائی۔

marfat.com

۸:۔ محمد ابن ابی بکرۃ۔ ابن محمد ابن عمرو ابن حزم آپ انصاری ہیں مدنی ہیں اپنے والد کے بعد آپ مدینہ منورہ کے حاکم رہے اپنے بھائی عبداللہ سے بڑے تھے آپ کے والد ابو بکر ۱۲۰ میں فوت ہوئے آپ کی عمر ۷۲ بہتر سال ہوئی اور ۱۳۲ ایک سو بتیس میں وفات پائی۔

۹:۔ محمد ابن منکدر:۔ آپ تیمی ہیں۔ حضرت جابر' انس ابن زبیر وغیرہم سے روایات لیتے ہیں آپ سے سفیان ثوری امام مالک نے روایات لیں ستر سال سے زیادہ عمر ہوئی اور ۱۳۰ ایک سو تیس میں وفات پائی زہد عبادت دینداری' صدق و امانت فقہ میں مشہور تھے۔

۱۰:۔ محمد ابن منتشر:۔ آپ ہمدانی ہیں مسروق کے بھتیجے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ ابن عمر سے روایات لیتے ہیں۔

۱۱:۔ محمد ابن صباح:۔ آپ کی کنیت ابو جعفر ہے بزار دولابی ہیں کتاب السنن کے مصنف ہیں بخاری مسلم احمد وغیرہم نے آپ سے روایات نقل کیں آپ ثقہ حافظ تھے ۲۲۷ دو سو ستائیس میں وفات ہوئی۔

۱۲:۔ محمد ابن خالد:۔ آپ سلمی ہیں آپ کے والد تابعی ہیں دادا صحابی ہیں ان سے روایات لیتے ہیں۔

۱۳:۔ محمد ابن زید:۔ ابن عبداللہ ابن عمر فاروق اپنے دادا اور حضرت ابن عباس سے روایات لیتے ہیں ثقہ ہیں۔

۱۴:۔ محمد ابن کعب:۔ آپ قرظی مدنی ہیں ایک جماعت صحابہ سے روایات لیتے ہیں ۱۰۸ ایک سو آٹھ میں وفات پائی۔

۱۵:۔ محمد ابن ابی مجالد:۔ آپ کوفی تابعی ہیں آپ سے ابو اسحاق نے روایت کی۔

۱۶:۔ محمد ابن قیس:۔ ابن مخرمہ آپ قرشی حجازی ہیں حضرت عائشہ صدیقہ اور ابو ہریرہ سے روایات لیتے ہیں۔

۱۷:۔ محمد ابن ابراہیم:۔ آپ قرشی تیمی ہیں حضرت علقمہ وغیرہ سے ملاقات ہے۔

۱۸:۔ محمد ابن ابی بکر عوف:۔ آپ ثقفی ہیں حجازی ہیں حضرت انس سے راوی۔

۱۹:۔ محمد ابن مسلم:۔ آپ کی کنیت ابو الزبیر ہے آپ کا ذکر زا کی تختی میں ہو چکا۔

۲۰:۔ محمد ابن قاسم:۔ آپ کی کنیت ابو خلاد ہے نابینا تھے ابو العباس نام مشہور ہے اصل آپ کی یمامہ ہے ولادت ایک سو اکیانوے میں اہواز میں ہوئی پرورش بصرہ میں اپنے زمانہ میں قوت حافظہ فصاحت و بلاغت فی البدیہہ جواب دینے میں مشہور تھے ۲۸۳ دو سو تراسی میں وفات پائی۔

۲۱:۔ محمد ابن فضل:۔ ابن عطیہ اپنے والد اور زیاد ابن علاقہ سے روایات لیتے ہیں ۱۸۰ ایک سو اسی میں آپ کی وفات ہوئی۔

marfat.com

۲۲:۔ محمد ابن اسحاق:۔ آپ مدنی ہیں قیس ابن مخرمہ کے آزاد کردہ ہیں تابعی ہیں انس ابن مالک اور سعید ابن مسیب سے روایات لیں آپ سے اکابر علماء نے احادیث لیں۔ جیسے یحیٰ ابن سعید سفیان ثوری امام نخعی ابن عیینہ وغیرہم آپ سیر غزوات' اخبار' قصص انبیاء علم حدیث قرآن فقہ کے بڑے ہی عالم تھے۔ بغداد میں رہے وہاں ہی خدمت حدیث کی وہاں ہی ۱۰۵ ایک سو پانچ میں وفات ہوئی وہاں ہی کے مقبرہ خیزران جانب شرقی میں دفن ہوئے۔

۲۳:۔ مسدد ابن مسرہد:۔ آپ بصری ہیں حماد ابن زید اور ابو عوانہ سے روایات لیتے ہیں ۲۲۸ دو سو اٹھائیس میں وفات پائی۔

۲۴:۔ مجاہد ابن جبر:۔ آپ کی کنیت ابو حجاج ہے عبداللہ ابن سائب مخزومی کے آزاد کردہ ہیں مکہ معظمہ کے عظیم الشان تابعی وہاں کے فقیہ بڑے قاری قراءۃ کے امام مفسرین کے پیشوا ہیں ۱۰۰ ایک سو میں وفات ہوئی آپ مشہور تابعی ہیں۔

۲۵:۔ مہاجر ابن مسمار:۔ آپ زہری خاندان کے آزاد کردہ ہیں عامر ابن سعد ابن ابی وقاص سے روایات لیتے ہیں ثقہ ہیں آپ سے ابو ذیب نے احادیث لیں۔

۲۶:۔ مکحول ابن عبداللہ:۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے شامی ہیں غزول کابل میں گرفتار ہو کر آئے قبیلہ بنی قیس یا بنی لیث کی آزاد کردہ ہیں امام اوزاعی کے استاذ ہیں امام زہری فرماتے ہیں کہ علماء کاملین چار ہیں مدینہ منورہ میں ابن مسیب کوفہ میں شعبی' بصرہ میں خواجہ حسن بصری شام میں مکحول' مکحول کے زمانے میں ان جیسا مفتی کوئی نہ تھا آپ فتوئی دیتے وقت پہلے لاحول الخ پڑھتے تھے پھر فتوے دیتے پھر کہتے کہ یہ میری شرعی رائے ہے رائے غلط بھی ہو سکتی ہے اور صحیح بھی بہت صحابہ سے ملاقات ہے ۱۱۸ ایک سو اٹھارہ میں وفات پائی ایک خلق خدا نے آپ سے فیض لیا۔

۲۷:۔ مسروق ابن اجدع:۔ آپ ہمدانی کوفی ہیں حضور انور کی وفات سے پہلے ایمان لائے خلفاء راشدین سے ملاقات کی اپنے وقت کے بڑے فقیہ عالم تھے مرہ ابن شرحبیل کہتے ہیں کہ کسی ہمدانی عورت نے مسروق جیسا نہ جنا امام شعبی کہت ہیں کہ اگر کوئی گھرانہ جنت کے لئے پیدا کیا گیا ہے تو وہ یہ لوگ ہیں اسود' علقمہ' مسروق' محمد ابن منتشر کہتے ہیں کہ خالد ابن عبداللہ بصرہ کے حاکم تھے۔ ایک بار انہوں نے مسروق کو تیس ہزار روپیہ ہدیہ کئے اس وقت مسروق بہت حاجت مند تھے مگر آپ نے قبول نہ کئے بچپن میں آپ چرالئے گئے تھے اسی لئے آپ کو مسروق کہا جاتا ہے آپ کی وفات کوفہ میں ۶۲ باسٹھ میں ہوئی۔

۲۸:۔ مرثد ابن عبداللہ:۔ آپ کی کنیت ابو الخیر ہے یزنی مصری ہیں جماعت صحابہ سے ملاقات ہے۔

۲۹:۔ مالک ابن مرثد:۔ آپ اپنے والد مرثد سے روایات لیتے ہیں آپ سے سماک ابن ولید وغیرہ روایات لیتے ہیں۔

۳۰:۔ مسلم ابن ابی بکرہ:۔ آپ ثقفی تابعی ہیں اپنے والد سے احادیث لیت ہیں۔

۳۱:۔ مسلم ابن یسار:۔ آپ جہنی ہیں ترمذی نے آپ سے بروایت عمر حدیث نقل کی بخاری فرماتے ہیں کہ آپ نعیم سے وہ

marfat.com

حضرت عمر سے راوی ہیں۔

۳۲:۔ مصعب ابن سعد:۔ ابن ابی وقاص آپ قرشی ہیں اپنے والد اور حضرت علی سے روایات لیتے ہیں۔

۳۳:۔ معن ابن عبد الرحمٰن:۔ ابن عبد اللہ ابن مسعود آپ ہزلی ہیں اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

۳۴:۔ معدان ابن طلحہ:۔ آپ ۔عمری ہیں حضرت عمر' ابوالدرداء اور ثوبان سے روایات لیتے ہیں۔

۳۵:۔ معمر ابن راشد:۔ آپ کی کنیت ابو عروہ ہے۔ بنی ازد کے آزاد کردہ ہیں یمن کے عالم ہیں عبد الرزاق نے آپ سے دس ہزار احادیث لیں اٹھاون سال عمر ہوئی ۱۵۳ ایک سو ترپن میں وفات پائی۔

۳۶:۔ مہلب ابن ابی صفرہ:۔ آپ ازدی ہیں آپ کے درجات مشہور ہیں اور خوارج سے آپ کی جنگیں مشہور ہیں آپ کی وفات عبد الملک ابن مروان کے زمانہ میں ۸۳ تراسی میں خراسان کے علاقہ مرو میں ہوئی بصرہ کے تابعی ہیں۔

۳۷:۔ مورق ابن مشمرج:۔ آپ کی کنیت ابو المعتمر ہے عجلی بصری ہیں حضرت ابوذر' انس' ابن عمر وغیرہم صحابہ سے روایات لیتے ہیں۔

۳۸:۔ موسیٰ ابن طلحہ:۔ آپ کی کنیت ابو عیسیٰ ہے۔ تیمی قرشی ہیں ۱۰۴ ایک سو چار میں وفات پائی۔

۳۹:۔ موسیٰ ابن عبد اللہ:۔ آپ جہنی کوفی ہیں مجاہد اور مصعب وغیرھما روایات لیتے ہیں۔

۴۰:۔ موسیٰ ابن عبیدہ:۔ آپ زیدی ہیں محدثین نے آپ کو ضعیف کہا ہے ۱۵۳ ایک سو ترپن میں وفات پائی۔

۴۱:۔ مطرف ابن عبد اللہ ابن شخیر:۔ آپ عامری بصری ہیں حضرت عثمان ابن ابی العاص اور ابوذر سے روایات لیتے ہیں ۸۷ ستاسی کے بعد وفات پائی۔

۴۲:۔ معاذ ابن عبد اللہ:۔ ابن حبیب آپ جہنی مدنی ہیں اپنے والد سے روایات لیتے ہیں۔

۴۳:۔ مخلد ابن خفاف:۔ آپ حضرت عروہ سے روایات لیتے ہیں۔

۴۴:۔ مخلد ابن فلفل:۔ آپ مخزومی کوفی ہیں حضرت انس سے ملاقات ہے۔

۴۵:۔ مختار ابن ابی عبید ابن مسعود یہ:۔ ثقفی ہے اس کے والد صحابی ہیں مختار ہجرت کے سال پیدا ہوا مگر حضور انور کی زیارت نہ کر سکا عبد اللہ بن عصمہ فرماتے ہیں کہ مختار وہ ہی جھوٹا ہے جس کے متعلق حضور انور نے فرمایا تھا کہ ثقیف میں ایک جھوٹا ہو گا یہ شخص پہلے علم فضل اور عمل میں مشہور تھا دل کا چور تھا جب یہ حضرت عبد اللہ ابن زبیر سے الگ ہوا اور سلطنت کا خواہاں ہوا

marfat.com

تو اپنے بغض و بد عقیدگی ظاہر کرنے لگا اس سے بہت سی حرکات خلاف دین ظاہر ہوئیں۔ حضرت امام حسین کی شہادت کے بعد اس نے یزیدیوں سے بدلہ لینے کا اعلان کیا تاکہ اس ذریعہ سے سلطنت حاصل کرے اسی حال پر رہا حتیٰ کہ مصعب ابن زبیر کے زمانہ میں ۶۷ سرسٹھ میں قتل کیا گیا۔ مترجم کہتا ہے کہ اس کی قبر کوفہ میں ہے شیعہ اس کی زیارت کرتے ہیں فقیر نے دیکھی ہے عبداللہ ابن زیاد کو اسی نے قتل کرایا۔ پھر وحی کا دعویدار ہو گیا۔

۴۶:۔ مغیرہ ابن زیاد:۔ آپ بجلی موصلی ہیں عکرمہ مکحول وغیرھما سے روایات لیتے ہیں احمد ابن حنبل کہتے ہیں کہ منکر الحدیث ہیں صحابی نہیں۔

۴۷:۔ مغیرہ ابن مقسم:۔ آپ کوفی فقیہ ہیں نابینا تھے آپ فرماتے تھے کہ میرے کان میں جو پڑ جاتا ہے وہ میرے حافظ سے نہیں نکلتا ۱۳۳ ایک سو تینتیس میں وفات ہے۔

۴۸:۔ مثنی ابن صباح:۔ آپ یمنی پھر مکی ہیں بعض لوگوں نے کہا کہ یہ حدیث میں نرم ہیں ۱۴۹ ایک سو انچاس میں فوت ہوئے۔

۴۹:۔ معاویہ ابن قرہ:۔ آپ کی کنیت ابو یاس ہے بصری ہیں اپنے والد اور حضرت انس اور عبداللہ ابن معقل سے روایات لیتے ہیں۔

۵۰:۔ معاویہ ابن مسلم:۔ آپ کی کنیت ابو نوفل ہے حضرت ابو نوفل ہے حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایات لیتے ہیں۔

۵۱:۔ میناء:۔ آپ عبدالرحمن ابن عوف کے آزاد کردہ ہیں خود ان سے اور حضرت عثمان و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایات لیتے ہیں۔

marfat.com

مکتبہ اسلامیہ

لاہور

فیصل آباد